تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد چہارم

حضرت امیر معاویہؓ تا سلیمان بن عبدالمالک

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

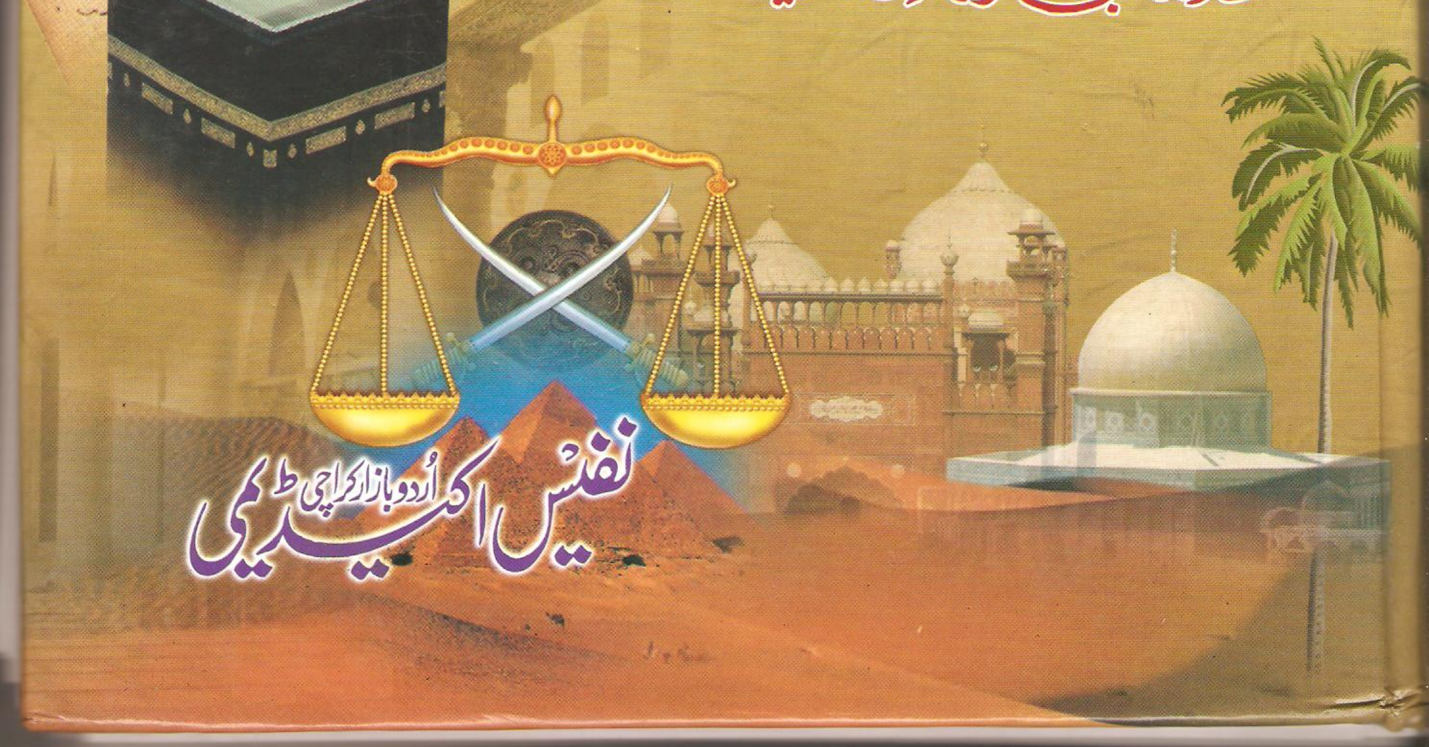

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد چہارم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے شہادت حسین رضی اللہ عنہ تک

حصہ اوّل

(۴۱ھ تا ۶۶ھ)

حضرت امام حسینؓ اور حکومت یزید کے تفصیلی حالات

ترجمہ: سید حیدر علی طباطبائی

حضرت امیر معاویہؓ کے بیس سالہ دور حکمرانی کے حالات، جب مسلمان فاتحین کابل اور افغانستان کو فتح کر کے درۂ خیبر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ افریقہ میں قیروان فتح ہوا اور تونس، سوڈان میں فتح و کامرانی کا پرچم لہرایا۔ یہ کشور کشائی و تمدن آفرینی کی حیرت انگیز تاریخ ہے۔ امیر معاویہؓ کی وفات کے سات ماہ بعد کربلا کا خونی واقعہ پیش آیا اور تاریخ اسلام کے صفحات پر خون شہادت کی مقدس مہر ثبت ہوئی۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب
چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ______ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ______ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: ______ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی
طبع: ______ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن: ______ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت

از

چوهدری محمّد اقبال سلیم گاهندری

ابوجعفر ابن جریر طبری کی مشہور و معروف تاریخ ''تاریخ امم والملوک'' کے اردو ترجمہ کی یہ چوتھی جلد پیش خدمت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس تاریخ سے قبل بھی اسلامی دور کی تاریخیں لکھی گئی ہیں مثلاً بلاذری' یعقوبی' ابن حبیب بغدادی اور علامہ ابن ہشام کا زمانہ ظاہر ہے کہ ان سے پہلے تھا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس سے پہلے کی تاریخیں عمومی تاریخ اسلام نہیں ہیں۔ اس لیے ابن جریر کی اس تاریخ کو وہ ارفع مقام حاصل ہے جہاں اس کا کوئی مثیل نہیں۔

یہ چوتھی جلد جس زمانے کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے یہ اسلامی تاریخ کا اہم ترین دور ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جن کے ہاتھ پر ۴۱ھ میں حضرت امام حسن علیہ السلام نے بیعت کر کے امت کی ایک خطرناک لڑائی کا خاتمہ کیا تھا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کے اس دانشمندانہ اقدام نے امت کو تباہی سے بچا کر زمام اختیار ایسے مدبر اور ماہر سیاست کے ہاتھ میں دے دی جو نہ صرف اپنے وقت میں بے مثال صلاحیتوں کا مالک تھا بلکہ زمانہ مابعد میں بھی اس کا کوئی جواب پیدا نہ ہو سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جن بزرگوں کو براہِ راست تربیت حاصل ہوئی تھی ان میں سے آخری صاحبِ اقتدار صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے' وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی' حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند' اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ قابل اعتماد جنرل اور گورنر' سیاست و تدبر میں بے مثال' میدان جنگ کے بہترین سپاہی' اپنے زمانہ میں سب سے بہتر تمدن آفرین دماغ رکھنے والے بزرگ تھے۔

کسی قوم کا ابتدائی دور وسعت پذیری اور کشور کشائی کا دور ہوتا ہے اور دوسرا دور تمدن آفرینی اور تہذیب کا دور ہوتا ہے' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پہلے دور کا انتہائی کمال کا زمانہ ہے جب کہ مسلمان فاتحین ۴۴ھ میں کابل اور افغانستان کو فتح کر کے درہ خیبر تک پہنچ گئے تھے۔ بلوچستان کا اکثر حصہ ان کے زیرنگیں تھا' افریقہ میں قیروان فتح ہوا تونس کی فتح کی تکمیل ہوئی' سوڈان فتح ہوا مسلمانوں کا پہلا بحری بیڑہ اور بحری فوج تیار ہوئی اس بحری بیڑے نے فلنا سا سے چل کر قبرص پر قبضہ کر لیا۔ یہ پہلا بحری بیڑہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا۔ دوسری طرف تمدن آفرینی دیکھئے خط دیوانی انھیں کی ایجاد ہے' مرکزی سکریٹریٹ کی تنظیم انہی نے کی' آبپاشی کی نہریں انھیں نے کھدوائیں' ڈاک خانے انھیں نے قائم کیے' سب سے پہلا رہائشی ہسپتال انہی نے بنایا' ایک

متمدن قوم کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان سب کی تکمیل کی۔

تاریخ کا یہ حصہ اسی دور کے حالات پر مشتمل ہے' ۶۰ ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے سات ماہ بعد تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ مشہور اور دردناک حادثہ' حادثہ کربلا پیش آیا۔ یہ واقعہ پیش نہ آیا ہوتا تو بڑا اچھا ہوتا' لیکن تاریخ کا دھارا کبھی کبھی انسانی ہاتھوں سے باہر نکل جاتا ہے' یہودیوں کی وہ سازش جو آج بھی فلسطین میں بیٹھ کر سارے ہی مسلمانوں کا خون بہا دینا چاہتی ہے وہ اس وقت بھی غافل نہ تھی اس کے بعد اس آگ کو وہ اتنی ہوا دیتے رہے کہ خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقدس خون سے بھی یہ آگ نہ بجھ سکی۔

عام طور پر لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفتوں کے جو قصے مشہور ہیں ان کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں اس کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے ہم کو یہ بات فراموش نہیں کر دینی چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مصاحب تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی زیاد بن ابی سفیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے فارس کے گورنر مقرر تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زیاد بن ابی سفیان پر پورا اعتماد تھا' اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سر دربار برا بھلا کہہ سکتے تھے اور ہمیشہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے موردِ الطاف رہے۔

نفیس اکیڈیمی اپنی ہمت و ذرائع کے پیشِ نظر تیزی سے تاریخ طبری کا مکمل سیٹ شائع کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر ایک مجبوری درپیش یہ ہے کہ مترجمین نے ۱۴ھ سے لے کر ۴۰ تک کے واقعات جو عربی کے سات سو صفحات پر مشتمل ہیں ان کا اردو ترجمہ ہی نہیں کیا۔ تاریخ طبری حصہ سوم (خلافت راشدہ حصہ دوم) کا ترجمہ جلد از جلد ہونے پر بھی چھ ماہ کی مدت ضرور لگے گی۔ اگر حصہ سوم کے انتظار میں بقیہ حصوں کی اشاعت روک دی جاتی ہے تو ناظرین کو بڑا سوہان ہوتا۔ اس لیے تیسرے حصہ کا انتظار کیے بغیر کتاب شائع ہوتی رہے گی اور جیسے ہی تیسرے حصے کا ترجمہ ہو جائے گا سب سے پہلے اس کی اشاعت عمل میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

خدائے برتر و اعلیٰ کے فضل و کرم سے تاریخ طبری اب مکمل گیارہ حصوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں خلافت راشدہ حصہ دوم کا ترجمہ بھی شامل ہے۔

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
پہلا باب		باب ۲		حجار اور علی بن ابی شمر	۴۱
امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	۲۳	بغاوت خوارج	۳۲	خوارج کی روانگی	//
بیعت امام حسن رضی اللہ عنہ	//	والی مدینہ مروان بن حکم	//	مغیرہ کی خوارج کے خلاف تقریر	//
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی	//	شہادت علی رضی اللہ عنہ پر خوارج کا	//	رؤسائے قبائل کا تعاون	۴۲
اہل عراق کی بدعہدی	۲۴	اظہار مسرت	//	صعصعہ کی قبیلہ عبدالقیس میں تقریر	//
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی علیحدگی	۲۵	حیان بن ظبیان	۳۳	مستورد اور سلیم بن محدوج	۴۳
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی جعلی تحریر	//	حیان بن ظبیان کی روانگی کوفہ	//	معاذ بن جوین خارجی کے اشعار	۴۴
۴۱ھ کے واقعات	۲۶	خوارج کی تین اہم شخصیتیں	۳۴	معقل کی خوارج سے لڑنے کی پیشکش	//
امام حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری	//	مستورد بن علفہ کا انتخاب	//	صعصعہ بن صوحان	۴۵
امام حسن رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں تقریر	//	بسر بن ارطاۃ کا دورہ مکہ و یمن	//	معقل بن قیس کی روانگی	//
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اطاعت	۲۷	مغیرہ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہم	۳۵	معقل بن قیس کو ہدایات	۴۶
قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی مصالحت	//	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو زیاد سے خطرہ	//	اعلان جہاد کوفہ میں	//
امام حسن رضی اللہ عنہ کی روانگی کوفہ	۲۸	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد کو پیش کش	۳۶	عبداللہ بن عقبہ غنوی	//
خوارج اور اہل کوفہ کی لڑائی	//	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور زیاد	//	نامہ مستورد بنام سماک بن عبید	//
امارت مصر پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا		امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور زیاد میں		عبداللہ بن عقبہ کی نامہ بری	۴۷
تقرر	//	مصالحت	//	عبداللہ بن عقبہ اور سماک کی گفتگو	//
بنی زیاد کی رہائی	۲۹	باب الفیل	۳۸	مستورد کا خوارج سے خطاب	۴۸
ابوبکرہ کی حق گوئی	//	۴۳ھ کے واقعات	۳۹	خوارج کا مذار میں قیام	۴۹
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیاد سے مطالبہ زر	//	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وفات	//	معقل بن قیس کا تعاقب	//
آل زیاد کو امان	۳۰	مستورد بن علفہ خارجی	//	ابوالرواغ اور خوارج کی جھڑپیں	۵۰
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد کو دھمکی	//	حیان بن ظبیان کے مکان کا محاصرہ	//	معقل کا خط بنام ابوالرواغ	//
عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا امارت بصرہ		مستورد بن علفہ کی روانگی حیرہ	۴۰	معقل بن قیس کی آمد	۵۱
پر قبضہ	۳۱	حجار بن ابجر	//	معقل بن قیس اور مستورد کی جنگ	//

خوارج کی پسپائی	۵۲	امیر بصرہ ابن عامر کی شکایت	۶۲	۴۷ھ کے واقعات	//
خوارج کا جرجرایا میں اجتماع	//	ابن عامر کی دمشق میں طلبی	//	عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ولایت مصر	
عبداللہ بن الحارث کو شبخون کا خطرہ	۵۳	ابن عامر کی معزولی	۶۳	سے معزولی	//
شریک بن اعور کی آمد	//	ابن عامر اور زیاد بن ابی سفیان میں رنجش	//	کوہستان غور و فراوندہ کی جنگ	//
خالد بن معدان اور بہیس جرمی کا		امیر معاویہؓ اور ابن عامر میں مصالحت	//	امیر حج عتبہ بن ابی سفیان	//
اختلاف	۵۴	امیر حج معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	۶۴	۴۸ھ کے واقعات	۷۲
شریک بن اعور اور معقل کی گفتگو	//	۴۵ھ کے واقعات	//	عبداللہ بن قیس کا جہاد	//
جرجرایا کا معرکہ	//	حارث بن عبداللہ کی معزولی	//	امیر حج مروان بن حکم	//
خوارج کا فرار	۵۵	زیاد بن ابی سفیان کا امارت بصرہ پر		۴۹ھ کے واقعات	//
ابوالرواغ کا تعاقب	//	تقرر	//	مروان بن حکم	//
پل نہر الملک کا انہدام	۵۶	زیاد کی بصرہ میں آمد	۶۵	کوفہ میں طاعون کی وبا	//
معقل بن قیس پر خوارج کا حملہ	//	خطبہ زیاد	//	امیر حج سعید بن عاص	۷۳
معقل بن قیس کا خاتمہ	//	عبداللہ بن اہتم اور زیاد	۶۷	۵۰ھ کے واقعات	//
عبداللہ بن عقبہ غنوی	۵۷	اہل بصرہ پر پابندیاں	//	مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات	//
عبداللہ بن عقبہ کا فرار	//	مدینہ رزق کی تعمیر	۶۸	زیاد کا کوفہ میں خطبہ	//
عبداللہ بن عقبہ کو امان	//	بصرہ میں امن و امان	//	ابن حصن کا قتل	//
ابوالرواغ کا مشورہ	۵۸	صحابہ کبار کی حکومت میں شرکت	//	عمرو بن حمق کے خلاف شکایت	۷۴
مفرور فوجیوں کی ترغیب جنگ	//	خراسان کی تقسیم	۶۹	بصریوں کا قتل	//
ابوالرواغ کی کمک	۵۹	نافع پر عتاب	//	سمرہ کی سواری	//
مستورد کا قتل	//	نافع کی رہائی	//	قریب اور زحاف کا خروج	۷۵
خارجی سپاہ کا خاتمہ	۶۰	امارت خراسان پر حکم بن عمرو کا تقرر	//	فرقہ حروریہ کا قتل عام	//
قیس بن الہیثم کی معزولی و گرفتاری	//	حکم بن عمرو کی وفات	//	منبر رسول اللہ کی منتقلی کا ارادہ	//
قیس الہیثم اور ابن خازم	//	امیر حج مروان بن حکم	۷۰	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منبر رسولؐ کے	
ابن خازم کی طلبی و بحالی	//	۴۶ھ کے واقعات	//	متعلق معذرت	//
قیس بن الہیثم کی رہائی	۶۱	عبدالرحمٰن بن خالد کا انتقال	//	منبر رسول اللہ کی عظمت	۷۶
باب ۳		ابن اثال کا قتل	//	شہر قیروان کی تعمیر	//
زیاد بن ابی سفیان	۶۲	خطیم بن غالب خارجی کا قتل	//	عقبہ بن نافع کی معزولی	//
۴۴ھ کے واقعات	//	امیر حج عتبہ بن ابی سفیان	۷۱	ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات	۷۷

زیاد بن ابی سفیان اور فرزوق	۷۷	صائدین کا تکیہ	۸۸	عامر بن اسود عجلی کی سفارش	۹۷
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حتات	۷۸	بنی کندہ کی گرفتاری	//	ارقم عتبہ سعد اور ابن جویہ کی جاں بخشی	۹۸
فرزوق کے خلاف نالش	//	قیس بن یزید کی گرفتاری	//	مالک بن ہبیرہ کی حجر کے لئے سفارش	//
فرزوق کا فرار	//	سلیم بن یزید کی جاں نثاری	//	خثعمی کی پیش گوئی	//
فرزوق کی روانگی حجاز	۷۹	حجر اور جوانان بنی ذہل	۸۹	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حجر اور اصحاب حجر	
فرزوق کی سعید بن عاص سے امان		حجر کی قبیلہ نخع میں روپوشی	//	کو پیغام	//
طلبی	۸۰	زیاد کی محمد بن اشعث کو دھمکی	//	کریم بن عفیف خثعمی کو امان	۹۹
فرزوق کے امیر کی مدح میں اشعار	//	قیس بن یزید کی گرفتاری و رہائی	۹۰	عبدالرحمن غزی کی حق گوئی	۱۰۰
کوہستان اشل کی مہم	۸۱	عمرو بن یزید کی مشروط رہائی	//	عبدالرحمن غزی کا انجام	//
باب ۴		حجر بن عدی کی مشروط حوالگی کی پیشکش	//	شہداء کے اسمائے گرامی	//
حجر بن عدی	۸۲	حجر اور زیاد کی گفتگو	۹۱	امان پانے والے اصحاب حجر	۱۰۱
۵۱ھ کے واقعات	//	عمرو بن حمق کی گرفتاری	//	مالک بن ہبیرہ کوفی کا جوش انتقام	//
امیر معاویہؓ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	//	عمرو بن حمق کا قتل	//	مالک بن ہبیرہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	
حکم بن عمر غفاری کی وفات	//	قبیصہ بن ضبیعہ کی گرفتاری	۹۲	میں مصالحت	//
حجر بن عدی	۸۳	قیس بن عباد کی حق گوئی و اسیری	//	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ	
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے خطبہ کی		عبداللہ بن خلیفہ طائی کی گرفتاری	//	رضی اللہ عنہا کا اظہار ناراضگی	//
مخالفت	//	عدی بن حاتم کا کوفہ سے اخراج	۹۳	حجر بن عدی کی شہادت پر مرثیے	۱۰۲
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی نرم پالیسی	//	رؤسائے ارباع کی گواہی	//	حجر بن عدی پر دوسرا مرثیہ	//
مغیرہ بن شعبہ کی وفات	۸۴	حجر بن عدی کے خلاف گواہی	۹۴	قیس بن عباد کی شہادت	۱۰۳
زیاد اور حجر بن عدی	//	بنی ربیعہ کی گواہی	۹۵	عبداللہ بن خلیفہ کا قصیدہ	//
حجر بن عدی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی		مختار بن ابی عبید اور عروہ بن مغیرہ کا		امارت خراسان پر خلید بن عبداللہ کا	
گفتگو	۸۵	گواہی سے گریز	//	تقرر	۱۰۵
حجر بن عدی کے متعلق دوسری روایت	//	قبیصہ کا استقلال	//	فتح بلخ	۱۰۶
حجر بن عدی سے اہل کوفہ کی علیحدگی	۸۶	حجر اور اصحاب حجر کی روانگی	۹۶	امیر حج یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ	//
اصحاب حجر پر حملہ	//	زیاد کا امیر معاویہؓ کے نام خط	//	باب ۵	
عبداللہ بن عوف کا انتقام	//	شریح بن ہانی کی اپنی گواہی سے برات	//	یزید کی ولی عہدی	۱۰۷
ابوعمرطہ کی کارگزاری	۸۷	زیاد کا قتل حجر پر اصرار	۹۷	۵۲ھ کے واقعات	//
کوفہ میں خانہ جنگی کی ابتداء	//	حجر بن عدی اور عامر بن اسود عجلی	//	سفیان بن عوف ازدی کی وفات	//

امیر حج سعید بن عاص	//
۵۳ھ کے واقعات	//
جزیرہ رودس کی فتح	//
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بددعا	//
زیاد کی علالت	۱۰۸
زیاد کی ہجو میں فرزدق کے اشعار	//
ربیع بن زیاد کی زندگی سے بیزاری وموت	//
سمرہ بن جندب کی معزولی	۱۰۹
امیر حج سعید بن عاص	//
۵۴ھ کے واقعات	//
جزیرہ سے مسلمانوں کی واپسی	//
سعید بن عاص کی معزولی	۱۱۰
امارت مدینہ پر مروان بن حکم کا تقرر	//
مروان اور سعید بن عاص کی گفتگو	//
عبیداللہ بن زیاد	۱۱۱
امارت خراسان پر عبیداللہ بن زیاد کا تقرر	۱۱۲
ابن زیاد کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نصیحت	//
ابن زیاد کی روانگی خراسان	//
بخارا کی فتح	۱۱۳
عبیداللہ بن زیاد کی شجاعت	//
امیر حج مروان بن حکم	//
۵۵ھ کے واقعات	//
عبداللہ بن عمرو بن غیلان کی معزولی	//
امارت بصرہ پر ابن زیاد کا تقرر	۱۱۴
۵۶ھ کے واقعات	//
متفرق واقعات	//
مغیرہ بن شعبہ کا استعفیٰ وتقرری	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کی جانشینی کے متعلق مشورہ	۱۱۵
عبید بن کعب نمیری کی رائے	//
یزید کی جانشینی کے متعلق زیاد کا جواب	۱۱۶
ولی عہدی کی بیعت کی کوشش	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو	//
ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا جواب	//
ابن عمر کی گوشہ نشینی	۱۱۷
عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو قتل کی دھمکی	//
سعید بن عثمان کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاب	۱۱۸
امارت خراسان پر سعید بن عثمان کا تقرر	//
ابن عثمان رضی اللہ عنہما اور اہل صغد کا مقابلہ	//
اہل صغد کی شکست	۱۱۹
سعید بن عثمان کا خراسان سے فرار	//
باب ۶	
عبیداللہ بن زیاد	۱۲۰
۵۷ھ کے واقعات	//
مروان بن حکم کی معزولی	//
۵۸ھ کے واقعات	//
متفرق واقعات	//
خوارج کی رہائی	//
حیان بن ظبیان خارجی کی بیعت	۱۲۱
معاذ کی رائے۔	//
خروج کے متعلق حیان کا مشورہ	//
عتریس بن عرقوب شیبانی کا اختلاف	//
حیان بن ظبیان کا مشورہ	۱۲۲
خوارج کا اجتماع	//
ام الحکم اور ابن حدیج میں تلخ کلامی	//
عروہ بن ادیہ کی ابن زیاد سے سخت کلامی	۱۲۳
عروہ بن ادیہ کا قتل	//
ابو بلال مرداس بن ادیہ	//
ابو بلال مرداس کی پابندی عہد	۱۲۴
مرداس کا خروج	//
امیر حج ولید بن عتبہ	//
۵۹ھ کے واقعات	//
عبدالرحمٰن بن زیاد کا امارت خراسان پر تقرر	//
عبدالرحمٰن بن زیاد کی معزولی	۱۲۵
شرفائے عراق کا وفد	//
احنف بن قیس کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ	//
یزید بن مفرغ حمیری	۱۲۶
عباد بن زیاد کی ہجو	//
منذر بن جارود کی ابن مفرغ کو امان	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن مفرغ	۱۲۷
عبدالرحمٰن بن حکم اور عبیداللہ بن زیاد میں مصالحت	//
ابن مفرغ کی روانگی اہواز	۱۲۸
ابن مفرغ کو ابن زیاد کی امان	//
امیر حج عثمان بن محمد	//

باب ۷

وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۲۹
۶۰ ھ کے واقعات	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو نصیحت	//
وصیت کے متعلق دوسری روایت	//
مدت حکومت	۱۳۰
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر	//
مرض الموت	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری دن	۱۳۱
مال کے متعلق وصیت	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب	۱۳۲
ازواج و اولاد	//
نائلہ بنت عمارہ کلبیہ	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متفرق حالات	۱۳۳
دربان کا تقرر	//
دیوان خاتم کا قیام	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص	//
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۳۴
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول	//
ابو بردہ کے لیے یزید کی سفارش	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن اشعث	۱۳۵
ربیعہ بن عسل یربوعی	//
عتبہ اور عنبسہ میں کشیدگی	//
قیصر کی پیش قدمی	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ہدایات	۱۳۶
ابرہہ بن صباح کی رہائی	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اعتراف	//
زید بن عمرو اور بسر بن ارطاۃ	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پسندیدگی	۱۳۷
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمن بن حکم کو نصیحت	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مروان	//
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حلم	۱۳۸
عبداللہ بن جعفر اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم	//
ابن عباس کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے	//

باب ۸

یزید بن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۳۹
یزید کا ولید بن عتبہ کے نام خط	//
ولید بن عتبہ اور مروان بن حکم	//
مروان بن حکم کا ولید کو مشورہ	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی	۱۴۰
امام حسین رضی اللہ عنہ اور ولید بن عتبہ کی ملاقات	//
امام حسین رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم میں تلخ کلامی	//
ولید بن عتبہ کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے انکار	۱۴۱
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طلبی	//
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا فرار	//
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا تعاقب	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی مکہ۔	۱۴۲
محمد بن حنفیہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو	//
محمد بن حنفیہ کا مشورہ	//
ابو سعید مقبری کی روایت	۱۴۳
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیعت سے انکار	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ میں آمد	//
ولید بن عتبہ کی معزولی	//
امیر مدینہ عمرو بن سعید	۱۴۴
رئیس شرطہ عمرو بن زبیرؓ کے مظالم	//
ابن سعید کی مکہ پر فوج کشی	//
عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کا خط بنام عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	۱۴۵
عبداللہ بن صفوان	//
عبداللہ بن صفوان کی برہمی	//
عمرو بن زبیر کی گرفتاری	//
ابن زبیرؓ کے متعلق یزید کی قسم	۱۴۶
مکہ پر فوج کشی پر ابو شریح کی مخالفت	//
عمرو بن زبیر کا خاتمہ	//

باب ۹

مسلم بن عقیل	۱۴۷
مسلم بن عقیل کی روانگی کوفہ	//
مسلم بن عقیل کی کوفہ میں آمد	//
امارت کوفہ پر ابن زیاد کا تقرر	//
بنی تمیم کے غلام کی مخبری	//
ہانی بن عروہ کی طلبی	۱۴۸
ہانی بن عروہ کی گرفتاری	//
قصر ابن زیاد کا محاصرہ	//

مسلم بن عقیل سے کوفیوں کی بدعہدی	۱۴۹	ابن زیاد کے قتل کا منصوبہ	//	اہل کوفہ کی مسجد کوفہ میں حاضر ہونے	//
مسلم بن عقیل کی گرفتاری	//	ہانی بن عروہ اور ابن زیاد کی گفتگو	۱۵۸	کی منادی	۱۶۶
امام حسینؓ اور عبداللہ بن مطیع میں گفتگو	۱۵۰	ہانی بن عروہ پر ابن زیاد کا حملہ	//	ابن عقیل کی گرفتاری یا قتل کا اعلان	//
اہل مکہ کی امام حسینؓ سے عقیدت	//	قبیلہ مذحج کا محاصرہ	//	بلال بن اسید کی مخبری	۱۶۷
سلیمان بن صرد کا شیعان علی سے خطاب	//	مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ	۱۵۹	ابن اشعث اور ابن عقیل کی جنگ	//
امام حسینؓ کو کوفہ آنے کی دعوت	۱۵۱	آزاد غلام معقل	//	مسلم بن عقیل کی شجاعت	//
کوفیوں کے خطوط بنام امام حسینؓ	//	شریک بن اعور کی علالت	//	ابن عقیل کے لیے ابن اشعث کی امان	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کا خط بنام اہل کوفہ	//	شریک بن اعور کی وفات	۱۶۰	مسلم بن عقیل اور سلمی	۱۶۸
ماریہ بنت سعد	۱۵۲	معقل کی جاسوسی	//	ابن اشعث سے ابن عقیل کی وصیت	//
یزید بن نبیط	//	ہانی بن عروہ کی مصنوعی علالت	//	ابن اشعث کا قاصد	//
مسلم بن عقیل کے راہبروں کی موت	//	ہانی کی یرغمال کی پیشکش	//	ابن زیاد کا امان دینے سے انکار	۱۶۹
ابن مسیب کا گھر	۱۵۳	ہانی بن عروہ اور مسلم باہلی	۱۶۱	مسلم بن عمرو باہلی کی گستاخی	//
عابس ابن ابی شبیب شاکری	//	ہانی کی ابن زیاد کو دھمکی	//	مسلم بن عقیل کی پانی پینے سے محرومی	//
حبیب بن مظاہر فقعسی	//	قاضی شریح کی گواہی	۱۶۲	مسلم بن عقیل کی ابن سعد کو وصیت	۱۷۰
نعمان بن بشیر والی کوفہ کا خطبہ	//	قاضی شریح اور ہانی بن عروہ	//	ابن زیاد اور ابن عقیل کی تلخ کلامی	۱۷۰
عبداللہ بن مسلم حضرمی کی نعمان کے		ابن زیاد کا مسجد سے فرار	//	ابن زیاد کی لاف گزانی	۱۷۱
خلاف شکایت	۱۵۴	مسلم بن عقیل کے پاس کوفیوں کا		مسلم بن عقیل کی شہادت	//
یزید کا سرجون سے مشورہ	//	اجتماع	۱۶۳	ابن اشعث کی ہانی کے لیے امان طلبی	۱۷۲
یزید کا خط بنام ابن زیاد	//	ابن عقیل کی قصر ابن زیاد کی طرف		ہانی بن عروہ کو قتل کرنے کا حکم	//
امام حسینؓ کے خطوط بنام شرفائے		پیش قدمی	//	ہانی بن عروہ کا قتل	//
بصرہ	۱۵۵	ابن زیاد کی پریشانی	//	عبدالاعلیٰ کلبی کا قتل	//
عبیداللہ بن زیاد کا اہل بصرہ سے		عبدالاعلیٰ کی گرفتاری	۱۶۴	عمارہ بن صلخب کا خاتمہ	۱۷۳
خطاب	//	عمارہ بن صلخب کی گرفتاری	//	مسلم و ہانی کے سروں کی روانگی	//
ابن زیاد کی بصرہ سے روانگی	//	ابن زیاد کی شرفائے شہر کو ہدایت	//	یزید کا خط بنام ابن زیاد	//
عبیداللہ بن زیاد کی اہل کوفہ کو دھمکی	۱۵۶	کثیر بن شہاب کی تقریر	//	مختار اور عبداللہ بن حارث کی گرفتاری	//
عبداللہ بن حارث اور شریک بن اعور	//	اہل کوفہ کی عہد شکنی	۱۶۵	باب ۱۰	
ابن زیاد کی کوفہ میں آمد	۱۵۷	مسلم بن عقیل اور طوعہ	//	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۷۵
نعمان بن بشیر اور ابن زیاد	//	طوعہ کی مسلم بن عقیل کو امان	//	عمرو بن عبدالرحمن کی امام حسین رضی اللہ عنہ	//

سے درخواست	//
عبداللہ بن عباس کی مخالفت	//
عبداللہ بن زبیر کے متعلق امام	
حسین رضی اللہ عنہ کی رائے	۱۷۶
ابن عباس رضی اللہ عنہما کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو	
یمن جانے کا مشورہ	//
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اہل بیت کے	
ساتھ جانے پر مخالفت	//
امام حسینؓ اور ابن زبیر کی گفتگو	۱۷۷
امام حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ میں جنگ	
کرنے سے انکار	//
امام حسینؓ اور یحییٰ بن سعید میں جھڑپ	//
امام حسینؓ کی فرزدق شاعر سے	
ملاقات	//
فرزدق بن غالب کا بیان	۱۷۸
فرزدق اور عبداللہ بن عمر بن عاص	
سے ملاقات	//
فرزدق کی ابن عمرؓ سے بدکلامی	۱۷۹
عبداللہ بن جعفر کا خط بنام امام حسینؓ	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کو خواب میں رسول	
اللہ کا حکم	//
عمرو بن سعید کا امام حسینؓ کے لیے	
امان نامہ	۱۸۰
برادران مسلم کا قصاص پر اصرار	//
عمرو بن سعد بن ابی وقاص کو امارت	
رے کا لالچ	//
ابن سعد بن ابی وقاص کی امام حسینؓ	
پر فوج کشی	//
ابو برزہ اسلمی کا اظہار حق	۱۸۱
اہل بیت کا نوحہ	//
مسجد کی بے حرمتی	۱۸۲
شام و بصرہ کے راستوں کی ناکہ بندی	//
ابن زیاد کے حکم کی تعمیل پر اصرار	۱۸۳
زہیرؓ بن قین کی امام حسینؓ سے	
ملاقات	//
ابن زیاد کے عتاب کی ابن سعد کو	
اطلاع	//
راس الجالوت کا کربلا کے متعلق بیان	۱۸۴
حصین بن نمیر کی روانگی	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کا حاجر میں قیام	//
قاصد امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۸۵
عبداللہ بن مطیع عدوی	//
زہیر بن قین کا جذبہ شہادت	//
عبداللہ اور مذری	۱۸۶
شہادت مسلم کی امام حسین رضی اللہ عنہ کو	
اطلاع	//
آل عقیل کے اصرار پر امام حسین رضی اللہ عنہ	
کا عزم کوفہ	۱۸۷
عبداللہ بن بقطر کی شہادت کی اطلاع	//
امام حسینؓ کا اپنے ہمراہیوں سے	
خطاب	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کا بطن العقبہ میں قیام	۱۸۸
امیر حج عمرو بن سعید	//
باب ۱۱	
سانحہ کربلا	۱۸۹
۶۱ھ شروع ہوا	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کا شراف میں قیام	//
حر کا لشکر	//
حر کے ایک سپاہی سے حسن سلوک	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کی نماز ظہر کی امامت	۱۹۰
امام حسین رضی اللہ عنہ کا لشکر حر سے خطاب	//
حر کی مزاحمت پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی	
خفگی	۱۹۱
حر کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیضہ میں خطبہ	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذی حسم میں خطبہ	۱۹۲
زہیر بن قین بجلی کا جذبہ جہاد	//
طرماح بن عدی کی آمد	//
حر کا طرماح اور ان کے ساتھیوں کو	
گرفتار کرنے کا قصد	۱۹۳
قیس بن مسہر کی شہادت کا بیان	//
طرماح کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوہ اجا پر	
جانے کا مشورہ	۱۹۴
طرماح کی روانگی کوفہ	//
امام حسینؓ اور عبیداللہ بن الحر	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت کی بشارت	۱۹۵
امام حسین رضی اللہ عنہ کا نینوا میں قیام	//
ابن زیاد کے قاصد کی آمد	//
ابوشعثاء یزید بن مہاجر کی قاصد سے	
گفتگو	۱۹۶
زہیر بن قین کا حملہ کرنے کا مشورہ	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کا عقر (کربلا) میں	
قیام	//
حمزہ بن مغیرہ کا ابن سعد کو مشورہ	//

عبداللہ بن یسار اور ابن سعد	۱۹۷	امام زین العابدین کا بیان	//	یزید بن معقل اور بریر میں مباہلہ	۲۱۵
ابن سعد کی امام حسینؓ پر فوج کشی	//	حضرت زینب کی آہ وزاری	//	یزید بن معقل کا قتل	//
کثیر بن عبداللہ شعبی	//	حضرت زینب کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا		بریر بن حضیر پر حملہ	//
قرہ بن قیس حنظلی کی سفارت	۱۹۸	دلاسہ	۲۰۶	علی بن قرظہ کا قتل	۲۱۶
ابن سعد کا خط بنام ابن زیاد	//	حسینی قافلہ کی عبادت گزاری	//	یزید بن سفیان کا قتل	//
ابن زیاد کا پانی پر قبضہ کرنے کا حکم	۱۹۹	ابوحرب کی بدکلامی	//	مزاحم بن حریث کا خاتمہ	//
عبداللہ بن ابی حصین کو امام حسین رضی		حسینی لشکر کی ترتیب	۲۰۷	عمرو بن حجاج کا حسینی لشکر پر حملہ	۲۱۷
اللہ عنہ کی بددعا	//	ابن سعد کی صف بندی	//	حسینی لشکر کا پہلا زخمی	//
عبداللہ بن ابی حصین کا انجام	//	عبدالرحمٰن بن عبدربہ اور بریر بن حضیر	//	معرکہ کربلا کے پہلے شہید کی وصیت	//
حسینی قافلہ پر شدت پیاس کا غلبہ	//	امام حسینؓ کی دعا	۲۰۸	عبداللہ بن عمیر کلبی کی شہادت	//
امام حسینؓ اور ابن سعد کی ملاقات	//	شمر بن ذی الجوشن کی بدکلامی	//	اصحاب حسین رضی اللہ عنہ کا شدید حملہ	۲۱۸
امام حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط	۲۲۰	جنگ میں پہل کرنے سے امام حسینؓ		شبث بن ربعی کا لڑنے سے گریز	//
شمر بن ذی الجوشن کی فتنہ انگیزی	//	کی ممانعت	//	حر کی شمشیر زنی	//
ابن زیاد کا جنگ کرنے کا حکم	۲۰۱	امام حسین رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطبہ	۲۰۹	ابن مشرح کا بیان	//
شمر کے بھانجوں کے لیے امان	//	زہیر بن قین کا خطاب	۲۱۰	حسینی خیموں پر حملہ	۲۱۹
ابن سعد کا جنگ کرنے کا قصد	//	زہیر بن قین اور شمر بن ذی الجوشن	۲۱۱	ام وہب کی شہادت	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کو رسول ﷺ کی		زہیر بن قین کو واپسی کا حکم	//	شمر کا امام حسینؓ کے خیمہ پر حملہ	//
بشارت	۲۰۲	حر کی ابن سعد سے گفتگو	//	شمر ذی الجوشن کی پسپائی	۲۲۰
حضرت عباسؓ بن علیؓ	//	حر کی حسینی لشکر کی طرف پیش قدمی	۲۱۲	حبیب بن مظاہر کی شہادت	//
زہیر بن قین اور عزرہ کی گفتگو	//	حر کی ابن سعد سے علیحدگی	//	قاسم بن حبیب کا انتقام	//
ایک رات کی مہلت	۲۰۳	حر کا اپنے قبیلہ سے خطاب	//	زہیر بن قین کا رجز	۲۲۱
امام حسینؓ کی اپنے ہمراہیوں کو جانے		ابن سعد کا پہلا تیر	۲۱۳	زہیر بن قین اور حر کی شجاعت	//
کی اجازت	//	عبداللہ بن عمیر کلبی	//	نماز خوف	//
ضحاک بن عبداللہ اور مالک بن نضر	۲۰۴	یسار اور سالم کا قتل	//	نافع بن ہلال کی شجاعت وشہادت	//
آل عقیل کا جذبہ جہاد	//	ام وہب کا جذبہ جانثاری	۲۱۴	پسران عزرہ غفاری کی تمنا	۲۲۲
مسلم بن عوسجہ اور سعد بن عبداللہ کا		عبداللہ بن حوزہ کا انجام	//	سیف و مالک کی بے قراری	//
استقلال	۲۰۵	مسروق بن وائل کا ابن حوزہ کے		حنظلہ بن اسعد کا اپنے قبیلہ سے	
زہیر بن قین کی استقامت	//	متعلق بیان	//	خطاب	//

موضوع	صفحہ
حنظلہ بن اسعد کی شہادت	۲۲۳
سیف و مالک کی شہادت	//
شوذب کی شہادت	//
عابس بن ابی شبیب کی شجاعت و شہادت	//
ضحاک بن عبداللہ مشرقی	۲۲۴
ضحاک کو میدان جنگ سے جانے کی اجازت	//
یزید بن زیاد کا رجز و شہادت	//
عمر بن خالد' سعد اور جابر بن حارث کی شہادت	۲۲۵
علی اکبر بن حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت	//
حمید بن مسلم کا بیان	//
عون و محمد کی شہادت	۲۲۶
عبدالرحمٰن و جعفر پسران عقیل کی شہادت	//
قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت	//
قاسم کی شہادت پر امام حسین رضی اللہ عنہ کا اضطراب	//
امام حسینؓ پر ابن نسیر کندی کا حملہ	//
عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت	۲۲۷
عبداللہ و جعفر و عثمان پسران علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	//
ہانی حضرمی کا بیان	//
امام حسین رضی اللہ عنہ پر پیاس کا غلبہ	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کی اہانی کو بددعا	۲۲۸
شمر کی حسینی خیموں میں پیش قدمی و واپسی	//
شمر اور ابوالجنوب جعفی میں سخت کلامی	//
امام حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ	//
بحر بن کعب کا انجام	۲۲۹
امام حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت	//
امام حسین رضی اللہ عنہ پر یورش	۲۳۰
شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ	//
اہل بیت سے ناروا سلوک	//
معرکہ کربلا کے آخری شہید	//
علی اصغر بن حسینؓ	۲۳۱
سنان بن انس	//
عقبہ بن سمعان اور مرقع بن ثمامہ	//
امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسم کی پامالی	۲۳۲
شہدائے کربلا	//
سر حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کوفہ	//
اہل بیت کی روانگی کوفہ	//
سر حسینؓ سے ابن زیاد کی گستاخی	۲۳۳
حضرت زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا	//
حضرت زینبؓ اور ابن زیاد	//
امام زین العابدین کے قتل کا حکم	۲۳۴
حضرت زینب کی شدید مخالفت	//
مسجد کوفہ میں اعلان فتح	//
عبداللہ بن عفیف ازدی	۲۳۵
ابن عفیف ازدی کی شہادت	//
سر حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں تشہیر	//
شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر یزید کا اظہار تاسف	//
اہل بیت کی روانگی کوفہ	۲۳۶
شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر یحییٰ بن حکم کے	
اشعار	//
اہل بیت کی دربار یزید میں طلبی	//
شاہی حرم میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم	۲۳۷
امام زین العابدین سے حسن سلوک	//
سانحہ کربلا پر یزید کا اظہار افسوس	//
اہل بیت کی روانگی حجاز	۲۳۸
زندان خانہ میں رقعہ	//
یزید کا اعتراف	//
اہل بیت سے یزید کا حسن سلوک	۲۳۹
سر حسینؓ کے متعلق دوسری روایت	۲۴۰
یزید اور ابوبرزہ اسلمی	//
شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں اطلاع	//
حضرت عبداللہ بن جعفر کا صبر و ایثار	۲۴۱
ام لقمان بنت عقیل کا نوحہ	//
حکم نامہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی	۲۴۲
شہدائے بنی ہاشم	//
عبیداللہ بن حر	۲۴۳
عبیداللہ بن حر کے اشعار	//
ابوبلال مرداس کا خروج	۲۴۵
ابوبلال کا خاتمہ	//
امارت خراسان پر مسلم بن زیاد کا تقرر	۲۴۶
یزید کی عباد سے جواب طلبی	//
اہل بصرہ کا جوش جہاد	//
یزید بن زیاد کی روانگی بجستان	۲۴۷
مہلب کی کارگزاری	//
مسلم بن زیاد کی سمرقند پر فوج کشی	//

عمرو بن سعید کی معزولی	//	یزید کے اشعار	//	مدینہ پر مسلم بن عقبہ کا قبضہ	۲۶۴
باب ۱۲		یزید کی مسلم بن عقبہ کو ہدایات	۲۵۶	۶۴ھ کے واقعات	//
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت	۲۴۸	علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور مروان	//	مسلم بن عقبہ کی مکہ کی جانب پیش	
ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ سے خطاب	//	بنی امیہ کا مدینہ سے اخراج	//	قدمی	//
ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق یزید کا عہد	//	عمرو بن عثمان کی پابندی عہد	//	مسلم بن عقبہ کا انتقال	//
یزید کا قاصد	۲۴۹	مسلم بن عقبہ اور عبدالملک کی گفتگو	۲۵۷	ابن عقبہ کی وصیت	۲۶۵
یزید اور ابن زبیرؓ کے اشعار	//	عبدالملک کے بارے میں ابن عقبہ کا		ابن نمیر کی مکہ پر فوج کشی	//
ولید بن عقبہ کا امارت حجاز پر تقرر	۲۵۰	تاثر	//	منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت	//
امیر حج ولید بن عتبہ	//	اہل مدینہ کو تین دن کی مہلت	//	خانہ کعبہ پر سنگباری	//
۶۲ھ کے واقعات	//	اہل مدینہ کا لڑنے پر اصرار	۲۵۸	خانہ کعبہ میں آتش زنی	۲۶۶
ولید بن عتبہ اور عمرو بن سعید	//	مسلم بن عقبہ کی پیش قدمی	//	یزید کا انتقال	//
عمرو بن سعید اور یزید	۲۵۱	فضل بن عباس کا حملہ	//	مکہ کا محاصرہ	//
یزید اور عمرو میں مصالحت	//	فضل بن عباس کی شجاعت	۲۵۹	مرگ یزید کی اطلاع	۲۶۷
ولید بن عتبہ کی معزولی	//	فضل بن عباس کی شہادت	//	ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن نمیر کی ابطح میں	
اشراف مدینہ کا وفد	۲۵۲	حصین بن نمیر کی پیش قدمی	//	ملاقات	//
یزید کا کردار	//	عبداللہ بن حنظلہ کا خطبہ	۲۶۰	ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا شامیوں کو امان	
عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت	//	عبداللہ بن حنظلہ کی شہادت	//	دینے سے انکار	//
منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روانگی مدینہ	//	مدینہ میں تین دن تک قتل عام	۱۶۱	ابن نمیر کی روانگی	۲۶۸
منذر کا یزید کے بارے میں بیان	۲۵۳	ابوسعید خدری	//	بنی امیہ کی روانگی شام	//
نعمان بن بشیر انصاری	//	مسلم بن عقبہ کی بدعہدی	//	بصرہ میں ابن زیاد کی بیعت	۲۶۹
نعمان بن بشیر کی پیش گوئی	//	معقل بن سنان کا قتل	۲۶۲	ابن زیاد کا اہل بصرہ سے خطاب	//
امیر حج ولید بن عتبہ	//	یزید بن وہب کا خاتمہ	//	اہل بصرہ کی فتح بیعت	//
۶۳ھ کے واقعات	۲۵۴	حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور ابن		شقیق ابن ثور اور سدوسی	//
مروان کے گھر کا محاصرہ	//	عقبہ	//	ابن زیاد سے یزید کی ناراضگی	۲۷۰
بنی امیہ کا خط بنام یزید	//	حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے حسن		ابن زیاد کو یزید کی موت کی اطلاع	//
یزید کی قاصد ابن مرہ سے گفتگو	//	سلوک	۲۶۳	یزید کی مذمت	//
مسلم بن عقبہ کی روانگی	۲۵۵	عمرو بن عثمان کی اہانت	//	بصرہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت	۲۷۱
ابن زیاد کو حجاز پر فوج کشی کا حکم	//	اہل مکہ کی جنگی تیاری	//	ابن زیاد سے اہل بصرہ کی علیحدگی	//

ابن زیاد کی دولت	//	عباد اور عبس کی پیش قدمی	//	ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت	//
رؤسائے بصرہ کا ابن زیاد سے عدم		بنی تمیم کا مسجد کا محاصرہ	//	ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مخالفین کی گرفتاری	//
تعاون	۲۷۲	مسعود کا قتل	۲۸۰	بنی قیس اور بنی کلب میں تصادم	۲۹۰
ابن زیاد کی حارث بن قیس سے امداد		ابن زیاد کی روانگی شام	//	ضحاک کی روانگی مرج راہط	//
طلبی	//	وافد بن خیثمہ کے اشعار	//	مروان بن حکم کی بیعت	//
ابن زیاد کا فرار	//	بیہس اور ابن زیاد کی گفتگو	۲۸۱	ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے ضحاک کی	
ابن زیاد اور مسعود بن عمر	۲۷۳	ابن زیاد کا اپنے اعمال کا محاسبہ	۲۸۲	بیعت	۲۹۱
ابن زیاد کی ابن مسعود کے گھر میں		ابن زیاد کی تمنا	//	افواج ضحاک کا مرج راہط میں	
روپوشی	//	عمرو بن حریث امیر کوفہ	۲۸۳	اجتماع	//
ابن زیاد کو دارالامارۃ میں واپس لانے		عمرو بن حریث کی اہانت	//	مالک بن سکونی اور ابن نمیر میں	
کی کوشش	//	کوفہ میں ابن زیاد کی مخالفت	//	اختلاف	//
عبداللہ بن حارث کی امارت کی تجویز	۲۷۴	ابن زیاد کی سیاسی غلطی	۲۸۴	روح بن زنباع کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ	
ام بسطام کی ابن زیاد کو امان	//	بنی تمیم اور بنی ازد کی جنگ	//	کے خلاف تقریر	۲۹۲
بصرہ میں عبداللہ بن حارث ببہ کی		بنی تمیم اور بنی ازد کی مصالحت		خالد بن یزید کی ولی عہدی	//
حکومت	۲۷۵	اشیم بن اسود کے اشعار	۲۸۵	یزید بن غسان کا دمشق پر قبضہ	۲۹۳
ببہ کی بیعت	//	امیر بصرہ حارث مخزومی	۲۸۶	معرکہ مرج راہط	//
مالک بن مسمع اور قرشی میں تلخ کلامی	۲۷۶	عبدالملک بن عامر پر حملہ	//	ضحاک کا قتل	۲۹۴
قبیلہ مضر و ربیعہ میں ہیجان	//	عبداللہ بن حارث ببہ کی خانہ نشینی	۲۸۷	عبدالعزیز بن مروان کا خاتمہ	//
اشیم بن شقیق رئیس بکر بن وائل	//	امارت بصرہ پر عمرو بن معمر کا تقرر	//	حاکم حمص نعمان بن بشیر کا قتل	//
لہازم کا معاہدہ	//	عبداللہ بن حارث ببہ کی گرفتاری	//	زفر کا قرقیسا کے قلعہ پر قبضہ	۲۹۵
اشیم کی سرداری	۲۷۷	ابن زیاد کی شام میں آمد	//	مصر میں مروان کی بیعت	//
قبیلہ بکر اور قبیلہ تمیم میں کشیدگی	//	ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے ابن		عمرو بن سعید اور مصعب بن زبیر کی	
اہل یمن کی تجدید حلف	//	زیاد کی مخالفت	۲۸۸	جنگ	//
بنی تمیم اور ازد کا معاہدہ	//	معاویہ بن یزید کی دستبرداری	//	ام خالد بیوہ یزید سے مروان کا نکاح	//
قبیلہ ازد پر مسعود کی سرداری	۲۷۸	حسان بن مالک کی روانگی اردن	//	زفر کا معرکہ مرج راہط سے فرار	۲۹۶
مسعود کی روانگی بصرہ	//	بنی امیہ کی مدینہ سے جلاوطنی	//	عمرو بن کلبی کے اشعار	۲۹۷
قبیلہ ازد و ربیعہ کا مسجد میں اجتماع	//	حسان بن مالک کا خط بنام ضحاک بن		مروان کا ابن ہبیرہ پر طنز	۲۹۸
سلمہ بن ذویب کی بنی تمیم سے امداد طلبی	۲۷۹	قیس	۲۸۹	یزید کی موت کی خراسان میں اطلاع	//

مسلم بن زیاد کی خراسان سے روانگی	//	سلیمان بن صرد کی حمایت میں تقریر	۳۰۸	اجتماع	۳۱۶
امارت خراسان پر ابن خازم کا تقرر	۲۹۹	سعد بن حذیفہ کا خط بنام سلیمان بن		خوارج کے عقائد	//
ابن خازم کا مرو پر قبضہ	//	صرد	//	ابن ازرق کا خط بنام صفار و ابن اباض	//
عمرو بن مرثد کا قتل	//	مثنیٰ بن عبدی کا خط بنام سلیمان بن صرد	//	ابن صفار اور ابن اباض میں اختلاف	۳۱۷
قبیلہ بکر بن وائل کا ہرات میں اجتماع	۳۰۰	شیعان اہل بیت کی جنگی تیاری	۳۰۹	مختار ثقفی اور مسلم بن عقیل	//
ابن خازم اور ابن ثعلبہ کی جھڑپیں	//	سلیمان بن صرد کا مشورہ	//	مختار ثقفی کی بدعہدی	۳۱۸
ہلال ضبی کی مصالحت کی کوشش	//	عبیداللہ بن مری کا خطبہ	//	مختار ثقفی کی گرفتاری	//
بنی صہیب کا مصالحت سے انکار	۳۰۱	امارت کوفہ پر عبداللہ بن یزید کا تقرر	۳۱۰	مختار کے لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی	
زہیر بن حیان کا ترکوں پر حملہ	//	مختار ثقفی کی کوفہ میں آمد	//	سفارش	//
ثابت قطنہ کے اشعار	//	ابن صرد اور مختار کے خلاف شکایت	۳۱۱	مختار ثقفی کی رہائی	//
ابن خازم اور ابن ثعلبہ کی فیصلہ کن		عبداللہ بن یزید اور شیبانی کی گفتگو	//	مختار ثقفی اور ابن العرق کی گفتگو	۳۱۹
جنگ	۳۰۲	عبداللہ بن یزید کا اہل کوفہ سے		مختار ثقفی کا انتقام لینے کا عزم	//
ابن ثعلبہ کی شکست	//	خطاب	//	ابن العرق کی مختار کے متعلق حجاج	
ابن خازم کا ہرات پر قبضہ	۳۰۳	ابراہیم بن محمد کی ابن یزید کے خلاف		سے گفتگو	۳۲۰
باب ۱۳		تقریر	۳۱۲	ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور مختار ثقفی	//
توابین	۳۰۴	مسیب کی عبداللہ بن یزید کی موافقت	//	مختار ثقفی کی مکہ میں آمد	//
کوفہ کے رؤسائے شیعہ	//	مسیب اور عبداللہ بن وال کی ابن		عباس بن سہل اور مختار ثقفی کی گفتگو	۳۲۱
مسیب فزاری کا شہادت حسینؓ پر		یزید کو یقین دہانی	۳۱۳	ابن زبیرؓ اور مختار ثقفی کی ملاقات	//
تاسف	//	ابن زبیر اور خوارج	//	ابن زبیرؓ اور مختار ثقفی میں معاہدہ	۳۲۲
رفاعہ بجلی کی تقریر	۳۰۵	ابن زبیر اور خوارج میں اتحاد	//	ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شامیوں سے جنگ	//
عبداللہ بن وال اور عبداللہ بن سعد کی		ابن زبیر اور خوارج میں کشیدگی	۳۱۴	جنگ میں خوارج کی شرکت	//
تقاریر	//	ابن ہلال خارجی کی حضرت		مختار ثقفی کی شجاعت	۳۲۳
سلیمان بن صرد کا خطبہ	//	عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف تقریر	//	مختار ثقفی کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو دھمکی	//
خالد بن سعد اور ابو معتمر کی پیشکش	۳۰۶	ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ		مختار ثقفی کی روانگی کوفہ	۳۲۴
سلیمان بن صرد کا خط بنام سعد بن		کے بارے میں جوابی تقریر	۳۱۵	مختار ثقفی کی عبیدہ بدی سے ملاقات	//
حذیفہ	//	خوارج کی ابن زبیرؓ سے علیحدگی	//	مختار ثقفی کی اسمٰعیل بن کثیر کو دعوت	//
سعد بن حذیفہ کا شیعہ اہل بیت سے		مقید خوارج کی رہائی	//	مختار ثقفی کی بیعت	۳۲۵
خطاب	۳۰۷	بصری خوارج کا ابن ازرق کے پاس		شیعان اہل بیت کو مختار ثقفی کی دعوت	//

مختار ثقفی کا ابن صرد سے حسد	//	زفر بن کلابی کی پیش کش	۳۳۵	کریب حمیری کی آمد	۳۴۳
مختار ثقفی کی گرفتاری	۳۲۶	زفر بن کلابی کی مہمان نوازی	//	حمیری کی شہادت	//
خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر	//	توابین کو قرقیسا میں قیام کی پیشکش	//	رفاعہ کی مراجعت	//
۶۵ھ کے واقعات	۳۲۷	زفر کا توابین کو مشورہ	//	زخمی توابین کی تیمارداری و مہمان	
توابین کا نخیلہ میں اجتماع	//	توابین کی قرقیسا سے روانگی	//	نوازی	//
انتقام حسین کا نعرہ	//	سلیمان بن صرد کا خطبہ جہاد	۳۳۶	توابین کی مثنیٰ عبدی سے ملاقات	۳۴۴
ابوعزہ قابضی	//	جیش مسیب کی روانگی	//	عبدالملک کا اعلان فتح	//
ابن صرد کا توابین کی کمی پر اظہار		عبداللہ بن عوف کی فال	//	مختار ثقفی کا دعویٰ	//
افسوس	۳۲۸	مسیب کا ابن ذی الکلاح پر حملہ	۳۳۷	مختار ثقفی کا خط بنام رفاعہ بن شداد	//
ابن صرد کا توابین سے خطاب	//	حصین بن نمیر کی روانگی	//	عبیدہ مزنی کی شہادت	۳۴۵
ابن نفیل کا ابن زیاد پر حملہ کرنے کا		معرکہ عین الوردہ	//	عبیدہ مزنی کی شہادت کا واقعہ	//
مشورہ	//	ابن ذی الکلاح کی کمک	۳۳۸	اعشیٰ ہمدانی کا قصیدہ	۳۴۶
ابن زیاد پر حملہ کا منصوبہ	۳۲۹	توابین کا جذبہ شہادت	//	عبدالملک اور عبدالعزیز کی ولی عہدی	۳۴۸
عبداللہ و ابراہیم کی ابن صرد سے		ابن صرد اور مسیب کی شہادت	//	خالد بن یزید کی اہانت	//
ملاقات	//	مسیب کی شجاعت	۳۳۹	مروان کی موت کا واقعہ	//
عبداللہ کا ابن صرد کو مشورہ	//	عبداللہ بن سعد کی علمبرداری	//	مروان کی عمر	۳۴۹
ابن صرد کو خراج کی پیش کش	۳۳۰	توابین مدائن و بصرہ کی روانگی	//	مدت حکومت	//
توابین مدائن و بصرہ کی عدم شرکت	//	کثیر مزنی کی شہادت	//	باب ۱۴	
سلیمان ابن صرد کا توابین سے خطاب	//	عبداللہ بن سعد کی شہادت	۳۴۰	عبیداللہ بن ماحوز خارجی	۳۵۰
توابین کی نخیلہ سے روانگی	۳۳۱	خالد بن سعد کی شہادت	//	حبیش بن دلجہ کا قتل	//
توابین کی امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر دعا	//	علمبردار عبداللہ بن وال	//	بصرہ میں طاعون کی وباء	//
توابین کی تقاریر	//	عبداللہ بن وال کا شدید حملہ	//	معرکہ دولاب	۳۵۱
عبداللہ بن عوف کا رجز	۳۳۲	ادہم باہلی کا عبداللہ بن وال پر حملہ	۳۴۱	مسلم بن عبیس کا خاتمہ	//
عبداللہ بن یزید کا خط بنام ابن صرد	//	عبداللہ بن وال کی شہادت	//	اہل بصرہ کی پسپائی	//
ابن صرد کا توابین سے مشورہ	۳۳۳	رفاعہ بن زیاد کا علم اٹھانے سے انکار	//	عبداللہ ابن الحارث کی معزولی	۳۵۲
عبداللہ بن یزید کی پیش گوئی	۳۳۴	رفاعہ بن شداد کی علمبرداری	۳۴۲	مہلب بن ابی صفرہ کی امارت	//
مسیب بن نجبہ اور زفر بن کلابی کی		ولید بن حصین کا شدید حملہ وشہادت	//	خراسان پر تقرر	//
ملاقات	//	عبداللہ بن عزیز کی شہادت	//	مہلب کو خوارج سے جنگ کرنے کا	

حکم	//
مہلب بن ابی صفرہ کی شرائط	//
مہلب کی خارجیوں سے پہلی جھڑپ	٣٥٣
حارثہ بن بدر الغدانی	//
مہلب کی محتاط پالیسی	//
خارجیوں اور عبیداللہ بن زیاد میں	
تکرار	٣٥٤
مہلب کی جنگ کی ترتیب	//
خوارج کی شکست	//
مہلب کی خوارج پر حملہ کی تجویز	٣٥٥
خارجی سردار عبیداللہ بن ماحوز کا قتل	//
خوارج کا فرار	//
مہلب کا خط بنام حارث بن عبیداللہ	٣٥٦
ابن عبیداللہ کا خط بنام مہلب	//
ابوعلقمہ کی دلیری	٣٥٧
مہلب کا اہل بصرہ سے معاہدہ	//
عمرو القنا کا فرار	//
مغیرہ بن مہلب کی پیش قدمی	//
مہلب کا اہواز میں قیام	٣٥٨
خارجی مقتولین کی تعداد	//
امیر کوفہ عبداللہ بن یزید کی برطرفی	//
عبیدہ کی معزولی کی وجہ	//
ابراہیمی بنیاد پر کعبہ کی تعمیر	//
امیر حج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	//
بنی تمیم کی ابن خازم کی مخالفت	٣٥٩
ابن خازم کا بنی تمیم پر ظلم	//
محمد بن عبداللہ بن خازم کے قتل کی وجہ	//
ابن عبداللہ بن خازم کے قتل کی ابن	
خازم کو اطلاع	//
حریش بن ہلال القریعی کی امارت	//
حریش اور ابن خازم کی جنگ	٣٦٠
ابن خازم اور حریش کا مقابلہ	//
حریش کے ہمراہیوں میں نفاق	//
حریش اور ابن خازم میں مصالحت	//
ابن خازم کا حریش سے حسن سلوک	٣٦١
زہیر بن ذویب کا انتقام	//
باب ١٥	
٦٦ھ کے واقعات	٣٦٢
عامل کوفہ عبداللہ بن مطیع کا اخراج	//
مختار بن ابی عبید ثقفی کا خط بنام توابین	//
توابین کی اطاعت	//
مختار ثقفی کا خط بنام حضرت عبداللہ بن	
عمر رضی اللہ عنہ	
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی	
سفارش	٣٦٣
مختار ثقفی کی رہائی	//
مختار ثقفی کی عہد شکنی	//
مختار ثقفی کی جماعت میں اضافہ	//
عبداللہ بن مطیع کا کوفہ کی امارت پر	
تقرر	٣٦٤
ابن زبیرؓ کے عمال کے متعلق	
عبدالملک کی رائے	//
ابراہیم بن محمد بن طلحہ کی مراجعت مکہ	//
ابن مطیع کا اہل کوفہ سے خطاب	//
سائب بن مالک الاشعری کی تقریر	٣٦٥
یزید بن انس کی تائید	//
مختار ثقفی کے خلاف شکایت	//
مختار ثقفی کی طلبی	//
مختار ثقفی کی معذرت	٣٦٦
حسین بن عبداللہ اور زائدہ بن قدامہ	
کی گفتگو	//
عبدالرحمٰن بن شریح کی تقریر	//
عبدالرحمٰن بن شریح اور ہمراہیوں کی	
روانگی	٣٦٧
عبدالرحمٰن کی ابن حنفیہ سے گفتگو	//
محمد بن حنفیہ کا خطبہ	//
مختار ثقفی کی پریشانی	٣٦٨
مختار ثقفی کے حق میں وفد کی تصدیق	//
عبدالرحمٰن بن شریح کی ثقفی کی حمایت	
میں تقریر	//
ابراہیم بن الاشتر کی سپہ سالاری کی	
تجویز	//
ابراہیم سے وفد کی ملاقات	٣٦٩
احمر بن شمیط کا ابراہیم سے خطاب	//
ابراہیم بن الاشتر کی رضامندی	//
مختار ثقفی اور ابن الاشتر کی ملاقات	٣٧٠
ابن الحنفیہ کا جعلی خط	//
ابراہیم بن الاشتر کی اطاعت	//
ابراہیم بن الاشتر کا تذبذب	٣٧١
ابن الاشتر کو تحریری یقین دہانی	//
مختار ثقفی اور ابن الاشتر کی ملاقاتیں	//
ایاس بن مضارب کا گشت	//
سرداران کوفہ کو ہدایت	٣٧٢
ابن اشتر کی روانگی	//

ابن الاشتر کو گرفتار کرنے کا قصد	//
ایاس بن مضارب کا خاتمہ	۳۷۳
ابن الاشتر اور مختار ثقفی کی ملاقات	//
مختار ثقفی کا خروج	//
ابراہیم بن الاشتر کی مراجعت	//
زحر بن قیس کا ابن الاشتر پر حملہ	۳۷۴
زہیر بن قیس کی پسپائی	//
ابراہیم بن الاشتر کا احاطہ اثیر میں قیام	//
سوید بن عبداللہ کا ابن الاشتر پر حملہ	//
سوید بن عبداللہ کی پسپائی	۳۷۵
ابراہیم بن الاشتر کی پیش قدمی	//
شبث کا ابن مطیع کو مشورہ	//
بنو شاکر میں انتقام حسین رضی اللہ عنہ کی	
منادی	//
بنو شاکر کا خروج	۳۷۶
بنی شبام کا خروج	//
والبی کا بیان	//
امرائے کوفہ کا مسجد اعظم میں اجتماع	//
شبث بن ربعی	//
شبث بن ربعی کی امامت	۳۷۷
شبث بن ربعی کی پیش قدمی	//
نعیم بن ہبیرہ کا شبث پر حملہ	//
ابن الاشتر اور نعیم بن ہبیرہ کی روانگی	۳۷۸
نعیم بن ہبیرہ کا قتل	//
سعر کی رہائی	//
مختار ثقفی کی پیش قدمی	//
یزید بن انس کا فوج سے خطاب	//
ابن الاشتر کا راشد بن ایاس پر حملہ	۳۷۹

راشد بن ایاس کا خاتمہ	//
حسان بن فائد کی پسپائی و امان	//
ابن الاشتر کا شبث پر حملہ	۳۸۰
عمرو بن الحجاج کا ابن مطیع کو مشورہ	//
ابن مطیع کا فوج سے خطاب	//
مختار ثقفی کا جبانہ میں قیام	//
مختار ثقفی کی قصر کوفہ کی جانب پیش	
قدمی	۳۸۱
ابراہیم کا کوفہ میں داخلہ	//
ابن الاشتر کی ہدایت	//
ابن مساحق کی شکست و امان	۳۸۲
قصر کوفہ کا محاصرہ	//
شبث کا ابن مطیع کو مشورہ	//
اشراف کوفہ کا شبث کی رائے سے	
اتفاق	۳۸۳
قصر کوفہ پر مختار ثقفی کا قبضہ	//
مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب	//
مختار ثقفی کی بیعت	۳۸۴
منذر بن حسان کی اطاعت و قتل	//
مختار ثقفی کا ابن مطیع سے حسن سلوک	//
مال غنیمت کی تقسیم	//
مختار ثقفی پر موالی کا اعتراض	۳۸۵
فوجی دستوں کی روانگی	//
محمد بن اشعث بن قیس کی اطاعت	//
قاضی شریح کی علیحدگی	//
عبداللہ بن ہمام کا قصیدہ	۳۸۶
ابن ہمام اور یزید بن انس	//
یزید بن انس اور ابن ہمام میں تلخ	

کلامی	//
ابن ہمام کی امان	۳۸۷
بنی ہوازن کا احتجاج	//
ابن شداد اور یزید بن انس میں	
مصالحت	//
باب ۱۶	
قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا انجام	۳۸۸
عبداللہ بن زیاد کو احکامات	//
عبداللہ بن زیاد کی روانگی موصل	//
عبدالرحمٰن بن سعید کی مختار ثقفی سے	
امداد طلبی	//
یزید بن انس کو موصل جانے کا حکم	//
یزید بن انس کی روانگی	//
مختار ثقفی کی ہدایات	۳۸۹
عبدالرحمٰن بن سعید کی معزولی	//
ربیعہ بن المخارق اور عبداللہ بن حملۃ	
کی روانگی	//
یزید بن انس کی علالت	//
جنگ کا آغاز	۳۹۰
ربیعہ المخارق کا قتل	//
عمرو بن مالک کا بیان	//
عبداللہ بن حملۃ الخثعمی کی آمد	۳۹۱
عبداللہ بن حملۃ کی شکست	//
عبداللہ بن حملۃ کا قتل	//
یزید بن انس کا انتقال	//
ورقا بن عازب کا ہمراہیوں سے	
مشورہ	//
ابراہیم بن الاشتر کی روانگی	۳۹۲

اشراف کوفہ کے مختار ثقفی پر
اعتراضات //
شبث اور مختار ثقفی کی ملاقات ۳۹۳
موالیوں کی سپردگی کی پیشکش //
شبث کا اشراف کوفہ سے مشورہ //
عبدالرحمٰن بن مخنف کی مخالفت //
مختار ثقفی پر حملہ کا منصوبہ ۳۹۴
عبدالرحمٰن بن سعید ہمدانی کا خروج //
بنی بجیلہ اور بنی ازد کا خروج //
سبیع کے احاطہ میں اجتماع //
ابراہیم بن الاشتر کی طلبی //
اہل کوفہ کی ناکہ بندی ۳۹۵
شمر بن الجوشن کی مراجعت احاطہ
سلول //
ابراہیم بن الاشتر کی واپسی //
شبث کا مختار ثقفی کو پیغام //
رفاعہ بن شداد کی امامت ۳۹۶
انس بن عمر الازدی //
ابراہیم بن الاشتر کی مصریوں پر فوج
کشی //
احمر اور عبداللہ بن کامل کی پیش قدمی //
احمر اور عبداللہ کے دستوں کی پسپائی ۳۹۷
عبداللہ بن قراد الخثعمی کی کمک //
عبداللہ بن قراد کی احاطہ سبیع کی طرف
پیش قدمی //
عبداللہ بن شریک کی احمر کو کمک //
حسان بن فائد العبسی کا خاتمہ ۳۹۸
شیخ ابوالقلوص کے دستہ کی احاطہ سبیع

میں آمد //
رفاعہ بن شداد کا قتل //
یزید بن عمر کا خاتمہ ۳۹۹
اسیران جنگ کا قتل //
یزید بن الحارث اور اس کے ساتھیوں
کی مراجعت //
عمرو بن الحجاج کی روپوشی ۴۰۰
فرات بن زحر کی تدفین //
ذربی پر شمر کا حملہ //
شمر ذی الجوشن کا خط بنام ابن زبیرؓ //
شمر بن ذی الجوشن کا قتل ۴۰۱
سراقہ بن مرداس کی دروغ گوئی //
سراقہ بن مرداس کی رہائی //
عبدالرحمٰن بن سعید کا بیان ۴۰۲
شرحبیل بن ذی بقلان کا اظہار افسوس //
شرحبیل کا قتل //
عکرمہ بن ربعی کی شجاعت //
احاطہ سبیع کا معرکہ ۴۰۳
عبداللہ بن اسید اور حمل بن مالک کا
قتل //
مالک بن النیر لبدی کا انجام //
زیاد بن مالک اور عمران بن خالد کا قتل ۴۰۴
عبداللہ اور عبدالرحمٰن کا قتل //
عثمان بن خالد اور ابو اسماء بشر کا قتل //
خولی بن یزید اصبحی کا قتل ۴۰۵
مختار ثقفی کا ابن سعد کے قتل کا ارادہ //
عمرو بن سعد کو مختار کے ارادہ کی اطلاع //
عمرو بن سعد کو مختار ثقفی کا امان نامہ //

عمرو بن سعد کا قتل ۴۰۶
حفص بن عمر بن سعد کا قتل //
عمر بن سعد کے قتل کی وجہ ۴۰۷
مختار ثقفی کا محمد بن الحنفیہ کے نام خط //
حکم بن طفیل الطائی کی گرفتاری //
حکیم بن طفیل الطائی کا قتل //
حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی
سفارش ۴۰۸
حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کی ابن
کامل سے ناراضگی //
مرۃ بن منقذ کا فرار //
زید بن رقاد کا انجام ۴۰۹
سنان بن انس اور عبداللہ بن عقبہ کا
فرار //
عبداللہ بن عروۃ الخثعمی کا فرار //
عمر بن صبیح کا قتل //
ہیاط بن ابی زرع اور عبدالرحمٰن بن
عثمان کا قتل ۴۱۰
محمد بن الاشعث کا فرار //
مثنیٰ بن مخربہ العبدی //
مثنیٰ بن مخربۃ العبدی کا خروج ۴۱۱
عباد حصین اور قیس بن الہیثم کے
دستوں کی روانگی //
ابن حصین کی حکمت عملی //
عباد کا مثنیٰ کے رسالہ پر حملہ //
زیاد بن عمر العتکی کا قباع سے احتجاج //
مثنیٰ ابن مخربۃ العبدی کی مراجعت ۴۱۲
مختار ثقفی کی مسمع اور زیاد بن عمرو کو

دعوت	//
مختار ثقفی کا احنف کے نام خط	//
شعبی اور احنف بن قیس کی گفتگو	//
احنف بن قیس کا خط بنام مختار ثقفی	۴۱۳
ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ	//
ابن مطیع کا بصرہ میں قیام	//
مختار ثقفی کی ابن زبیرؓ سے اعانت طلبی	//
عمر بن عبدالرحمٰن کو کوفہ جانے کا حکم	۴۱۴
زائد بن قدامہ اور عمر بن عبدالرحمٰن کی ملاقات	//
عمرو بن عبدالرحمٰن کی مراجعت بصرہ	//
مختار ثقفی کی مصالحت کی کوشش	//
مختار ثقفی کی اعانت و فوج کی پیشکش	۴۱۵
شرحبیل بن درس کی روانگی	//
عباس بن سہل کی روانگی مدینہ	//
شرحبیل بن درس اور عباس بن سہل کی ملاقات	//
شرحبیل بن ورس کی فوج کے لیے رسد کی فراہمی	۴۱۶
عباس ابن سہل کا ابن ورس پر حملہ	//
شرحبیل بن ورس کا قتل	//
مختار ثقفی کا خط بنام محمد بن الحنفیہ	//
محمد بن الحنفیہ کا خط بنام مختار	۴۱۷
محمد بن الحنفیہ کا مختار کو زبانی پیغام	//
محمد بن الحنفیہ کی اسیری	//
محمد بن الحنفیہ کی مختار سے امداد طلبی	//
مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب	۴۱۸
مختار ثقفی کے فوجی دستوں کی روانگی	//
محمد بن الحنفیہ کی رہائی	//
محمد بن الحنفیہ کی روانگی شعب علی	۴۱۹
ابن خازم کا محاصرہ بنی تمیم	//
زہیر بن زویب کا عہد	//
زہیر بن زویب کی دلیری	//
ابن خازم کی زہیر کو پیشکش	۴۲۰
زہیر کا محصورین کو مشورہ	۴۲۰
بنی تمیم کی اطاعت	//
بنی تمیم کا انجام	//
زہیر بن زویب اور ابن خازم	۴۲۱
زہیر بن زویب کا قتل	//
بنی تمیم کا قتل پر ملال	//
امیر حج ابن زبیرؓ و عمال	۴۲۲
ابراہیم بن الاشتر کی شام پر فوج کشی	//
کرسی کا جلوس	//
مختار ثقفی کی ابن الاشتر کو ہدایت	//
کرسی کے متعلق ابن الاشتر کا تاثر	۴۲۳
کرسی کا واقعہ	//
کرسی کے متعلق مختار ثقفی کی تقریر	//
کرسی کے متعلق شیعوں کا عقیدہ	//
امام ہانی کی کرسی کے لیے خواہش	۴۲۴
کرسی کا متولی حوشب البرسمی	//

☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب ۱

امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

بیعت امام حسن رضی اللہ عنہ:

۴۰ھ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے خلافت کی بیعت ہوئی' سب سے پہلے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر بیعت کی کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے' میں آپ سے خدائے عزوجل کی کتاب اوراس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور مفسدوں سے جنگ کرنے پر بیعت کرتا ہوں' حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی کتاب اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت پر کہ یہی سب شرطوں پر شامل ہے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے بیعت کر لی اور کچھ نہ کہا پھر اور لوگوں نے بیعت کی۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی:

علی رضی اللہ عنہ نے مقدمہ لشکر اہل عراق پر جو آذربائیجان واصفہان سے تعلق رکھتا تھا اوراس خاص لشکر پر جو عرب نے ترتیب دیا تھا اور شمار میں چالیس ہزار تھے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے مرنے پر بیعت کی تھی قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو رئیس مقرر کیا تھا اور قیس اس مہم کو ٹالتے رہے[1] اسی اثناء میں علی رضی اللہ عنہ کا قتل واقع ہوا اور اہل عراق نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو خلیفہ مقرر کیا۔ حسن رضی اللہ عنہ جنگ کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جو کچھ ممکن ہو سکے اپنی ذات کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ سے لے کر جماعت میں شامل ہو جائیں وہ سمجھتے تھے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ میری رائے سے اتفاق نہ کریں گے اس لیے ان کو معزول[2] کر کے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر لشکر مقرر کیا۔ ابن

---

[1] مترجم صاحب نے لکھا ہے ''اور قیس اس مہم کو ٹالتے رہے'' اس مقام پر طبری کے الفاظ و لم یزل قیس یداریٔ ذالک البعث. اگر فی الواقع حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ اس مہم کو ٹالنا چاہتے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی رائے کو جو صلح کر لینے کی تھی ان سے پوشیدہ نہ رکھتے لغت میں ورء کے معنی دور کرنا' دفع کرنا آئے ہیں اور اسی معنی کو مترجم صاحب نے لیا ہے اور نیز ورء اور ورائے' آگاہ کرنا' با یکدیگر نرمی (مداراۃ) کرنے کے معنی میں بھی مستعمل ہوا ہے اور بعث کے معنی بھیجنے کے بھی ہیں اور لشکر کے بھی ہیں۔ اس قصے کے متعلق جو واقعات آئندہ بیان ہوئے ہیں' بلحاظ اس کے یہاں صحیح معنی معلوم ہوتے ہیں کہ قیس اہل لشکر کے ساتھ مداراۃ اور ان کو چلنے پر آمادہ کر رہے تھے۔ ناظر مذہبی

ے حضرت قیس رضی اللہ عنہ موقع و دولت کے منتظر تھے اور خود حضرت امیر زندہ تھے۔ (مترجم)

[2] تاریخ طبری جو لیدن میں طبع ہوئی اس میں ۳۶ھ کے واقعات اس وقت تک کے بیان ہوئے ہیں جب کہ جنگ جمل کے بعد تمام اہل بصرہ نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر دوسرے جزو میں ۴۰ھ کے ان واقعات سے آغاز ہوا ہے جب کہ تمام اہل کوفہ ☜ ....

عباس رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ اپنا بھلا چاہتے ہیں تو انہوں نے خط لکھ کر معاویہ رضی اللہ عنہ سے امان طلب کی اور جس قدر مال ان کے پاس تھا وہ اپنی ذات کے لیے مشروط کرنا چاہا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو منظور کر لیا۔

اہل عراق کی بدعہدی:

یہ بھی روایت ہے کہ بیعت خلافت کے بعد حسن رضی اللہ عنہ لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے مدائن میں آ کر ٹھہرے اور اپنے مقدمہ لشکر پر بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کے ساتھ مقام مسکن میں منزل کی' حسن رضی اللہ عنہ ابھی مدائن میں تھے کہ کسی نے لشکر میں پکار کر کہا کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ مارے گئے اب بھاگو (سنتے ہی) لوگ بھاگ کھڑے ہوئے حسنؓ کے خیمہ کو لوٹ لیا یہاں تک کہ جس فرش پر بیٹھے ہوئے تھے اسے بھی گھسیٹ لیا۔ حسن رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور مدائن کے مقصورہ بیضا میں جا کر اُترے۔ انھیں دنوں میں سعد بن مسعود جو کہ مختار بن ابی عبیدہ کے چچا تھے مدائن کے حاکم تھے مختار نے ان سے کہا اور ابھی یہ ایک نوجوان لڑکا تھا کہ اگر تم کو مال وعزت کی خواہش ہے تو حسن رضی اللہ عنہ کو باندھ لو اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کے صلہ میں امان مانگ لو سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خدا تجھ پر لعنت کرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر حملہ کروں اور ان کو باندھ لوں کیا بدشخص ہے تو۔ حسن رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کے کام میں تفرقہ پڑ گیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عامر و عبدالرحمٰن بن سمرہ کو ان کے پاس روانہ کیا۔ دونوں شخص مدائن میں حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور جو کچھ وہ چاہتے تھے سب منظور کر لیا اور اس بات پر صلح کر لی کہ کوفہ کے بیت المال سے پچاس لاکھ علاوہ اور چیزوں کے جو حسن رضی اللہ عنہ لینا چاہتے ہیں لے لیں۔ پھر اہل عراق کے مجمع میں حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی کہا کہ اے اہل عراق میں نے تم لوگوں سے جو اپنی جان چھڑا لی اس کے تین سبب ہیں' میرے باپ کو تم نے قتل کیا' مجھ پر تم نے برچھی کا وار کیا اور میرے مال کو تم نے لوٹ لیا۔ حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے حسن رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو صلح کے لیے لکھ چکا اور امان مان لی یہ سن کر حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ

لے ......نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ درمیان کے چار سالوں کے واقعات متروک ہیں۔

علامہ ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل میں ۴۰ھ کے واقعات میں ایک عنوان اس مضمون کا قائم کیا ہے۔ ''ذکر فراق ابن عباس البصرۃ'' اور اس میں لکھا ہے'' اسی سال عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ سے نکل گئے اور مکہ میں داخل ہو گئے۔ اکثر اہل سیر نے اسی بات کو اختیار کیا ہے لیکن بعضوں نے کہا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک بصرہ کے حاکم رہے اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو صلح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کی اس میں وہ موجود تھے اور اس کے بعد مکہ کو چلے گئے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے' حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح میں جو موجود تھے وہ عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

اس مقام پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو لکھا گیا ہے ممکن ہے کہ طبری کے پاس یہی بات صحیح ہو اور ممکن ہے کہ طبری کے اس مطبوعہ نسخہ میں بجائے عبیداللہ کے عبداللہ غلط چھپ گیا ہو۔ ناظر مذہبی

ے ابن اثیر نے بھی اس موقع پر عبداللہ کا نام لکھا ہے اور اس کے بعد کے واقعات جو طبری نے لکھے ہیں اس سے بھی عبداللہ کا کوفہ میں ہونا ظاہر ہے۔ (مترجم)

دیتا ہوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کی آپ تصدیق اور علی رضی اللہ عنہ کی بات کی تکذیب نہ کریں۔ حسن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خاموش میں اس باب میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی علیحدگی:

جب صلح ہوگئی تو حسن رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کریں اور قیس رضی اللہ عنہ اس وقت مقدمہ فوج میں بارہ ہزار رئیس تھے۔ قیس نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی ''ایہا الناس یا تو امام ضلالتہ کی اطاعت اختیار کرو یا بغیر اس کے کہ امام تمہارے سر پر ہو جنگ کرو۔ سب نے کہا ہم کو امام ضلالتہ کی اطاعت منظور ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے بیعت کر لی۔ قیس ان لوگوں سے علیحدہ ہو گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کی شرطیں یہ تھیں' کہ حسن رضی اللہ عنہ کے بیت المال میں جو کچھ ہے وہ سب ان کو مل جائے اور علاقہ داراب جرد کا خراج ان کو ملا کرے اور ان کے سامنے کوئی علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم نہ کرے۔ غرض کوفہ کے بیت المال میں جو پچاس لاکھ تھے۔ وہ حسن رضی اللہ عنہ نے لے لیے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی جعلی تحریر:

جس سال علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہیں حج کے ایام جب آئے تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے ایک جعلی تحریر بنا کر لوگوں کے ساتھ ۴۰ھ کا حج کیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس خوف سے کہ کہیں یہ حال نہ کھل جائے ترویہ کے دن عرفہ کیا۔ عرفہ کے دن تحریر کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مغیرہ کو خبر مل گئی تھی کہ عتبہ بن ابوسفیان والی حج مقرر ہو کر دوسری صبح کو آنے والے ہیں۔ اس سبب سے حج کے پورا کرنے میں مغیرہ رضی اللہ عنہ نے تعجیل کی۔

اسی سال مقام ایلیا میں بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت خلافت لی گئی اس سے پیشتر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام میں امیر کہتے تھے' اور علی رضی اللہ عنہ کو عراق میں امیر المومنین' جب علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کہنے لگے

۴۱ھ کے واقعات

امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری:

اسی سال حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں داخل ہو کر اہل کوفہ سے خلافت کی بیعت لی۔

اہل عراق نے جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے خلافت کی بیعت کی تو حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ شرط کی کہ تم لوگ میری بات کو سننا میری اطاعت کرنا ہیں جس سے صلح کروں اس سے صلح کرنا' میں جس سے جنگ کروں اس سے جنگ کرنا' اس شرط سے عراق والوں کے دلوں میں شک آ گیا۔ انھوں نے کہا' یہ شخص ہمارے کام کا نہیں ان کا ارادہ جنگ کرنے کا ہی نہیں ہے غرض حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ان پر برچھی کا وار کیا گیا جو اوچھا پڑا۔ اب ان لوگوں کی طرف سے ان کے دل میں بغض و دہشت زیادہ ہوگئی' انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی اور اپنے شرائط لکھ کر بھیجے کہ اگر تم انھیں منظور کر لو تو میں اطاعت کروں گا اور تم پر اس عہد کا وفا کرنا لازم ہوگا۔ یہ خط حسن رضی اللہ عنہ کا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کب پہنچا جب کہ خود معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر کر کے پہلے ہی حسن رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا تھا کہ اس کاغذ پر جو جو شرطیں تمہارا جی چاہے لکھ لو مجھے سب منظور ہیں۔ حسن رضی اللہ عنہ کو جب یہ مہری کاغذ پہنچا تو انھوں نے اس سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو شرطیں لکھی تھیں اس سے بھی چند در چند زیادہ شرائط اس کاغذ پر لکھے اور اپنے پاس اسی معاہدہ کو رکھ چھوڑا۔ ادھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کے پہلے شرائط کو رکھ لیا۔ جب حسن رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ میں ملاقات ہوئی تو حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے انھیں شرائط کے پورا کرنے کا سوال کیا جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے مہری کاغذ پر لکھے ہوئے تھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے منظور کرنے سے انکار کر دیا اور کہا جو تم نے پہلے شرائط کیے تھے جب تمہارا خط پہنچا میں نے اسی وقت منظور کر لیا تھا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہارا خط جب مجھے پہنچا میں نے اس پر شرائط کیے ہیں جن کا تم نے عہد کیا ہے۔

غرض اس باب میں دونوں میں اختلاف ہو گیا تو پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کی کسی شرط کو بھی پورا نہ کیا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں تقریر:

کوفہ میں مجمع ہوا تو عمرو بن عاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حسن رضی اللہ عنہ سے کہو کہ انھیں تقریر کریں' معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات گوارا نہ ہوئی' پوچھا آخر تم کیا چاہتے ہو کہ وہ تقریر کریں عمرو نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ تقریر میں عاجز ہیں۔ اس باب میں عمرو نے ایسا اصرار کیا کہ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ماننا پڑا' معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجلس میں آ کر تقریر کی پھر ایک شخص کو حکم دیا۔ اس نے حسن رضی اللہ عنہ کو پکار کر کہا اُٹھیے اس مسجد میں تقریر کیجیے انھوں نے فوراً بلا تامل تشہد پڑھا اس کے بعد کہا ایھا الناس خدا نے ہم میں سے پہلے شخص کے ذریعہ سے تمہاری ہدایت کی اور ہم میں سے آخر شخص کے ذریعہ سے تم کو کشت و خون سے بچا لیا۔ اور سنو اس کی حکومت کی ایک مدت و میعاد ہے اور دنیا دست بدست (پھرا کرتی) ہے اور حق تعالیٰ اپنے نبیؐ سے فرما چکا ہے۔ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ

فِتۡنَةٌ لَّكُمۡ وَ مَتَاعٌ اِلٰی حِیۡنٍ ۔ کیا معلوم کہ وہ تمہاری آزمائش ہو اور ''چند دن کی آسائش'' اتنا ہی کہا تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹھ جایئے اور عمرو پر معاویہ رضی اللہ عنہ کو غصہ ہی رہا کہ تمہاری رائے پر چلنے کا یہ انجام ہوا۔ اس کے بعد حسن رضی اللہ عنہ مدینہ چلے گئے کوفہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا داخلہ ربیع الاول یا جمادی الاولیٰ ۴۱ھ کی پچیسویں تاریخ کو ہوا۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ میں صلح ہوگئی پہلے ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار تھا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اطاعت:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حسن رضی اللہ عنہ کا یہ ارادہ جب معلوم ہوا کہ وہ اپنے نفس کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ سے امان کے طالب ہیں تو انھوں نے اپنے نفس کے لیے امان مانگنے کو اور اس شرط کے قبول کرنے کو کہ ان کے پاس جو مال آ گیا ہے وہ انھیں کو مل جائے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی شرط کو منظور کر لیا اور ابن عامر کو بڑے لشکر کے ساتھ ان کے پاس روانہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما راتوں رات اس لشکر میں جا پہنچے اور وہیں منزل کی یہاں جس لشکر کے وہ سردار تھے اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بھی جس میں تھے اس لشکر کو بے سردار کے چھوڑ دیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کے لیے شرائط کر کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اس خاص لشکر کے لوگوں نے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو اپنا رئیس بنا لیا اور اہل لشکر و رئیس لشکر میں یہ عہد و پیمان ہو گیا کہ جب تک شیعہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین کی جان و مال کے لیے جو ان کے ہاتھ آ گیا ہے شرط نہ کر لیں گے معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑتے رہیں گے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی مصالحت:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن رضی اللہ عنہ کے کام سے اب اس شخص کے ساتھ چال کرنے کی مہلت پائی جس کا یہ رعب دل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس سے بڑھ کر کوئی ذوفنون نہ ہو گا اور چالیس ہزار کے لشکر کا سردار بھی ہے۔ معاویہ و عمرو رضی اللہ عنہما و اہل شام سب ان کے مقابل فروکش ہوئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ایلچی روانہ کیا کہ ان کو خوف خدا دلائے اور پوچھے کہ کس کے حکم سے تم لڑتے ہو جس کے تابع حکم تم تھے اس نے تو مجھ سے بیعت کر لی۔ قیس رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے دب جانا گوارا نہ کیا۔ یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک کاغذ پر مہر کر کے بھیج دیا اور کہا کہ جو کچھ تمہارا جی چاہے اس کاغذ پر لکھ لو مجھے سب منظور ہے عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا یہی کہ قیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ رعایت نہ کرنا چاہیے۔ لڑنا ہی چاہیے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہوش کی خبر لو اتنے لوگوں کو ہم ہرگز قتل نہیں کر سکتے جب تک کہ اتنے ہی اہل شام ان کے ہاتھوں سے نہ مارے جائیں۔ جن کے بعد زندگی بے لطف ہے قسم بخدا جب تک کچھ بھی چارہ کار ممکن ہے میں قیس سے کبھی نہ لڑوں گا معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ مہری کاغذ جب بھیجا تو قیس نے اپنے لیے اور شیعہ علی رضی اللہ عنہ کے لیے جو کچھ ان کے ہاتھوں سے قتل کا وقوع ہوا ہے یا جو مال ان کے ہاتھ لگا ہے ان میں امان طلب کی اور اس عہد نامہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے مال کی مطلق خواہش نہ کی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان کی خواہش تھی سب منظور کی اور ان کے ساتھ کے لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلقہ اطاعت میں شامل ہو گئے۔ اس فتنہ و آشوب کے زمانے میں پانچ شخص بڑے پرفن مشہور تھے۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ عرب کے بڑے ذوفنون معاویہ بن ابوسفیان و عمرو عاص و مغیرہ بن شعبہ و قیس بن سعد رضی اللہ عنہم ہیں اور مہاجرین میں عبداللہ بن بدیل خزاعی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان میں سے قیس و ابن بدیل علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے اور مغیرہ و عمرو و معاویہ رضی اللہ عنہم کی طرف تھے ہاں مغیرہؓ نے پہلے سب سے علیحدگی اختیار کر کے طائف میں اس وقت تک قیام کیا جب کہ حکمین مقرر کیے گئے اور پھر سب لوگ مقام اذرح میں جمع

تو یہ بھی روایت ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں اسی سال ماہ ربیع الآخر میں صلح تکمیل کو پہنچی اور اسی سال غرہ جمادی الاولیٰ معاویہ رضی اللہ عنہ کا داخلہ کوفہ میں ہوا اور واقدی کا قول ہے کہ ربیع الآخر میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا داخلہ ہوا۔

حسن رضی اللہ عنہ کی روانگی کوفہ:

صلح کے بعد مقام مسکن سے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ وعبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنے حشم وخدم وساز وسامان کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حسن رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور اب زخم بھی ان کا اچھا ہوگیا تھا تو مسجد کوفہ میں آئے اور کہا اہل کوفہ اپنے ہمسایہ اپنے مہمان اپنے نبیؐ کے اہل بیت کے بارے میں جس سے خدا نے نجاست کو دور کر دیا اور طیب وطاہر کیا۔ خوف خدا کرنا چاہیے۔ یہ سن کر لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ اس کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اہل بصرہ حسن رضی اللہ عنہ کو خراج داراب جرد سے مانع ہوئے اور کہا کہ یہ ہمارا حق ہے۔ جب مدینہ کی طرف چلے تو قادسیہ کے لوگوں نے انھیں عرب کے ذلیل کرنے والے کہہ کر پکارا۔

خوارج اور اہل کوفہ کی لڑائی:

حسن رضی اللہ عنہ ابھی کوفہ سے روانہ نہیں ہوئے تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا گزر مقام نخلیہ میں ہوا پانچ سو جروریہ جو (علی رضی اللہ عنہ) سے علیحدہ ہو کر شہر روز میں مع فروہ بن نوفل اشجعی ٹھہرے ہوئے تھے ان سب نے کہا اب اس شخص سے ہمیں سابقہ پڑا ہے جس کے باب میں ہمیں کچھ شک بھی نہیں ہے چلو معاویہ رضی اللہ عنہ سے جہاد کرو۔ وہ سب کے سب بڑھے اور فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ ان کا رئیس تھا اور کوفہ میں داخل ہو گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلہ کے لیے اہل شام کے سواروں میں سے ایک دستہ روانہ کیا انھوں نے شام کے سواروں کو منتشر کر دیا۔ اب معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے کہا کہ قسم بخدا جب تک اپنے یہاں کی اس آفت کو دور نہ کرو گے تمہارے لیے میرے پاس امان نہیں ہے یہ سن کر اہل کوفہ نکلے اور خوارج سے جنگ کرنے لگے۔ خوارج نے ان سے کہا وائے ہو تم پر ہم سے تم کو کیا کام ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارا تمہارا دونوں کا دشمن ہے ہمیں اس سے لڑ لینے دو اگر ہم اس پر ظفر مند ہوئے تو ایک دشمن کے ہاتھ سے ہم نے تم کو بچا لیا اگر وہ ہم پر ظفر مند ہوا تو ہماری زحمت سے تم بچے۔ یہ سن کر اہل کوفہ نے کہا نہیں نہیں واللہ! ہم تم سے لڑیں گے' وہ کہنے لگے خدا ہمارے نہروان والے بھائیوں پر رحمت نازل کرے تم کو تو اے اہل کوفہ وہی خوب پہچانتے تھے اور فروہ بن نوفل جو قوم کا سردار تھا لڑائی میں مارا گیا تھا۔ اب ان لوگوں نے اپنا رئیس عبداللہ بن ابی الحوسا طائی کو مقرر کر کے قتال کیا اور مارے گئے۔

امارت مصر پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا تقرر:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمرو عاص کو حاکم مقرر کیا تھا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا کہ تم نے عبداللہ بن عمرو کو کوفہ میں اور عمرو کو مصر میں حاکم مقرر کیا ہے اب تم خود شیر کے ان دونوں جبڑوں کے درمیان آ گئے معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو معزول کر دیا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حاکم کوفہ مقرر کیا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو باتیں کی تھیں عمرو بن عاص کو معلوم ہو گئیں۔ عمرو نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے آ کر پوچھا کیا تم نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خراج پر مقرر کیا ہے کہا ہاں عمرو نے کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خراج پر مقرر کیا ہے وہ مال مارے گا اور پھر تم اس سے لے بھی نہ سکو گے خراج پر کسی ایسے کو مقرر کرو جس کو تمہارا خوف ہو' جس کے دل میں تمہاری ہیبت ہو جو تم سے ڈرتا ہو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خراج سے معزول کر کے نماز پر مقرر کر دیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عمرو سے ملاقات کی تو عمرو نے پوچھا' کیا تمہیں نے عبداللہ کے بارے میں امیر المومنین کو مشورہ دیا تھا جواب دیا کہ ہاں۔ کہا کہ یہ اسی کا بدلہ ہے۔ مجھے جو

روایت پہنچی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نہ کوفہ کی طرف گئے نہ وہاں سے آئے۔

بنی زیاد کی رہائی:

حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اوائل ۴۱ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے جب صلح کی تو حمران بن آبان نے بصرہ پر حملہ کیا اور قابض و متصرف ہو گیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بنی قیس میں سے کوئی شخص وہاں بھیجا جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے منع کیا کسی اور کو بھیجنا چاہیے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ارطاۃ کو روانہ کیا راوی کا خیال ہے کہ قتل بنی زیاد کا اسے حکم دیا تھا مسلمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ بسر نے زیاد کے بعض لڑکوں کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا تھا اس زمانہ میں زیاد ملک فارس میں تھا کردوں نے یہاں خروج کیا تھا اور علی رضی اللہ عنہ نے زیاد کو اس مہم پر روانہ کیا تھا زیاد فتح مند ہوا تھا اور اصطخر میں مقیم تھا۔ ابوبکرہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ جانے کے لیے سوار ہوئے اور بسر سے مہلت مانگی اس نے ایک ہفتہ کی مہلت آمد و رفت کے لیے منظور کی یہ ایک ہفتہ تک سفر میں رہے دو جانوران کی سواری میں مر گئے غرض معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس باب میں کہا سنا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لڑکوں کو جاں بخشی کی کہ بعض علماء نے مجھ سے بیان کیا کہ ساتویں دن کا آفتاب طلوع کر چکا تھا بسر نے زیاد کے لڑکوں کو بلوالیا تھا اور اس بات کا منتظر تھا کہ آفتاب غروب ہو جائے تو ان کو قتل کر ڈالے۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا۔ سب کی آنکھیں ابوبکرہ کے انتظار میں تھیں کہ دور سے دیکھا ابوبکرہ کسی اونٹ یا گھوڑے پر سوار اسے دوڑاتے چلے آرہے ہیں اور جانور چلتا نہیں آخر اُتر پڑے اپنے کپڑوں سے اشارہ کیا اور تکبیر کہی اسے سن کر لوگوں نے بھی تکبیر کا شور بلند کیا۔ غرض پیادہ ہو کر بسر کے پاس ان لڑکوں کے قتل ہونے سے پہلے پہنچ گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط اسے دیا۔ بسر نے سب کو رہا کر دیا۔

ابوبکرہ کی حق گوئی:

بسر نے بصرہ کے منبر پر خطبہ پڑھا اور علی رضی اللہ عنہ کو سب و شتم کر کے کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں تم میں سے جو شخص مجھے سچا سمجھتا ہے وہ میری تصدیق کرے اگر جھوٹا سمجھتا ہے تو تکذیب کرے۔ ابوبکرہ نے کہا ہم لوگ تجھے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔ بسر نے حکم دیا اور ان کے گلے میں پھانسی پڑ گئی۔ یہ دیکھ کر ابولولوۂ ضبی اٹھ کھڑا ہوا ابوبکرہ سے لپٹ گیا اور انھیں بچالیا۔ ابوبکرہ نے اس کے صلہ میں سو جریب زمین اسے عطا کر دی۔ ابوبکرہ سے یہ پوچھا گیا۔ اس حرکت سے تمہارا کیا مطلب تھا۔ انھوں نے کہا خدا کی قسم دے کر ہم سے وہ پوچھے اور ہم سچی بات نہ کہیں۔ بسر چھ مہینے بصرہ میں رہ کر چلا گیا یہ نہ معلوم ہوا کہ فوج کس کے حوالے کر گیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیاد سے مطالبہ زر:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو لکھا کہ ایک ولایت کا تو حاکم ہے تیرے ہاتھ میں جو مال ہے وہ مال اللہ میں سے ہے اسے ادا کر زیاد نے جواب دیا میرے پاس کچھ مال نہیں رہا جس موقع میں مناسب سمجھا میں نے صرف کر ڈالا۔ اور اس میں سے کچھ لوگوں کے پاس امانت رکھ دیا کہ وقت پر کام آئے اور جو کچھ بچا وہ امیر المومنین کو بھیج دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا میرے پاس آ ہم دیکھیں تیرے کیا کیا اختیارات تھے اور تو نے کیا کیا کام کیے اگر حساب درست نکلا تو یہی مقصود ہے ورنہ تو اپنے ٹھکانے چلا جانا۔ زیاد معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نہ آیا تو بسر نے اس کے لڑکوں عبدالرحمٰن و عبیداللہ و عباد کہ یہی سب میں بڑے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور زیاد کو لکھ بھیجا کہ امیر المومنین کے پاس چلا آ ورنہ میں تیرے لڑکوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ زیاد نے جواب دیا کہ میں اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک کہ خدا میرے اور تیرے امیر کے درمیان انصاف کرے۔ میرے لڑکے جو تیرے قبضہ میں ہیں ان کو قتل کرے گا تو خدا کو

منہ دکھانا ہے اور ہمارے تمہارے درمیان باز پرس اور روز حساب ہے وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ اور جو لوگ ظلم کرتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کس انقلاب میں مبتلا ہونے والے ہیں اب بسر نے ان کے قتل کا ارادہ کر لیا ابوبکرہ نے اس سے آ کے کہا میرے اور میرے بھائی کے لڑکوں کو تو نے بے گناہ پکڑ لیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ اصحاب علی رضی اللہ عنہ جہاں ہیں ان کے لیے امان ہے تجھے ان لڑکوں پر اور ان کے باپ پر ہاتھ ڈالنے کا کوئی حق نہیں ہے بسر نے کہا تیرے بھائی کے ذمے مال ہے کھا گیا دیتا نہیں۔ کہا اس کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے خیر میرے بھتیجوں کو اتنی مہلت دے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا رقعہ ان کی رہائی کے لیے لے آؤں بسر نے کچھ دنوں کی مہلت دے کر کہا کہ اگر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رقعہ ان کی رہائی کے لیے تم نہ لائے تو میں انھیں قتل کر ڈالوں گا۔ یا یہ ہو کہ زیاد امیر المومنین کے پاس چلا آئے۔

آلِ زیاد کو امان:

ابوبکرہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں جب پہنچے ہیں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں ابوبکرہ ملاقات کو آئے ہو یا مجھ سے کچھ کام ہے ابوبکرہ نے کہا جھوٹ کیوں کہوں میں تو کام سے آیا ہوں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکرہ تم کامیاب ہو گئے ہم تمہاری بزرگی کو مانتے ہیں تم اس کے اہل ہو۔ کیا کام ہے تمہارا۔ ابوبکرہ نے کہا میرے بھائی زیاد کو امان دو اور بسر کے نام ایک رقعہ لکھ دو کہ اس کے لڑکوں کو رہا کر دے اور ان سے تعرض نہ کرے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا زیاد کے لڑکوں کے لیے جیسا تم چاہتے ہو لکھے دیتا ہوں لیکن زیاد کے پاس مسلمانوں کا مال ہے اسے ادا کر دے تو پھر ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں۔ ابوبکرہ نے کہا۔ امیر المومنین اس کے پاس کچھ ہے تو ان شاء اللہ آپ کو دے دینے میں تامل نہ کرے گا۔ معاویہ نے بسر کے نام یہ رقعہ لکھ کر ابوبکرہ کو دے دیا کہ ابوبکرہ کے لڑکوں میں سے کسی سے تعرض نہ کرے پھر کہا اے ابوبکرہ مجھے کچھ نصیحت کرتے ہو۔ کہا: ہاں! امیر المومنین میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے نفس پر اور اپنی رعایا پر نظر رکھنا کہ ایک امر بزرگ خلق خدا میں خدا کی خلافت کرنا تم نے اپنے سر لیا ہے تو خدا سے ڈرتے رہنا اس لیے کہ تمہارے لیے ایک حد مقرر ہے اس سے تم آگے نہیں بڑھ سکتے اور پیچھے تمہارے ایک وقت ہے کہ دوڑتا ہوا آ رہا ہے قریب ہے کہ مدت تمہاری پوری ہو جائے اور وقت آ پہنچے اور تم کو اس کے سامنے جانا پڑے۔ جو تمہارے حالات کی باز پرس کرے گا اور تم سے زیادہ تمہارے حالات کو جانتا ہے اسے حساب لینا ہے اور جتا دینا ہے کہ غرض خدائے عزوجل کی مرضی سے بڑھ کر کبھی کسی شے کو نہ سمجھنا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد کو دھمکی:

روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ جب ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو جب ہی ایک خط لکھا تھا اور اس میں دھمکی دی تھی۔ زیاد نے سب کے سامنے یہ تقریر کی کہ سرگروہ احزاب سرچشمہ نفاق پسر ہند جگر خوار سے تعجب ہوتا ہے کہ مجھے دھمکی لکھی ہے اور میرے اور اس کے درمیان میں رسول اللہ ﷺ کے دو ابن عم یعنی ابن عباس و حسن رضی اللہ عنہم ابھی موجود ہیں جن کے ساتھ نوے ہزار جانباز کاندھے پر تلواریں رکھے ہوئے جنگ سے منہ موڑنے والے نہیں مجھے موقع ملا تو ایک بڑے سخت کوش تلواریں مارنے والے سے اسے سابقہ پڑے گا زیاد اس وقت تک ملک فارس کا حاکم رہا ہے جب تک کہ حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح نہیں کر لی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا داخلہ کوفہ میں نہیں ہو گیا۔ اب زیاد ایک قلعہ میں بیٹھ رہا ہے جسے قلعہ زیاد کہتے ہیں۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ اور ناظم حرب سجستان و خراسان مقرر کیا۔

عبداللہ بن عامر کا امارت بصرہ پر قبضہ

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ابی سفیان کو بصرہ پر روانہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ عبداللہ بن عامر نے یہ گفتگو کی کہ بصرہ میں میرا مال اور امانتیں ہیں۔ اگر مجھے وہاں نہ بھیجا جائے گا تو وہ ضائع ہو جائیں گی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں کو عامل بصرہ مقرر کر دیا اور سجستان اور خراسان کو بھی انہیں کے متعلق کیا اور یہ ۴۱ھ میں بصرہ میں داخل ہوئے' زید بن جبلہ نے چاہا کہ ریاست فوج ان کو ملے ابن عامر نے منظور نہ کیا اور حبیب بن شہاب شامی کو رئیس فوج مقرر کیا' یہاں قیس بن ہثیم سلمی کا نام بھی لیا جاتا ہے اور عمرو بن یثربی ضبی کے بھائی عمیرہ بن یثربی ضبی کو قاضی مقرر کیا۔ ابن عامر کے زمانہ حکومت میں یزید بن مالک باہلی نے جس کی ناک پر ایک ضرب کا نشان ہونے کے سبب سے عرب اسے خطیم کہا کرتے تھے سہم بن غالب ہجمی کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف میں خروج کیا۔ ان لوگوں کو پل پر پہنچ کر صبح ہوئی۔ پل کے پاس عبادہ بن قرص لیثی جو کہ بنی بجیر سے تھے اور شرف صحابیت بھی ان کو حاصل تھا' نماز پڑھ رہے تھے یہ اپنا مخالف سمجھے اور انھیں قتل کر ڈالا پھر ابن عامر سے امان مانگی۔ ابن عامر نے ان کو امان دے کر معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے تمہاری طرف سے ان کو امان دے دی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ یہ ایسا عہد ہے کہ اگر تم نے توڑ ڈالا ہوتا تو تم سے باز پرس نہ ہوتی غرض ابن عامر کے معزول ہونے تک وہ سب لوگ امن و امان کے ساتھ رہے۔

اسی سال علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اور واقدی کا قول ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے سے پہلے ہی ۴۰ میں پیدا ہوئے۔

اس سال حسب قول ابو معشر عتبہ بن ابوسفیان نے اور بروایت واقدی عنبسہ بن ابوسفیان نے امارۃ حج کی ہے۔

باب ۲

بغاوتِ خوارج

۴۲ھ کے واقعات

والی مدینہ مروان بن حکم:

اس سال مسلمانوں نے لان اور روم سے جہاد کیا اور ان کو شکست فاش دی اور بطریقوں کی ایک جماعت کو قتل کیا کہا گیا ہے کہ حجاج بن یوسف اسی سال پیدا ہوا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سال مروان بن الحکم کو والی مدینہ مقرر کیا اور مروان نے عبداللہ بن حارث بن نوفل کو قاضی مقرر کیا اور مکہ پر معاویہ نے خالد بن عاص بن ہشام کو مقرر کیا کوفہ کے حاکم اسی زمانے میں معاویہ کی طرف سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تھے اور شریح قاضی تھے، اور بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر اور منصب قضا پر عمرو بن یثربی تھے، خراسان پر ابن عامر کی طرف سے قیس بن ہیثم تھے قیس نے خراسان میں دو برس حکومت کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت حاصل ہوا تو قیس کو خراسان پر روانہ کر دیا تھا اس کے بعد خراسان کو عامر کے ماتحت کر دیا، ابن عامر نے قیس کو اسی خدمت پر بحال رکھا۔

اس سال نہروان کے بقیۃ السیف یا زخمیوں میں سے جو خوارج بچ رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کو معاف کر دیا تھا حرکت میں آئے۔

شہادت علی رضی اللہ عنہ پر خوارج کا اظہار مسرت:

حیان بن ظبیان سلمی خارجی نہروان کے چار سو زخمیوں میں تھا جن لوگوں کو علی رضی اللہ عنہ نے معاف کر دیا تھا کوئی مہینہ بھر وہ اپنے اہل وعیال میں رہا پھر کچھ اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ رے کی طرف چلا گیا اور سب نے وہیں قیام کیا، اس زمانہ تک کہ علی کرم اللہ وجہہ کے قتل کی خبر اسے پہنچی اس نے ان سب لوگوں کو جمع کیا جو بیس سے بھی کم تھے اور انھیں میں سالم بن ربیعہ عبسی بھی تھا اور حمد و ثنائے خدا کے بعد کہا اے برادران اسلامی مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارا بھائی ابن ملجم مرادی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے صبح کے دھندلکے میں آستانہ مسجد جامعہ کے مقابل آ کر بیٹھا اور ان کے نکلنے کے انتظار میں وہیں ٹھہرا رہا جب نماز صبح کی اقامت شروع ہوئی تو وہ اس کی طرف سے نکلے اور اس نے حملہ کر دیا اور ان کے سر پر تلوار کا وار کیا پس دو دن زندہ رہے اور مر گئے یہ سن کر سالم بن ربیعہ عبسی نے کہا خدا نہ قطع کرے اس ہاتھ کو جس نے ان کے سر تلوار لگائی اور سب لوگ قتل علی رضی اللہ عنہ کی خبر سن کر شکر خدا بجالائے (خدا ان لوگوں کو اپنی رحمت و رضوان سے دور رکھے) نصر بن صالح کہتے ہیں کہ مصعب بن زبیر کی امارۃ میں میں نے سالم بن ربیعہ سے پوچھا کہ تم نے علی رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمہ کہا تھا اس نے مجھ سے اقرار کیا اور یہ کہا کہ ایک زمانہ تک مجھے خوارج کی رائے سے اتفاق تھا پھر میں نے ترک کیا۔ نصر کہتے ہیں ہم یہی سمجھتے تھے کہ اس نے اس عقیدہ کو ترک کر دیا اور جب اس بات کا ذکر کوئی اس کے سامنے کرتا تھا تو اسے ناگوار گزرتا تھا۔

حیان بن ظبیان

غرض اس کے بعد حیان بن ظبیان نے اپنے اصحاب سے کہا کہ قسم بخدا کوئی ہمیشہ باقی رہنے والا نہیں۔ راتیں اور دن برس اور مہینے ابن آدم پر گزرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اسے موت کا ذائقہ چکھاتے ہیں اور وہ اپنے نیک بھائیوں سے مفارقت کرتا ہے اور اسے دنیا کو چھوڑنا پڑتا ہے جس کے چھوڑنے پر وہی لوگ روتے ہوں گے جو دل کے بودے ہیں اور یہ دنیا جس کے پاس آتی ہے ہمیشہ اسے رنج وغم دے کر ضرر پہنچاتی ہے۔ خدا تم پر رحم کرے اب اپنے وطن کی طرف پلٹ چلو' وہاں اپنے بھائیوں سے ملیں گے اور ان کو امر المعروف ونہی عن المنکر اور احزاب سے جہاد کرنے کی دعوت دیں گے۔ اب ترک جہاد میں ہمارے لیے کوئی عذر نہیں ہے۔ ہمارے حکام ظالم ہیں۔ ہدایت کی رسم اٹھ گئی ہے ان سے ہم کو قصاص لینا چاہیے جنھوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے وہ اپنی اپنی جگہ بے خطر بیٹھے ہیں۔ اگر خدا نے ان پر ہمیں فتح یاب کیا تو ہم وہ راہ اختیار کریں گے جو زیادہ تر پسندیدہ اور ہدایت واستقامت والی ہے اور اس سے بحکم خدا مومنین کے دل ٹھنڈے ہوں گے اور اگر ہم سب قتل ہو گئے تو ظالموں کے ہاتھ سے چھٹکارا پانے میں ہمارے لیے راحت ہے اور اپنے بزرگوں کی پیروی بھی ہے۔ یہ سن کر سب نے کہا کہ ہم سب کا وہی قول ہے جو تو نے کہا اور جو رائے تو نے دی ہم سب اس کی ستائش کرتے ہیں ہمارے وطن میں ہمیں لے کر چل ہم تیری ہدایت اور تیرے حکم پر چلنے کو تیار ہیں۔

حیان بن ظبیان کی روانگی کوفہ:

ابن ظبیان سب کو ساتھ لیے ہوئے کوفہ کی طرف اس مضمون کے شعر پڑھتا ہوا بڑھا:

''دوستو! نہر پر جو لوگ قتل ہو گئے ان کے بعد نہ میرے دل کو صبر ہے نہ قرار ہے نہ اس کے سوا کچھ خواہش ہے کہ لشکر عظیم کو ساتھ لیے ہوئے کوچ پر کوچ کروں۔ اللہ کی طرف ہم لوگوں کو بلائیں اور اللہ کی راہ میں قطع مسافت کریں۔ قسطاتہ رے سے میرا خچر گزر جائے تو پھر میں کبھی ادھر کا رخ نہ کروں گا، دوستو میں تمھیں رسوا نہ کروں گا اگرچہ میری نصرت کرنے والے قریب ہے کہ تھوڑے ہی سے ہوں جو میرے ساتھ چلیں گے ان کو لے کر میں جاؤں گا۔''

غرض کوفہ میں پہنچ گیا اور معاویہ کے آنے تک یہاں رہا جب کہ معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو والی کوفہ کر کے بھیجا مغیرہ نے یہاں امن کے ساتھ رہنا چاہا لوگوں سے اچھا سلوک کیا اور اہل ہوا وہوس کی بھی کچھ تفتیش نہ کی لوگ آ آ کر خبر دیتے تھے کہ فلاں عقیدہ شیعہ رکھتا ہے فلاں عقیدہ خوارج رکھتا ہے سب کو یہی جواب ملتا تھا کہ خدا کو یہی منظور ہے کہ ان میں اختلاف رہے اب خدا ہی اپنے بندوں کا جن باتوں میں اختلاف کر رہے ہیں فیصلہ کر دے گا، غرض مغیرہ کی طرف سے لوگوں کو اطمینان ہو گیا تھا۔ خوارج ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے اور اپنے نہروان والے بھائیوں کو یاد کیا کرتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ بیٹھے رہنے میں ظلم وخیانت ہے، اور اہل قبلہ سے جہاد کرنے میں اجر وفضیلت ہے۔

خوارج کی تین اہم شخصیتیں:

مغیرہ کے زمانے میں خوارج تین شخصوں سے رجوع کرتے تھے۔ مستورد بن علفہ تیمی ربابی۔ حیان بن ظبیان سلمی۔ معاذ بن جوین بن حصین طائی سنبسی۔ یہ شخص زید بن حصین کا ابن عم تھا۔ زید ان لوگوں میں ہے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں قتل کیا اور یہ معاذ خوارج کے ان چار سو زخمیوں میں کا ہے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے عفو کر دیا تھا۔ یہ سب کے سب حیان بن ظبیان کے گھر میں جمع ہوئے اور یہ مشورہ کرنے لگے کہ اپنا رئیس کسے مقرر کریں۔ مستورد نے کہا کہ اے مسلمین اے مومنین جیسا تم چاہتے ہو خدا ویسا ہی کرے اور مکروہات کو تم سے دور رکھے جس کو چاہو اپنا رئیس بنا لو قسم ہے اس خدا کی جو آنکھ کے اشارے اور دل کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے تم میں سے کوئی بھی میرا رئیس ہے مجھے ذرا دریغ نہ ہوگا۔ ہم کو دنیا کی عزت کی پرواہ نہیں ہے نہ دنیا میں باقی رہنے کی کوئی سبیل ہے جس گھر میں ہمیشہ رہنا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں چاہتے۔ حیان بن ظبیان نے کہا مجھ سے پوچھتے ہو تو مجھے ریاست کی خواہش نہیں میں تم کو اور ہر شخص کو اپنے بھائیوں میں سے پسند کرتا ہوں۔ غور کر و تم اپنے میں سے کس شخص کے لیے چاہتے ہو اس کا نام لو سب سے پہلے میں اس سے بیعت کروں گا۔ معاذ بن جوین یہ سن کر بولا جب تم دونوں جو کہ صلاح و دین ورتبہ میں سادات اہل اسلام میں ہو اور علو نسب رکھتے ہو یہ بات کہتے ہو پھر کون مسلمانوں کی سرداری کرے گا۔ ہر شخص تو اس کام کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جب سب لوگ رتبہ میں برابر ہیں تو چاہیے کہ مسلمانوں کی ریاست وہ کرے جو معاملہ و جنگ میں زیادہ بصیرت رکھتا ہو امور دین میں افقہ ہو اور اس بوجھ کے اٹھانے کی سب سے بڑھ کر طاقت رکھتا ہو اور تم دونوں بحمد اللہ اس کام کے لیے سزاوار ہو تمھیں دونوں میں سے کوئی اس کام کو اپنے ذمہ لے۔ ان دونوں نے کہا تم اپنے ذمہ اس کام کو لو ہم نے تم کو انتخاب کیا الحمد اللہ کہ تم اپنے دین اور اپنی رائے میں کامل ہو۔ معاذ نے کہا تم دونوں سن میں مجھ سے بڑے ہو چاہیے کہ تمھیں میں سے کوئی اس کام کو اختیار کرے۔

مستورد بن علفہ کا انتخاب:

یہ سن کر خوارج میں سے جو لوگ وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ تم تین شخصوں کو ہم پسند کرتے ہیں۔ جس کو تم چاہو رئیس مقرر کر دو تم تینوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے اپنے ساتھ والے سے یہ نہ کہا ہو کہ ''تم اس کام کو اپنے ذمہ لو میں تمھیں انتخاب کرتا ہوں اور خود مجھے اس کی خواہش نہیں ہے'' جب یہ بحث زیادہ بڑھ گئی تو حیان بن ظبیان نے مستورد سے کہا کہ معاذ بن جوین نے مجھ سے اور تم سے کہا ہے تم دونوں پر میں رئیس نہیں ہو سکتا اس سبب سے کہ دونوں مجھ سے سن میں بڑے ہو۔ یہی قول میرا ہے کہ تمھارے ہوتے میں رئیس نہیں ہو سکتا اس سبب سے کہ تم مجھ سے بھی سن میں بڑے ہو' اپنا ہاتھ لاؤ میں تم سے بیعت کرتا ہوں۔ مستورد نے ہاتھ اپنا بڑھایا ابن ظبیان نے اس سے بیعت کی پھر معاذ بن جوین نے بیعت کی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ یہ واقعہ جمادی الآخری میں ہوا' پھر سب نے وعدہ کیا کہ سامان کریں اور آمادہ و مستعد رہیں اور غرۂ شعبان ۴۳ھ میں خروج کریں پھر وہ اپنے ساز و سامان میں مصروف ہو گئے۔

بسر بن ارطاۃ کا دورہ مکہ و یمن:

اسی سال بسر بن ارطاۃ نے مدینہ مکہ یمن کا دورہ کیا اور مسلمانوں میں سے جسے چاہا قتل کیا۔ مدینہ میں مہینہ بھر تک لوگوں کے

ستانے کو ٹھہرا رہا۔ جس جس کی نسبت یہ سنا کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں اس نے بھی اعانت کی ہے اسے قتل کیا۔ بعض لوگ اس باب میں اختلاف کرتے ہیں کہ اس سال کا یہ واقعہ نہیں ہے۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما:

اسی سال زیاد نے ملک فارس سے آ کر کچھ مال داخل کر کے معاویہ سے میل کر لیا۔ یا تو فارس کے ایک قلعہ میں بند تھا یا خود آ کر مل گیا اس کا سبب یہ ہوا کہ زیاد کا مال و منال بصرہ میں عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہما کے تحت میں تھا۔ معاویہ کو یہ خبر پہنچ گئی کہ زیاد کا مال عبدالرحمٰن کے پاس ہے۔ ادھر زیاد کو عبدالرحمٰن کے پاس جو مال رکھوایا تھا۔ اس کی نسبت دھڑ کا لگا ہوا تھا۔ اس نے عبدالرحمٰن کو مال کی حفاظت کے لیے لکھا ادھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو لکھ بھیجا کہ زیاد کے مال پر نظر رکھے۔ مغیرہ نے بصرہ میں آ کر عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے یہ کہا کہ تمھارے باپ نے تو میرے ساتھ برائی کی تھی لیکن زیاد نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ مجھے عبدالرحمٰن کے پاس کوئی ایسا مال نہیں ملا جس کا لینا مجھے جائز ہوتا۔ معاویہ نے لکھا کہ اس پر عذاب کرو کہ قبول کرے بعض مشائخ کا بیان ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لکھنے پر مغیرہ نے چاہا کہ عبدالرحمٰن پر عذاب کرے اور معاویہ کو یہ خبر پہنچ جائے۔ تو عبدالرحمٰن سے کہا کہ تمھارے چچا نے جو کچھ تم کو لکھا' اس کی حفاظت کرو اور اس کے منہ پر ایک ریشمی کپڑا پانی میں بھگو کر ڈال دیا کہ منہ پر اس کے لپٹ گیا اور اسے غش آ گیا تین دفعہ ایسا ہی کیا پھر اسے چھوڑ دیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا میں نے اس پر عذاب بھی کیا مگر اس کے پاس کچھ نہیں پایا غرض اس طرح مغیرہ نے زیاد کے احسان کی پاسداری کی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو زیاد سے خطرہ:

کہتے ہیں مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا شعر:

''کہ انسان اگر اپنا راز کہا چاہے تو محل اعتماد وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس کا دوست اور خیر خواہ ہو چاہے کہ اپنا راز اپنا جب کہیں ایسے ہوا خواہ سے کہے جو اسے چھپائے اور فاش نہ ہونے دے۔''

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! اگر مجھ سے کوئی راز آپ نے کہا تو ایسے شخص سے کہا جو آپ کا ہوا خواہ و شفیق و محتاط محل وثوق ہے اے امیر المومنین وہ کونسا راز ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے زیاد کا اور زمین فارس پر بھروسا کر کے اس کے بیٹھ رہنے اور مجھ سے علیحدہ رہنے کا خیال جو آیا تو رات بھر نیند نہیں آئی۔ مغیرہ نے چاہا کہ زیاد کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل سے اتار دے کہا زیاد وہاں ہے تو کیا چیز ہے اے امیر المومنین۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا عاجزہ جانا بری بلا ہے۔ ایک عرب کا ذوفنون مالدار فارس کے قلعوں میں پناہ گزین تدبیر میں مصروف موقع کا منتظر۔ مجھے تو یہ خوف ہے کہ اسی خاندان کے کسی شخص سے بیعت نہ کرے کہ میرے لیے از سرنو اسی جنگ و جدال کا سامنا ہو گا[1] مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین اجازت ہے کہ میں زیاد کے پاس جاؤں کہا کہ ہاں جاؤ اور لطف سے پیش آؤ۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ زیاد کے پاس آئے زیاد نے ان کے آنے کی خبر سن کے یہی کہا کہ یہ تو کسی بڑے کام کے لیے آئے ہیں یہ ایک پیش

---

[1] یہاں حذعۃ کی جگہ جذعۃ بھی نسخہ ہے اسی کو میں نے اختیار کیا ہے ع ج۔

دالان میں دھوپ کے رخ پر بیٹھا ہوا تھا۔ مغیرہ کو آنے کی اجازت دی۔ جب وہ آئے تو کہا بھلا ہو آنے والے کا کہا کہ بھلائی تمہارے ہی لیے ہے۔ اے ابو مغیرہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو تشویش نے پریشان کر دیا کہ آخر مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے حسن رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی ایسا شخص ان کے پیش نظر نہیں تھا جو ریاست کی طرف ہاتھ بڑھائے انھوں نے تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ تم بھی یکسوئی کرنے کے قبل ہی اپنے کچھ ایسا کر لو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو تمھاری طرف سے اندیشہ نہ رہے اس نے کہا۔ تم کیا مشورہ دیتے ہو اصل مطلب کی بات کہو زیادہ گوئی نہ کرنا مشورہ اسی سے کیا جاتا ہے جس پر اعتماد ہوتا ہے مغیرہ نے کہا:

''میری رائے یہ ہے کہ تم وابستگان معاویہ رضی اللہ عنہ میں شامل ہو کر ان کی خدمت میں روانہ ہو جاؤ زیاد نے کہا میں سوچوں گا اور خدا جو چاہے گا وہی ہوگا''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد کو پیش کش:

ایک روایت ہے کہ زیاد نے سال بھر سے زیادہ قلعہ میں قیام کیا۔ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا کہ تو کیوں اپنے کو ہلاک کرتا ہے میرے پاس چلا آ مجھ سے بیان کر کہ خراج سے کس قدر مال تجھ کو وصول ہوا ہے اور کس قدر تو نے خرچ کیا اور کس قدر تیرے پاس باقی ہے اور تیرے لیے امان ہے۔ جی چاہے میرے پاس قیام کرنا چاہے اپنے مقام پر واپس ہو جانا۔ زیاد فارس سے روانہ ہوا اور مغیرہ کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ زیاد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کا ارادہ کر لیا ہے یہ زیاد کی روانگی سے پہلے ہی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ زیاد اصطخر سے روانہ ہو کر ارجان کی طرف آیا۔ پھر ماہ بہراوان سے ہوتا ہوا حلوان کی راہ سے مدائن میں پہنچا' پہلے عبدالرحمن نے جا کر معاویہ رضی اللہ عنہ کو زیاد کے آنے کی خبر دی اس کے بعد زیاد شام پہنچا اس کے مہینہ بھر کے کہیں مغیرہ کا بھی ورود ہوا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے مغیرہ زیاد تو تم سے مہینہ بھر کی راہ کے فاصلے پر تھا اور تم روانہ بھی اس سے پہلے ہوئے پھر بھی وہ تم نے پہلے پہنچا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین عاقل جب عاقل سے کچھ پوچھتا ہے تو اس کو جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم جواب دینے میں احتیاط کرتے ہو تو کرو کوئی راز کی بات ہو مجھ سے نہ کہو۔ کہا زیاد زیادتی کی امید میں آیا ہے میں نقصان کے خوف سے حاضر ہوا ہوں اور ہم دونوں کا سفر اسی لحاظ سے ہے پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد سے اس مال کے متعلق سوال کیا جو ملک فارس سے اسے وصول ہوا۔ زیاد نے سب بیان کر دیا کہ علی رضی اللہ عنہ کو کتنا مال بھیجا اور جن امور میں خرچ کرنے کی ضرورت تھی۔ ان میں کس قدر خرچ کیا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بھی تصدیق کی جو کچھ زیاد نے خرچ کیا تھا اور جو کچھ اس کے پاس باقی تھا اسے بھی سچ سمجھا اور باقی مال کو اس سے لے لیا اور کہا کہ تو تو ہمارے خلفاء کا امین ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور زیاد:

یہ روایت بھی مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ زیاد جب فارس میں تھا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے آنے کو لکھا۔ زیاد اپنے ساتھ منجانب بن راشد ضبی اور حارثہ بن بدر عذانی کو لے کر فارس سے روانہ ہوا اور عبداللہ بن عامر نے ابن خازم کو ایک جماعت کے ساتھ فارس کی طرف یہ کہہ کر روانہ کیا کہ شاید زیاد تم کو راہ میں مل جائے تو اسے گرفتار کر لینا۔ ابن خازم فارس کی طرف چلا۔

کوئی تو کہتا ہے سوق اہواز میں اور کسی کا بیان ہے کہ ارجان میں زیاد اسے ملا۔ اس نے زیاد کی بھاگ پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا او زیاد اتر گھوڑے سے منجاب نے للکار کر کہا کے ابن سوداہٹ وہاں سے نہیں تو تیرا ہاتھ اسی بھاگ میں لٹکا دوں گا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زیاد بیٹھا ہوا تھا کہ ابن خازم وہاں پہنچا اور زیاد سے سخت گوئی کی اس پر منجاب نے اسے گالی دی۔ زیاد نے پوچھا ابن خازم تمھارا کیا مقصد ہے۔ بولا میں چاہتا کہ تم بصرہ کی طرف چلو۔ زیاد نے کہا میں بصرہ ہی جا رہا ہوں۔ یہ سن کر ابن خازم زیاد سے شرمندہ ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابن خازم و زیاد میں ارجان میں ملاقات ہوئی اور آپس میں جھگڑا بھی ہو گیا۔ زیاد نے ابن خازم سے کہا مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے امان دی ہے۔ اور میں وہیں جا رہا ہوں۔ دیکھو یہ خط ان کا میرے پاس موجود ہے۔ ابن خازم نے کہا مگر تم امیر المومنین کے پاس جا رہے ہو تو ہمیں تم سے کچھ تعرض نہیں۔ یہاں سے ابن خازم سابور کی طرف اور زیاد ماہ بہراذان کی جانب روانہ ہوا۔ معاویہؓ کے پاس پہنچا تو انھوں نے مال فارس کے متعلق اس سے سوال کیا۔

زیاد نے کہا اے امیر المومنین وہ مال میں نے ارزاق وعطایا میں اور کفالتوں میں سے صرف کیا جو کچھ باقی رہا وہ کچھ لوگوں کے پاس امانت کے طور پر میں نے رکھ دیا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر بار بار اسی کلمہ کو دہرایا۔ (باقی مال کو امانت رکھ دیا ہے)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور زیاد میں مصالحت:

زیاد نے لوگوں کو خط روانہ کیے جن میں شعبہ بن قلعم کا نام بھی ہے لکھا ہے کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ میری امانت تمہارے پاس ہے خدائے عزوجل کی کتاب پر (ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت کو پیش کیا) غور کرو اور جو کچھ تمھارے ذمے ہے اس کی حفاظت کرو۔ اور زیاد نے جس مبلغ کا معاویہ رضی اللہ عنہ سے اقرار کیا تھا ان خطوں میں اس کی تعیین بھی کر دی تھی۔ اس نے یہ خط چھپا کر اپنے قاصد کے ہاتھ روانہ کیے اور اس سے کہا کہ کسی ایسے شخص کو بھی دکھا دینا جو معاویہ رضی اللہ عنہ تک اس خبر کو پہنچا دے۔ قاصد نے ایسا ہی کیا اور یہ بات کھل گئی۔ قاصد کو گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔

ان خطوں کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا تو معلوم ہوا کہ زیاد نے جو اقرار کیا تھا وہی ان خطوں میں بھی ہے اب معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد سے کہا مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ تو نے مجھ سے مکر کیا اب جس طرح چاہے میرے ساتھ معاملہ کر لے زیاد نے اسی مال پر معاملہ کر لیا جسے وہ کہہ چکا تھا کہ میرے پاس ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس اسے بھیج بھی دیا۔

اور کہا اے امیر المومنین والی فارس ہونے کے بیشتر بھی میرے پاس کچھ مال تھا اور میں چاہتا تھا کہ وہی مال رہ جائے اور جو کچھ ولایت فارس سے میں نے لیا ہے وہ نہ رہے۔ پھر زیاد نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ کوفہ میں رہنے کی اجازت اسے ہو

نوٹ: جس مقام پر مترجم صاحب نے بیاض چھوڑ دی ہے وہاں یہ الفاظ ہیں "فقال معاوية لزياد لئن لم تكن مكرت بي ان هذه الكتب من حاجتي" معاویہؓ نے زیاد سے کہا اگر تم نے میرے ساتھ کوئی چال نہ چلی ہے تو یہ خطوط تو میرے ہی کام کے لیے لکھے گئے ہیں۔ ناظر مذہبی

جائے معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ اور وہ کوفہ کو روانہ ہو گیا۔ اور مغیرہ نے اس کے ساتھ تعظیم و اکرام کا سلوک جاری رکھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو لکھ بھیجا کہ نماز جماعت میں زیاد و سلیمان بن صرو اور حجر بن عدی اور سبت بن ربعی وابن الکوا اور عمرو بن الحمق کو شریک ہونے کی تاکید رہے اسی بنا پر یہ لوگ مغیرہ کے ساتھ نماز پڑھنے کو حاضر ہوا کرتے تھے۔

باب الفیل:

یہ بھی روایت ہے کہ زیاد کوفہ میں آیا اور نماز ہونے کو تھی تو مغیرہ نے اس سے کہا تم آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ زیاد نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا اپنی ریاست میں نماز پڑھانے کے لیے تم مجھ سے احق ہو۔ اور ایک دفعہ مغیرہ کے پاس ام ایوب بنت عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط بیٹھی تھی کہ زیاد آیا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ام ایوب کو زیاد کے سامنے کر دیا اور کہا ابو مغیرہ سے پردہ نہیں چاہیے۔ مغیرہ کے مرنے کے بعد زیاد نے اس عورت سے عقد کر لیا۔ ابھی وہ کم سن تھی۔ چنانچہ زیاد کے پاس ایک ہاتھی تھا۔ اسے زیاد کے حکم سے ام ایوب کے سامنے لا کھڑا کر دیتے تھے اور وہ اسے دیکھا کرتی تھی۔ اس دروازہ کا نام ہی باب الفیل ہو گیا۔

اس سال عنسبہ بن ابوسفیان نے لوگوں کو حج کرایا۔

۴۳ھ کے واقعات

عمرو بن عاص کی وفات:

واقدی کا زعم ہے کہ بسر بن ارطاۃ نے اس سال روم سے جنگ کی اور اسی سر زمین پر جاڑوں کی فصل گذاردی اور قسطنطنیہ تک پہنچ گیا' مگر اکثر اہل تاریخ اس خبر کو غلط سمجھتے ہیں ان کا بیان ہے کہ سر زمین روم پر بسر کو کبھی کوئی جاڑ انہیں گزرا اسی سال عمرو بن عاص نے مصر میں عید الفطر کے دن رحلت کی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں چار برس اور عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دو مہینے کم چار برس اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک مہینہ کم دو برس انھوں نے مصر میں حکومت کی ہے۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہ کو باپ کے مرنے کے بعد والی مصر مقرر کیا حسب قول واقدی دو برس کے قریب یہ والی مصر رہے۔

اسی سال مدینہ میں مسلمہ نے انتقال کیا ان کی نماز مروان بن حکم نے پڑھی۔

اسی سال بعض مورخین کہتے ہیں کہ مستورد بن علفہ خارجی قتل کیا گیا بعض کہتے ہیں کہ ۴۲ھ میں قتل ہوا۔

مستورد بن علفہ خارجی:

یہ ذکر ہم کر چکے ہیں کہ وہ خوارج جو نہراون کے مجروحین میں تھے اور وہ جورے میں تھے اور ان کے علاوہ وہ اور بھی سب کے سب تین شخصوں سے رجوع کرتے تھے جن میں سے مستورد ابن علفہ بھی تھا اور انھوں نے مستورد سے بیعت کی تھی اور اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ غرہ شعبان ۴۳ھ میں خروج کریں گے۔ قبیصہ بن دمون نے جو مغیرہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں رئیس شرطہ تھا مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچائی کہ خوارج نے حیان بن ظبیان کے گھر میں مجتمع ہو کر یہ عہد کیا ہے کہ غرۂ شعبان میں تم پر خروج کریں گے۔ یہ شخص بنی ثقیف کے حلیفوں میں تھا اور کہتے ہیں کہ اس کی اصل حضر موت وصدف سے ہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کوتوالی کی جمعیت لے کر جا اور حیان بن ظبیان کے مکان کو گھیر لے اور میرے پاس لے آ سب اسی کو رئیس خوارج سمجھتے بھی تھے۔ قبیصہ جمعیت اور بہت سے لوگ ساتھ لے کے روانہ ہوا۔

حیان بن ظبیان کے مکان کا محاصرہ:

حیان بن ظبیان کیا دیکھتا ہے کہ دن دوپہر اس کے گھر میں لوگ گھس آئے۔ اس وقت معاذ ابن جوین اور کوئی بیس شخص اور ان دونوں کے اصحاب میں وہاں موجود تھے اور اس کی عورت جو کہ ایک جاریہ ام ولد تھی فوراً اٹھی اور سب کی تلواریں بچھونوں کے نیچے اس نے چھپا دیں۔ بعض لوگ اپنی اپنی تلوار ڈھونڈنے کو اٹھے تو کوئی تلوار نہ ملی۔ سب نے خود کو گرفتار کروا دیا۔ قبیصہ سب کو لے کر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کا کیوں تم نے ارادہ کیا ان لوگوں نے کہا ہم نے اس بات کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں نہیں مجھے سب خبر ملی اور اس کی تصدیق تمھارے اس اجتماع سے ہوگئی

ہے انھوں نے کہا اس گھر میں ہمارے اجتماع کا سبب یہ تھا کہ حیان بن ظبیان نے ہمیں قرآن سیکھنے پر آمادہ کیا ہے۔ اس لیے ہم لوگ اس کے پاس مجتمع ہوا کرتے ہیں اور اسے قرآن سنایا کرتے ہیں۔ مغیرہ نے حکم دیا کہ ان سب کو قید خانے میں لے جاؤ۔ اس کے بعد یہ لوگ کوئی برس دن قید رہے۔ ان کے گرفتار ہو جانے کا حال ان کے ساتھ والوں کو معلوم ہوا تو وہ خائف ہو گئے۔

مستورد بن علفہ کی روانگی حیرہ:

رئیس ان کا مستورد بن علفہ بھی یہاں سے نکل گیا۔ حیرہ میں جا کر ایک مکان میں اترا۔ یہ مکان بنی کلب کے قصر العدسیین کے پاس تھا اور اپنے ساتھ والوں کو اس نے کہلا بھیجا وہ اس کے پاس آنے جانے لگے اور سامان کرنے لگے۔ جب ان لوگوں کی آمد و رفت اس کے پاس زیادہ ہوگئی تو ان سے مستورد نے کہا کہ ہم سب کو جگہ بدلنی چاہیے' مجھے اندیشہ ہے کہ تمھارے حالات سے لوگ مطلع نہ ہو جائیں۔ وہ اسی بحث میں تھے کوئی کہتا تھا فلاں جگہ چلے جائیں' کوئی کہتا تھا نہیں فلاں جگہ پر جانا چاہیے۔ کہ حجار بن الجبر نے ایک گھر میں سے جس میں وہ خود اور کچھ ان کے قرابت دار موجود تھے بلند ہو کر ان لوگوں کو دیکھ لیا۔ دیکھا کہ دو سوار آئے اور جس گھر میں یہ سب لوگ جمع تھے اس مکان کے اندر چلے گئے اور فوراً ہی دو سوار اور آئے وہ بھی اندر چلے گئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ایک اور آیا اور اندر چلا گیا پھر اور آیا اور اسی مکان میں گھس گیا۔ اسے یہ دیکھ کر ایک فکر ہوگئی بات یہ تھی کہ ان لوگوں کے خروج کرنے کا وقت قریب آ گیا تھا۔ حجار جس گھر میں اترا ہوا تھا وہاں کی گھر والی اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی اس عورت سے اس نے پوچھا۔ ارے یہ سوار کیسے ہیں جو سامنے والے مکان کے اندر جا رہے ہیں۔ کہنے لگی واللہ میں نہیں جانتی یہ کون لوگ ہیں' یہی دیکھتی ہوں کہ بہت سے لوگ پیادے اور سوار اس مکان میں آتے جاتے ہی رہتے ہیں' یہ نہیں معلوم یہ ہیں کون لوگ۔ یہ سن کر حجار اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایک غلام کو ساتھ لے کر اس مکان کے دروازہ پر آیا۔ دیکھا کہ انھیں میں کا ایک شخص دروازہ پر نگہبانی کر رہا ہے' جو کوئی دروازہ پر آتا ہے۔ پہلے یہ جا کر اپنے رئیس کو اطلاع کرتا ہے اور وہ آنے کی اجازت دیتا ہے اگر ان کے شناساؤں میں سے کوئی آتا ہے تو سیدھا اندر چلا جاتا ہے اس کے لیے اذن لینے یہ نہیں جاتا۔

حجار بن الجبر:

حجار جب پہنچا وہ اسے پہچانتا نہ تھا کہا آپ کون صاحب ہیں رحمک اللہ آپ کا کیا کام ہے۔ کہا میں اپنے رئیس سے ملنا چاہتا ہوں اس نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے۔ کہا حجار بن الجبر اس نے کہا ذرا ٹھہر یئے لوگوں کو آپ کے آنے کی اطلاع دے کر میں ابھی آتا ہوں۔ حجار نے کہا شوق سے جاؤ۔ وہ اندر گیا ہی تھا کہ اس کے پیچھے پیچھے حجار بھی بڑی پھرتی سے چلا آیا اور ایک بڑے سائبان کے دروازہ تک پہنچ گیا۔[1] سائبان میں سب بیٹھے ہوئے تھے اور نگہبان ان سے کہہ رہا تھا کہ یہ شخص جس پر مجھے شبہ ہوتا ہے امیر کے پاس آنا چاہتا ہے حجار ابن الجبر اپنا نام بتاتا ہے اس نے سن لیا کہ یہ سب لوگ ڈر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں واللہ حجار بن الجبر کا آنا اچھا نہیں۔ یہ سن کر اس نے ارادہ کیا کہ یہیں سے پلٹ جائے اور ان لوگوں کی طرف سے جو شبہ اس کے دل میں پیدا ہو گیا ہے بس اسی پر اکتفا کرے مگر بغیر ان کے دیکھے ہوئے پلٹ جانے پر بھی اس کا دل راضی نہ ہوا آگے بڑھا سائبان

---

[1] صفہ مولدین کے محاورہ میں چبوتری کو کہتے ہیں لغت میں اس کے معنی سائبان کے ہیں ۱۲ ع ح۔

کے دروازہ پر دو پرت کا پردہ پڑا تھا۔ دونوں پرتوں کے بیچ میں آ کر السلام علیکم کہہ کر وہیں ٹھہر گیا۔ دیکھا کہ ایک بڑی جماعت ہے ہتھیار رہیں زرہیں ہیں۔

حجار اور علی بن ابی شمر:

حجار نے کہا خداوند ان کو توفیق خیر دے پوچھا خدا عافیت سے رکھے آپ کون لوگ ہیں۔ اس جماعت میں علی بن ابی شمر بن حصین تیمی ربابی بھی موجود تھا۔ خوارج میں سے آٹھ شخص جو نہروان سے بھاگے تھے ان میں کا ایک یہ بھی تھا اور عرب کے شہسواروں اور زاہدوں اور نیک لوگوں میں اس کا شمار تھا اس نے حجار کو پہچانا اور کہا اے حجار بن الجبر اگر تم مخبری کرنے کے ارادہ سے آئے ہو تو سب حال تم کو معلوم ہو گیا اگر کچھ اور کام ہے تو اندر چلے آؤ بیٹھو ہم سے اپنے آنے کا سبب بیان کرو۔ اس نے کہا اندر آنے کی ضرورت نہیں اور کہہ کر وہاں سے پلٹا۔ وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اس شخص کو پکڑ کر قید کر رکھو یہ تمھاری مخبری کرے گا۔ کچھ لوگ یہ سن کر اس کے پیچھے چلے۔ آفتاب غروب ہونے کو تھا وہ گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا اس وقت اس کے پاس پہنچے کہا کہ اپنا حال ہم سے بیان کر دو اور یہ بتا دو کہ تم کیوں آئے تھے۔ اس نے کہا میں کسی ایسے کام کے لیے نہیں آیا تھا جس سے تم کو تشویش و پریشانی ہو ان لوگوں نے کہا کہ ذرا ٹھہرو کہ ہم تمھارے پاس آ کر باتیں کریں یا تمھیں ہمارے پاس آ کر حال بیان کر دو تا کہ ہم اپنا حال تم سے بیان کریں اور اپنا مطلب ظاہر کریں اس نے کہا میں تمھارے پاس نہیں آتا اور نہ اس کا روادار ہوں کہ تم میں نے کوئی شخص میرے پاس آئے یہ سن کر علی بن ابوشمر نے کہا کہ آج رات کی رات تم ہم کو اس بات سے مطمئن کرتے ہو' کہ ہماری مخبری نہ کرو گے اور اس میں تمھارا احسان ہوگا' ہمارے تمھارے درمیان حق قرابت بھی تو ہے۔ کہا رات کی رات کیا ہمیشہ کے لیے میری طرف سے مطمئن رہو کہہ کر چلا کوفہ میں آیا اور اپنے لوگوں کو بھی ساتھ لیتا آیا۔

خوارج کی روانگی:

یہاں اور لوگوں نے آپس میں یہ کہا کہ ہم کو اس بات کا اطمینان نہیں ہے کہ یہ شخص ہماری مخبری نہ کرے گا ہم کو اسی وقت اس جگہ کو چھوڑ دینا چاہیے۔ بس مغرب کی نماز سب نے پڑھی اور حیرہ سے نکل کر متفرق ہو گئے ان کے رئیس نے سب سے کہہ دیا تھا کہ بنی سلمہ بن سلیم بن محدوج عبدی کے مکان میں مجھ سے ملیں اور وہ حیرہ سے نکل کر قبیلہ عبدالقیس سے ہوتا ہوا بنی سلمہ میں آیا۔ سلیم بن محدوج اس کا خسر تھا اسے بلا بھیجا۔ اس نے اس کو اور اس کے پانچ یا چھ شخص اور تھے ان کو اپنے گھر میں اتار لیا۔ حجار اپنے گھر واپس آیا اور یہ لوگ بھی انتظار کر رہے تھے' کہ ان کا ذکر حاکم سے یا لوگوں سے جو اس نے کیا ہوگا اس کا کچھ حال معلوم ہو۔ اس نے کسی سے بھی ان کا ذکر نہیں کیا نہ کوئی ایسی بات اس کی طرف سے جو انہیں ناگوار ہو ان کے سننے میں آئی۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ کی خوارج کے خلاف تقریر:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچ گئی کہ خوارج انھیں دنوں ہم پر خروج کرنے والے ہیں' اور اپنے میں سے ایک شخص کو اپنا امیر بھی وہ مقرر کر چکے ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر لوگوں کے سامنے تقریر کی حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے بعد کہا ایہا الناس تم خوب جانتے ہو کہ میں ہمیشہ تمھاری جماعت کے لیے عافیت کا خواہاں رہتا ہوں' مکروہات سے تم کو دور رکھتا ہوں اور بخدا مجھے اندیشہ رہا کرتا ہے کہ یہ امر اہل تقویٰ و دانش کے سوا جو لوگ کہ تم میں جاہل ہیں ان کے حق میں بدسلوکی ہے اور بخدا مجھے ڈر ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ سوا اس کے

چارۂ کار ہی نہ رہے کہ اہل تقویٰ و دانش بھی سفیہ و جاہل کے گناہ میں دھرے جائیں تو ایہا الناس تمھیں لازم ہے کہ بلا کے عام ہونے سے پہلے ہی اپنے جاہلوں کو روکے رہو۔ میں نے یہ سنا ہے کہ کچھ لوگ تم سے یہ ارادہ کیے ہوئے ہیں کہ شہر میں بغاوت ومخالفت کر کے خروج کریں۔ میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ عرب کے جس قبیلہ کے ساتھ وہ خروج کریں گے اسے میں ایسا تباہ کروں گا کہ اوروں کو عبرت ہو جائے گی لوگوں کو چاہیے کہ پشیمان ہونے کے پیشتر ہی سوچ سمجھ لیں میں نے یہ تقریر اسی لیے کی ہے کہ اتمام حجت ہو جائے عذر باقی نہ رہے۔

روسائے قبائل کا تعاون:

معقل بن قیس ریاحی یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے امیر کسی نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ یہ کون لوگ ہیں اگر ان کے نام معلوم ہوں تو ہمیں بتایئے وہ کون کون لوگ ہیں' ہم میں سے اگر وہ ہوں گے تو ہم خود ان سے سمجھ لیں گے' آپ کو زحمت نہ کرنا پڑے گی اور اگر وہ اور ہی لوگ ہیں تو آپ اہل شہر میں سے جو اطاعت گزار ہیں انھیں حکم دیجئے کہ ہر ہر قبیلہ کے لوگ اپنی قوم کے جاہلوں کو یہاں حاضر کر دیں۔ مغیرہ نے کہا نام تو میں نے کسی کا نہیں سنا مجھے اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ ایک جماعت نے شہر میں خروج کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ معقل نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے۔ میں تو اپنی قوم میں جاتا ہوں۔ جس خیال میں وہ ہوں گے اس کے لیے آپ کو زحمت نہ کرنا پڑے گی۔ اسی طرح ہر رئیس قوم کو چاہیے کہ اپنی قوم کے باب میں آپ کو زحمت نہ دیں مغیرہ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے[1]

اب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سب رئیسوں کو بلا کر ان سے کہا کہ جو کچھ ہوا وہ تمھیں معلوم ہے اور میں نے جو کچھ کہا وہ تم نے سنا رؤساء قوم میں سے ہر شخص کو اب یہ چاہیے کہ اپنی اپنی قوم کے باب میں مجھے زحمت نہ دیں اگر ایسا نہ ہوا تو قسم ہے مجھے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ تمھارے لیے نیکی کو بدی سے اور گوارا کو ناگوار سے بدل کر رہوں گا۔ اب کوئی ملامت گر ملامت کرے تو اپنے ہی نفس پر کرے جب میں نے پہلے ہی متنبہ کر دیا تو پھر مجھ پر کچھ الزام نہیں۔

صعصعہ کی قبیلہ عبدالقیس میں تقریر:

اب رؤسائے قوم وہاں سے اٹھ کر اپنے اپنے قبیلہ میں آئے اور انھیں خدا اور مذہب کا واسطہ دے کر کہا کہ جس شخص پر تمھارا گمان ہو کہ وہ فساد برپا کیا چاہتا ہے یا جماعت سے الگ ہونا چاہتا ہے ہمیں بتادو کہ وہ کون شخص ہے۔ اور صعصعہ بن صوحان نے قبیلہ عبدالقیس میں آ کر تقریر کی اور اسے خوب معلوم تھا کہ مستورد اور اس کے اصحاب سلیم بن محدوج کے گھر میں موجود ہیں گو یہ ان لوگوں سے الگ تھا اور ان کے مذہب سے نفرت کرتا تھا۔ مگر یہ گوارا نہ تھا کہ اس کی برادری میں رہ کر وہ گرفتار ہوں اور اپنی قوم کے ایک خاندان سے برائی کرے۔ جو کچھ اس نے کہا وہ کلمہ حقیر تھا اور اس زمانے میں اس خاندان میں بہت شرفاء تھے اور شمار میں بھی کم نہ تھے اس نے نماز عصر کے بعد تقریر کی۔ کہا اے گروہ بندگان خدا کا شکر ہے اس پروردگار کا کہ جب اس نے مسلمانوں میں فضیلت کی تقسیم کی تو تم کو بہترین فضائل سے مخصوص کیا اسی سبب سے تم نے خدا کے دین کو قبول کیا۔ جو خدا نے اپنے لیے پسند کیا' اوز اپنے ملائکہ وانبیاء

---

[1] تاریخ طبری کے متن میں اور نیز تاریخ کامل ابن اثیر میں یہاں فنزل لکھا ہے۔ اس لحاظ سے ترجمہ کیا گیا لیکن تاریخ طبری میں نسخہ فترک بھی ہے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ مغیرہ نے اپنی تقریر ختم کر دی۔

کے واسطے انتخاب کیا اور اس دین پر تم قائم رہے یہاں تک کہ خدا نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا۔ ان کے بعد لوگوں میں اختلاف پڑا' ایک گروہ ثابت قدم رہا ایک گروہ مرتد ہو گیا۔ ایک گروہ نے بے پروائی کی ایک گروہ نے تامل کیا' تم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کے سبب سے اس کے دین کو اپنے لیے لازم کر لیا۔ اور مرتدوں سے یہاں تک قتال کیا کہ دین قائم ہو گیا۔ اور خدا نے ظالموں کو ہلاک کیا اسی سبب سے خدا نے ہر شے میں ہر حال میں تمھارے لیے خیر و برکت میں زیادتی کی۔ یہاں تک کہ امت کے درمیان اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے کہا ہم کو طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے مطلب ہے ایک گروہ نے کہا ہم کو اہل مغرب سے تعلق ہے' ایک گروہ نے عبداللہ بن وہب راسبی رزدی سے غرض ہے تم کو خدا نے توفیق و راستی رائے عطا کی تھی تم یہی کہتے رہے کہ ہم کو کسی سے مطلب نہیں سوا اہل بیت کے جن کے سبب سے خدا نے پہلے ہی ہم کو شرف بخشا' پھر تم ہمیشہ حق پر رہے' کبھی اس کو تم نے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ خدا نے تمھارے اور جو لوگ تمھاری جانب سے ہدایت و رائے رکھتے تھے ان کے ہاتھوں بیعت توڑنے والوں کو (ناکثین) جنگ جمل میں اور دین سے نکل جانے والوں کو (مارقین) جنگ نہروان میں ہلاک کیا'' (صعصعہ نے یہاں اہل شام کا ذکر اس سبب سے ترک کیا کہ اس وقت انھیں کی بادشاہی تھی)'' اور اس فرقہ مارقین سے بڑھ کر خدا کا تمھارا' تمھارے نبیؐ کے اہل بیت کا تمام مسلمانوں کا کوئی دشمن نہ ہوگا جن خطا کاروں نے ہمارے امام کو چھوڑ دیا ہے ہمارے خون کو حلال سمجھے' ہم کو کافر بنایا تم کو اس بات سے عذر کرنا چاہیے کہ ان کو اپنے گھروں میں جگہ دو اور ان کے حال کو چھپاؤ۔ اس فرقہ مارقین کے ساتھ دشمنی کرنے میں تم کو عرب کے تمام قبائل سے بڑھ کر انہاک کرنا چاہیے اور میں اس بات کی تفتیش کروں گا اور پوچھوں گا اگر مجھ سے سچ سچ بیان کر دیا جائے تو میں ان کی خونریزی کو موجب تقرب الٰہی سمجھوں گا۔ اس لیے کہ اس کا خون بہانا حلال ہے پھر کہا اے بنی عبدقیس یہ حکام ہمارے تم کو خوب پہچانتے ہیں اور تمھاری رائے سے خوب واقف ہیں۔ ان کو ایسا موقع نہ دو کہ وہ تم پر ہاتھ ڈالیں تم سے اور تم ایسوں سے بگڑ جاتے انھیں دیر نہ لگے گی۔ یہ کہہ کر وہ سرک کر بیٹھ گیا اور اس کی قوم کے سب لوگوں نے یہی کہا کہ خدا ان پر لعنت کرے' اور ان سے بیزار رہے قسم ہے خدا کی ہم ان کو پناہ نہ دیں گے اور اگر ہم کو ان کا حال معلوم ہو جائے گا تو ضرور تجھ کو مطلع کریں گے۔

مستورد اور سلیم بن محدوج:

بس ایک سلیم بن محدوج تھا کہ اس نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ دل شکستہ و خاموش اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا اسے گوارا نہ تھا کہ اپنے رفقاء کو اپنے گھر سے نکال دے اور وہ اس پر ملامت کریں ان کے ساتھ سمدھیانہ بھی تھا ان کو اس پر بہت بھروسہ تھا یہ بھی اسے گوارا نہ تھا کہ اسی کے گھر میں گرفتار کر لیے جائیں پھر وہ بھی ہلاک ہوں اور یہ بھی۔ اسی تشویش میں گھر میں داخل ہوا۔ ادھر مستورد کے پاس اس کے رفقاء بھی آئے ان میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ خبر نہ بیان کی ہو کہ مغیرہ بن شعبہ نے لوگوں کے سامنے کیا تقریر کی اور رؤساء قبائل کیا خبر لے کر آئے اور انھوں نے کیا تقریر کی اور سب نے مستورد سے کہا کہ ہم کو یہاں سے لے چل بخدا ہم کو اندیشہ ہے کہیں اپنے ہی قبیلہ میں نہ گرفتار ہو جائیں اس نے پوچھا جس طرح تمام قبائل کے روساء نے اپنے اپنے قبیلہ میں تقریر کی قبیلہ عبدالقیس کے رئیس نے اپنے لوگوں میں کچھ تقریر نہیں کی۔ کہا کیوں بے شک کی مستورد نے کہا صاحب خانہ نے تو مجھ سے کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ لوگوں نے کہا اسے شرم مانع ہوئی ہوگی جو تم سے اس بات کا ذکر نہیں کیا اس نے ابن محدوج کو بلا بھیجا وہ آیا تو کہا میں نے سنا ہے کہ میرے اور میرے اصحاب کے باب میں تمام خاندانوں کے رئیسوں نے اپنے اپنے قبیلہ میں جا کر تقریر کی ہے تو میں پوچھتا

ہوں کیا تمھارے قبیلہ میں بھی کسی نے آ کر اس قسم کی کچھ گفتگو کی ہے اس نے کہا ہاں صعصعہ نے ہم لوگوں میں آ کر یہ تقریر کی کہ حاکم کے ملزمین میں سے کسی کو اپنے گھر میں ہم پناہ نہ دیں گے اور بہت سی باتیں ہیں جن کا آ کر تم سے اسی لیے نہیں کرتا کہ تم سمجھو گے کہ تمھارا معاملہ مجھ پر کچھ گراں ہے۔ مستورد نے کہا تم نے مہمان نوازی کی اور احسان کیا۔ ہم لوگ انشاء اللہ بہت جلد یہاں سے چلے جائیں گے۔ ابن محدوج نے کہا واللہ اگر میرے گھر میں تم کو گرفتار کرنے کا وہ لوگ ارادہ کرتے تو جب تک تمھارے بچانے میں اپنی جان نہ دے دیتا اس وقت تک تم کو یا تمھارے رفقاء میں سے کسی کو وہ نہ پا سکتے۔ مستورد نے کہا خدا تم کو اس سے محفوظ رکھے۔

معاذ بن جوین خارجی کے اشعار:

مغیرہ کی مجلس میں جو لوگ تھے ان کو بھی خبر پہنچی کہ اہل شہر نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ خوارج یہاں سے نکال دیئے جائیں اور گرفتار کیے جائیں تو اسی باب میں معاذ جوین نے اس مضمون کے کچھ اشعار کہے:

''اے جانبازو! اب وقت آ گیا ہے کہ جس جس نے اپنی جان خدا کے ہاتھ بیچی ہے شہر سے نکل جائے۔ تم نے خطا کاروں کے شہر میں نادانی سے کام کیا۔ تم میں سے ایک ایک شخص گرفتار کیا جاتا ہے کہ قتل کیا جائے۔
اب حملہ کر دو دشمنوں کی قوم پر کہ انھوں نے گمراہی سے تم کو ذبح کرنے کے لیے ٹھہرا رکھا ہے۔ ہاں بھائیو! اس غایت کے حاصل کرنے کا اب قصد کرو جو نیکی اور انصاف کی یادگار رہ جائے۔ کاش میں بھی ایک سخت استخواں زرہ پوش بے عیب بادپا پر سوار تمہارے ساتھ ساتھ تمھارے دشمن سے مقابلہ کرتا اور سب سے پہلے مجھی کو وہ جام مرگ پلا دیتا۔
مجھ پر بہت شاق ہے کہ تم ستائے جاؤ نکالے جاؤ اور میں ابھی تک مفسدوں پر تلوار نہ کھینچوں اور کسی باوقار شخص نے ابھی تک ان (مفسدوں) کی جماعت کو متفرق نہ کیا ہو جس کی شجاعت کا یہ حال کہ جہاں کسی نے کہا وہ پیٹھ پھیری فوراً اس نے رخ کیا۔
گھمسان کی جنگ میں شمشیر بکف ورآیا اور شدائد پر صبر کرنے کو سب سے بہتر سمجھا۔
مجھ پر شاق ہے کہ تمھاری توہین و تنقیص ہو رہی ہو اور میں اس پر پابہ زنجیر غم وغصہ میں مبتلا رہوں۔
اگر میں اس وقت موجود ہوں جب دشمن تم پر حملہ کریں تو دونوں لشکروں کے درمیان کے گرد وغبار تق بند کر دوں۔
کتنے ہی مجمعوں کو میں توڑ چکا ہوں' کتنی ہی دفعہ لوٹ مار میں شریک رہا ہوں' کتنے کی حریفوں کو خاک وخون میں لٹا چکا ہوں''۔

اب مستورد نے اپنے رفقاء کو بلا بھیجا اور کہا کہ تم سب اس قبیلہ سے نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ ہمارے سبب سے دانستہ کسی مسلمان کو ضرر پہنچے' ان لوگوں میں ایسے بھی تھے جو خوارج کا عقیدہ رکھتے تھے۔ سب نے مقام سوراء میں جانے کی تجویز کی اور وہاں چلے بھی گئے اور چار چار پانچ پانچ دس دس کر کے آدمی وہاں جمع ہوئے پھر یہاں سے صراۃ کی طرف گئے اور رات وہیں بسر کی۔

معقل کی خوارج سے لڑنے کی پیش کش:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ہوئی تو رئیسوں کو بلا کر کہا کہ ان بدبختوں کی موت اور نادانی اس کا باعث ہوئی کہ انھوں نے

خروج کیا۔ کون شخص تمہاری رائے میں ایسا ہے جسے میں وہاں بھیجوں۔ عدی ابن حاتم اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ہم بھی اس سے دشمنی رکھتے ہیں ان کی رائے کو بیوقوفی سمجھتے ہیں تمہارے اطاعت گزاروں میں ہیں ہم میں سے جسے کہو گے وہاں جائے گا۔ معقل بن قیس اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا جتنے رؤسائے شہر یہاں موجود ہیں ان میں سے جسے بھیجو گے اسے سخن شنو اطاعت گزار اس فرقے سے بیزار ان کی تباہی کا خواستگار ہی پاؤ گے اور خدا تمہارا بھلا کرے ایسے کسی شخص کو وہاں تم نہیں بھیج سکتے جو مجھ سے بڑھ کر ان کا دشمن اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آنے والا ہو۔ مجھی کو وہاں بھیجو اور میں بحکم خدا ان کے لیے کافی ہوں۔ مغیرہ نے کہا بسم اللہ کر و روانہ ہوا اور اس کے ساتھ جانے کے لیے تین ہزار آدمیوں کی روانگی کا سامان کر دیا اور قبیصہ بن دمون سے مغیرہ نے کہا شیعہ علیؓ سے مل کر ان کو معقل کے ساتھ روانہ کر کہ یہ ان کے بڑے اصحاب میں تھا جب مشہور و معروف شیعوں کو تو روانہ کرے گا تو سب کے سب جمع ہو جائیں گے ایک دوسرے سے مانوس ایک دوسرے کا ہوا خواہ ہوگا پھر سب سے زیادہ یہی خوارج کے قتل کو حلال سمجھتے ہیں اور ان پر جرات ان کی بہت بڑھی ہوئی ہے اور اس سے پیشتر بھی ان سے لڑ چکے ہیں۔

صعصعہ بن صوحان:

مرہ بن منقذ انھیں لوگوں میں ہے جن کو اسی مجلس میں معقل کے ساتھ جانے کا حکم ہوا تھا۔ وہ کہتا ہے معقل کے بعد صعصعہ بن صوحان اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے امیر مجھے وہاں بھیج قسم بخدا میں ان کے خوف کو مباح سمجھتا ہوں اس کا بار اپنے سر لینے کو مستعد ہیں ۔مغیرہ نے کہا تم بیٹھو تم تو خطیب ہو اور ذرا اس بات کو یاد رکھنا۔ سبب یہ تھا کہ مغیرہ کو خبر پہنچی کہ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں عیب نکالا کرتا ہے اور علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بہت کیا کرتا ہے اور ان کو تفضیل دیتا ہے اور ایک بار مغیرہ نے اسے بلا کر یہ کہہ بھی دیا تھا کہ خبردار اب کسی سے نہ سنوں کہ تو نے کسی کے سامنے عثمان رضی اللہ عنہ کو عیب لگایا اور علی رضی اللہ عنہ کی کوئی فضیلت علانیہ بیان کی تم جو کچھ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہو میں اس سے ناواقف نہیں ہوں بلکہ تم سے زیادہ ہی جانتا ہوں لیکن حاکم وقت غالب ہے ہم تم لوگوں کے سامنے ان کے عیب ظاہر کرنے کے لیے مجبور ہیں۔ اس باب میں ہمیں جو کچھ حکم دیا گیا ہے اس میں بہت کچھ ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ بس اتنا ہی ذکر کرتے ہیں تقیہ کے طور پر جس سے کچھ چارہ نہیں تا کہ ان لوگوں سے ضرر ہمیں نہ پہنچے۔ اگر تو علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنا چاہے تو اپنے اصحاب میں اپنے گھروں میں چھپا کر بیان کرنا چاہیے اگر مسجد میں اعلانیہ تو بیان کرے گا تو خلیفہ وقت اس کا متحمل نہ ہوگا۔ نہ اس باب میں ہمارا کوئی عذر سنے گا۔ صعصعہ یہی کہتا رہا بہت اچھا یہی کروں گا۔ پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہی خبر پہنچتی رہی کہ جس بات سے اسے منع کیا تھا اس نے پھر وہی کام کیا۔

معقل بن قیس کی روانگی:

اب جو صعصعہ نے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ مجھے وہاں بھیج تو مغیرہ کو ناگوار گزرا اس سبب نے کہ اس کی مخالفت کرنے کا غصہ دل میں بھرا ہوا تھا کہا کہ بیٹھ تو خطیب ہے اور ذرا اس بات کو یاد رکھ۔ اس نے کہا کیا میں فقط خطیب ہوں ہاں میں زبردست خطیب اور رئیس ہوں واللہ اگر جنگ جمل میں عبدالقیس کے رایت کے نیچے تم نے مجھے دیکھا ہوتا جبکہ برچھیاں چل رہی تھیں۔ کاسہ سر میں شگاف پڑ رہے تھے سرکٹ رہے تھے تو تمھیں معلوم ہو جاتا کہ میں شیر ژیاں ہوں مغیرہ نے کہا اب بس کر و زبان تمھاری بہت فصیح ہے۔ بہت جلد قبیصہ بن دمون نے تین ہزار آدمی شیعوں میں کے چیدہ شہسوار معقل کے ساتھ روانہ کیے۔

معقل بن قیس کو ہدایت:

معقل مغیرہ سے رخصت ہونے اور سلام کرنے کو آیا تو مغیرہ نے کہا' اے معقل' شہسوار اس شہر کے میں نے تمھارے ساتھ روانہ کیے ہیں۔ میرے حکم سے یہ لوگ انتخاب کیے گئے ہیں۔ بس اب تم اس فرقہ بے دین کی طرف روانہ ہو جاؤ' جس نے ہماری جماعت کو چھوڑا اور' ہمیں کافر بنایا ہے ان سے توبہ کرنے کو اور جماعت میں داخل ہونے کو کہنا۔ اگر وہ مان جائیں تو ان کی توبہ قبول کرنا اور ان سے تعرض نہ کرنا اور اگر نہ مانیں تو بسم اللہ کرو اور ان سے لڑو۔ معقل نے کہا ہم تو ان سے سب کچھ کہیں گے۔ مگر بخدا میں نہیں سمجھتا کہ وہ مانیں گے اور جب وہ حق بات کو نہ مانیں گے تو ہم بھی ان کے باطل کو نہ مانیں گے۔ خدا آپ کا بھلا کرے۔ کچھ یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ یہ لوگ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں مغیرہ نے کہا ہاں۔ سماک بن عبید عبسی نے مجھے لکھا ہے یہ شخص مدائن کا عامل تھا۔ وہ خبر دیتا ہے کہ وہ لوگ صراۃ سے روانہ ہو گئے اور بہر سیر میں آ کر اترے۔ وہ پرانے شہر میں جہاں کسریٰ کے ایوانات اور ابیض المدائن ہے جانا چاہتے تھے۔ سماک نے نہ جانے دیا۔ بہر سیر میں ٹھہرے ہوئے ہیں اب تم روانہ ہو جاؤ ان کے پیچھے جانے میں جلدی کرو۔ یہاں تک کہ ان تک پہنچ جاؤ' جس شہر میں وہ لوگ ملیں بس اتنی ہی دیر انھیں وہاں ٹھہرنے دینا کہ تمھیں جو کچھ ان سے کہنا سننا ہے کہہ سن لو اگر نہ مانیں تو لڑائی شروع کر دو۔ یہ لوگ دو دن بھی جہاں ٹھہر جائیں گے جن جن لوگوں سے ملیں گے ان کے خیالات کو فاسد کر دیں گے۔

اعلان جہاد کوفہ میں:

معقل اسی دن روانہ ہوا اور سوار میں شب کو قیام کیا مغیرہ نے اپنے غلام آزاد وراد کو حکم دیا اس نے مسجد جامع میں آ کر پکارا لوگو معقل بن قیس اس فرقہ باغیہ کے دفع کرنے کو روانہ ہو چکا ہے اور آج رات اس نے سورا میں بسر کی اس کے ساتھ جانے والوں میں ہرگز کسی کو پیچھے نہ رہنا چاہیے۔ سنو امیر ہر ہر شخص مسلم کے لیے جو اس اصحاب میں ہے نکلنے والے ہیں اور یہ حکم دینے والے ہیں کہ یہ لوگ ہرگز کوفہ میں اب نہ ٹھہریں اور سن رکھو کہ اس مہم کے جانے والوں میں سے آج کے بعد جو شخص پھر کوفہ میں دکھائی دے گا وہ اپنی خرابی کا باعث ہوگا۔

عبداللہ بن عقبہ غنوی:

عبداللہ بن غنوی مستورد کے ساتھ تھا اور سب سے زیادہ کم سن تھا۔ کہتا ہے ہم لوگ کوفہ سے نکل کر صراۃ تک آئے اور جب تک جمعیت پوری نہیں ہو لی وہیں ٹھہرے رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر بہر سیر تک پہنچے اور شہر میں داخل ہوئے سماک ابن عبید عبسی پرانے شہر میں تھا وہ ہمارے آنے سے اندیشہ مند ہوا۔ جب ہم لوگوں نے پل کے پار اتر کے اس کے پاس جانا چاہا تو ہمیں لڑنا پڑا اور آخر اس نے پل کو توڑ دیا اب ہم کو بہر سیر میں ٹھہر جانا ضرور ہوا۔ مستورد بن علفہ نے مجھے بلا کر پوچھا۔ بھتیجے تجھے لکھنا آتا ہے میں نے کہا ہاں آتا ہے اس نے پوست آہو اور دوات مجھ کو منگا دی اور کہا لکھ:

نامہ مستورد بنام سماک بن عبید:

بندہ خدا امیر المومنین مستورد کی طرف سے سماک بن عبید کو معلوم ہو کہ اپنی قوم کا احکام میں نا انصافی کرنا' حدود کو معطل کر دینا' غنیمت کو ہتھیا لینا ہم کو گوارا نہیں ہم لوگ تم کو کتاب عزوجل اور اس کے نبیؐ کی سنت اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی ولایت اور عثمانؓ و علیؓ سے بیزار

ہونے کی دعوت دیتے ہیں کہ ان دونوں نے دین میں احداث کیا اور حکم قرآن کو ترک کیا۔ اگر تم نے قبول کیا تو رشد و ثواب کو حاصل کیا۔ ورنہ ہم کو جو کچھ کہنا سننا تھا کہہ سن چکے اور ہم تم سے جنگ کا اعلان کرتے ہیں اور یہ برابر کا توڑ ہے خدا خیانت کرنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔

عبداللہ عقبہ کی نامہ بری:

پھر مستورد نے کہا یہ خط سماک کو لے جا کر دے اور جو کچھ وہ کہے اسے یاد رکھ اور مجھ سے آ کر بیان کر۔ میں ایک کم سن نوجوان ابھی سن شعور کو پہنچا تھا۔ بہت سی باتوں کا مجھے تجربہ نہ تھا۔ نہ کچھ معلوم تھا۔ میں نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے اگر آپ مجھے حکم دیں کہ دجلہ کے پاس جا کر اپنے تئیں اس میں گرا دو تو میں انکار نہ کروں گا لیکن یہ بتایئے کہ سماک سے آپ کو اطمینان ہے کہ مجھے پکڑ تو نہ رکھے گا اور آپ کے پاس آنے سے روکے گا تو نہیں اور میں جہاد سے محروم تو نہ رہ جاؤں گا مستورد نے مسکرا کر کہا بھتیجے تو پیغامی ہے اور پیغامیوں سے تعرض کرنے کا دستور نہیں ہے اگر مجھے تیرے باب میں کچھ اندیشہ ہوتا تو میں خود تجھ کو نہ بھیجتا۔ تیرا خیال تجھ سے بڑھ کر مجھ کو ہے۔ اب میں روانہ ہوا۔ اور کسی نہ کسی کشتی کے ذریعہ سے پار اتر کر سماک بن عبید کے پاس پہنچا۔ لوگ اسے گھیرے ہوئے تھے جب میں نے ادھر کا رخ کیا تو سب کی نگاہیں میری طرف اٹھیں قریب پہنچا تو کوئی دس آدمی میری طرف جھپٹے بخدا میں یہی سمجھا کہ لوگ مجھے پکڑ لیں گے اور امیر نے جو مجھ سے کہا تھا اس کے خلاف سامان نظر آتا ہے غرض میں نے تلوار کھینچ لی اور کہہ دیا کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک مجھ کو نہ پاسکو گے جب تک کہ حق تعالیٰ سے تمھارے قتل کرنے کا عذر نہ کرلوں۔ انھوں نے کہا اے مرد خدا تو کون شخص ہے میں نے جواب دیا امیر المومنین مستورد کا پیغامی ہوں انھوں نے کہا پھر تو نے تلوار کیوں کھینچی میں نے کہا تم لوگ میری طرف جھپٹے میں نے سمجھا کہ مجھے باندھ لوگے مجھ سے دغا کرو گے انھوں نے کہا تیرے لیے امان ہے ہم تو فقط اس لیے بڑھے تھے کہ تیرے ساتھ ساتھ رہیں اور تیری تلوار کے قبضہ میں ہاتھ رکھے ہیں اور دیکھیں کہ تو کس لیے آیا ہے اور کیا چاہتا ہے میں نے پوچھا کہ مجھے اتنی امان ہے کہ میرے لوگوں میں مجھے واپس کر دو گے۔ انھوں نے کہا بے شک۔ اب میں نے تلوار نیام میں کر لی اور بڑھا اور سماک بن عبید کے سر پر جا پہنچا۔ اس کے رفقاء مجھ سے لپٹے ہوئے تھے' کوئی میری تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھے تھا کوئی میرا بازو تھامے ہوئے تھا۔

عبداللہ بن عقبہ اور سماک کی گفتگو:

میں نے اپنے امیر کا خط اسے دے دیا۔ جب پڑھ چکا تو میری طرف سر اٹھا کر کہنے لگا مستورد کی خاکساری و فروتنی کو دیکھ کر میں تو اسے ایسا نہ سمجھتا تھا کہ مسلمانوں پر تلوار اٹھائے گا اور مجھ سے علیؓ و عثمانؓ سے بیزاری کا خواستگار رہو گا اور اپنی ولایت کی طرف دعوت کرے گا اس بڑھاپے میں کیا شامت ہے کہ اس کی بات سنوں پھر میری طرف دیکھا اور کہا اے فرزند اپنے امیر کے پاس جا کر کہہ دے کہ خدا سے ڈرے اس خیال سے باز آ مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو جا اگر وہ کہے تو مغیرہ سے اس کے لیے امان دینے کو میں درخواست کروں اور مغیرہ کو تو اصلاح و عافیت کی خود ہی ضرورت ہے میں نے کہا اور میں ان لوگوں کو خوب سمجھ چکا تھا ایسا نہ خیال کیجیے ہم نے یہ کام جس میں آپ لوگوں سے ہمیں اس چند روزہ دنیا میں ضرر پہنچنے کا اندیشہ تھا محض اس لیے کیا ہے کہ عبداللہ قیامت کے دن ہم کو امن و اطمینان حاصل ہو کہنے لگا تیرا برا ہو تجھ پر کسی کو کیا ترس آئے گا پھر اپنے اصحاب سے کہنے لگا۔ انھوں

(خوارج) نے اسے بہکایا پھر اس کے سامنے قرآن پڑھ پڑھ کے اور خضوع وخشوع ظاہر کر کے اور رونے کی آواز بنا بنا کر اس کو دھوکے میں ڈالا کہ یہی لوگ کچھ حق پر ہیں "اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا" وہ تو نرے جانور ہی ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔ ان لوگوں کو تم دیکھتے ہو واللہ ان سے بڑھ کر کسی قوم میں میں نے ایسی کھلی کھلی گمراہی صاف صاف نحوست نہیں دیکھی۔ یہ سن کر میں نے کہا اے شخص میں اس لیے نہیں آیا کہ تمھارے ساتھ گالی گلوچ کروں نہ اس لیے کہ تمھاری اور تمھارے لوگوں کی باتیں سنا کروں مجھ سے یہ کہہ دو کہ اس خط میں جو مضمون ہے اس کا جواب دو گے یا نہیں تا کہ میں اپنے امیر کے پاس واپس چلا جاؤں۔ اس نے میری طرف دیکھا اور اپنے اصحاب سے کہنے لگا اس لڑکے کو دیکھتے ہو واللہ میں اس کے باپ سے بھی سن میں زیادہ ہی ہوں گا یہ مجھ سے کہہ رہا ہے خط کا جواب دیتے ہو یا نہیں جا اے فرزند اپنے امیر کے پاس جلا جا جب تو دیکھے گا کہ سواروں نے تم سب کو گھیر لیا ہے اور تمھاری برچھیاں آ چلنے لگیں اس وقت تو آرزو کرے گا کہ کاش اپنی ماں کے گھر میں چھپ کے بیٹھتا۔ غرض میں وہاں سے واپس ہوا ندی پار اتر کر اپنے لوگوں میں چلا آیا۔

مستورد کا خوارج سے خطاب:

جب اپنے امیر کے پاس گیا تو اس نے پوچھا تجھے کیا جواب دیا میں نے کہا کچھ اچھا جواب نہیں ہے میں نے اس سے یہ کہا اس نے یہ کہا اسی طرح سارا قصہ میں نے بیان کر دیا۔ یہ سن کر مستورد نے یہ آیت پڑھی:۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ . خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾

''جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کے لیے برابر ہے تو انہیں متنبہ کر یا نہ کر یہ ایمان نہ لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے اور ان کے کانوں پر اور آنکھوں پر پردے پڑے ہیں اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے''۔

ہم اسی جگہ دو تین دن ٹھہرے رہے پھر ہم کو معلوم ہوا کہ معقل بن قیس ہماری طرف آ رہا ہے۔ مستورد نے ہم سب کو جمع کیا حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجالایا پھر کہا کہ یہ بے وقوف معقل بن قیس تمھاری طرف روانہ کیا گیا ہے یہ فرقہ سبائیہ سے ہے جو مفتری وکاذب ہیں اور خدا کا اور تمھارا دشمن ہے اب کیا رائے ہے تمہاری مجھ سے بیان کرو بعض لوگوں نے کہا واللہ ہم نے خروج ہی اس لیے کیا ہے کہ سوا خدا کے اور اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے کے اور کچھ نہیں چاہتے وہ لوگ تو آ گئے اب ہم کہا جائیں' نہیں ہمیں اس وقت ٹھہرے رہنا چاہیے کہ اللہ ہمارے ان کے درمیان حکم کر دے وہ سب حکموں سے بڑھ کر ہے دوسرے گروہ نے کہا نہیں ہم کو الگ رہنا چاہیے' لوگوں کو دعوت دیں گے اور ان پر حجت تمام کریں گے مستورد نے کہا اے گروہ اہل اسلام میں نے واللہ اس لیے خروج نہیں کیا کہ مجھے دنیا کی طلب یا ناموری یا فخر زندگانی یا دنیا کی خواہش ہو میں نہیں چاہتا کہ دنیا تمام وکمال اور چند در چند اس سے جس کی آرزو کی جاتی ہے میری جوتی کے تسمہ کے عوض مجھے ملے محض شہادت کی آرزو میں اور اس تمنا میں کہ خدا بعض گمراہوں کو میرے ہاتھ سے ذلیل کروا کے مجھے کرامت عنایت کرے میں نے خروج کیا ہے۔ میں نے جس باب میں تم سے مشورہ طلب کیا ہے اس پر غور کر چکا ہوں میری رائے یہ ہے کہ ٹھہرنا نہیں چاہیے کہ وہ زور شور میں بھرے ہوئے ہم پر آ پڑیں ہم کو روانہ ہو جانا چاہیے اور دور تک نکل جانا چاہیے ان کو جب یہ خبر پہنچے گی تو ہمارے ڈھونڈنے کو نکلیں گے اور متفرق پریشان ہو جائیں گے اس وقت ہمیں ان سے لڑ لینا

چاہیے خدا کا نام لے کر اب سب کے سب چل کھڑے ہو۔

خوارج کا مذار میں قیام:

ہم لوگ اب دجلہ کے کنارے کنارے چلے جرجرایا میں پہنچ کر دجلہ کو عبور کیا پھر اسی طرح سرزمین جوخی میں مذار تک چلے گئے اور وہاں مقام کیا۔ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو جس مقام میں ہم تھے وہاں کا حال معلوم ہوا اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے خوارج کے لیے کیوں کر لشکر جمع کیا اور کتنے لوگ روانہ کیے ہیں لوگوں نے شمار و تعداد لشکر کو بیان کیا اور کہا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرد شریف و رئیس کو اصحاب علی رضی اللہ عنہ میں تھا اور ان کے ساتھ خوارج سے لڑ بھی چکا تھا روانہ کیا ہے اور اس کے ساتھ شیعۂ علی رضی اللہ عنہ کو جنھیں خوارج سے عداوت ہے کر دیا ہے ابن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اچھی تدبیر کی ہے پھر شریک بن اعود حارثی کو بلا بھیجا اور یہ بھی علی رضی اللہ عنہ کی رائے پر تھا اس سے کہا اس فرقہ باغیہ کے دفع کرنے کو تین ہزار آدمی انتخاب کر کے ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ اور ان کا پیچھا کر یہاں تک کہ زمین بصرہ سے ان کو نکال دے یا ان کو قتل کر دے اسی گفتگو کے درمیان یہ بھی کہا کہ دشمنان خدا کے قتال کے لیے بصرہ کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر نکل جو ان سے قتال کو حلال سمجھتے ہیں شریک یہ سن کر سمجھا کہ ان لوگوں سے شیعۂ علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں لیکن ان عامر کو ان کا نام لینا مکروہ معلوم ہوا' اس نے لوگ انتخاب کیے اور شہسواران بنی ربیعہ سے جن کا عقیدہ شیعوں کا سا تھا اور جن کے روساء اس کی بات مانتے تھے اسے نے بہت ہی اصرار کیا اور ان لوگوں کو ساتھ لے کر مقام مذار کی طرف مستورد بن علفہ کے مقابلے کو روانہ ہوا۔

معقل بن قیس کا تعاقب:

معقل بن قیس کوفہ سے نکل کر سوار میں ایک دن ٹھہرا رہا اور اس کے اصحاب میں جو نامی گرامی لوگ تھے سب اس کے گرد آ کر جمع ہو گئے اندیشہ یہ تھا کہ دشمن کہیں قابو سے نکل نہ جائیں اس لیے کچھ لوگوں کو طلیعہ کے طور پر روانہ کر کے باقی لوگ بھی بہت جلد سوار سے روانہ ہو کر مقام کوثی میں آ کر ایک دن اور ٹھہرے رہے جو لوگ ابھی تک پیچھے رہ گئے تھے یہاں وہ بھی سب آ کر جمع ہو گئے یہاں سے کچھ رات گئے سب روانہ ہوئے۔ جب مدائن کے قریب پہنچے تو کچھ لوگ شہر سے ملنے کو آئے ان سے معلوم ہوا کہ دشمن وہاں سے روانہ ہو گئے یہ بات سب کو شاق گذری اور یہی خیال ہوا کہ اب بہت تھکنا پڑے گا اور بہت ہی ڈھونڈ نا پڑے گا معقل بن قیس شہر بہر سیر کے ناکہ ہی پر اتر پڑا شہر میں نہیں گیا۔ سماک بن عبید خود ہی اس کے سلام کو آیا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ بکریاں' اونٹ' جو گھانس لے کر آئے جو تمام لشکر کے لیے کافی ہوا۔ معقل بن قیس نے تین دن مدائن میں مقام کیا اور اپنے اصحاب کو جمع کر کے کہا کہ یہ فرقہ گمراہ و باغی یہی سمجھ کر یہاں سے کسی طرف نکل گیا کہ تم لوگ انھیں ڈھونڈتے پھرو اور متفرق پریشان ہو جاؤ جب ان سے سامنا ہو جائے تو تم لوگ تھکے ماندے ہو مگر جس طرح تم کو تھکنا پڑے گا ان کو بھی تو تھکنا پڑے گا اور پہلے ابوالرواغ شاکری کو تین سو سوار دے کر باغیوں کے پیچھے روانہ کیا پھر خود اس کے پیچھے مدائن سے روانہ ہوا۔ ابوالرواغ لوگوں سے پوچھتا ہوا چلا جدھر سنا کہ وہ گئے ہیں اسی طرف اپنا بھی رخ کر دیا ان کے تفحص میں جرجرایا سے پار ہو گیا پھر جدھر ان کے جانے کا ذکر سنا خود بھی ادھر چلا' یہی طریقہ اس نے رکھا آخر مقام مذار میں جہاں خوارج ٹھہرے ہوئے تھے جا پہنچا اور اپنے اصحاب سے اس باب میں مشورہ کیا کہ معقل کے آنے سے پیشتر لڑائی شروع کر دے یا انتظار کرے بعض نے کہا چلو لڑ لیں بعض نے کہا ہمیں جنگ میں جلدی نہ کرنا چاہیں ہمارا امیر آ

لے تو پوری جماعت کے ساتھ ان سے مقابلہ کریں گے الوالرواغ نے کہا معقل بن قیس نے اپنے آگے مجھے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ دشمن کا تعاقب کروں اور جب وہ مجھے مل جائیں تو اس کے آنے تک لڑائی نہ شروع کروں یہ سن کر باتفاق سب نے کہا بس اب رائے یہی ہے کہ معقل کے آنے تک ہمیں ان کے قریب قریب رہنا چاہیے۔

ابوالرواغ اور خوارج کی جھڑپیں:

غرض قریب شام کے یہ سب لوگ خوارج کے قریب جا کر اترے ساری رات حراست ونگہبانی میں گزری جب صبح ہوئی اور دن چڑھا تو دشمنوں نے صف آرائی کی اور ان لوگوں نے بھی مقابلہ پر کمر باندھی۔ شمار میں تین سو وہ بھی تھے اور تین سو یہ بھی۔ انھوں نے سخت حملہ کیا کہ ادھر سب کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک ساعت تک شکست کی حالت رہی ابوالرواغ نے پکار کر کہا اے سواران بزدل خدا تم سے سمجھے تمام دن حملہ پر حملہ کیے جاؤ یہ کہہ کر اس نے خود حملہ کیا اور ہم سب لوگ اس حملہ میں شریک ہوئے دشمن کے قریب پہنچے تھے کہ پھر انھوں نے بھی حملہ کیا اور ان کا رخ پھیر دیا۔ ان کے حملہ نے ہم سب کو بڑی دیر تک متفرق کر دیا پھر یہاں سب کے گھوڑے بھی شایستہ وراہوار تھے ہاں ہم میں سے کوئی قتل نہیں ہوا اور زخمی بھی کم لوگ ہوگے پھر ابوالرواغ نے کہا کہ تم کو خدا موت دے ارے پلٹو قریب سے حملہ کرو ہم ان کو تب تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک ہمارا امیر نہ آلے۔ دشمنوں سے شکست کھا کر لشکر کی طرف ہمارا واپس جانا رسوائی کی بات ہے اتنا جم کر تم نہ لڑ سکے کہ جنگ شدید ہوئی اور بہت سے لوگ قتل ہوتے ایک شخص نے جواب میں کہا کہ حق بات سے خدا شرم نہیں کرتا واللہ انھوں نے ہم کو شکست دے دی ابوالرواغ نے کہا تجھ جیسے لوگوں کو خدا نہ پیدا کرے جب تک ہم میدان سے نہیں ہٹے ہرگز ہم کو شکست نہیں ہوئی ہم جب ان کی طرف مڑ پڑیں گے اور ان کے قریب قریب رہیں گے اور لشکر کے آنے تک واپس نہ ہوں گے تو یہ امر ہمارے لیے بہت مناسب ہوگا۔[1] لیکن لوگ یہی کہیں گے کہ ابوالرواغ نے شکست کھائی۔ بس ان کے قریب ہی چل کر اب ٹھہرو وہ لڑنے آئیں اور تم ان سے نہ لڑ سکو تو ذرا سرک آؤ اور اگر وہ تم پر حملہ کر بیٹھیں اور تم تاب نہ لاسکو تو اپنی کمک کی طرف پلٹ آؤ وہ بھی اگر پلٹ جائیں تو پھر تم ان کی طرف مڑ پڑو اور ان کے قریب قریب رہو کوئی ساعت نہیں گزرے گی کہ لشکر آپہنچے گا۔ اب ان پر خوارج جب حملہ کرتے تھے یہ سرک آتے تھے اور ان لوگوں میں مل جاتے تھے جو کمک کے لیے الگ موجود تھے اور جہاں انھوں نے جنگ شروع کی یہ سب متفرق ہو گئے ابوالرواغ اور اس کے رفقاء اپنے گھوڑوں پر سوار دشمن کے پیچھے ہی پیچھے اور ان کے قریب ہی رہے جب انھوں نے دیکھا کہ یہ کسی طرح پیچھا نہیں چھوڑتے شکست بھی کھا چکے دن چڑھے سے لے کر زوال کی پہلی ساعت تک یہی حال رہا اور ظہر کا وقت بھی آ گیا تو مستورد نماز کے لیے اتر پڑا اور ابوالرواغ اپنے اصحاب کے ساتھ ان سے میل دو میل کے فاصلہ پر الگ جا کر اترا سب نے نماز ظہر پڑھی اور دو شخصوں کو نگہبان مقرر کیا اور سب اسی جگہ ٹھہرے رہے۔

معقل کا خط بنام ابوالرواغ:

یہاں تک کہ نماز عصر سے فارغ ہوئے اس کے بعد ہی ایک جوان معقل بن قیس کا خط لیے ہوئے ابوالرواغ کے پاس آیا

---

[1] بیاض کے مقام پر یہ عبارت ہے وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ يُقَالُ انْهَزَمَ أَبُوحُمْرَانَ حُمَيْرِبْنِ بَحِيرِ الْهَمْدَانِي مَا بَالَيْتُ. ''اللہ کی قسم! اگر یہ کہا جاتا کہ ابوحمران بن بجیر الہمدانی کو شکست ہوئی تو مجھے کچھ پرواہ نہ تھی۔''

جتنے دیہات والے اور راہ گیر ادھر سے گزرتے تھے ان کو لڑتے ہوئے دیکھتے ہی تھے ان میں سے جو کوئی اس راستہ سے جاتا تھا جس راستہ سے معقل آ رہا تھا تو وہ معقل کے سامنے جا کر اس کے اصحاب کی خوارج کے ساتھ جنگ و جدال کرنے کی خبر دیتا تھا یہ پوچھتا تھا تم نے کیوں کر ان کو لڑتے ہوئے دیکھا یہ لوگ کہتے تھے کہ فرقہ حروریہ تمھارے اصحاب کو شکست پر شکست دے رہا ہے یہ پوچھتا تھا کہ یہ تم نے نہیں دیکھا کہ ہمارے لوگ شکست کھا کر پھر ان کی طرف مڑ پڑتے ہیں وہ کہتے تھے ہاں یہ لوگ پلٹ پلٹ کے تو آتے ہیں مگر پھر شکست کھا کر کبھی تم لوگوں کو تم لوگوں منہ نہ دکھائے گا۔ اس کے بعد اس نے محرز بن شہاب تمیمی کو بلا کر کہا کہ ضعیف و ناتوان لوگوں کو آہستہ آہستہ اپنے ساتھ لے کر تم میرے پاس چلے آنا اور لشکر میں ندا کی جس کو طاقت ہو وہ میرے ساتھ چلنے میں جلدی کرے اٹھو اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے میں جلدی کرو وہ تمہارے دشمن کے مقابلے میں پہنچ گئے ہیں مجھے تو امید ہے کہ تمہارے پہنچنے سے ہی دشمنوں کو خدا ہلاک کر دے گا۔

معقل بن قیس کی آمد:

غرض صاحبان قوت و شجاعت اور اچھے گھوڑے جن کے پاس تھے ان میں سے سات سو آدمی جمع کر لیے وہاں سے چلا اور بہت سرعت کے ساتھ چلا ابوالرواغ کے قریب پہنچا تو وہ پکار اٹھا وہ گرد اٹھی وہ سوار آ پہنچے بڑھو دشمن کی طرف بڑھو لشکر والے یہی دیکھیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں ہیں یہ نہ سمجھیں کہ ہم ان سے دور دور ہیں اور ان کے رعب میں آ گئے یہ کہہ کر ابوالرواغ بڑھا مستورد اور اس کے اصحاب کے مقابل میں جا کر ٹھہرا اور ادھر سے معقل بھی سواروں کو لیے ہوئے آ پڑا' آفتاب غروب ہو چکا تھا اتر پڑا اور اپنے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی ابوالرواغ نے بھی اتر کر اپنے رفقاء کے ساتھ اور خوارج نے بھی نماز پڑھی اب معقل بن قیس اپنے اصحاب کو ساتھ لیے ہوئے ابوالرواغ نے بھی اتر کے پاس آیا اور پکار کر اس سے کہا ابوالرواغ مجھے تم سے اسی پامردی و وفاداری کی امید تھی اس نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے ان لوگوں کے حملے بڑے سخت ہیں آپ خود قتال کا ارادہ نہ کریں کسی اور کو بھیجئے کہ وہ ان سے لڑے اور آپ پشت پر کمک کے لیے رہیں معقل نے کہا بہت اچھی رائے ہے۔

معقل بن قیس اور مستورد کی جنگ:

یہ بات منہ سے نکلی ہی تھی کہ سخت حملہ ہوا وہ لوگ اس طرح ٹوٹ پڑے کہ عوام الناس اس کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے معقل اپنی جگہ سے نہیں سرکا میدان میں اتر پڑا پکار کر کہا اے اہل اسلام ''زمین پر زمین پر'' ابوالرواغ بھی اس کے ساتھ ہی اترا۔ اور بہت سے شہسوار صاحبان ننگ و ناموس دو سو کے قریب لڑنے کو اتر پڑے اور جب مستورد اور اسے کے اصحاب ان پر چھا گئے تو ان لوگوں نے برچھیوں اور تلواروں پر ان کو رکھ لیا۔ ایک ساعت تک معقل کے سوار بھاگتے رہیں مسکین بن عامر نے جو بڑا بہادر اور صاحب رعب تھا پکار کر کہا اے مسلمانوں کہاں بھاگ کر جاتے ہو امیر تمہارا تو اتر پڑا تمھیں حیا نہیں آتی کہ بھاگنے میں رسوائی ہے اور ننگ و ملامت کا سامنا ہے یہ کہہ کر اس نے پلٹ کر حملہ کیا اس کے ساتھ ہی بہت سے سوار پلٹ پڑے اور خوارج پر حملہ کیا معقل اور جو صبر آزما جنگ جو اس کے ساتھ اتر پڑے تھے اپنے علم لشکر کے نیچے تلواریں مار رہے تھے اتنے وار ان پر کیے کہ مجبور ہو کر اپنے اپنے خیموں کی آڑ پکڑی اس کے تھوڑی دیر بعد محرز بن شہاب جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان کو لیے ہوئے آ پہنچا معقل نے ان سے اترنے کو کہا صفیں باندھ دیں میمنہ و میسرہ مقرر کیا ابوالرواغ کو میمنہ اور محرز بن بجیر کو میسرہ اور سواروں کا رسالہ مسکین بن عامر کو دیا اور ان کو حکم

تھا کہ صبح تک کوئی اپنی اپنی صف سے نہ ہٹے' صبح ہوتے ہی حملہ ہوگا اور ہم جنگ شروع کریں گے غرض شب بھر لوگ اپنے اپنے مقام پر اپنی اپنی صفوں میں ٹھہرے رہے روایت ہے کہ مستورد نے جب یہ دیکھا کہ معقل آ گیا ہے اپنے لوگوں سے کہا کہ اسے اتنی مہلت نہ دو کہ پیادوں اور سواروں کی صفیں درست کرے ایک بڑے ساکھے کا حملہ کردو شاید اللہ اسی حملہ میں اسے ہلاک کردے' غرض سب نے حملہ کر دیا اور یہ لوگ ٹھہر نہ سکے منتشر ہوئے بھاگے۔

خوارج کی پسپائی:

معقل نے جو اپنے لوگوں کو بھاگتے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا علم لشکر کو بلند کیا اس کے ساتھ اور لوگ بھی اتر پڑے اور بڑی دیر تک لڑتے رہے اور دشمن کے حملوں کو برداشت کرتے رہے پھر انھوں نے بھاگتے ہوئے لوگوں کو پکارا وہ بھی ہر طرف سے دشمن پر آ پڑے خوارج کے پاؤں اکھڑ گئے اور اپنے اپنے خیموں کی آڑ پکڑی کچھ لوگ ان کے قتل بھی ہو گئے کچھ زخمی ہوئے معقل کے ساتھ جو لوگ میدان میں اترے تھے ان میں سے عمیر بن ابی اشاء ازدی بھی قتل ہو گیا۔ بڑی جرات سے وہ لڑا اس مضمون کے شعر پڑھتا جاتا تھا:

''جب ساتھ والے مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے اور نالائق کمینوں نے آنے میں دیر کی۔ تو ملامت گر کو معلوم ہو گیا کہ میں جنگ میں کیسا دلیر و چالاک وحیرت انگیز ہوں۔''

اس نے بہت لوگوں کو زخمی کیا اور ایک شخص کے لپٹ گیا اس کی چھاتی پر گر کر اسے ذبح کر ڈالا ابھی سر نہیں کاٹنے پایا تھا کہ دشمنوں میں سے ایک شخص نے حملہ کیا اور اس کی ہنسلی پر برچھی پڑ گئی بس دشمن کی چھاتی پر سے نیچے آ رہا اور اس کا کام تمام ہو گیا خوارج جب قریہ کی طرف بھاگے تو ایک شخص اس امید میں کہ شاید عمیر میں کچھ جان باقی ہو ڈھونڈھتا ہوا آیا تو دیکھا کہ اس میں کچھ دم نہ تھا۔

خوارج کا جرجرایا میں اجتماع:

خوارج ابھی اس قریہ میں ٹھہرے ہوئے تھے رات ہو گئی تھی کہ ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ بصرہ سے ایک لشکر اسی رخ پر آ رہا ہے یہ شخص راہ گیروں میں سے تھا اور خود انھیں نے اول شب اسے خبر لانے کے لیے بھیجا تھا اس کی بات کا کسی نے اعتبار نہ کیا ایک اور شخص جو وہیں کا رہنے والا تھا اسے یہ کہہ کر بھیجا کہ جا کر بصرہ سے ہماری طرف کوئی لشکر آ رہا ہے اسے کچھ دینے کو بھی کہا ابھی یہ لوگ اہل کوفہ ہی میں پھنسے ہوئے تھے کہ اس نے آ کر خبر دی کہ ہاں شریک بن اعور آ رہا ہے اور کچھ لوگ ان میں کے وقت زوال ساعت اول میں یہاں سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر بڑھ آئے ہیں اور میرا گمان ہے کہ اسی رات یا صبح ہوتے وہ تمہارے مقابلے میں اتر پڑیں گے یہ سن کر سب پشیمان ہوئے مستورد نے اپنے اصحاب سے کہا اب کیا رائے ہے سب نے کہا جو آپ کی رائے اس نے کہا ان سب لوگوں سے لڑنے کے لیے ٹھہرے رہنا میں مناسب نہیں سمجھتا جس راہ سے ہم آئے ہیں اسی راہ سے پلٹ چلنا چاہیے اہل بصرہ زمین کوفہ تک ہمارا تعاقب نہیں کریں گے بس ہمارے ہی شہر والے ہمارے تعاقب میں رہیں گے لوگوں نے پوچھا اس سے کیا فائدہ اس نے کہا دو شہروں کی فوج کے ساتھ لڑنے سے ایک ایک شہر کی فوج سے سمجھ لینا آسان ہے سب نے کہا پھر جہاں تمھارا جی چاہے وہیں ہم کو لے چلو اس نے کہا اچھا اپنے اپنے جانوروں پر سے اتر پڑو ساعت کی ساعت انھیں دم لینے دو ذرا چارہ ڈال دو۔ پھر دیکھو کہ میں کیا حکم دیتا ہوں غرض سب کے سب راہواروں پر سے اتر پڑے چارہ ڈال دیا اب خوارج میں اور اہل کوفہ میں ایک ساعت کی راہ

کا فاصلہ تھا وہ لوگ قریہ سے دور چلے گئے تھے کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ شبخون ماریں جب راہوار دم لے چکے اور چارہ کھا چکے تو مستورد کے حکم سے سب کے سب پھر اپنے اپنے جانوروں پر سوار ہوئے اس نے کہا سب کے سب قریہ میں داخل ہو کر اس کی پشت پر نکل چلو اور قریہ میں سے کسی کو بیگار میں ساتھ رکھو کہ وہ قریہ کی پشت پر سے تم کو لے چلے پھر وہاں تے پلٹیے اور تم کو اس راستہ پر لگا دے جس رستہ سے تم یہاں آئے ہو دشمنوں کو ان کے مقام میں رہنے دو ساری رات بلکہ صبح تک تو ان کو مطلق تمھاری خبر نہ ہوگی غرض سب لوگ قریہ کے اندر چلے گئے وہاں سے ایک شخص کو بیگار میں ساتھ لے لیا اس سے کہا آگے آگے چلے اور قریہ کے باہر آ کر اس سے کہا کہ ہم کو اس بازار کی پشت پر سے لے کر چل اور جس راہ سے ہم لوگ آئے ہیں اس راہ پر ہم کو لگا دے اس نے ایسا ہی کیا سب کو اس راستہ پر لے گیا جدھر سے یہ آئے تھے اور سب نے اس راہ سے واپس ہونا شروع کیا اور سب جرجرایا میں آ کر اتر پڑے۔

عبداللہ بن الحارث کو شبخون کا خطرہ:

عبداللہ بن حارث کو سب سے پہلے خوارج کی طرف سے کھٹکا ہوا اس نے معقل سے کہا خدا بھلا کرے امیر کا مجھے بڑی دیر سے دشمنوں کی طرف سے کھٹکا ہے وہ مقابل میں ٹھہرے ہوئے تھے ان کی سیاہی ہم کو صاف نظر آ رہی تھی اب ایک ساعت ہوئی کہ وہ سیاہی غائب ہو گئی مجھے اندیشہ ہے کہ یہاں سے چلے نہ گئے ہوں اور کچھ مکر نہ کیا چاہتے ہوں اس نے پوچھا کس طرح کے مکر کا اندیشہ ہے اس نے کہا مجھے ڈر یہ ہے کہ بستی میں ڈاکہ نہ ڈالیں۔ معقل نے کہا کہ اس سے تو مجھے بھی اطمینان نہیں ہے اس نے پوچھا پھر میں اس کام کے لیے تیار ہو جاؤں کہا ذرا ٹھہرو میں سوچ لوں عتاب ذرا جا تو سہی اور جن لوگوں کو جی چاہیے ساتھ لیتا جا اس قریہ کے قریب جا کر دیکھ کہ خوارج میں سے کوئی ہے یا کچھ ان کا چرچا ہو رہا ہے لوگوں سے پوچھ کہ وہ کہاں ہیں عتاب بہت سے لوگ ساتھ لے کر گھوڑا دوڑاتا ہوا قریہ کے سامنے پہنچا کوئی اسے نہ ملا کہ اس سے کچھ پوچھتا گاؤں والوں کو آواز دی تو کچھ لوگ نکل کر آئے ان سے خوارج کا حال دریافت کیا انھوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ چلے گئے یہ نہیں معلوم کہ کیوں کر گئے عتاب نے آ کر معقل سے یہ حال بیان کیا معقل نے کہا مجھے شب خون کا اندیشہ ہے۔ قوم مصر کو بلاؤں بنی مضر سب آئے تو ان سے کہا تم اس جگہ ٹھہرو۔ پھر کہا ربیعہ کہاں ہے اور بنی ربیعہ کو اس نے دوسری سمت میں رکھا۔ بنی تمیم کو اور جانب، ہمدان کو اور جہت میں اہل یمن کو اور یمن کو اور طرف ٹھہرنے کو کہا فوج کی ایک ایک ٹکڑی ایک سمت میں اس طرح کھڑی کر دی کہ ایک صف کی پشت دوسری صف کی پشت کے مقابل تھی۔ معقل گھوڑا دوڑاتا ہوا ایک ایک صف میں جا کر ان سے کہہ آیا کہ اگر دشمن آ پڑیں اگر کسی صف سے لڑنا شروع کر دیں تو بے میرے کہے تم ہرگز اپنی جگہ سے نہ ہٹنا ہر شخص تم لوگوں میں جس سمت میں ہے اسی سمت کی نگہبانی اس کے ذمے ہے صبح ہوگی تو دیکھا جائے گا۔ غرض صبح تک سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے نگہبانی کرتے رہے اور شبخون سے ڈرتے رہے صبح ہوئی تو سب گھوڑوں پر سے اترے۔ نمازیں پڑھیں اور یہ خبر ملی کہ وہ لوگ جس راہ سے آئے تھے۔ اسی راہ واپس ہو گئے۔

شریک بن اعور کی آمد:

شریک بن اعور بصرہ کا لشکر لیے ہوئے معقل بن قیس کے پاس آ کر اترا دونوں میں ملاقات ہوئی باتیں ہوئیں اس کے بعد معقل نے شریک سے کہا میں ان لوگوں کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک میرے ہاتھ نہ آ جائیں شاید خدا انھیں ہلاک کر دے۔ اگر ان کے تعاقب میں کوتاہی کروں تو اندیشہ ہے کہ ان کا مجمع بڑھتا ہی جائے گا شریک بن اعور یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا بزرگان فوج کو جمع کیا

جن میں خالد بن معدان طائی اور بیہس بن صہیب جرمی بھی شامل تھے اور خطبہ پڑھا کہ اے لوگوں کچھ نیک کام کیا چاہتے ہو ہمارے بھائی اہل کوفہ کو دشمن کی تلاش میں جانے والے ہیں جو ہمارا ان کا دونوں کا دشمن ہے تم لوگ اس کے ساتھ چل سکتے ہو خدا ان کو نیست و نابود کر دے گا ہم سب مل کے پلٹ چلیں گے۔

خالد بن معدان اور بیہس جرمی کا اختلاف:

خالد بن معدان اور بیہس جرمی نے کہا نہیں واللہ ایسا نہیں ہو سکتا ہم فقط اس لیے آئے ہیں کہ ان کو اپنی سرحد سے نکال دیں اور روکیں جب خدا کی طرف سے اس کا سامان ہو گیا تو اب ہم اپنے شہر کو پلٹ جائیں گے اہل کوفہ میں خود اتنی قدرت ہے کہ ان کتوں سے اپنے شہر کو پاک رکھیں شریک نے کہا مجھے تمھارے حال پر افسوس آتا ہے میرا کہا مانو وہ بہت ہی بدقوم ہے اس سے لڑنا ثواب ہے اور سرکار میں باعث انعام و اکرام ہے بیہس جرمی نے کہا اللہ اس صورت میں ہماری وہی حالت ہوگی جو شاعر بنی کنانہ کہہ چکا ہے:

''جیسے ایک دودھ پلانے والی عورت نے دوسرے کے بچوں کو دودھ پلا کر اپنے بچوں کو ضائع کر دیا کچھ اچھا گٹھوا وہ نہ گانٹھ سکی۔''

تم کو کیا نہیں معلوم کہ کوہستان فارس میں اکراد کافر ہو گئے ہیں اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہا اس پر تم ہم سے کہتے ہو کہ اہل کوفہ کی حمایت کرنے کو ہم تمھارے ساتھ چلے چلیں اور ان کے دشمن سے لڑیں اور اپنے شہر کی حمایت کو ترک کریں۔ اس نے کہا اکراد کے لیے تم لوگوں کا ایک جرگہ کافی ہے بیہس نے جواب دیا کہ جس دشمن سے لڑنے کو تم ہم سے کہہ رہے ہو اس کے لیے اہل کوفہ کا ایک جرگہ کافی ہے یقین مانو اگر اہل کوفہ کو ہماری نصرت کی ضرورت ہوتی تو ہم پر ان کی نصرت واجب تھی لیکن انھیں ابھی تک ہماری ضرورت نہیں پھر ہمارے یہاں بھی اس قسم کا فساد موجود ہے جیسا ان کے یہاں ہے چاہیے تو یہ کہ جو مہم ان کو درپیش ہے اس کا انتظام وہ کریں جو امر ہمیں درپیش ہے اس کا انتظام ہم کو کرنا ہے اور سنو اگر تمھارے کہنے پر ہم چلتے اور تم ان لوگوں کا تتبع کرتے ہو تو امیر کو بے اطلاع دیئے ہوئے تمھاری یہ جراءت گوارا نہ ہوتی۔

شریک بن اعور اور معقل کی گفتگو:

یہ حال دیکھا تو شریک نے سب سے کہہ دیا اچھا روانہ ہو اور سب روانہ ہو گئے اور خود آ کر معقل سے ملاقات کی یہ دونوں شیعہ تھے اور اسی وجہ سے دونوں میں بہت محبت و مودت تھی کہنے لگا واللہ میں نے بہت چاہا کہ میرے ساتھ والے میرا ساتھ دیں تا کہ میں تمھارے ساتھ دشمن کے تعاقب میں چلوں مگر ان سے میری کچھ نہ چلی معقل نے کہا بھائی خدا تجھے خیر دے ہمیں اس کی احتیاج بھی نہ تھی سنو واللہ مجھے تو یہ امید ہے کہ اگر سب نے جدوجہد کی تو ان میں سے کوئی اتنا بھی نہ بچے گا کہ خبر تو کسی سے بیان کرے۔ شریک بن اعور کہتا ہے کہ معقل کی زبان سے جب یہ کلمہ نکلا تو مجھے اچھا نہ معلوم ہوا مجھے اس کی جان کا اندیشہ ہو گیا میں ڈرا کہ یہ بڑا بول اس کی زبان سے نکلا اور قسم بخدا ہم لوگوں کے نزدیک معقل لاف و گزاف کرنے والوں میں نہ تھا۔

جرجرایا کا معرکہ:

جس وقت یہ خبر معلوم ہوگئی کہ مستورد بن علفہ اور اس کے اصحاب جس راہ سے آئے تھے اسی راہ سے انھوں نے مراجعت کی تو

بعض لوگ خوش ہوئے کہنے لگے اب ہم ان کے پیچھے پیچھے جائیں گے اور مدائن میں ان سے مقابلہ کریں گے اور اگر کہیں وہ کوفہ کے قریب گئے تو اور بھی تباہ ہوں گے۔ معقل نے ابوالرواغ کو بلا کر کہا کہ تمھارے ساتھ جو لوگ تھے ان کو لے کر مستورد کے پیچھے جاؤ اور میرے پہنچنے تک ان کو روک رکھو اس نے کہا کچھ لوگ تو مجھے اور دیجئے کہ آپ کے آنے سے پہلے ہی اگر دشمن مجھ سے لڑنے تو میری قوت ان سے بڑھ کر ہو اس لیے کہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو ان سے ضرر پہنچ چکا ہے معقل نے تین سو سپاہی اور دیئے اور چھ سو کا مجمع خوارج کے تعاقب میں روانہ ہوا وہ بہت جلدی کرتے ہوئے چلے آخر جرجرایا میں پہنچے ان کے پیچھے پیچھے ابوالرواغ بھی جا پہنچا دیکھا تو سب لوگ اتر چکے تھے آفتاب نکل رہا تھا یہ بھی سب کے ساتھ اتر پڑا۔ خوارج کیا دیکھتے ہیں کہ پھر وہی ابوالرواغ اور وہی مقدمہ فوج ایک نے ایک سے کہا ان کا مار لینا ان سے زیادہ آسان ہے اب جو آنے والے ہیں۔ غرض انھوں نے حملہ کر دیا دس دس بیس سوار ان لڑنے کو نکلنے لگے ادھر سے بھی مقابلہ میں اتنے ہی سوار نکلتے تھے ایک ساعت تک انھیں سواروں میں ستیز دآویز ہوتی رہی۔ ایک دوسرے سے انتقام لیتے رہے جب یہ حالت دیکھی سب مل کر ایسا ایک حملہ ساکھے کا کیا کہ ان لوگوں کا منہ پھر گیا اور میدان ان کے ہاتھ رہا ابوالرواغ نے اب پکارنا شروع کیا اے بزدل سوار والے بزدل مددگار روکیا بری طرح سے تم نے جنگ کی میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ غرض کوئی سو سوار پکڑ دھکڑ کر ساتھ لیے اور دشمن لیے اور دشمن کی طرف یہ شعر پڑھتا ہوا متوجہ ہوا:

''بہادر اور بڑا بہادر وہ ہے جس پر ہول و ہراس ایسے وقت میں طاری نہ ہو جس وقت کہ بزدل برچھیوں کی زد سے ڈر رہا ہو۔

ملامت گر کو اب اس بات کا یقین ہو گیا کہ روز جنگ جب خوف وخطر کا سامنا ہوتا ہے تو ایک حیرت انگیز پہلوان سب نے آگے رہنے والا میں ہوتا ہوں۔''

اب وہ دشمنوں پر جا پڑا اور دیر تک زد وکشت میں مصروف رہا۔

خوارج کا فرار:

اس اثناء میں اس کے ساتھ والے لوگ بھی ہر طرف سے آ کر شریک ہوتے گئے اور ایسے سخت حملے کیے کہ خوارج جس جگہ پہلے تھے۔ اُدھر ہی پلٹ جانے پر مجبور ہوئے یہ دیکھ کر مستورد اور اس کے اصحاب کو اندیشہ ہوا کہ معقل اگر اسی کے متعاقب آ گیا تو ان لوگوں کے قتل کرنے میں کوئی امر اس کو مانع نہ ہوگا غرض وہ اور اس کے اصحاب چل کھڑے ہوئے راہ دجلہ کو طے کر کے زمین بہر سیر تک پہنچے ان کے پیچھے پیچھے ابوالرواغ اس کے پیچھے معقل بن قیس دجلہ کی راہ سے چلے مستورد اب یہاں سے پرانے شہر کی طرف بڑھا۔ سماک بن عبید کو یہ خبر ہوگئی وہ دجلہ کے پار اتر کے اپنے اصحاب اور اہل مدائن کو لے کر نکلا مدائن کے دروازہ پر صف بندی کر دی اور شہر پناہ پر قدر افگن تیر اندازوں کو بٹھا دیا خوارج کو یہ خبر پہنچی تو وہ ادھر سے پلٹ گئے اور ساباط میں جا کر اترے۔

ابوالرواغ کا تعاقب:

ادھر ابوالرواغ ان کو ڈھونڈتا ہوا مدائن میں سماک بن عبید کے پاس پہنچا اس نے بتا دیا کہ اس رخ پر وہ لوگ گئے ہیں ابوالرواغ اسی رخ پر چلا اور ساباط میں پہنچ کر ان کے مقابلے میں اترا۔ مستورد نے اپنے اصحاب سے کہا دیکھو یہ لوگ جو ابوالرواغ کے ساتھ تمہارے مقابل اترے ہیں معقل کے خاص اصحاب میں ہیں۔ واللہ اس نے تمہارے لیے اپنے بڑے ساونت

جاں نثاروں اور جیوٹ شہسواروں کو بھیج دیا ہے۔ واللہ اگر مجھے اتنا معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں سے ساعت بھر پیشتر میں معقل کے پاس پہنچ سکتا ہوں تو میں اسی طرف جاؤں تم میں سے کوئی جائے دریافت کرے کہ معقل کہاں تک پہنچا ہے یہ سن کر ایک شخص چلا اسے کچھ گنوار نومسلم جو مدائن کی طرف سے آ رہے تھے مل گئے اس نے ان سے پوچھا کہ معقل بن قیس کی بھی کچھ خبر تم کو معلوم ہے انہوں نے کہا ہاں سماک بن عبید نے ایک پیک کو معقل کے پاس بھیجا تھا کہ دیکھے وہ کہاں تک پہنچا ہے کہاں اترنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

پل نہر الملک کا انہدام:

اس نے آ کر بیان کیا کہ میں چلا ہوں تو وہ دیلمایا میں مقام کیے ہوئے تھا۔ دیلمیا استان بہر سیر کے قریوں میں سے ایک گاؤں ہے قدامہ بن عجلان ازدی کا جو دجلہ کی جانب میں واقع ہے اس نے پوچھا ہم میں اور ان میں اس مقام سے کتنا فاصلہ ہوگا ان لوگوں نے کہا کوئی تین فرسخ یہ خبر لے کر وہ شخص پلٹا اور اپنے رئیس سے آ کر حال بیان کیا مستورد نے یہ خبر سنتے ہی اپنے اصحاب سے کہا اٹھو سوار ہو سب سوار ہوئے یہ سب کو لیے ہوئے ساباط کے پل تک پہنچا۔ یہ پل نہر الملک پر بندھا ہوا تھا اب مستورد نہر کے اس جانب ہے جدھر کوفہ ہے اور ابوالرواغ اور اس کے اصحاب اس پار ہیں جدھر مدائن ہے۔ سب لوگ جب اس پل پر پہنچ گئے تو مستورد نے کہا کچھ لوگوں کو اب اترنا چاہیے کوئی پچاس آدمی اتر پڑے حکم دیا کہ اس پل کو کاٹ دو سب نے مل کر پل کو کاٹ دیا۔ ابوالرواغ کی فوج نے خوارج کے سواروں کو دیکھا کہ پل پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سمجھے کہ ہم سے لڑنے کے لیے اس پار آنا چاہتے ہیں جلد جلد صفیں مرتب کرنے لگے لشکر باندھنے لگے اپنے حال میں ایسے مشغول ہوئے کہ پل کے ٹوٹنے کی انہیں ذرا خبر نہ ہوئی ادھر انہوں نے اہل ساباط میں سے ایک شخص کو راہ بتانے کے لیے ساتھ لیا اور اس سے کہہ دیا جب تک ہم دیلمایا میں نہ پہنچ جائیں ہماری آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نہ ہو۔ وہ آگے آگے دوڑتا ہوا چلا۔ اور پویہ اور سرپٹ چال سے گھوڑے سب کو لے اڑے۔

معقل بن قیس پر خوارج کا حملہ:

ایک ساعت سے زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ سب کے سب معقل کے سر پر جا پہنچے۔ جب کہ اس کے اصحاب روانہ ہو رہے تھے اس نے جب خوارج کو دیکھا' تو سب لوگ اس کے متفرق ہو چکے تھے۔ مقدمہ فوج بھی اس کے قریب نہ تھا ساتھ والوں میں سے کچھ لوگ بڑھ گئے تھے کچھ روانہ ہو چکے تھے اور وہ سب بے خبر تھے کسی کو کچھ حال معلوم نہ تھا معقل نے خوارج کو دیکھ کر علم لشکر بلند کر دیا۔ گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا پکار کر کہنے لگا۔ بندگان خدا زمین پر اتر آؤ، کوئی دو سو سرباز گھوڑوں سے اتر پڑے خوارج نے حملے شروع کر دیئے' ان لوگوں نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر برچھیوں کی نوکوں پر ان کو رکھ لیا۔ کچھ ان کا قابو چل نہ سکا' مستورد نے کہا گھوڑوں پر سے یہ لوگ اتر پڑے ہیں ان کو یہیں چھوڑ دو۔ ان کے گھوڑوں پر حملہ کر دو کہ یہ پھر اپنے اپنے گھوڑوں کو نہ پا سکیں۔ گھوڑوں کو تم نے مار لیا تو یہ سمجھو کہ ایک ساعت میں سب کے سب تمہارے شکار ہیں۔ یہ سنتے ہی سب گھوڑوں کی طرف اس طرح پلٹ پڑے کہ ان کے گھوڑوں کے درمیان حائل ہو گئے۔ گھوڑے بندھے ہوئے تھے سب کی باگیں کاٹ دیں اور وہ ادھر ادھر نکل گئے۔ اس کے بعد یہ خوارج ان لوگوں کی طرف مڑ پڑے جو روانہ ہو چکے تھے یا آگے بڑھ گئے تھے ان پر بھی حملہ کر کے منتشر کر دیا۔

معقل بن قیس کا خاتمہ:

اب یہ لوگ معقل بن قیس کی طرف متوجہ ہوئے۔ دیکھا کہ اس کے اصحاب اسی طرح گھٹنے ٹیکے ہوئے کھڑے ہیں جاتے ہی

حملہ کیا وہ اسی طرح ڈٹے رہے اور پھر حملہ کیا اور وہ اسی طرح پیش آئے اب مستورد نے کہا اتر کران سب سے لڑنا بہتر ہے۔ آدھے سواروں کو اتر پڑھنا چاہیے اس حکم پر آدھے لوگ اتر پڑے سوار رہے' پیادے الگ لڑ رہے تھے۔ سوار الگ حملہ کررہے تھے۔

خوارج کو گمان غالب ہوگیا تھا کہ کوئی دم میں غائب ہوا چاہتے ہیں کہ یکا یک ابوالرواغ مقدمہ فوج کو لیے ہوئے کمک کو آگیا۔ اس مقدمہ میں معقل کے خاص خاص یار و مددگار بڑے بڑے سور ما شہسوار تھے انہوں نے قریب آتے ہی دشمن پر حملہ کیا۔ یہ سب لوگ بھی گھوڑوں سے اب اتر پڑے تلوار چلنے لگی' معقل و مستورد دونوں مارے گئے۔

عبداللہ بن عقبہ غنوی:

خوارج میں عبداللہ بن غنوی کے سوا کوئی نہ بچا ان سب سے زیادہ کمسن بھی تھا۔ دومرتبہ یہ داستان اسی کی زبان سے سننے میں آئی ایک دفعہ مقام باجمیرا میں مصعب بن زبیر کے عہد امارت میں اور دوسری دفعہ دیرالجاجم میں جب وہ عبداللہ بن الاشعث کے ساتھ تھا اسی جماجم کی شکست کے روز جب کہ مخالفین کو وہ تلواریں مار رہا تھا۔ معرکہ میں وہ قتل بھی ہوا دیر جماجم میں جب یہ روایت اس نے بیان کی ہے تو ایک شخص نے اس سے کہا یہی ذکر باجمیر میں تم نے کیا تھا جب ہم لوگ مصعب بن زبیر کے ساتھ تھے اس نے تم سے یہ نہ پوچھا کہ آخر تم کیوں کر بچ گئے اس پر عبداللہ غنوی نے کہا سنو۔ ہمارا رئیس جب مارا گیا تو اس کے اصحاب بھی پانچ چھ شخصوں کے سوا سب قتل ہوگئے اب ہم نے مخالفوں کی ایک جماعت پر جس میں کوئی بیس آدمی ہوں گے حملہ کردیا۔ وہ سب متفرق ہوگئے میں پھرتا ہوا ایک گھوڑے تک پہنچ گیا اس پر زین بھی تھا۔ لگام بھی تھی۔ سوار پر اس کے کیا گزری مارا گیا یا اسے چھوڑ کر لڑنے کو اتر پڑا تھا مجھے کچھ نہیں معلوم میں نے لگام پر ہاتھ ڈالا رکاب میں پاؤں رکھا اور سوار ہوگیا۔

عبداللہ بن عقبہ کا فرار:

معقل کے سواروں نے میرا تعاقب کیا اور میرے قریب آگئے میں نے گھوڑے کو ایڑ کی معلوم ہوا کہ وہ باد پا اپنا جواب ہی نہیں رکھتا۔ لوگوں نے میرے پیچھے گھوڑے ڈالے مجھے نہ پا سکے میں بھی دوڑتا ہوا چلا اب شام ہوگئی تھی جب مجھے یقین ہوگیا کہ اب وہ مجھے نہیں پاسکتے تو میں گھوڑے کو پویہ اور دلکی چال سے لے کر چلا۔ اسی حال سے میں جا رہا تھا کہ ایک گنوار مل گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے آگے آگے چل بڑا راستہ جو کوفہ کو جاتا ہے اس پر مجھے لگا دے وہ اس حکم کو بجالایا۔ ایک ساعت گزری ہوگی کہ میں کوثی تک پہنچ گیا اب میں نہر کے اس مقام پر آیا جہاں وہ بہت وسیع و عریض تھی گھوڑا اس میں ڈال دیا اور پار اُتر گیا یہاں سے اسی گھوڑے پر دیر کعب تک میں آیا اور گھوڑے کو باندھ دیا کہ دم لے اور میں بھی ذرا اُونگھ گیا پھر بہت جلد بیدار ہوا اور گھوڑے کی پشت پر سوار ہوکر پچھلی رات کی تاریکی میں چل نکلا جو کچھ رات رہ گئی تھی اسے غنیمت سمجھا۔ نماز صبح میں نے مزاحمیہ میں پڑھی جو قبین سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے دن چڑھا تو میں نے ارادہ کیا کہ کوفہ میں داخل ہوں اور سیدھا شریک بن نملہ محاربی کے پاس جاؤں۔

عبداللہ بن عقبہ کو امان:

غرض میں نے اس سے جا کر اپنا حال اور اس کے اصحاب کا سب بیان کردیا اور یہ درخواست کی کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مل کر میرے لیے امان مانگ لے۔ اس نے کہا ان شاء اللہ تیرے لیے امان ہے تو تو بڑا مژدہ لایا ہے۔ آج رات بھر واللہ مجھے لوگوں کی فکر رہی۔ شریک بن نملہ فوراً مغیرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اذن طلب کیا باریاب ہوا تو کہا میں ایک مژدہ بھی لایا ہوں اور ایک حاجت بھی رکھتا ہوں

حاجت پوری کیجیے تو مجھ سے مژدہ بھی سنیے۔ کہا حاجت میں نے پوری کی۔ مژدہ سنا۔ کہا عبداللہ بن عقبہ غنوی کو امان دیجیے کہ یہ بھی خوارج کے ساتھ تھا کہا میں نے امان دی۔ آرزو تو واللہ مجھے یہ تھی کہ تو ان سب کو لے کر آتا اور میں سب کو امان دیتا کہا مبارک ہو وہ سب کے سب قتل ہو گئے۔ میرا دوست ان کے ساتھ ہی تھا اس کا بیان ہے کہ اس کے سوا کوئی ان میں کا نہیں بچا کہا معقل پر کیا گذری کہا خدا آپ کا بھلا کرے ہمارے اصحاب کو اس کا کچھ علم نہیں ہے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ابوالرواغ مسکین بن عامر نے آ کر فتح کی مبارک باد دی۔ پھر یہ سرگذشت بیان کی معقل بن قیس و مستورد بن علفہ ایک دوسرے سے لڑنے کو نکلے۔ مستورد کے ہاتھ میں برچھی تھی۔ معقل کے ہاتھ میں تلوار تھی دونوں میں مقابلہ ہوا مستورد نے معقل کے سینہ پر برچھی ماری کہ اس کے منان پشت کو توڑ کر نکل آئی معقل نے تلوار اس کے سر پر لگائی جو دماغ تک اُتر آئی۔ گرنے سے پیشتر ہی دونوں کا کام تمام ہو گیا۔

ابوالرواغ کا مشورہ:

مستورد بن علفہ جب ساباط سے پل کی طرف بڑھا ہے اور اس نے پل کو کاٹ دیا ہے تو معقل کے لشکر والوں کو یہی دھوکہ ہوا کہ وہ اس پار آ کر ہم پر حملہ کیا چاہتا ہے اس بنا پر یہ لوگ ساباط کے تاریک مقام سے اس صحرا کی طرف بڑھ گئے جو ساباط و مدائن کے درمیان واقع ہے وہاں صف بندی و سامان جنگ میں مشغول ہوئے جب عرصہ گذر گیا اور دشمن مقابلے میں آتے دکھائی نہ دیئے تو ابوالرواغ نے کہا کہ اس میں کچھ نہ کچھ بھید ہے کی ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ ان لوگوں کا حال دریافت کر کے ہمیں اطلاع دے عبداللہ اور وہب بن ابی اشارہ ازدی نے کہا کہ ہم دریافت کر کے آپ کو مطلع کرتے ہیں۔ یہ دونوں گھوڑوں کو اڑا کر پل کے قریب آئے دیکھا کہ پل کاٹ دیا گیا ہے۔ ان کو یہی گمان ہوا کہ انھوں نے ہم سے ہیبت کھا کر ہمارے رعب میں آ کر پل کو قطع کر دیا ہے۔ وہاں سے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے رئیس کے پاس آئے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا۔ اس نے کہا تمہارا کیا گمان ہے انھوں نے پل اسی لیے کاٹ دیا ہے کہ ہماری ہیبت چھا گئی ہے۔ خدا نے ہمارا رعب ان کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ ابوالرواغ نے کہا سنتے ہو یقین مانو وہ لوگ بھاگے نہیں تم سے کید و مکر کیا ہے۔ میرا گمان واللہ یہی ہے کہ انھوں نے یہی کہا ہوگا کہ معقل نے اپنے خاص خاص رفیقوں کو ابوالرواغ کے ساتھ تمہارے مقابل بھیج دیا ہے اگر ہو سکے تو ان کو یہیں پڑا رہنے دو تم سب معقل اور اس کے ساتھ جو لوگ ہیں ان کی طرف جتنا جلد ہو سکے روانہ ہو وہاں جا کر تمہیں معلوم ہوگا کہ سب کے سب بے خبر اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے پل کو بھی اسی لیے کاٹ دیا ہے کہ تم اس میں مشغول رہو ان کا تعاقب نہ کر سکو۔ اور وہ تمہارے امیر پر عین غفلت میں جا پڑیں اٹھو دوڑ و ان کو جانے نہ دو۔

مفرور فوجیوں کی ترغیب جنگ:

ابوالرواغ کی یہ بات اس طرح سب کے دل میں اُتر گئی کہ سمجھ گئے جو کچھ اس نے کہا واقع میں یہی بات ہے۔ گاؤں والوں کو سب نے پکارا وہ دوڑے ہوئے آئے ان سے کہا بہت جلد پل باندھ دو اور بہت تاکید کر دی انھوں نے بھی دیر نہیں لگائی بہت جلد ہی پل سے فراغت پائی۔ یہ سب پار اتر گئے اور دشمن کے تعاقب میں اس قدر جلد چلے کہ راہ میں کسی شے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ انھیں کے نقش قدم پر چل رہے تھے جس سے پوچھتے تھے یہی کہتا تھا کہ ابھی ابھی وہ لوگ تم سے پیشتر جا چکے ہیں۔ بس اب تم ان کو پا گئے بہت ہی قریب تم پہنچ گئے ہو یہ لوگ اسی امید میں دوڑے چلے جاتے تھے کہ ان کو آگے نہ بڑھنے دیں۔ پہلے ان کو کچھ لوگ شکست

خوردہ بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے ایسے بے حواس کہ ایک طرف مڑ کر نہیں دیکھتا تھا۔ ابوالرواغ نے آگے بڑھ کر آواز دی ارے ادھر آؤ یہ سن کر سب نے اس کے پاس پناہ لی۔ اس نے کہا تمہارا برا ہو کہو تو سہی کیا ماجرا ہے۔ بولے ہم کو کچھ خبر نہیں بس یکا یک دشمن ہمارے لشکر پر ٹوٹ پڑے ہم اس وقت مجتمع بھی نہ تھے انھوں نے اور بھی ہم کو متفرق و منتشر کر دیا پوچھا امیر پر کیا گذری کوئی بولا وہ میدان میں اترا اور لڑ رہا ہے کسی نے کہا میں تو جانتا ہوں کہ مارا گیا۔ یہ سن کر اس نے کہا یارو میرے ساتھ پھر چلو اگر ہمارا امیر زندہ ہے تو اس کے ساتھ شریک ہو کر لڑیں گے اگر دیکھیں گے وہ قتل ہو گیا تو ہم خود دشمنوں سے قتال کریں گے آخر ہم لوگ شہر کے نامور شہسواروں میں ہیں اسی دشمن سے لڑنے کے لیے ہم سب کا انتخاب ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حاکم کوفہ کی نظر سے تم گر جاؤ اگر دشمن کو تم پا جاؤ اور وہ معقل کو قتل کر چکے ہوں تو ان سے انتقام لیے بغیر یا بے مقابلہ کیے انھیں چھوڑ دینا قسم بخدا تمہیں زیبا نہیں ہے بس اب خدا کا نام لے کر روانہ ہو۔

ابوالرواغ کی کمک:

غرض اب یہ بھی روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ وہ بھی چلے جس کو بوالرواغ رستہ میں دیکھتا اسے پکارتا اور واپس لے چلتا بزرگان لشکر سے بھی پکار کر کہہ دیا کہ جس جس رُخ پر لوگ جا رہے ہوں ادھر سے انھیں واپس لے آؤ۔ اسی طرح لوگوں کو ساتھ لیتے ہوئے سب معقل کے لشکر تک پہنچ گئے۔ دیکھا کہ لشکر کا علم بلند ہے اور معقل کے ساتھ کوئی دو سو شخص یا کچھ زیادہ سب کے سب بڑے شہسوار اور نامور رہ گئے ہیں اور سب کے سب پیادہ ہیں اور ایسی شدید جنگ ہو رہی ہے جو کچھ سننے میں نہ آئی ہو گی یہ لوگ اس وقت پہنچے ہیں کہ خوارج کو غلبہ ہونے کو تھا مگر اس پر اصحاب معقل کو دیکھا کہ بڑی جوانمردی و شجاعت دکھا رہے ہیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ بھی کمک کو آ پہنچے تو خوارج پر مکرر حملہ کیا۔ اب خوارج ذرا ہٹ گئے اور یہ لوگ بھی ان تک پہنچ گئے۔ ابوالرواغ نے معقل کو دیکھا کہ میدان کی طرف رُخ کیے لوگوں کو ابھار رہا ہے اور جنگ پر آمادہ کر رہا ہے ابوالرواغ نے کہا میں فدا ہو جاؤں آپ پر آپ زندہ ہیں۔ معقل نے جواب دیا ہاں کہا اور دشمن پر حملہ کیا۔ اور ابوالرواغ نے اپنے اصحاب سے پکار کر کہا دیکھو تمہارا امیر زندہ سلامت موجود ہے بڑھو دشمنوں پر حملہ کرو۔ یہ سن کر سب کے سب نے حملہ کیا۔ اس سے خوارج کے سواروں پر بہت سخت ٹکر پڑی۔ ادھر معقل اور اس کے اصحاب نے حملہ کیا۔

مستورد کا قتل:

مستورد گھوڑے پر سے اتر پڑا۔ اپنے اصحاب کو پکارا اے جانبازو! سرفروشو! زمین پر آ جاؤ۔ زمین پر ان ظالموں اور ان کمینوں سے سچے دل سے جہاد کرنے میں جو مارا جائے گا قسم ہے اس خدا کی کوئی معبود نہیں جس کے سوا کہ اس کے لیے جنت ہے یہ سن کر اس سرے سے اس سرے تک سب اتر پڑے اور ہم سب لوگ بھی اتر پڑے اور تلواریں کھینچ کھینچ کر مستورد کی طرف چلے دن کی کئی ساعت اس طرح تلوار چلی کہ ایسا دن کبھی نہ پڑا ہو گا۔ مستورد نے معقل سے پکار کر کہا اے معقل مجھ سے لڑنے کو نکل۔ معقل یہ سنتے ہی نکل آیا۔ سب نے قسمیں دے دے کر سمجھایا کہ اس کتے کے مقابل میں جسے خدا زندگی سے نا اُمید کر چکا ہے آپ کا جانا مناسب نہیں ہے۔ معقل نے کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص مجھے لڑنے کو پکارے اور میں ہچکچا جاؤں۔ یہ کہہ کر شمشیر بکف بڑھا۔ حریف نیزہ تانے مقابل ہوا۔ لوگوں نے پکار کر کہا اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے نیزہ ہی سے اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ بات بھی اس

نے نہ مانی۔ مستورد نے بڑھ کر نیزہ مارا کہ پشت سے نان کی اس نکل آئی۔ معقل نے تلوار ماری کہ اس کے دماغ تک اُتر گئی۔ ادھر مستورد بے دم ہو کر گر پڑا۔

خارجی سیاہ کا خاتمہ:

ادھر معقل بھی قتل ہو گیا یہ جب لڑنے نکلا تھا۔ تو کہتا گیا تھا کہ میں قتل ہو جاؤں تو تم لوگوں کا امیر عمرو بن محرز منقری ہوگا۔ غرض معقل جب مارا گیا تو فوج کا نشان عمرو بن محرز نے لیا اور یہ کہا کہ میں قتل ہو جاؤں تو امیر تمہارا ابوالرواغ ہوگا۔ ابوالرواغ بھی اگر قتل ہو جائے تو سب کا امیر مسکن بن عامر ہوگا اور یہ شخص ابھی نوجوان عنفوان شباب میں تھا یہ کہہ کر علم لیے ہوئے اس نے حملہ کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب خوارج پر حملہ کر دیں پھر تو ان کو ذرا مہلت نہ دی سب کو قتل کر کے ڈال دیا۔

قیس بن الہیثم کی معزولی و گرفتاری:

اسی سال عبداللہ بن عامر نے عبداللہ بن خازم کو خراسان کا عامل مقرر کیا اور قیس بن الہیثم وہاں سے واپس آیا۔ سبب اس کا یہ ہوا کہ ابن عامر نے دیکھا کہ قیس دیر کر کے خراج بھیجتا ہے اور اس کے معزول کرنے کا اس نے ارادہ کر لیا۔ ابن خازم نے اس سے کہا مجھے والی خراسان مقرر کیجیے۔ میں آپ کو خراسان اور ابن الہیثم کی طرف سے بے فکر کر دوں گا اس پر ابن عامر نے اس کے نام پر فرمان لکھ دیا یا لکھنے کو تھا کہ قیس کو یہ خبر پہنچی کہ ابن عامر کا تم نے استخفاف کیا اور ہدیہ بھیجنا موقوف کر دیا وہ تم سے رنجیدہ ہو گیا ہے اور ابن خازم کو عامل خراسان مقرر کیا ہے۔ ابن خازم کا نام سن کر قیس ڈر گیا کہ وہ آتے ہی جھگڑے نکالے گا اور حساب فہمی کرے گا۔ خراسان کو چھوڑ کر ابن عامر کے پاس چلا آیا۔ ابن عامر کو اس حرکت پر اور زیادہ غصہ آیا یہ کہہ کر کہ تو نے سرحد کو چھوڑ دیا۔ اس کو مارا بھی اور قید میں بھی ڈال دیا۔ ایک شخص بنی یشکر سے تھا اسے خراسان روانہ کیا ایک روایت یہ ہے کہ اسلم بن زرعہ کلابی کو مقرر کیا۔

قیس بن الہیثم اور ابن خازم:

ایک روایت یہ ہے کہ ابن عامر نے عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں قیس بن ہیثم کو والی خراسان مقرر کیا تھا۔ اس پر ابن خازم نے کہا آپ نے ایک ذلیل آدمی کو خراسان روانہ کیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جنگ پیش آئی تو لوگوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوگا اس میں ملک ضائع اور آپ کی ننھیال والے رسوا ہو جائیں گے۔ ابن عامر نے پوچھا پھر کیا مناسب ہے اس نے کہا فرمان میرے نام پر لکھ دیجیے اگر وہ دشمن کے مقابلے سے منہ پھیرے گا تو میں اس کی جگہ پر آ کر کھڑا ہوں گا ابن عامر نے اس کے نام پر لکھ دیا۔ ادھر طخارستان کی ایک جماعت نے سرکشی کی اور قیس نے ابن خازم سے اس امر میں مشورہ کیا۔ اس نے یہ رائے دی کہ تم یہاں سے سرک جاؤ اور ابھی تمام اطراف و جوانب کے لوگوں کو جمع کرو قیس یہ سن کر چل کھڑا ہوا۔ کوئی منزل دو منزل کے فاصلے پر گیا ہوگا کہ ابن خازم نے اپنا فرمان بحال کر دکھایا اور سب کا رئیس بن کر دشمن کا مقابلہ کیا اور شکست دی۔ یہ خبر دونوں شہروں کوفہ و بصرہ میں اور شام میں پہنچی۔ قیس کی جماعت والے بہت ہی بگڑے انھوں نے کہا ابن خازم نے قیس کو بھی دھوکا دیا اور ابن عامر کو بھی۔ اس بات نے بہت طول پکڑا نوبت یہاں تک پہنچی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے جا کر شکایت کی۔

ابن خازم کی طلبی و بحالی:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن خازم کو بلا بھیجا۔ وہ آیا اور معذرت کی معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کل صبح تم لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا

عذر پیش کرنا۔ ابن خازم نے اپنے اصحاب کے سامنے ذکر کیا کہ خطبہ پڑھنے کا حکم ہوا ہے اور مجھے بات کرنا بھی نہیں آتی۔ کل سب لوگ منبر کو گھیر کر بیٹھنا۔ جو کچھ میں کہوں اس کی تصدیق کرتے جانا۔ غرض دوسری صبح کو خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد کہا کہ خطبہ پڑھنا تو امام کا منصب ہے جسے اس کے سوا چارہ ہی نہیں یا ایک احمق کا کام ہے جس کا دماغ چل گیا ہو جو منہ میں آئے بکتا چلا جائے میں نہ امام ہی ہوں نہ احمق ہوں۔ جو لوگ مجھے جانتے ہیں۔ وہ اس بات سے خوب واقف ہیں کہ میں بڑا آزمودہ کار ہوں محل و موقع کو تاڑ لیتا ہوں اور فوراً دوڑ پڑتا ہوں' جان جوکھوں کے مقام سے قدم نہیں سرکاتا لشکر کشی میں چالاک تقسیم غنیمت میں انصاف پسند ہوں۔ تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جو اس بات کو جانتا ہو میری تصدیق کرے۔ منبر کے گرد جو اس کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے سب نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ پھر اس نے کہا امیر المومنین آپ کو بھی میں نے قسم دی ہے آپ بھی جو کچھ جانتے ہوں کہہ دیجیے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

قیس بن الہیثم کی رہائی:

روایت ہے کہ قیس خراسان سے ابن خازم کی مخالفت میں ابن عامر کے پاس چلا آیا ابن عامر نے اسے سو کوڑے مارے ڈاڑھی منڈوا ڈالی' قید کر لیا مگر اس کی ماں نے ابن عامر سے مانگ لیا اور اس نے رہا کر دیا۔

مروان اس سال امیر حج مقرر ہوا یہی عامل مدینہ بھی تھا۔ مکہ پہ خالد بن العاص بن ہشام مقرر تھا کہ کوفہ پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور منصبِ قضا پر کوفہ میں شریح بصرہ و فارس و سجستان و خراسان پر ابن عامر کی حکومت تھی اور عمیر بن یثربی کو عہدۂ قضا دے رکھا تھا۔

باب۳

زیاد بن ابوسفیان

۴۴ھ کے واقعات

امیر بصرہ ابن عامر کی شکایت:

اسی سال عبدالرحمٰن بن ولید کے ساتھ مسلمان بلادروم میں داخل ہوئے اور وہیں جاڑا بسر کیا اور بسر بن ارطاۃ نے دریا میں جنگ کی۔ اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن عامر بہت ہی نرم دل اور کریم الطبع تھا۔ جاہلوں کی دست درازی کو روکتا نہ تھا اسی سبب سے اس کے زمانہ میں بصرہ خرابیاں پھیلیں۔ ابن عامر نے زیاد سے اہل بصرہ کی شکایت کی اس نے کہا تلوار میان سے نکال کر ان کی خبر لو۔ اس نے کہا ان کی اصلاح کے لیے اپنے نفس کی خرابی کروں یہ مجھے گوارا نہیں۔ ابن عامر کی حکومت اس قدر ضعیف تھی کہ کسی کو سزا نہ دیتا تھا چور کے ہاتھ نہ کاٹتا تھا۔ لوگوں نے کہا بھی تو اس نے یہ جواب دیا کہ مجھے لوگوں سے ایک الفت ہے جس کے باپ یا بھائی کا ہاتھ میں نے قطع کیا ہو۔ اس سے پھر کیا چار آنکھ کروں گا۔ اسی زمانے میں ابن الکوا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہاں کا حال اس سے پوچھا اس نے کہا بصرہ میں جاہلوں کا غلبہ ہے اور حاکم وہاں کا کمزور ہے۔ ابن عامر کو جو یہ خبر ہوئی تو اس نے طفیل بن عوف یشکری کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس سبب سے کہ ابن الکوا کو اس سے عداوت تھی۔ اس پر ابن الکوا کہنے لگا کہ ابن دجاجۃ کیسا بے وقوف ہے جانتا ہے کہ طفیل کے حاکم خراسان ہونے سے میں جل جاؤں گا۔ خدا کرے دنیا میں جتنے یشکری ہیں سب کے سب مجھ سے عداوت کریں اور وہ ... کو حاکم بنا دے۔ یہ سبب ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابن عامر کو معزول کر دینے کا اور حارث بن عبداللہ ازدی کو وہاں بھیج دینے کا۔

روایت ہے کہ ابن عامر نے لوگوں نے پوچھا سب سے زیادہ ابن کوآ کا دشمن کون ہے عبداللہ بن ابی شیخ کا نام لیا گیا اس نے اس حاکم خراسان مقرر کیا تھا جس پر ابن کوا نے وہ بات کہی جس کا ذکر ابھی گزرا۔

ابن عامر کی دمشق میں طلبی:

ایک روایت یہ ہے کہ ابن عامر نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک وفد روانہ کیا' یہ لوگ اس وقت پہنچے جس وقت اہل کوفہ کا وفد بھی وہاں آیا ہوا تھا اور ان میں ابن کوا یشکری بھی تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے عراق خصوصاً اہل بصرہ کا حال پوچھا۔ ابن کوا بول اٹھا امیر المومنین اہل بصرہ کو وہاں کے بیہودہ لوگ لوٹ کر کھا گئے اور حکومت کی طرف سے کچھ نہ ہو سکا اس کے ساتھ ہی ابن عامر کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں بہت ہی عاجز و کمزور اس نے ثابت کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ٹوکا بھی کہ تم اہل بصرہ کی طرف سے کیا کہہ رہے ہو وہ لوگ خود یہاں موجود ہیں۔ یہ وفد جب بصرہ کو واپس ہوا تو ابن عامر سے سب ماجرا بیان کیا اس پر ابن عامر کو غیظ و غضب آیا اور کہنے لگا' اہل عراق میں سب سے زیادہ کون شخص ابن کوا سے عداوت رکھتا ہے۔ عبداللہ بن ابی شیخ یشکری کا نام لیا گیا اور اس نے اسے والی خراسان کر دیا۔ جب ابن کوا نے یہ ذکر سنا تو وہ بات کہی جس کا ذکر گزرا۔ جب ابن عامر کا نا قابل ہونا بصرہ میں

مشہور ہوا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ملاقات کرنے کے لیے اسے لکھ بھیجا۔

ابن عامر کی معزولی:

ابن عامر نے قیس بن ہیثم کو اپنی جگہ پر چھوڑا اور خود معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو عہدہ پر بحال کر دیا جب وہ رخصت ہونے لگا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تین چیزوں کا تم سے سوال کرتا ہوں کہہ دو کہ مجھے منظور۔ ابن عامر نے کہا مجھے منظور اور میری ماں ام حکیم ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جو عہدہ تم کو دیا ہے اسے واپس کر دو اور خفا نہ ہو کہا مجھے منظور۔ پھر کہا تمہاری جائداد جو عرفہ میں ہے مجھے دے دو کہا مجھے منظور۔ کہا تمہارے جتنے مکان مکہ میں ہیں سب مجھے دے دو۔ کہا مجھے منظور۔ کہا تم نے پاس قرابت کیا۔ اب ابن عامر نے کہا امیر المومنین میں بھی آپ سے تین چیزوں کا سوال کرتا ہوں کہہ دیجئے کہ مجھے منظور۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے منظور اور ہندہ میری ماں ہے کہا میرے جائداد جو عرفہ میں ہے مجھے واپس کر دیجیے۔ کہا مجھے منظور۔ کہا میرے کسی عامل سے حساب نہ لیا جائے اور میرے کسی امر سے تعرض نہ کیا جائے۔ کہا مجھے منظور۔ کہا اپنی بیٹی ہند میرے نکاح میں دیجیے کہا مجھے منظور۔ یہ بھی روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر سے کہا کہ یا تو یہ بات قبول کرو کہ ہم تم سے باز پرس کریں اور کچھ مال تم کو پہنچا ہے اس کا حساب کریں اور بعد اس کے تم کو تمہارے عہدہ پر بحال کر دیں یا اپنی حکومت سے دست بردار ہو جاؤ۔ میں وہ سب مال جو تم کو پہنچا ہے چھوڑے دیتا ہوں۔ اس پر ابن عامر نے عہدہ سے ہاتھ اٹھایا اور سب مال کی باز پرس سے برأت حاصل کی۔

ابن عامر اور زیاد بن ابی سفیان میں رنجش:

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے باپ ابوسفیان کے نسب میں شریک کیا زیاد جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا ہے تو ایک شخص بنی عبدقیس کا اس کے ساتھ آیا تھا اس نے زیاد سے کہا کہ ابن عامر میرے محسنوں میں ہے تمہاری اجازت ہو تو میں اس سے ملوں۔ زیاد نے کہا اس شرط پر کہ تمہارے اس کے درمیان جو کچھ باتیں ہوں مجھ سے آ کر بیان کر دینا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اجازت مل گئی اور یہ ابن عامر سے ملا۔ اس نے کہا ''ہاں ہاں ابن سمیہ میرے امور میں اعتراض کیا کرتا ہے اور میرے عاملوں کو برا کہتا ہے میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ قریش میں سے ایک قسامہ لے کر آؤں گا (پچاس آدمی جو قسم کھائیں) وہ اس بات پر حلف کریں گے کہ ابوسفیان نے کبھی سمیہ کی صورت تک نہیں دیکھی''۔ جب یہ واپس ہوا تو زیاد نے حال پوچھنا چاہا پہلے اس نے بیان کرنے سے انکار کیا اس نے کسی طرح نہ چھوڑا آخر اسے کہہ دینا پڑا۔ زیاد نے جا کر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حاجب کو حکم دے دیا کہ ابن عامر آنے لگے تو پہلے ہی پھاٹک پر سے اس کے راہوار کے منہ پر مار کر واپس کر دے۔ اس نے اس حکم کی تعمیل کر دی۔ ابن عامر نے یزید سے آ کر شکایت کی۔ یزید نے پوچھا تم نے زیاد کا تو کچھ ذکر نہیں کیا تھا۔ ابن عامر نے کہا کیا تو تھا۔ یہ سن کر یزید اسے اپنے ساتھ لیے ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر کو دیکھتے ہی مجلس برخاست کی اور محل کی طرف رُخ کیا۔ یزید نے یہ دیکھا تو ابن عامر سے کہا تم بیٹھو وہ کب تک اپنی نشست کو چھوڑ کر گھر میں بیٹھے رہیں گے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عامر میں مصالحت:

ان دونوں کو بیٹھے ہوئے بہت دیر ہو گئی تو معاویہ رضی اللہ عنہ محل سے برآمد ہوئے۔ ہاتھ میں ان کے ایک چھڑی تھی اسے

دروازوں پر مارتے جاتے تھے اور یہ شعر کسی کا پڑھتے جاتے تھے:

ہماری اور راہ ہے اور تمہاری اور اس بات کو سب لوگ جان چکے ہیں۔ پھر بیٹھ گئے اور ابن عامر سے کہا کیا تمہیں نے زیاد کے باب میں زبان کھولی ہے۔ سنو! واللہ تمام عرب اس سے آگاہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں سب سے زیادہ معزز میں تھا اور اسلام نے اور بھی میری عزت بڑھا دی زیاد کے سبب سے کچھ کمی مجھ میں نہ تھی جو پوری ہوگئی ہو یا میری ذلت عزت سے بدل گئی ہو یہ بات ہرگز نہیں ہے ہاں اس کو میں نے جس بات کا حقدار پایا وہ سلوک اس کے ساتھ میں نے کیا۔ ابن عامر نے کہا امیر المومنین میں اپنے قول سے رجوع کرتا ہوں زیاد کی جس میں خوشی ہو وہی بات زبان سے نکالوں گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اب ہم بھی جس میں تمہاری خوشی ہو وہی بات کریں گے۔ ابن عامر اٹھ کر زیاد کے پاس گئے اور اسے راضی کرلیا۔ روایت ہے کہ زیاد کوفہ میں جب آیا تو کہنے لگا کہ میں جس واسطے تمہارے پاس آیا ہوں اور جس بات کا تم سے طالب ہوں اس میں تمہاری ہی بہتری ہے سب نے کہا ہم سے جو کچھ تم چاہتے ہو کہو۔ اس نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نسب میں مجھے شریک کر دو۔ لوگوں نے کہا کہ جھوٹی گواہی تو ہم نہیں دے سکتے۔ اب زیاد بصرہ میں آیا وہاں ایک شخص نے اس کے موافق گواہی دے دی۔

امیر حج معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما:

اس سال کا حج معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں نے کیا اسی سال مروان نے مسجد میں مقعود ہ بنایا اور ۴۳ھ میں جو حکام وعمال بلاد وامصار میں تھے جن کا ذکر کر چکے وہی لوگ اس سال بھی اپنے اپنے منصب پر رہے۔

۴۵ھ کے واقعات

حارث بن عبداللہ کی معزولی:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر کو معزول کر کے اسی سال کے شروع میں حارث بن عبداللہ ازدی الثامی کو بصرہ کا عامل مقرر کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو منظور تھا کہ زیاد کو یہ عہدہ دے لیکن فرس محلل کی طرح (گھڑ دوڑ کا وہ گھوڑا جو جیتے تو حصہ لے ہارے تو کچھ نہ دے) حارث کو عامل بصرہ کر دیا تھا۔ حارث نے اپنا رئیس شرط عبداللہ بن عمرو بن غیلان ثقفی کو مقرر کیا تھا چار مہینے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے حارث کو معزول کر کے زیاد کو والی بصرہ مقرر کیا۔

زیاد بن ابی سفیان کا امارت بصرہ پر تقرر:

زیاد پہلے کوفہ میں سلمان بن ربیعہ باہلی کے گھر میں اُترا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ زیاد والی کوفہ ہو کہ آیا ہے انھوں نے وائل حضرمی کو جسے ابو ہنیدہ بھی کہتے تھے اس بات کی خبر لگانے کے لیے زیاد کے پاس بھیجا۔ یہ زیاد کے پاس آیا مگر کچھ حال نہ کھلا۔ شگون و فال میں اسے بہت دخل تھا واپس جانے کے لیے زیاد کے پاس سے نکلا تو کوے کو بولتے سنا پلٹ کر اس نے زیاد سے کہہ دیا کہ یہ کوا تو تم کو یہاں سے روانہ ہونے کے لیے کہہ رہا ہے اسی دن ایک قاصد معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیاد کے پاس یہ حکم لے کر پہنچا کہ بصرہ کی طرف روانہ ہو۔ یہ بھی روایت ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ امارت کوفہ پر تھے کہ انھیں خبر ملی کہ زیاد اس منصب پر آیا چاہتا ہے انھوں نے قطن بن عبداللہ حارثی کو بلا کر کہا کہ تم میرا اتنا کام کرو گے کہ جب تک میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر واپس آؤں کوفہ کی نگرانی کرتے

رہو۔ اس نے کہا مجھ سے یہ نہیں ہو سکے گا۔ اب انہوں نے عینیہ بن نہاس عجلی کو بلوایا اور یہی استدعا اس سے کی اس نے منظور کر لیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کو روانہ ہو گئے اور جا کر ان سے درخواست کی کہ مجھے معزول کر دیجیے اور وہ سب مکان جو مقام قرقیسا جوار بنی قیس میں واقع ہیں مجھے عنایت کیجیے۔ یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان سے شر و فساد کا اندیشہ ہوا قسم کھا کر کہا کہ واللہ تم اپنی خدمت پر واپس چلے جاؤ۔ انھوں نے انکار کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگمانی اور زیادہ ہوگئی اور آخر ان کو واپس آنا ہی پڑا۔ رات گئے کوفہ پہنچے اور دارالامارۃ کا دروازہ کھٹکھٹایا ایک نگہبان جو قصر کے اوپر پہرہ دے رہا تھا کہتا ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے دروازہ کھٹکھٹانے سے ہم سب لوگوں میں تشویش پھیل گئی اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ اوپر سے پتھر نہ آئے۔ اپنا نام بتا دیا پہرے والا کوٹھے سے اُتر کر آیا خیر مقدم کہا اور سلام کیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کسی کا شعر پڑھا:

''اے ام عمرو جب میں دور کے سفر پر آمادہ ہوں تو مجھ سے ڈرتی رہ''۔

اور کہا ابن سمیہ کے پاس ابھی جا اسے شہر سے نکال دے دیکھ پل کے اس پار جا کر اسے صبح ہو۔ غرض یہاں سے لوگ روانہ ہوئے اور صبح ہونے کے پیشتر ہی زیاد کو پل کے پار کر دیا۔

زیاد کی بصرہ میں آمد:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو بصرہ و خراسان و سیستان کا حاکم کر دیا پھر ہند و بحرین و عمان بھی اس کے ماتحت کر دیئے آخر ربیع الآخر یا غرہ جمادی الاولیٰ ۴۵ھ میں زیادہ بصرہ میں داخل ہوا۔ اس وقت فسق و فجور بصرہ میں علانیہ طور پر پھیلا ہوا تھا۔ زیاد نے خطبہ تبراء (جس میں حمد باری تعالیٰ سے ابتداء نہ کی جائے) پڑھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حمد باری تعالیٰ بھی تھی کہا:

خطبہ زیاد:

خدا کے افضال و احسان کا شکر ہے اور ہم اس سے مزید رحمت کے خواست گار ہیں۔ خداوندا جس طرح تو نے نعمتیں ہم کو عطا فرمائی ہیں اسی طرح شکر نعمت کے ادا کرنے کی توفیق بھی ہم کو دے۔

سنو! سخت جہالت اندھا دھند گمراہی اور بدکاری جو دوزخ کو ہمیشہ کے لیے مشتعل کر دیتی ہے۔ یہ وہی امور عظیم ہیں جو تم میں سے نالائق لوگ کر گزرتے ہیں اور عقلا کو بھی لپیٹ لیتے ہیں بوڑھے ان افعال سے پرہیز نہیں کرتے بچے وہی باتیں سیکھتے جاتے ہیں۔ تم نے تو جیسے آیات ربانی کو سنا ہی نہیں خدا کی کتاب کو پڑھا ہی نہیں یہ جانتے ہی نہیں کہ خدا نے اطاعت گزاروں کے لیے کیسا ثواب اور گناہگاروں کے لیے کس قدر عذاب سرمدی مہیا کیا ہے جس سے چھٹکارا ہی نہیں کیا تم بھی ان لوگوں میں ہو جن کی آنکھوں میں حرص دنیا نے خاک جھونک دی۔ جن کے کانوں میں ہوس و خواہش نے ٹھیٹیاں دے دیں جنہوں نے باقی کو چھوڑ کر فانی کو پسند کیا۔ دیکھتے نہیں کہ تم نے اسلام میں وہ بدعت کی جو پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ خرابات کھلے رہنے دیئے کمزور بیچاروں کو دن دہاڑے لٹنے دیا۔ جن کی گنتی کچھ کم نہیں ہے کیا باغیوں کو دن کی لوٹ مار اور رات کی شب گردی سے روکنے والے تم میں نہ تھے۔ قرابت کا تم نے خیال کیا اور دین سے دور رہے۔ کوئی عذر تو نہیں اور معذور بنتے ہو۔ اچکوں کی پردہ پوشی کرتے ہو۔

تم میں سے ہر شخص ایک نالائق کی پچ کرتا ہے جیسے کسی کو نہ عذاب کا ڈر ہو نہ قیامت کا اندیشہ۔ نالائقوں کے نقش قدم پر چلے تو پھر تم کہاں کے لائق رہے۔ تم ان کو اپنی پناہ میں اس طرح لیے رہے کہ انہوں نے اسلام کی ہتک عزت کی اور پھر تمہارے پس پشت

گوشہ رسوائی میں آ کر چھپ رہے جب تک میں ان کی جائے پناہ کو ڈھانہ لوں اور جلا کر خاک نہ کر ڈالوں مجھے کھانا پینا حرام ہے میں دیکھتا ہوں کہ اس امر کا انجام اسی طرح ہو گا جس طرح آغاز ہوا۔ نرمی کی جائے گی مگر ایسی جس میں کمزوری نہ ثابت ہو۔ سختی کی جائے گی مگر ایسی کہ جس میں جبر وتعدی نہ ہو۔ واللہ میں غلام کا مواخذہ آقا سے مسافر کا مقیم سے مستمند کا اقبال مند سے بیمار کا تندرست سے کروں گا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دوست سے ملے گا تو یہ مثل زبان پر ہو گی [1] انج یا سعد فقد هلك سعید۔ یا یہ ہو گا کہ تمہاری برچھیاں میرے لیے سیدھی ہو جائیں گی۔

منبر پر جھوٹ کہنا دائمی رسوائی کا باعث ہوتا ہے۔ تم پر میرا کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو میری نافرمانی کرنا تمہیں جائز ہے۔ تم میں سے کسی پر ڈاکہ پڑے تو اس کے نقصان کا ضامن میں ہوں۔ دیکھو شب گردی کی شکایت میرے پاس نہ آنے پائے جو شب گرد گرفتار ہو کر میرے پاس آئے گا میں قتل ہی کر ڈالوں گا' بس تمہیں اتنی مہلت دیتا ہوں جتنے عرصے میں کوفہ تک خبر لے جائیں اور واپس آ جائیں۔ دیکھو کسی سے دعویٰ جاہلیت میں نہ سننے پاؤں جس کو میں سنوں گا کہ ایسا کلمہ زبان سے نکالا میں اس کی زبان ہی کاٹ ڈالوں گا۔ تم لوگوں نے وہ کرتوت نکالے جو پہلے نہ تھے۔ ہم نے بھی ہر گناہ کے لیے سزا نکال رکھی ہے کوئی کسی کو ڈبو دے گا تو میں بھی اس کو ڈبو دوں گا کوئی آگ لگائے گا تو میں بھی اسے جلا دوں گا۔ کوئی شخص کسی گھر میں سینده دے گا تو میں بھی اس کے قلب میں سوراخ ڈال دوں گا کوئی اگر کسی شخص کے لیے قبر کھودے گا میں اسی کو جیتا اس میں گاڑ دوں گا۔ اپنے ہاتھ کو اپنی زبان کو مجھ پر دراز نہ کرنا میں بھی اپنا ہاتھ اپنی ایذا رسانی تم سے باز رکھوں گا۔

عام رسم ودستور کے خلاف کوئی حرکت کسی سے سرزد ہو گی تو میں اس کی گردن ماروں گا میرے اور کچھ لوگوں کے درمیان عداوت چلی آتی ہے۔ اب میں نے ان باتوں کو کانوں کے پیچھے اور قدموں کے نیچے ڈال دیا۔ تم میں جو نیک لوگ ہیں انھیں چاہیے اپنی نیکی کو زیادہ کریں۔ جو بدلوگ ہیں۔ اپنی بدی سے باز آئیں۔ اگر میں یہ نہ جانوں کہ میری دشمنی کسی شخص کو مارے ڈالتی ہے۔ جب بھی میں اس کا پردہ فاش نہ کروں جب تک کہ روگردانی وروکشی علانیہ میرے ساتھ نہ کرے ہاں اس صورت میں اسے میں دم نہ لینے دوں گا۔ اب تم اپنے کاموں میں از سرنو مصروف ہو جاؤ اور اپنے خیالات کو درست کرو۔ کتنے ہی لوگ میرے آنے سے رنجیدہ ہوئے ہیں جو خوش ہو جائیں گے اور کتنے ہی لوگ میرے آنے سے خوش ہوئے ہیں۔ وہ رنجیدہ ہو جائیں گے۔

ایہا الناس ہم لوگ تمہارے رئیس ہیں تمہاری حمایت کرنے والے ہیں خدا نے جو حکومت ہمیں عطا کی۔ اسی کی رو سے ہم تم پر حکم چلائیں گے خدا نے جو مال غنیمت ہم کو بخشا ہے اس سے ہم تمہاری حمایت کریں گے۔ ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ ہماری مرضی کے موافق ہماری اطاعت کرو اور تمہارا حق ہم پر یہ ہے کہ اپنی اس حرکت میں عدل کریں۔ ہماری خیر خواہی کر کے تم اپنے کو ہماری عدل کا اور مال کا مستحق بناؤ۔ اور جان لو کہ میں اگر کوتاہی بھی کروں تو تین باتوں میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ کوئی حاجت مند آدھی رات کو بھی میرے پاس آئے گا تو میں اس سے روپوش نہ ہو گا۔ کسی کی تنخواہ کو یا وظیفہ کو عین وقت پر ادا ہونے سے نہ روکوں گا۔ تمہارے لیے کسی فوج کو بھی نہ رکھوں گا۔

---

[1] یعنی اے سعد تم بچو سعید تو ہلاک ہو چکا۔

تمہیں چاہیے کہ اپنے ائمہ کی بہبود کے لیے خدا سے دعا کرو۔ یہ سب تمہارے حاکم ہیں تمہیں ادب دینے والے ہیں تمہاری جائے پناہ ہیں جن کا سہارا تم رکھتے ہو اور سنو تم نیک ہو جاؤ گے تو وہ بھی نیک ہو جائیں گے۔ ان کی طرف سے دل میں بغض نہ رکھو اس سے تم غم و غصہ میں ہمیشہ مبتلا رہو گے۔ ایسی حاجت کے طلب گار نہ ہو جو پوری کی جائے تو تم کو ضرر پہنچائے۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہر ایک کی مدد ہر ایک کے مقابلے میں کیا کرے۔ جب دیکھنا کہ میں تم لوگوں میں کوئی حکم جاری کرنا چاہتا ہوں تو اسے آسانی سے جاری ہونے دو۔ اور قسم بخدا تم میں سے بہت لوگ میرے ہاتھ سے مارے جائیں گے ہر شخص کو چاہیے کہ میرے کشتوں میں شامل ہونے سے حذر کرے۔

عبداللہ بن اہتم اور زیاد:

عبداللہ بن اہتم نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر میں اعتراف کرتا ہوں کہ خدا نے آپ کو دانائی اور قوت فیصلہ عنایت فرمائی ہے زیادہ نے کہا تم نے غلط کہا یہ مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ملا تھا۔ احنف نے کہا اے امیر آپ نے جو کچھ کہا خوب کہا لیکن آزمائش کے بعد ستائش اور عطا کے بعد سپاس چاہیے ہم کبھی تعریف نہ کریں گے جب تک امتحان نہ کر لیں۔ زیاد نے کہا یہ بات صحیح ہے۔ پھر ابن اُدیہ آہستہ آہستہ یہ کہتا ہوا اٹھا کہ تم نے جو کچھ بیان کیا خدا نے اس کے خلاف خبر دی ہے فرماتا ہے:

﴿ وَ اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَ فّٰى اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴾

''یعنی صحف موسیٰ وابراہیم میں لکھا ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور انسان جیسا کرے گا ویسا پائے گا''۔

اے زیاد! تم نے جو وعدہ کیا اس سے بہتر خدا نے ہم سے وعدہ کیا۔ زیاد نے جواب دیا کہ تم لوگ جو بات چاہتے ہو ہم خون کے دریا میں پیرے بغیر وہاں تک پہنچ نہیں سکتے۔

شعبی کی زبانی یہ نقل ہے کہ میں نے جس خوش بیان کو تقریر کرتے سنا اس اندیشہ میں کہ کہیں اب بگڑ نہ جائے۔ یہی جی چاہا کہ بس خاموش ہو رہے مگر زیاد ایسا نہ تھا وہ تو جس قدر زیادہ تقریر کرتا اس کا کلام اتنا ہی جید ہوتا جاتا۔

اہل بصرہ پر پابندیاں:

زیاد نے خدمت شرط عبداللہ بن حصن کو دی اور لوگوں کو اتنی مہلت دی کہ کوفہ تک خبر پہنچا کر واپس آ سکیں اور عشاء کی نماز سب کے بعد پڑھا کرتا تھا اور کسی شخص سے کہتا تھا کہ سورۂ بقر یا اتنا ہی بڑا اور سورۂ قرآن شریف سے بہ ترتیل تلاوت کرے اس سے فارغ ہونے کے بعد اتنا توقف اور کرتا تھا کہ چلنے والا مقام خریبہ تک پہنچ جائے اب صاحب شرط کو یہ حکم ہوتا تھا کہ نکلے اور جسے پائے قتل کرے ایک رات کا ذکر ہے کہ کسی اعرابی کو زیاد کے پاس پکڑ لائے۔ اس سے زیاد نے پوچھا کہ جو حکم پکارا گیا تھا تو نے سنا تھا اس نے کہا بخدا میں نے نہیں سنا۔ میں اپنی دودھیل اونٹنی کو لیے ہوئے آ رہا تھا کہ رات ہو گئی اور مجبور ہو کر ایک مقام پر صبح تک ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔ مجھے مطلق علم نہیں ہے کہ امیر نے کیا حکم دیا ہے۔ زیاد نے جواب دیا۔ واللہ! مجھے یہی گمان ہے کہ تو سچ کہتا ہے لیکن تیرے قتل کرنے میں ہی اس امت کی بہتری ہے حکم دیا اور اس کی گردن ماری گئی۔ زیاد پہلا شخص ہے جس نے احکام شاہی کو بہت شدید کر دیا۔ جس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت کو مستحکم کر دیا۔ جس نے لوگوں کو اطاعت گذاری پر مجبور کر دیا جس نے سزا دینے میں سبقت کی

جس نے تلوار کو برہنہ کیا۔ جس نے تہمت پر گرفتار کرلیا۔ جس نے شبہ پر سزا دے دی۔ اس کی شاہی کے زمانہ میں لوگ اس سے بے حد ڈرتے تھے یہاں تک کہ ایک کو ایک سے کچھ کھٹکا نہ رہا تھا۔ کسی شخص کی کوئی چیز گر پڑتی تو کوئی اسے نہ چھوتا جس کا مال تھا۔ وہی جب آتا تو اٹھالیتا۔ عورت اپنے گھر کا دروازہ بند کیے بغیر سورہتی۔ ایسا اس نے انتظام کیا جو کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

مدینہ رزق کی تعمیر:

اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں اس قدر سمائی ہوئی تھی کہ اتنی کسی کی ہیبت آج تک نہ ہوئی تھی۔ تنخواہیں اس نے جاری کیں اور مدینہ رزق تعمیر کیا۔[1] ایک دفعہ زیاد نے عمیر کے گھر سے گھنٹی کی آواز سنی پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا گیا کہ پاسبانی۔ کہا اسے موقوف کر دیں۔ اصطخر سے جو مال انھوں نے حاصل کیا ہے اس میں کچھ جائے گا تو میں اس کا ضامن ہوں۔ اس کے ملازمین شرطہ چار ہزار تھے ان لوگوں پر سرکردہ عبداللہ بن حصن تھا جو صاحب مقبرۂ ابن حصن اور قبیلہ بنی عبید بن ثعلبہ سے تھا اور جہد بن قیس تمیمی صاحب طاق جہد تھا یہ دونوں اہل شرطہ کے سردار تھے ایک دن یہ دونوں حربے ہاتھ میں لیے ہوئے زیاد کی اردلی میں اس کے آگے چل رہے تھے کہ دونوں میں نزاع ہوگئی۔

زیاد نے کہا اور جہد حربہ ہاتھ سے ڈال دے اس نے ڈال دیا۔ جب سے لے کر زیاد کے مرنے تک ابن حصن اس عہدہ پر باقی رہا۔ کہا گیا ہے کہ بدکار اور بداطوار لوگوں کے امور پر زیاد نے جہد کو مقرر کیا وہ ایسے ہی لوگوں کی تلاش میں رہا کرتا تھا۔

بصرہ میں امن وامان:

زیاد سے کسی نے کہا کہ راہیں پرخطر ہیں اس نے جواب دیا کہ بصرہ میں پہنچنے کے سوا مجھے کسی بات کی فکر نہیں ہے بصرہ میں غلبہ حاصل کرلوں اور انتظام کر دوں۔ اگر اہل بصرہ مجھ پر غالب ہو گئے اور شہروں کے لوگ تو زیادہ تر غالب ہو جائیں گے۔ بصرہ کا انتظام جب کر چکا تو اور بھی جہاں تک اس سے ہوسکا مستحکم کر دیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ یہاں سے لے کر خراسان تک ایک ڈوری کسی کی جاتی رہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ کس نے چرالی ہے۔

اس نے مشائخ بصرہ کے پانچ سو نام لکھے جو اس کی صحبت میں تھے اور تین سو یا پانچ سو تک ان کا ذریعہ کفاف معین کر دیا اس پر حارثہ بن بدر نے اس کی شان میں قصیدہ لکھا۔

صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی حکومت میں شرکت:

زیاد نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چند شخصوں کو اپنے ساتھ شریک کیا ان حضرات میں سے عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کو والی خراسان کر دیا۔ انہیں لوگوں میں سمرہ بن جندب وانس بن مالک وعبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہم کا بھی نام ہے عمران رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمت سے استعفیٰ دیا۔ زیاد نے قبول کرلیا۔ اور عبداللہ بن فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ کو پھر ان کے بھائی عاصم بن فاضلہ رضی اللہ عنہ کو پھر رزادہ بن اوفی جرشی رضی اللہ عنہ کو قاضی مقرر کیا اور رزادہ کی بہن لبابہ زیاد کے پاس تھی۔

زیاد پہلا شخص ہے جس کے آگے آگے حربے اور ڈنڈے ہاتھوں میں لیے ہوئے سپاہی دوڑا کرتے تھے۔ اس نے پانچ سو

---

[1] محکمہ تقسیم ارزاق اتنا بڑا تھا کہ ایک شہر معلوم ہوتا تھا۔ مترجم

سپاہی پہرہ پر مقرر کیے تھے کہ وہ مسجد کو چھوڑ کر کہیں جا سکتے نہ تھے۔ شیبان جو صاحب مقبرہ شیبان اور قبیلہ بنی سعد سے ہے ان کا سردار تھا۔

خراسان کی تقسیم:

زیاد نے خراسان کے چار صوبے کر دیئے تھے۔ مرو پر امیز بن احمر یشکری کو۔ ابرشہر پر خلید بن عبداللہ حنفی کو۔ مرورود وفاریاب وطالقان پر قیس الہیثم کو ہرات دباوغیس وفارس وبوشخ پر نافع بن خالد طاحی کو مقرر کیا تھا۔

نافع پر عتاب:

ایک دفعہ نافع پر زیاد نے عتاب کیا قید کر لیا اور ایک لاکھ کوئی کہتا ہے آٹھ لاکھ کا جرمانہ اس کے نام پر لکھا۔ سبب یہ ہوا کہ زیاد کے پاس فادزہر کا بنا ہوا ایک خوانچہ کسی نے بھیجا تھا اس کے چاروں پائے فادزہر کے تھے۔ نافع نے ایک پایہ اس کا نکال کر سونے کا پایہ لگا دیا۔ خوانچہ اپنے غلام کے ہاتھ زیادہ کے پاس روانہ کیا اس کا نام زید تھا۔ یہ نافع کے تمام امور میں بہت دخیل تھا۔ اس نے زیاد سے نافع کی شکایت کی۔ اس سے کہہ دیا کہ نافع نے آپ کے ساتھ خیانت کی ہے خوانچہ کا ایک پایہ نکال کر اس کی جگہ سونے کا پایہ لگا دیا ہے۔

نافع کی رہائی:

چند شخص بزرگان ازد میں سے جن میں سیف بن وہب معولی شریف قوم تھا زیاد کے پاس آئے وہ مسواک کر رہا تھا۔ سیف نے یہ شعر پڑھا:

اُذْکُرْ بِنَا مَوْقِفَ اَفْرَاسِنَا　　بِالْحِنْوِ اِذْ اَنْتَ اِلَیْنَا فَقِیْرُ

ترجمہ: ''یعنی مقام حنو میں گھوڑوں کو روک کر ہمارا ٹھہر جانا ذرا یاد کر۔ جب کہ تجھے اس بات کی ضرورت تھی''۔

صبرہ نے ایک زمانے میں زیاد کو پناہ دی تھی اس شعر میں وہی بات زیاد کو یاد دلائی ہے۔ زیاد نے کہا ہاں یعنی مجھے یاد ہے اور اپنا حکم نامہ منگوا کر مسواک سے جرمانہ کو مٹا دیا۔ اور نافع کو قید سے رہا کیا۔

پھر زیاد نے نافع وخلید وامیر کو معزول کر کے حکم بن عمرو بن مخدوج بن نعیلہ کو حاکم مقرر کیا۔ نعیلہ غفار کا بھائی تھا لیکن یہ لوگ بہت کم تھے اس سبب سے غفاری کہلاتے ہیں۔

امارت خراسان پر حکم بن عمرو کا تقرر:

حکم بن عمرو نے طخارستان میں جہاد کیا غنیمت میں مال خطیر حاصل ہوا۔ اس کے بعد انھوں نے انتقال کیا مرتے وقت انس بن ابی اناس بن زنوم کو اپنا خلیفہ کیا اور زیاد کو لکھ بھیجا کہ میں نے اس شخص کو خدا کے لیے اور مسلمانوں کے لیے تمہارے لیے انتخاب کیا۔ زیاد نے یہ دیکھ کر کہا خداوندا میں اس شخص کو نہ تیرے دین کے لیے نہ مسلمانوں کے لیے نہ اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور خلید کے نام پر ولایت خراسان کا فرمان لکھ بھیجا۔ اس کے بعد ربیع بن زیاد حارثی کو پچاس ہزار کی سپاہ کے ساتھ خراسان روانہ کیا ان میں پچیس ہزار بصرہ کے لوگ تھے ربیع ان کا سردار تھا پچیس ہزار کوفہ کے تھے اور عبداللہ بن ابی عقیل ان کا سردار تھا اور سب کے سب ربیع بن زیاد کے ماتحت تھے۔

امیر حج مروان بن حکم:

مروان بن حکم والی مدینہ نے اس سال امارۃ حج کی اور باقی حکام و عمال اس سال وہی لوگ تمام شہروں میں تھے جن کا ذکر گذر چکا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر اور شریح قاضی تھے زیاد والی بصرہ تھا اور عمال وہی جن کا ذکر گذرا۔ اور اسی سال عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا۔

۴۶ھ کے واقعات

عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ کا انتقال:

اس سال مالک بن عبیداللہ نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ و مالک بن ہبیرہ سکونی کا نام بھی لیا گیا ہے اس سال عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ زمین روم میں حمص کی طرف آئے۔ ابن اُثال نصرانی نے شربت میں زہر ملا کر انھیں دے دیا کہا گیا ہے کہ انھوں نے وہ شربت پی لیا۔ اسی زہر میں ان کا کام تمام ہو گیا۔ سبب اس کا یہ ہوا کہ ملک شام میں عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ کی شان بہت بڑھ گئی تھی۔ لوگ یہاں کے دل سے ان کی طرف مائل تھے۔ ان کے والد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آثار لوگوں کے پاس موجود تھے۔ دوسرے زمین روم میں مسلمانوں کے لیے ان کی جفاکشی ان کا رعب و دبدبہ تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ تک کو ان سے خوف ہو گیا کہ ان کے سبب سے ضرر نہ پہنچے اسی خیال سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن اثال کو حکم دیا کہ ان کے قتل کا کوئی حیلہ نکالے اور اس بات کی ضمانت کر لی کہ اگر اس نے ایسا کیا تو عمر بھر کے لیے خراج اسے معاف ہو جائے گا۔ اور حمص کے خراج کی تحصیل اس کے متعلق کر دی جائے گی۔ ابن اُثال نے اپنے کسی غلام کے ہاتھ عبدالرحمٰن کے پاس زہر ملا ہوا شربت بھیجا۔ وہ پی کر حمص میں مر گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے نصرانی سے جو جو وعدے کیے تھے پورے کر دیئے۔ خراج اسے معاف ہو گیا اور حمص کی تحصیل اس کے متعلق ہو گئی۔

ابن اُثال کا قتل:

عبدالرحمٰن کا بیٹا خالد مدینہ میں جو آیا تو ایک دن عروہ بن زبیر سے ملاقات کی سلام کیا تو عروہ نے کہا تم کون ہو کہا خالد بن عبدالرحمٰن عروہ نے طنز سے کہا کہو ابن اثال کی کیا خبر ہے خالد اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا سیدھا حمص میں پہنچا اور ابن اثال کی کمین میں رہنے لگا۔ دیکھا ایک دن وہ سوار جا رہا ہے۔ خالد نے بڑھ کر روکا اور تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ یہ خبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو کچھ دنوں خالد کو قید کر لیا اور اس سے خوں بہا لینے کا حکم دیا مگر اس کے عوض میں قتل نہیں کیا۔ اب خالد پھر مدینہ آیا اور عروہ سے ملا۔ اور اسے سلام کیا عروہ نے کہا کہو ابن اثال کی کیا خبر ہے۔ خالد نے کہا ابن اثال کی طرف سے تو میں نے تم کو بے فکر کر دیا۔ لیکن تم تو بتاؤ کہ ابن جرموز کی کیا خبر ہے عروہ نے جواب میں سکوت کیا۔

خطیم بن غالب خارجی کا قتل:

اس سال خطیم و سہم بن غالب ہجیمی نے خروج کیا اور تحکیم کرتے رہے۔[1] سبب یہ ہوا کہ زیاد کو جب حکومت حاصل ہوئی تو سہم

---

[1] خوارج کا ایک فرقہ محکمہ ہے۔ لا حُکمَ اِلّا اللہ ان کا شعار تھا۔

بن غالب اور خطیم پر جس کا نام یزید بن مالک باہلی ہے خوف و ہراس کا غلبہ ہوا سہم نے تو یہ کیا کہ اہواز کی طرف چلا گیا' اور بغاوت کی اور تحکیم کرتا رہا پھر واپس آیا اور چھپ کر امان کا طالب ہوا زیاد نے امان اسے نہ دی اس کو ڈھونڈھ نکالا گرفتار کیا قتل کیا۔ اپنے دروازہ پر سولی پر چڑھا دیا۔ خطیم کو زیاد ہی نے بحرین کی طرف نکلوا دیا تھا۔ پھر آنے کی اجازت دی وہ آیا تو اس سے کہا کہ اپنے شہر کے باہر کبھی نہ جانا اور مسلم بن عمرو سے کہا کہ تم اس کے ضامن ہو مسلم نے ضمانت سے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہاں اگر یہ اپنے گھر کے باہر کہیں رات کو رہے گا تو میں آپ کو خبر کر دوں گا اس کے بعد مسلم نے زیاد کو آ کر خبر کر دی کہ خطیم آج رات کو اپنے گھر نہ تھا۔ زیاد نے قتل کا حکم دیا قتل کیا گیا اور باہلہ میں پھینک دیا گیا۔

امیر حج عتبہ بن ابی سفیان:

اس سال عتبہ بن ابی سفیان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ حکام وعمال وہی رہے۔

۴۷ھ کے واقعات

اس سال مالک بن ہبیرہ نے زمین روم میں اور ابوعبدالرحمٰن قینی نے انطاکیہ میں جاڑا بسر کیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ولایت مصر سے معزولی:

اس سال عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہما ولایت مصر سے معزول ہوئی اور معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ کو ولایت مصر حاصل ہوئی واقدی کا بیان ہے انہوں نے مصر سے مغرب کا رخ کیا اور ابن حدیج عثمانی تھے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اور ابن حدیج رضی اللہ عنہ سے جب کہ وہ اسکندریہ سے آ رہے تھے ملاقات ہوگئی۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن حدیج رضی اللہ عنہ تم کو معاویہ رضی اللہ عنہ سے خدمت کا صلہ مل گیا۔ تم نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو اسی لیے تو قتل کیا تھا کہ مصر کی حکومت مل جائے تو مل گئی۔ ابن حدیج رضی اللہ عنہ نے کہا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو بدسلوکی کی تھی محض اس لیے میں نے ان کو قتل کیا۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تم عثمان رضی اللہ عنہ کے خون ہی کے طلب گار ہوتے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا اس میں خود شریک نہ ہو جاتے۔ جب کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا تو سب سے پہلے تمہیں نے اچک کر بیعت کی۔

کوہستان غور و فراوندہ کی جنگ:

بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ اس سال زیاد نے حکم بن عمرو غفاری کو امیر خراسان کر کے روانہ کیا انھوں نے کوہستان غور و فراوندہ میں جنگ کی۔ بزور شمشیر غالب آ کر فتح یاب ہوئے بہت کچھ مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ حکم نے واپس ہو کر مرو میں انتقال کیا اس روایت میں جو اختلاف ہے اسے ہم ان شاء اللہ آگے بیان کریں گے۔

امیر حج عتبہ بن ابی سفیان:

اس سنہ میں امارۃ حج عتبہ بن ابی سفیان یا عنبسہ بن ابی سفیان نے کی۔ عمال و حکام سب وہی رہے جو سال گذشتہ تھے۔

۴۸ھ کے واقعات

عبداللہ بن قیس کا جہاد:

اس سال ابوعبدالرحمٰن قینی نے انطاکیہ میں جاڑا بسر کیا اور عبداللہ بن قیس فزاری نے گرمیوں کا جہاد کیا اور مالک بن ہبیرہ سکونی نے دریا میں جنگ کی اور عقبہ بن عامر جہنی نے اہل مصر کو ساتھ لے کر دریا میں جنگ کی اور اہل مدینہ بھی ساتھ تھے' اہل مدینہ کے رئیس منذر بن زہیر تھے اور ان سب کے رئیس اعلیٰ خالد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اسی سال زیاد نے غالب بن فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ کو والی خراسان مقرر کر کے روانہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہیں۔

امیر حج مروان بن حکم:

مروان بن حکم نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا مروان کو اپنی معزولی کا اندیشہ بھی اس زمانے میں تھا اس لیے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا عتاب ہوا تھا پہلے فدک مروان کو دے ڈالا تھا پھر لے لیا۔ شہروں کے عمال و حکام وہی لوگ تھے جو سال گذشتہ میں تھے۔

۴۹ھ کے واقعات

اس سال مالک بن ہبیرہ نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا۔

فضالہ بن عبید نے جربہ میں جنگ کی' جاڑا بھی وہیں کاٹا فتح حاصل ہوئی اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔

اور عبداللہ بن کوزہ بجلی نے گرمیوں میں چڑھائی کی۔

اور عقبہ بن نافع نے دریا میں جنگ کی اور اہل مصر کے ساتھ جاڑا بسر کیا۔

اور یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم میں جنگ کی یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ابن عباس و ابن عمر و ابن زبیر و ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم اس کے ساتھ تھے۔

مروان بن حکم:

اس سال مروان بن حکم کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ربیع الاوّل میں مدینہ سے معزول کیا اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو ربیع الاوّل یا ربیع الآخر میں مدینہ کا امیر کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان کی حکومت مدینہ میں آٹھ برس دو مہینے رہی۔ مروان کی معزولی کے وقت عبداللہ بن حارث بن نوفل مدینہ کے قاضی تھے۔ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے انھیں معزول کر کے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو قاضی مقرر کیا۔

کوفہ میں طاعون کی وبا:

کہا گیا ہے کہ اسی سال کوفہ میں طاعون آیا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ طاعون کے خوف سے بھاگ گئے تھے جب طاعون دفع ہو گیا

توکسی نے کہا اب تو کوفہ میں چلو وہ چلے آئے اور آتے ہی طاعون میں مبتلا ہو گئے اور مر گئے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی موت ۵۰ھ میں واقع ہوئی۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی امارۃ بھی زیاد کے حوالہ کر دی۔ زیاد پہلا شخص ہے جو کوفہ و بصرہ دونوں کا امیر رہا۔

امیر حج سعید بن عاص رضی اللہ عنہ:

سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اس سال امیر حج تھے اور حکام و عمال وہی تھے جو سال گذشتہ تھے۔ ہاں مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سال وفات میں اختلاف ہونے سے کوفہ کے عامل میں اشتباہ رہا۔

۵۰ھ کے واقعات

اس سال بسر بن ابی ارطاۃ اور سفیان بن عوف ازدی نے زمین روم میں جنگ کی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فضالہ بن عبید انصاری نے دریا میں جنگ کی۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

بقول واقدی و مدائنی مغیرہ رضی اللہ عنہ کی موت اسی سال واقع ہوئی کہتے ہیں کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ دراز قد تھے ایک آنکھ ان کی یرموک میں جاتی رہی تھی ستر برس کے سن میں شعبان ۵۰ھ میں بعض کا قول ہے ۵۱ھ میں وفات پائی۔ زیاد سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں اپنی جگہ چھوڑ کر خود کوفہ میں چلا آیا۔ چھ مہینے کوفہ میں رہا کرتا تھا چھ مہینے بصرہ میں۔

زیاد کا کوفہ میں خطبہ:

جب کوفہ میں آیا تو منبر پر جا کر حمد و ثنائے الٰہی کی پھر کہا کہ میں بصرہ میں تھا جو مجھے یہ خدمت ملی ہے میں نے ارادہ کیا کہ بصرہ کے اہل شرط میں سے دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ یہاں آؤں پھر مجھے خیال آ گیا کہ تم لوگ اہل حق ہو تمہارے حق نے بہت دفعہ باطل کو دفع کیا ہے اس لیے فقط اپنے گھر والوں کو ساتھ لیے ہوئے تمہارے پاس چلا آیا۔ الحمد للہ! کہ لوگوں نے جتنا مجھے پست کیا تھا اس خدا نے اتنا ہی مجھے بلند کر دیا اور لوگوں نے جس بات کو ضائع کر دیا تھا خدا نے اس کی حفاظت کی۔ خطبہ سے فارغ ہو چکا تھا۔ ابھی منبر ہی پر تھا کہ اسے لوگوں نے سنگریزے مارے اور جب تک سنگریزے آنا موقوف نہ ہوئے بیٹھا ہی رہا پھر اپنے خاص لوگوں کو بلا کر حکم دیا۔ انھوں نے مسجد کے سب دروازوں کو روک لیا پھر کہا میں ہر شخص کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے پاس والے آدمی کو پکڑ لے۔ ہرگز ہرگز کوئی یہ نہ کہے کہ میں نہیں جانتا میرے پاس کون بیٹھا تھا اس کے بعد اپنے لیے ایک کرسی مسجد کے دروازہ پر رکھوائی پھر چار چار شخصوں کو بلا کر یہ قسم لی کہ ہم میں سے کسی نے ڈھیلا نہیں مارا۔ جس نے قسم کھالی اسے چھوڑ دیا جس نے قسم نہ کھائی اسے علیحدہ روک رکھا۔ یہ سب تیس آدمی تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نہیں اسی شخص تھے کہ اسی جگہ سب کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے۔

ابن حصن کا قتل:

شعبی کہتے ہیں ہم نے زیاد کو غلط کہتے کبھی نہیں سنا اچھی بات ہو یا بری جو وعدہ کرتا اُسے ضرور پورا ہی کر کے چھوڑتا۔ پہلے جس شخص کو اس نے کوفہ میں قتل کیا وہ ادنیٰ بن حصن تھا اس کی کوئی بات زیاد کو معلوم ہوگئی تو اسے طلب کیا یہ بھاگ گیا۔ زیاد نے لوگوں کا جائزہ لیا ابن حصن بھی سامنے آیا پوچھا یہ کون شخص ہے سب نے کہا ادنیٰ بن حصن طائی۔ زیاد نے یہ مثل کہی اتتك بحائن رجلاہ

لواجل گرفت کو اسی کے دونوں پاؤں لے کر آئے ہیں۔ ادنیٰ نے معذرت کی کچھ شعر پڑھے زیاد نے پوچھا عثمان رضی اللہ عنہ کے باب میں تیری کیا رائے ہے اس نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں ان کی دو بیٹیوں کے شوہر ہیں۔ اس نے پوچھا اچھا معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں تو کیا کہتا ہے اس نے کہا وہ بڑے سخی و بردبار ہیں کہا اچھا میرے باب میں تو کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ میں سنتا ہوں کہ بصرہ میں آپ نے یہ کلمہ کہا تھا کہ واللہ میں بیمار کا مواخذہ تندرست سے اور بدنصیب کا اقبال مند سے کروں گا۔ زیاد نے کہا ہاں! میں نے کہا تھا اس نے کہا "خَبَطْتَهَا عَشْوَاء" آپ اندھی اونٹنی کی طرح بہک گئے۔ اس پر زیاد نے یہ مثل کہی "لَيْسَ النَّفَاخُ بِشَرِّ الزَّمْرَةِ" اس کی شہنائی کچھ زیادہ تو بری نہیں ہے۔ آخر اسے قتل کیا۔

عمرو بن حمق کے خلاف شکایت:

کوفہ میں زیاد جب آیا ہے تو عمارہ بن ابی معیط نے اس سے آکر کہا کہ عمرو بن حمق پاس شیعہ ابوتراب جمع ہوا کرتے ہیں۔ عمرو بن حریث نے یہ سن کر اس سے کہا کہ جس بات کا تجھے یقین نہیں، جس کے انجام کی تجھے خبر نہیں پھر اسے عرض کیوں کر رہا ہے۔ زیاد نے کہا تم دونوں خطا پر ہو۔ تو نے تو علانیہ یہ تذکرہ مجھ سے کیا اور عمرو نے تیرے کلام پر اعتراض کر دیا۔ اب تم دونوں عمرو بن حمق کے پاس جا کر کہو کہ تمہارے پاس یہ کیسا مجمع رہا کرتا ہے۔ کوئی تم سے بات کرنا چاہے یا تم کسی سے بات کرنا چاہو تو مسجد میں کیا کرو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس شخص نے عمرو بن حمق کی نسبت زیاد سے یہ بات کہی اور یہ بھی کہا کہ اس نے دونوں شہروں کو بلاک کر رکھا ہے وہ یزید بن ردیم تھا۔ اسی بات پر عمرو بن حریث نے طعن سے کہا کہ کبھی اس نے اپنے نفع کی ایسی حرص نہ کی تھی جیسی آج کی ہے۔ یہ سن کر زیاد نے یزید بن ردیم سے کہا کہ تو نے اس کا خون ہدر کر دیا تھا لیکن عمرو نے بچا لیا اگر میں جانتا کہ میرے بغض میں اس کا مغز استخواں پگھل رہا ہے اس پر بھی میں اس کو نہ چھیڑتا جب تک کہ وہ مجھ پر خروج نہ کرتا۔

زیاد کو اہل کوفہ نے جب سنگریزے مارے ہیں تو اس نے مقصورہ مسجد میں بیٹھنا اختیار کیا۔ بصرہ میں اس کی جگہ پر سمرہ بن جندب تھے۔

بصریوں کا قتل:

ایک شخص نے انس بن سیرین سے سوال کیا کہ سمرہ نے بھی کیا کسی کو قتل کیا اس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ سمرہ نے جتنے لوگوں کو قتل کیا ہے ان کا کیا شمار بھی ہو سکتا ہے۔ زیاد سمرہ کو اپنا جانشین کر کے کوفہ میں چلا آیا جب واپس گیا ہے تو سمرہ آٹھ ہزار آدمیوں کو قتل کر چکے تھے۔ زیاد نے پوچھا کہ تمہیں اس کا اندیشہ تو نہیں ہے کہ کسی کو بے گناہ قتل کیا ہو۔ جواب دیا اگر اتنے ہی اور میں قتل کرتا جب بھی مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا۔

ابوسوار عدوی کا بیان ہے کہ سمرہ نے میری قوم کے لوگوں میں سے فقط ایک دن صبح کے وقت سینتالیس آدمیوں کو قتل کیا کہ وہ سب کے سب جامع قرآن تھے۔

سمرہ کی سواری:

سمرہ شہر سے باہر جا رہے تھے بنی اسد کے محلّہ تک جب سواری پہنچی تو کسی گلی سے ایک شخص نکل آیا اور ادھر سے اس کی اردلی کے سوار آپڑے ایک سوار نے بڑھ کر اسے برچھی ماری سوار جب نکل گئے اور سمرہ اس مقام تک پہنچا تو اسے خاک وخون میں لوٹتے

دیکھا پوچھنے لگے یہ کیا ماجرا ہے کسی نے کہا آپ کی سواری کے لوگوں نے یہ کیا۔ سمرہ نے کہا تم لوگ جب سنا کرو کہ ہم سوار ہوئے ہیں تو ہماری برچھیوں سے حذر کیا کرو۔

قریب اور زحاف کا خروج:

قریب اور زحاف نے جب خروج کیا ہے تو زیاد کوفہ میں تھا اور سمرہ بصرہ میں۔ یہ لوگ پہلے بنی یشکر میں آئے یہاں ستر آدمی تھے اور یہ واقعہ رمضان کا ہے اس کے بعد سب کے سب بنی ضبیعہ میں آئے یہاں بھی ستر آدمی تھے۔ ایک بوڑھا آدمی حکاک ان کو ملا انھیں دیکھتے ہی اس نے پکار کر کہا آؤ ابوشعثا آؤ۔ یہ لوگ بڈھے کو قتل کر کے ازد کی مسجد میں متفرق ہو گئے اور ایک فرقہ ان میں صحن بنی علی میں چلا آیا اور ایک فرقہ مسجد میں معاون میں گیا۔ سیف بن وہب اپنے رفیقوں کو ساتھ لے کر ان لوگوں سے لڑنے کو نکل آیا اور جو شخص اس کے سامنے آیا اسے قتل کیا۔ بنی علی و بنی راہب کے چند نوجوان قریب و زحاف سے لڑنے کو نکلے اور ان کو تیر مارے۔ قریب نے پوچھا کیا تم لوگوں میں عبداللہ بن اوس طاحی بھی ہے اور یہ اسے تیر مارہا تھا جواب دیا کہ ہاں ہے۔ قریب نے کہا: هَلُمَّ إِلَى الْبَرَازِ مقابلہ میں آئے۔ عبداللہ نے نکل کر اسے قتل کیا اور سر کاٹ لایا زیاد نے کوفہ سے آ کر عبداللہ کو سرزنش کی اور کہا اے گروہ طاحیہ اگر تم نے ان لوگوں سے جنگ نہ کی ہوتی تو میں تم سب کو قید خانہ میں بھیج دیتا۔

قریب بنی ایاد سے تھا اور زحاف بنی طے سے اور دونوں خالہ زاد بھائی تھے اہل نہروان کے بعد جن جن لوگوں نے خروج کیا ہے یہ دونوں ان سب میں اوّل ہیں۔ ابو بلال نے کہا ہے کہ "خدا قریب کو قریب نہ آنے دے" واللہ آسمان پر سے گر پڑنا میرے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ اس کی سی حرکتیں کروں عرضہ ملامت اسے بنانا مقصود تھا۔

فرقہ حروریہ کا قتل عام:

قریب و زحاف کے قتل ہو جانے کے بعد زیاد نے اس فرقہ حروریہ کے قتل و استیصال میں بہت سختی کی اور بصرہ سے کوفہ میں آنے لگا تو سمرہ کو اس باب میں تاکید کر دی۔ سمرہ نے بھی ان لوگوں میں سے ایک خلق کثیر کو قتل کیا۔ ایک دفعہ زیاد نے منبر پر کہا کہ اے اہل بصرہ ان لوگوں کے دفع کرنے کی زحمت تمہیں اپنے سر لو نہیں تو واللہ میں پہلے تمہیں کو قتل کرنا شروع کروں گا۔ قسم بخدا! اگر ایک شخص بھی ان میں کا بچ کر نکل گیا تو اس سال تمہارے عطیات و جرایات میں سے ایک درہم بھی تم کو نہ ملے گا۔ یہ سن کر تمام خلق حروریہ کے قتل پر آمادہ ہو گئی اور وہ سب کے سب مارے گئے۔

منبر رسول اللہ ﷺ کی منتقلی کا ارادہ:

اس سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ منبر رسول اللہ ﷺ کو اٹھا کر شام میں لے جائیں منبر کو ذرا جنبش دی تھی کہ آفتاب میں گہن لگ گیا ایسا کہ دن کو تارے نکل آئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو سب لوگ ایک امر عظیم سمجھے۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ارادہ یہ نہ تھا کہ منبر اٹھایا جائے مجھے اندیشہ یہ ہوا کہ دیمک لگ گئی ہو گی اس لیے میں نے خود دیکھ لیا پھر اسی دن منبر پر پوشش ڈال دی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منبر رسول ﷺ کے متعلق معذرت:

خود معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری رائے یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر اور عصا کو مدینہ میں نہ چھوڑنا چاہیے وہاں کے

وگ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور دشمن ہیں۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کا مدینہ میں ورود ہوا تو عصائے مبارک سعد قرظ کے پاس تھا ان سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے منگوا بھیجا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے میر المومنین خدا کے واسطے ایسا نہ کیجیے یہ بات مناسب نہیں کہ جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود منبر کو رکھ دیا ہے وہاں سے آپ منبر کو اور عصا کو اٹھا کر شام میں لے جائیں پھر مسجد کو بھی یہاں سے لے جایئے آخر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ ترک کیا اور منبر میں چھ زینے اور بڑھا دیئے۔ اس زمانہ میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ زینوں کا ہے اور اس باب میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بہت معذرت کی۔

منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت:

پھر عبدالملک نے اپنے عہد میں منبر کے اٹھالانے کا قصد کیا قبیصہ بن ذویب نے کہا خدا کے واسطے ایسا نہ کیجیے منبر کو اس کی جگہ سے نہ اٹھایئے۔ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے ذرا اسے سرکایا تھا کہ آفتاب میں گہن لگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے منبر پر جو کوئی جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اسی منبر کے پاس اہل مدینہ کے حقوق کا قطعی فیصلہ ہوا کرتا ہے اور آپ سے مدینہ سے لے جانا چاہتے ہیں۔ آخر عبدالملک نے یہ خیال دل سے نکال ڈالا پھر کبھی اس کا ذکر نہ کیا۔

پھر ولید کا زمانہ آیا تو اس نے بھی جس سال حج کیا یہی ارادہ کرلیا اور کہا کہ میں تو اس بات کو کر ہی گزروں گا یہ دیکھ کر سعید بن مسیب نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہلا بھیجا کہ ذرا ولید کو سمجھاؤ کہ خدا سے ڈرے اسے ناراض نہ کرے غرض عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے سے ولید اس کام سے باز آیا پھر اس کا ذکر نہ کیا۔

جس سال سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب باتوں کا ذکر کیا کہ ولید نے ایسا ارادہ کیا تھا اور سعید بن المسیب نے یہ کہلا بھیجا سلیمان نے یہ سن کر کہا کہ امیر المومنین عبدالملک اور ولید کی اس بات کا ذکر کرنا ہی مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ ہم کو اس بات کی ضرورت ہی کیا ہے۔ دنیا کو تو ہم لے چکے وہ تو ہمارے قبضہ میں ہے پھر بھی یہ ارادہ کریں کہ اسلام کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی کو جس کی زیارت کو لوگ آیا کرتے ہیں اٹھا کر اپنے پاس لے جائیں یہ کسی طرح مناسب نہیں۔

شہر قیروان کی تعمیر:

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن نافع فہری کو افریقیہ کی طرف روانہ کیا تھا عقبہ نے اسے فتح کیا اور شہر قیروان کی بنیاد ڈالی اس مقام پر درندے جانوروں اور سانپوں سے بھرا ہوا ایسا جنگل تھا کہ وہاں جانے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی عقبہ نے ان جانوروں کے لیے بددعا کی سب کے سب وہاں سے بھاگ گئے۔ عقبہ نے پکار کر کہا کہ اب ہم لوگ یہاں آئے ہیں تم سب غول کے غول متفرق ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی سوراخوں سے نکل نکل کر سب بھاگے۔ ایک شخص اسی لشکر کا جو عقبہ کے ساتھ وہاں گیا تھا کہتا ہے کہ عقبہ سب سے پہلے شخص ہیں جس نے قیروان کی بنیاد ڈالی لوگوں کو رہنے اور گھر بنانے کے لیے زمینیں دیں اور وہاں کی مسجد انھیں نے بنوائی ان کے معزول ہونے تک ہم سب ان کے ساتھ رہے عقبہ بہترین حکام دادامر میں تھے۔

عقبہ بن نافع کی معزولی:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی سال یعنی ۵۰ھ میں معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ کو مصر سے اور عتبہ بن نافع کو افریقیہ سے معزول کیا اور مسلمہ بن مخلد کو مصر اور تمام ملک مغرب کا فرمانروا کر دیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کے زیر حکم ملک مصر اور تمام مغرب و برقہ وافریقیہ وطرابلس

تھا۔ مسلمہ نے اپنے غلام ابوالمہاجر کو والی افریقیہ مقرر کیا عقبہ کو معزول کر دیا اور ان کے اختیارات کو برطرف کیا۔ اب سے لے کر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک والی مصر و مغرب مسلمہ اور والی افریقیہ ان کی طرف سے ابوالمہاجر رہا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات:

اسی سال ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وفات پائی یہ بھی روایت ہے کہ ۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

زیاد بن ابی سفیان اور فرزدق:

اسی سال زیاد نے فرزوق کے حاضر کرنے کا حکم دیا بنی نہشل وفقیم نے اس کی نالش کی تھی اور یہ بھاگ کر سعید بن عاص رضی اللہ عنہ والی مدینہ کے پاس چلا گیا سعید رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا۔ سبب اس کا خود فرزدق نے بیان کیا ہے کہ میں نے اشہب بن رمیلہ اور بعیث کی ہجو کہی تھی وہ دونوں رسوا ہو گئے اس پر بنی نہشل و بنی فقیم نے زیاد سے میری فریاد کی بعض لوگ کہتے ہیں یزید بن مسعود نہشلی نے بھی فریاد کی پہلے زیاد نہ سمجھا کہ یہ کس کی شکایت کر رہے ہیں لوگوں نے پتہ دیا کہ وہی بدوی لڑکا۔ جس کے روپے اور کپڑے سب لٹ گئے تھے تو زیاد سمجھا۔ فرزدق کہتا ہے میرے باپ غالب نے اپنے اونٹوں اور دنبوں کے ریوڑ کے ساتھ مجھ کو بھیجا تھا کہ غلہ خریدوں اور ان کے اہل وعیال کے لیے کپڑا مول لوں' میں نے بصرہ میں آ کر سب دنبے بیچ ڈالے اس کی قیمت لے کر اپنے ایک کپڑے میں باندھ لی۔ اسے سنبھالے ہوئے تھا کہ ایک شخص جیسے بھوت مجھے ملا اور کہنے لگا۔ تجھے تو اس مال پر بڑا بھروسا ہے میں نے کہا مانع کون ہے۔ وہ بولا اگر تمہاری جگہ ایک شخص ہوتا جسے میں جانتا ہوں اس سے اتنا جبر کبھی نہ ہوسکتا میں نے پوچھا وہ شخص کون ہے اس نے کہا غالب بن صعصعہ میں نے یہ سن کر مقام مربد کے لوگوں کو پکارا اور سب روپے ان کے آگے پھینک دیئے اور کہا کہ لے لو۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا ابن غالب اپنی چادر بھی ڈال دے میں نے چادر بھی ڈال دی۔ دوسرا بولا اپنا قمیص بھی اتار دے میں نے قمیص بھی دے دیا۔ ایک اور شخص پکارا اپنا عمامہ بھی لا۔ میں نے عمامہ بھی اتار دیا۔ اب میرے جسم پر تہبند کے سوا کچھ نہ رہا۔ ان لوگوں نے کہا تہبند بھی ادھر پھینک۔ میں نے کہا تہبند تو میں نہیں دوں گا۔ تہبند دے کر ننگا پھروں دیوانہ میں نہیں ہوں۔ یہ خبر زیاد کو پہنچی اس نے سوار دوڑائے کہ مجھے اس کے پاس لے جائیں۔ اتنے میں بنی ہجیم کا ایک شخص گھوڑے پر سوار میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ تجھ پر دوڑ آ رہی ہے بھاگ اور اس نے اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا۔ اور ایڑ لگا تا رہا یہاں تک نظروں سے چھپ گیا۔ زیاد کے سوار جب پہنچے تو میں آگے جا چکا تھا۔ زیاد نے ذمیل بن صعصعہ اور زحاف بن صعصعہ میرے دونوں چچاؤں کو گرفتار کر لیا اور یہ دونوں دفتر میں تھے دو دو ہزار پاتے تھے اور زیاد کے پاس رہتے تھے اس نے ان کو قید کر لیا۔ یہ سن کر میں نے ان سے کہلا بھیجا کہ آپ کہیں تو میں آپ کے پاس چلا آؤں۔ انہوں نے میرے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ادھر نہ آنا کوئی اور نہیں یہ زیاد ہے ہمارا یہ کیا کرے گا ہم نے تو کوئی خطا نہیں کی ہے۔ کچھ دنوں قید رہے پھر لوگوں نے زیاد سے ان کی سفارش کی کہ دونوں سال خوردہ تابع فرمان طاعت گزار ہیں ایک بدوی لڑکے کی خطا سے وہ گناہ گار نہیں ہو سکتے۔ زیاد نے انھیں رہا کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے باپ نے جس قدر غلہ اور کپڑا منگایا ہو ہمیں بتاؤ۔ میں نے سب سے کہہ دیا اور وہ جا کر سب چیزیں مول لے آئے میں ان چیزوں کو ساتھ لے کر وہاں سے چلا اور غالب کے پاس پہنچا۔ میری ساری کیفیت انھیں معلوم ہو چکی تھی مجھ سے پوچھنے لگے تم نے کیا کیا میں نے سارا حال بیان کر دیا۔ یہ سن کر بولے ''بے شک تیرے احسانات ایسے ہی ہونے چاہئیں اور شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا'' جب سے زیاد کے دل میں

اس کی طرف سے کدورت تھی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حتات:

ایک روایت یہ ہے کہ ابھی فرزوق شعر نہیں کہتا تھا کہ احنف بن قیس اور جاریہ بن قدامہ بن ربیعہ میں سے اور جون بن قتادہ عبشمی اور عتاب بن یزید بنی مجاشع میں سے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس انعام کی امید میں حاضر ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر ایک شخص کو ایک ایک لاکھ عطا کیے اور حتات کو ستر ہزار دیئے یہ لوگ رخصت ہو کر چلے راہ میں ایک نے دوسرے سے پوچھا سب نے اپنے اپنے انعام کی مقدار بیان کردی۔ سب کو معلوم ہوا کہ حتات کو ستر ہی ہزار ملے ہیں۔ یہ وہیں سے پلٹا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پھر پہنچا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابا منازل پلٹ کیوں آئے اس نے جواب دیا کہ آپ نے بنی تمیم میں مجھے ذلیل کیا میں معزز خاندان سے نہیں ہوں؟ کیا میں معمر نہیں ہوں؟ کیا میں اپنے قبیلہ کا رئیس نہیں ہوں؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات نہیں ہے اس نے کہا پھر آپ نے اور سب کو چھوڑ کر میرے ساتھ خست کیوں کی؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں کو روپیہ دے کر ان کا ایمان میں نے مول لے لیا اور تم کو تمہارے ایمان پر رہنے دیا اور تمہارے اعتقاد پر جو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تم کو ہے اور یہ شخص عثمانی تھا۔ حتات نے کہا مجھ سے بھی مول لے لیجیے معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے بھی انعام پورا کر دینے کا حکم دے دیا۔ جب لوگوں نے اس باب میں معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کی تو اس کا باقی انعام موقوف رکھا۔ اس بات پر فرزوق نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی شکایت اور اپنی مفاخرت میں ایک قصیدہ کہا۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حتات کے متعلقین[1] کو وہ تین ہزار دلوا دیئے اس قصیدہ نے بھی زیاد کو فرزدق سے برافروختہ کر دیا۔

فرزدق کے خلاف نالش:

جب نہشل وفقیم نے اس پر نالش کی تو زیاد اور بھی برافروختہ ہوا اور اس کے در پے ہو گیا یہ بھاگ کر عیسیٰ بن خصیلہ بہزی کے پاس رات کو آیا اور کہا اے ابوخصیلہ اس شخص سے میں ہراساں ہوں اور میرے دوستوں نے اور جن جن سے مجھے اُمید تھی سب نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ مجھے چھپا رکھو۔ ابوخصیلہ نے کہا وحبابك تمہارے لیے جگہ کی کمی نہیں ہے۔ فرزدق تین دن یہاں رہا پھر کہنے لگا۔ میرے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ شام چلا جاؤں۔ ابوخصیلہ نے کہا جب تک جی چاہے میرے پاس رہو تمہارے لیے آسائش وکشائش ہے۔ اگر یہاں سے جانا چاہتے ہو تو یہ ناقہ ارجیہ میں تمہیں دیتا ہوں۔ فرزدق ایک دن بعد سوار ہوا۔ عیسیٰ نے اس کے پہنچانے کے لیے کسی کو ساتھ کر دیا یہاں تک کہ وہ آبادی سے باہر نکل گیا۔ جب صبح ہوئی تو تین دن کی راہ طے ہو چکی تھی۔ اس وقت فرزوق نے عیسیٰ کی مدح میں کچھ شعر کہے وہ ایک طولانی قصیدہ ہے زیاد کو خبر ہوئی کہ فرزدق نکل گیا۔

فرزدق کا فرار:

اس نے علی بن زہدم بن فقیم کو اس کی تلاش میں روانہ کیا۔ وہ بنت مرار ایک نصرانیہ کے گھر میں اسے ڈھونڈھنے آیا۔ یہ عورت بنی قیس بن ثعلبہ کی میدان کاظمہ میں خیمہ زن تھی۔ اس نے فرزوق کو ڈیرے کے ایک جانب سے نکال دیا۔ ابن زہدم اسے نہ پا سکا اس پر بھی فرزوق نے دو شعر کہے ''کہ تو بنت مرار کے یہاں مجھے کیا ڈھونڈتا ہے۔ مجھے صحراؤں کے میدانوں میں ڈھونڈھ'' یہ بھی کہا

---

[1] حتات مر چکا تھا۔

گیا ہے کہ اس نصرانیہ کا نام ربیعہ تھا مرار بن سلامہ عجلی کی بیٹی اور ابوالنجم شاعر کی ماں تھی یہاں سے فرزوق روحا میں پہنچا اور بکر بن وائل میں اترا۔ ان لوگوں کی مہمان نوازی پر اس نے بہت سے قصیدے کہے ہیں۔ اب فرزوق نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ جب زیاد بصرہ میں ہوتا تو یہ کوفہ میں چلا آتا وہ کوفہ میں آتا تو یہ بصرہ میں چلا جاتا۔ زیاد کو یہ حال بھی معلوم ہو گیا۔ اس نے عامل کوفہ عبدالرحمٰن بن عبید کو لکھ بھیجا کہ وحشی شاعر ویرانوں میں چرتا پھرتا ہے۔ جہاں انسانوں کو دیکھتا ہے بھڑک کر دوسرے میدانوں میں جا کر چرتا ہے جب تک اسے پکڑ نہ پاؤ اس کی تلاش سے باز نہ آنا فرزوق کہتا ہے اب میری تلاش میں بہت اہتمام ہونے لگا۔ یہ نوبت پہنچی کہ جو شخص مجھے پناہ دیتا تھا وہی اپنے گھر سے نکال دیتا تھا۔ دنیا میں کہیں میرا ٹھکانا نہ رہا۔ میں اپنا سر چادر میں لپیٹے ہوئے راستہ میں تھا کہ وہی شخص میرے پاس سے گزرا جو میری تلاش میں آیا تھا جب رات ہوئی تو میں اپنی ننھیال کے لوگوں میں جو بنی ضبہ سے تھے چلا آیا یہاں شادی تھی اور میں نے کھانا نہ کھایا تھا اس ارادے سے آیا کہ وہاں جا کر کھانا کھالوں گا۔ یہاں میں بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا ایک شخص گھوڑا لیے برچھے کی بھال سامنے کیے دروازے کے اندر آیا۔ یہاں سب لوگوں نے اٹھ کر قنات کی ٹٹی اونچی کر دی۔ میں نکل گیا تو پھر ٹٹی گرا دی۔ پھر وہ اپنی جگہ پر آ گئی اور سب لوگوں نے کہا ہم نے فرزوق کو نہیں دیکھا۔ تھوڑی دیر ڈھونڈھتے رہے سب پھر چلے گئے۔

فرزدق کی روانگی حجاز:

صبح کو میرے پاس آ کر ان لوگوں نے کہا کہ زیاد کے پنجہ سے نکل کر حجاز کی طرف روانہ ہو۔ کہیں وہ تجھے پا نہ جائے۔ رات کو تو پکڑ لیا جاتا تو ہم سب کو تو نے خراب کیا تھا۔ سب نے مل کر دو اونٹوں کی قیمت جمع کر لی اور مقاعس سے میرے لیے گفتگو کی۔ یہ شخص بنی تیم اللہ کا تھا راہبری کرتا تھا اور تاجروں کے ساتھ سفر میں رہتا تھا۔ غرض ہم دونوں بانقیا کی طرف روانہ ہوئے' وہاں مسافروں کے اُترنے کی ایک کوٹھی تھی۔ وہاں تک ہم پہنچ گئے کسی نے پھاٹک نہ کھولا۔ ہم نے دیوار سے متصل اپنا بستر کیا۔ چاندنی کھلی ہوئی تھی میں نے مقاعس سے کہا اگر ہم عتیق میں جا کر صبح کریں۔ اور زیاد کے آدمی وہاں پہنچ جائیں تو کیا ہمیں گرفتار کر سکتے ہیں اس نے کہا ہاں ہماری تاک میں سب لگے ہوئے ہیں۔ عتیق عجم کی ایک خندق کا نام ہے ابھی یہ دونوں وہاں نہ پہنچے تھے۔ فرزوق کہتا ہے میں نے پوچھا عرب کیا کہہ رہے ہیں۔ مقاعس نے کہا یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ایک دن ٹھہر جاؤ پھر اسے پکڑ لو۔ میں نے کہا میں ابھی روانہ ہوں گا اس نے کہا درندوں کا بہت ڈر ہے یہ سن کر میں نے جواب دیا زیاد سے بڑھ کر درندے نہیں ہیں۔ غرض ہم چل کھڑے ہوئے جو مقام یا شخص ملتا تھا ہم اس سے گذرے جاتے تھے ہاں ایک پرچھائیں سی ہمارے ساتھ ساتھ چلی آتی تھی وہ پیچھا نہ چھوڑتی تھی۔ میں نے مقاعس سے کہا ذرا اس پرچھائیں کی طرف دیکھو تو کہ ہر ایک مقام سے ہم گذرتے چلے جاتے ہیں اور یہ رات سے ہمارے ساتھ ساتھ آ رہی ہے اس نے کہا یہ درندہ ہے۔ جانور ہماری بات جیسے سمجھ گیا آگے بڑھ کر بیچ راستہ میں بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر ہم دونوں آدمی اتر پڑے اور اونٹنیوں کے ہاتھوں کو رسی سے کس دیا اور میں نے اپنی کمان ہاتھ میں لے لی۔ مقاعس نے کہا او لومڑی کے بچے تو جانتا ہے کہ ہم زیاد سے بھاگ کر تیری طرف آئے ہیں۔ وہ اپنی دم پھنکارنے لگا ہم دونوں اور دونوں ناقے ہمارے گرد میں چھپ گئے اس وقت میں نے پوچھا کہ میں اب تیر اسے ماروں۔ مقاعس نے کہا اسے چھیڑو نہیں۔ صبح ہو جائے تو وہ چلا جائے گا۔ وہ غراتا اور ڈکارتا رہا اور مقاعس اسے دھمکارتا رہا یہاں تک کہ صبح کا سپیدہ نمایاں ہوا اور شیر وہاں سے چل دیا۔ اس وقت فرزوق نے کچھ شعر

کہے جس میں شیر کی ملاقات اور اپنی ثابت قدمی کا اظہار کیا ہے۔شبث بن ربعی ریاحی نے یہ شعر زیاد کے سامنے پڑھے اسے کچھ ترس آ گیا۔کہنے لگا میرے پاس چلا آتا تو میں اسے امان دیتا انعام دیتا۔

فرزدق کی سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے امان طلبی:

فرزدق کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس پر بھی کچھ شعر کہے۔کہتا ہے چلتے ہم مدینہ پہنچے۔اس زمانے میں سعید بن عاص رضی اللہ عنہ والی مدینہ تھے اس وقت کسی جنازے کی مناسبت میں گئے ہوئے تھے۔میں بھی وہیں پہنچا۔دیکھا وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور میت دفن کی جا رہی ہے میں جا کر سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا ایک شخص کے ہاتھ سے ایک پناہ مانگنے والا حاضر ہے جس نے نہ کوئی خون کیا ہے نہ کسی کا مال لیا ہے۔

فرزدق کے امیر کی مدح میں اشعار:

سعید نے کہا اگر تم نے کسی کا خون نہیں کیا مال نہیں لیا تو میں نے پناہ دی۔پھر پوچھا تم کون ہو میں نے کہا ہمام بن غالب بن صعصعہ میں ہی ہوں۔امیر کی مدح بھی کی ہے اگر اجازت ہو تو سناؤں۔انہوں نے کہا پڑھو۔میں نے پڑھنا شروع کیا:

وَ كُومٍ تُنعِمُ الْاَضيَافَ عَينًا وَ تُصبِحُ فِي مَبَارِكِهَا ثِقَالًا

یعنی امیر کے انعام میں اونٹوں کے وہ گلے ہیں جنہیں دیکھ کر مہمانوں کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں گلے کے گلے صبح ہوتے ہی شتر خانوں میں صلہ ونعمت سے لادے جاتے ہیں۔پڑھتے پڑھتے قصیدہ آخر ہو گیا تو مروان نے کہا ع قعوداً ینظرون الی سعید یعنی لوگ بیٹھے ہوئے سعید کا منہ تک رہے ہیں (یعنی سب بیکار و بے شغل ہیں) یہ سن کر میں نے کہا اے ابوعبدالملک واللہ آپ تو برسرکار ہیں۔[1] کعب بن جعیل نے کہا واللہ یہی خواب میں نے رات کو دیکھا تھا۔سعید نے پوچھا کیا خواب دیکھا تھا۔اس نے کہا میں

---

[1] فرزدق کے دیوان میں اس قصیدہ کے اواخر میں یہ دو شعر ہیں۔

ترى الشتم الحجاجج من قريش اذا ما الامر فى الحدثان عالا

قياماً ينظرون الى سعيد كانهم يرون به ملالا

یعنی بڑی ناک والے لوگ بزرگانِ قریش کے جس وقت حادثات زمانہ سے کسی امر میں دشواری پیدا ہوتی ہے تو وہ سعید کا منہ اس طرح کھڑے ہوئے تکتے ہیں گویا ماہ نو کو اس میں دیکھ رہے ہیں۔یہی کلمہ مروان کو ناگوار گزرا۔صاحب اغانی نے کسی قدر اختلاف کے ساتھ اسی قصہ کو لکھا ہے اس میں اس امر کی تصریح ہے کہ انہیں دونوں بیتوں کو سن کر مروان نے فرزدق سے کہا لم ترض ان نكون تعوداً حتى جعلنا قياما یعنی ہمارا بیٹھنا تجھے گوارا نہ ہوا جو یہ کہا کہ کھڑے ہوئے سعید کا منہ تکتے ہو۔اس پر فرزدق نے کہا کہ اے ابا عبدالملک تم تو ان سب میں صافن ہو یعنی وہ گھوڑا جو ایک پاؤں اٹھائے ہوئے کھڑا رہتا ہے کہ ذرا اشارہ پائے تو چل کھڑا ہو۔اسی صحبت میں کعب بن جعیل بھی تھا اسے بھی فرزدق کے یہ دونوں شعر سن کر رنج ہوا' آغانی کی روایت میں پہلا شعر اس طرح ہے۔

ترى الغنى الحجاجج من قريش اذا ما الخطب فى الحدثان غالا

یعنی روشن پیشانی والے بزرگان قریش جب حوادث زمانہ سے کوئی مصیبت یکا یک آ پڑے تو سعید کا منہ تکتے ہیں۔ (مترجم)

نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ کی ایک گلی میں سے میں جا رہا ہوں دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بابنی میں سے ایک افعی مجھ پر چوٹ کیا چاہتا ہے میں اس سے بچ کر نکل آیا۔ اس کے بعد حطیہ اٹھ کھڑا ہوا اور دو شخصوں کا سر کاٹ کران کے بیچ میں سے ہوتا ہوا میرے پاس آ کر کہنے لگا جو چاہو کہو زیبا ہے قدما کے رتبہ کو تو پہنچ گیا۔ اور متاخرین تیرے رتبہ کو نہیں پا سکتے۔ اور سعید سے کہا واللہ شعرا سے کہتے ہیں آج اس پر کوئی حرف نہیں رکھ سکتا۔ غرض کبھی ہم مدینہ میں رہتے تھے کبھی مکہ میں۔ فرزدق نے اس باب میں کچھ اشعار کہے جن کا مضمون یہ ہے کہ:

''کوئی زیاد کو میرا یہ پیام دے کہ میں سعید کی پناہ میں آ گیا اور سعید جس کا حامی ہو اس کی طرف مجال نہیں کوئی آنکھ اٹھا کے دیکھ سکے۔ اب تیرا جی چاہے نصاریٰ سے اپنا نسب ملا چاہے یہودیوں میں داخل ہو جا''۔

اس کے علاوہ اور بھی طولانی نظمیں اس مضمون میں اس نے کہیں۔ فرزدق زیاد کے مرنے تک مکہ و مدینہ ہی میں رہا۔

اسی سال حکم بن عمرو غفاری نے کوہستان اشل کی جنگ سے واپس ہو کر مرو میں پہنچ کر وفات پائی۔

کوہستان اشل کی مہم:

زیاد نے حکم کو خراسان میں یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ کوہستان اشل میں رہنے والوں کے ہتھیار نمدے ہیں اور ظروف ان کے سونے کے ہیں۔ حکم نے اس قوم پر لشکر کشی کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ یہ سب لوگ بیچ میں آ گئے۔ انھوں نے تمام راستے اور درۂ کوہ بند کر دیئے۔ حکم کو لشکر سمیت گھیر لیا۔ آخر حکم عاجز آ گئے کہ کیا کریں۔ اب انہوں نے یہ کام مہلب کے حوالہ کیا۔ مہلب نے کسی حیلہ سے دشمن کے ایک رئیس کو گرفتار کر لیا۔ اس سے کہا یا تو اپنا قتل ہونا گوارا کر و یا اس محاصرہ سے ہمارے نکل جانے کی کوئی تدبیر بتاؤ۔ اس نے کہا ان راستوں میں سے کسی راہ میں آگ روشن کر دو اور حکم دو کہ ساز و سامان اس طرف روانہ ہو۔ لوگ جب دیکھیں گے کہ تم اس راستہ سے نکل چلے تو سب کے سب اسی طرف جمع ہو جائیں گے دوسری راہوں کو چھوڑ دیں گے جب یہ دیکھنا تو بڑی پھرتی سے دوسرے رستہ کی طرف مڑ جانا جب تک وہ پہنچیں تم نکل جاؤ گے۔ سب نے اسی پر عمل کیا اور اسی حیلہ سے نجات پائی اور بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ حکم جب اس جنگ سے واپس آنے لگے تو ساقہ لشکر مہلب کے حوالہ کیا۔ پہاڑ کی تنگ گھاٹیوں میں سے یہ لوگ گزر رہے تھے کہ ترکوں نے راستہ روکا۔ انہیں گھاٹیوں میں سب تھے کہ ایک شخص کو سنا کہ دیوار کے ادھر دو شعر گا رہا ہے جس کے مضمون سے وطن میں جانے کی آرزو اور اہل وطن سے ملنے کا اشتیاق ٹپک رہا ہے لوگ اسے حکم کے پاس لے گئے حکم نے حال پوچھا تو اس نے بیان کیا۔ میں اپنا سارا اثاثہ اپنے ابن عم کے ہاتھ بیچ کر نکل کھڑا ہوا۔ کبھی بلند کبھی پست زمین پر سے گزرتا ہوا اس ملک میں آ پڑا ہوں۔ حکم نے اس شخص کو زیاد کے پاس عراق میں بھیج دیا۔

باب ۴

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ

۵۱ھ کے واقعات

اس سال فضالہ بن عبید نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا اور بسر بن ابی ارطاۃ نے صائفہ کی جنگ کی اور حجر بن عدی رضی اللہ عنہ مع اصحاب قتل کیے گئے۔

امیر معاویہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما:

معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ۴۱ھ میں جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو والی کوفہ مقرر کیا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا۔ عاقل کو بار بار متنبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر علمس کا ایک شعر اسی مضمون کا پڑھ کر کہا کہ مرد عاقل بات کو بے کہے ہوئے سمجھ لیتا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ بہت سی باتیں تم کو سمجھاؤں مگر اس ذکر کو چھوڑے دیتا ہوں کہ تمہاری بصیرت و دانائی پر مجھے یہ بھروسا ہے کہ تم خوب جانتے ہو کن باتوں میں میری خوشنودی میری حکومت کی ترقی میری رعیت کی بہتری ہے۔ ہاں ایک امر کا ذکر کیے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہ دینے میں ان کی مذمت نہ کرنے میں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے طلب مغفرت و رحمت کرنے میں پھر اصحاب علی رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی میں ان کو اپنے سے دور رکھنے میں ان کی بات نہ سننے میں اس کے برخلاف شیعہ عثمان رضی اللہ عنہ کی ستائش گری میں ان کے ساتھ مل کر رہنے میں ان کی بات مان لینے میں تم کو تامل نہ کرنا چاہیے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے پہلے اور لوگوں کو آزما چکا ہوں وہ بھی مجھے آزما کر دیکھ چکے ہیں اور حاکم رہ چکا ہوں۔ کسی کو نکال دینے میں اکھاڑ دینے میں گرا دینے میں مجھ پر کبھی الزام نہیں آیا۔ اب تم بھی آزما لینا یا تو مجھ سے خوش ہو گے یا ناراض ہو جاؤ گے پھر کہا کہ ان شاء اللہ خوش ہو گے۔ شیعی کہتے ہیں مغیرہ رضی اللہ عنہ کے بعد ایسا کوئی حاکم ہمارا نہیں ہوا اگرچہ ان حکام میں بھی جو پیشتر گزرے ہیں۔ یہ نیک شخص تھے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سات برس چند مہینے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ میں حکومت کی ہے اور بڑے نیک سیرت امن و عافیت کے دل سے خواہش مند رہتے تھے مگر علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنا ان کی مذمت کرنا' قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ پر لعنت ان کی عیب جوئی کرنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت و مغفرت اور ان کے اصحاب کے لیے بے لوث ہونے کو ثابت کرنا انہوں نے کبھی ترک نہیں کیا۔

حکم بن عمرو غفاری کی فاوت:

حکم اپنی راہ سے الگ ہو کر ہرات کی طرف چلے آئے تھے۔ پھر یہاں سے مرد کی طرف پلٹ گئے زیاد کو مال غنیمت کی خبر پہنچی تو حکم کو لکھا۔ امیر المومنین نے مجھ کو لکھا بھیجا ہے کہ سونا چاندی اور تمام نادر چیزیں ان کے لیے نکال لی جائیں جب تک یہ چیزیں نکالی نہ جائیں ہرگز ہرگز مال غنیمت میں کچھ تصرف نہ کرنا۔ حکم نے اس کے جواب میں لکھا۔ تیرا خط پہنچا تو بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین نے تجھے لکھ بھیجا ہے کہ سونا چاندی اور تمام نادر چیزیں ان کے لیے نکال لی جائیں اور ہرگز ہرگز مال غنیمت میں تصرف نہ کرنا۔ خدائے

عزوجل کا حکم امیر المومنین کے حکم سے پیشتر آ چکا ہے اور واللہ مرد خدا ترس کے لیے زمین و آسمان کی راہیں بند بھی ہو جائیں جب بھی حق سبحانہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راستہ نکال ہی دے گا۔ اور لوگوں سے کہا چلو اپنی اپنی غنیمت لے لو۔ سب لوگ آئے۔ حکم نے خمس الگ کر کے تمام مال غنیمت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اس پر زیاد نے ان کو لکھا اگر میں زندہ رہا تو تیرے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ حکم نے دعا کی پروردگار! تیرے پاس آنے میں میرے لیے بہتری ہو تو مجھے بلا لے اس کے بعد ہی ان کا انتقال ہوا۔ مرتے وقت انس بن ابی اناس کو اپنا جانشین کر گئے۔

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ:

یہی بات سن کر حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کہنے لگتے تھے وہ تو نہیں بلکہ تم لوگوں کا خدا برا کرے اور لعنت کرے۔ پھر کھڑے ہو جاتے تھے اور کہتے تھے خدا عزوجل فرماتا ہے۔ کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ (جس کا یہ ترجمہ ہے) ''خدا کی راہ میں گواہی دے کر عدل و انصاف کو قائم کرو''۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جن لوگوں کی تم مذمت کرتے ہو جن کو تم عیب لگاتے ہو وہی فضل و بزرگی کے سزاوار ہیں اور جن کا بے لوث ہونا تم ثابت کرتے ہو۔ جن کی ستائش گری کر رہے ہو یہی مذمت کے قابل ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہتے تھے اے حجر میں تمہارا حاکم ہوں بس اس سبب سے تیر تمہارا چل گیا۔ اے حجر والے ہو تم پر بادشاہ سے اور اس کے قہر و غضب سے خوف کرتے رہو۔ ایک دفعہ کا غضب شاہی تم ایسے کتنوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ اتنا کہہ کر درگذر کرتے تھے چشم پوشی کر جاتے تھے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے خطبہ کی مخالفت:

یہی ہوتا رہا یہاں تک کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی امارت کے اخیر زمانہ میں خطبہ پڑھا۔ علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے باب میں جو بات ہمیشہ وہ کہا کرتے اسی کو اس طور پر کہنے لگے خداوندا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر رحم کر ان سے درگزر کر عمل نیک کی انھیں جزا دے۔ انھوں نے تیری کتاب پر عمل کیا تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کیا۔ انہیں نے ہم لوگوں میں اتفاق قائم رکھا۔ ہم میں خونریزی نہ ہونے دی اور ناحق وہ قتل کیے گئے۔ خداوندا ان کے انصار پر ان کے دوستوں اور محبوں اور ان کے خون کا قصاص لینے والوں پر رحم فرما۔ اور ان کے قاتلوں پر بددعا کی۔ یہ سن کر حجر بن عدی اٹھ کھڑے ہوئے مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر اس طرح ایک نعرہ بلند کیا کہ مسجد میں جتنے لوگ بیٹھے تھے اور جو باہر تھے سب نے سنا۔ کہا کس شخص کے دھوکے میں تم آئے ہوئے ہو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے بڑھاپے کے سبب سے عقل جاتی رہی ہے اے شخص ہماری تنخواہوں اور عطیوں کے جاری جانے کا اب حکم دے دو۔ تم نے ہمارے رزق کو بند کر رکھا ہے اس کا تمہیں کیا اختیار ہے۔ تم سے پیشتر جو حکام گذرے انھوں نے کبھی اس بات کی طمع نہیں کی۔ اس کے علاوہ تم نے امیر المومنین کی مذمت اور مجرمین کی ستائش کا شیوہ اختیار کیا ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی نرم پالیسی:

یہ سن کر مسجد میں کوئی دو ثلث سے زیادہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا قسم بخدا حجر نے سچ کہا اور نیکی کی۔ ہماری تنخواہوں اور عطیات کے جاری کر دینے کا حکم دو۔ تمہارے اس قول سے تو ہم کو کوئی نفع نہیں حاصل ہوتا۔ اس میں تو ذرا بھی ہمارا فائدہ نہیں۔ اسی طرح کی بہت سی باتیں سب لوگ کہتے رہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ منبر سے اُتر کر اندر چلے گئے اور ان کی قوم کے لوگوں نے ان کے پاس آنے

کی اجازت مانگی۔ اذن مل گیا۔ سب کہنے لگے اس کا کیا سبب ہے کہ اس شخص کی ایسی ایسی باتیں آپ سنتے ہیں اور اس کی جرأت وہ آپ پر حکومت کرتا ہے۔ اس میں دو طرح کے نقصان ہیں ایک تو آپ کی توہین ہوئی ہے دوسرے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ہو گی تو اس شخص کی وجہ سے آپ سے آزردہ ہو جائیں گے۔ ان سب لوگوں میں زیاد حجر کے باب میں قیل وقال عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی نے کی۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ میں تو ان کو قتل کر چکا میرے بعد جو شخص والی کوفہ ہو کر آنے والا ہے اس کو بھی یہ میرے ہی مثل کا سمجھیں گے اور جس طرح میرے ساتھ پیش آئے ہوئے تم انہیں دیکھتے ہو اسی طرح وہ اس کے ساتھ بھی پیش آئیں گے وہ پہلے ہی دہلہ میں ان کو گرفتار کر لے گا اور بہت بری طرح قتل کرے گا۔ میری موت قریب ہے میری حکومت میں ضعف آ گیا۔ میں نہیں چاہتا کہ اس شہر کے نیک لوگوں سے میں قتل کی ابتداء کروں اور ان کا خون بہاؤں کہ وہ تو سعادت اخروی حاصل کریں اور میں شقاوت میں مبتلا ہو جاؤں معاویہ رضی اللہ عنہ کو تو دنیا میں عزت ملے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو قیامت میں ذلت میں اچھے کا عذر سنوں گا اور برے کو معاف کر دوں گا۔ عاقل کی ستائش کروں گا۔ جاہل کی فہمائش کروں گا یہ اس وقت تک ہے جب تک کہ مجھ میں اور ان میں موت جدائی ڈال دے۔ میرے بعد کے حکام سے جب ان کو سابقہ پڑے گا تو مجھے یاد کریں گے۔ شیوخ عرب میں سے ایک شیخ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا ذکر کر کے کہا کرتا تھا کہ واللہ! ہم نے سب کو دیکھ لیا۔ اس شخص کو سب سے بہتر پایا۔ بے گناہ کی ستائش گناہگار کی آمرزش عذر کی پذیرائی میں سب سے بڑھ کر تھا۔ ۴۱ھ میں مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی فرمانروائی کی اور ۵۱ھ میں وفات پائی۔ اب کوفہ وبصرہ دونوں زیاد کے زیر فرمان ہو گئے۔

زیاد اور حجر بن عدی رضی اللہ عنہ:

زیاد کوفہ میں آیا قصر میں داخل ہوا پھر منبر پر گیا۔ حمد وثنائے الٰہی بجا لا کر کہا۔ زمانہ ہمارا تجربہ کر چکا ہے اور ہم زمانہ کا۔ ہم فرمانروائی بھی کر چکے ہیں اور فرماں بری بھی۔ ہم سمجھ چکے ہیں کہ اس حکومت کے آخر میں بھی وہی مناسب ہے جو اول میں تھی۔ آسانی سے اطاعت وہ بھی ایسی کہ باطن کو ظاہر سے غائب کو حاضر سے دل کو زبان سے یگانگی رہے اور ہم جان چکے ہیں کہ رعایا کی اصلاح اس کے سوا ہو نہیں سکتی نرمی بغیر کمزوری کے سختی بغیر زیادتی کے۔ میں واللہ جو حکم تم لوگوں میں جاری کروں گا اسے قابو کے ساتھ پورا کر کے چھوڑوں گا۔ حاکم اور منبر پر بیٹھ کر غلط گوئی کرے۔ اس سے بڑھ کر خدا وخلق خدا کے سامنے کوئی غلطی نہ ہو گی۔ اس کے بعد زیاد نے عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی ستائش اور ان کے قاتلوں پر نفریں کی۔ حجر یہ سن کر اٹھے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ سے جس طرح پیش آئے تھے اب بھی وہی بات انہوں نے کی۔ زیاد عمرو بن حریث کو والی کوفہ کر کے بصرہ چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے یہ خبر سنی کہ حجر کے پاس شیعہ علی رضی اللہ عنہ کا مجمع رہتا ہے۔ یہ لوگ علانیہ معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور ان لوگوں نے عمرو بن حریث کو سنگریزے مارے۔ یہ سنتے ہی پھر کوفہ چلا آیا دارالامارۃ میں داخل ہوا پھر باہر آیا اور منبر پر گیا۔ سندس کی قبا پہنے اور خز کی سبز چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ بالوں کو درست کیے ہوئے تھا۔ حجر اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آج ان کے ساتھ مجمع بھی بہت زیادہ تھا۔ زیاد نے حمد وثنا کے بعد کہا۔ تعدی وگمراہی کا انعام برا ہے۔ ان لوگوں کی حمایت کی گئی تو اترا گئے اور میری طرف سے مطمئن جو

ہوئے تو گستاخ ہو گئے۔ قسم بخدا! اگر تم لوگ نہ سیدھے ہوئے تو جو تمہاری دوا ہے اسی سے تمہارا علاج کروں گا۔ اگر حجر کو سرزمین کوفہ سے ناپید نہ کر دوں اور اسے میں دوسروں کے لیے عبرت نہ بنا دوں گا تو مجھے ہیچ سمجھنا۔ وائے ہو تجھ پر اے حجر طعمہ گرگ اب تو ہونے والا ہے۔

حجر بن عدی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

ایک اور روایت ہے کہ جمعہ کے دن زیاد نے خطبہ میں بہت طول دیا اور نماز میں تاخیر ہوگئی۔ حجر بن عدی نے پکار کر کہا الصلوٰۃ اس پر بھی اس نے خطبہ کو جاری رکھا انہوں نے پھر کہا الصلاۃ۔ اور اس نے خطبہ کو جاری رکھا۔ جب حجر نے دیکھا نماز جاتی ہے تو ہاتھ مار کر مٹھی میں کنکر اٹھائے اور نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ سب لوگ اٹھے یہ رنگ دیکھ کر زیاد اتر آیا اور سب کو نماز پڑھائی۔ فارغ ہونے کے بعد اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی شکایت میں ایک خط لکھا اور بہت سی باتیں لکھ بھیجیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا اسے زنجیروں میں جکڑ کر میرے پاس روانہ کرو۔ یہ خط جب آیا تو ان کی ساری برادری حمایت پر آمادہ ہوگئی۔ مگر حجر نے ان سب کو منع کیا اور کہا سمع وطاعہ غرض حجر کو پابزنجیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔ یہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے گئے تو کہا السلام علیکم یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں امیر المومنین۔ واللہ نہ تجھ سے درگزر کروں گا نہ درگزر ہونے دوں گا۔ لے جاؤ اسے یہاں سے اور اس کی گردن مارو۔ جب انہیں باہر لے آئے تو جو لوگ اس کام پر مقرر تھے ان سے درخواست کی کہ دو رکعت نماز مجھے پڑھ لینے دو۔ انہوں نے کہا پڑھ لو۔ حجر نے دو رکعتیں جلدی سے پڑھ لیں اور یہ کہا کہ تم لوگوں کے بدگمان ہونے کا اندیشہ مجھے نہ ہوتا تو جی چاہتا تھا کہ ذرا اور اس نماز میں طول دیتا۔ مگر جو نمازیں کہ آج تک میں نے پڑھی ہیں اگر وہی میرے کام نہ آئیں گی تو ان دو رکعتوں سے کیا ہوگا۔ پھر ان کے اقربا میں سے جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے کہا ''نہ میری زنجیر اتارنا نہ خون کو دھونا میں اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ سے پل صراط پر ملاقات کروں گا'' پھر انہیں آگے بڑھا کر گردن ماری۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے غالباً مکہ میں ملاقات ہوئی تو پوچھا ''معاویہ رضی اللہ عنہ تمہارا حلم حجر کے معاملے میں کدھر چلا گیا تھا'' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''ام المومنین کوئی عقل دینے والا اس وقت میرے پاس نہ تھا'' اور جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہونے لگی اور غرغرہ بولنے لگا تو کہہ رہے تھے ''اے حجر تمہارے سبب سے میرا دن پہاڑ ہے''[1]

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے متعلق دوسری روایت:

ایک روایت یہ ہے کہ زیاد نے اہل شرط کو حکم دیا کہ تم میں سے کوئی جا کر حجر کو بلا لائے۔ حسین کہتا ہے کہ شداد بن ہیثم امیر شرط نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم جا کر انہیں بلا لاؤ میں نے جا کر ان سے کہا کہ امیر کے پاس حاضر ہو۔ ان کے اصحاب نے کہا کہ امیر کے پاس وہ نہ جائیں گے اور نہ ہمیں اس کا پاس خاطر ہے یہ سن کر میں نے واپس آ کر حال بیان کر دیا۔ زیاد نے صاحب شرط کو حکم دیا کہ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دے اس نے چند سپاہی میرے ساتھ کر دیئے ہم سب نے ان سے جا کر کہا کہ امیر کے پاس حاضر ہو۔ ان لوگوں نے اس پر ہمیں برا بھلا کہا گالیاں دیں۔ ہم نے زیاد سے آ کر حال بیان کر دیا۔ یہ سن کر زیاد تمام شرفائے کوفہ پر خفا ہونے لگا کہ اے

---

[1] یومی منک یا حجر یوم طویل۔

اہل کوفہ یہ کیا ایک ہاتھ سے چھری مارتے ہو دوسرے سے پٹی باندھتے ہو۔ جسم تمہارے میرے ساتھ دل تمہارے حجر کے ساتھ یہ بکواسی احمق دیوانہ تم خود تو میرے ساتھ ہو اور تمہارے بھائی بیٹے برداری والے حجر کے ساتھ ہیں۔ قسم بخدا اس بات سے تمہاری مفسدہ پردازی دریا کاری ثابت ہوتی ہے اب تم لوگ اپنے بےلوث ہونے کا ثبوت دو ورنہ میں کچھ لوگوں کو بلا کر ساری بے رخی و کجی تمہاری نکالے دیتا ہوں۔

حجر بن عدی سے اہل کوفہ کی علیحدگی:

یہ سنتے ہی سب زیاد کی طرف یہ کہتے ہوئے لپکے۔ معاذ اللہ یہ ہوسکتا ہے کہ امیر المومنین کی طاعت اور آپ کی اور جس بات میں آپ کی مرضی ہو اس کے سوا اس معاملے میں ہماری رائے کچھ اور ہو۔ جس بات میں آپ کے ساتھ ہماری اطاعت اور حجر کے ساتھ ہماری مخالفت کا ثبوت ہو جائے آپ ہمیں اسی بات کا حکم دے کر دیکھئے۔ زیاد نے کہا تم سب اٹھ کھڑے ہو یہ لوگ جو حجر کو گھیرے ہوئے ہیں ان کے پاس جاؤ تم میں ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے بھائی بیٹے کو قرابتدار کو اپنی برداری کے لوگوں میں سے جو تمہارا کہنا مانے اس کو یہاں تک کہ جس جس کو تم حجر سے علیحدہ کر سکتے ہو علیحدہ کر لو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اکثر لوگ جو حجر کے ساتھ والے تھے۔ ان کو حجر سے علیحدہ کر دیا۔ زیادہ نے جب دیکھا کہ حجر کے ساتھ والے زیادہ تر ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گئے تو صاحب شرط سے کہا اب حجر کے پاس جا اگر وہ چلا آئے تو میرے پاس لے آ۔ نہیں تو اپنے سپاہیوں کو حکم دینا کہ بازار میں سے ستونوں کو اکھاڑیں اور انہیں ستونوں سے ان لوگوں پر حملہ کر کے حجر کو میرے پاس لے آئیں اور جورو کے اسے ماریں۔ غرض صاحب شرط حجر کے پاس آیا اور کہا کہ امیر کے پاس حاضر ہو۔ ان کے اصحاب نے کہا ایسا نہ ہوگا۔ ہم اس کا لحاظ نہیں کرتے ہم اس کے پاس نہیں آتے۔

اصحاب حجر پر حملہ:

اس نے اپنے ساتھ والوں سے کہہ دیا کہ بازار کے ستونوں پر حملہ کر دو یہ لوگ دوڑے اور ستون چھین لائیے۔ اس وقت ابو عمرطہ نے حجر سے کہا کہ تمہارے لوگوں میں سے کسی کے پاس سوا میرے تلوار نہیں ہے۔ ایک تلوار سے تو کام نہیں نکل سکتا۔ حجر نے کہا پھر کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اب یہاں سے نکلو۔ اپنے لوگوں میں چلے آ وہ ضرور تمہیں بچالیں گے۔ زیاد اس وقت منبر پر تھا منبر ہی پر سے کھڑا ہو کر دیکھنے لگا۔ اس کے لوگ لٹھ لیے ہوئے حجر کے اصحاب پر پل پڑے بکر بن عبید نے عمرو ابن حمق کے سر پر لٹھ مارا اور وہ گر پڑے ابوسفیان بن عویمر اور مجلان بن ربیعہ ان کو اٹھا کر عبید اللہ بن مالک کے گھر میں لے گئے۔ یہ تینوں شخص ازدی تھے عمرو اپنے نکلنے کے وقت تک اسی گھر میں پوشیدہ رہے۔

عبداللہ بن عوف کا انتقام:

عبداللہ بن عوف کہتا ہے کہ قتل معصب کے ایک سال پیشتر جب ہم لوگ غزوہ یا حمیرا سے واپس ہوئے ہیں تو میں نے بکر بن عبید کو دیکھا کہ راہ میں میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے جب سے اس نے عمرو کو لٹھ مارا تھا قسم بخدا اس دن سے میں نے کبھی اسے دیکھا ہی نہ تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ کہیں دیکھوں گا تو اسے پہچانوں گا بھی نہیں۔ اب اسے دیکھتے ہی مجھے گمان ہوا کہ یہ وہی شخص ہے۔ کوفہ کی عمارتیں اس وقت سامنے سے دکھائی دے رہی تھیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کہ عمرو کو تو ہی نے لٹھ مارا تھا کراہت معلوم ہوئی کہ وہ مجھے

جھٹلائے گا۔ میں نے اس طرح تقریر کی کہ جس دن سے تو نے عمر کے سر پر مسجد میں لٹھ مارا جب سے آج تک میں نے تجھے دیکھا ہی نہ تھا۔ آج تجھے دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا۔ کہنے لگا۔ خدا ان آنکھوں کو روشن رکھے تیری نظر کس قدر صحیح ہے وہ تو ایک شیطانی حرکت تھی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ عمر وصلحا میں سے ہیں۔ اپنی اس ضرب پر مجھے بہت ندامت ہے اور خدا سے استغفار کرتا ہوں۔ میں نے کہا جس طرح تو نے عمرو بن حمق کو مارا تھا اسی طرح کی ضرب جب تک تیرے سر پر نہ لگالوں تجھے واللہ میں چھوڑتا نہیں۔ اس میں میں مر جاؤں گا یا تو مر جائے۔ یہ سن کر وہ خدا کا واسطہ مجھے دینے لگا خدکو یاد دلانے لگا۔ میں نے ایک نہ مانی اور اصفہان کی بندی میں سے رشید ایک غلام میرے پاس تھا اس کے نیزہ کی ڈانڈ بہت سخت تھی میں نے اسے پکارا اور نیزہ اس سے لے لیا کہ اسی سے حملہ کروں گا مگر یہ دیکھ کر سواری سے نیچے اترنے لگا۔ دونوں پاؤں اس کے زمین تک پہنچے ہی تھے کہ میں جا پہنچا اور اس کے دماغ پر ایسی ایک ضرب میں نے لگائی کہ منہ کے بل گر پڑا۔ اسی حالت میں اسے چھوڑ کر میں آگے بڑھا۔ اس کے بعد وہ اچھا ہو گیا۔ اس مدت میں دو مرتبہ اور وہ مجھے ملا۔ ہر دفعہ مجھ سے یہی کہا کہ میرا تیرا انصاف خدا کے سامنے ہوگا۔ میں نے بھی یہی جواب ہر دفعہ دیا کہ تیرا اور عمرو کا انصاف خدا کے سامنے ہوگا۔

ابوعمرطہ کی کارگذاری:

غرض عمر پر جب ضرب پڑی اور دو شخص انھیں اٹھا کر لے گئے اس وقت اصحاب حجر بنی کندہ کے دروازوں کی طرف آ گئے۔ ایک شرطی نے عبداللہ بن خلیفہ طائی کو جب کہ وہ رجز کے اشعار پڑھ رہا تھا لٹھ مار دیا وہ گر پڑا۔ عائذ بن حملہ تمیمی کے ہاتھ پر لٹھ پڑا اور اس کا دانت بھی ٹوٹا۔ اس مضمون پر اس نے تین مصرعے نظم کیے اور کسی شرطی کے ہاتھ سے لٹھ چھین کر لڑنا شروع کیا اور حجر کی اور ان کے اصحاب کی حمایت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ سب لوگ بنی کندہ کے دروازوں سے باہر نکل گئے۔ حجر کا خچر وہاں موجود تھا۔ ابوعمرطہ خچر کو لے کر آیا اور کہا تمہارا برا ہو لو اب سوار ہو جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں تم نے خود کو بھی قتل کیا اور اپنے ساتھ ہم کو بھی۔ حجر نے رکاب میں پاؤں ڈالا مگر چڑھ نہ سکے ابوعمرطہ نے انھیں اٹھا کر خچر پر سوار کیا۔ پھر اچک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ یہ سنبھل کر بیٹھا ہی تھا کہ یزید بن طریف مسلی سر پر آ پہنچا۔ اس نے ابوعمرطہ کی ران پر لٹھ مارا۔ ابوعمرطہ نے تلوار سونت کر اس کے سر پر وار کیا۔ وہ منہ کے بل گر پڑا۔ پھر اچھا ہو گیا۔ اس مضمون پر عبداللہ بن ہمام سلولی نے چند اشعار کہے ہیں۔

کوفہ میں خانہ جنگی کی ابتداء:

ابوعمرطہ کی یہ تلوار پہلی تلوار ہے جو کوفہ کی خانہ جنگی میں چلی۔ یہاں سے حجر اور ابوعمرطہ روانہ ہوئے اور حجر کے مکان تک آ پہنچے حجر کے اصحاب میں سے بہت لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور قیس بن فہدان کندی اپنے گدھے پر چڑھ کر نکلا۔ جہاں جہاں بنی کندہ کا مجمع تھا وہاں جا جا کر اس مضمون کے اشعار پڑھتا پھرا:

> ''اے حجر کی قوم مدافعت کرو اور حملے کرو اور اپنے بھائی کی طرف سے لڑو اور مرو دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی حجر کا ساتھ چھوڑ دے کیا تم لوگوں میں کوئی برچھیت کوئی تیرانداز نہیں ہے کیا تم میں کوئی سوار اور پیادہ نہیں ہے۔ کیا تم میں کوئی ثابت قدم شمشیرزن نہیں ہے''۔

مگر بنی کندہ میں سے کچھ زیادہ لوگ حجر کے پاس نہیں آئے۔

صائدین کا تکیہ:

زیاد نے منبر پر کہا کہ قوم ہمدان وتمیم وہوازن (بنی) اعصر وفدحج واسد وغطفان اٹھیں اور سب کندہ کے تکیہ کی طرف روانہ ہوں۔ وہاں سے حجر کے پاس جائیں اور اسے میرے پاس لے آئیں یہ کہہ کر اسے یہ بات مناسب نہ معلوم ہوئی کہ طائفہ یمن کے ساتھ روانہ کرے مبادا دونوں فرقوں میں اختلاف اور جھگڑا پیدا ہو جائے اور ان کی حمیت کو ضرر پہنچے۔ یہ سوچ کر زیاد نے حکم دیا کہ تمیم وہوازن و بنی اعصر و اسد وغطفان و مذحج و ہمدان کو فقط کندہ کے تکیہ میں جانا چاہیے اور حجر کو میرے پاس لے آنا چاہیے اور باقی اہل یمن صائدین کے تکیہ کی طرف روانہ ہوں اور جا کر حجر کو میرے پاس لائیں۔ یہ سن کر قبیلہ از در بجیلہ وخثعم وانصار وخزانہ وقصاعہ کے لوگ روانہ ہوئے اور صائدین کے حکم میں جا کر اتر پڑے۔

بنی کندہ کی گرفتاری:

حضر موت والے اہل یمن کے ساتھ اس لیے نہیں گئے کہ انہیں کندہ سے تعلق تھا اس سبب سے کہ اہل حضر موت بنی کندہ کے ساتھ رہتے تھے انہیں حجر کے تعاقب میں جانا گوارا نہ ہوا۔ صائدین کے تکیہ میں رؤسائے اہل یمن نے حجر کے باب میں باہم مشورہ کیا عبدالرحمٰن بن مخنف نے کہا میں جو بات کہتا ہوں اس کو قبول کرو تو مجھے امید ہے کہ تم لوگ ملامت ومعصیت سے بچ جاؤ گے میری رائے یہ ہے کہ تم لوگ جلد ینہ کرو ہمدان و مذحج کے نوجوان یہ کام کر گذریں گے اور تم اپنی قوم اور اپنے رئیس کے ساتھ برائی کرنے سے جو فعل تمہیں ناگوار ہے بچ جاؤ گے۔ سب نے اس رائے کو اختیار کیا۔ کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ خبر ملی کہ ہمدان و مذحج تکیہ بنی کندہ میں داخل ہو گئے اور بنی جبکہ میں سے جس جس کو پایا گرفتار کر لیا۔ یہ سن کر اہل یمن بنی کندہ کے گھروں کی طرف گئے اور ان سے عذر کیا۔ اس کی خبر زیاد کو پہنچی تو اس نے مذحج و ہمدان کی ستائش کی اور تمام اہل یمن کی مذمت۔

قیس بن یزید کی گرفتاری:

حجر جس وقت اپنے گھر پہنچے اور انھوں نے دیکھا کہ ان کی قوم کے لوگ ان کے ساتھ کم رہ گئے ہیں اور یہ خبر بھی پہنچی کہ مذحج و ہمدان کندہ کے تکیہ میں اور تمام اہل یمن صائدین کے تکیہ میں اترے ہوئے ہیں تو انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا ''تم سب چلے جاؤ تمہاری ہی قوم کے لوگ جو تمہارے مقابلے میں جمع ہوئے ہیں واللہ تم ان سے لڑ نہیں سکتے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو معرض تلف میں ڈال دوں'' یہ سن کر وہ لوگ واپس جانا چاہیے تھے کہ مذحج و ہمدان کے سواروں میں سے جو لوگ اوائل فوج میں تھے ان تک آ پہنچے۔ یہ دیکھ کر عمیر بن یزید وقیس بن یزید وعبید بن عمرو بدی وعبدالرحمٰن بن محرز طمحی وقیس بن شمران سواروں پر پلٹ پڑے اور مصروف ستیز و آویز ہوئے۔ ایک ساعت تک حجر کی حمایت میں مشغول کارزار رہے۔ آخر زخمی ہو گئے اور قیس بن یزید گرفتار ہو گیا۔ باقی لوگ بچ کر نکل گئے حجر نے ان سے کہا ''تمہارا بھلا ہو سب متفرق ہو جاؤ جنگ نہ کرو۔ میں خود کسی گلی سے نکلا جاتا ہوں۔ پھر بنی حوت کی طرف چلا جاؤں گا''۔

سلیم بن یزید کی جاں نثاری:

چلتے چلتے ان میں سے ایک شخص کے گھر تک حجر پہنچ گئے اس کا نام سلیم بن یزید تھا یہ گھر کے اندر گئے اور لوگ ان کے تعاقب میں آئے اور اس گھر تک آ پہنچے۔ سلیم نے تلوار اٹھالی پھر ان کے مقابلے میں نکلنا چاہا۔ یہ دیکھ کر اس کی بیٹیاں رونے لگیں۔ حجر نے کہا

آخر کیا ارادہ ہے۔اس نے جواب دیا ''واللہ میرا ارادہ یہ ہے کہ ان لوگوں سے کہوں گا کہ تمہارے پاس سے چلے جائیں مان گئے تو خیر نہیں تو اسی تلوار سے جس کے قبضہ میں میرا ہاتھ پڑ گیا ہے تمہاری حمایت میں ان سے جنگ کروں گا'' حجر نے کہا تیرا بھلا نہ ہوا ہائے میں نے تو تیری بیٹیوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔سلیم نے جواب دیا کچھ ان کی مونث کا متکفل میں نہیں ان کا رازق میں نہیں اس حق قیوم کے سوا جس کو موت نہیں میں کبھی کسی نعمت کے لیے تنگ و عار کا خریدار نہ ہوں گا۔میری زندگی میں جب تک تلوار کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے میرے گھر سے تم اسیر ہو کر کبھی نہیں جا سکتے۔اگر میں تمہاری حمایت میں قتل ہو جاؤں تو تمہارے جی میں جو آئے کرنا۔حجر نے پوچھا کیا اس مکان میں کوئی ایسی دیوار نہیں ہے کہ میں اس پر سے چلا جاؤں یا کوئی ایسا موکھا نہیں ہے کہ میں اس میں سے نکل جاؤں ہو سکتا ہے کہ خدائے عز و جل مجھ کو بھی اور تم کو بھی محفوظ رکھے یہ لوگ جب تمہارے گھر سے مجھے گرفتار نہ کریں گے تو تم کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔سلیم نے کہا ہاں یہ موکھا تو ہے اس میں سے نکل کر بنی عنبر کے محلّہ میں اور اس کے سوا اپنی قوم والوں میں تم پہنچ سکتے ہو۔

حجر اور جوانان بنی ذہل:

حجر اس موکھے سے نکل گئے۔ چلتے چلتے بنی ذہل میں پہنچے۔ان لوگوں نے بیان کیا ابھی ابھی وہ لوگ تمہیں تلاش کرتے ہوئے ادھر سے گزرے ہیں تمہارا پتا لگا رہے ہیں۔حجر نے کہا میں یہاں سے بھی بھاگتا ہوں غرض نکل کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ساتھ جوانان بنی ذہل میں سے کچھ لوگ چلے کہ شاہراہ سے دور دور گلیوں میں سے انھیں لے کر گذر رہے تھے چلتے چلتے قبیلہ نخع میں پہنچے۔یہاں پہنچ کر حجر نے ان جوانوں سے کہا رحمت خدا ہو تم پر بس اب یہاں سے پلٹ جاؤ۔یہ سن کر سب پلٹ گئے۔

حجر کی قبیلہ نخع میں روپوشی:

اور حجر اشتر نخعی کے بھائی عبداللہ بن حارث کے مکان کی طرف چلے گھر کے اندر گئے۔عبداللہ نے بہ کشادہ پیشانی و کمال بشاشت ملاقات کی فرش بچھائے ان کا بستر لگایا۔یہاں یہی ہو رہا تھا کہ کسی نے آ کر حجر سے کہا کہ اہل شرط قبیلہ نخع میں تم کو پوچھتے پھرتے ہیں۔سبب اس کا یہ ہوا کہ ایک سیاہ فام چھوکری جس کو سب ادماء ادماء کہہ کر پکارتے تھے ان لوگوں کو ملی۔اور ان سے پوچھنے لگی تم کسے ڈھونڈ رہے ہو۔انہوں نے کہا ہم حجر کو ڈھونڈ رہے ہیں۔کہنے لگی تو وہ یہیں ہے میں نے اسے قبیلہ نخع میں دیکھا۔اب یہ لوگ قبیلہ نخع کی طرف پلٹ پڑے یہ خبر سن کر حجر رات ہی کو عبداللہ کے گھر سے بھیس بدل کر نکلے اور عبداللہ بن حارث بھی ان کے ساتھ سوار ہو کر چلے۔ربیعہ بن ناجد ازدی کے مکان پر آ کر محلّہ ازد میں حجر اتر پڑے ایک رات دن وہیں قیام کیا۔حجر پر قابو پانے سے اہل شرطہ جب عاجز آ گئے۔

زیاد کی محمد بن اشعث کو دھمکی:

تو زیاد نے محمد بن اشعث کو بلا کر کہا اے ابو میثاء سن رکھ حجر کو میرے پاس لے کر آ نہیں تو قسم بخدا! تیرا ایک ایک درخت خرما کٹوا ڈالوں گا اور ایک ایک گھر تیرا کھدوا ڈالوں گا اور اس پر بھی تجھے جیتا نہ چھوڑوں گا۔تیرے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔اس نے کہا اتنی مہلت دیجیے کہ میں اسے ڈھونڈوں زیاد نے کہا تین دن کی مہلت تجھے دی۔اگر اسے تو لے آیا تو خیر ورنہ اپنے کو زندوں میں شمار نہ کرنا۔اور ابن اشعث کو زندان کف لے چلے۔چہرے پر اس کے ہوائیاں اڑ رہی تھیں منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے اسے لے جا رہے تھے حجر بن یزید کندی نے زیاد سے اس کی سفارش کی کہ میں ضامن ہوتا ہوں اسے چھوڑ دیجیے کہ حجر کو ڈھونڈ لے۔وہ آزاد ہو کر جس طرح

ڈھونڈ سکتا ہے قید میں بھلا کب ڈھونڈ ھ سکتا ہے زیاد نے کہا کیا تم ضامن ہوتے ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ضامن ہوتا ہوں۔ زیاد نے کہا یہ سمجھ لو اگر تم سے اس نے گریز کی تو میں تم کو موت کی صورت دکھادوں گا۔ اگر چہ اس وقت میں تم کو عزیز رکھتا ہوں۔ ابن یزید نے کہا وہ ایسا فعل نہ کرے گا۔ زیاد نے اسے چھوڑ دیا۔

قیس بن یزید کی گرفتاری و رہائی:

قیس بن یزید کو اسیر کر کے لوگ لائے حجر بن یزید نے اس کے لیے بھی زیاد سے گفتگو کی۔ زیاد نے سب سے کہہ دیا کہ قیس کو کچھ خوف نہ کرنا چاہیے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے باب میں جو اس کا عقیدہ ہے اور صفین میں امیر المومنین کی رفاقت میں جو کام اس نے کیا ہم لوگوں کو خوب معلوم ہے یہ کہہ کر اس نے قیس کو بلا بھیجا۔ جب وہ سامنے آیا تو کہا میں خوب جانتا ہوں کہ حجر کی حمایت میں جو تم نے جنگ کی وہ اس سبب سے نہ تھی کہ تم نے اس کا سا عقیدہ اختیار کر لیا ہو۔ وہ ایک آن بان کی بات تھی کہ تم نے اس کا ساتھ دیا۔ میں نے یہ قصور تمہارا معاف کر دیا۔ میں جانتا ہوں کہ تم خوش اعتقاد اور جاں نثار ہو لیکن جب تک تم اپنے بھائی عمیر کو میرے پاس حاضر نہ کرو میں تم کو نہ چھوڑوں گا۔ قیس نے کہا ان شاء اللہ میں انہیں حاضر کر دوں گا۔ زیاد نے کہا تمہارا اس کا کون ضامن ہوتا ہے۔ لاؤ' کہا حجر بن یزید میرا اور اس کا ضامن ہو جائے گا اس پر حجر بن یزید نے کہا ہاں میں اس شرط پر اس کا ضامن ہوتا ہوں کہ اس کے جان و مال کا اطمینان ہو جائے۔ زیاد نے کہا۔ ایسا ہی ہوگا۔ یہ دونوں جا کر عمیر کو لے آئے اور وہ زخمی تھا۔ حکم ہوا اور وہ زنجیروں میں جکڑ دیا گیا اور۔

عمر بن یزید کی مشروط رہائی:

لوگوں نے اسے زمین سے اونچا کیا اور ناف کے قریب لا کر ٹپک دیا وہ زمین پر آ رہا۔ پھر اٹھایا اور پھر اسے ٹپکا۔ کئی دفعہ یہی سلوک اس کے ساتھ کیا یہ دیکھ کر حجر بن یزید اٹھ کھڑا ہوا اور زیاد سے کہنے لگا۔ خدا سلامت رکھے کیا اس کو جان و مال کی امان نہیں دی گئی ہے؟ زیاد نے کہا ہاں! اسے جان و مال کی امان دی ہے۔ میں نہ اس کا خون بہاتا ہوں نہ مال اینٹھنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا خدا سلامت رکھے اس کے لیے تو موت کا سامنا ہے۔ قریب مرگ ہو گیا ہے اور جتنے اہل یمن وہاں تھے' سب کھڑے ہو گئے اور زیاد کے پاس آ کر گفتگو کرنے لگے۔ اس نے کہا تم سب اس کے ضامن ہوتے ہو کہ اس نے اگر کوئی بے جا حرکت کی تو میرے پاس اس کو لے آؤ گے اور مسلی پر جو وار کیا گیا ہے اس کی دیت دو گے۔ سب نے کہا ہاں ہم ضامن ہیں۔ اس ضمانت پر اس نے عمیر کو چھوڑ دیا۔

حجر بن عدی کی مشروط حوالگی کی پیشکش:

ربیعہ ازدی کے گھر میں ایک رات ایک دن حجر بن عدی نے قیام کر کے اپنے ایک اصفہانی غلام مسمی رشید کو محمد بن الاشعث کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ اس ظالم جبار نے تمہارے ساتھ جو سلوک کیا اس کی مجھے خبر پہنچی تم ہرگز نہ گھبرانا میں تمہارے پاس خود چلا آتا ہوں۔ تم اپنی قوم میں سے کچھ لوگوں کو جمع کر کے اس کے پاس جاؤ اور اس سے میرے لیے بس اس قدر امان کے طالب ہو کہ وہ مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دے۔ جیسی ان کی رائے ہو اس طرح وہ مجھ سے پیش آئیں۔ ابن اشعث حجر بن یزید اور جریر بن عبداللہ اور عبداللہ بن حارث اشتر کے بھائی کے پاس گیا اور ان لوگوں کو لے کر زیاد کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے زیاد سے گفتگو کی اور حجر کے لیے اس باب میں امان کے طالب ہوئے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کو بھیج دے۔ وہ اپنی رائے سے جو چاہیں ان کے حق

میں کریں۔ زیاد نے منظور کیا۔ ان لوگوں نے حجر سے انہیں کے پیامبر کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ہم نے جو بات تم چاہتے تھے زیاد سے طے کر لی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اب چلے آئیں۔ حجر یہ سن کر چلے آئے اور زیاد کے سامنے گئے۔

حجر اور زیاد کی گفتگو:

زیاد کہنے لگا ابوعبدالرحمٰن مرحبا۔ زمانہ جنگ میں بھی لڑنے کو تیار اور جب لوگوں میں امن جب بھی لڑنے کو تیار۔ وہی مثل ہوئی کہ اپنے ہی لوگوں کو کتیا نے بھونک کر قتل کروا دیا۔ حجر نے کہا نہ میں نے قناعت سے سرکشی کی نہ جماعت سے علیحدگی میں اپنی بیعت پر قائم ہوں زیاد نے کہا کجا یہ دعویٰ اے حجر اور کجا تو۔ ایک ہاتھ سے تو چھری مارتا ہے دوسرے سے پٹی باندھتا ہے۔ جب خدا نے ہمارے قابو میں تجھے دے دیا اب ہمیں خوش کرنا چاہتا ہے واللہ ہرگز یہ نہ ہوگا۔ حجر نے پوچھا کیا تو نے اتنی امان مجھے نہیں دی ہے کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاؤں اور میرے باب میں اپنے رائے پر وہ عمل کریں۔ زیاد نے کہا ہاں یہ ہمیں منظور ہے۔ اسے لے جاؤ قید خانہ میں۔ جب وہ زیاد کے پاس سے بھیج دیئے گئے تو کہنے لگا قسم بخدا اگر امان نہ دی ہوتی تو یہاں سے وہ ہل نہ سکتا یہاں تک کہ اس کی جان نکالی جاتی۔ قسم بخدا اس کی رگ وگردن کاٹنے کے لیے میرا جی لوٹ رہا ہے۔ زیاد کے پاس سے حجر کو جب زندان کی طرف لے جا رہے تھے تو انہوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا "بار الہا! میں اپنی بیعت پر قائم ہوں نہ میں اسے چھوڑوں گا نہ چھوڑنا چاہتا ہوں یہ محض خدا وخلق خدا کی اطاعت کے لیے" صبح کا وقت تھا اور بہت سردی پڑ رہی تھی حجر اس وقت سر پر برنس (صدر اسلام کی ایک خاص وضع کی ٹوپی) پہنے ہوئے تھے۔ دس دن انھیں قید میں گزرے اور اب زیاد کو ان رؤساء کی فکر ہوئی جو حجر کے اصحاب میں تھے۔

عمرو بن حمق کی گرفتاری:

عمرو بن حمق اور رفاعہ بن شداد کوفہ سے نکل گئے مداین میں پہنچے۔ پھر وہاں سے بھی چلے سرزمین موصل میں آئے۔ یہاں ایک پہاڑ میں یہ دونوں چھپ رہے اس گاؤں کے عامل کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ دو شخص اس پہاڑ کے دامن میں چھپے ہوئے ہیں اسے ان دونوں پر اشتباہ ہوا۔ یہ شخص قبیلہ ہمدان سے تھا نام اس کا عبداللہ بن ابی لمعتہ تھا۔ اپنے ساتھ سواروں کو اور اہل شہر کو لے کر یہ پہاڑ کی طرف آیا۔ جب ان دونوں شخصوں تک پہنچا تو وہ نکل آئے۔ عمرو مستسقی تھا اس کے پیٹ میں پانی اتر آیا تھا وہ تو اپنے کو بچا نہیں سکتا تھا۔ ہاں رفاعہ بن شداد قوی ہیکل جوان تھا۔ وہ اپنے بادپا فرس پر سوار ہو گیا۔ اور عمرو سے کہا میں تمہاری طرف سے لڑتا ہوں۔ اس نے کہا تمہارے لڑنے سے مجھے کیا نفع پہنچے گا اگر ہو سکے تو اپنی جان بچا کر نکل جاؤ۔ اس نے ان سب پر حملہ کر دیا سب منتشر ہو گئے یہ نکل گیا اور گھوڑا اسے لے بھاگا۔ تعاقب میں سوار گئے۔ رفاعہ قدر انداز شخص تھا جو سوار قریب پہنچتا تھا تیر مار کر اسے زخمی کر دیتا تھا یا اس کے گھوڑے کو بیکار کر دیتا تھا۔ آخر اسے چھوڑ کر سب پلٹ آئے۔ عمرو گرفتار ہو گیا۔ پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں وہ شخص ہوں جسے چھوڑ دو گے تو تمہارے لیے اچھا ہوگا اور اگر قتل کرو گے تو تمہارے لیے برا ہوگا۔ ان لوگوں نے بہت پوچھا مگر اس نے کچھ نہ بتایا۔

عمرو بن حمق کا قتل:

ابن ابی بلتعہ نے اسے عامل موصل عبدالرحمٰن ثقفی کے پاس بھیج دیا۔ اس نے دیکھتے ہی عمرو کو پہچان لیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا حال لکھ بھیجا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں اسے لکھا کہ عمرو نے عثمان رضی اللہ عنہ پر تیر کی بھال سے جو اس کے پاس موجود تھی نو طعن کیے

تھے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ اس پر زیادتی کی جائے جس پر اس نے عثمان رضی اللہ عنہ پر نوطعن کیے ہیں تو بھی نوطعن اس پر کر۔ اس حکم پر عمرو کو نکال کر باہر لائے اور نوطعن اس پر کیے گئے پہلے یا دوسرے وار میں وہ مر گیا۔ زیاد نے حجر کے اصحاب کو تلاش کرنے کے لیے لوگوں کو روانہ کیا۔ سب نے بھاگنا شروع کیا۔ ان میں سے جو ہاتھ لگ گیا اسے گرفتار کرلیا۔

قبیصہ بن ضبیعہ عبسی کی گرفتاری:

اب قبیصہ بن ضبیعہ عبسی کے پاس زیاد نے اپنے صاحب شرطہ شداد بن ہیثم کو بھیجا۔ قبیصہ نے اپنی قوم والوں کو پکارا اور تلوار اٹھائی۔ ربعی بن حراش عبسی اور کچھ لوگ اور ان کی قوم کے آ پہنچے۔ یہ کچھ زیادہ نہ تھے۔ قبیصہ لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ صاحب شرطہ نے کہا تم کو جان و مال کی امان ہے پھر کیوں خود کو ہلاک کرتے ہو۔ یہ سن کر ان کے اصحاب بھی کہنے لگے کہ تم کو امان مل گئی پھر کیوں اپنے کو اور اپنے ساتھ ہم سب کو ہلاک کرتے ہو۔ قبیصہ نے کہا خدا تم کو عقل دے یہ آیا لگایا ہوا پسر فاحشہ اگر میں اس کے ہاتھ لگا تو واللہ ہرگز نہیں بچ سکتا ضرور مجھے قتل کرے گا۔ انھوں نے کہا ایسا نہ ہوگا یہ سن کر قبیصہ نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا اور سب ان کو لیے ہوئے زیاد کے پاس چلے۔ سامنا ہوتے ہی زیاد نے کہا واللہ میں تجھے ایسی سزا دوں گا کہ یہ فتنہ و فساد اٹھانا حاکموں پر حملہ کرنا سب بھول جائے گا۔ قبیصہ نے کہا میں تو امان پا کر چلا آیا ہوں۔ زیاد نے حکم دیا لے جاؤ اسے زندان میں۔

قیس بن عبار کی حق گوئی و اسیری:

قیس بن عبار شیبانی نے زیاد سے آ کر کہا کہ ایک شخص ہم میں سے بنی ہمام کا جسے سیفی بن فیسل کہتے ہیں اصحاب حجر کے سر گروہوں میں ہے اور سب سے بڑھ کر تمہارا دشمن ہے۔ زیاد نے ان پر دوڑ بھیجی لوگ انہیں بھی پکڑ اس کے پاس لے آئے۔ زیاد نے ان سے کہا اے دشمن خدا ابوتراب کے باب میں تیری کیا رائے ہے کہا میں ابوتراب کو نہیں جانتا۔ کہا تو خوب جانتا ہے۔ کہا میں تو نہیں جانتا۔ کہا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تو نہیں جانتا کہا ہاں جانتا ہوں۔ کہا وہی ابوتراب ہیں۔ کہا ہرگز نہیں وہ تو ابوالحسن والحسین رضی اللہ عنہم ہیں اب صاحب شرطہ بول اٹھا کہ امیر تو کہتا ہے وہی ابوتراب ہیں اور تو کہتا ہے نہیں۔ کہا امیر جھوٹ بولے تو چاہتا ہے کہ میں جھوٹ بولوں اور امر ناحق پر شہادت دوں جس طرح اس نے شہادت دی۔ زیاد نے کہا قصور واری اور زبان درازی! لاؤ تو میرا عصا۔ عصا آیا اور زیاد نے پھر پوچھا تیری کیا رائے ہے۔ کہا بندگانِ خدا میں سے کسی بندۂ مومن کی نسبت جیسی میری رائے ہونی چاہیے۔ اس سے بڑھ کر ہے۔ لوگوں کو حکم دیا کہ عصا لے کر اس کے مثانہ پر اس قدر مارو کہ زمین پر لوٹنے لگے آخر صدماتِ ضرب سے وہ زمین پر گر پڑے۔

اب مار کو موقوف کرنے کا حکم ہوا اور پوچھا اب بتا علی رضی اللہ عنہ کے باب میں تیری کیا رائے ہے کہا واللہ اگر تو چھریوں سے میری بوٹیاں اڑا دے جب بھی میں اس کے سوا نہ کہوں گا۔ جو تو سن چکا۔ کہا ان پر لعنت کر نہیں تو تیری گردن ماروں گا۔ کہا واللہ اس سے پیشتر ہی میری گردن مار۔ اگر تو میری گردن مارے گا تو میں حکم خدا پر راضی ہو جاؤں گا اور تو شقاوت میں مبتلا ہو جائے۔ کہا اب اس کی گردن کی خبر لو۔ پھر کہنے لگا اسے بیڑیاں پہنا کر زندان میں ڈال دو۔

عبداللہ بن خلیفہ طائی کی گرفتاری:

اس کے بعد عبداللہ بن خلیفہ طائی کی طلب میں جنھوں نے حجر کے ساتھ شریک ہو کر ان لوگوں سے قتال شدید کیا تھا زیاد نے

بکیر بن حمران احمری کو جو کہ عمال کے تابعین میں سے تھا کچھ لوگ اپنے اصحاب میں سے ساتھ کر کے روانہ کیا۔ یہ لوگ عبداللہ کی طلب میں نکلے۔ ان کو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی مسجد میں پایا۔ مسجد کے باہر انہیں لے آئے اور ارادہ کیا کہ زیاد کے پاس لے جائیں۔ وہ معزز شخص تھے۔ انہوں نے نہ مانا ان لوگوں سے جدال وقتال کرنے لگے انہوں نے بھی ان کو زخمی کر دیا دور سے پتھر برسا دیئے۔ آخر وہ زمین پر گر پڑے اور ان کی بہن میثاء دہائی دینے لگیں کہ اے بنی طے کیا عبداللہ بن خلیفہ کو تم حوالے کر دو گے تمہاری زبان اور تمہاری سنان کدھر ہے احمری یہ سن کر اندیشہ مند ہوا کہ بنی طے جمع ہو جائیں گے تو جان بچانا مشکل ہو گا بھاگ کھڑا ہوا۔ ادھر بنی طے کی عورتیں باہر نکل پڑیں اور عبداللہ کو گھر میں لے گئیں۔ اور احمری نے زیاد کے پاس جا کر یہ کہا کہ بنی طے نے مجھ پر ہجوم کیا۔ میں تاب مقاومت نہ لا سکا۔ تیرے پاس چلا آیا۔ اب زیاد نے عدی رضی اللہ عنہ کے لیے لوگوں کو بھیجا۔ وہ اس وقت مسجد میں تھے۔ غرض انہیں قید کر لیا۔ اور کہا عبداللہ کو میرے پاس لاؤ۔ عدی رضی اللہ عنہ کو عبداللہ کی خبر مل چکی تھی انہوں نے جواب دیا جس شخص کو لوگوں نے قتل کیا ہوا سے تیرے پاس لانے میں کس طرح جاؤں۔ کہا میرے پاس لا تو دیکھوں اگر لوگوں نے قتل کیا ہو گا تو یہ بہانہ کرنا۔ کہا میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے اور اس کا کیا حال ہے غرض زیاد نے انہیں قید رکھا۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا کوفہ سے اخراج:

اور اہل شہر میں یمن اور مضر اور ربیعہ کے لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جو عدی رضی اللہ عنہ کے لیے بے تاب نہ ہو گیا ہو۔ یہ سب لوگ زیاد کے پاس آئے اور عدی رضی اللہ عنہ کے باب میں گفتگو بھی کی۔ عبداللہ کو لوگ نکال لے گئے وہ بحتر میں جا کر چھپ رہے اور عدی رضی اللہ عنہ سے کہلا بھیجا اگر آپ کی مرضی ہو کہ میں نکل آؤں اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دوں تو میں اس امر کے بجا لانے کے لیے موجود ہوں۔ عدی رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ واللہ اگر تم دامن کے نیچے بھی چھپے ہوتے تو دامن کو تم سے ہٹانا مجھے گوارا نہ تھا۔ اب زیاد نے عدی رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ میں تمہیں اس شرط پر چھوڑے دیتا ہوں کہ عبداللہ کو شہر سے نکال دینے کا مجھ سے اقرار کرو اور اسے پہاڑوں کی طرف روانہ کر دو۔ عدی رضی اللہ عنہ نے اسے قبول کیا اور عبداللہ سے کہلا بھیجا کہ تم پہاڑوں کی طرف نکل جاؤ۔ اگر زیاد کے غیظ و غضب میں سکون ہو جائے گا تو میں تمہارے بارے میں کہوں سنوں گا۔ ان شاء اللہ پھر تم شہر میں چلے آؤ گے۔ غرض عبداللہ پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔

کریم بن عفیف خثعمی کو زیاد کے پاس لے آئے۔ پوچھا تیرا کیا نام ہے کہا میں کریم بن عفیف ہوں۔ کہا برا ہو نام تیرا اور تیرے باپ کا کیسا اچھا ہے اور فعل تیرا اور عقیدہ تیرا کیسا برا ہے۔ کہا کہ ہاں واللہ میرے عقیدہ کا حال تو اب تجھے معلوم ہوا ہے۔

روسائے ارباع کی گواہی:

اس طرح زیاد نے بارہ آدمی اصحاب حجر میں سے زندان میں جمع کیے اب روسائے ارباع کو بلایا[1] ان سے کہا کہ حجر کے جو افعال تم نے دیکھے ہیں اس کے گواہ ہو جاؤ۔ اس زمانہ میں یہ لوگ روسائے ارباع تھے۔ عمرو بن حریث ربع اہل مدینہ پر۔ خالد بن

---

[1] اہل شہر کی تقسیم چار ارباع میں تھی ہر ربع پر ایک رئیس مقرر رہتے تھے یہ چاروں شخص رؤسائے ارباع یعنی امیر محلّہ کہلاتے تھے۔ (مترجم)

عرفطہ ربع تمیم و ہمدان پر۔ قیس بن ولید ربیعہ و کندہ پر۔ ابو بردہ ابن ابوموسیٰ قبیلہ مذحج و اسد پر مقرر تھے۔ ان چاروں رئیسوں نے اس امر کی گواہی دی کہ حجر نے اپنے پاس لوگوں کو جمع کیا۔ خلیفہ کو علانیہ برا کہا۔ امیر المومنین سے جنگ کرنے پر لوگوں کو آمادہ کیا۔ اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ آل ابی طالب کے سوا امر خلافت کسی کے لیے شایاں نہیں ہے اور انھوں نے شہر میں خروج کر کے امیر المومنین کے عامل کو نکال دیا۔ اور ابوتراب کی طرف سے عذر اور ان پر ترحم کیا۔ ان کے دشمن اور اہل حرب سے برأت کی۔ اور یہ لوگ جوان کے ساتھ ہیں ان کے اصحاب کے سرگروہ ہیں انہیں کا سا عقیدہ انہیں کی سی حالت ان کی بھی ہے اب زیاد نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو روانہ کر دیا جائے۔ قیس بن ولید نے جو یہ سنا تو زیاد کے پاس آ کر یہ بات کہی کہ مجھے خبر ملی ہے کہ جب یہ لوگ روانہ کیے جائیں گے تو ان کے ہوا خواہ تعرض کریں گے۔ زیاد نے یہ سن کر کناسہ سے سرکش اونٹ مول لانے کا حکم دیا۔ ان اونٹوں پر محملیں کسوا دیں اور دن چڑھے مقام رحبہ میں حجر کو اور ان کے اصحاب کو سوار کر دیا۔ جب رات ہوگئی تو زیاد نے کہا اب جس کا جی چاہے تعرض کرے۔ کسی نے بھی اپنی جگہ سے ذرا جنبش نہ کی۔ زیاد نے گواہوں کی شہادت پر نظر ڈالی۔ اور یہ کہہ کر میں اس شہادت کو قطعی نہیں سمجھنا چاہتا ہوں کہ چار سے زیادہ گواہ ہوں۔

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے خلاف گواہی:

دوسری روایات میں شہادت کا حال اس طرح لکھا ہے' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ابو بردہ بن ابوموسیٰ رضائے الٰہی کے لیے شہادت دیتا ہے کہ حجر بن عدی نے طاقت و جماعت کو ترک کیا اور خلیفہ پر لعن کی اور جنگ و فتنہ پر لوگوں کو آمادہ کیا اور اپنے پاس لوگوں کو جمع کیا کہ وہ بیعت کو توڑیں اور امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معزول کریں اور خدائے عزوجل کے ساتھ علانیہ کفر کیا۔ زیاد نے اس شہادت کو دیکھ کر کہا اسی طرح کی شہادت تم سب لوگ دو۔ سنو! واللہ میں اس اجل رسیدہ احمق کی رگ گردن کے قطع ہونے میں جہد بلیغ کروں گا۔ باقی روسائے ارباع نے بھی ابو بردہ کی شہادت کے مثل گواہی دی۔ اس کے بعد زیاد نے اور سب لوگوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ وہ روساء ارباع کے مثل تم بھی شہادت دو۔ اور ساری تحریریں ان کو پڑھ کر سنا دی۔ سب سے پہلے عناق بن شرجیل تمیمی نے اٹھ کر کہا کہ میرا نام گواہوں میں لکھو۔ زیاد نے کہا پہلے قریش کے ناموں کو لکھو پھر عناق کا نام لکھوا اور ان کا جن کی خیر خواہی و راست بازی کو ہم لوگ بھی جانتے ہیں اور امیر المومنین بھی ان کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یہ سن کر اسحاق بن طلحہ اور اسماعیل بن طلحہ اور منذر بن زبیر اور عمارہ بن عقبہ اور عبدالرحمٰن بن ہناد اور عمر بن سعد اور عامر بن مسعود اور محرز بن جاریہ اور عبیداللہ بن مسلم حضرمی نے گواہی دی۔ پھر عناق بن شرجیل اور وائل بن حجر حضرمی اور کثیر بن شہاب حارثی اور قطن بن عبداللہ کی گواہی ہوئی۔ پھر سری بن وقاص حارثی کی شہادت لکھی گئی اور وہ جو اس وقت وہاں موجود بھی نہ تھا۔ اپنی خدمت پر گیا ہوا تھا۔ پھر سائب بن اقرع ثقفی اور بن ربعی اور عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی اور مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی اور قعقاع بن شور ذہلی کی شہادت کی گئی پھر شداد بن بزیعہ کا نام آیا تو زیاد نے کہا کیا اس کا کوئی باپ نہیں ہے جو ماں کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اسے گواہوں سے نکال ڈالو۔ کسی نے کہہ دیا کہ وہ حصین کا بھائی ہے اور حصین تو منذر کا بیٹا ہے زیاد نے کہا بس اسے بھی اسی کا بیٹا لکھ دو۔ غرض ابن جریعہ کو ابن منذر لکھ دیا یہ خبر شداد کو بھی پہنچی تو کہنے لگا تف ہے اس پسر فاحشہ پر کیا اس کی ماں اس کے باپ سے بڑھ کر زبان زد نہ تھی واللہ اسے تو اس کی ماں سمیہ کے ساتھ ہمیشہ نسبت دی جائے۔ پھر حجار بن الجبر عجلی کی گواہی لی گئی۔

بنی ربیعہ کی گواہی:

ان گواہوں میں جولوگ بنی ربیعہ کے تھے قوم ربیعہ ان پر غضب ناک ہوئی اور ان سے کہا کہ تم نے ہمارے دوستوں اور خلفاء کے خلاف میں یہ گواہی دی ہے۔ انھوں نے جواب دیا خود ان کی قوم سے بہت نے لوگوں نے ان کے خلاف میں گواہی دی ہے ہم بھی آخر آدمی ہیں۔ پھر عمرو بن حجاج زبیدی اور لبید بن عطارد تمیمی اور محمد بن عمیر تمیمی اور سوید بن عبدالرحمٰن تمیمی کی گواہی ہوئی اسماء بن خاجہ فزاری گواہی دینے سے عذر کرتا رہا مگر اس کی گواہی لکھی گئی۔ پھر شمر بن ذی الجوشن عمری اور شیم بلالی کے دونوں بیٹے شداد ومروان اور محصن بن ثعلبہ نے گواہی دی۔ شیم بن اسود نخعی بھی سب سے عذر کرتا رہا مگر اس کی گواہی بھی لکھی گئی۔ پھر عبدالرحمٰن بن قیس اسدی اور ازمع ہمدانی کے دونوں بیٹے حارث وشداد اور کریب بن سلمہ جعفی اور عبداللہ بن ابی ہبرہ جعفی اور زحر بن قیس جعفی اور قدامہ بن عجلان ازدی اور عرزہ بن عرزہ احمسی گواہوں میں لکھے گئے۔

مختار بن عبید اور عروہ بن مغیرہ کا گواہی سے گریز:

مختار بن ابی عبید اور عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو بھی زیاد نے بلا بھیجا کہ حجر کے خلاف میں گواہی مگر وہ دونوں بچ کر نکل گئے پھر عمر بن قیس اللحیہ وادعی اور ہانی بن حید وادعی نے گواہی دی۔ ستر گواہ سب تتنے اس پر زیاد نے کہا کہ ان لوگوں کے سوا جو صاحب حسب ودیندار ہیں اور سب کے نام نکال ڈالو جو لوگ گواہی سے نکالے گئے ان میں عبداللہ بن حجاج بن تغلبی بھی تھا اس انتخاب کے بعد بس اتنے لوگ گواہوں میں شامل رہے۔ ان کی گواہی ایک کتاب میں لکھی گئی یہ کتاب زیاد نے وائل بن حجر حضرمی اور کثیر بن شہاب حارثی کے حوالے کی اور ان دونوں کو حجر اور ان کے اصحاب پر نزاول مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو لے کر روانہ ہوں۔ گواہوں میں شریح بن حارث قاضی اور شریح بن ہانی حارثی کا بھی نام لکھ دیا گیا تو شریح قاضی کا بیان یہ ہے کہ زیاد نے مجھ سے حجر کا حال پوچھا تھا۔ میں نے کہا وہ بڑے روزہ دار اور نماز گزار شخص ہیں۔ اور شریح بن ہانی کہتے ہیں میں نے گواہی دی ہی نہیں جب مجھے خبر ہوئی کہ میری گواہی بھی لکھی گئی ہے تو میں نے زیاد کو ملامت کی اور اسے کاذب کہا۔ وائل بن حجر وکثیر بن شہاب رات کے وقت سب لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ صاحب شرطہ بھی ساتھ ساتھ رہا اور کوفہ کے باہر تک ان کو نکال آیا۔

قبیصہ کا استقلال:

جب یہ لوگ محلّہ عرزم تک پہنچے تو قبیصہ نے اپنے گھر کی طرف ایک نظر کی دیکھا کہ بیٹیاں ان کی کسی بلندی پر چڑھ کر دیکھ رہی ہیں۔ انھوں نے وائل وکثیر سے کہا کہ مجھے اتنی اجازت دو کہ اپنے عیال کو وصیت کر لوں۔ دونوں نے اجازت دے دی جب یہ گھر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ لڑکیاں رو رہی ہیں۔ پہلے یہ ذرا خاموش رہے پھر ان سے کہا کہ چپ ہو جاؤ وہ سب چپ ہوگئیں تو کہا خدائے عزوجل سے ڈرو اور صبر کرو میں اس سفر میں اپنے پروردگار سے امید رکھتا ہوں کہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور مجھے حاصل ہوگی یا تو شہادت ہوگی اور وہ تو بہت بڑی سعادت ہے یا تمہارے پاس خیر وعافیت کے ساتھ واپس چلا آؤں گا۔ اور سنو رزق جو تمہیں دیتا تھا اور تمہاری پرورش میں میرا معین رہتا تھا وہ خداوند تعالیٰ ہے۔ وہ زندہ ہے اس کے لیے موت نہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ تم کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ اور تمہارے لیے میری حفاظت کرے گا۔ قبیصہ یہ کہہ کر وہاں سے پھرے اور اپنی برادری والوں کی طرف سے گذرے وہ لوگ انہیں دیکھ کر خدائے تعالیٰ سے ان کے لیے دعا مانگنے لگے۔ کہا مجھے اپنی جان جس قدر عزیز ہے

اسی کے برابر اپنی قوم کے ہلاک ہونے کا خیال ہے گو وہ میری نصرت نہ کریں۔ اس وقت کچھ یہ امید بھی قبیصہ کو ہوئی کہ یہ لوگ مجھے چھڑا لیں گے۔

حجر اور اصحاب حجر کی روانگی:

عبید اللہ بن حرجعی بیان کرتے ہیں کہ حجر کو اور ان کے اصحاب کو جب لے کر چلے ہیں تو میں سری بن ابی وقاص کے دروازہ پر کھڑا ہوا تھا میں نے کہا کیا دس آدمی بھی ایسے نہیں ہیں جو اس وقت میرے شریک ہو جائیں کہ میں ان لوگوں کو چھڑا لوں کیا پانچ آدمی بھی ایسے نہیں ہیں افسوس ہزار افسوس! کسی نے مجھے جواب نہ دیا۔ جب غربین کے مقام پر یہ لوگ پہنچے تو شریح بن ہانی ایک خط لیے ہو پہنچے اور کثیر سے کہا کہ میرا یہ خط امیر المومنین کو پہنچا دینا۔ کہا اس میں کیا مضمون ہے کہا یہ نہ پوچھو اس میں کچھ میری حاجت ہے۔ کثیر نے انکار کیا اور کہا ایسا خط امیر المومنین کے پاس میں نہیں لے جاتا جس کا مضمون مجھے نہ معلوم ہو ممکن ہے کہ انہیں ناگوار ہو شریح نے وائل کو جا کر خط دیا اور انھوں نے لے لیا۔ پھر جو یہ قافلہ روانہ ہوا تو مرج عذرا میں جا کر ٹھہرا یہاں سے دمشق بارہ میل کے فاصلے پر ہے سب اتنے لوگ تھے جو مرج عذرا میں قید کیے گئے تھے حجر بن عدی کندی اور ارقم بن عبداللہ کندی اور شریک شداد حضرمی اور صیفی بن فسیل اور قبیصہ بن ضبیعہ عبسی اور کریم بن عفیف خثعمی اور عاصم بن عوف بجلی اور ورقار بن سمی بجلی اور کدام بن حیان غزی اور عبداللہ بن حسان غزی اور محرز بن شہاب تمیمی اور عبداللہ بن حویہ سعدی۔ زیاد نے عامر بن اسود عجلی کے ساتھ دو شخصوں کو اور بھیجا عتبہ بن اخنس کو اور سعد بن نمران ہمدانی کو یہ سب چودہ شخص ہوئے۔

زیاد کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے وائل و کثیر کو بلا کر ان سے خط لے کر مہر توڑی اور اہل شام کو پڑھ کر سنایا مضمون یہ تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: بندۂ خدا امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو زیاد بن ابوسفیان کی طرف سے۔ خدا نے اس بلا کو امیر المومنین سے خوبی کے ساتھ دفع کر دیا ہے اور باغیوں کے دفع کرنے کی زحمت سے انہیں بچا لیا۔ اس فرقہ ترابیہ سائیہ کے شیاطین نے جن کا سرگروہ حجر بن عدی ہے۔ امیر المومنین سے مخالفت اور جماعت مسلمین سے مفارقت کی اور ہم لوگوں سے جنگ کی خدا نے ہمیں ان پر غلبہ دیا اور ہم نے انہیں گرفتار کر لیا شہر کے اشراف و اخیار و معمر و دیندار لوگوں کو میں نے بلایا انھوں نے جو کچھ دیکھا تھا اور انھوں نے جو کچھ کیا تھا اس کی گواہی انھوں نے دی۔ میں نے ان کو امیر المومنین کے پاس بھیجا دیا ہے اور میرے اسی خط کے تحت میں صلحا و اخیار شہر کی گواہیاں مندرج ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط اور گواہوں کو پڑھ کر پوچھا کہ ان لوگوں کے باب میں جن کے خلاف انہیں کی قوم نے یہ گواہیاں دی ہیں جو تم سن رہے ہو تمہاری کیا رائے ہے۔ یزید بن اسد بجلی نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ملک شام کے قریوں میں ان کو متفرق کر دیجیے۔ وہاں کے شورش انگیز لوگ ان کے لیے بس ہیں۔ آپ کو سزا دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔

شریح بن ہانی کی اپنی گواہی سے برأت:

شریح بن ہانی کا خط معاویہ رضی اللہ عنہ کو وائل بن حجر نے دے دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس خط کو بھی پڑھا' لکھا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بندۂ خدا امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو شریح بن ہانی کی طرف سے مجھے خبر ملی ہے کہ زیاد نے آپ کے پاس میری شہادت حجر بن عدی کے خلاف میں لکھ کر بھیجی ہے حجر بن عدی کے باب میں میری شہادت یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والوں میں ہیں۔ ان کا خون بہانا

ان کا مال لینا حرام ہے۔ اب چاہو ان کو قتل کرو چاہو چھوڑ دو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط وائل و کثیر کو پڑھ کر سنایا اور یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے انھوں نے خود کو تم لوگوں کی شہادت سے الگ کر لیا۔ غرض یہ لوگ مرج عذراء میں قید رہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو لکھا۔ حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور ان کے خلاف میں جو شہادت تمہاری جانب سے ہوئی ہے اس باب میں جو کچھ بیان کیا ہے میں سمجھ گیا میں نے غور کیا تو کبھی یہ رائے ہوئی کہ ان کو چھوڑ دینے سے قتل کرنا افضل ہے اور کبھی یہ رائے ہوئی کہ ان کے قتل کرنے سے معاف کر دینا افضل ہے والسلام۔

زیاد کا قتلِ حجر پر اصرار:

زیاد نے اس کے جواب میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں نے آپ کے خط کو پڑھا اور آپ کی رائے کو سمجھا۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ حجر اور اس کے اصحاب کے بارے میں آپ کو کیسا اشتباہ ہوا۔ جو لوگ ان کے احوال سے زیادہ تر واقف ہیں انھوں نے تو ان کے خلاف میں گواہیاں دیں اور آپ سن چکے۔ اب اگر اس شہر پر قبضہ رکھنا چاہتے ہیں تو حجر کو اور اس کے اصحاب کو ہرگز میرے پاس واپس نہ بھیجیے گا۔ یزید بن حجیہ تیمی یہ خط لے کر روانہ ہوا مرج عذرا میں پہنچا اور قیدیوں سے کہا واللہ تمہارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ میں ایک خط لے کر آیا ہوں جس کا انجام قتل ہے اب جو کچھ تم اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہو مجھ سے بیان کرو کہ میں اس باب میں کچھ کر سکوں کچھ کہہ سکوں۔ حجر نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم لوگ اپنی بیعت پر قائم ہیں نہ چھوڑنا چاہتے ہیں نہ اسے چھوڑیں گے۔ جنہوں نے ہمارے خلاف میں شہادت دی ہے وہ سب ہمارے دشمن اور بدخواہ ہیں۔ یزید بن حجیہ خط لے کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کا خط پڑھ لیا تو حجر کا پیغام بھی سنا دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ زیاد کو ہم حجر سے بڑھ کر راست گو سمجھتے ہیں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ام الحکیم ثقفی یا عثمان بن عمیر ثقفی اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں کچھ باتیں ہوئیں۔

حجر بن عدی اور عامر بن اسود عجلی:

اہل شام وہاں سے اٹھے اور ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور عبدالرحمٰن نے کیا باتیں کیں۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے آ کر عبدالرحمٰن کا قول انھوں نے بیان کیا نعمان نے کہا سب لوگ مارے جائیں گے۔ عامر بن اسود عجلی بھی عذراء میں ابھی تک تھا اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کا قصد کیا اور دو شخصوں کو جو زیاد نے بھیجا ہے ان کا ذکر کر دے اس کو جاتے دیکھ کر حجر بن عدی زنجیر کو کھڑکھڑاتے ہوئے اٹھے اور کہا اے عامر ایک بات میری سن لے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ ہم لوگوں کا خون بہانا اس پر حرام ہے اور یہ کہہ دینا کہ ہم لوگوں کو امان دی جا چکی ہے اور ہم صلح کر چکے ہیں۔ ارے خدا سے ڈر ہمارے باب میں غور کر۔ حجر نے بار بار عامر سے یہی بات کہی۔ عامر نے کہا میں سمجھ گیا تم تو بہت دفعہ کہہ چکے ہو۔ حجر نے کہا میرے لیے کسی کی بدنامی نہیں ہوئی۔ تجھ کو تو انعام و اکرام ملے گا۔ اور حجر کو کھینچ لے جائیں گے اور قتل کریں گے اگر میری بات تجھے گراں گذرے تو یہ جائے شکایت نہیں ہے اس بات پر عامر کو شرمندگی سی ہوئی کہنے لگا واللہ یہ بات نہیں ہے۔ میں ضرور تمہارا پیام پہنچا دوں گا اور ضرور کد و کاش کروں گا۔ اسی کا بیان ہے کہ اس نے کیا بھی ایسا ہی۔

عامر بن اسود عجلی کی سفارش:

عامر نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان دونوں شخصوں کا ذکر جو کیا تو یزید بن اسد بجلی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا اے امیر المومنین دونوں ابن

عم میرے مجھے بخش دیجئے' ان دونوں کی سفارش میں جریر بن عبداللہ پہلے ہی معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ چکا تھا کہ میری قوم کے دو شخص جو اہل جماعت سے ہیں اور خوش عقیدہ ہیں کسی نمام بدخواہ نے زیاد سے ان کی شکایت کی۔ زیاد نے ان دونوں کو بھی ان کوفیوں کے ساتھ بھیج دیا ہے جن کو امیر المومنین کے پاس اس نے روانہ کیا ہے ان دونوں نے نہ تو اسلام میں کوئی بدعت نہ خلیفہ سے کچھ مخالفت کی ہے۔ امیر المومنین سے اس کا نفع انہیں ملنا چاہیے۔ اب جو یزید نے ان دونوں کی سفارش کی تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو جریر کا خط یاد آ گیا۔ یزید سے کہا کہ تمہارے ابن عم جریر نے بھی ان دونوں کی تعریف مجھے لکھ بھیجی ہے اور وہ ایسا ہی شخص ہے کہ اس کی بات پر یقین کرنا چاہیے اور اس کی خیر خواہی کو مان لینا چاہیے اور تم نے بھی ابن عم اپنے مجھ سے مانگے ہیں لو میں نے دونوں کو تمہیں بخش دیا۔

ارقم' عتبہ' سعد اور ابن خویہ کی جان بخشی:

وائل بن حجر نے ارقم کے لیے کہا اس کو بھی اس کی خاطر سے چھوڑ دیا۔ ابواعور سلمی نے عتبہ بن اخنس کو مانگ لیا۔ اس کی بھی جان بخشی ہو گئی۔ حمرہ بن مالک ہمدانی نے سعد بن نمران ہمدانی کو مانگا۔ اسے بھی معاف کر دیا۔ حبیب بن مسلمہ نے ابن حویہ کے باب میں گفتگو کی اسے بھی رہائی مل گئی۔

مالک بن ہبیرہ کی حجر کے لیے سفارش:

اب مالک بن ہبیرہ سکونی نے کھڑے ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا ''امیر المومنین میرے ابن عم حجر کو میرے کہنے سے چھوڑ دیجئے'' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا ابن عم تو رئیس قوم ہے اگر اسے چھوڑ دوں تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ سارے شہر کو مجھ سے بدعقیدہ کر دے گا اور کل کو مجبور ہو کر مجھے اس کے مقابلے کے لیے پھر تجھی کو تمام اصحاب سمیت عراق میں بھیجنا پڑے گا۔ مالک نے کہا واللہ تم نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ میں نے تمہارے ساتھ شریک ہو کر تمہارے ابن عم سے قتال کیا۔ مجھے ان لوگوں کے مقابلے میں صفین کا سا معرکہ پیش آیا۔ آخر تمہارا ہاتھ اونچا رہا اور تمہارا پایہ بلند ہو گیا اور پھر کسی بات کا تم کو خوف نہ رہا۔ اب میں نے اپنے ابن عم کے لیے جو تم سے سوال کیا تو تم خفا ہو گئے اور بات میں طول دے دیا۔ جس سے مجھے نفع نہ پہنچا اور بیکار کا خوف تم نے کیا۔ مالک تو یہ کہہ کر چلا گیا اور اپنے گھر میں جا کر بیٹھ رہا۔

خثعمی کی پیش گوئی:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسیروں کے پاس ہدبہ بن فیاض قضاعی (یک چشم) اور حصین بن عبداللہ کلابی اور ابوشریف بدی کو بھیجا۔ یہ لوگ شام کے وقت وہاں پہنچے۔ خثعمی نے جونہی یک چشم کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا کہہ دیا ''کہ ہم میں سے آدھے قتل ہو جائیں گے آدھے بچ جائیں گے'' سعد بن نمران نے کہا خداوندا مجھے اس صورت میں بچا لینا کہ تو بھی مجھ سے راضی رہے عبدالرحمٰن بن حسان غزی نے کہا خداوندا ان کی ذلت سے مجھے عزت دے۔ اس طرح سے کہ تو بھی راضی رہے۔ میں نے بہت دفعہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیا۔ مگر خدا کو وہی منظور ہوا جو اس کی مشیت تھی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حجر اور اصحاب حجر کو پیغام:

معاویہ رضی اللہ عنہ کے پیغامی نے ان لوگوں سے کہا کہ چھ شخص چھوڑ دیئے جائیں گے آٹھ قتل کیے جائیں گے ہم لوگوں کو حکم ہے کہ علی سے تبرا اور ان پر لعنت کرنے کو تم سے کہیں اگر تم ایسا کرو تو تم کو چھوڑ دیں ورنہ تم کو قتل کریں امیر المومنین کا خیال ہے کہ خود تمہارے

ہی ہم وطنوں کی گواہی سے تمہارا قتل کرنا ان کے لیے جائز ہو چکا ہے مگر انھوں نے معاف کر دیا ہے۔ تم اس شخص پر تبرا کرو تو ہم سب کو چھوڑ دیں۔ ان لوگوں نے کہا خداوندا ہم سے تو یہ فعل کبھی نہیں ہو سکے گا۔ بس ان کے لیے قبروں کے کھودنے کا حکم دے دیا گیا قبریں کھدنے لگیں کفن سب کے لیے آ گئے۔ رات بھر یہ لوگ نماز پڑھتے رہے۔ صبح ہوئی تو اصحاب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا رات تو تمہاری طولانی نمازوں کو اور دعاؤں کو ہم نے دیکھا یہ تو بتاؤ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے انھوں نے کہا کہ وہی تو پہلے شخص ہیں جس نے حکم میں جو جور اور ناحق پر عمل کیا۔ یہ سن کر اصحاب معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین نے تم کو خوب پہچانا تھا' اور یہ کہہ کر قتل کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اس شخص پر تبرا کر دو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم تو ان سے تولی رکھتے ہیں اور ان سے جس نے تبرا کیا ہم بھی اس پر تبرا کرتے ہیں۔ اب ایک ایک شخص نے ایک ایک شخص کو قتل کرنے کے لیے کھینچا۔ قبیصہ پر ابو شریف بدی کا ہاتھ پڑا۔ قبیصہ نے کہا میرے تیرے خاندان میں شر...... مجھے کوئی اور ہی شخص قتل کرے۔ بدی نے کہا کچھ قرابت کا ہونا اس وقت تیرے کام آیا یہ کہہ کر اس نے حضرمی کو اور قضاعی نے قبیصہ کو قتل کیا۔ پھر حجر نے ان لوگوں سے کہا ذرا مجھے وضو کر لینے دو۔ کہا کر لو۔ جب وضو کر چکے تو کہا دو رکعت نماز بھی پڑھ لینے دو۔ بخدا میں نے جب کبھی وضو کیا ہے دو رکعت نماز ضرور پڑھی ہے۔ کہا پڑھ لو۔ حجر نماز پڑھ کر واپس آئے اور کہنے لگے واللہ اتنی مختصر نماز میں نے کبھی نہیں پڑھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم خیال کرو گے کہ مجھے موت سے اضطراب ہے تو جی چاہتا تھا کہ اس نماز میں طول دیتا۔ پھر کہا خداوندا! ہم لوگ تجھ سے مدد چاہتے ہیں اس امت کے مقابلہ میں اہل کوفہ نے ہمارے خلاف گواہی دی اور اہل شام ہم کو قتل کر رہے ہیں۔ اور واللہ اگر تم مجھ کو قتل کرتے ہو تو سن رکھو کہ مسلمانوں میں پہلا شخص میں ہوں جو وادی شام میں ہلاک ہوا۔ اور پہلا شخص میں ہوں جن پر یہاں کے کتے بھونکے۔ یہ سن کر یک چشم ہدبہ قضاعی تلوار کھینچے ہوئے ان کی طرف بڑھا اور ان کے ہاتھ پاؤں میں تھرتھری پڑ گئی۔ ہدبہ نے کہا ہاں ہاں تم تو سمجھتے تھے کہ موت سے تم کو اضطراب نہیں ہے۔ لو میں تمہیں چھوڑے دیتا ہوں۔ اپنے صاحب سے برأت کا اقرار کر لو۔ حجر نے کہا کیوں کر مجھے اضطراب نہ ہو۔ دیکھ رہا ہوں قبر کھدی ہے کفن سامنے پھیلا ہوا ہے تلوار سر پر کھنچی ہوئی ہے اور واللہ اس اضطراب میں بھی ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالوں گا جس سے خدا ناراض ہو۔ یہ سن کر ہدبہ نے ان کو قتل کیا۔ پھر سب بڑھے اور ایک ایک کر کے قتل کرنے لگے یہاں تک کہ چھ آدمی قتل ہو گئے۔

کریم بن عفیف خثعمی کو امان:

عبدالرحمٰن بن حسان غزی اور کریم بن عفیف خثعمی نے کہا تھا ہم دونوں کو امیر المومنین کے پاس بھیج دو۔ اس شخص کے باب میں جو کلمہ وہ کہتے ہیں ہم بھی اس طرح کہہ دیں گے۔ ان دونوں آدمیوں کے اس قول کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان لوگوں نے کہلا بھیجا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ کہہ دو دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جب یہ دونوں شخص معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے گئے تو خثعمی نے کہا:

''اے معاویہ رضی اللہ عنہ خدا سے ڈر۔ اس دار فانی سے دارالآخرۃ کی طرف تجھے بھی جانا ہے اور اس بات کا جواب دینا ہے کہ ہمیں تو نے کیوں قتل کیا ہمارا خون تو نے کیوں بہایا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا علی رضی اللہ عنہ کے باب میں تو کیا کہتا ہے کہا جو تم کہتے ہو۔ پوچھا علی رضی اللہ عنہ جس دین پر تھے کیا تو اس دین سے برأت کرے گا۔ انہوں نے جواب نہ دیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی جواب دینے سے کراہیت کی۔ شمر ذی الجیوش نے اٹھ کر کہا اے المومنین یہ میرا ابن عم ہے مجھے بخش دیجیے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا بخشا۔ مگر میں اسے مہینہ بھر تک قید

رکھوں گا۔ اس کے بعد سے ہر دوسرے دن ان کی طلب ہوتی تھی اور ان میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں باتیں ہوا کرتی تھیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہہ دیا کہ تجھ ایسے شخص کا عراق میں جا کر رہنا مجھے گوارا نہیں۔ آخر شمر نے پھر ان کی سفارش کی۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ تمہارے ابن عم کو بخش دیا۔ یہ کہہ کر ان کو بلا بھیجا اور رہا کر دیا۔ شرط یہ ہوئی کہ جب تک معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت ہے کوفہ میں یہ نہ جائیں۔ ان سے پوچھا کہ بلادِ عرب میں سے کون سا شہر تمہیں پسند ہے جہاں میں تم کو بھجوا دوں۔ انھوں نے موصل کو پسند کیا اور یہ کہا کرتے تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد میں کوفہ میں چلا جاؤں گا مگر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک مہینہ پیشتر یہ مر گئے۔

عبدالرحمٰن غزی کی حق گوئی:

پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن غزی کی طرف رخ کر کے کہا' بتا اے اخو ربیعہ علی رضی اللہ عنہ کے باب میں تیرا کیا قول ہے کہا یہی بہتر ہے کہ یہ بات مجھ سے نہ پوچھو۔ کہا جب تک تو یہ نہ بتائے گا میں چھوڑنے کا نہیں۔ کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ذکر خدا کرنے والے اور حق پر حکم کرنے والے تھے اور عدل کے قائم رکھنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے۔ کہا عثمان رضی اللہ عنہ کے باب میں تیرا کیا قول ہے کہا انہیں نے سب سے پہلے ظلم کا دروازہ کھولا اور حق کے دروازوں کو بلا ڈالا۔ کہا تو نے اپنے تئیں آپ قتل کیا۔ میں نے تو تجھ کو قتل نہیں کیا اور اس وقت بنی ربیعہ میں سے کوئی میدان میں نہیں ہے۔ غزی نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب شمر نے خثعمی کی سفارش کی تھی اور ان کے خاندان کا کوئی شخص اس وقت حاضر نہ تھا کہ ان کے باب میں کچھ کہتا سنتا۔

عبدالرحمٰن غزی کا انجام:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو زیاد کے پاس واپس کر دیا اور اسے لکھ بھیجا کہ تیرے بھیجے ہوئے لوگوں میں سب سے بدتر یہ غزی ہے اس کو ایسی سزا دے جس کا وہ سزاوار ہے اور بہت ہی بری طرح اسے قتل کر۔ زیاد کے پاس جب یہ پہنچے تو اس نے اس کو قس ناطف میں بھیج کر اسی مقام پر جیتا گاڑ دیا۔ جس وقت غزی اور خثعمی کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانے لگے تو غزی نے حجر کی طرف خطاب کر کے کہا ''اے حجر خدا آپ پر رحم کرے کیا اچھے برادر ایمانی تھے آپ'' اور خثعمی نے کہا تم سلامت رہو کہ ہمیشہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہے۔ اتنے میں ان دونوں کو لے کر لوگ دور نکل گئے۔ جب تک سامنا رہا حجر ان کی طرف دیکھتے رہے پھر کہا دوستوں کے تعلقات قطع کرنے کے لیے موت کافی ہے'' حجر کے قتل ہونے کے چند روز بعد عتبہ بن اخنس اور سعد بن نمران کو بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے دونوں کو رہا کر دینے کا حکم ہوا۔

شہداء کے اسمائے گرامی:

حجر بن عدی' شریک بن شداد حضرمی' صیفی بن فسیل شیبانی' قبیصہ بن ضبیعہ عبسی' محرز بن شہاب سعدی' کدام بن حیان غزی' عبدالرحمٰن بن حسان غزی جن کو زیاد کے پاس بھیج دیا تھا اور قس ناطف میں زندہ گاڑ دیئے گئے۔ یہ سب سات شخص ہیں کہ قتل کیے گئے اور ان کو کفن دیئے گئے اور ان پر نماز پڑھی گئی۔ جس کو حجر کے مع اصحاب قتل ہونے کی خبر پہنچی تو پوچھا نماز ان پر پڑھی گئی کفن انہیں ملا وہ گ دفن ہوئے ان کو قبلہ رخ کیا تھا سب نے کہا کہ ہاں ایسا ہوا۔ کہا بخدا ان کی زیارت کو جانا چاہیے۔[1]

---

[1] حجو ہم ورب الکعبہ لغت میں حج بمعنی زیارت بھی اور بمعنی غلبہ محبت بھی ہے یعنی وہ مغلوب ہو گئے بہ خدا۔

امان پانے والے اصحاب حجر:

کریم بن عفیف خثعمی' عبداللہ بن حویہ تمیمی۔ عاصم بن عوف بجلی۔ ورقا بن سمی۔ بجلی۔ ارقم بن عبداللہ کندی۔ عبداللہ بن اخنس سعدی۔ سعد بن نمران ہمدانی۔ یہ بھی سات شخص ہیں۔

مالک بن ہبیرہ کوفی کا جوش انتقام:

مالک بن ہبیرہ سکونی کی سفارش کو بھی حجر کی جاں بخشی کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب نہ سنا۔ اور بنی کندہ اور بنی سکون اور بہت سے لوگ اہل یمن سے اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے یہ بات کہی ''واللہ ہمیں معاویہ رضی اللہ عنہ کی اتنی پروانہیں ہے جتنی ان کو ہم لوگوں کی ضرورت ہے۔ ہم کو انہیں کی قوم میں سے ان کا بدل مل جائے گا۔ انہیں ہمارا بدل نہیں مل سکتا۔ چلو حجر کو ان لوگوں کی قید سے چھڑا لائیں'' یہ سن کر سب کے سب چل کھڑے ہوئے۔ انہیں یقین تھا کہ سب لوگ عذرا میں ہوں گے۔ ابھی قتل نہیں ہوئے سامنے قاتلوں کو دیکھا کہ اس کی طرف سے چلے آ رہے ہیں۔ اور انہوں نے جو یہ دیکھا کہ مالک کے ساتھ بہت سے لوگ چلے آ رہے ہیں تو سمجھ گئے کہ حجر کے چھڑانے کو یہ آ رہے ہیں۔ مالک نے ان سے پوچھا کیا خبر ہے۔ ایک شخص نے کہا ان لوگوں نے توبہ کر لی اب ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہی کہنے کو جا رہے ہیں۔ مالک نے سکوت کیا اور عذرا کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک شخص ادھر سے آتا ہوا راہ میں ملا۔ اس سے خبر ملی کہ وہ لوگ قتل ہو گئے۔ مالک پکارا کہ ان قاتلوں کو میرے پاس پکڑ لاؤ کچھ سوار بھی ان کے تعاقب میں دوڑائے۔ مگر وہ نکل گئے تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر مالک بن ہبیرہ کا اور اس کے ساتھ کے لوگوں کا قصہ تھا سب بیان کر دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا گھبراؤ نہیں یہ ایک جوش تھا جو اسے آ گیا شاید اب ٹھنڈا بھی ہو گیا ہو۔

مالک بن ہبیرہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں مصالحت:

مالک جو وہاں سے واپس ہوا تو سیدھا اپنے گھر پر آ کر اترا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا بھی نہیں' معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا تو اس نے آنے سے انکار کیا جب رات ہوئی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درم اس کے پاس بھیج دیئے اور یہ کہلا بھیجا کہ امیر المومنین نے جو حجر کے باب میں تیری سفارش کو نہ مانا وہ محض تیری اور تیرے اصحاب کی بہتری کے خیال سے تھا کہ پھر جنگ و جدال کی مصیبت نہ پڑ جائے۔ حجر بن عدی اگر زندہ رہتا تو اس بات کا اندیشہ تھا کہ تجھ کو اور تیرے اصحاب کو اس سے لڑنے کے لیے جانا پڑتا اور اس جنگ سے مسلمانوں کی ایسی تباہی ہوتی جو حجر کے قتل سے کہیں بڑھ کر ہے مالک نے ہدیہ قبول کر لیا اور خوش ہو گیا اور صبح کو اپنی ساری جمعیت سمیت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر رضامندی کا اظہار کیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اظہار ناراضگی:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجر اور اصحاب حجر کے لیے عبدالرحمٰن بن حارث کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا یہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہ لوگ قتل ہو چکے تھے۔ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ ابوسفیان کا سا حلم جو تم میں تھا اسے کب سے چھوڑ دیا کہا جب سے تم ایسے اہل حلم نے مجھے چھوڑ دیا۔ ابن سمیہ نے جو کہا وہ میں نے مان لیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں اگر ایسا نہ ہوا ہوتا کہ جب ہم کسی چیز کو متغیر کرتے ہیں تو اس سے زیادہ مشکلات ہم پر الٹ پڑتے ہیں جن میں ہم تھے ہم ضرور حجر کے قتل کو متغیر کرتے۔ بخدا میرے علم میں تو یہ ہے کہ وہ شخص دیندار تھا۔ حج و عمرہ کا بجا لانے والا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب حج کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ سے گذرے اور اندر

آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ جب وہ آ کے بیٹھے تو آپ نے کہا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ تم کو اس کا اطمینان کیونکر ہوا کہ تمہارے قتل کے لیے میں نے یہاں کسی کو چھپا کر نہ رکھا ہوگا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو بیت الامن میں آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا معاویہ رضی اللہ عنہ حجر و اصحاب حجر کے قتل کرنے میں خوف خدا تم کو نہ آیا۔ کہا میں نے انہیں قتل نہیں کیا۔ جنہوں نے ان کے خلاف گواہیاں دیں انہیں نے ان کو قتل بھی کیا۔ لوگ کہا کرتے کہ پہلی ذلت جو کوفہ کے لیے ہوئی وہ حسن بن علی کی موت ہے اور حجر بن عدی کا قتل اور زیاد سے رشتہ جوڑنا۔ لوگوں کا زعم ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت کہا ''ابن ادبر (حجر) کے سبب سے میرا دن دراز ہوگیا'' اور حسن کا قول ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی چار خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی ہوتی تو مہلک تھی۔ اس امت پر جاہلوں کو مسلط کر دینا۔ حد ہوگئی کہ امت سے مشورہ کیے بغیر امارت کو معاویہ رضی اللہ عنہ دبا بیٹھے۔ اور اس وقت تک صحابہ میں بھی کچھ لوگ باقی تھے۔ اور صاحبان فضل بھی امت میں موجود تھے۔ پھر اپنے بیٹے کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دینا ایک شراب خوار سیاہ مست کو جو حریر پہنتا تھا اور طنبورہ بجاتا تھا۔ پھر زیاد سے رشتہ جوڑ لینا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ ''لڑکا اسی کا ہے جس کے فرش پر پیدا ہوا اور زنا کار کے لیے پتھر ہے'' پھر حجر کو قتل کرنا۔ ویل ہو ان پر حجر اور اصحاب حجر کی طرف سے۔ ویل ہو ان پر حجر اور اصحاب حجر کی طرف سے۔

حجر بن عدی کی شہادت پر مرثیے:

تو بلندی[1] پہ ہے بتا اے ماہ — قافلہ حجر کا ہے کیا سر راہ
پسر صرب کی طرف ہے رواں — پیچھے پیچھے ہے قتل کا ساماں
مثل فرعون خوش ہے اب تو امیر — خوابگہ ہے خورنق اور سدید
شہر ہے ہے اجڑ گیا کیسا — کبھی آباد ہی نہ تھا گویا!
حجر ابن عدی جہاں ہو تو — خوش و خرم ہو کامراں ہو تو
مجھ کو لیکن دمشق سے بخدا — آ رہی ہے ڈکارنے کی صدا
نیک بندوں کا خوں ہے شہ کو حلال — اور ہے ناگفتہ بہ وزیر کا حال
حجر کاش اپنی موت سے مرتا — کوئی اس کو نہ ذبح تو کرتا
یوں تو جتنے ہیں قوم میں سردار — ایک دن چل بسیں گے آخر کار

حجر بن عدی پر دوسرا مرثیہ:

میری[2] آنکھ کے آنسو ایک جھڑی ہے کہ لگی ہوئی ہے
حجر کو رونے میں میری آنکھ بخل نہیں کرتی

---

[1] شاعرہ انصاریہ ہند بنت زید نے حجر کا مرثیہ کہا ہے اور یہ عورت اہل بیت کی طرف دار تھی۔ (ترجمہ منظوم)

[2] شاعرہ کندیہ نے حجر کا یہ مرثیہ کہا ہے کوئی اس مرثیہ کو بھی انصاریہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔

ہائے قوم اگر اس کی پیروی کرتی
تو یک چشم اس پر تلوار نہ اٹھا سکتا

قیس بن عباد کی شہادت:

پھر ایک شاعر نے کچھ شعر کہے کہ بنی ہند کو ابھارتا تھا کہ قیس بن عباد سے صیفی بن فسیل کا انتقام لیں۔ مگر قیس بچ گیا اور اتنے دنوں زندہ رہا کہ ابن اشعث کے معرکوں میں شریک ہو کر اس نے جنگ آزمائی کی۔ حجاج سے حوشب نے مخبری کی (حوشب بنی ہند میں سے ہے) کہ ایک شخص ہم لوگوں میں بڑا فتنہ انگیز اور سلطنتوں کے مخالفوں میں ہے۔ عراق میں کوئی فتنہ ایسا نہیں ہوا جس میں وہ شریک نہ ہوا ہو وہ ترابی ہے عثمان پر لعن کرتا ہے ابن اشعث کے ساتھ اس نے بھی خروج کیا تھا اور اس کے سب معرکوں میں شریک تھا کہ لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کرتا تھا۔ جب ان سب لوگوں کو خدا نے ہلاک کر دیا تو اب خانہ نشین ہو کر بیٹھا ہے'' حجاج نے یہ سن کر قیس بن عباد کے گرفتار کرنے کے لیے لوگوں کو بھیجا اور اس کی گردن ماری۔ قیس کے برادری والوں نے حوشب کے خاندان سے شکایت کی کہ تم نے ہمارے ایک عزیز کی سعایت کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم لوگوں نے بھی تو ہمارے ایک عزیز (صفی بن فسیل) کی سعایت کی تھی۔

عبداللہ بن خلیفہ کا قصیدہ:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیاد نے اس شرط پر زندان سے رہا کیا تھا کہ وہ اپنے ابن عم عبداللہ بن خلیفہ کو شہر سے نکال دیں اور کہا جب تک کوفہ میں میری حکومت ہے وہ یہاں نہ آنے پائیں۔ عدی رضی اللہ عنہ نے ان کو پہاڑوں میں بھیج دیا تھا۔ وہاں سے عدی رضی اللہ عنہ کو برابر لکھا کرتے تھے کہ مجھے بلوا لیجیے اور عدی رضی اللہ عنہ بھی ان کو امید دلاتے رہتے تھے آخر ایک قصیدہ انہوں نے لکھ کر بھیجا۔ (ملخصاً)

رو لے ان دوستوں کو جو تباہ کر دیے گئے
اور موت کے گھاٹ سے نکل کر آ نہ سکے
موت نے انھیں بلا لیا اور جس کا وقت آ جاتا ہے
سمجھ لو کہ وہ تاخیر نہیں کر سکتا
جب کبھی جنگ کی آگ بھڑکتی تھی اور تیز ہو جاتی تھی
وہی لوگ میرے انصار تھے اور میری سپر بن جاتے تھے
ان کے بعد مجھے دنیا کی کسی چیز کی خواہش
نہیں ہے نہ زندگی کی اب پروا ہے
واللہ! جب تک میں قبر میں نہیں جاتا اور زندہ ہوں
ان کی یاد مجھے کبھی نہ بھولے گی
سلام ہو اللہ کا اہل عذرا پر
اور بارانِ رحمت انھیں سیراب کرے

اسی مقام میں حجر رحمت خدا سے واصل ہوا ہے اور حجر وہ شخص ہے جس نے خدا کو رضا مند رکھا۔
حجر کی قبر پر روز ندا اور روز محشر تک بارانِ رحمت کے ڈونگرے پڑتے رہیں اور جھڑی لگی رہے......
اے حجر تیرے بعد کون خوف خدا سے اب حق پر زبان کھولے گا اور کون ایسا ہے کہ ظلم کا ذکر سن کر اس کے مٹانے پر آمادہ ہو جائے۔
تو کیا اچھا برادر ایمانی تھا۔ مجھے امید ہے کہ خلد کی نعمتیں تجھے ملیں گی کہ تو خوش ہو جائے گا۔
جہاد میں شمشیر زنی کا حق تو ادا کرتا تھا۔ نیکی کو اچھا اور بدی کو برا سمجھنے والا تو تھا......
تم لوگوں نے سعادت حاصل کی مرتے مرتے صائب الرائے اور ثابت قدم تم سے بڑھ کر میں نے کسی کو نہیں پایا۔
جب تک آسمان پر تارا چمکتا ہے اور باغ میں فاختہ چہچہے تہقہے کرتی ہے میں تم کو رویا کروں گا۔
یہ میرا قول ہے اور غلط نہیں کہتا ہوں کہ اے ابن طے مجھے اس کا اندیشہ نہ تھا کہ تمہارے ہوتے میں گرفتار کر لیا جاؤں گا۔
تمہارا برا ہو تم نے اپنے بھائی کی طرف سے جنگ نہ کی وہ دفاع کرتے کرتے خود کو سنبھال نہ سکا اور گر پڑا۔
تم لوگ مجھے چھوڑ کر اس طرح منتشر ہو گئے گویا قبیلہ ایاد و اعصر میں ایک اجنبی شخص میں تھا کہ مجھے گرفتار کرا دیا۔
اب ہر ایک مہم میں کیا میرا سا شخص تم کو ملے گا کیا مجھ سا شخص تم پا سکو گے جب کبھی رن پڑے گا۔
جب کہ جنگ آستینیں چڑھالے گی اور حریف جانباز دامن گردان کر ترکتازی کرے گا تو کون شخص مجھ سا تمہاری نصرت کو آئے گا۔
میرا تو یہ حال ہے کہ شہر سے نکالا ہوا کوہستان بنی طے میں پڑا ہوں۔ ہاں اگر خدا چاہتا تو اس حالت کو بدل دیتا۔
میرے دشمن نے میرے دار الہجرت سے مجھے نکال دیا۔ میں خدا کی مشیت و تقدیر پر راضی ہوں۔
خود میری قوم نے بے گناہ مجھے دشمن کے حوالے کر دیا۔ جیسے وہ میری برادری والے اور میرے خاندان کے لوگ نہ تھے۔
ابن طے کی قوم سے اگر زمانہ خلاف ہو کر بدل جائے تو اب مجھے نصرت کے لیے نہ پکاریں۔
میں نے لشکریوں کو لے کر ان کے ساتھ جنگ نہیں کی تیرہ و تارہ گرد و غبار کو کوفہ میں ان پر بلند نہیں کیا۔
اے ہمدم اگر تو مشرق کی طرف سفر کرے تو میرا پیام قوم جدیلہ اور معن اور بحتر کو پہنچا دے۔
اور قوم بنہاں کو اور طے کے لوگوں کو۔ کیا میں تم لوگوں میں مستغنیٰ مزاج و زبردست شخص نہ تھا؟
کیا تم بھول گئے کہ جنگ عذیب میں لوگوں کے سامنے میں نے قسم کھالی تھی کہ میں کبھی پیٹھ نہ پھیروں گا۔
وہ میرا حملہ کرنا۔ مہران پر جب کہ میرے ساتھ والے خود و زرہ بھی نہ پہنے ہوئے تھے۔ وہ میرا قتل کرنا اس مرد جانباز کو جو کنگن پہنے ہوئے تھا۔
وہ جلولہ کا واقعہ جس میں مجھ پر حرف نہیں آنے پایا وہ نہاوند و شوستر کی فتح؟
تم بھول گئے میرا لب آب صفین میں جنگ کرنا کہ برچھی میری دشمنوں کی پشت میں ٹوٹ کر رہ گئی تھی۔

خدا بھلا کرے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا اور جزا دے ان کو کہ مجھے چھوڑ دیا اور میری نصرت نہ کی۔

جس رات بنی عدی رضی اللہ عنہ سے ذرا بھی تمہارا کام نہ نکل سکا اس وقت تمہاری نصرت کے لیے بے باکانہ میرا آ پڑنا اے ابن حاتم رضی اللہ عنہ کیا تم بھول گئے؟

میں نے دشمنوں کے نرغہ کو تم پر سے منتشر کر دیا یہاں تک کہ وہ تتر بتر ہو گئے اور میں نے ثابت کر دیا کہ ایک درشت وسخت حریف میں ہوں۔

سب نے پیٹھ دکھلا دی۔ میرے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکا وہ لوگ سمجھے کہ شیر نیستاں کا سامنا ہے۔

میں نے ایسے وقت میں تم لوگوں کی نصرت کی کہ جو قریب تھا وہ بد دل ہو چکا تھا اور جو دور تھا وہ اور دور نکل گیا تھا میں تنہا مؤید بالفتح ہوا۔

اس کا عوض میرے ساتھ یہ ہوا کہ تم لوگوں کے سامنے مجھے گھسیٹتے ہوئے لے جائیں اور ذلیل کیا جاؤں اور قید کیا جاؤں۔

کتنے ہی وعدے تم نے مجھ سے کیے کہ بلا لو گے، مجھے ان وعدوں سے کچھ بھی نفع نہ ہوا۔

اب میری یہ اوقات ہے کہ کبھی اونٹنیوں کو چرا رہا ہوں، کبھی چرواہے کے ساتھ بکریوں کے پیچھے ہر ہر کرتا پھرتا ہوں۔

کبھی سواروں کی ترکتاز کو تلوار کھینچ کر میں نے روکا نہ تھا جب کہ بزدل الٹے پاؤں جنگ کر چلا اٹھا تھا۔

شہر سجاس وابہر کی چڑھائی پر جانے والی فوج کا تعاقب بھی گھوڑے کو ڈپٹا کر میں نے نہیں کیا تھا۔

میں نے ابلام کی بستی والوں کو ایک ایسی فوج سے جو مثل طیور کے تھی اضطراب میں ڈالا بھی تھا اور مظفر و منصور ہو کر واپس بھی نہیں ہوا تھا۔

مجھے قزوین یا شروین میں شہسواروں کے ساتھ برچھیاں مارتے کسی نے نہیں دیکھا تھا یا میں نے کندر سے جنگ نہیں کی تھی۔

دنیا کی خوبیوں نے مجھ سے کنارہ کیا۔ جو شے اس کی خوشگوار تھی وہ اب میرے لیے ناگوار ہوگئی۔

میری قوم والوں کا خدا بھلا کرے اگر چہ میں ان میں نہیں اگر چہ انھوں نے مجھے ضائع کر دیا اور ناسپاسی کی۔

اگر چہ میں ان سے دور ہوں محصور ہوں، ان کے بعد دنیا اور زندگانی دنیا کا کچھ لطف نہیں۔

ابن خلیفہ زیاد نے مرنے سے پیشتر ہی پہاڑوں میں مر گئے، حجر سے محمد بن اشعث کے بے وفائی کرنے پر عبیدہ کندی نے بھی چند شعر کہے ہیں۔

امارت خراسان پر خلید بن عبداللہ کا تقرر:

اسی سال زیاد نے ربیع بن زیاد حارثی کو خراسان کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حکم بن غفاری نے مرتے وقت اپنی جگہ انس بن ابی انس کو خراسان پر مقرر کر دیا تھا انہیں انس نے حکم کے جنازے پر نماز پڑھی اور خالد بن عبداللہ کے گھر میں دفن ہوئے۔ یہ خلید بن عبداللہ حنفی کے بھائی تھے۔ حکم نے زیاد کو بھی اس تقرر کی اطلاع دے دی تھی۔ زیاد نے انس کو معزول کر کے ان کی جگہ خلید کو مقرر کر دیا۔ انس نے زیاد کی ہجو میں کچھ شعر کہے، مہینہ بھر کے بعد اس نے خلید کو بھی معزول کر دیا اور خراسان پر ۵۱ھ میں ربیع کو مقرر کر دیا۔ لوگ اپنے عیال سمیت خراسان میں جا کر بس گئے پھر اسے بھی معزول کیا۔

فتح بلخ:

ربیع نے صلح کر کے بلخ کو فتح کیا۔ احنف بن قیس سے بھی اس سے پہلے اہل بلخ صلح کر تو چکے تھے مگر پھر شہر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے تھے اور قہستان کو بھی بزور غلبہ ربیع نے فتح کیا۔ اس کے اضلاع میں ترکوں کو قتل کر کے شکست دی۔ ایک ترک طرخان باقی رہ گیا تھا اسے قتیبہ بن مسلم نے اپنے دور حکومت میں قتل کیا۔ ربیع اپنے غلام فرخ اور اپنی کنیز شریفہ کو ساتھ لیے ہوئے لڑتا ہوا نہر ترکستان سے سالم و غانم عبور کر گیا۔ فرخ اس سے پیشتر نہر کے پار جا چکا تھا۔ ربیع نے اسے غلامی سے آزاد کر دیا حکم بن عمرو نے بھی اپنے عہد امارت میں نہر کو عبور کیا تھا مگر فتح یاب نہ ہوئے تھے۔ اہل اسلام میں سب سے پہلے حکم کے ایک غلام آزاد نے اس نہر کا پانی سپر کو ڈبو کر لیا۔ خود پیا اور حکم کو دیا۔ حکم نے پانی پیا وضو کیا اور نہر کے اس پار جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔

امیر حج یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ:

اس سال یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور عامل مدینہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے اور کوفہ و بصریٰ اور تمام ملک مشرق کا حاکم زیاد تھا' کوفہ میں شریح قاضی تھے اور بصرہ میں عمیرہ بن یثربی۔

باب ۵

یزید کی ولی عہدی

۵۲ھ کے حالات

سفیان بن عوف ازدی کی بغاوت:

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ سفیان بن عوف ازدی نے زمین روم پر اس سال جہاد کیا اور وہیں جاڑوں میں قیام کیا اور وہیں وفات پائی اور عبداللہ بن مسعدہ فزاری کو اپنا جانشین کیا' بعض کہتے ہیں کہ اس سال زمین روم پر بسر بن ارطاۃ نے لوگوں کے ساتھ جاڑا بسر کیا۔ انھیں لوگوں میں سفیان بن عوف بھی تھے۔ اسی سال محمد بن عبداللہ ثقفی نے جنگ صائفہ کی۔[1]

امیر حج سعید بن عاص رضی اللہ عنہ:

اس سال سعید بن عاص رضی اللہ عنہ امیر حجاج تھے اور شہروں کے حکام وہی لوگ تھے جو ۵۱ھ میں تھے۔

۵۳ھ کے حالات

جزیرہ رودس کی فتح:

اس سال عبدالرحمٰن بن ام الحکم ثقفی نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا۔ اسی سال جنادہ بن ابی امیہ ازدی نے جزیرۂ رودس کو فتح کیا۔ مسلمان وہاں گئے زراعت کی زمینیں اور مویشی خریدے اپنی زمینوں کے گرد مویشی چرایا کرتے تھے۔ جب شام ہو جاتی تھی تو سب جانوروں کو قلعہ کے اندر لے جاتے تھے ان لوگوں کے پاس ایک مالی تھا وہ انھیں دریائی دشمنوں کے مکر و کید سے ہوشیار کر دیتا تھا اسی سے سب ہوشیار رہتے تھے یہ لوگ رومیوں پر غضب کے دلیر تھے' سمندر میں انھیں روک لیتے تھے۔ ان کے جہازوں کی راہزنی کرتے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے عطیات اور تنخواہیں مقرر کر دی تھیں اور دشمن پر ان کا خوف چھایا ہوا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید نے سب کو وہاں سے بلا لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بددعاء:

اسی سال زیاد کوفہ میں پانچ برس بادشاہی کر کے بصرہ میں اپنی جگہ سمرہ بن جندب کو چھوڑ کر ماہ رمضان میں ہلاک ہو گیا اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ عراق کا نظم و نسق تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے داہنا ہاتھ خالی ہی رہتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بات پر یمامہ اور اس کے اضلاع بھی زیاد کی حکومت میں شامل کر دیئے اور ایک اور روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بات پر حجاز کا ملک اس کے داہنے ہاتھ میں دے دیا اور فرمان اس کے نام لکھ کر ہیثم بن اسود نخعی کے ہاتھ روانہ کیا۔ اہل حجاز کو جو یہ خبر معلوم ہوئی تو کچھ لوگ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے پاس آئے ان سے یہ مصیبت بیان کی انھوں نے کہا کہ میں اس کے لیے بددعاء کروں گا تم اس کے شر سے بچ جاؤ گے یہ کہہ کر وہ اور سب لوگ قبلہ کی طرف مڑے اور اس کے لیے بددعاء کی طاعون میں

---

[1] زمین روم میں ہمیشہ فصل صیف ہی میں جنگ ہوا کرتی اس وجہ سے عرب اس جنگ کو صائفہ کہتے تھے۔

مبتلا ہو کر وہ مر گیا۔

زیاد کی علالت:

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ خبر سنی تو کہا ''جا دور ہو ابن سمیہ نہ دنیا ہی تیرے پاس رہی نہ آخرت ہی تجھے ملی'' طاعون اس کی انگلی میں نکلا تو شریح کو بلا بھیجا۔ یہی اس کے قاضی تھے ان سے کہا دیکھو میں اس مرض میں مبتلا ہوا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں اسے کٹوا ڈالو تم کیا مشورہ دیتے ہو' شریح نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ زخم تیرے ہاتھ پر لگے صدمہ تیرے دل کو پہنچے اور اجل قریب آ چکی ہو تو خدائے عزوجل سے دست بریدہ تو ملاقات کرے اور اپنے ہاتھ کو تو نے اس لیے کاٹا ہو کہ اس کی ملاقات سے تو کراہت رکھتا تھا یا اجل میں ابھی تاخیر ہو اور تو اپنے ہاتھ کاٹ چکا ہو تو دست بریدہ ہو کر جئے گا اور اپنی اولاد کو عیب لگائے گا۔ زیاد نے اس کے کٹوانے میں تامل کیا۔

شریح جب اس کے پاس سے نکلے تو سب نے حال پوچھا۔ شریح نے جو مشورہ دیا تھا بیان کر دیا۔ لوگوں نے ان کو ملامت کی۔ کہنے لگے تم نے ہاتھ کاٹنے کا اسے مشورہ کیوں نہیں دیا۔ شریح نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مشورہ دینے والا محل اعتماد ہے آخر زیاد نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اور طاعون ایک ہی لحاف میں سوؤں اور ہاتھ قطع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا جب آگ آئی اور داغنے کے آلات اس نے دیکھے تو مضطرب ہو کر اس ارادے سے باز آیا مرنے کا وقت قریب آیا تو اس کے بیٹے نے کہا بابا تمہارے کفن کے لیے میں نے ساٹھ کپڑے مہیا کر رکھے ہیں۔ کہا اے فرزند تیرے باپ کے لیے اب وقت آیا ہے کہ یا تو اس لباس سے بہتر لباس ملے۔ یا یہ کپڑے بھی اتر جائیں گے جب وہ مر گیا تو کوفہ کے ایک جانب مقام ثویہ میں دفن ہوا۔ اور حجاز کی حکومت پر یزید روانہ ہوا۔

زیاد کی ہجو میں فرزوق کے اشعار:

مسکین دارمی نے ایک شعر میں یہ مضمون باندھا کہ جب سے ہم نے زیاد کو الوداع کہی اسلام بھی رخصت ہو گئی۔ فرزوق نے ابھی تک زیاد کی ہجو نہیں کی تھی مسکین کا شعر سن کر چند اشعار کہے جن میں یہ مضمون بھی تھا کہ ''مسکین خدا تجھے رلائے تو ایسے شخص کو رویا جو کافر کسریٰ وقیصر اپنے زمانے کا تھا'' مسکین نے بھی اس کے جواب میں چند شعر کہے پھر فرزوق نے اس مضمون کو نظم کیا کہ زیاد سے جا کر کہو'' کہ حرم کو چھوڑ کر کبوتران حرم بھی اڑ گئے۔ وہ بھی جنگلوں میں جا کر چھپے ہیں۔

ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے زیاد کو دیکھا ہے اس کے رنگ میں کچھ سرخی تھی داہنی آنکھ ذرا دبی ہوئی تھی۔ داڑھی سفید اور گاؤ دم' پیوند لگا ہوا قمیص پہنے ہوئے تھا ایک خچر پر سوار تھا۔ باگیں ڈھیلی کر دی تھیں۔

ربیع بن زیاد کی زندگی سے بیزاری وموت:

اسی سال ربیع بن زیاد حارثی نے بھی جو زیاد کی طرف سے خراسان کے عامل تھے دو برس اور چند مہینے حکومت کر کے وفات پائی انھوں نے اپنا جانشین اپنے بیٹے عبداللہ کو مقرر کیا تھا۔ دو مہینے حکومت کر کے عبداللہ بھی مر گئے ان کی حکومت کا فرمان زیاد کے پاس سے خراسان میں اس وقت پہنچا کہ وہ دفن ہو رہے تھے عبداللہ بن ربیع خلید بن عبداللہ حنفی کو اپنا جانشین خراسان میں کر گئے تھے زیاد نے بھی خلید کو برقرار رکھا۔ ربیع نے ایک دن خراسان میں حجر بن عدی کے ذکر پر کہا اب عرب یوں ہی گرفتار ہو ہو کر قتل ہوا کریں

گے۔ حجر کے قتل کے وقت اگر سب بگڑ بیٹھتے تو ایک شخص بھی اس مجبوری سے نہ قتل کیا جاتا انھوں نے قتل گوارا کر لیا اور خود ذلیل ہو گئے اس گفتگو کے ایک ہفتہ بعد جمعہ کو سفید کپڑے پہنے ہوئے برآمد ہوئے۔

لوگوں سے کہا۔ حضرات میں زندگی سے بیزار ہو گیا ہوں اس وقت میں دعا مانگتا ہوں سب صاحب کہیں آمین۔

دونوں ہاتھ نماز کے بعد بلند کر کے انھوں نے یہ دعا کی ''خداوندا تیرے پاس میرے لیے کچھ بہتری ہے تو مجھے جلد اپنے پاس بلالے'' سب نے آمین کہی۔ اور ربیع وہاں سے چلے۔ عبا کے دامن ابھی سنبھالے نہ تھے کہ گر پڑے۔ لوگ اٹھا کر گھر میں لے گئے بس اسی دن مر گئے۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی معزولی:

زیاد کے مرنے پر خلید خراسان میں اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بصرہ کا حاکم تھا اور جب زیاد ہلاک ہونے لگا تو کوفہ میں عبداللہ بن خالد کو اپنا جانشین کر گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کے بعد سمرہ کو چھ مہینے اور بصرہ کی حکومت پر رکھا اس کے بعد معزول کر دیا سمرہ کہتا تھا خدا لعنت کرے معاویہ رضی اللہ عنہ پر جتنی اطاعت اس کی میں نے کی اگر خدا کی کرتا تو عذاب ابدی سے نجات پاتا۔ ایک شخص ذکر کرتا ہے کہ میں مسجد کی طرف گزرا۔ وہاں ایک مرد نے سمرہ کو آ کر اپنے مال کی زکوٰۃ دی اور نماز پڑھنے لگا یکایک ایک شخص نے آ کر اس کی گردن ماردی کہ سر تو مسجد میں تھا اور بدن کنارے پر تھا اسی اثناء میں ابوبکرہ کا گذر ہوا انہوں نے یہ آیت پڑھی جس کا مضمون یہ ہے ''جس نے زکوٰۃ دی اور ذکر خدا کیا اور نماز پڑھی اس کے لیے فلاح ہے'' یہی شخص کہتا ہے میں نے سمرہ کو دیکھا سخت سردی میں مبتلا ہو کر بہت ہی بری موت مرا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ سمرہ کے پاس لائے گئے اور چند شخص پہلے ہی سے وہاں تھے یہ ہر ایک شخص سے پوچھتا جاتا تھا کہ تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا تھا اللہ وحدہ لاشریک ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مذہب حروریہ سے میں بےزار ہوں'' اس کے بعد اس کی گردن ماری جاتی تھی اسی طرح کچھ اوپر بیس شخص قتل ہوئے۔

امیر حج سعید بن عاص رضی اللہ عنہ:

اس سال امیر حج سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے اور حاکم مدینہ بھی سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ حاکم کوفہ زیاد کے بعد عبداللہ بن خالد اور حاکم بصرہ سمرہ تھا اور حاکم خراسان خلیفہ بن عبداللہ حنفی تھے۔

۵۴ھ کے واقعات

جزیرے سے مسلمانوں کی واپسی:

اس سال محمد بن مالک نے زمین روم میں جاڑا بسر کیا اور معن بن یزید سلمی نے گرمیوں میں جہاد کیا۔ جنادہ بن ابی امیہ نے دریا میں قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ ارواد کو فتح کیا۔ مسلمان اس جزیرے میں مدتوں مقیم رہے تقریباً سات برس تک مجاہدین جیر انھیں لوگوں میں سے ہیں اور زوجہ کعب کا بیٹا تبیع کہتا تھا کہ دیکھو یہ زینہ جب اُکھڑ جائے گا تو ہم لوگ اس جزیرے سے واپس ہوں گے ایک شدت کی آندھی آئی اور وہ زینہ اکھڑ گیا۔ ادھر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سنائی آئی اس کے ساتھ ہی یزید کا خط پہنچا کہ سب لوگوں کو جزیرے سے چلا آنا چاہیے سب واپس ہو گئے پھر وہ آباد نہ ہوا ویران ہو گیا اور اہل روم کو اطمینان نصیب ہوا۔

مروان نے کہا: اے ابا عثمان میرا گھر کھودنے کا تم کو حکم ہوا اور تم نے نہ کھودا اور مجھ سے ذکر بھی نہ کیا۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسا نہ تھا کہ تمہارا گھر کھود ڈالتا یا اپنا احسان جتاتا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو منظور یہ تھا کہ میرے اور تمہارے درمیان عداوت پڑ جائے۔

مروان نے کہا: میرے ماں باپ تم پر فدا ہو جائیں تم تو ہم سے بھی زیادہ تعلقات و اولاد رکھتے ہو۔

آخر مروان سعید کا گھر بغیر کھودے واپس چلا آیا۔ سعید معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ابا عثمان کہو تو عبدالملک کا کیا حال ہے۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی خدمت بجالانے آپ کے احکام کے نافذ کرنے میں سرگرم ہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مروان کی وہ مثل ہے کہ پکی پکائی روٹی ملی چکھنے لگے۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں امیر المومنین ایسا نہیں ہے اسے تو ایسی قوم سے سابقہ پڑا ہے کہ نہ وہاں تازیانہ چل سکتا ہے نہ تلوار کھینچنا درست ہے ان کے پیش کش و ہدایا تیر بہدف ہیں بعض مفید ہیں تمہارے لیے اور بعض مضر۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مروان میں اور تم میں منافرت کیونکر پیدا ہوئی۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے اپنی عزت کا مجھ سے خوف تھا مجھے اپنی عزت کا اس سے خوف تھا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم اس سے کیونکر پیش آنا چاہتے ہو۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے حاضر و غائب خوش رکھنا چاہتا ہوں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابا عثمان ہم کو اس مصیبت میں تم نے چھوڑ دیا۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں امیر المومنین ایسا ہی ہے میں نے اپنا بار اٹھا لیا۔ اب مجھے احتیاط کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور میں تو آپ کا عزیز قریب تھا۔ آپ پکارتے تھے تو حاضر ہو جاتا اگر مجھ سے آپ دور رہتے تو عرض حال کیے جاتا۔[1]

عبیداللہ بن زیاد:

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے سمرہ بن جندب کو بصرہ سے معزول کر کے عبداللہ بن عمرو بن غیلان کو مقرر کیا اس نے خدمت شرط پر عبداللہ بن حصن کو مقرر کیا۔ ابن غیلان چھ مہینے تک امیر بصرہ رہا۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن زیاد کو والی خراسان مقرر کیا یہ زیاد کے مرنے کے بعد عبیداللہ امیدوار ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے بھائی نے کوفہ کی حکومت پر کسے اپنا جانشین کیا۔

عبیداللہ نے کہا: عبداللہ بن خالد بن اُسید کو۔

پھر پوچھا: بصرہ کا حاکم کسے مقرر کیا۔

---

[1] یہ فقرے ابن اثیر نے چھوڑ دیے ہیں۔ (مترجم)

کہا: سمرہ بن جندب فزاری کو۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے باپ نے تم کو خدمت دی ہوتی تو میں بھی دیتا۔

عبیداللہ نے کہا: خدا کے لیے بتایئے آپ کے بعد کوئی مجھ سے کہے کہ تمہارے باپ اور چچا نے تم کو خدمت دی ہوتی تو میں بھی دیتا اس کا کیا جواب دوں۔

امارت خراسان پر عبیداللہ بن زیاد کا تقرر:

اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی عادت یہ تھی جہاں کسی شخص کو بنی حرب میں سے سرفراز کرنا چاہا پہلے اسے طائف کی حکومت عطا کی۔ اگر دیکھا کہ اس نے کام اچھا کیا اور پسند آ گیا تو مکہ کا حاکم بھی اسے بنا دیا اگر اس نے مکہ میں بھی اچھی طرح حکومت کی اور جس خدمت پر مامور ہوا اسے خوبی کے ساتھ بجالایا تو اس کی حکومت میں مدینہ کو بھی منضم کر دیا۔ تو جہاں کسی شخص کو طائف میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا لوگ کہنے لگے ابجد شروع ہوئی۔ جب مکہ کی امارت بھی اسے ملی تو سب کہتے تھے اب قرآن کی نوبت آئی۔ جب مدینہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گیا تو کہتے تھے اب یہ فاضل ہو گیا۔

ابن زیاد کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

غرض عبیداللہ کی تقریر سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے والی خراسان مقرر کر دیا۔ پھر یہ کہا ''تمہارے لیے بھی میرے وہی احکام ہیں جو احکام میرے دوسرے عہدیداروں کے لیے ہیں اس کے علاوہ تمہاری قرابت کے لحاظ سے تمہیں میں وصیت کرتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ خصوصیت ہے قلیل کے لیے کثیر کو ہرگز نہ چھوڑنا اور اپنے نفس کا محاسبہ اپنے ہی نفس سے کرنا اور تمہارے اور دشمن کے درمیان جو معاملہ ہو اس میں وفائے عہد کا لحاظ رکھنا کہ اس پر تم پر اور تمہارے سب سے ہم پر بوجھ کم پڑے گا اور لوگوں کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھنا کہ تم کو ان کے حالات معلوم ہوتے رہیں گے وہ اور تم برابر ہو اور جب کسی مہم کا قصد کرنا تو لوگوں پر اسے ظاہر کر دینا کسی صاحب غرض کا اس میں دخل نہ ہونے پائے اور جب اس مہم کو انجام دینا تمہارے امکان میں ہو تو ہرگز تمہاری بات کو کوئی رد نہ کرنے پائے اور جنگ میں اگر دشمن زمین کے اوپر تم پر غالب بھی ہو جائیں تو یہ سمجھ رکھو کہ زمین کے اندر وہ تم پر غالب نہیں ہو سکتے اگر تمہارے رفقاء پر ایسا وقت پڑ جائے کہ اپنی جان سے تم کو ان کی مدد کرنا پڑے تو ایسا ہی تم کو کرنا چاہیے اور کند تلوار بھی اگر کاٹ نہ سکتی ہو قبضہ سے جدا نہ کرنا اور خوف خدا کرنا اور اس سے بڑھ کر کسی چیز کو نہ سمجھنا کہ خوف خدا میں بے شک ثواب ہے اور آبرو کو اپنی داغ سے بچائے رکھنا اور کسی سے عہد کرنا تو اسے پورا کرنا اور اپنے کسی عزم کو جب تک مصمم نہ ہونے پائے ظاہر نہ کرنا۔ جب ظاہر ہو جائے تو ہرگز کوئی مخالفت نہ کرنے پائے اور جب دشمن سے لڑائی چھڑ جائے تو جتنی فوج تمہارے پاس ہے اس سے زیادہ ہونی چاہیے اور تقسیم غنیمت قرآن کے موافق ہونی چاہیے اور کسی کو ایسی چیز کا لالچ نہ دینا جس کا مستحق وہ نہ ہو اور نہ کسی کو اس کے حق سے مایوس کرنا''۔ یہ کہہ کے اسے رخصت کیا۔

ابن زیاد کی روانگی خراسان:

۵۳ھ کے آخر کا یہ واقعہ ہے عبیداللہ کا سن اس زمانے میں پچیس برس کا تھا اپنے روانہ ہونے سے پیشتر اسلم بن زرعہ کلابی کو اس نے خراسان کی طرف روانہ کیا پھر خود شام سے خراسان روانہ ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ جعد بن قیس نمری زیاد کا مرثیہ پڑھتا ہوا

چلا عبیداللہ ایک وجیہہ شخص تھا عمامہ سر پر رکھے ہوئے تھا۔ جعد کے اس مرثیہ[1] پر اس دقر رویا کہ عمامہ سر سے گر گیا۔ خراسان جب پہنچا تو نہر ترکستان کو کوہستان بخارا تک اونٹوں پر اس نے قطع کیا۔

بخارا کی فتح:

اور مسلمانوں میں وہ پہلا شخص ہے جس نے لشکر کے ساتھ بخارا کے پہاڑوں کو طے کیا اور وہاں جا کر رامیثن اور نصف بیکند کو ملک بخارا میں سے فتح کر لیا۔ پھر بخاریہ کو اسیر کیا (بخارا کے تیر انداز وقدر افگن) جو عبیداللہ کے ساتھ بصرہ میں آئے تھے سب دو ہزار تھے انہیں کو بخاریہ کہتے ہیں۔ عبیداللہ بن زیاد جب بخارا میں لڑ رہا تھا تو ترکوں نے ایسی جلدی کی کہ اس نے ایک جراب پاؤں میں پہنی اور دوسری وہیں رہ گئی اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگی اس جراب کی قیمت دو لاکھ درہم اٹھی۔

عبیداللہ بن زیاد کی شجاعت:

عبادہ بن حصن اسی لشکر میں تھا وہ کہتا ہے میں نے عبیداللہ بن زیاد سے بڑھ کر کسی کو جری نہیں دیکھا ترکوں کی فوج سے لڑتے ہوئے خراسان میں اسے میں نے دیکھا۔ ان پر حملہ کرتا تھا۔ برچھیاں مارتا تھا اور ہم لوگوں کی نگاہوں سے چھپ جاتا تھا۔ پھر اپنا خون آلودہ علم بلند کرتا تھا۔ ترکوں کی فوج جو عبیداللہ کے زمانے میں بخارا میں تھی یہ خراسان کی انھیں فوجوں میں سے تھی جو کمک کے لیے رکھی گئی تھیں۔ یہ سب پانچ فوجیں تھیں چار فوجوں سے احنف بن قیس نے مقابلہ کیا۔ ایک فوج سے تو کوہستان وابرشہر میں جنگ ہوئی۔ اور باقی تین فوجوں سے مرغاب میں۔ اور پانچویں فوج زحف قارن تھی جسے عبداللہ بن حازم نے منتشر کر دیا عبیداللہ بن زیاد خراسان میں دو برس رہا۔

امیر حج مروان بن حکم:

اس سال مروان امیر حج تھا اور مدینہ کا حاکم بھی وہی تھا اور کوفہ کا حاکم عبداللہ بن خالد تھا۔ بعض مورخین ضحاک بن قیس کا نام لیتے ہیں اور بصرہ میں عمرو بن غیلان تھا۔

۵۵ھ کے واقعات

اس سال سفیان بن عوف ازدی نے جاڑے روم میں بسر کیے کوئی کہتا ہے نہیں عمرو بن محرز نے اس سال کے جاڑوں میں وہاں قیام کیا کوئی کہتا ہے عبداللہ فزاری نے وہاں جاڑا کاٹا۔ کوئی مالک بن عبداللہ کا نام لیتا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن غیلان کی معزولی:

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمرو بن غیلان کو بصرہ سے معزول کر کے عبیداللہ بن زیاد کو والی بصرہ مقرر کیا وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ بن عمرو بصرہ کے منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص نے بنی ضبہ میں سے (یا بنی ضرار میں سے کسی نے جس کا نام خیبر بن ضحاک تھا) اسے ایک سنگریزہ کھینچ مارا۔ عبداللہ نے اس کا ہاتھ کٹوا ڈالا بنوضبہ نے اس سے آ کر کہا کہ ہماری برادری کے ایک شخص

---

[1] ۔۔۔ نے جو زیاد بن ابیہ کا مرثیہ کیا ہے وہ طبری نے نقل کیا ہے اس کے ترجمہ کی ضرورت نہ تھی ترک کر دیا گیا۔ (مترجم)

سے جو خطا ہونے والی تھی ہوگئی اور امیر نے سزا بھی اسے قرار واقعی دے دی لیکن اب ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ یہ خبر امیر المومنین کو پہنچ جائے گی تو وہاں سے بھی کوئی عذاب کسی خاص شخص پر یا برداری پر نازل ہو جائے گا۔ اس لیے آپ مناسب سمجھیں تو خود ہی امیر المومنین کے نام ایک خط لکھ کر ہمیں دے دیجیے ہم اپنے لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ بھجوا دیں گے۔ مطلب یہ ہو کہ شبہ سے ہاتھ کاٹا گیا ہے جرم واضح نہیں ہے عبداللہ بن عمرو نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھ کر انہیں دے دیا سال بھر یا چھ مہینے یہ خط پڑا رہا اس کے بعد عبداللہ خود معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا یا یہ واقعہ لکھ کر روانہ کر دیا اور بنی ضبہ بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انھوں نے کہا امیر المومنین عبداللہ نے ہمارے ایک بھائی کا ہاتھ ناحق کٹوا ڈالا۔ یہ خط ان کا آپ کے نام موجود ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر کہا کہ میرے مقرر کیے ہوئے امیروں سے قصاص لیا جائے یہ تو درست نہیں۔ کسی طرح نہیں ہوسکتا ہاں اگر تم کہو تو دیت دلوا دوں۔ یہ لوگ دیت دینے پر راضی ہو گئے معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے انھیں دیت دلوا دی اور عبداللہ بن غیلان کو معزول کر دیا۔

امارت بصرہ پر ابن زیاد کا تقرر:

پھر ان سے کہا جس کو تم پسند کرو اسی کو تمہارا امیر مقرر کر دوں۔ انہوں نے کہا "امیر المومنین جسے چاہیں ہمارا امیر کر دیں" اور ابن عامر کے باب میں اہل بصرہ کی جو رائے تھے وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہلے سے معلوم تھی۔

ان سے پوچھا: کیا ابن عامر کو تم پسند کرتے ہو۔ وہ تو ایسا شخص ہے جس کی عفت وطہارت وشرف سے تم خوب واقف ہو۔

سب نے کہا: امیر المومنین ہم سے زیادہ واقف ہیں۔

ان لوگوں کے آزمانے کے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ نے بار بار اسی بات کو ان کے سامنے دھرایا پھر کہا تو لو میں نے اپنے بھتیجے عبیداللہ بن زیاد کو تمہارا امیر مقرر کیا۔ عبیداللہ نے اسلم بن زرعہ کو والی خراسان مقرر کیا یہ شخص نہ لڑا نہ کچھ فتح کیا اور عبداللہ بن حصن کو اپنا امیر شرط معین کیا پہلے زرارہ بن اوفی کو قاضی کا عہدہ دیا پھر اسے معزول کر کے ابن اُدنیہ کو مقرر کیا۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن خالد کو کوفہ سے معزول کر کے ضحاک بن قیس فہری کو اس کی جگہ مقرر کیا۔

امیر حج اس سال بھی مروان بن حکم تھا۔

۵۶ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اس سال جنادہ بن ابی امیہ نے روم میں جاڑا بسر کیا۔ بعض نے عبدالرحمن بن مسعود کا نام لیا ہے اور سمندر میں یزید بن شجرہ رہاوی نے اور خشکی میں عیاض بن حارث نے رومیوں سے جنگ کی۔

اور اسی سال ولید بن عقبہ بن ابی سفیان نے امامت حج کی۔

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجب میں عمرہ کیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا استعفیٰ وتقرری:

اس سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد کیا اور لوگوں سے اس کے لیے بیعت لی اس کا سبب یہ ہوا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے

معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ضعیفی کی شکایت کی اور مستعفی ہونا چاہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے استعفیٰ منظور کر لیا اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مقرر کرنا چاہا یہ خبر ابن اختیس کا تب مغیرہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی یہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اس سے یہ حال بیان کر دیا اس وقت سعید کے پاس ربیع یا ربیعہ خزاعی بیٹھا ہوا تھا اس نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ میں سمجھا ہوں کہ امیر المومنین تم سے آزردہ ہیں۔ میں نے تمہارے کاتب ابن ختیس کو سعید بن عاصؓ کے پاس دیکھا اس سے یہ کہہ رہا تھا کہ امیر المومنین اب تم کو کوفہ کا امیر کرنے والے ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسے تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ پھر بڑے استحکام کے ساتھ واپس آنے والا ہے ٹھہرو میں یزید کے پاس جاتا ہوں مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے پاس جا کر بیعت لینے کا ذکر کیا۔ یزید نے یہ ذکر اپنے باپ تک پہنچا دیا اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ ہی کو امارت کوفہ پر واپس کیا اور حکم دیا کہ یزید کی بیعت کے لیے کچھ فکر کرے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کا دورہ کوفہ میں ہوا تو ابن ختیس نے آ کر کہا۔ واللہ! میں نے کوئی خیانت و بے وفائی آپ کے ساتھ نہیں کی نہ آپ کی امارت کو میں برا سمجھتا ہوں بات اتنی ہے کہ سعید بن عاص کا مجھ پر احسان ہے انھوں نے میرے لیے زحمت اُٹھائی ہے۔ میں نے ان کی شکر گزاری کر دی مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فکر کی اور اسی باب میں ایک قاصد بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کی جانشینی کے متعلق مشورہ:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو خط لکھ کر اس باب میں مشورہ اس سے کیا زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا کہ مشورہ کے لیے کوئی نہ کوئی امین ضرور ہو جاتا ہے دو عادتیں ایسی ہیں جس نے لوگوں کو خراب کر رکھا ہے افشائے راز اور نا اہل کی خیر خواہی بس محرم راز اگر ہو سکتے ہیں تو دو شخص ہو سکتے ہیں ایک تو مرد دیندار جو آخرت کا امیدوار ہو دوسرے دنیا دار شریف النفس جسے اپنی عزت کے بچانے کی عقل ہو۔ میں نے یہ دونوں وصف تم میں دیکھے اور مجھے پسند آئے اس وقت میں نے تم کو ایک ایسی بات کہنے کے لیے لکھا ہے کہ یزید کے لیے بیعت لینے کا انھوں نے ارادہ مصمم کر لیا ہے اور ان کو لوگوں کے بیزار ہونے کا خوف بھی ہے اور ان کے اتفاق کرنے کی آرزو بھی ہے اور اس باب میں مجھ سے مشورہ طلب کرتے ہیں لیکن اسلام کا تعلق اور ذمہ داری بہت بڑی چیز ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ یزید کی طبیعت میں کاہلی و سہل انگاری بہت ہے اس پر طرہ یہ کہ سیر و شکار کا گرویدہ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میری طرف سے امیر المومنین کے پاس جاؤ اور یزید کے حالات جو میں نے بیان کیے ہیں ان سے بیان کر دو اور یہ کہو کہ ابھی تامل کیجیے آپ جو چاہتے ہیں یہ بات ہو کر رہے گی۔ جلدی نہ کیجیے۔ جس تاخیر میں مطلب ہو وہ اس تعجل سے بہتر ہے جس میں مقصود کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو''۔

عبید نے کہا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور بات آپ کے خیال میں نہیں۔

زیاد نے کہا: اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

عبید بن کعب عمیری کی رائے:

عبید نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے پر اعتراض نہ کرنا چاہیے ان کے بیٹے کی طرف سے ان کو نفرت دلانا مناسب نہیں ہے۔ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے چھپ کر یزید سے ملاقات کروں گا اور تمہاری طرف سے کہوں گا اس سے کہ ''امیر المومنین نے تمہاری بیعت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے بعض امور سے لوگ بیزار ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری بیعت میں وہ

مخالفت کریں گے میری رائے یہ ہے کہ جن باتوں سے لوگ بیزار ہیں تمہیں چاہیے کہ وہ سب باتیں ترک کر دو۔ اس سے امیر المومنین کی بات بالا ہو جائے گی اور تم جو چاہتے ہو وہ کام بھی آسانی سے ہو جائے گا اس طرح کرنے میں تم یزید کے بھی خیر خواہ ٹھہرو گے اور امیر المومنین کو بھی خوش رکھو گے اور ذمہ داری امت اسلام کا جو تمہیں خوف ہے اس سے بھی بچے رہو گے۔

یزید کی جانشینی کے متعلق زیاد کا جواب:

زیاد نے کہا: ''تمہاری رائے تیر بہدف ہوگئی بس اب خیر و برکت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ اگر بہتری ہوئی تو کیا پوچھنا۔ جو چوک ہوگئی تو بھی یہ فعل بے لاگ ہوگا اور خدا نے چاہا تو خطا سے محفوظ رہے گا''۔

عبید نے کہا ''تم اپنی رائے سے یہ بات کہتے ہو خدا کو جو منظور ہے وہ غیب میں ہے''۔

عبید یزید کے پاس پہنچا اور اس سے گفتگو کی۔ اور زیاد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو تامل کرنے کے لیے لکھا اور جلدی کرنے کو منع کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو مان لیا اور یزید نے اکثر افعال کو ترک کر دیا۔ عبید جب زیاد کے پاس واپس آیا تو زیاد نے اسے جاگیر عطا کی۔

ولی عہدی کی بیعت کی کوشش:

زیاد جب مر گیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک تحریر نکالی اور لوگوں کے سامنے پڑھی اس میں یزید کے جانشین کرنے کا مضمون تھا اگر معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہو تو یزید ولی عہد ہوگا۔ یہ سن کر پانچوں شخصوں کے سوا سب لوگ یزید کی بیعت پر تیار ہو گئے۔ حسین بن علی وابن عمر وابن زبیر وعبدالرحمٰن بن ابی بکر وابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیعت نہیں کی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آ کر حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہا: اے فرزند برادر قریش میں سے پانچ شخصوں کے سوا جن کے سرگروہ تم ہو اور سب لوگ بیعت کرنے پر آمادہ ہیں۔ آخر مخالفت کرنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

کہا: میں کیا ان کا سرگروہ ہوں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! تمہیں ان لوگوں کے سرگروہ ہو۔

کہا: ان لوگوں کو بلاؤ اگر وہ بیعت کر لیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ ہوں ورنہ میرے بارے میں کسی امر کی تعجیل نہ کرنا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم ایسا کرو گے؟

کہا: ہاں!

یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ **لیا کہ** کسی سے ان باتوں کا ذکر نہ کریں۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے پہلے انکار کیا آخر قبول کر لیا اور باہر نکل آئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا جواب:

یہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی تاک میں راہ میں بٹھا دیا تھا۔ اس نے پوچھنا شروع کیا کہ تمہارے بھائی ابن زبیر رضی اللہ عنہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا معاملہ ہے اور اصرار کرتا ہی رہا آخر کچھ مطلب پا گیا اب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن

زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔

ان سے کہا پانچ شخصوں کے سوا جن کے تم سرگروہ ہو سب لوگ اس امر پر آمادہ ہیں آخر مطلب مخالفت کرنے سے تمہارا کیا ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں ان کا سرگروہ ہوں۔

کہا: ہاں! تمہیں ان کے سرگروہ ہو۔

کہا: ان سب کو بلاؤ وہ بیعت کرلیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ ورنہ میرے بارے میں کسی امر کی تعجیل نہ کرنا۔

کہا: کیا تم ایسا کرو گے؟

کہا: ہاں!

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے وعدہ لیا کہ کسی سے ان باتوں کا ذکر نہ کریں گے۔

کہا: اے امیر المومنین! ہم لوگ خدا عزوجل کے حرم میں ہیں اور خدا سبحانہ تعالیٰ کے نام پر عہد کرنا امر عظیم ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عہد سے انکار کیا اور باہر چلے گئے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی گوشہ نشینی:

اب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ اور ان کے ساتھ بہت نرمی سے باتیں کیں۔

کہا میں نہیں چاہتا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بعد اس طرح چھوڑ جاؤں۔ جیسے گلہ گوسپند جس کا چرواہا کوئی نہ ہو اور قریش میں پانچ شخصوں کے سوا جن کے سرگروہ تم ہو سب لوگ اس امر پر آمادہ ہیں۔ آخر مخالفت کرنے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسی بات کیوں نہ کروں جس میں کچھ برائی بھی نہیں خونریزی بھی نہ ہو تمہارا کام بھی ہو جائے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔

کہا: اپنی کرسی باہر نکالو میں یہ کر تم سے اس بات پر بیعت کرلوں گا کہ تمہارے بعد جس بات پر قوم اتفاق کرے گی میں بھی اس اتفاق میں داخل ہو جاؤں گا۔ واللہ تمہارے بعد اگر کسی غلام حبشی پر بھی قوم کا اجماع ہو جائے گا تو میں بھی اس اجماع میں داخل ہوں گا۔

کہا: تم ایسا کرو گے؟

کہا: ہاں! ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر باہر نکل آئے گھر پر آ کر دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے۔ لوگ آیا کرتے تھے تو اجازت نہ ملتی تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو قتل کی دھمکی:

اب معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ کہا اے پسر ابی بکر رضی اللہ عنہ کس دل سے کس جگر سے میری مخالفت تم کر رہے ہو۔

کہا میں سمجھتا ہوں میرے حق میں یہی بہتر ہے۔

کہا میں ارادہ کر چکا ہوں کہ تم کو قتل کروں گا۔

کہا: تو ایسا کرے گا تو ساتھ ہی خدا تجھ پر دنیا میں لعنت بھی بھیجے گا اور آخرت میں تجھے دوزخ میں ڈال دے گا۔

اس روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں ہے۔

اس سال مدینہ کا عامل مروان بن حکم تھا۔ کوفہ پر ضحاک بن قیس۔ بصرہ پر عبیداللہ ابن زیاد۔ خراسان پر سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ۔

سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاب:

سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے حکومت خراسان طلب کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہاں تو عبیداللہ بن زیاد ہے۔

سعید نے کہا: سنو! تم سے میرے باپ نے سلوک کیا اور تمہیں اس قدر بلند کیا کہ تم ان کے سلوک کے سبب سے اس حد تک پہنچ گئے جسے کوئی پا نہیں سکتا نہ کوئی برابری کر سکتا ہے تم نے ان کی جانفشانی کا کچھ عوض ان کے احسانوں کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور مجھ پر اس کو یعنی یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقدم کر دیا اور اس کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔ واللہ! میرا باپ اس کے باپ سے میری ماں اس کی ماں سے میں خود اس سے بہتر ہوں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے باپ کی جانفشانی کا عوض کرنا مجھ پر واجب ہے۔ یہ بھی تو اس کا عوض تھا کہ میں نے ان کے خون کا بدلہ لیا۔ یہاں تک کہ تمام امور سلجھ گئے۔ اور اپنے اس طرح آمادہ ہو جانے پر مجھ کچھ بھی پشیمانی نہیں ہوئی۔ اپنے باپ کو اس کے باپ سے جو تم نے افضل کہا تو واللہ! تمہارے باپ مجھ سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔ اپنی ماں کو اس کی ماں سے جو تم نے بہتر کہا تو اس کا بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ زن قرشیہ بہتر ہے زن کلبیہ سے۔ تم خود کو جو اس سے بہتر کہتے ہو۔ میں اس بات کو نہیں پسند کرتا کہ تم سا شخص اور یزید کے معاملہ میں خرابی ڈالے۔

امارت خراسان پر سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کا تقرر:

یہ سن کر یزید نے کہا: امیر المومنین یہ تو آپ کا ابن عم ہے آپ سے بڑھ کر کون ان کے حال پر نظر التفات کر سکتا ہے' میرے بارے میں یہ آپ سے خفا ہیں۔ ان کو راضی کر لیجیے۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید کو خراسان کے جنگ وجدال کا اور اسحاق بن طلحہ کو خراج کا حاکم مقرر کر دیا۔ اسحاق معاویہ رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں ان کی ماں ام ابان عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہیں۔ جب رے میں اسحاق پہنچے تو انتقال کیا اور سعید ہی خراج و جنگ خراسان کے حاکم مقرر ہوئے۔

سعید جب خراسان کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو ان کے ساتھ یہ سب لوگ بھی تھے:

اوس بن ثعلبہ تیمی صاحب قصر اوس

طلحہ بن عبیداللہ بن خلف خزاعی

مہلب بن ابی صفرہ

ربیعہ بن عسل خاندان بنی عمرو بن یربوع سے

ابن عثمان رضی اللہ عنہ اور اہل صغد کا مقابلہ:

بطن تلخ کے مقام میں اعرابیوں کا ایک گروہ قافلہ خارج کی رہزنی کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے سعید سے کہا کہ یہاں ایک گروہ ہے

جو قافلہ خارج کی رہزنی کیا کرتا ہے ان کے سبب سے راہ پر خطر ہوگئی ہے ان کو بھی اپنے ساتھ ہی لیتے جاؤ۔ سعید نے ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے لیا یہ سب بنی تمیم میں سے تھے انھیں لوگوں میں مالک بن زیب مازنی تھا۔ اس کے ساتھ ایسے ایسے جوان تھے جن کے باب میں چند شعر کسی نے کہے ہیں۔ سعید نے سمرقند تک نہر کو قطع کیا یہاں اہل صغد مقابلہ کو نکلے۔ شام تک سب اپنے اپنے مقام پر جمے رہے پھر بغیر جنگ کیے واپس ہوگئے۔ اس پر مالک بن زیب نے سعید کی ہجو میں کچھ شعر کہے:

''اہل صغد کے مقابلہ میں دن بھر تو بزدلی سے کھڑا ہوا کانپتا رہا۔ مجھے تو یہ خوف ہوا کہ کہیں تو بھی عیسائی نہ ہو جائے''۔

اہل صغد کی شکست:

دوسرے دن سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ نے صف آرائی کی اور قوم صغد نے مبارزطلبی کی۔ سعید نے جنگ کی۔ دشمنوں کو شکست دی۔ ان کے شہر کو محصور کر لیا۔ آخر انہوں نے صلح کر لی۔ اور پچاس لڑکے امراو عمائد شہر کے سعید کے پاس بطور یرغمال بھیج دیئے۔ سعید نے نہر کو عبور کر کے ترمذ میں مقام کیا۔ پھر بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ساتھ ایفائے عہد کریں ان سب لڑکوں کو ساتھ لیے ہوئے مدینہ چلے آئے۔

سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کا خراسان سے فرار:

سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ جب خراسان میں داخل ہوئے ہیں تو یہاں اسلم بن زرعہ کلابی عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ اب بھی اسلم اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ آخر عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے دوسرا فرمان ولایت خراسان کا اسلم ہی کے نام پر آیا۔ سعید نے جب یہ دیکھا تو راتوں رات خراسان سے نکل گئے۔ سعید کی ایک کنیز حمل سے تھی اسی رواروی میں اس کے پیٹ سے بچہ نکل پڑا۔ سعید کہا کرتے تھے اس لڑکے کے بدلے بنی حرب کے ایک شخص کو میں ضرور قتل کروں گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اسلم کی شکایت انھوں نے پیش کی۔ اس پر تمام بنی قیس برافروختہ ہوگئے۔ ہمام بن قبیصہ نمری معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا اس کی دونوں آنکھیں مارے غصہ کے لال ہو رہی ہیں۔ کہا کہ اے ہمام آنکھیں تمہاری سرخ ہو رہی ہیں۔ ہمام نے جواب دیا کہ صفین میں تو اس سے زیادہ سرخ تھیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات سے صدمہ ہوا۔ جب سعید نے یہ دیکھا تو اسلم کی شکایت سے باز آئے۔ غرض اسلم ہی دو برس تک ابن زیاد کی طرف سے خراسان کا حاکم رہا۔

باب ۶

عبداللہ بن زیاد

۵۷ھ کے واقعات

مروان بن حکم کی معزولی:

اس سال عبداللہ بن قیس نے سرزمین روم میں جاڑا بسر کیا ذیقعدہ میں مروان حکومت مدینہ سے معزول ہوا۔ مؤرخین میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ کا حاکم کیا۔ بعض کہتے ہیں اس سال بھی مدینہ مروان کی حکومت میں رہا۔ کوفہ کا حاکم ضحاک بن قیس اور بصرہ کا عبیداللہ بن زیاد تھا۔ سعید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس سال والی خراسان تھے۔

۵۷ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اس سال کے ذیقعدہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو معزول کر کے ولید کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ اس سال کوئی کہتا ہے کہ یزید بن شجرہ دریا میں کشتیوں میں قتل ہوئے کوئی بیان کرتا ہے کہ عمرو بن یزید جہنی نے اس سال زمین روم میں جاڑا بسر کیا تھا وہی قتل بھی ہوئے کسی کا قول ہے جنادہ بن ابی امیہ نے اس سال دریا میں رومیوں سے جنگ کی تھی۔

اس سال ولید بن عتبہ بن ابی سفیان امیر حاج تھا۔

خوارج کی رہائی:

اس سال معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ ثقفی کو کوفہ کا حاکم کر کے ضحاک بن قیس کو وہاں کی حکومت سے معزول کیا۔ یہ عبدالرحمٰن معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام الحکم کا بیٹا ہے اس کے عہد میں اسی سال یہ واقعہ گذرا کہ جن خوارج نے مستورد سے بیعت کی تھی ان میں سے جو لوگ مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ لگ گئے تھے انھیں مجلس میں ڈال دیا تھا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد وہ قید خانہ سے نکل آئے تھے اب ان لوگوں نے خروج کیا۔ حیان بن ظبیان سلمی نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور حمد وثنائے باری تعالیٰ بجالایا پھر کہا:

خدائے عزوجل نے ہم سب پر جہاد واجب کیا ہے ہم میں سے کچھ اپنی جان نثار کر چکے اور کچھ منتظر ہیں۔ وہ نیک بندے تھے جو اپنے مرتبہ پر فائز ہو چکے اب جو شخص ہم میں سے منتظر ہے وہ بھی انہیں میں سے ہے جو اپنی جان نثار کر چکے اور نیکی میں سبقت لے گئے۔ تو اب جو شخص تم میں خدا کا اور اس کے ثواب کا طالب ہو اسے چاہیے کہ اپنے ساتھیوں اپنے بھائیوں کی راہ پر چلے خدا اسے ثواب دنیا اور بہترین ثواب آخرت عطا کرے گا۔ خدا نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

حیان بن ظبیان خارجی کی بیعت:

معاذ بن جوین طائی نے کہا: اے اہل اسلام اگر ظالموں کے مقابلہ میں جہاد کو ترک کرنے میں ان کے ظلم و جور پر طرح دینے میں کوئی بھی عذر ہمارے پاس عنداللہ ہوتا تو جہاد کرنے سے نہ کرنا بہت ہی آسان تھا لیکن ہم خوب جانتے ہیں اور ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ کوئی عذر ہمارے پاس نہیں ہے۔ خدا نے ہمیں دل و دماغ و سماعت اس لیے عنایت کی ہے کہ ہم ظلم کو برا سمجھیں' جور کو نام رکھیں ظالموں سے جہاد کریں۔ یہ کہہ کر کہا اپنا ہاتھ لاؤ ہم سب تم سے بیعت کرتے ہیں۔ معاذ نے اس سے بیعت کی۔

پھر سب لوگوں نے حیان بن ظبیان کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ اور اس سے بیعت کی۔ یہ واقعہ عبدالرحمٰن بن ام الحکم کی امارت کا ہے۔ جس کا رئیس شرط زائدہ بن قدامہ ثقفی تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد یہ لوگ معاذ بن جوین کے گھر میں جمع ہوئے۔

حیان بن ظبیان نے کہا: بندگانِ خدا اپنی رائے مجھ سے بیان کرو کہ کس مقام سے خروج کرنے کا مشورہ تم مجھے دیتے ہو۔

معاذ کی رائے:

معاذ نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگوں کو یہاں سے مقام حلوان میں لے چلئے۔ وہیں ہم اتر پڑیں۔ یہ قریہ میدان اور پہاڑ کوفہ اور رے کے درمیان واقع ہے کوفہ اور رے اور پہاڑوں اور اضلاع میں جو لوگ ہماری رائے سے اتفاق رکھتے ہیں وہ سب ہم سے آملیں گے۔

خروج کے متعلق حیان کا مشورہ:

حیان بن ظبیان نے کہا جب تک لوگ جمع ہوں دشمن آپڑے گا میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ اتنی مہلت تمہیں نہ دیں گے کہ تمہارے پاس لوگ جمع ہوں۔ ہاں میری رائے یہ ہے کہ تم سب کو لے کر کوفہ وسبخہ یا زرارہ وحیرہ کے اطراف میں نکل جاؤں۔ پھر ہم سب مل کر ان لوگوں سے یہاں تک قتال کریں کہ اپنے پروردگار سے جاملیں۔

وجہ یہ ہے کہ بخدا مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ جو سو سے بھی کم ہو دشمن کو نہ شکست دے سکتے ہو نہ کوئی ضرر شدید پہنچا سکتے ہو۔ ہاں! خدا دیکھ لے گا کہ اس کے دشمن اور اپنے دشمن سے جہاد کرنے میں تم نے اپنی جائیں مصیبت میں ڈالیں تو یہ تمہارا ایک عذر ہو جائے گا اور تم گناہ سے بری ہو جاؤ گے۔

سب نے کہا: جو تمہاری رائے وہی ہماری بھی رائے ہے۔

عتریس بن عرقوب شیبانی کا اختلاف:

عتریس بن عرقوب شیبانی نے کہا۔ میری تو یہ رائے نہیں ہے جو تم لوگوں کی ہے۔ اپنی رائے پر خوب غور کر لو۔ جنگ و جدال میں جو تجربہ و معرفت مجھ کو حاصل ہے تم اس سے ناواقف نہیں ہو۔

سب نے کہا: ہاں جیسا تم نے بیان کیا تم ویسے ہی ہو اچھا تمہاری کیا رائے ہے۔

کہا: میری رائے یہ نہیں ہے کہ شہر میں تم خروج کرو۔ بہت لوگوں میں تم تھوڑے سے آدمی ہو۔ بخدا اس سے زیادہ تم کچھ نہیں کر سکتے کہ خود کو دشمنوں کے حوالے کر دو اور ان کے ہاتھ سے قتل ہو کر ان کا دل خوش کر دو۔ یہ تو کوئی طریقہ لڑائی کا نہیں ہے۔ جب ہم نے یہ قصد کیا ہے کہ اپنی قوم پر خروج کریں تو ایسی چال دشمنوں کے ساتھ کرو جس سے ان کو ضرر پہنچے۔

پوچھا: پھر کیا رائے ہے؟

کہا: اس قریہ کی طرف نکل چلو جہاں اترنے کا مشورہ معاذ نے دیا ہے یعنی حلوان یا عین التمر میں ہم سب کو لے چلو۔ وہیں ہم لوگ مقیم ہو جائیں۔ یہ خبر جب ہمارے مسلمان بھائی سنیں گے تو اطراف واکناف سے ہمارے پاس آ جائیں گے۔

حیان بن ظبیان کا مشورہ:

حیان بن ظبیان نے کہا: ان دونوں مقاموں سے کسی مقام میں تم ہم سب کو اور تمام اپنے رفقاء کو لے کر چلو تو واللہ وہاں اطمینان سے دم لینا بھی نصیب نہ ہوگا کہ شہر کے شہسوار جوق در جوق ہمارے تعاقب میں پہنچیں گے پھر تم کیونکر اپنا حوصلہ نکالو گے۔

واللہ تم لوگ شمار میں اتنے نہیں کہ دنیا میں ظالموں بدکاروں پر فتح پانے کی امید کر سکو۔ بس اسی شہر کی کسی جہت میں نکل کھڑے ہو اور جو لوگ طاعت الٰہی کی مخالفت کر رہے ہیں۔ بحکم خدا ان سے لڑلو۔ اب انتظار و تاخیر نہ کرو۔ تم دوڑتے ہوئے بہشت میں چلے جاؤ گے اور اس فتنہ و بلا سے اپنا دامن چھڑا لو گے۔

خوارج کا اجتماع:

سب نے کہا جب ہمیں سوا اس کے کوئی چارہ نہیں ہے تو پھر ہم تمہارے خلاف کوئی بات ہرگز نہ کریں گے۔ اب جدھر جی چاہے ہم کو لے چلو۔ کچھ دنوں اور تامل کرنے کے بعد ربیع الآخر کی پہلی تاریخ پسر ام الحکم کے عہد ولایت کے آخری سال میں یہ سب لوگ خیان بن ظبیان کے پاس جمع ہو گئے۔

حیان بن ظبیان نے کہا: بھائیو! حق تعالیٰ نے امر خیر کے لیے اور امر خیر پر تم کو جمع کر دیا ہے قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب سے شرف اسلام مجھ کو حاصل ہوا ہے۔ دنیا کی کسی چیز سے میں اس قدر خوش نہیں ہوا جتنا ان ظالموں بدکاروں پر اس خروج کرنے سے خوش ہوا۔

واللہ! اگر دنیا و مافیہا مجھے ملتی ہو اور اس خروج میں شہادت سے محروم رہوں تو مجھے منظور نہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ یہاں سے نکل کر دار جریر کے پہلو میں اتر پڑیں۔ جب لوگ لڑنے آئیں تو لڑلو۔

عتریس نے کہا: اگر اس طرح ناف شہر میں ہم قتال کریں گے تو مرد تو تلواروں سے اور عورتیں اور بچے اور چھوکریاں کوٹھوں پر چڑھ کر پتھروں سے ہم کو ماریں گی۔

یہ سن کر انہیں میں سے ایک شخص بولا: پھر تو ہمیں پشت شہر کے قلعہ کی طرف لے چلو۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اب موضع زرارہ واقع ہے۔ اس زمانہ میں چند ڈیروں کے سوا کچھ نہ تھا۔

معاذ بن جوین نے کہا: نہیں ہم لوگوں کو بانقیا میں جا کر اُترنا چاہیے۔ فوراً دشمن تم سے لڑنے کو آ پڑے گا اور اس صورت میں ہم ان لوگوں کی طرف سے تو رخ کریں گھروں کو اپنی پشت پر رکھیں گے بس ان سے ایک ہی رخ سے قتال کریں گے۔

غرض سب کے سب چل کھڑے ہوئے مقابلہ کے لیے لشکر پہنچا۔ سب کے سب قتل ہو گئے۔

ام الحکم اور ابن حدیج میں تلخ کلامی:

پسر ام الحکم نے ایسی ایسی بد اطواری کی کہ اہل کوفہ نے اسے نکال دیا وہ اپنے ماموں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ

نے کہا میں اس سے بہتر ولایت مصر کا تجھ کو حاکم کر دوں گا اب یہ مصر کی طرف روانہ ہوا اور ابن حدیج سکونی یہ خبر سنتے ہی مصر سے نکلا۔ دو منزلیں طے کی تھیں کہ یہ راہ میں مل گیا ابن حدیج نے کہا جا اپنے ماموں کے پاس یہیں سے واپس چلا جا۔ ہمارے کوفی بھائیوں کے ساتھ جو بدسلوکی تو نے کی۔ ہمارے ساتھ نہیں کر سکتا۔ یہ وہیں سے واپس ہوا۔

اور ابن حدیج بھی معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملنے کو آیا۔ یہ جب آتا تھا تو رستہ آراستہ ہوتا تھا یعنی اس کے لیے قبے نصب کیے جاتے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو ام الحکم بھی وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ پوچھنے لگی۔ امیر المومنین یہ کون ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آہا ابن حدیج کہنے لگی خدا ان کا قدم نہ لائے۔ بس دور کے ڈھول سہانے۔ ابن حدیج نے کہا ام الحکم ذرا سنبھلی ہوئی۔ واللہ تو نے شوہر ایسا کیا جو شریف نہیں۔ بیٹا ایسا جنا جو نجیب نہیں تو چاہتی ہے کہ یہ لچا ہم لوگوں پر حکومت کرے اور ہمارے کوفی بھائیوں کے ساتھ جو سلوک اس نے کیا وہی ہمارے ساتھ بھی کرے خدا وہ دن نہ دکھائے۔ اگر ہم سے ایسا کرتا تو ہم بھی ایسی ڈھول جڑتے سر ہل جاتا۔ یہ حضرت جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ برا مانتے تو مانتے۔ اب معاویہ رضی اللہ عنہ نے مڑ کر بہن سے کہا کہ بس کرو۔

عروہ بن اُدیہ کی ابن زیاد سے سخت کلامی:

اس سال عبیداللہ بن زیاد نے خوارج پر بہت شدت کی۔ ایک انبوہ کثیر کو گرفتار کر کے قتل کیا ایک جماعت کو جنگ میں قتل کیا۔ سبب یہ اس کا ہوا کہ ابن زیاد اپنی گھڑ دوڑ میں آیا گھوڑوں کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک خلقت جمع تھی۔ ان میں ابو بلال کا بھلائی عروہ بن اُدیہ ابن زیاد کے پاس آ کر کہنے لگا۔ ہم سے پہلی جو قومیں گذریں ان میں پانچ خصلتیں تھیں کہ اب وہ ہم میں آ گئیں۔ یعنی کیا ہر زمین پر تم کھیل کھیل کر اپنی ایک نشانی چھوڑو گے۔ اور قلعے بنا رہے ہو شاید ہمیں تم حیا کرو گے اور جب حملہ کرو گے تو جباروں کا سا حملہ کرو گے۔ دو باتیں اور تھیں راوی کو یاد نہ رہیں۔ یہ سن کر ابن زیاد کو یہ شبہ ہوا کہ اس کے ساتھ کوئی جماعت اس کے اصحاب کی ضرور ہے ورنہ میرے ساتھ ایسی گستاخی نہ کرتا۔ گھڑ دوڑ کو چھوڑ کر ابن زیاد اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سوار ہو گیا۔

عروہ بن اُدیہ کا قتل:

عروہ سے لوگوں نے کہا تم نے یہ حرکت کی وہ ضرور تمہیں قتل کرے گا۔ یہ روپوش ہو گیا۔ اور ابن زیاد اس کی تلاش میں تھا۔ کوفہ میں جو یہ آیا تو پکڑ لیا گیا ابن زیاد کے سامنے لایا گیا اس نے حکم دیا اور اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے گئے اس کے بعد ابن زیاد نے اسے بلا کر پوچھا کہو کیسا مزاج ہے۔ عروہ نے کہا تو نے میری دنیا کو خراب کیا اور اپنی آخرت کو۔ اس بات پر اسے قتل کیا۔ پھر کسی کو اس کی بیٹی کے پاس بھیجا اور اسے بھی قتل کیا۔

ابو بلال مرداس بن اُدیہ:

اس کا بھائی ابو بلال مرداس بن اُدیہ اس سے پیشتر خوارج کے ساتھ ابن زیاد کی قید میں تھا۔ زندان کا نگران اس کی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر اسے رات کو اجازت دے دیتا تھا کہ وہ چلا جاتا تھا پھر صبح ہوتے زندان میں آ جایا کرتا تھا۔ مرداس کے دوستوں میں ایک شخص ابن زیاد کی صحبت میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ شب کو ابن زیاد نے خوارج کا ذکر کیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ صبح کو انہیں قتل کرے گا۔ یہ شخص مرداس کے گھر پر گئے۔ ان لوگوں سے یہ خبر بیان کی اور کہا مرداس سے زندان میں کہلا بھیجو کہ کسی کو وصی کرے وہ قتل کیے جائیں گے۔ مرداس نے بھی یہ بات سن لی۔ زندان کے نگران کو بھی خبر ہو گئی اسے اس پر تشویش گذری کہ مبادا مرداس کو یہ خبر ہو جائے اور وہ

صبح کو زندان میں نہ آئے۔

ابو بلال مرداس کا پابندی عہد:

جب مرداس کے واپ آنے کا وقت آیا تو دیکھا کہ وہ آ پہنچے زندان کے نگران نے پوچھا کہ امیر نے جو قصد کیا تمہیں معلوم ہے انھوں نے کہا ہاں معلوم ہے اس نے کہا پھر بھی تم چلے آئے کہا ہاں چلا آیا۔ تمہارے احسان کا عوض یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ میرے سبب سے تم کو سزا ملے۔ صبح ہوتے ہی ابن زیاد نے خوارج کو قتل کرنا شروع کیا مرداس کو پکارا یہ حاضر ہوئے۔ صاحب زندان ابن زیاد کا مربی تھا دوڑا اور اس کے قدم پکڑ لیے اور یہ کہا کہ اس شخص کو مجھے بخش دو۔ اور سارا قصہ اس کا بیان کیا ابن زیاد نے مرداس کو اسے بخش دیا اور رہا کر دیا۔

مرداس کا خروج:

اب اس زمانہ میں مرداس نے چالیس آدمیوں کو ساتھ لیے ہوئے اہواز میں جا کر خروج کیا۔ ابن زیاد نے ان کے مقابلہ میں ایک فوج ابن حصن تمیمی کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ خوارج نے اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے اسے شکست دی۔ قبیلہ تیم اللہ ثعلبہ کے ایک شخص نے اس واقعہ پر یہ تین شعر کہے مضمون یہ ہے:

دو ہزار شخص جو تمہارے زعم میں دیندار تھے۔ تعجب ہے ان کو مقام آسک میں چالیس آدمی قتل کر کے رکھ دیں۔
تمہیں باطل پر ہو تمہارا زعم غلط ہے یہ خوارج ہی دیندار ہیں۔
تم خوب جانتے ہو یہی وہ جماعت قلیل ہے کہ جماعت کثیر کے مقابل میں ان کی نصرت کی گئی۔
تیسرا شعر (جس میں آیہ کریمہ كَمْ مِنْ فِئَةٍ کی طرف اشارہ ہے) بعض روایات میں نہیں ہے۔

اس سال عمیرہ بن یثربی قاضی بصرہ فوت ہو گیا اس کی جگہ ہشام بن ہبیرہ مقرر ہوا۔

امیر ولید بن عتبہ:

اس سال حاکم کوفہ عبدالرحمٰن بن ام الحکم یا ضحاک بن قیس فہری تھا۔ اور بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد کوفہ کے قاضی شریح تھے اور امیر حاج ولید بن عتبہ۔

۵۹ھ کے واقعات

عمرو بن مرہ جہنی نے سرحد روم کے میدان میں اس سال جاڑے بسر کیے۔ دریا میں جہاد اس سال نہیں ہوا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں دریا میں جنادہ بن ابی امیہ نے جہاد کیا۔

عبدالرحمٰن بن ام الحکم کے کوفہ سے معزول ہونے کا سبب اس سے پیشتر بیان ہوا ہے اس سال وہ معزول ہوا اس کی جگہ نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن زیاد کا امارت خراسان پر تقرر:

اسی سال عبدالرحمٰن بن زیاد بن سمیہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خراسان کا حاکم مقرر کیا۔ سبب یہ ہوا کہ عبدالرحمٰن معاویہ رضی اللہ عنہ کے

پاس امیدوار ہو کر آیا۔ اور کہا اے امیر المومنین! کیا ہمارا کچھ حق نہیں ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ضرور ہے کہا پھر کیا خدمت آپ مجھے دیتے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کوفہ میں تو نعمان رضی اللہ عنہ ہے۔ ایک لائق شخص جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہے۔

عبیداللہ بن زیاد بصرہ اور خراسان کا حاکم ہے۔ عباد بن زیاد بجستان میں ہے۔ کوئی خدمت جو تمہارے لائق ہو معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تمہارے بھائی عبیداللہ کے ساتھ تم کو شریک کردوں۔

کہا پھر انہیں کے ساتھ مجھے شریک کردیجیے ان کے پاس ملک وسیع ہے اس کی شرکت کی گنجائش بھی ہے۔ غرض معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے والی خراسان کردیا اس نے قیس بن ہثیم سلمی کو روانہ کیا اس نے جا کر اسلم بن زرعہ کو گرفتار کر کے قید کرلیا۔

عبدالرحمٰن بن زیاد کی معزولی:

جب عبدالرحمٰن خود آیا تو اسلم نے تین لاکھ درم کا مطالبہ کیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہو جانے کے بعد عبدالرحمٰن بن زیاد یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو خراسان پر قیس بن ہثیم کو اپنا جانشین کر کے آیا۔ یزید نے پوچھا کتنا مال خراسان سے اپنے ساتھ لائے ہو۔ کہا دو کروڑ درہم۔ یزید نے کہا تمہاری خوشی ہو تو حساب فہمی تم سے کر کے یہ مال لے لیا جائے اور پھر تم کو تمہاری امارت پر واپس کر دیا جائے۔ یا تمہاری خوشی ہو تو یہ مال تم کو دے کر تمہیں معزول کردیں اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو پانچ لاکھ درہم بھی تم دو۔ عبدالرحمٰن نے کہا۔ آپ جو مجھے دینے کو کہتے ہیں دے دیجیے خراسان پر کسی اور کو حاکم کر دیجیے۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اس نے دس لاکھ درم بھیج دیئے کہ پانچ لاکھ امیر المومنین کی طرف سے ہیں اور پانچ لاکھ میری طرف سے۔

شرفائے عراق کا وفد:

اسی سال عبیداللہ بن زیاد شرفائے عراق کو ساتھ لیے ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اپنے ان ساتھیوں کو ان کے مرتبہ ومنزلت کی ترتیب سے حاضر ہونے کا اذن دے۔ اس نے سب لوگوں کو بلایا اور سب کے آخر میں احنف داخل ہوا۔ عبیداللہ کے نزدیک احنف کی کچھ منزلت نہ تھی معاویہ رضی اللہ عنہ نے احنف کو دیکھتے ہی خیر مقدم کیا اور اپنے تخت پر اپنے پاس اسے بٹھا دیا اب لوگوں نے عرض معروض کرنا شروع کیا۔ عبیداللہ کی مدح وثنا سب نے کی۔ احنف خاموش رہا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابا بکر تم کیوں نہیں کچھ بولتے۔ احنف نے کہا میں کچھ کہوں گا تو سب کے خلاف کہوں گا یہ سنتے ہی معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا عبیداللہ کو میں نے معزول کیا۔ برخاست کرو اپنی مرضی کا حاکم کوئی ڈھونڈو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس کہنے پر کوئی شخص ایسا نہ تھا جو بنی امیہ یا اشراف اہل شام میں سے کسی امیر کے پاس نہ گیا ہو۔ سب لوگ جستجو میں مصروف تھے اور احنف اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ کسی کے پاس وہ نہیں گیا۔

احنف بن قیس کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ:

کچھ دن یونہی گذر گئے پھر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے سب کو بلا بھیجا سب جمع ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے تو پوچھا تم لوگوں نے کسے انتخاب کیا۔ ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ہر ایک فریق نے ایک ایک شخص کا نام لے لیا۔ اور احنف خاموش رہا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابا بکر تم کیوں نہیں کچھ بولتے۔ احنف نے کہا اپنے خاندان والوں میں سے اگر کسی کو ہمارا امیر بنانا چاہو تو ہم عبیداللہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے اگر کسی غیر شخص کو حکومت دینا چاہو تو اسے اچھی طرح سمجھ لو۔ یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لو میں پھر اسی کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں یہ کہہ کر احنف کے باب میں عبادت کا زمانہ آیا تو احنف کے سوا عبیداللہ کا کوئی دوست نہ نکلا۔

یزید بن مفرغ حمیری:

اسی سال یزید بن مفرغ حمیری نے عباد بن زیاد کی ہجو کی اور اس پر یزید کو کیا کیا امور پیش آئے۔ سبب یہ ہوا کہ یزید بھی عباد بن زیاد کے بجستان میں تھا۔ عباد جنگ ترک میں یزید کی طرف سے غافل رہا۔ یزید کو یہ امر شاق گذرا۔ اس زمانہ میں عباد کے لشکر میں جانوروں کے لیے چارے کی بہت تنگی تھی اس پر ابن مفرغ نے ایک شعر کہا۔ مضمون یہ تھا:

''کاش! یہ ڈاڑھیاں گھاس بن جاتیں کہ مسلمانوں کے گھوڑوں کے آگے ہم ڈال دیتے''۔

عباد بن زیاد کی ہجو:

عباد بن زیاد کی ڈاڑھی بڑی سی تھی۔ یہ شعر اسے سنا دیا گیا اور اس کے ساتھ یہ بھی کسی نے کہہ دیا کہ بس تمہارے ہی اوپر یہ شعر اس نے کہا ہے۔ عباد نے یزید کو گرفتار کرنا چاہا۔ یہ بھاگ کر نکل گیا اور عباد کی ہجو میں بہت سے قصیدے کہے۔ یزید تو یہاں سے بصرہ کی طرف چلا اور عبیداللہ بصرہ سے سفارت لے کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہا تھا۔ عباد نے اس کی ہجو کے بعض اشعار عبیداللہ کو لکھ کر بھیج دیئے۔ عبیداللہ نے وہ شعر پڑھے۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کیا تو سب پڑھ کر سنائے اور ابن مفرغ کو قتل کرنے کی اجازت چاہی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے قتل کرنے کو منع کیا۔ یہ کہا اسے تعزیر دو۔ مگر قتل کی حد تک نہ پہنچے۔ ادھر ابن مفرغ بصرہ میں داخل ہوا اور احنف بن قیس کی پناہ میں رہنے کی اس نے خواہش کی۔ احنف نے کہا پسر سمیہ کے خلاف میں تجھے پناہ تو نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر تو کہے تو شعرائے بنی تمیم کے لتاڑنے سے تجھے بچالوں۔ اس نے کہا ان لوگوں کے لتاڑنے کی مجھے پروا نہیں ہے۔

اب یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا اس نے دھمکا دیا۔ اُمیہ کے پاس آیا اس نے دھمکا دیا عمر بن معمر کے پاس آیا اس نے دھمکا دیا۔

منذر بن جارود کی ابن مفرغ کو امان:

آخر میں منذر بن جارود کے پاس آیا اس نے پناہ دی اپنے گھر میں اسے رکھ لیا۔ منذر کی بیٹی بحریہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس تھی۔ جب عبیداللہ بصرہ میں آیا تو اسے خبر ہوگئی کہ ابن مفرغ منذر کے یہاں ہے۔ ادھر منذر عبیداللہ کے پاس سلام کے لیے آیا۔ اسی موقع پر عبیداللہ نے منذر کے گھر پر شرط کے سپاہیوں کو بھیج دیا۔ ان لوگوں نے جاتے ہی ابن مفرغ کو گرفتار کر لیا۔ منذر عبیداللہ کے پاس بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ابن مفرغ اس کے سر پر کھڑا ہے۔ دیکھتے ہی منذر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا اے امیر میں نے اسے پناہ دی ہے۔ عبیداللہ نے کہا تمہاری اور تمہارے باپ کی تو یہ مدح کرے گا اور میری اور میرے باپ کی ہجو کرتا ہے پھر بھی میرے خلاف تم اسے پناہ دیتے ہو۔ عبید کے حکم سے اسے دوائے مسہل پلا دی گئی۔ پالان خر پر سوار کیا اور تشہیر کرنے لگے اسے اپنے کپڑوں ہی میں دست آتے جاتے تھے اور لوگ بازاروں میں پھرا رہے تھے۔ یہ ماجرا دیکھ کر ایک فارسی نے پوچھا ''ایں چیست'' ابن مفرغ سمجھ گیا جواب دیا:

''آب ست ونبیذ ست وعصارات زبیب است وسمیہ روسپی است''

پھر منذر کی ہجو میں کچھ شعر پڑھے اور عبیداللہ سے خطاب کر کے یہ شعر پڑھا: (مضمون)

''تو نے جس نجاست میں مجھے لتھیڑ دیا ہے پانی سے چھوٹ جائے گی۔ میں نے جو ہجو تیری کی ہے ہڈیاں تیری چونا ہو جائیں گی اور وہ باقی رہے گی''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن مفرغ:

عبیداللہ نے ابن مفرغ کو عباد کے پاس اب سجستان میں تھے بھیج دیا۔ یہ سن کر شام میں جو اہل یمن تھے انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس باب میں گفتگو کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک قاصد عباد کے پاس روانہ کیا۔ عباد نے ابن مفرغ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا جب یہ راہ میں تھا تو اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدح میں اشعار کہے: (مضمون)

''اے بغلہ! عباد کی حکومت اب تجھ پر نہیں رہی۔ تجھے نجات ملی جس کی سواری میں تو ہے وہ اب آزاد ہے۔ اپنی جان کی قسم ہے کہ گہری قبر سے تجھ کو اس امام نے جو خلق کے لیے حبل المتین ہے چھڑا لیا۔

مجھ پر احسان کیا ہے میں شکر اس کا ادا کروں گا اور شکر کا ادا کرنا بس میرا ہی کام ہے''۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آتے ہی رونے لگا اور کہا بلا قصور و خطا جو بیداد مجھ پر گذری ہے وہ کسی مسلمان پر نہ ہوئی ہوگی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے یہ قصیدہ کہا یا نہیں کہ

''معاویہ رضی اللہ عنہ پسر حرب کو ایک مرد یمانی کی طرف سے یہ پیغام پہنچا دو''۔

کہا: ''قسم ہے اس خدا کی جس نے امیر المومنین کے حق کو عظیم و خلیل کیا ہے میں نے یہ نہیں کہا''۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ بھی تم نے نہیں کہا کہ:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری ماں چادر کو اتار کر ابوسفیان کے پاس مباشرت کے لیے نہیں گئی''۔

اور بھی بہت سے شعر ہیں جن میں ابن زیاد کی تو نے ہجو کی ہے جا میں نے تیرا قصور معاف کیا اگر تو ہمیں سے مل کر رہتا تو جو کچھ گذرا یہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ جاؤ جہاں جی میں آئے وہاں رہو۔

پہلے یہ موصل میں رہا پھر بصرہ میں آیا عبیداللہ کے پاس گیا اس نے امان دی۔

عبدالرحمٰن بن حکم اور عبیداللہ بن زیاد میں مصالحت:

ایک روایت یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ پوچھا کہ تم نے یہ قصیدہ کہا یا نہیں کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ پسر حرب کو ایک مرد یمانی کی طرف سے یہ پیغام پہنچا دو تو ابن مفرغ نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے نہیں کہا ہے یہ تو مروان کے بھائی عبدالرحمٰن بن حکم نے کہا ہے اور اسی نے زیاد کی ہجو کا ذریعہ مجھے بنایا۔ اس سے پیشتر زیاد سے وہ رنجیدہ بھی تھا۔

یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن پر غیظ آ گیا اس کا وظیفہ بند کر دیا اور اسے سخت تکلیف پہنچی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے کہا سنا۔ کہا کہ میں اس سے خوش نہیں ہوں گا جب تک کہ عبیداللہ کو بھی خوش نہ کرے۔ عبدالرحمٰن عراق میں عبیداللہ کے خوش کرنے کو گیا اور اس کی مدح میں یہ شعر کہے: (مضمون)

''تیری ذات سے خاندان حرب میں زیادتی ہوگئی میں تجھ کو اپنا قوت بازو سمجھتا ہوں۔

میں تو یہ جانتا ہوں کہ تو میرا برادر ہے۔ میرا ابن عم ہے بلکہ میرے بزرگوں میں ہے یہ نہیں معلوم تو مجھے کیا سمجھتا ہے''۔

عبیداللہ نے اس کے جواب میں کہا: میں تو تجھے براشاعر سمجھتا ہوں۔ پھر اس سے راضی ہوگیا۔

ابن مفرغ کی روانگی اہواز:

ابن مفرغ جب موصل میں تھا تو اس نے ایک عورت سے عقد بھی کیا تھا شب زفاف کی صبح کو شکار پر چلا گیا۔ دیکھا کہ ایک گندھی تھا یا عطار گدھے پر سوار چلا آتا ہے۔ ابن مفرغ نے پوچھا کہاں سے آ رہا ہے۔ اس نے کہا اہواز سے۔ پوچھا کہ موضع مسرقان کی جھیل کا کیا حال ہے۔ کہا اسی طرح ہے۔ یہ سن کر ابن مفرغ بصرہ کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اپنی عورت تک کو خبر نہ کی۔

ابن مفرغ کو ابن زیاد کی امان:

عبیداللہ کے پاس بصرہ پہنچا۔ اس نے امان دی کچھ دنوں اسی کے پاس ٹھہرا۔ اس سے کرمان میں جانے کی اجازت مانگی۔ عبیداللہ نے اسے اجازت بھی دی اور اپنے عامل کے نام پر جو کرمان میں تھا ایک خط بھی لکھ دیا کہ اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے اور اکرام کرے۔ خط لے کر یہ کرمان کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس زمانہ میں شریک بن اعور حارثی عبیداللہ کی طرف سے کرمان کا حاکم تھا۔

امیر حج عثمان بن محمد:

اس سال عثمان بن محمد بن ابی سفیان امیر حج تھا اور والی مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان۔ کوفہ میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے اور خدمت قضا پر شریح۔ بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد اور قاضی وہاں کا ہشام بن ہبیرہ تھا۔ خراسان پر عبدالرحمٰن بن زیاد سجستان پر عباد بن زیاد کرمان پر عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے شریک بن اعور تھا۔

باب ۷

وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

۶۰ھ کے واقعات:

اس سال مالک بن عبداللہ نے سوریہ میں جہاد کیا اور جنادہ بن ابی امیہ نے روس میں داخل ہو کر وہاں کے شہر کو منہدم کر دیا۔

اسی سال عبیداللہ چند سفیروں کو لیے ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو وصیت:

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ کو مرض موت لاحق ہوا یزید کو بلا بھیجا اور کہا بیٹا میں نے تجھے زحمت ومشقت سفر سے بچا لیا تیرے لیے ہر امر کو سہل کر دیا تیرے لیے دشمنوں کو میں نے رام کر دیا۔ تیرے لیے عرب کی گردنوں کو میں نے جھکا دیا۔ تیرے لیے میں نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ امر خلافت جو تیرے لیے مختتم ہو چکا ہے قریش میں سے چار شخصوں کے سوا کوئی تجھ سے اس باب میں نزاع کرے گا۔ حسین بن علی وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن زبیر وعبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تو عبادت نے کام تمام کر دیا ہے اور جب وہ دیکھیں گے کہ ان کے سوا اب کوئی باقی نہیں رہا تو وہ بھی تجھ سے بیعت کر لیں گے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو عراق کے لوگ جب تک خروج پر آمادہ نہ کر لیں گے ہرگز نہ چھوڑیں گے اگر تجھ پر خروج کریں اور تو ان پر قابو پا جائے تو درگذر کرنا۔ ان کو قرابت قریبہ حاصل ہے اور بہت بڑا حق رکھتے ہیں۔

پسر ابوبکر رضی اللہ عنہما وہ شخص ہے کہ اپنے اصحاب کو جو کام کرتے دیکھے ویسا ہی خود بھی کرے گا اسے عورتوں اور لہو ولعب کے سوا کسی بات کا خیال نہیں۔ ہاں جو شخص کہ شیر کی طرح تیری گھات میں بیٹھے گا اور لومڑی کی طرح تجھے دھوکہ دے گا۔ جب اسے موقع ملے گا حملہ کر دے گا۔ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہے۔ اگر ایسی حرکتیں وہ تیرے ساتھ کرے اور تیرے قابو میں آ جائے تو اس کے ٹکڑے اڑا دینا۔

وصیت کے متعلق دوسری روایت:

ایک روایت یہ ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا اور یہ واقعہ ۶۰ ھ کا ہے اور یزید اس وقت موجود نہ تھا اپنے صاحب شرطہ ضحاک بن قیس فہری کو اور مسلم بن عقبہ مری کو بلایا اور ان دونوں شخصوں سے وصیت کی اور کہا میری وصیت یزید کو پہنچا دینا کہ ''اہل حجاز کے حال پر نظر رکھنا وہ تیری قوم کے لوگ ہیں۔ ان میں سے جو کوئی تیرے پاس آئے اس کا اکرام کرنا اور جو دور ہوں ان کا خیال رکھنا۔ اور اہل عراق کے حال پر نظر رکھنا۔ اگر تجھ سے روز روز وہ یہ سوال کریں کہ ان کے حاکم کو بدل دے تو بدل دیا کرنا۔ ایک حاکم کو معزول کر دینا میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک لاکھ تلوار تیرے مقابلہ میں کھنچ جائے۔ اور اہل شام کے حال پر نظر رکھنا ان کو ہم راز اور دم ساز بنائے رکھنا۔

اگر دشمن کی طرف سے کوئی مہم تجھے درپیش ہو تو ان کے ذریعہ سے انتقام لینا جب ظفر مند ہو جانا تو اہل شام کو ان کے وطن کی طرف واپس کر دینا۔ غیر شہروں میں وہ رہیں گے تو وہیں کی باتیں سیکھیں گے اور قریش میں تین شخصوں کے سوا مجھے کسی کا خوف نہیں

ہے۔ حسین بن علی و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو تو دینداری نے مارا تارا ہے وہ تجھ سے کسی بات کے طلب گار نہ ہوں گے۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہما سبک وضع آدمی ہیں اور مجھے امید ہے کہ جن لوگوں نے ان کے باپ کو قتل کیا اور ان کے بھائی کا ساتھ چھوڑ دیا خدا انہیں لوگوں کے ذریعہ سے تجھے حسین رضی اللہ عنہ کی فکر سے بھی نجات دے گا۔ اور اس میں شک نہیں کہ ان کو قربت قریبہ حاصل ہے۔ بہت بڑا ان کا حق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یگانوں میں ہیں۔

میرا گمان ہے اہل عراق ان کو خروج پر آمادہ کیے بغیر نہ چھوڑیں گے ان پر قابو پانا تو معاف کر دینا۔ میرے پاس کوئی ایسا شخص آتا تو میں بھی معاف ہی کر دیتا۔ ہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر فریب و کینہ توز ہے اس کے مقابلہ کے لیے تیار رہنا اگر صلح کا طالب وہ ہو تو مان لینا جہاں تک تجھ سے ہو سکے اپنی قوم میں خونریزی نہ ہونے دینا۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ہلاک ہونے پر سب کا اتفاق ہے کہ رجب ۶۰ ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ اس میں اختلاف ہے کہ رجب کی پہلی تھی یا پندرھویں یا بائیسویں تھی اور پنجشنبہ۔

مدتِ حکومت:

مقام اذرخ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بیعت کی اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے جمادی الاولیٰ ۴۱ ھ میں بیعت کی۔ اور وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی ۶۰ ھ میں ہوئی مدت خلافت انیس برس تین مہینے تھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ اہل شام ذیقعدہ ۳۰ ھ میں جب حکمین متفرق ہوئے ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت کر چکے تھے اور اس سے پیشتر طلب خون عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت انہیں لوگوں نے کی تھی۔ جب ربیع الاوّل ۴۱ ھ کی پچیسویں تاریخ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صلح کر کے امر خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا تو اور سب لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

اور اس سال کا نام عام الجماعہ ہوا۔ اور رجب ۶۰ ھ کی بائیسویں کو پنجشنبہ کے دن دمشق میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ مدت امارت انیس برس تین مہینے ستائیس دن ہوئے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کی موت اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت میں انیس برس دس مہینے تین دن کا فاصلہ ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ انیس برس کچھ کم تین مہینے مدت خلافت ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر:

ولید نے زہری سے خلفاء کے سن کو پوچھا تو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر پچھتر سال کی تھی۔ ولید نے کہا واہ واہ کیا عمر تھی۔ کسی روایت میں تہتر کسی میں اٹھہتر کسی میں اسی کسی میں بچاسی سال کی عمر لکھی ہے۔

مرض الموت:

معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب مرض الموت ہوا اور لوگ کہنے لگے کہ یہ مرض الموت ہے تو اپنے گھر کے لوگوں سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میری آنکھوں میں سرمہ لگا دو۔ میرے سر میں تیل ڈال دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تیل لگا کر چہرہ کو ان کے چکنا کر دیا۔ اس کے بعد ان کے لیے فرش بچھا دیا۔ کہا مجھے تکیہ سے لگا کر بٹھا دو۔ پھر کہا لوگوں کو بلا لو۔ کھڑے کھڑے سلام کر لیں کوئی بیٹھے نہیں لوگ آتے تھے کھڑے کھڑے سلام کرتے تھے دیکھتے تھے کہ سرمہ لگائے ہوئے ہیں۔ تیل ڈالے ہوئے ہیں تو کہتے تھے ہم تو سنتے تھے کہ ان کا وقت آخر ہے یہ تو سب سے زیادہ تندرست ہیں جب لوگ سب باہر چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھے: (مضمون)

''جہاں انسان موت کے پنجہ میں آیا پھر میں نے دیکھا کہ کوئی تعویذ نفع نہیں بخشتا''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری دن:

کھنکار میں خون آنے کا مرض انھیں ہوا اور اسی دن انتقال ہو گیا اسی مرض میں دو بیٹیاں ان کی جس وقت کہ انہیں کروٹ دلوا رہی تھیں معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم اس شخص کو الٹ پلٹ کر رہی ہو جو دنیا کے الٹ پلٹ کرنے میں استاد تھا شباب سے لے کر بڑھاپے تک مال جمع کیا دوزخ نہ جائے تو۔ پھر ایک شعر پڑھا۔ اسی مرض میں یہ بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قمیص پہننے کو دیا تھا۔ میں نے اسے رکھ چھوڑا ہے اور ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخن تراشے تھے میں نے کترن اٹھالی اور ایک شیشی میں اسے رکھ دیا ہے جب میں مر جاؤں تو وہ قمیص مجھے پہنا دینا اور اس کترن کو ریزہ ریزہ کر کے رگڑ رگڑ کے میری آنکھوں میں میرے منہ میں چھڑک دینا۔ امید ہے کہ ان کی برکت سے خدا مجھ پر رحم کرے گا۔ یہ کہہ کر اشب بن رمیلہ نہشلی کے شعر پڑھے جو اس نے قباح کی مدح میں کہے تھے: (مضمون)

''تیرے مرنے سے جود و کرم مر جائے گا۔ لوگوں کو فیض پہنچنا موقوف ہو جائے گا یا رہے گا۔ تو بقدر سد رمق۔
سائل کا ہاتھ جھٹک دیا جائے گا۔ لوگ دین و دنیا میں سے اب اونٹنی کے ایک سوکھے ہوئے تھن کو پکڑے ہوئے ہیں''۔

ان کی بیٹیوں میں سے کسی نے یا کسی شخص نے کہا۔ نہیں امیر المومنین ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ اس مرض کو دفع کر دے گا یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پھر پڑھا:

''جہاں انسان موت کے پنجہ میں آیا میں نے دیکھا پھر کوئی تعویذ نفع نہیں کرتا''۔

مال کے متعلق وصیت:

اس کے بعد بے ہوشی سی طاری ہو گئی پھر کچھ ہوش آیا تو جو لوگ موجود تھے ان سے کہا خدائے عزوجل سے ڈرتے رہو جو کوئی اس سے ڈرتا ہے اسے اللہ سبحانہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور جو کوئی خدا سے نہیں ڈرتا اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اس کے بعد قضا کر گئے۔ حالت احتضار میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آدھے مال کو بیت المال میں بھیجنے کی وصیت کی تھی اس سے یہ مطلب تھا کہ باقی مال پاک ہو جائے۔ اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے عالموں کا آدھا مال بانٹ لیا کرتے تھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین:

معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرتے وقت یزید موجود نہ تھا ضحاک بن قیس فہری نے نماز جنازہ ان کی پڑھی۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ضحاک نکل آیا۔ اپنے دونوں ہاتھوں پر کفن کو رکھے ہوئے منبر پر گیا۔ حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجا لایا اور کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کے سردار تھے ان سے عرب کی شان و شوکت تھی۔ خدائے عزوجل نے ان کے ذریعہ سے فتنہ و فساد کو قطع کیا اور ان کو اپنے بندوں کا بادشاہ بنایا اور ان کے ہاتھ سے ملک فتح ہوئے سنو وہ مر گئے دیکھو یہ ان کا کفن ہے۔ یہی کفن اب ہم انہیں پہنا دیں گے اور انہیں قبر میں سلا دیں گے اور انہیں ان کے اعمال کے ساتھ چھوڑ دیں گے پھر قیامت تک زمانہ برزخ ہے۔ تم لوگوں میں جو کوئی شریک ہونا چاہے وہ پہلی نماز کے وقت حاضر ہو جائے۔ یزید مقام حوارین میں تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیماری کا حال لکھ کر اس کے پاس بھیج دیا تھا وہ اس وقت پہنچا جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو دفن کر چکے تھے۔ قبر پر آ کر اس نے نماز پڑھی۔ دعا کی اس کے بعد گھر آیا۔ اور چند شعر کا مرثیہ کہا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب:

نسب معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ وہ ابوسفیان کے بیٹے ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا نام صخر بن حرب بن امیہ بن شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ہے۔ ان کی ماں ہند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اور کنیت ان کی ابوعبدالرحمٰن ہے۔

ازواج واولاد:

ان کے ازواج میں میسون بنت بحدل بن انیف بن دلجہ بن قنافہ بن عدی بن زہیر بن حارثہ بن جناب کلبی ہے۔ یزید اسی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ یہ بھی منقول ہے ایک لڑکی بھی اس سے پیدا ہوئی تھی۔ امۃ رب المشارق اس کا نام تھا۔ بچپن ہی میں مرگئی۔

اور فاختہ بنت قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف ہے اس سے عبداللہ وعبدالرحمٰن دولڑکے پیدا ہوئے۔ عبداللہ احمق اور کم عقل تھا۔ ابوالخیر اس کی کنیت تھی۔ ایک دفعہ اس کا گذر ایک چکی والے کی طرف سے ہوا۔ اس نے چکی میں خچر کو باندھا تھا اور خچر کے گلے میں گھنٹی باندھ دی تھی۔ عبداللہ نے پوچھا گھنٹی اس کے گلے میں تم نے کیوں کر باندھی ہے۔

کہا اس لیے گھنٹی باندھ دی ہے کہ یہ کھڑا ہو جائے اور چکی رک جائے تو مجھے معلوم ہو جائے۔

عبداللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر خچر کھڑے کھڑے سر ہلاتا رہے اور چکی نہ چلائے تو پھر تمہیں کیونکر خبر ہوگی۔

چکی والے نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے میرے خچر میں آپ کی سی عقل نہیں ہے۔ عبدالرحمٰن بچپن ہی میں مرگیا۔

نائلہ بنت عمارہ کلبیہ:

نائلہ بنت عمارہ کلبیہ سے بھی معاویہ رضی اللہ عنہ نے عقد کیا۔ اور میسوں سے کہا ذرا تم بھی جا کر اپنی بنت عم کو دیکھو۔ میسون اسے جا کر دیکھ آئی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ عورت کیسی ہے اس نے کہا بہت ہی خوبصورت ہے لیکن میں نے دیکھا کہ اس کی ناف کے نیچے ایک تل ہے اس کے شوہر کا سر ضرور اس کی گود میں رکھا جائے گا یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دے دی اور حبیب بن مسلمہ فہری نے اس سے عقد کر لیا حبیب کے بعد پھر نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے اس سے عقد کیا۔ اس کے بعد نعمان رضی اللہ عنہ جب قتل کیے گئے تو ان کا سر نائلہ کی گود میں ڈال دیا گیا۔

کنوہ بنت قرظہ فاختہ کی بہن بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہے۔ قبروس میں جب انھوں نے جہاد کیا تو یہ عورت ساتھ تھی وہیں مر گئی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متفرق حالات

دربان کا تقرر:

معاویہ رضی اللہ عنہ سے جب خلافت کی بیعت ہوئی تو رئیس شرطہ قیس بن حمزہ ہمدانی کو مقرر کیا۔ پھر اس کو معزول کر کے زیسل بن عمرو غدری یا سکسکی کو یہ عہدہ دیا۔ ان کا کاتب اور احکام کا جاری کرنے والا سرجون بن منصور رومی تھا۔ دربانوں کا جماعہ دار ایک غلام آزاد تھا۔ جس کا نام مختار تھا یا مالک ابوالمخاری۔ یہ شخص حمیر کا غلام آزاد تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دربان مقرر کیے۔ حاجیوں کا سرگروہ ان کا غلام سعد تھا۔ قاضی ان کے عہد کا فضالہ بن عبید انصاری اور ان کے مرنے کے بعد ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ خولانی کو قاضی مقرر کیا تھا۔

دیوان خاتم کا قیام:

دیوان خاتم پر عبداللہ بن محصن حمیری تھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دیوان خاتم مقرر کیا اور سبب اس کا یہ ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن زبیر کی کفالت کرنے کے لیے اور ان کا قرض ادا کرنے کے لیے ایک لاکھ درم کا زیاد بن سمیہ کے نام پر لکھ دیا تھا۔ عمرو نے اس فرمان کی مہر توڑ کر لاکھ کے بدلے دولاکھ کر دیئے۔ زیاد نے جب حساب پیش کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ اب زیاد نے عمرو سے مواخذہ کیا کہ اس مال کو واپس کرے اور اسے قید بھی کر لیا۔ آخر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھائی کی طرف سے مال ادا کیا۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیوان خاتم کو قائم کیا اور مراسلات پر کمربند لگائے جانے لگے۔ پیشتر اس کا رواج بھی نہ تھا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا تھا کہ قیصر و کسریٰ کے عیار و پرفن ہونے کا تم کیا کرتے ہو تمہارے یہاں بھی تو معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہے عمرو عاص رضی اللہ عنہ اہل مصر کو ساتھ لیے ہوئے ایک دفعہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان لوگوں کو سکھا دیا کہ پسر ہند کے سامنے جانا تو امیر المومنین کہہ کر اسے سلام کرنا۔ اس سے اس کی نظر میں تمہاری عظمت ہوگی اور جہاں تک بن پڑے تعظیم میں کمی نہ کرنا۔ جب وہ لوگ سب آنے لگے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاجیوں سے کہہ دیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پسر نالغہ نے ان لوگوں کے نزدیک میرے رتبہ کو کم کر دیا ہے۔ دیکھو جب یہ آئیں تو جہاں تک ہو سکے ان کو خوب جھنکانا اور ستانا۔[1] غرض جو شخص پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا وہ ابن الخیاط تھا۔ حاجیوں نے اسے بہت ہی پریشان کر دیا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ۔ پھر پے در پے لوگ آنے لگے اور اسی طرح کا سلام سب نے کیا جب وہاں سے نکلے تو ابن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ خدا کی مار تم لوگوں پر۔ میں نے تو منع کیا تھا کہ امیر المومنین کہہ کر اسے سلام نہ کرنا۔ تم نے رسول اللہ کہہ کہہ کر سلام کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ حرقانیہ تھا اور سرمہ لگائے ہوئے تھے اور جب کبھی وہ اس عمامہ کو پہنتے تھے اور سرمہ لگاتے تھے تو بہت خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔

---

[1] یہاں کا ایک فقرہ ابن اثیر نے بھی چھوڑ دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ملک شام میں آئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حشم و حذم کے ساتھ ان سے ملاقات کی اور اسی طرح کے حشم و حذم کے ساتھ ان کے پاس گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ تم شام کو بھی حشم و حذم کے ساتھ پھرتے ہو اور صبح کو بھی ویسا ہی حشم وحذم ساتھ لے کر نکلتے ہو اور یہ بھی میں نے سنا کہ تم گھر میں ہوتے ہو اور اہل حاجت تمہارے دروازہ ہی پر رہتے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین دشمن یہاں سے بہت قریب' اس کے جاسوس و مخبر بہت سے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ شوکت اسلام کو دیکھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو ایک عاقلانہ کید ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین آپ جیسا فرمایئے میں اسی حکم کو بجا لاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جب کسی بات پر تم کو ٹوکا ہے تم نے ضرور اسے ترک کر دیا ہے۔ اس باب میں نہ میں حکم دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا میرا سن زیادہ ہو گیا ہے ہڈیاں چور ہو گئی ہیں۔ قریش میرے دشمن ہو گئے ہیں تم مجھے معزول کرنا چاہو تو کر دو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا تمہارا خط مجھے پہنچا تم کہتے ہو کہ میرا سن زیادہ ہو گیا ہے میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری عمر کا فائدہ تمہیں کو پہنچا۔ تم ذکر کرتے ہو کہ قریش میرے دشمن ہو گئے ہیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے سوا تمہیں کسی سے فائدہ نہیں پہنچا اور تم نے سوال کیا ہے کہ میں تمہیں معزول کر دوں۔ لو میں نے تم کو معزول کر دیا۔ اگر تم سچے ہو تو سمجھو میں نے تمہاری بات کو قبول کر لیا اور اگر تم مکر کرتے ہو تو میں نے بھی تم سے مکر کیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول:

معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص اموی ہو کر اپنے مال کا انتظام نہ کرے حکم اس میں نہ ہو وہ اپنے خاندان سے الگ ہے اور جو شخص ہاشمی ہو کر سخی جواد نہ ہو وہ بھی اپنے خاندان سے الگ ہے۔ ہاشمی کی طاقت و شجاعت و سخاوت چھپ نہیں سکتی۔ ایک دن معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے ان کے ساتھ عبیداللہ بن ابی بکرہ اور ان کا بیٹا بشیر بھی تھا۔ بشیر نے بہت سا کھانا کھا لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے گوشہ چشم سے اس کی طرف نگاہ کی اور عبیداللہ اس بات کو سمجھ گیا۔ اس نے چاہا کہ لڑکے کو اشارہ کرے۔ وہ جب تک فارغ نہ ہوا' اس نے کھانے سے سر ہی نہ اُٹھایا۔ عبیداللہ نے باہر آ کر اسے ملامت کی کہ یہ تو نے کیسی بے تمیزی کی۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو لڑکا ساتھ نہ تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ تمہارا بیٹا دکھاؤ کیسا ہے کہا کہ بیمار ہو گیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کھانا اسے بیمار ڈال دے گا۔

ابو بردہ کے لیے یزید کی سفارش:

ایک دفعہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سیاہ برنس سر پر پہنے ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا السلام علیک یا امین اللہ۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا وعلیک السلام۔ جب وہ چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بڈھا اس لیے آیا تھا کہ میں اسے کوئی خدمت دوں۔ واللہ! کوئی خدمت اسے میں نہ دوں گا۔ ابو بردہ کہتے ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک زخم لگا تھا میں انہیں دنوں میں ان کے پاس گیا۔ مجھ سے کہا بھتیجے میرے پاس آ کر دیکھ۔ میں نے دیکھا تو زخم میں سلائی دی جا چکی تھی۔ میں نے کہا امیر المومنین آپ کے لیے کچھ خوف کی بات نہیں ہے اسی وقت یزید بھی آ گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اگر کسی کو حکومت کی کچھ خدمت دو تو اس کو دو۔ ان کے والد میرے دوست تھے۔

یہ بات کہی یا اسی قسم کی کوئی بات کہی تھی اور کہا کہ ہاں جنگ وجدال کے جو معرکے میں نے دیکھے وہ انہوں نے نہیں دیکھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن اشعث :

ایک دفعہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے احنف کے لیے اذن دیا کہ اسے بلالو۔ اور سب سے پہلے انہیں کے لیے اذن ہوا بھی کرتا تھا۔ محمد بن اشعث بھی اس کے بعد چلا آیا۔ اور احنف اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیچ میں بیٹھ گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسے پہلے جو بلالیا تو اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ تم اس سے ادنیٰ درجہ رکھتے ہو۔ مگر تمہارے اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس میں اپنی ذلت سمجھے۔ ہم جس طرح تمہارے امور کا اختیار رکھتے ہیں۔ تمہارے اذن دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔ ہم جو بات تم سے چاہیں تم بھی اسی بات کی ہم سے خواہش کرو۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے۔

ربیعہ بن عسل یربوعی :

ربیعہ بن عسل یربوعی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر نکاح کی درخواست کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ستو پلانے کے لیے کہا اور پوچھا۔ ربیعہ تمہاری طرف لوگوں کا کیا حال ہے اس نے کہا لوگوں میں اختلاف ہے۔ کوئی فرقہ ایسا ہے کوئی ویسا۔ پوچھا تم کس فرقہ میں ہو۔ کہا میں ان کے کسی فرقہ میں نہیں ہوں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ فرقے وہاں ہیں۔ ربیعہ نے کہا امیر المومنین مجھے گھر بنانے کے لیے بارہ ہزار لٹھے دلوا دیجیے۔ پوچھا تمہارا گھر کہاں ہے کہا کہ بصرہ میں اور اتنا بڑا مکان ہے جس کی دو فرسخ تک لمبان اور دو فرسخ تک چوڑان ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا گھر بصرہ میں ہے یا بصرہ گھر میں ہے اس کا ایک بیٹا ابن ہبیرہ کے پاس گیا۔ اس سے کہا خدا امیر کو خوش رکھے۔ میں رئیس قوم کا بیٹا ہوں والد نے میرے معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں نکاح کی درخواست کی ہے۔ ابن ہبیرہ نے سلم بن قتیبہ سے پوچھا کیا کہہ رہا ہے یہ۔ کہا کہ یہ احمق ترین قوم کے بیٹے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے کہا پھر تو تمہارے والد کی کچھ نہ رہی۔

عتبہ اور عنبسہ میں کشیدگی :

ابوسفیان کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عنبسہ میں ایک دفعہ نزاع واقع ہوئی۔ عتبہ ہند کے پیٹ سے تھا اور عنبسہ ابواز یہر دوسی کی بیٹی کے پیٹ سے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عنبسہ پر عتاب کیا۔ عنبسہ نے کہا امیر المومنین آپ بھی مجھی سے برہم ہوتے ہیں کہا اے عنبسہ عتبہ ہند کا بیٹا ہے۔ عنبسہ نے کہا ہم سب تو ہمیشہ سے اتفاق رکھتے تھے اب ہند نے ہم میں جدائی ڈلوا دی۔ اگر میں ہند کے پیٹ سے نہیں ہوں تو کیا۔ میری ماں گوری چٹی جس کی قرابت پر روسائے بزرگ فخر کرتے ہیں جس کا باپ ہر جاڑے میں مہمانوں کا شفیق ضعیفوں کا ملجاء و ماویٰ۔ مشقابیں[1] اس کی بھری رہتی ہیں۔ تہامہ یا نجد کی زمینوں سے جو مصیبت زدہ آ جائے اس کی خبر گیری کرتی ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اب یہ کلمہ تمہاری نسبت میں کبھی زبان سے نہ نکالوں گا۔

قیصر کی پیش قدمی :

ایک شب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس خبر آئی کہ قیصر لوگوں کو لیے ہوئے ان کی طرف آ رہا ہے اور تاتل بن قیس جذامی فلسطین

---

1. لَا تَنُوءُ مِنَ الْجَهْدِ جُفَيْنَا ته ما إِنْ تَزَالُ مُقِيمَةٌ لِمَنْ خَافَ مِنْ غَوْرَى تِهَامَةَ أَوْ نَجْدِ ۱۲

پر غالب آ گیا اور بیت المال وہاں کا اس نے لے لیا اور اہل مصر میں سے جو لوگ زندان میں تھے بھاگ گئے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لوگوں کو لیے ہوئے تمہارے قصد میں آ رہے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے موذن کو حکم دیا کہ اسی وقت اذان دے۔ اور آدھی رات ہو گئی تھی۔ عمرو بن عاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے آ کر پوچھا کہ مجھے کیوں بلا بھیجا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو کسی کو نہیں بھیجا۔ عمرو نے کہا اس وقت جو اذان ہوئی ہے وہ میرے ہی لیے ہوئی ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا چار کمانوں کے تیر مجھ پر چل گئے عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لوگ جو تمہارے زندان سے نکل گئے ہیں۔ خدا عزوجل کے زندان میں تو ہیں۔ یہ سب خوارج ہیں ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں۔ تم یہ حکم دے دو کہ جو شخص ان میں سے کسی شخص کو گرفتار کر کے یا اس کا سر لے کر آئے گا اسے انعام اسی کے خون بہا کے برابر ملے گا۔ اسی طرح سب کے سب تمہارے پاس آ جائیں گے۔ قیصر سے تم صلح کر لینا اسے مال اور خلعت دینا وہ اسی میں خوش ہو جائے گا۔ ہاں ناتل بن قیس کے باب میں قسم کھا کر میں کہ سکتا ہوں کہ اس نے مذہب کے جوش میں یہ حرکت نہیں کی ہے جو کچھ وہ پا گیا بس اسی کا وہ طالب تھا تم اسے ایک خط لکھو جو کچھ اس نے لیا ہے معاف کر دو اور اسے ہضم ہونے دو۔ مگر وہ تمہارے قابو میں آ جائے یا نہ آئے اس سے مطمئن نہ ہونا۔ اپنا زور اور اپنی تلوار اسی کام میں لگا دینا کہ تمہارے ابن عم کا خون اس پر ہے۔

ابرہہ بن صباح کی رہائی:

زندان سے ابرہہ بن صباح کے سوا سب کے سب بھاگ گئے تھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم کیوں نہیں بھاگے اس نے کہا بغض علی رضی اللہ عنہ یا حب معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے نہیں روک رکھا بلکہ میں نکل ہی نہ سکا۔ یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی رہا کر دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اعتراف:

شام کے ایک قریہ سے کسی ضلع کی طرف معاویہ رضی اللہ عنہ جا رہے تھے شام کے ایک مکان میں اتر پڑے کوٹھے پر ان کے لیے فرش ہو گیا۔ ابن مسعدہ بھی ان کے پاس بیٹھے تھے اس طرف سے اونٹوں کی قطاریں اونٹنیاں گھوڑے چھوکریاں گذریں۔[1] معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن مسعدہ خدا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے نہ تو انہوں نے دنیا کی خواہش کی۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے دنیا سے فائدہ اٹھایا اور دنیا نے ان سے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ دنیا میں لتھڑ گئے۔ یہ کہہ کر کچھ پشیمان ہوئے پھر کہنے لگے۔ واللہ یہ تو بادشاہی ہے کہ خدا نے ہم کو عطا کی۔

زید بن عمر رضی اللہ عنہ اور بسر بن ارطاۃ:

عمرو عاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ملک مصر میں جاگیر ان کو جو عطا ہوئی ہے وہ ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو بھی ملے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیا خرافات لکھا ہے دیکھو تم لوگ گواہ رہو۔ میں ان کے بعد زندہ رہا تو ان کے اس عہد

---

[1] ظاہراً یہ سب مال غنیمت تھا۔ مترجم

کو توڑ دوں گا۔ عمرو عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں دیکھتا تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے پاؤں پر پاؤں رکھے آنکھ کو دبائے ہوئے کسی شخص سے پوچھ رہے ہیں کہ ''بتا'' تو مجھے ترس آ جاتا تھا۔ عمروؓ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا سب سے بڑھ کر تمہارا خیر خواہ میں نہیں ہوں۔ کہا تمہارے لیے جو کچھ ہوا اسی سبب سے تو ہوا۔ ایک دفعہ بسر بن ابی ارطاۃ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے علی رضی اللہ عنہ کو سخت سست کہا۔ زید بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ عصا لے کر بسر پر پل پڑے اس کا سر پھاڑ ڈالا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک بزرگ قریش رئیس اہل شام پر تم نے حملہ کیا اور مارا۔ اور بسر سے کہا کہ سب کے سامنے تم علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہو۔ وہ ان کے نانا ہیں۔ یہ فاروق رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ تم سمجھتے تھے کہ یہ سنیں گے اور کھا ب دیں گے۔ پھر دونوں کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے راضی کر لیا۔ •

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پسندیدگی:

معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں اپنے نفس کو اس سے برتر سمجھتا ہوں کہ کوئی گناہ میرے عفو سے بڑھ کر ہو۔ کوئی جہالت میرے حلم سے زیادہ ہو یا کسی کا عیب ہو اور میں نہ ڈھانکوں۔ یا کسی کی بدی میرے احسان سے بڑھ کر ہو۔ ان کا قول ہے کہ عفت شریف کی زینت ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس سے بڑھ کر کوئی شے پسند نہیں ہے کہ شاداب زمین میں ابلتا ہوا چشمہ ہو۔ عمرو عاص رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس سے بڑھ کر کوئی شے پسند نہیں ہے کہ عرب کی سی عالی خاندان عورت سے شادی کروں۔ در وان مولائے عمرو عاص نے کہا مجھے اس سے بڑھ کر کوئی شے پسند نہیں ہے کہ بھائیوں پر احسان کرو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھ سے زیادہ اس خصلت کا احق ہوں۔ اس نے کہا جو بات آپ کو پسند ہے وہی کیجیے۔ مدینہ کا عامل جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس مراسلت روانہ کرتا تھا تو حکم دیتا تھا کہ منادی ندا کر دے کہ جس کو ضرورت ہو وہ امیر المومنین کو لکھے۔ زر بن حبیش یا ایمن بن حزیم نے ایک پرچہ لکھ کر خطوں میں ڈال دیا اس میں یہ چار مصرعے تھے۔

جب اپنی اولاد کے یہاں اولاد ہو بڑھاپے سے بازو تھرانے لگیں
بیماریوں کی عادت پڑ گئی ہو تو پھر کھیت کے کٹنے کا زمانہ قریب ہے

جب یہ خط پہنچے اور نے اس پرچہ کو بھی پڑھا تو کہا۔ یہ میری موت کی خبر مجھے دے رہا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ غصہ کے پی جانے میں جو مزہ مجھے ملتا ہے وہ کسی شے میں نہیں ملتا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمٰن بن حکم کو نصیحت:

عبدالرحمٰن بن حکم سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا پیارے بھتیجے تم کو شعر کا بہت ذوق ہے۔ دیکھو عورتوں سے اظہار تعشق کے مضامین کبھی نہ کہنا اس میں کوئی شریف عورت بدنام ہو جائے گی۔ ہجو کبھی نہ کہنا کہ کسی کریم کو بدنام کر دیا کسی لئیم کو ہیجان میں لاؤ بادہ فروشی نہ کرنا کہ یہ ایک بیہودہ لقمہ ہے۔ ہاں اپنی قوم کی مفاخرت میں شعر کہو اور ایسی امثال نظم کرو جس سے تمہارے نفس کی زینت ہو اور دوسرے ادب سیکھیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے الشما کو گاڑھا پہنے ہوئے دیکھا تو اسے برا سمجھے۔ اس نے کہا امیر المومنین یہ گاڑھا تو آپ سے بات نہیں کرتا۔ بات تو وہ کرتا ہے جو اسے پہنے ہوئے ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مروان:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کہا دو شخص ایسے ہیں کہ مر کے بھی نہ مریں گے ایک شخص ایسا ہے کہ مر گیا تو مر گیا۔ میں مر جاؤں گا تو میرا بیٹا میری جگہ پر ہوگا سعید مر جائے گا تو عمرو اس کی جگہ پر ہوگا۔ عبداللہ بن عامر مر جائے گا تو مر ہی جائے گا۔ یہ خبر مروان کو پہنچی تو

پوچھنے لگا۔ کیا میرے بیٹے عبدالملک کا نام نہیں لیا۔ لوگوں نے کہا "نہیں" مروان نے کہا ان دونوں کے بیٹوں کو میں اپنے بیٹے کے برابر نہیں سمجھتا۔ ایک شخص نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کن لوگوں کو آپ زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو سب سے زیادہ مجھ کو عزیز خلق بناتے ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حلم:

معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بندہ کو جو نعمتیں عطا ہوئی ہیں عقل و حلم ان میں سب سے افضل ہے کہ جب اس کی تعریف کی جائے تو وہ بھی ذکر خیر کرے۔ جب اسے عطا کیا جائے تو وہ بھی شکر گذار ہو۔ جب مصیبت پڑے تو صبر کرے۔ غصہ آ جائے تو صبر کرے۔ قابو پا جائے تو بخش دے۔ خطا کرے تو بخشوا لے۔ وعدہ کرے تو اسے پورا کرے۔ ایک شخص نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے دست درازی اور پھر اس میں بھی زیادتی کی۔ کسی نے کہا اس میں بھی آپ حلم سے کام لیتے ہیں۔ کہا میں اس وقت تک لوگوں کی زبان نہیں روکتا جب تک وہ میری بادشاہی میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔

عبداللہ بن جعفر اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن جعفر کو گانے بجانے پر ملامت کی تھی ایک دن ابن جعفر بدیح کو ساتھ لیے ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے۔ ابن جعفر نے بدیح سے کہا کچھ گاؤ۔ وہ گانے لگا معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے گانے پر پاؤں ہلانے لگے۔ ابن جعفر نے کہا۔ امیر المومنین ذرا ٹھہرے ہوئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اہل کرم کی طبیعت مزہ دار ہوتی ہے۔ ایک دفعہ عبداللہ بن جعفر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے ساتھ سائب خاثر بنی لیث کا غلام آزاد بھی تھا اور یہ بڑا بدکار شخص تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن جعفر سے کہا بیان کرو کیا کام ہے ابن جعفر نے سائب خاثر کا کچھ کام تھا وہ بیان کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون شخص ہے یہ انہوں نے سب حال کہہ دیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسے اندر بلاؤ۔ سائب خاثر دیوان خانہ کے دروازہ پر آ کھڑا ہوا اور یہ گیت گانے لگا[1] معاویہ رضی اللہ عنہ نے تعریف کی اور کام اس کا پورا کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ بادشاہی کا سزاوار معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر میں نے کسی کو نہ پایا۔ لوگوں کے اترنے کے لیے ان کا فیض ایک وادی وسیع کے مثل تھا۔ وہ اس تنگ دل جزرس بخیل یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مثل نہ تھے۔ قبیصہ بن جابر اسدی نے لوگوں سے ذکر کیا میں تم سے بیان کروں کن لوگوں کی صحبت میں نے اٹھائی ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صحبت میں میں رہا ہوں، میں نے ان سے بڑھ کر فقہ میں اور وعظ و نصیحت میں کسی کو نہ پایا۔ پھر طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں میں رہا ہوں۔ میں نے ان سے بڑھ کر مال کثیر کا بے مانگے دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا۔ میں نے ان سے بڑھ کر رفیق کو دوست اور ظاہر و باطن کو یکساں رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اگر ایسے کسی شہر میں رکھا جاتا جس کے تمام دروازوں سے بے مکر و دغا کیے نکلنا محال ہوتا تو وہ اس میں سے بھی نکل ہی آتے۔

---

[1] گیت کے ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

باب ۸

یزید بن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اسی سال معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید سے لوگوں نے بیعت خلافت کی۔ یہ واقعہ رجب کی پندرھویں یا بائیسویں کا ہے۔ بعض غرۂ رجب لکھتے ہیں۔ اس نے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ میں اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں بحال رکھا۔ مدینہ کا امیر ولید بن عتبہ بن ابوسفیان تھا اور مکہ کا عمرو بن سعید بن العاص۔ یزید جب والی ملک ہوا تو اسے اس کے سوا کوئی فکر نہ تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے بعد اس کے ولی عہد کرنے کے لیے لوگوں سے بیعت طلب کی ہے تو جن لوگوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر بیعت نہیں کی ان سے بیعت لی جائے اور ان کی طرف سے فراغت حاصل کی جائے۔

یزید کا ولید بن عتبہ کے نام خط:

اسی بناء پر اس نے ولید بن عتبہ کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''امیر المومنین یزید کی طرف سے ولید بن عتبہ کو معلوم ہو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ تھے۔ خدا نے ان کو کرامت و خلافت و عطایا و حکومت سے سرفراز کیا تھا۔ جتنی عمران کی لکھی ہوئی تھی اس وقت تک زندہ رہے۔ جب مدت تمام ہوگئی مر گئے خدا ان پر رحم کرے کہ زندگی بھر لائق ستائش رہے اور نیکوکار و پرہیزگار ہو کر مرے۔ والسلام۔

ایک اور رقعہ میں اسے لکھا کہ حسین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے میں تشدد کرو اور جب تک بیعت نہ کر لیں ذرا انہیں مہلت نہ دو''۔

ولید بن عتبہ اور مروان بن حکم:

معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ سے ولید کو تشویش ہوگئی ایک امر عظیم سمجھا اور مروان بن حکم کے پاس کسی کو بھیج کر بلوایا۔ ولید جس روز مدینہ میں آیا ہے مروان بھی بہت کراہت کے ساتھ شہر میں آیا تھا اس بات پر ولید نے اپنی صحبت میں اسے گالیاں دی تھیں یہ خبر مروان کو ہوئی تو اس نے ولید سے ملنا ترک کر دیا اور اس سے قطع تعلق کیا تھا۔ اس کو اتنا زمانہ گذرا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ ولید کو پہنچی۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہلاک ہونے کو ولید امر عظیم سمجھا اور اس کے ساتھ ان لوگوں سے بیعت لینے کا اسے حکم ہوا تو اس وقت مروان سے مشورہ لینے پر وہ مجبور ہوا۔ اور اسے بلا بھیجا۔ جب اس نے یزید کا خط مروان کو پڑھ کر سنایا تو مروان نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون و رحمۃ اللہ۔

مروان بن حکم کا ولید کو مشورہ:

ولید نے اس باب میں اس سے مشورہ چاہا۔ پوچھا تمہاری کیا رائے ہے ہم کو کیا کرنا چاہیے مروان نے جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ اسی وقت ان لوگوں کو بلا بھیجو۔ جب وہ آئیں تو ان سے یزید کی بیعت اور اطاعت گذاری کا اقرار لو وہ مان جائیں تو

تم بھی مان جانا اور اس سے باز رہنا۔ انکار کریں تو سب کی گردن مارنا۔ ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر نہ ہونے پائے۔ اگر انہیں یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مر گئے تو ان میں سے ہر شخص کسی طرف اٹھ کھڑا ہوگا اور مخالفت و مقابلہ پر کمر باندھ لے گا۔ اور کیا معلوم کہ لوگوں کو اپنی اطاعت پر آمادہ کرے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ کو تو میں نہیں سمجھتا کہ جدال وقتال کو پسند کریں یا حکومت کی ان کو خواہش ہو۔ ہاں بے مانگے یہ حکومت ان کے سر ڈال دی جائے تو اور بات ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی:

غرض عبداللہ بن عمر بن عثمان ایک نوجوان کو دو شخصوں کے بلانے کے لیے بھیجا اس نے مسجد میں ان دونوں کو پایا۔ وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس نے آ کر کہا کہ امیر نے تم دونوں آدمیوں کو طلب کیا ہے وقت یہ ایسا تھا کہ ولید اس وقت لوگوں سے نہیں ملتا تھا نہ یہ دونوں شخص کبھی ایسے وقت اس سے ملنے کو جاتے تھے۔ دونوں نے یہ جواب دیا۔ تم جاؤ ہم ابھی آتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اب حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس وقت تو ولید کسی سے ملتا نہیں بتاؤ کیوں ہم لوگوں کو بلایا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میں سمجھتا ہوں ان لوگوں کا فرعون ہلاک ہو گیا ہے ہم کو اس لیے بلا بھیجا ہے کہ اس خبر کے فاش ہونے سے پہلے ہی بیعت کے لیے ہم پر مواخذہ کرے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہی سمجھتا ہوں۔ پھر پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے کہا اسی وقت اپنے جوانوں کو ساتھ لے کر ولید کے پاس جاتا ہوں۔ دروازہ پر ان لوگوں کو روک دوں گا اور خود اس کے پاس جاؤں گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اور ولید بن عتبہ کی ملاقات:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم اس کے پاس گئے تو مجھے تمہاری جان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسی طرح جاؤں گا کہ نکل بھی سکوں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے خادموں کو اور اقربا کو ساتھ لے کر چلے۔ ولید کے دروازہ پر پہنچے تو ساتھ کے لوگوں سے کہا کہ میں اندر جاتا ہوں اگر میں تم کو پکاروں یا تم سنو کہ ولیں نے بلند آواز کی تو تم سب کے سب اندر چلے آنا۔ نہیں تو جب تک میں باہر نہ آؤں اپنی جگہ پر موجود رہنا۔ یہ کہہ کر داخل ہوئے اور اسلام علیک یا امیر کہا۔ مروان اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے موت معاویہ رضی اللہ عنہ سے انجان ہو کر کہا۔ میل رکھنا ترک ملاقات سے بہتر ہے خدا نے تم دونوں آدمیوں میں صفائی کر دی۔ دونوں نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ حسین رضی اللہ عنہ آ کر بیٹھ گئے تو ولید نے خط پڑھ کر سنایا۔ معاویہؓ کے مرنے کی خبر دی اور بیعت کا طالب ہوا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم میں تلخ کلامی:

حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہا کہ خدا معاویہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اور تمہارا اجر زیادہ کرے۔ بیعت کا جو تم نے مجھ سے سوال کیا۔ تو میں پوشیدہ طور پر بیعت کرنے والا نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تم کو بھی مجھ سے پوشیدہ طور پر بیعت لینے کی جرأت نہ کرنا چاہیے۔ مجھ سے لوگوں کے سامنے علانیہ بیعت لینا چاہیے۔ ولید نے کہا: اچھا! حسین رضی اللہ عنہ نے کہا جب لوگوں کے مجمع میں آ کر تم سب سے بیعت لینا تو ان کے ساتھ ہی ہم سے بھی لینا تو ایک ہی بات ہے۔ ولید کا مزاج عافیت پسند تھا کہنے لگا۔ بسم اللہ آپ تشریف لے جائیے۔ سب لوگوں کے مجمع ہی میں ہم سے ملیئے گا۔ مروان بول اٹھا اگر اس وقت بغیر بات کیے یہ تمہارے پاس سے چلے گئے تو واللہ پھر جب تک کہ تم میں بشدت کشت وخون نہ ہو اس طرح تمہارے قابو میں یہ نہ آئیں گے تو واللہ پھر قید کر لو۔

تمہارے پاس سے نکلنے نہ پائے۔ بیعت کرے تو کرے نہیں تو اس کی گردن ماردو۔ حسین رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ابن الزرقاء کیا تو مجھے قتل کرے گا یا یہ قتل کرے گا۔ واللہ تو نے جھوٹ بکا جھک مارا۔ یہ کہہ کر نکلے ہوئے چلے گئے اپنے انصار میں آ گئے۔ اور سب کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان پر آ گئے۔

ولید بن عتبہ کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے انکار:

مروان نے ولید سے کہا تم نے میرا کہنا نہ مانا۔ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ایسا موقع تمہیں اب کبھی نہیں ملے گا۔ ولید نے کہا سنا مروان کسی اور ہی کو ملامت کرو۔ تم مجھے ایسا مشورہ دیتے تھے جس میں میرے دین کی تباہی تھی۔ واللہ حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے ساری دنیا کا مال و ملک جہاں تک آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے مجھ کو مل جائے تو مجھے منظور نہیں۔ سبحان اللہ حسین رضی اللہ عنہ کو ایک بیعت کے نہ کرنے پر میں قتل کروں۔ واللہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخص سے خونِ حسین رضی اللہ عنہ کی باز پرس ہو وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے خفیف المیزان ٹھہرے گا مروان نے کہا یہی تمہاری رائے ہے تو جو کچھ تم نے کیا بہت ہی اچھا کام کیا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طلبی:

یہ کلمہ ولید کی رائے کو ناپسند کر کے مروان نے کہا تھا۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر اپنے گھر میں آ کر چھپ رہے ولید نے ان کے پاس کسی کو بھیجا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے تمام اصحاب کو جمع کر کے اپنی حفاظت کر لی ہے۔ اس پر ولید نے زیادہ تر اصرار کیا۔ بہت سے لوگوں کو پے در پے ان کے پاس بھیجا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے تو یہ کہا کہ ٹھہرو تم بھی غور کر لو ہم بھی غور کر لیں۔ تم بھی سوچ لو ہمیں بھی سوچنے دو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے ساتھ جلدی نہ کرو میں ضرور آؤں گا مجھے ذرا مہلت دو۔ اس پر وہ لوگ ان دونوں آدمیوں سے نہایت مصر ہوئے۔ دن رہے سے رات گئے تک اصرار کرتے رہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کو بہت ہی طرح دیتے رہے۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس ولید نے اپنے خادمیوں کو بھیجا انھوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں۔ پکار پکار کر کہا۔ اے پسر کاہلیہ امیر کے پاس چل نہیں تو واللہ وہ تجھے قتل کریں گے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس دن کو رات گئے تک یہ کہہ کہہ کر ٹالا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ جب ان لوگوں نے شدت کی تو یہ کہا ''پے در پے تم لوگوں کے آنے سے اور میرے پاس اتنے لوگوں کو بھیجنے سے بخدا مجھے کھٹکا ہو گیا ہے تم لوگ میرے ساتھ جلدی نہ کرو۔ میں خود امیر کے پاس کسی کو بھیجتا ہوں کہ ان کی رائے ان کا حکم معلوم ہو' یہ کہہ کر انہوں نے اپنے بھائی جعفر بن زبیر رضی اللہ عنہما کو امیر کے پاس بھیجا۔ انھوں نے جا کر کہا۔ خدا کے واسطے عبداللہ رضی اللہ عنہ پر شدت کرنے سے باز آیئے۔ آپ نے پے در پے لوگوں کو بھیج کر انہیں اندیشہ مند و خائف کر دیا ہے۔ صبح کو ان شاء اللہ وہ آپ کے پاس آ جائیں گے۔ اپنے لوگوں کو حکم دیجیے کہ ہمارے مکان پر سے چلے جائیں۔ ولید نے اپنے لوگوں کو بلا لیا وہ سب چلے آئے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا فرار:

ابن زبیر رضی اللہ عنہما رات ہی کو گھر سے نکل کر فرع کی طرف روانہ ہوئے ان کے بھائی جعفر کے سوا کوئی شخص ساتھ نہ تھا بڑے رستہ کو تعاقب کے خوف سے انھوں نے ترک کیا اور مکہ کی طرف چلے۔ صبح ہوئی تو ولید نے ان کے پاس کسی کو بھیجا۔ معلوم ہوا کہ وہ نکل گئے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا تعاقب:

مروان نے کہا میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ کی طرف جانے میں ہرگز نہ چوکے گا اور ابن زبیرؓ کے تعاقب میں

لوگوں کو روانہ کیا۔ بنی امیہ کے خادموں میں سے ایک سوار کو اسی سواروں کے ساتھ اس کام کے لیے بھیجا۔ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈتے پھرے نہ پا سکے۔ واپس چلے آئے۔ دن بھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ڈھونڈنے میں حسین رضی اللہ عنہ کو بھولے رہے۔ شام کے وقت ان کے پاس لوگوں کو بھیجا۔ انہوں نے کہا صبح ہونے دو پھر دیکھا جائے گا۔ شب بھر کے لیے وہ خاموش ہو رہے۔ اصرار نہیں کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی مکہ:

حسین رضی اللہ عنہ اسی رات کو یعنی رجب ۶۰ھ کی اٹھائیسویں اتوار کی شب کو مدینہ سے نکل گئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے ایک شب پہلے روز شنبہ کی رات کو نکلے تھے اور فرع کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ جعفر بھائی کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے کہ صبرۂ حنظلی کا یہ شعر زبان سے نکلا:

''جو شخص ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اس پر ایسی رات بھی آنے والی ہے کہ اپنے جگر گوشوں کا داغ دل پر اٹھائے ہو''۔

یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ بھائی اس کے شعر پڑھنے سے تمہارا کیا مطلب تھا جعفر نے کہا بھائی واللہ کسی ایسی بات کا مجھے خیال نہ تھا جو آپ کو ناگوار ہو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا بلا ارادہ تمہاری زبان پر یہ شعر آ گیا تو اور بھی زیادہ ناگوار ہونے کی بات ہے۔ وہ اسے فال بد سمجھے۔ حسین رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو بھائیوں کو بھتیجوں کو اور محمد بن حنیفہ کے سوا تمام اہل بیت کو لے کر نکلے تھے۔

محمد بن حنفیہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

محمد بن حنفیہ نے کہا بھائی تمام خلق میں آپ سے بڑھ کر کسی کو میں دوست وعزیز نہیں رکھتا۔ اور خیر خواہی کا کلمہ آپ سے بڑھ کر کسی کے لیے دنیا میں میرے منہ سے نہیں نکلے گا۔ آپ اپنے لوگوں کے ساتھ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور سب شہریوں سے جہاں تک ہو سکے الگ رہیے۔ اور اپنے قاصدوں کو لوگوں کے پاس بھیجئے کہ وہ آپ سے بیعت کریں۔ اگر لوگ آپ سے بیعت کر لیں تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اگر کسی دوسرے کی بیعت پر وہ متفق ہو جائیں تو اس میں آپ کے دین و عقل و مروت و فضل کو خدا کوئی ضرر نہیں پہنچنے دے گا۔ ان شہروں میں سے کسی شہر میں لوگوں کی کسی جماعت میں آپ کے جانے سے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ان میں اختلاف پڑ جائے۔ ایک گروہ آپ کے ساتھ ہو دوسرا آپ کے خلاف ہو۔ کشت و خون کی نوبت آئے تو سب سے پہلے آپ کی طرف برچھیوں کا رخ ہو جائے اور آپ سا شخص جو شرف ذاتی و خاندانی میں بہترین امم ہے بہت آسانی کے ساتھ خون اس کا بہایا جائے اور سب اہل و عیال تباہی میں مبتلا ہوں۔

محمد بن حنفیہ کا مشورہ:

حسین رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں کدھر جاؤں بھائی! کہا: ''آپ مکہ میں اتر پڑیئے وہاں اطمینان حاصل ہو جائے فبہا۔ اور اگر تشویش کا سامنا ہو تو وہاں ریگستانوں اور کوہستانوں کی طرف نکل جایئے۔ ایک مقام کو چھوڑیئے۔ دوسری زمین کی طرف آیئے۔ دیکھتے رہیے کہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے اور اس وقت آپ کی رائے کیا قرار پاتی ہے تمام امور کو سامنے کے رخ سے دیکھئے تو زیادہ تر قرین صواب اور مقتضائے عقل کی بات ہے اور اس سے بڑھ کر مشکل کا سامنا کسی امر میں نہیں ہے کہ الٹے رخ سے اس پر نظر کی جائے''۔ محمد بن حنفیہ کے مشورہ کو سن کر جواب دیا کہ ''بھائی تم نے خیر خواہی و شفقت کا کلمہ کہا امید یہی ہے کہ تمہاری رائے درست اور موافق ہوگی''۔

ابو سعید مقبری کی روایت:

ابو سعید مقبری کہتا ہے میں نے مسجد میں حسین رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھے دو شخصوں کے درمیان چل رہے تھے کبھی اس طرف بوجھ ڈال دیتے تھے کبھی اس طرف اور (یزید) بن مفرغ کے یہ دو شعر زبان پر تھے۔ مضمون یہ تھا:

شہسواری کا پھر میں نام نہ لوں پھر نہ رکھوں یزید نام اپنا
میں گوارا کروں اگر ذلت ایسے جینے کو ہے سلام اپنا

اسی وقت میں نے دل میں کہا واللہ یہ کچھ اور ہی ارادہ رکھتے ہیں جو یہ شعر پڑھے۔ ابھی دو ہی دن گذرے تھے کہ سنا وہ مکہ روانہ ہو گئے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیعت سے انکار:

اب ولید نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا اور کہا یزید سے بیعت کرو۔ کہا سب لوگ جب بیعت کر لیں گے تو میں بھی بیعت کروں گا۔ ایک شخص بول اٹھا ''تمہیں بیعت کرنے سے کون سا امر مانع ہے تم یہی چاہتے ہو کہ لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو۔ کشت وخون ہو۔ سب فنا ہو جائیں۔ جب یہ مصیبت گذر جائے تو سب کہیں اب تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی باقی نہیں رہا ان سے بیعت اب لو'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ نہیں چاہتا کہ کشت وخون ہو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگوں میں اختلاف پیدا ہو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ سب لوگ فنا ہو جائیں۔

میں اتنا ہی کہتا ہوں کہ سب لوگ بیعت کر لیں گے اور میرے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو میں بھی بیعت کر لوں گا۔ غرض عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ کوئی ان کو ڈراتا دھمکاتا بھی نہ تھا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ میں آمد:

ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں پہنچ گئے وہاں عمرو بن سعید حاکم تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے تو کہا میں پناہ لینے آیا ہوں۔ لوگوں کے ساتھ نماز اور اعمال میں شریک نہ ہوتے تھے۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کنارے توقف کرتے تھے سب کے بعد انہیں ساتھیوں کے ساتھ نماز و اعمال بجالاتے تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ جب مکہ کی طرف چلے تو یہ آیت پڑھی: ''فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ'' یعنی (موسیٰ) بیم و امید کی حالت میں شہر سے نکلے کہا پروردگار ا ظالم قوم کے ہاتھ سے مجھے نجات دے۔ جب مکہ میں حسین رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو یہ آیت پڑھی: ''فَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ'' یعنی جب موسیٰ مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا امید ہے کہ میرا مالک مجھے سیدھے رستہ پر لگا دے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی:

اسی سال رمضان میں ولید بن عتبہ کو مدینہ سے یزید نے معزول کر کے عمرو بن سعید اشدق کو مقرر کیا۔ عمرو بن سعید رمضان میں مدینہ میں داخل ہوا۔

واقدی کہتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ اور یزید کا بیعت کا حکم جب ولید کو پہنچا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ میں نہ تھے اور ابن زبیر و حسین رضی اللہ عنہم کو جب بیعت کے لیے بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور اسی رات کو مکہ روانہ ہو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما و ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ

سے آ رہے تھے وہ ان کو راہ میں ملے اور پوچھنے لگے کیا خبر ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ موت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بیعت زید۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں خدا سے ڈرو جماعت مسلمین سے علیحدہ نہ ہو۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں چلے آئے۔ وہیں ٹھہرے رہے کچھ دنوں تک انتظار کرتے رہے جب تمام شہروں کی بیعت کا حال ان کو معلوم ہوا تو ولید بن عتبہ کے پاس آ کر انھوں نے بھی بیعت کر لی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی۔

امیر مدینہ عمرو بن سعید:

عمرو بن سعید بن عاص اشدق رمضان ۶۰ ھ میں مدینہ میں داخل ہوا۔ اہل مدینہ ملاقات کو گئے۔ دیکھا کہ وہ لوگ ایک بزرگ منش اور خوش بیان آدمی ہیں۔ اس درمیان میں یزید و ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان قاصدوں کی آمد و رفت کے باب میں جاری رہی۔ آخر کو یزید نے قسم کھالی کہ ''جب تک ابن زبیر رضی اللہ عنہ زنجیر میں جکڑا ہوا میرے سامنے نہ آئے گا۔ اس کی کوئی بات میں نہ مانوں گا''۔ حارث بن خالد مخزومی نماز پر مقرر تھے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کر دیا۔ اس پر یزید نے عمرو بن سعید کو لکھ بھیجا۔ کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر روانہ کرے۔

رئیس شرطہ عمرو بن زبیر کے مظالم:

عمرو بن سعید جب مدینہ میں آیا ہے تو اس نے اس خیال سے عمرو بن زبیر کو رئیس شرطہ مقرر کیا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور اس میں بغض و عداوت ہے۔ اسی خیال سے اس کو اشدق نے اہل مدینہ میں سے کچھ لوگوں کے پاس بھیجا تو اس نے جا کر بہت بری طرح ان کو مارا پیٹا۔ اس نے جن لوگوں کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہوا خواہوں میں دیکھا ان کو پٹوا دیا۔ منذر بن زبیر اس کا بیٹا محمد بن منذر' عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث عثمان بن عبداللہ بن حکیم۔ خبیب بن عبداللہ بن زبیر' محمد بن عمار بن یاسر۔ ان سب لوگوں میں سے کسی کو چالیس کسی کو ساٹھ کوڑے لگائے۔ عبدالرحمٰن بن عثمان' عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل۔ کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر اس کے ہاتھ سے جان بچا کر مکہ بھاگ گئے۔ عمرو بن سعید نے اس سے پوچھا کہ تمہارے بھائی کے مقابلہ میں کون شخص یہاں سے جائے گا۔ کہا اس کی سرکوبی کے لیے مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا۔[1]

ابن سعید کی مکہ پر فوج کشی:

اہل مدینہ کے آزاد غلاموں سے ایک انبوہ عمرو بن زبیر کے ساتھ ہوا۔ انیس بن عمرو اسلمی سات سو جنگ جویوں کو ساتھ لے کر شریک ہوا۔ عمرو نے مقدمۃ الجیش کر کے اسے روانہ کیا۔ اس نے مقام جرف میں جا کر لشکر ڈالا۔ اس وقت مروان نے ابن سعید سے آ کر کہا۔ مکہ پر حملہ نہ کرو خدا سے ڈرو خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے سے بچو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے درگزر کرو وہ بوڑھا ہو گیا ہے ساٹھ برس سے زیادہ اس کی عمر ہو چکی اور وہ ضدی آدمی ہے اور تم اسے قتل نہ کرو تو بخدا وہ خود مرنے کو ہے' اس پر عمرو بن زبیر بول اٹھا کہ واللہ ہم تو خانہ کعبہ کے اندر اس سے جدال و قتال کریں گے کسی کو ناگوار ہو تو بلا سے۔ مروان نے کہا یہ امر بہت ناگوار ہے۔

---

[1] و ما خرج لامل الدیوان عشرات. یعنی دفتر والوں کے لیے عشرات نکالے مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کسی کو دس کسی کو بیس کسی کو نوے تک دیئے۔ یہ لوگ بھی شاید عمرو بن زبیر کے ساتھ نکلے۔ مترجم

عمرو بن زبیر کا خط بنام عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما:

غرض انیس روانہ ہو کر مقام ذی طویٰ میں اور عمرو بن زبیر مقام ابطح میں اترا۔ یہاں سے عمرو بن زبیر نے اپنے بھائی کو لکھا خلیفہ کی قسم کو پورا کر اپنی گردن میں چاندی کی ہلکی سی زنجیر جو دکھائی بھی نہ دے ڈال لے۔ لوگ کا ہیکو آپس میں لڑیں۔ خدا سے ڈر کہ تو اس شہر میں ہے جہاں جنگ و جدال حرام ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا میرا تیرا مقابلہ مسجد الحرام میں ہوگا۔

عبداللہ بن صفوان:

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن صفوان جمحی کو ذی ملویٰ کی طرف سے انیس کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ عبداللہ بن صفوان کے ساتھ وہ لوگ بھی سب شریک ہو گئے جو بیرون مکہ مقیم تھے۔ انیس پر حملہ کیا اور جنگ میں اسے شکست فاش دی۔ عمرو کے لشکر میں سے ایک جماعت نے اس کا بھی ساتھ چھوڑ دیا اور وہ علقمہ کے گھر میں چلا گیا۔ اس کا بھائی عبیداللہ بن زبیر اس سے ملنے کو آیا اور اسے پناہ دی پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جا کر کہا کہ میں نے عمرو کو پناہ دے دی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا لوگوں کو مظالم سے تم نے اسے پناہ دے دی۔ یہ تو کسی طرح مناسب نہیں۔

عبداللہ بن صفوان کی برہمی:

ایک روایت یہ ہے کہ عمرو بن زبیر اور انیس بن یزید کے حکم سے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ عمرو کوہ صفا کے قریب اپنے مکان میں اور انیس ذیطوطی میں اترا۔ عمرو نماز پڑھایا کرتا تھا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی سب کے ساتھ اس کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے وہاں سے دونوں بھائی ہاتھ میں ہاتھ انگلیوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے نکلتے تھے۔ قریش میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جو عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملنے کو نہ آیا ہو۔ بس ایک عبداللہ بن صفوان تھا کہ نہیں آتا تھا۔ اس پر عمرو نے کہا تعجب ہے کہ عبداللہ بن صفوان میرے پاس نہیں آیا۔ واللہ اگر میں اٹھ کھڑا ہوگا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ سارا قبیلہ بنی جمع اور ان کے سوا بھی جو لوگ اس کے شرکاء ہیں میرے مقابلہ میں کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ یہ کلمہ اس کی زبان سے نکلا تھا کہ حریف کے کان تک پہنچ گیا۔ وہ برافروختہ ہوا۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہنے لگا کہ تم تو اپنے بھائی کی سلامتی مناتے ہو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ ابو صفوان بھلا میں اور اس کی سلامتی مناؤں۔ واللہ ایک چیونٹی بھی اس کے استیصال کرنے میں میرا ساتھ دیتی تو میں اس سے بھی مدد مانگتا۔

عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کی گرفتاری:

اس پر ابن صفوان نے کہا۔ انیس کی طرف سے میں تم کو مطمئن کیے دیتا ہوں۔ اپنے بھائی کی طرف سے تم مجھ کو مطمئن کر دو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سے اقرار کر لیا۔ اور ابن صفوان انیس کے درپے ہو کر ذی طویٰ کی طرف روانہ ہوا۔ اہل مکہ کا ایک انبوہ کثیر اور بہت سے اعوان و انصار کو ساتھ لیے ہوئے انیس کے لشکر پر جا پڑا اسے شکست دی اس کے ساتھیوں کو پراگندہ کر دیا۔ جو بھاگا اسے قتل کیا جو زخمی ہو گئے تھے انہیں امان دی اور مصعب بن عبدالرحمٰن عمرو کے استیصال کرنے کو روانہ ہوا۔ اس کی ساری جمعیت اسے چھوڑ کر پراگندہ ہو گئی۔ حریف عمرو کے گرفتار کرنے کو پہنچ گیا۔ اس وقت عبیدہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اوپر سے کہا۔ آؤ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے آ کر کہا۔ میں نے عمرو کو پناہ دی ہے آپ بھی اسے پناہ دے دیجیے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پناہ دینے سے انکار کیا اور جس جس شخص کو عمرو نے مدینہ میں پٹوایا تھا۔ ان سب کے قصاص میں عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عمرو کو پٹوایا۔ پھر زندان عارم میں اسے قید کیا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق یزید کی قسم:

یہ بھی روایت ہے کہ ذیقعدہ ۶۰ ھ میں عمرو بن سعید حاکم ہو کر مدینہ میں آیا۔ اس نے عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کو رئیس شرطہ مقرر کر کے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے قسم کھالی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما جب تک زنجیروں میں جکڑا ہوا میرے سامنے نہ لایا جائے گا اس کی بیعت میں نہ قبول کروں گا۔ امیر المومنین کی قسم کو پورا کرنا ضرور ہے۔ میں چاندی یا سونے کی ہلکی سی زنجیر بنوادوں گا اس پر کلاہ برنس وہ پہن لے۔ زنجیر چھپ جائے گی۔ جھنکار سنائی دے گی۔

مکہ پر فوج کشی پر ابوشریح رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

عمرو بن سعید جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے قتال کرنے پر مقرر ہوا ہے تو ابوشریح رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اہل مکہ سے قتال نہ کر۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ خدا نے ایک ساعت کے لیے مکہ میں قتال کرنے کی مجھے اجازت دی تھی۔ جب وہ ساعت گذر گئی تو پھر وہاں سے حرام ہو گیا۔ عمرو نے ان کے کہنے کی سماعت نہ کی اور کہا اے شیخ تم سے زیادہ حرمت مکہ کو ہم جانتے ہیں۔ اب عمرو نے عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ وانیس وزید غلام محمد بن عبداللہ کے ساتھ دو ہزار آدمی روانہ کیے اہل مکہ نے ان سے مقابلہ کیا۔ انیس بن عمرو دو مہاجر مولا سے قلمس اور ان کے ساتھ بہت سے لوگ مارے گئے اور عمرو کے لشکر کو بھی شکست ہوئی۔

عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کا خاتمہ:

عبیدہ نے اپنے بھائی عمرو سے کہا کہ تمہارا میں ضامن ہوں اور تمہیں پناہ دینے کا میں ذمہ کرتا ہوں اور اسے لیے ہوئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ او خبیث تیرے چہرے پر یہ خون کیسا ہے۔ عمرو نے جواب میں یہ شعر پڑھا:

''ہم لوگوں کے زخم ایڑیوں کی طرف خوں چکاں نہیں ہوتے ہاں قدموں کی طرف لہو ٹپکاتے ہیں''۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے قید کر لیا اور عبیداللہ کے ذمہ کو توڑ ڈالا اور کہا کیا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ اس فاسق کو پناہ دو جو خدا کی حرام کی ہوئی باتوں کو حلال سمجھتا ہے۔ اس کے بعد عمرو نے جن جن لوگوں کو پٹوایا تھا ان سب کا بدلہ اس سے لیا۔ البتہ منذر اور اس کے بیٹے نے اپنا بدلہ لینے سے انکار کیا اور عمرو کوڑوں ہی کی مار میں مر گیا۔

باب ۹

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کی روانگی کوفہ:

حسین بن علی رضی اللہ عنہما مکہ میں تھے کہ ان کے پاس اہل کوفہ اور ان لوگوں کے قاصد یہ پیام لے کر آئے کہ ''ہم سب لوگ آپ پر بھروسا کیے بیٹھے ہیں۔ ہم نماز جمعہ میں والی کوفہ کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔ آپ ہم لوگوں میں آ جایئے۔ اس زمانہ میں نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ والی کوفہ تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما اپنے ابن عم کو بلا بھیجا۔ ان سے کہا۔ تم کوفہ روانہ ہو جاؤ اور دیکھو یہ لوگ مجھے کیا لکھ رہے ہیں اگر وہ سچ لکھ رہے ہیں تو میں وہاں چلا جاؤں۔ مسلم رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ میں آئے۔ یہاں دو رہبروں کو ساتھ لے کر کوفہ کی طرف چلے۔ دونوں راہبر صحرا کی طرف سے لے چلے' راہ میں ان میں سے ایک مارے پیاس کے مر گیا۔ مسلم رضی اللہ عنہ نے حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس سفر سے مجھے معاف رکھیے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے یہی لکھا کہ تم کوفہ جاؤ۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کی کوفہ میں آمد:

مسلم رضی اللہ عنہ آگے بڑھے آخر کوفہ تک پہنچ گئے۔ وہاں ایک شخص کے یہاں اتر پڑے جس کا نام ابن عوسجہ تھا۔ ان کے آنے کا اہل کوفہ میں چرچا ہوا تو لوگ آن آن کر ان سے بیعت کرنے لگے۔ بارہ ہزار آدمی نے بیعت کی۔ یزیدوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہا یا تو تم کمزور ہو یا کم زور بنتے ہو شہر میں خرابی پھیل رہی ہے۔ نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اگر اطاعت خدا میں رہ کر میں کمزور سمجھا جاؤں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ معصیت خدا میں رہ کر صاحب قوت کہلاؤں۔ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ جس بات پر خدا نے پردہ ڈال دیا ہے میں اس کا پردہ فاش کر دوں۔ اس نے نعمان رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر یزید کو لکھ بھیجی۔

امارت کوفہ پر ابن زیاد کا تقرر:

یزید نے اپنے ایک غلام آزاد کو بلایا سرجون اس کا نام تھا۔ اور وہ اسی سے مشورہ کیا کرتا تھا اور سب حال اس سے بیان کیا۔ سرجون نے کہا اگر معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو آپ ان کی بات قبول کر لیتے۔ یزید نے کہا ہاں! کہا پھر میری بات کو مانیے۔ کوفہ کے لیے عبیداللہ بن زیاد سے بہتر کوئی نہیں۔ اسی کو وہاں کی حکومت دیجیے۔ اس سے پہلے یزید بن عبیداللہ سے ناراض تھا چاہتا تھا کہ اسے حکومت بصرہ سے بھی معزول کر دے اب اسے لکھ بھیجا کہ میں تم سے خوش ہوں اور میں نے بصرہ کے ساتھ کوفہ کی حکومت بھی تم کو عطا کی۔ اور یہ لکھا کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کا پتہ لگائے وہ ہاتھ آ جائیں تو ان کو قتل کر دے عبیداللہ رؤسائے بصرہ کو ساتھ لیے ڈھاٹا باندھے ہوئے۔ کوفہ میں وارد ہوا۔ جس مجمع کی طرف سے گذرتا تھا اور سلام علیکم کہتا تھا۔ جواب میں لوگ علیک السلام یا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ ان لوگوں کو شبہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا تھا۔

بنی تمیم کے غلام کی مخبری:

عبیداللہ قصر میں آ کر اترا اور اپنے ایک غلام آزاد کو بلا کر تین ہزار (درم) اسے دیئے اور کہا۔ جاؤ اور اس شخص کا پتہ لگاؤ جس سے اہل کوفہ بیعت کر رہے ہیں۔ اس سے یہی کہنا کہ میں حمص سے اسی بیعت کے لیے آیا ہوں اور یہ مال اسے دے دینا کہ اس سے

زور پیدا کرے۔ اسی طرح لطف و دل دہی وہ کرتا رہا آخر اہل کوفہ میں سے ایک پیر مرد کے پاس جو بیعت کیا کرتا تھا اسے کسی نے پہنچا دیا۔ یہ اس سے ملا اور سب حال بیان کیا۔ شیخ نے کہا تمہارے ملنے سے میں خوش بھی ہوا۔ اور رنج بھی مجھے ہوا۔ خدا نے تم کو ہدایت کی اس سے تو دل خوش ہوا مگر ہمارا کام ابھی تک استحکام کو نہیں پہنچا اس سبب سے ملال ہوا۔ یہ کہہ کر وہ شیخ غلام کو اندر لے گیا۔ مال اس سے لے لیا اور اس سے بیعت لی۔ غلام نے عبیداللہ کے پاس آ کر سب حال کھول دیا۔ عبیداللہ جب کوفہ میں آیا تو مسلم رضی اللہ عنہ ابھی تک جس گھر میں تھے اسے چھوڑ کر ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں چلے آئے۔ اور حسین بن علی علیہ السلام کو لکھ بھیجا کہ بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی ہے آپ ضرور تشریف لائیے۔

ہانی بن عروہ کی طلبی:

ادھر عبیداللہ نے رؤسائے کوفہ سے پوچھا کہ سب لوگوں کے ساتھ ہانی بن عروہ میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ یہ سن کر محمد بن اشعث اپنی برداری کے لوگوں کو لیے ہوئے ہانی کے پاس آیا۔ دیکھا کہ وہ دروازہ کے باہر ہی ہیں۔ ان سے کہا کہ حاکم نے ابھی تمہارا ذکر کیا اور یہ کہا کہ انہوں نے آنے میں بہت تاخیر کی۔ تم کو اس کے پاس جانا چاہیے۔ یہ لوگ اسی طرح اصرار کرتے رہے۔ آخر ہانی سوار ہو کر ان لوگوں کے ساتھ عبیداللہ کے پاس چلے آئے۔ اس وقت قاضی شریح بھی وہاں موجود تھے۔ ہانی کو دیکھ کر عبیداللہ نے شریح سے کہا۔ لو اجل گرفتہ اپنے پاؤں سے ہمارے پاس چلا آیا۔ ہانی نے جب اسے سلام کیا تو کہنے لگا بتاؤ مسلم رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ ہانی نے کہا میں نہیں جانتا۔

ہانی بن عروہ کی گرفتاری:

عبیداللہ نے اپنے غلام کو جو درہم لے کر گیا تھا بلایا۔ جب وہ ہانی کے سامنے آیا تو یہ اسے دیکھ کر متحیر ہو گئے۔ کہنے لگے امیر کا خدا بھلا کرے واللہ مسلم رضی اللہ عنہ کو میں نے اپنے گھر میں نہیں بلایا وہ خود سے آئے اور اپنے تئیں میرے اوپر ڈال دیا۔ عبیداللہ نے کہا ان کو میرے پاس لاؤ۔ ہانی نے جواب دیا۔ واللہ اگر میرے پاؤں کے نیچے وہ چھپے ہوئے ہوتے تو میں وہاں سے قدم نہ سرکاتا۔ عبیداللہ نے حکم دیا کہ اسے میرے قریب لاؤ۔ ہانی کو اس کے قریب لے گئے۔ اس نے ان پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ جھوں ان کی زہر آلود ہو گئی۔ ہانی نے ایک سپاہی کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ اسے میان سے نکالیں' مگر لوگوں نے روک لیا۔ عبیداللہ نے کہا کہ تمہارا قتل کرنا خدا نے اب حلال کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر قید کا حکم اس نے دیا اور قصر کی ایک جانب وہ محبوس کر دیئے گئے۔

قصر ابن زیاد کا محاصرہ:

ایک روایت یہ ہے کہ جو شخص عبیداللہ کے پاس ہانی کو لے کر آیا۔ وہ عمرو بن حجاج زبیدی تھا۔[1] ہانی اس حالت میں تھے کہ یہ

---

[1] اس مقام پر طبری میں ذیل کی عبارت ہے حَدَّثَنَا عَمَّارَةُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْط فَجَلَسَ فِیْ مَجْلِسِ ابْنِ زِیَادٍ فَحَدَّثَ قَالَ طَرَدتُ الْیَوْمَ حُمُرًا فَاَصَبْتُ مِنْهَا حِمَارًا فَعَقَرْتُهُ قَالَ لَهٗ عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ الزُّبَیْدِیُّ اِنَّ حِمَارًا تَعْقِرُهٗ اَنْتَ لَحِمَارٌ حَائِنٌ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحْیَنَ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ رَجُلٌ جِیْءَ بِاَبِیْهِ كَافِرًا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ یُضْرَبَ عُنُقُهٗ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ لِلصُّبْیَةِ قَالَ النَّارُ۔ فَاَنْتَ مِنَ الصَّبْیَةِ وَ اَنْتَ فِی النَّارِ۔ قَالَ فَضَحِكَ ابْنُ زِیَادٍ۔ ۱۲ منہ......

خبر قبیلہ مذحج کو پہنچ گئی۔ قصر ابن زیاد کے دروازہ پر ایک شور بلند ہوا۔ وہ سن کر پوچھنے لگا یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا مذحج کے لوگ ہیں۔ ابن زیاد نے شریح سے کہا ''آپ ان لوگوں کے پاس جا کر انھیں مطلع کیجیے کہ میں نے کچھ گفتگو کرنے کے لیے ہانی کو فقط قید کیا ہے'' اور اپنے آزاد غلاموں میں سے ایک غلام کو جاسوسی کے لیے بھیجا کہ دیکھ شریح کیا گفتگو کرتے ہیں۔ شریح کا گذر ہانی کی طرف سے ہوا تو ہانی نے کہا ''اے شریح! خدا سے ڈر یہ شخص مجھے قتل کرنے کو ہے'' شریح نے قصر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا ''ان کے لیے کچھ ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہیں' امیر نے کچھ گفتگو کرنے کے لیے بس انہیں روک رکھا ہے'' سب پکار اٹھے ''شریح سچ کہتے ہیں۔ تمہارے سردار کے لیے ضرر پہنچنے کا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ سب متفرق ہو گئے۔ مسلم رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے اشعار[1] کی منادی کرادی اور اہل کوفہ میں سے چار ہزار آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے کوفیوں کی بدعہدی:

مسلم رضی اللہ عنہ نے مقدمہ فوج کو آگے بڑھایا' میمنہ و میسرہ کو درست کیا اور خود قلب لشکر میں آخر عبیداللہ کی طرف رخ کیا ادھر عبیداللہ نے رؤسائے اہل کوفہ کو بلا کر اپنے پاس خاص قصر میں جمع کیا۔ مسلم رضی اللہ عنہ جب قصر کے دروازہ پر پہنچے تو تمام رؤسا قصر پر چڑھ کر اپنے اپنے برادری والوں کے سامنے آئے اور انہیں سمجھا سمجھا کر واپس کرنے لگے۔ اب لوگ مسلم رضی اللہ عنہ کے پاس سے سرکنے لگے۔ شام ہونے تک پانچ سو آدمی رہ گئے۔ جب شب کی تاریکی پھیل تو وہ بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ مسلم رضی اللہ عنہ اکیلے گلیوں میں پھرتے پھرتے ایک مکان کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ ایک عورت نکل کر آئی تو اس سے پانی مانگا اس نے پانی لا کر پلا دیا اور پھر اندر چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد وہ پھر نکلی اور دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا بندۂ خدا تیرے یہاں بیٹھنے سے مجھے اندیشہ ہوتا ہے یہاں سے اٹھ جا۔ کہا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ میں ہی ہوں۔ کیا تمہارے یہاں پناہ لینے کی کوئی جگہ ہے۔ اس عورت نے کہا' اندر چلے آؤ جگہ ہے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی گرفتاری:

اس عورت کا لڑکا محمد بن اشعث کے خانہ زادوں میں تھا۔ اسے جو یہ حال معلوم ہوا تو ابن اشعث سے جا کر کہا۔ اس نے جا کر عبیداللہ کو خبر دی۔ عبیداللہ نے اپنے صاحب شرطہ عمرو بن حریث مخزومی کو روانہ کیا اور محمد بن اشعث کے لڑکے عبدالرحمٰن کو اس کے ساتھ کر دیا۔ مسلم رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ گھر کو سپاہیوں نے گھیر لیا ہے انھوں نے یہ دیکھ کر تلوار اٹھالی اور باہر آ کر قتال میں مصروف ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے کہا۔ تمہارے لیے امان ہے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا۔ اور وہ ان کو لیے ہوئے عبیداللہ کے پاس

ﷺ ...... یعنی عمارا بن زیاد کی مجلس میں تھا اس نے ذکر کیا کہ میں نے آج وحشی گدھوں کا تعاقب کیا ایک گدھا میری زد پر آ گیا' میں نے اسے زخمی کر دیا۔ یہ سن کر ابن حجاج نے کہا تم نے جس گدھے پر وار کیا وہ بے شک اجل رسیدہ تھا۔ پھر کہا اس سے بڑھ کر ایک اجل رسیدہ کا ذکر کروں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر اپنے باپ کے ساتھ لایا گیا آپ نے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا تو کہنے لگا اے محمد ﷺ! بچوں کے سرپر کون رہے گا آپ نے فرمایا: ''جہنم'' تو انہیں بچوں میں سے ہے اور تو جہنم میں جائے گا۔ یہ سن کر ابن زیاد ہنسنے لگا۔ ۱۲ مترجم

[1] شعار سے وہ مقرر کیے ہوئے الفاظ مراد ہیں کہ جب وہ پکارے جائیں تو سب شرکاء اپنے کام پر آمادہ ہو جائیں۔

آیا۔ عبیداللہ کے حکم سے قصر کی چوٹی پر ان کو لے گئے وہاں ان کی گردن ماری اور لاش لوگوں کے سامنے باہر پھینک دی۔ پھر اس نے حکم دیا لوگ ہانی کو گھسیٹتے ہوئے گھوڑے پر لے گئے اور وہاں ان کو سولی دے دی۔ اس حال کو ان لوگوں کے شاعر نے نظم بھی کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مطیع میں گفتگو:

اس سے زیادہ مفصل اور کامل بیان اس روایت میں ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ شاہراہ کی طرف سے مکہ روانہ ہوئے۔ اہل حرم نے کہا آپ اس راہ کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا۔ دیکھیے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی تو یہی کیا اگر کوئی دوڑ آپ کے پیچھے آئے تو آپ کو نہ پا سکے گی۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! میں تو اس راہ سے نہیں پھروں گا۔ جو خدا کو منظور ہے وہ ہوگا۔ اس راہ میں عبداللہ بن مطیع حسین رضی اللہ عنہ کو ملے۔ انھوں نے پوچھا میری جان آپ پر نثار ہو کہاں کا ارادہ ہے؟ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا ابھی تو میں مکہ جاتا ہوں اس کے بعد حق تعالیٰ سے استخارہ کروں گا۔ ابن مطیع نے کہا حق تعالیٰ آپ کو خریت سے رکھے۔ اور ہم لوگوں کو آپ پر تصدق کر دے۔ مکہ جائیے تو وہاں سے کوفہ کا قصد ہرگز نہ کیجیے۔ وہ شہر نجس وشوم ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار وہاں قتل ہوئے' بھائی آپ کے وہیں بے کس اور بے بس ہو گئے۔ برچھی کا وار ان پر کیا گیا کہ جان جاتے جاتے بچی۔ آپ حرم کعبہ کو نہ چھوڑیئے' آپ ہی تو سید عرب ہیں۔ واللہ! ملک حجاز میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔ ہر طرف سے لوگ آپ کی طرف آئیں گے۔ میرے ماں باپ فدا ہو جائیں آپ' حرم کعبہ سے نہ جدا ہو جیئے گا۔ واللہ! اگر آپ ہلاک ہو جائیں گے تو ہم سب لوگ آپ کے بعد غلام بنا لیے جائیں گے۔

اہل مکہ کی امام حسین رضی اللہ عنہ سے عقیدت:

حسین رضی اللہ عنہ آگے بڑھے مکہ میں جا کر اترے۔ وہاں کے لوگ اور زائرین کعبہ اور اہل آفاق آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے پاس آنے جانے لگے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود ہیں کعبہ سے ذرا جدا نہیں ہوتے' تمام تمام دن نماز پڑھا کرتے' طواف کیا کرتے۔ لوگوں کے ساتھ حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھی آتے۔ آنے کی صورت یہ تھی کہ دو دن برابر آتے۔ پھر دو دن میں ایک دن آتے ایک دن نہیں۔ اور برابر انہیں رائے دیا کرتے۔

اور حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر خدائی بھر میں کوئی شخص ان کو دوبھر نہ تھا۔ وہ جانتے تھے۔ کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے اہل حجاز کبھی مجھ سے بیعت نہ کریں گے نہ کبھی میری اطاعت کریں گے۔ سمجھ گئے تھے کہ سب کی نگاہوں میں سب کے دلوں میں حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت اور ان کی طرف لوگوں کی رغبت مجھ سے بڑھ کر ہے۔ جب اہل کوفہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہلاک ہونے کی خبر پہنچی۔ تو عراق کے لوگ مضطرب ہو گئے یزید کے خیال سے۔ اور کہا حسین رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی دونوں آدمی مکہ میں چلے آئے۔ اس پر اہل کوفہ نے حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ان سب کے امیر تھے۔

سلیمان بن صرد کا شیعان علی رضی اللہ عنہ سے خطاب:

سلیمان بن صرد کے مکان میں شیعہ جمع ہوئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مر جانے کا ذکر کر کے سب نے خدا کا شکر کیا۔ ابن صرد نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہلاک ہو گیا اور حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت میں تامل کیا اور وہ مکہ میں چلے آئے ہیں۔ تم لوگ ان کے اور ان کے والد کے شیعوں میں ہو۔ اگر تم ان کی نصرت اور ان کے دشمن سے جہاد کرنا چاہتے ہو تو ان کو لکھو اور اگر تم کو اندیشہ ہو ڈر جانے کا یا بزدلی کا تو ان کو دھوکا نہ دو' سب نے کہا ہم ان کے دشمن سے قتال کریں گے اپنی جانیں ان پر نثار کریں گے۔ کہا اچھا ان کو لکھ بھیجو۔ خط لکھا گیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو سلیمان بن صرد اور مسیّب بن نجبہ اور رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مظاہر اور کوفہ کے شیعہ مومنین مسلمین کی طرف سے۔ سلام علیک! ہم لوگ حمد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی سزاوار اور پرستش نہیں ہے۔ بعد اس کے شکر ہے اللہ کا کہ اس نے آپ کے سرکش و گمراہ دشمن کو خاک میں ملا دیا۔ جس نے اس امت کی حکومت کو دبا لیا تھا۔ غنائم کو چھین لیا تھا' ان کی بغیر مرضی ان کا حاکم بن بیٹھا تھا۔ نیک بندوں کو اس نے قتل کر ڈالا تھا اور بدکاروں کو رہنے دیا تھا۔ مال خدا کو ظالموں میں دست بدست وہ پھرا رہا تھا۔ عذاب اس پر نازل ہو۔ جس طرح ثمود پر نازل ہوا۔ ہم لوگوں کا ہدایت کرنے والا کوئی نہیں۔ آپ تشریف لائیے۔ شاید آپ کی وجہ سے خدا ہم سب کو حق پر مجتمع کر دے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قصر امارت میں موجود ہیں ہم جمعہ میں ان کا ساتھ نہیں دیتے نہ عید گاہ میں ان کے ساتھ جاتے ہیں۔ ہمیں اتنا معلوم ہو جائے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں تو ہم ان کو اس طرح نکال دیں کہ انہیں شام میں ان شاء اللہ چلا جانا پڑے۔ والسلام ورحمۃ اللہ علیک''۔

کوفیوں کے خطوط بنام امام حسین رضی اللہ عنہ:

اس خط کو عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ روانہ کیا اور انہیں حکم کیا کہ جلد پہنچا دیں۔ دونوں شخص بہ تعجیل روانہ ہوئے۔ یہ خط رمضان کی دسویں تاریخ مکہ میں حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچا۔ اس خط کے روانہ کرنے کے دو دن بعد اہل کوفہ نے قیس بن مسہر صیدادی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارجی اور عمارہ بن عبید سلولی کے ہاتھ قریب قریب ترین خط روانہ کیے ایک شخص کی طرف سے دو کی طرف سے۔ چار کی طرف سے۔ پھر دو دن کے بعد ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کے ہاتھ یہ خط روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو ان کے شیعہ مومنین و مسلمین کی طرف سے۔ جلد روانہ ہو جائیے لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ سب کی رائے بس آپ ہی کے اوپر ہے۔ جلدی کیجیے جلدی کیجیے۔ والسلام علیک۔ اور شبث بن ربعی اور حجار بن الجبر اور یزید بن حارث اور یزید رویم اور عروہ بن قیس اور عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمیر تمیمی نے لکھا' نواحی کوفہ لہلہا رہے ہیں۔ میوے پختہ ہو گئے ہیں۔ چشمے چھلک رہے ہیں۔ آپ جب جی چاہے آیئے' آپ کا لشکر یہاں تیار موجود ہے۔ یہ سب پیامبر ایک ہی وقت میں حضرت کے پاس پہنچے۔ آپ نے خطوں کو پڑھا' پیامبروں سے لوگوں کا حال دریافت کیا۔ ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو جو سب پیغامیوں کے آخر میں پہنچے تھے آپ نے جواب لکھ کر دیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا خط بنام اہل کوفہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے جماعت مومنین و مسلمین کو۔ ہانی اور سعید تم لوگوں کے خط لے کر میرے پاس آئے۔ تمہارے قاصدوں میں یہ دونوں شخص سب کے آخر میں وارد ہوئے جو کچھ تم نے لکھا اور بیان کیا اور تم سب لوگوں کا یہ قول کہ ''ہمارا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے۔ آپ آیئے۔ شاید اللہ آپ کے سبب سے ہم کو حق و ہدایت پر مجتمع کر دے'' مجھے معلوم ہوا میں نے اپنے بھائی ابن عم کو جن پر مجھے بھروسا ہے۔ اور میرے اہل بیت میں ہیں تمہارے پاس روانہ کیا ہے۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے تم لوگوں کا حال اور سب کی رائے وہ مجھ لکھ کر بھیجیں۔ اگر ان کی تحریر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ تمہاری جماعت کے لوگ اور صاحبان فضل و عقل تم میں سے سب اس بات پر متفق الرائے ہیں جس امر کے لیے تمہارے قاصد میرے پاس آئے ہیں اور

جو مضامین تمہارے خطوں میں میں نے پڑھے ہیں۔تو میں بہت جلد ان شاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔اپنی جان کی قسم رہنمائے قوم وہی شخص ہوسکتا ہے جو قرآن پر عمل کرے عدل کو لیے رہے' حق کا طرف دار ہو' ذات خدا پر توکل رکھے والسلام۔

ماریہ بنت سعد:

بصرہ میں ایک ضعیفہ بنی عبدقیس میں سے رہا کرتی تھی اس کا نام ماریہ بنت سعد یا بنت منقد تھا۔مذہب تشیع رکھتی تھی۔کچھ دنوں تک بصرہ کے چند شیعی اس کے گھر میں جمع ہوا کیے۔اس گھر سے یہ لوگ بہت مانوس تھے وہاں آ کر باتیں کیا کرتے تھے۔اسی زمانہ میں ابن زیاد کو حسین رضی اللہ عنہ کے اس طرف آنے کی خبر پہنچی۔اس نے بصرہ میں اپنے عامل کو لکھ بھیجا۔کہ نگہبان مقرر کرے اور راستہ روکے۔

یزید بن نبیط:

یزید بن نبیط بنی عبدقیس میں سے ایک شخص تھا اس نے حسین رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جانے کا عزم مصمم کرلیا۔اس کے دس بیٹے تھے۔ان سے کہا تم میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے۔دو بیٹے اس کے عبداللہ وعبیداللہ ساتھ چلنے پر تیار ہوئے۔اسی ضعیفہ کے گھر میں ابن نبیط نے اپنے دوستوں سے کہا۔میں نے نکل جانے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔اب میں نکلتا ہوں۔لوگوں نے کہا تیرے بارے میں ابن زیاد کے اصحاب کی طرف سے ہمیں اندیشہ ہوتا ہے۔اس نے کہا واللہ! میرا ناقہ چل کھڑا ہو' تو پھر مجھے کوئی نہیں پا سکتا۔

غرض وہ نکل گیا اور ناقہ اسے لے اڑا اور وہ حسین رضی اللہ عنہ تک جا پہنچا۔یعنی مقام ابطح میں جہاں حسین رضی اللہ عنہ فروکش تھے ابن نبیط وہاں آیا۔ادھر حسین رضی اللہ عنہ کو اس کے آنے کی خبر ہوگئی تھی وہ خود اس سے ملنے کے لیے اس کی فرودگارہ پر گئے ہوئے تھے۔لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ تو تمہارے ہی منزل میں گئے ہوئے ہیں۔یہ سنتے ہی وہ پھر واپس ہوا۔یہاں حسین رضی اللہ عنہ نے جو اسے نہ پایا تو یہیں اس کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔مرد بصری نے دیکھا کہ آپ تو اس کی فرودگاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔پکارا ''فضل خدا اور رحمت باری! بڑی خوشی کی بات ہے'' یہ کہہ کر اس نے سلام کیا سامنے بیٹھ گیا' جس ارادے سے آیا تھا اسے بیان کیا۔آپ نے اس کے لیے دعائے خیر کی پھر وہ آپ ہی کے ساتھ رہا یہاں تک کہ منزل مقصود تک پہنچا۔آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا۔آپ ہی کے ساتھ وہ اور اس کے دونوں فرزند قتل ہوگئے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کے راہبروں کی موت:

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کو آپ نے بلا کر قیس بن مسہر صیدادی وعمارہ بن عبید سلولی وعبدالرحمٰن بن عبداللہ ارجی کے ساتھ روانہ کیا۔خوفِ خدا واخفائے راز خوبی ونرمی کرنے کا انہیں حکم کیا اور یہ بات کہی کہ اگر دیکھنا لوگ مجتمع اور آمادہ ہیں تو بہت جلد اس امر کی اطلاع دینا۔مسلم روانہ ہوئے۔مدینہ میں پہنچے' مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی' اپنے لوگوں سے رخصت ہوئے۔اس کے بعد بنی قیس کے دو راہبروں کو اجرت پر ٹھہرایا۔یہ دونوں راہبروں کو لے کر چلے' راستہ بھول گئے گم کردہ راہ ہوگئے شدت کی پیاس سب پر طاری ہوئی۔ دونوں نے کہہ دیا کہ اسی راستہ پر چلے جانا چاہیے جب تک کہ پانی ملے۔پیاس کے مارے قریب تھا کہ مر جائیں۔مسلم رضی اللہ عنہ نے قیس بن مسہر کے ہاتھ حسین رضی اللہ عنہ کو بطن خبیت سے خط لکھا کہ مدینہ سے دو راہبروں کو ساتھ لے کر میں نکلا تھا۔وہ راستہ میں بھٹک گئے۔ہم سب پیاس کی تکلیف شدید میں مبتلا ہوگئے۔دونوں راستہ بتانے والے بہت جلد مر گئے۔ہم لوگ چلتے چلتے پانی تک پہنچ تو گئے مگر اس

حالت میں کہ ذرا ذرا سی جان باقی تھی۔ پانی جس جگہ ملا ہے اس مقام کا نام مضیق ہے۔ (یعنی تنگنائے) سفر کے ان واقعات سے مجھے وسواس ہوتا ہے' اگر مناسب سمجھئے تو مجھے اس کام سے معاف رکھیے کسی اور کو بھیجئے والسلام''۔ حسین رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں خوف تو تم میں نہیں پیدا ہو گیا کہ جس کام کے لیے میں نے تم کو بھیجا ہے۔ اس سے معافی چاہتے ہو۔ پس جدھر جانے کو میں نے تم سے کہہ دیا ہے اسی طرف جاؤ والسلام علیک۔

جس شخص کو یہ خط مسلم رضی اللہ عنہ نے سنایا تھا اس سے کہتے تھے مجھے اپنی جان کا اس میں کچھ خوف نہ تھا۔

ابن مسیّب کا گھر:

مسلم رضی اللہ عنہ یہاں سے روانہ ہوئے اور بنی طے کے پانی پر جا کر اترے۔ پھر جب وہاں سے چلنے لگے تو ایک شخص کو شکار کھیلتے دیکھا۔ یہ ادھر دیکھنے لگے کہ اس نے ایک ہرن کو تیر مارا اور اس کے سر پر جا پہنچا اور شکار مار لیا۔ یہ دیکھ کر مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا ان شاء اللہ دشمن ہمارا مارا جائے گا۔ پھر یہاں سے روانہ ہوئے تو کوفہ میں داخل ہوئے اور مختار بن عبید کے یہاں اترے۔ یہ وہی گھر ہے جسے اس زمانہ میں ابن مسیّب کا گھر کہتے ہیں۔ شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے۔ جب مجمع ان لوگوں کا ہو گیا تو مسلم رضی اللہ عنہ نے سب کو حسین رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا۔ خط کو سن کر سب رونے لگے۔

عابس بن ابی شبیب شاکری:

اس وقت عابس بن ابی شبیب شاکری اٹھ کھڑا ہوا۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لا کر کہا اور لوگوں کی طرف سے تو میں کچھ نہیں کہتا' میں نہیں جانتا کہ ان کے دل میں کیا ہے۔ میں ان کی طرف سے واللہ آپ کو دھوکا دینا نہیں چاہتا۔ میں آپ سے وہی بات کہتا ہوں جس پر اپنے دل کو آمادہ کر چکا ہوں۔ واللہ! جب آپ مجھے پکاریں گے۔ میں حاضر ہوں گا۔ آپ کے ساتھ آپ کے دشمن سے قتال کروں گا۔ آپ کے لیے اپنی تلوار کے وار اس وقت تک کیے جاؤں گا جب تک کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کروں۔ اس سے مجھے رضائے خدا کے سوا اور کچھ مطلوب نہیں۔

حبیب بن مظاہر فقعسی:

اس کے بعد حبیب بن مظاہر فقعسی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ رحمتِ خدا ہو تم پر اپنے دل کی بات بڑی خوبی سے تم نے بیان کیا اور کہا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میرا بھی یہی ارادہ ہے جو ان کا ہے۔ پھر حنفی نے بھی یہی بات کہی۔ اس وقت حجاج بن علی نے محمد بن بشر سے پوچھا کہ تم بھی کچھ کہنا چاہتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ میں یہ تو چاہتا ہوں کہ میرے اصحاب کامیاب ہوں یہ نہیں چاہتا کہ میں قتل ہو جاؤں میں جھوٹ بولنا نہیں چاہتا۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ والی کوفہ کا خطبہ:

فرقہ شیعہ کی آمد و رفت مسلم کے پاس جاری رہی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو خبر ہو گئی۔ نعمان رضی اللہ عنہ نکلے۔ منبر پر گئے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لائے اور کہا۔ بندگانِ خدا! خدا سے ڈرو فتنہ و فساد کی طرف نہ دوڑو۔ اس میں لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ خونریزی ہوتی ہے' مال و متاع چھن جاتی ہے۔ نعمان رضی اللہ عنہ ایک بردبار و زاہد شخص تھے۔ اور امن و عافیت کے خواہاں تھے۔ انھوں نے کہا جو مجھ سے جنگ و جدال نہیں کرے گا میں بھی اس سے جنگ آزمائی نہ کروں گا۔ جو مجھ پر حملہ نہیں کرے گا۔ میں بھی اس

پر حملہ آور نہیں ہوں گا۔ میں تمہارے ساتھ درشتی نہ کروں گا۔ میں افترا و بدگمانی و تہمت پر گرفت نہ کروں گا۔ لیکن اگر تم نے روگردانی کی' بیعت کو توڑا' اپنے امام سے مخالفت کی تو قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ جب تک میرے قبضہ میں تلوار رہے گی۔ میں تم پر وار کیے جاؤں گا خواہ تم میں سے کوئی میرا شریک و مددگار رہو یا نہ ہو۔ مجھے امید یہی ہے کہ تم لوگوں میں حق کے طرف دار اور لوگوں سے زیادہ ہوں گے جنہیں باطل نے تباہ کر رکھا ہے۔

عبداللہ بن مسلم حضرمی کی نعمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت:

یہ سن کر عبداللہ بن مسلم حضرمی جو بنی امیہ کے ہوا خواہوں میں تھا اٹھ کھڑا ہوا' اور کہا یہ جو تم دیکھ رہے ہو' سخت گیری کے بغیر اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اپنے اور اپنے دشمن کے درمیان جو رائے تم نے قائم کی ہے۔ یہ کم زوروں کی رائے ہے۔ کہا کہ طاعت خدا کے ساتھ ساتھ میرا شمار کمزوروں میں ہونا' اس سے بہتر ہے کہ معصیت خدا کے ساتھ معززوں میں شمار ہو۔ یہ کہہ کر نعمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے اور عبداللہ حضرمی نے وہاں سے اٹھ کر یزید کو لکھ بھیجا کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ میں آ گئے ہیں۔ شیعوں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے نام پر ان سے بیعت کر لی ہے۔ اگر تمہیں کوفہ کی خواہش ہے تو کسی زبردست شخص کو حاکم کر کے بھیجو جو تمہارے حکم کو یہاں جاری کرے۔ تمہارے دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرے جو تم خود کر سکو۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ یا تو کمزور ہیں یا کمزور بنتے ہیں۔ پہلا شخص یہی ہے جس نے یزید کو لکھا۔ اس کے بعد عمارہ بن عقبہ نے اسی مضمون کا خط لکھا۔ اس کے بعد عمر بن سعید نے یزید کو لکھا۔ یزید کے پاس دو تین دن میں۔

یزید کا سرجون سے مشورہ:

یہ سب خط پے در پے پہنچے تو اس نے سرجون معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد کو بلا بھیجا۔ پوچھا تمہاری کیا رائے ہے حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف آ رہے ہیں۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ میں' ان کے لیے بیعت لے رہے ہیں۔ نعمان رضی اللہ عنہ کی کمزوری کا حال اور ان کی ناگوار گفتگو سب مجھے معلوم ہوئی۔ یہ کہہ کر یزید نے غلام کو خط بھی دکھا دیا۔ اور یہ پوچھا کہ میں کسے کوفہ کا حاکم کروں۔ عبیداللہ بن زیاد پر اس زمانہ میں یزید کا عتاب تھا۔ سرجون نے کہا اگر معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت تمہارے لیے زندہ کر دیئے جائیں تو تم ان کی رائے کو مانو گے۔ یزید نے کہا ہاں! یہ سن کر سرجون نے معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصیت نامہ نکالا کہ عبیداللہ کو حاکم کوفہ کرنا اور کہا یہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے ہے۔ وہ مرتے وقت اس نوشتہ پر عمل کرنے کا حکم دے گئے ہیں۔ یزید نے اس رائے پر عمل کیا۔ عبیداللہ کو بصرہ اور کوفہ دونوں کا حاکم کر دیا' اور حکومت کوفہ کا فرمان اس کے نام پر لکھ دیا۔ مسلم بن عمرو باہلی موجود تھا۔ اسے بلایا اور فرمان اسے دے کر عبیداللہ کے پاس بصرہ روانہ کیا۔

یزید کا خط بنام ابن زیاد:

فرمان کے ساتھ یہ خط بھی ملا۔ میرے شیعہ جو کوفہ میں ہیں' انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ کوفہ میں ابن عقیل مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے جمعیتیں تیار کر رہے ہیں۔ میرا یہ خط دیکھتے ہی تم کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں جا کر ابن عقیل کو اس طرح ڈھونڈو جیسے کوئی نگینہ کو ڈھونڈتا ہے۔ انہیں یا تو گرفتار کر لینا یا قتل کر ڈالنا یا شہر سے نکال دینا۔ والسلام۔ مسلم باہلی بصرہ میں عبیداللہ کے پاس پہنچا۔ عبیداللہ نے سامانِ سفر کی درستی اور تیاری کا حکم دیا کہ دوسرے ہی دن کوفہ روانہ ہو جائے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے خطوط بنام شرفائے بصرہ:

ادھر حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام آزاد سلیمان کے ہاتھ بصرہ کے پانچوں گروہوں کے رؤسا اور اشراف شہر کو ایک خط روانہ کیا۔ ان لوگوں میں مالک بن مسمع بکری اور احنف بن قیس اور منذر بن جارود اور مسعود بن عمرو اور قیس بن الہیثم اور عمر بن معمر کا نام ہے۔ یہ ایک ہی خط تھا جو سب کے نام آیا تھا۔ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مخلوقات میں برگزیدہ کیا۔ نبوت سے ان کا اکرام اور رسالت کے لیے ان کو انتخاب فرمایا۔ اور جب اس کے بندوں کی خیر خواہی کر چلے اس کے پیغام کو پہنچا چکے تو حق تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ ہم لوگ ان کے اہل و وصی و ولی و وارث ان کی جگہ کے ہم سب سے زیادہ احق تھے۔ ہماری قوم والوں نے اس باب میں اپنے تئیں ہم پر ترجیح دی ہم بھی راضی ہو گئے اور افتراق سے ہم نے کراہت کی امن و عافیت کو ہم نے پسند کیا یہ جان بوجھ کر کہ جنھوں نے اس امر کا ذمہ لیا ہے بہ نسبت ان کے ہم حق کے احق ہیں[1] انھوں نے احسان کیا' اصلاح کی حق کے طالب رہے خدا ان پر رحم کرے اور ہمارے اور ان کے گناہوں کو بخش دے۔ میں نے اپنا قاصد تم لوگوں کے پاس یہ خط دے کر روانہ کیا ہے' میں تم کو کتاب' خدا و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لیے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹا دی گئی ہے۔ اور بدعت کو رواج دیا ہے۔ اگر تم لوگ میری بات کو سنو گے اور میری اطاعت کرو گے تو میں تم کو راہ ہدایت پر لگا دوں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ'' شرفائے بصرہ میں سے جس جس نے اس خط کو پڑھا اس نے چھپا ڈالا۔ ہاں منذر بن جارود کو یہ وسواس ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ عبیداللہ نے ہم لوگوں کو چکمہ دیا ہو۔ وہ عبیداللہ کے پاس قاصد کو لیے ہوئے چلا آیا اور خط بھی اسے دکھا دیا۔

عبیداللہ بن زیاد کا اہل بصرہ سے خطاب:

عبیداللہ نے اسی وقت قاصد کی گردن ماری اور منبر پر گیا۔ حمد و ثنائے الٰہی بجا لایا اور کہا واللہ! کوئی کیسا ہی منہ زور ہو میرے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا۔ کسی کی دشمنی کی میں پرواہ نہیں کرتا' جو مجھ سے عداوت رکھے اس کے لیے میں عذاب ہوں جو کوئی مجھ سے جنگ آزمائی کرے میں اس کے حق میں زہر ہوں۔ جس نے کسی قدر افگن کے ساتھ تیر اندازی کی اس نے انصاف کی بات کی۔ اے اہل بصرہ مجھے امیر المومنین نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا ہے۔ میں کل سویرے ادھر روانہ ہو جاؤں گا۔ تم لوگوں میں عثمان بن زیاد کو اپنا جانشین کیے جاتا ہوں۔ دیکھو مخالفت و بغاوت سے بچے رہنا۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر تم میں سے کسی شخص کی مخالفت کا حال مجھے معلوم ہوگا۔ تو میں اسے اس کے سرغنہ کو اس کے ہوا خواہ کو ضرور قتل کروں گا۔ میں قریب کو بعید کے عوض میں پکڑوں گا۔ کہ تم سب میری اطاعت کرنے لگو' تم میں کوئی مخالفت و معاند نظر نہ آئے۔ میں زیاد کا بیٹا ہوں۔ دنیا میں سب سے زیادہ اس کے ساتھ میں مشابہت رکھتا ہوں۔ مجھے کسی ماموں یا چچا کے ساتھ مشابہت نہیں ہے۔

ابن زیاد کی بصرہ سے روانگی:

اسی کے دوسرے دن اس نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو جانشین کیا اور مسلم بن عمرو باہلی و شریک بن اعور حارثی و تمام حشم و خدام و اہل و عیال کو ساتھ لے کر بصرہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ کالا عمامہ سر پر رکھے ڈھاٹا باندھے کوفہ میں داخل ہوا۔ یہاں لوگوں میں

---

[1] منهالك الحق المستحق علينا. جو ہمارے مقابلہ میں طلب کیا گیا ہے۔۱۲

حسین رضی اللہ عنہ کے روانہ ہونے کی خبر پہنچ چکی تھی' سب ان کے منتظر تھے۔ عبید اللہ کو سمجھے کہ حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ جس جس مجمع کی طرف سے وہ گزرتا تھا لوگ سلام کرتے تھے اور کہتے تھے۔ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا آپ کا آ جانا کیسا اچھا ہوا۔ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ان کا خوش ہونا عبید اللہ کو ناگوار گزرا۔ جب ان لوگوں کو زیادہ خوشی کرتے دیکھا تو مسلم باہلی نے کہا ہٹ جاؤ' یہ امیر عبید اللہ بن زیاد ہے۔[1] ابن زیاد کے ساتھ اس وقت کوئی دس بیس ہی آدمی تھے۔ جب قصر میں وہ داخل ہوا اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن زیاد ہے۔ تو سب کو بے انتہا رنج اور قلق ہوا۔

عبید اللہ بن زیاد کی اہل کوفہ کو دھمکی:

عبید اللہ نے ان کی زبان سے جو کچھ سنا اس سے بے انتہا اسے غیظ و غضب آیا' اس نے کہا۔ یہ لوگ جیسے ہیں' میں نے دیکھ لیا۔ جب یہ قصر میں داخل ہوا تو الصلاۃ جامعۃ کی ندا کی گئی۔ لوگ سب جمع ہو گئے۔ حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا: ''امیر المومنین اصلحہ اللہ نے مجھے تمہارے شہر کا اور حدود کا والی مقرر کیا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم میں جو مظلوم ہو اس کا انصاف کروں جو محروم ہو اس کو عطا کروں' جو بات سنے اور اطاعت کرے اس پر احسان کروں جو بے ایمان و نافرمان ہو اس پر تشدد کروں۔ میں تم لوگوں کے ساتھ اس کے حکم کا اتباع کروں گا۔ اس کے فرمان کو نافذ کروں گا۔ تم میں جو شخص خوش کردار و مطیع ہے میں اس سے پدر مہربان کی طرح پیش آؤں گا اور جو شخص میرا حکم نہ مانے گا میرا فرمان بجا نہ لائے گا اس کے لیے میرا تازیانہ اور میری تلوار ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی خیر منائے' راستی بلا کو ٹالتی ہے۔ یہ کہہ کر اتر آیا۔ اور تمام سرگروہوں پر اور سب لوگوں پر تشدد کرنے لگا کہ تم لوگوں میں جو جو نووارد ہیں جن کی رائے مخالفت و نافرمانی ہے ان سب کے نام مجھے لکھ کر دو۔ جو شخص لکھ کر دے گا وہ بری ہو جائے گا اور جو کسی کا نام نہ لکھے وہ اس بات کا ضامن ہو کہ اس کے قبیلہ میں سے کوئی ہماری مخالفت اور ہم سے بغاوت نہ کرنے پائے گا۔ ایسا نہ ہوا تو پھر ہم سے شکایت نہیں' اس کی جان و مال کا لینا ہم پر حلال ہے اور جس سرگروہ کے قبیلہ میں کوئی ایسا شخص پایا جائے گا جس کی امیر المومنین کو تلاش ہو اور اس نے اب تک اسے پیش نہ کیا ہو تو وہ اپنے ہی گھر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے گا۔ اور دفتر عطیات سے اس کی یہ خدمت سب کو لے جائے گی اور موضع عمان الزلوہ کی طرف وہ نکال دیا جائے گا۔

عبداللہ بن حارث اور شریک بن اعور:

یہ بھی مذکور ہے کہ یزید کا خط ابن زیاد کو جب پہنچا تو اس نے اہل بصرہ میں سے پانسو آدمی چن لیے' ان میں عبداللہ بن حارث بھی تھا اور شریک بن اعوز بھی اور یہ شخص شیعہ علی رضی اللہ عنہ میں سے تھا۔ سب سے پہلے یہی اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی راہ میں تھک کر رہ گئے۔ کہا گیا کہ زحمت سفر سے وہ تھک گئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ ان کے بعد عبداللہ بن حارث اور ان کے ساتھ والے سب تھک کر رہ گئے۔ ان کو امید تھی کہ ہم لوگوں کے رہ جانے سے ابن زیاد بھی راہ میں توقف کرے گا اور اس سے پہلے حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں پہنچ جائیں گے۔ مگر ابن زیاد کا یہ حال تھا کہ تھکے ہوئے لوگوں کی طرف مڑ کر دیکھتا نہ تھا برابر چلا ہی جاتا تھا۔ جب قادسیہ میں پہنچا تو اس کا غلام آزاد مہراں بھی تھک کر رہ گیا۔ ابن زیاد نے کہا اے مہران اسی حالت سے اگر تو خود کو سنبھال کر چلا چلے کہ قصر کوفہ

---

[1] فَاَخَذَ حِیْنَ اَقْبَلَ عَلَی الظَّھْرِ سواری پر جب مسلم سامنے آیا تو ابن زیاد نے اس کو پکڑ لیا۔

دیکھائی دینے لگے۔ تو لاکھ درہم تجھے دوں گا اس نے کہا بخدا مجھ سے نہیں ہوسکتا۔

ابن زیاد کی کوفہ میں آمد:

ابن زیاد یہ سن کر اتر پڑا۔ لباس فاخر یمنی نکال کر پہنا۔ یمنی چادر کو اوڑھا اور اپنے خچر پر سوار ہوا۔ پھر پیادہ ہو کر تنہا چلا۔ جس جس پہرے پر سے یہ گذرتا تھا اور لوگ اسے دیکھتے تھے سب سمجھتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ ہیں' سب پکار کر کہتے تھے' مرحبا یا ابن رسول اللہ! یہ کسی کو جواب ہی نہ دیتا تھا۔ لوگ گھروں سے نکل نکل کر اس کے پاس چلے آ رہے تھے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے جو لوگوں کا یہ حال سنا۔ تو اس نے قصر کا دروازہ اندر سے بند کر دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے نہ آنے پائیں۔ عبیداللہ دروازہ پر پہنچ گیا اور نعمان رضی اللہ عنہ کو یہی یقین تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور تمام خلق خدا ان کے گرد جمع ہے۔ نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ میرے پاس سے چلے جائیے۔ میں اپنی امانت آپ کے حوالہ نہیں کروں گا۔ مجھے آپ کا قتل کرنا بھی منظور نہیں ہے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور ابن زیاد:

عبیداللہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر دونوں کنگروں کے درمیان جا کر کہا ''ارے کھول تیرا بھلا نہ ہو بڑی دیر سویا'' اس کے پیچھے ایک شخص نے اس کی آواز سن لی۔ اس نے سب سے کہہ دیا۔ یارو قسم ہے خدا کی یہ تو ابن مرجانہ ہے۔ انھوں نے جواب دیا واہ یہ تو حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ نعمان رضی اللہ عنہ نے اب دروازہ کھولا۔ ابن زیاد قصر میں داخل ہوا۔ اور لوگوں کے لیے دروازہ بند کر لیا گیا وہ سب منتشر ہو گئے۔ صبح ہوئی تو ابن زیاد منبر پر گیا اور کہا کہ ''میرے ساتھ ساتھ اظہار اطاعت کرتے ہوئے جو لوگ آئے اور سمجھے کہ حسین رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور شہر پر قابض ہو گئے ہیں۔ انھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ دشمنی کی ہے۔ واللہ! میں نے تم میں سے کسی کو پہچانا نہیں۔ یہ کہہ کر منبر سے اتر آیا۔ اور اس کو یہ خبر گذری کہ مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ ایک شب پہلے ابن زیاد سے آ چکے ہیں اور نا جیہ کوفہ میں اترے ہوئے ہیں۔ بنی تمیم کے ایک غلام آزاد کو ابن زیاد نے بلایا اسے کچھ مال دیا اور یہ کہا کہ تو بھی ان لوگوں کا سا شیوہ اختیار کر لے۔ اور اس مال سے ان کی اعانت کر۔ ہانی و مسلم کو ڈھونڈ۔ اور ہانی کے پاس جا کر اتر پڑا۔ غلام ہانی کے پاس آیا۔ ان سے کہا کہ میں شیعہ ہوں اور میں کچھ مال لے کر آیا ہوں۔

ابن زیاد کے قتل کا منصوبہ:

شریک بن اعور بیمار ہو کر ہانی کے یہاں آئے ان سے کہا کہ مسلم سے کہیے' یہاں موجود رہیں۔ عبیداللہ میری عیادت کو یہاں آئے گا۔ پھر مسلم رضی اللہ عنہ سے شریک نے پوچھا اگر عبیداللہ کے قتل کا آپ کو موقع دوں تو آپ اسے تلوار ماریں گے۔ مسلمؒ نے کہا ہاں! واللہ میں اسے ماروں گا۔ اور عبیداللہ شریک کی عیادت کے لیے ہانی کے گھر میں آیا۔ شریک مسلم سے کہہ چکے تھے کہ جب میں کہوں مجھے پانی پلا دو۔ تو تم نکل کر اس پر وار کرنا۔ عبیداللہ آ کر شریک کے بستر پر بیٹھ گیا اور مہران اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ شریک نے کہا مجھے پانی پلا دو۔ ایک چھوکری کٹورا لے کر آئی' مسلم کو دیکھ کر چلی گئی۔ شریک نے پھر کہا مجھے پانی پلا دو۔ پھر تیسری دفعہ کہا وائے ہو تم پر پانی سے مجھے پرہیز کراتے ہو۔ مجھے پانی پلاؤ۔ اس میں میری جان بھی جائے تو جائے۔ مہران تاڑ گیا اس نے عبیداللہ کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ شریک نے کہا اے امیر میں تم سے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ کہا کہ میں پھر آؤں گا۔ اب مہران اسے دھکیلتا ہوا لے کے چلا اور کہا واللہ! تمہارے قتل کرنے کا سامان تھا۔ عبیداللہ نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے میں تو شریک کی خاطر کرتا ہوں'

اور پھر ہانی کے گھر میں جس پر میرے باپ کا احسان ہے۔

ہانی بن عروہ اور ابن زیاد کی گفتگو:

اس نے واپس آ کر اسماء بن خارجہ اور محمد بن اشعث کو بلا بھیجا۔ ان سے کہا ہانی کو میرے پاس لاؤ۔ انھوں نے کہا ہانی بغیر امان دیئے تو نہیں آ ئیں گے۔ کہا ان کو امان سے کیا واسطہ۔ ایسا کون سا قصور ان سے ہوا ہے۔ تم دونوں جاؤ تو اگر بغیر امان دیئے وہ نہ آ ئیں تو ان کو امان دو اور لے آ ؤ۔ دونوں شخص ہانی کو بلانے آئے۔ ہانی نے کہا مجھے وہ پا جائے گا تو ضرور قتل کرے گا۔ یہ اصرار کرنے سے باز نہ آئے۔ آخر ہانی کو لے ہی آئے۔ عبیداللہ خطبہ جمعہ پڑھ رہا تھا۔ ہانی آ کر مسجد میں بیٹھ گئے اور دونوں گیسوان کے ادھر ادھر چھوٹے ہوئے تھے۔ عبیداللہ نماز سے فارغ ہو چکا تو ہانی کو پکارا یہ اس کے ساتھ ساتھ چلے مکان میں داخل ہوئے تو اسے سلام کیا۔ عبیداللہ نے کہا ہانی تمہیں کیا نہیں معلوم کہ میرا باپ جب اس شہر میں آیا ہے تو اس نے تمہارے باپ کے اور حجر کے سوا ان شیعوں میں سے بے قتل کیے ہوئے کسی کو نہیں چھوڑا۔ حجر کا جو انجام ہوا وہ بھی تم کو معلوم ہے۔ پھر تم سے وہ اچھی طرح پیش آتا رہا۔ پھر امیر کوفہ سے تمہاری سفارش میں اس نے یہ کلمہ لکھا کہ میری حاجت تم سے ہانی کے باب میں ہے۔ ہانی نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ کہا اس کا عوض یہی تھا کہ تم نے اپنے گھر میں ایک شخص کو چھپا کر رکھا کہ مجھے قتل کر ڈالے۔ ہانی نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ عبیداللہ نے یہ سن کر اسی غلام تمیمی کو جو ان لوگوں کی جاسوسی پر مقرر تھا بلا لیا۔

ہانی بن عروہ پر ابن زیاد کا حملہ:

ہانی اس کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ اس نے سب حال کہہ دیا ہوگا' کہا اے امیر جو خبر تم کو پہنچی ہے صحیح ہے مگر میں ہرگز تمہارے احسان کو نہیں بھولوں گا۔ تمہارے لیے اور تمہارے اہل وعیال کے لیے امان ہے جدھر تمہارے دل میں آئے' یہاں سے چلے جاؤ۔ عبیداللہ کچھ سوچنے لگا۔ مہران اس کے پاس عصا لیے ہوئے کھڑا تھا۔ پکارا ہائے غضب یہ جلاہا تمہاری سلطنت میں تم کو امان دیتا ہے۔ اس نے مہران سے کہا اسے پکڑ واس نے عصا رکھ دیا اور دونوں گیسو ہانی کے پکڑ لیے اور ان کے چہرہ کو بلند کیا۔ عبیداللہ نے عصا اٹھا کر ان کے چہرہ پر مارا کہ اس کی بوڑی اکھڑ کر دیوار میں پیوست ہوگئی۔ پھر ان کے چہرے پر مارے گیا کہ ماتھا اور ناک ان کی مجروح ہوگئی۔

قبیلہ مذحج کا محاصرہ:

لوگوں نے شور وشر کی آواز سنی قبیلہ مذحج کو خبر ہوگئی۔ ان لوگوں نے آ کر گھر کو گھیر لیا۔ عبیداللہ نے حکم دیا کہ ہانی کو لے جا کر کسی حجرہ میں ڈال دو' پھر مہران کو حکم دیا کہ ان کے پاس شریح کو لے آئے۔ وہ شریح کو لے کر آیا ان کے ساتھ ہی اہل شرطہ بھی چلے آئے' ہانی نے کہا شریح تم دیکھتے ہو میرے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے' کہا میں تو دیکھتا ہوں کہ تم زندہ ہو۔ ہانی نے کہا یہ حال دیکھ کر بھی تم سمجھتے ہو کہ میں زندہ ہوں؟ میری برداری والوں سے یہی کہنا کہ اگر وہ چلے جائیں گے تو ابن زیاد مجھے قتل کرے گا۔ اب شریح عبیداللہ کے پاس آئے' کہا ہانی تو زندہ ہیں' مگر زخم کاری لگا ہے اس نے کہا' حاکم وقت اپنی رعیت پر عذاب کرے تو تم اعتراض کرتے ہو۔ باہر جا کر ان لوگوں کو سمجھاؤ۔ شریح باہر گئے تو عبیداللہ نے ایک شخص کو ان کے ساتھ کر دیا۔ شریح نے کہا یہ کیا گستاخی ہے؟ وہ شخص زندہ ہے۔ حاکم نے ایک ضرب اسے ماری ہے اس سے وہ مر نہیں گیا۔ خود کو بھی اور اس شخص کو بھی بلا میں نہ ڈالو' یہاں سے چلے جاؤ''۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی بن عروہ:

ایک روایت یہ ہے کہ شریک بن اعور شیعہ تھے اور جنگ صفین میں عمار کے ساتھ ساتھ یہ بھی تھے۔ یہ ہانی بن عروہ کہ گھر میں اترے۔ اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ مختار کے گھر میں تھے کہ انہیں عبیداللہ کے آنے کا حال معلوم ہوا۔ یہاں ان کا رہنا سب کو معلوم ہو چکا تھا یہ بھی ہانی کے گھر میں چلے آئے۔ دروازہ میں داخل ہوئے' ہانی سے کہلا بھیجا کہ باہر آئیں۔ ہانی باہر آئے' جونہیں مسلم کو دیکھا ان کا آنا انہیں اچھا نہ معلوم ہوا۔ مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ مجھے پناہ دو اور مہمان رکھو' ہانی نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے تم نے مجھے بڑی تکلیف دی۔ مجھ پر بھروسہ کر کے میرے گھر میں نہ چلے آئے ہوتے تو میری خواہش میرا سوال تم سے یہی ہوتا کہ میرے یہاں سے چلے جاؤ۔ مگر اب تو اس میں میری ذلت ہے۔ ہانی اور مسلم کو جہالت سے واپس کرے؟ آؤ گھر کے اندر چلے آؤ۔ ہانی نے انہیں پناہ دے دی۔

آزاد غلام معقل:

عبیداللہ نے جس شخص کو تین ہزار درہم دے کر افشائے راز کے لیے بھیجا تھا۔ یہ اسی کا غلام آزاد معقل تھا۔ معقل پہلے مسلم بن عوسجہ سے ملا۔ بڑی مسجد میں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں سے اس نے سنا تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے وہ بیعت لیتے ہیں۔ یہ شخص ابن عوسجہ کے پاس شیعوں کے ساتھ آمد و رفت بھی رکھتا تھا۔ کہ ہانی بیمار ہوئے اور عبیداللہ ان کی عیادت کو آیا۔ عمارہ بن عبید سلولی نے کہا۔ ہمارا بڑا کام یہ ہے کہ اس فرعون کو قتل کریں۔ اس وقت وہ تمہارے قابو میں ہے۔ اسے قتل کرو۔ ہانی نے کہا یہ میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر میں وہ قتل کیا جائے۔

شریک بن اعور کی علالت:

ایک ہفتہ اور گذرا ہوگا کہ شریک بن اعور بیمار ہوئے۔ ابن زیاد اور تمام امراء ان کی تعظیم کرتے تھے۔ ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ میں شام کو تمہارے دیکھنے کے لیے آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا آج شام کو یہ مردود میری عیادت کو آنے والا ہے۔ جب وہ آ کر بیٹھے تو تم نکل کر اسے قتل کر ڈالنا اس کے بعد قصر میں جا کر بیٹھ جانا۔ کوئی تمہیں نہیں روکے گا۔ میں جب اس بیماری سے اچھا ہو گیا تو خود بصرہ میں جا کر تمہارے لیے سب انتظام کر دوں گا۔ شام کو عبیداللہ شریک کی عیادت کے لیے آیا۔

مسلم اٹھے کہ آڑ میں چلے جائیں اور شریک نے تاکید کی کہ دیکھو جس وقت وہ آ کر بیٹھے اسے ہرگز دم نہ لینے دینا۔ یہ سن کر ہانی بن عروہ مسلم کے پاس گئے اور کہا میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر میں وہ قتل ہو۔ ہانی اس بات کو کچھ معیوب سمجھے۔ عبیداللہ آیا بیٹھا شریک کا حال پوچھا کہ تمہیں کیا شکایت ہے اور کب سے ہے' ان باتوں کو جب طول ہوا اور شریک نے دیکھا کہ مسلم نہیں نکلے انہیں خوف ہوا کہ یہ موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے تو یہ شعر پڑھنے لگے۔

مَا تَنْتَظِرُوْنَ بِسَلْمَیٰ اَنْ تحیّوھَا اِسْقِیْنَا وَ اِنْ کَانَتْ بِھَا نَفْسِیْ

ترجمہ: ''یعنی سلمیٰ کو سلام کرنے میں تمہیں اب کیا انتظار ہے۔ مجھے پلا دو اس میں جان بھی میری جائے تو جائے''۔

شریک نے دو تین دفعہ اسی شعر کو پڑھا۔ عبیداللہ کچھ سمجھا نہیں پوچھا ان کا کیا حال ہے۔ دیکھو یہ تو ہذیان بک رہے ہیں۔ ہانی نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے ہاں یہی ان کی حالت ہے۔ طلوع صبح سے لے کر یہ وقت ہونے کو آیا۔

عبیداللہ اٹھا اور چلا گیا۔

شریک بن اعور کی وفات:

اب مسلم باہر آئے شریک بن اعور نے پوچھا اسے تم نے کیوں نہ قتل کر ڈالا۔ کہا دو امر مانع ہوئے ایک تو یہ کہ ہانی کو گوارا نہ ہوا کہ ان کے گھر میں یہ امر واقع ہو۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ اچانک قتل کرنے والے کو ایمان مانع ہے اور مومن کو اچانک قتل کرنا نہ چاہیے۔ ہانی نے کہا واللہ اسے قتل کرتے تو ایک بڑے فاسق و فاجر اور کافر دغاباز کو قتل کرتے۔ مگر مجھی کو گوارا نہ تھا کہ میرے گھر میں اسے قتل کرو۔ شریک بن اعور اس کے بعد تین دن اور زندہ رہے پھر مر گئے عبیداللہ نے ان کی نماز پڑھی۔ مسلم و ہانی کے قتل کے بعد عبیداللہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ شریک کو بیماری میں جو شعر پڑھتے ہوئے اس نے سنا تھا وہ مسلم کو آمادہ کر رہے تھے کہ نکلیں اور اسے قتل کریں۔ یہ سن کر عبیداللہ نے کہا میں اب کسی عراقی کے جنازہ پر نماز نہ پڑھوں گا۔ اور واللہ اگر زیاد کی قبر وہاں نہ ہوتی تو میں شریک کی قبر کھدوا ڈالتا۔

معقل کی جاسوسی:

غرض شریک کے مرنے کے بعد مسلم بن عوسجہ معقل کو مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے اور اس کا سب حال بیان کر دیا۔ ابن عقیل نے اس سے بیعت لی۔ اور بوثمامہ صائدی کو حکم دیا کہ معقل جو مال گزرانتا ہے لے لیں۔ یہ خدمت انہیں کے سپرد تھی۔ کہ مال پر قبضہ کرتے بعض لوگوں کی اس سے اعانت کرتے تھے' ہتھیار خریدتے تھے اور اس کام میں کڑی نظر رکھتے تھے۔ شجاعانِ عرب و بزرگانِ شیعہ سے تھے۔ معقل سب سے پہلے یہاں کی صحبت میں آتا تھا اور سب کے آخر میں جاتا تھا۔ تمام خبریں سنا کرتا تھا اور تمام اسرار کو جانتا تھا اور جا جا کر ابن زیاد کے کان میں پھونکتا تھا۔

ہانی بن عروہ کی مصنوعی علالت:

ہانی پہلے ابن زیاد کے پاس صبح و شام جایا کرتے تھے۔ جب مسلم ان کے یہاں آ کر اترے تو انھوں نے وہیں کی آمد و رفت ترک کر دی خود کو بیمار کر ڈالا۔ نکلنا موقوف کر ڈالا۔ ابن زیاد نے ان کے بلانے کے لیے محمد بن اشعث و اسماء بن خارجہ اور عمرو بن حجاج زبیدی کو روانہ کیا۔ ابن حجاج کی بہن روعہ ہانی کی زوجہ تھیں۔ یحییٰ بن ہانی انہیں کے بطن سے تھا۔ کہتے ہیں اسماء اس بات سے بے خبر تھا کہ ابن زیاد نے ہانی کو کیوں بلایا ہے لیکن محمد بن اشعث اس کے ارادہ سے واقف تھا۔ یہ سب لوگ جب ہانی کو لے کر پہنچے ہیں تو ابن زیاد کے پاس قاضی شریح بھی موجود تھے اور اسی دن ابن زیاد نے ام نافع بنت عمارہ کے ساتھ شادی کی تھی شریح کی طرف دیکھ کر ابن زیاد نے یہ شعر پڑھا:

''میں اس سے سلوک کا ارادہ کرتا ہوں وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اپنے دوست مرادی کے لیے میرا یہ عذر سن رکھو''۔

ہانی کی یرغمال کی پیشکش:

پھر ہانی سے پوچھا کیوں ہانی امیر المومنین اور عامہ مسلمین کے لیے تمہارے گھر میں یہ کیسے سامان ہو رہے ہیں۔ مسلم کو اپنے گھر میں تم نے رکھا' ان کے لیے ہتھیار اور مردانِ جنگی اور گھروں میں بھی تم نے مہیا کیے۔ ہانی نے انکار کیا تو اس نے معقل کو سامنے بلا کر کھڑا کر دیا۔ ہانی مجبور ہو گئے' انھوں نے صاف صاف سب حال بیان کر دیا کہ مسلم رضی اللہ عنہ خود سے میرے گھر میں چلے آئے اور

ان کے متعلق جو کچھ تم نے سنا وہ سب صحیح ہے۔ اب مجھ سے جیسا عہد و پیان تم چاہو لے لو کہ میں تمہارے ساتھ کوئی برائی نہیں کرنے کا۔ اگر کہو تو بطور یرغمال تمہارے پاس کسی کو رکھ دوں اتنے دیر کے لیے کہ میں یہاں سے جا کر مسلم سے کہہ دوں کہ میرے گھر سے جہاں ان کا جی چاہے چلے جائیں۔ تاکہ میں ذمہ داری سے بری ہو جاؤں۔ ابن زیاد نے کہا واللہ جب تک مسلم کو میرے پاس نہ لاؤ تم ہرگز یہاں سے جا نہیں سکتے۔ کہا واللہ! میں ہرگز ان کو تمہارے پاس نہیں لاؤں گا۔ اپنے مہمان کو تمہارے پاس لاؤں کہ تم قتل کرو۔ کہا واللہ تمہیں لانا ہوگا۔ کہا واللہ میں نہیں لاؤں گا۔

ہانی بن عروہ اور مسلم باہلی:

جب تکرار بڑھ گئی تو مسلم باہلی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت تک کوفہ میں اس کے سوا کوئی شامی یا بصری نہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہانی اپنی بات کی پیچ کر رہے ہیں۔ اور مسلم کے حوالہ کر دینے میں ابن زیاد کی بات نہیں سنتے۔ کہا خدا امیر کا بھلا کرے' ذرا ہانی سے مجھے گفتگو کر لینے دو اور ہانی سے کہا۔ ذرا اٹھ کر ادھر آؤ میں بھی تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ہانی اٹھے اور ابن زیاد سے علیحدہ تخلیہ میں اس سے گفتگو کرنے لگے۔ اب بھی یہ دونوں اس سے قریب تھے۔ اس کے سامنے ہی تھے۔ جب دونوں کی آواز بلند ہوتی تھی تو وہ سن سکتا تھا۔ جب آہستہ بات کرتے تھے۔ تو نہیں سن سکتا تھا۔

مسلم نے کہا۔ اے ہانی خدا کے واسطے اپنے کو قتل نہ کرو' اپنی قوم اور برداری والوں پر بلا نہ لاؤ۔ واللہ! مجھے تمہارے قتل ہونے کا افسوس ہوتا ہے۔ اور ہانی اپنے دل میں سمجھ رہے تھے کہ برداری کے لوگ آتے ہی ہوں گے اس نے کہا۔ یہ شخص (ابن عقیل) ان لوگوں کے بنی اعمام سے ہیں نہ کوئی انہیں قتل کرے گا نہ کسی طرح کا ضرر ان کو پہنچے گا۔ انہیں ان کے حوالے کر دو۔ اس میں تمہارے لیے نہ کوئی رسوائی ہے نہ کوئی منقصت ہے۔ تم تو انہیں حاکم وقت کے حوالے کرو گے۔ ہانی نے کہا نہیں واللہ! میری بڑی ذلت و رسوائی ہے میں زندہ موجود ہوں صحیح سلامت ہوں دیکھتا ہوں سمجھتا ہوں دست و بازو میں طاقت رکھتا ہوں۔ میرے اعوان و مددگار بہت ہیں۔ پھر بھی جسے میں نے پناہ دی ہے۔ جو میرا مہمان ہے۔ اسے حوالے کر دوں۔ واللہ! اگر میں اس وقت تنہا ہوتا۔ بے یار و مددگار ہوتا جب بھی اپنی جان جب تک نہ دے دیتا اس وقت تک اسے حوالے نہ کرتا۔ باہلی ان کو قسمیں دیئے جاتا تھا اور وہ کہے جاتے تھے۔ واللہ! میں کبھی حوالے نہ کروں گا۔

ہانی کی ابن زیاد کو دھمکی:

عبیداللہ نے یہ بات سنی کہا اسے میرے قریب لاؤ۔ ہانی کو لوگ اس کے قریب لے گئے۔ کہا اسے میرے پاس لانا نہیں تو واللہ تیری گردن ماروں گا۔

ہانی نے کہا پھر تو یہاں تلواریں بھی بہت چمک جائیں گی۔

کہا کہ افسوس ہے تیرے حال پر مجھے تلواروں سے ڈراتا ہے۔ ہانی کو یہی خیال تھا کہ ان کی برداری کے لوگ انہیں اب بچا لیں گے۔

ابن زیاد نے کہا میرے قریب اسے لاؤ۔

قریب لائے تو ان کے چہرہ کو لکڑی کے نیچے دھر لیا۔ ناک اور پیشانی اور رخسار پر متصل لکڑیاں مارے جاتا تھا کہ ناک کے

ٹکڑے اڑ گئے۔ کپڑے ان کے خون میں ڈوب گئے رخساروں اور ماتھے کا گوشت ان کی داڑھی پر لٹک آیا۔ آخر لکڑی ٹوٹ گئی۔ ہانی نے ایک سپاہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالا تھا مگر اس نے ان کے ہاتھ سے قبضہ کو چھڑا لیا۔ اس پر عبیداللہ نے کہا:

ہر وقت فتنہ و فساد؟ تو نے اپنا خون مباح کر دیا۔ اب تجھے قتل کرنا ہمیں مباح ہو گیا۔ اسے پکڑو۔ کسی حجرہ میں لے جا کر ڈال دو دروازہ بند کر دو اور پہرہ بٹھا دو۔ جو اس نے حکم دیا تھا۔ وہی کیا گیا۔ اب اسماء بن خارجہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ہر وقت مکر و دغا؟ تو نے ہمیں حکم دیا کہ ہانی کو لے کر آئیں۔ جب ہم لائے اور گھر کے اندر انہیں پہنچا دیا تو چہرہ ان کا تو نے زخمی کر دیا ان کے خون سے ان کی داڑھی کو تو نے رنگ دیا اور ان کے قتل کرنے کو بھی کہہ رہا ہے۔ عبیداللہ نے کہا لو۔ تم بھی یہاں موجود ہو۔ پھر سپاہیوں سے کہہ دیا۔ اس کو بھی مارا پیٹا' سزا دی' پھر قید کر دیا۔ مگر محمد بن اشعث کہنے لگا۔ ہم تو امیر کی رائے پر راضی ہیں۔ ہمارے لیے بہتری اس میں ہو یا برائی۔ سزا دینا امیر کا کام ہے۔

قاضی شریح کی گواہی:

عمرو بن حجاج کو یہ خبر پہنچی کہ ہانی قتل ہو گئے۔ وہ بنی مذحج کو ساتھ لیے ہوئے آیا۔ قصر کو گھیر لیا اور پکار کے کہا میں عمرو بن حجاج ہوں اور میرے ساتھ بنی مذحج کے شرفائے و سرہنگ ہیں۔ ہم نے طاعت سے روگردانی نہیں کی ہے۔ ہم نے جماعت کا ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ہمارا رئیس قتل کیا جاتا ہے اور یہ امر ہم کو سخت ناگوار گذرا ہے۔ عبیداللہ سے لوگوں نے کہا کہ بنی مذحج دروازہ پر کھڑے ہیں۔ اس نے قاضی شریح سے کہا' ان کے رئیس کو جا کر دیکھ لو۔ اور ان سے باہر جا کر کہہ دو کہ وہ زندہ ہے۔ کسی نے قتل نہیں کیا ہے میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔ غرض شریح نے جا کر ان کو دیکھا وہ خود بیان کرتے ہیں۔

قاضی شریح اور ہانی بن عروہ:

مجھے دیکھ کر ہانی نے کہا دہائی ہے خدا کی اور مسلمان کی۔ کیا میری برداری والے مر گئے۔ ورنہ وہ اہل دین و اہل شہر کیا ہو گئے۔ سب مجھے اپنے دشمن اور دشمن کے بیٹے کے ساتھ چھوڑ کر گم ہو گئے اور اس وقت خون ان کی داڑھی پر جاری تھا کہ قصر کے دروازہ پر کھٹ پٹ کی آواز سنائی دی اور میں وہاں سے نکلا اور ہانی میرے پیچھے آ کر کہنے لگے۔ شریح! یہ بنی مذحج کے آوازیں ہیں۔ یہ سب مسلمان میرے شیعہ ہیں۔ دس آدمی بھی ان میں سے مجھ تک پہنچ جائیں تو مجھے چھڑا لے جائیں۔ میں نکل کے ان لوگوں کے سامنے گیا۔ عبیداللہ نے میرے ساتھ اپنے اہل شرطہ میں سے جو ہر وقت اس کے سامنے موجود رہتے تھے حمید بن بکر احمری کو کر دیا تھا اور بخدا اگر یہ شخص میرے ساتھ نہ ہوتا تو ہانی کے برداری والوں کو ان کا پیام میں ضرور پہنچا دیتا۔ غرض جب میں نکل کر ان کے سامنے گیا تو میں نے کہا' 'امیر کو تم لوگوں کے یہاں آنے کی خبر ہوئی اور اپنے رئیس کے باب میں جو کچھ تمہارا خیال ہے اسے معلوم ہوا تو مجھے یہ حکم دیا کہ تمہارے رئیس کے پاس جاؤں میں ان کے پاس گیا اور انہیں دیکھ آیا۔ تو مجھے یہ حکم دیا کہ تم سے مل کر تمہیں مطلع کر دوں کہ وہ زندہ ہیں ان کے قتل ہونے کی خبر جو تمہیں پہنچی ہے وہ غلط ہے''۔ یہ سن کر عمرو نے اور اس کے ساتھ والوں نے کہا۔ شکر خدا کا کہ وہ قتل نہیں ہوئے اور سب چلے گئے۔

ابن زیاد کا مسجد سے فرار:

ایک روایت یہ ہے کہ عبیداللہ نے ہانی کو جب مارا ہے اور قید کیا ہے تو اندیشہ اسے ہوا کہ لوگ اس پر حملہ کریں گے۔ وہ تمام

اپنے اہل شرطہ اور خادموں اور شہر کے رئیسوں کے ساتھ نکلا۔ منبر پر گیا۔ حمد و ثنائے الٰہی بجالایا اس کے بعد کہا' ایہا الناس خدا کی اور اپنے آئمہ کی طاعت کو نہ چھوڑو۔ اختلاف و افتراق سے بچے رہو۔ کہ اس میں ہلاک ہو گے' ذلیل ہو گے قتل ہو گے' جفائیں سہو گے۔ محروم رہو گے' بھائی تمہارا وہی ہے جو تم سے سچ بات کہہ دے۔ اور سنو جس نے جتا دیا پھر اس پر الزام نہیں ہے۔ منبر سے اترا چاہتا تھا مگر ابھی اترا نہ تھا کہ خرما فروشوں کی طرف سے بازاری لوگ مسجد میں گھس آئے اور دوڑتے ہوئے کہتے جاتے تھے'' ابن عقیل آ گئے' ابن عقیل آ گئے'' یہ دیکھتے ہی عبیداللہ دوڑ کر قصر میں چلا گیا اور سب دروازے بند کر لیے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کے پاس کوفیوں کا اجتماع:

عبداللہ بن حازم کہتے ہیں کہ ابن عقیل نے قصر کی طرف مجھے بھیجا تھا کہ دیکھوں ہانی پر کیا گذری۔ جب ہانی کو عبیداللہ نے مارا اور قید کر لیا تو میں اپنے گھوڑے پر چڑھا اور گھر والوں میں سب سے پہلے میں ہی نے مسلم بن عقیل کو خبر پہنچائی۔ قبیلہ مراد کی عورتیں جمع ہو گئی تھیں فریاد و واویلا کر رہی تھیں کہ میں نے مسلم سے سب حال بیان کر دیا۔ اس وقت مسلم کے گرداگرد تمام مکانوں میں ان کے چار ہزار اصحاب بھرے ہوئے تھے۔ اور اٹھارہ ہزار آدمی ان سے بیعت کر چکے تھے۔ مسلم نے مجھے حکم دیا کہ میرے انصار میں یا منصور امت کہہ کر پکار دو۔ میں نے پکار کر کہا۔ یا منصور امت۔ اسی کو اہل کوفہ بھی پکار پکار کر کہنے لگے۔ سب کے سب مسلم کے پاس جمع ہو گئے۔

ابن عقیل کی قصر ابن زیاد کی طرف پیش قدمی:

مسلم نے ارباع کوفہ میں سے بنی کندہ و بنی ربیعہ کا علم عبیداللہ بن عمرو کندی کو دیا۔ اور کہا تم میرے آگے آگے سواروں کو لے کر چلو۔ قبیلہ مذحج و بنی اسد کا علم مسلم نے مسلم بن عوسجہ اسدی کو دیا اور کہا تم پیادوں کو لے کر میدان میں اترو یہ فوج تمہارے حوالہ ہے۔ اب وہ قصر کی طرف چلے۔ ابن زیاد کو جو مسلم کے ادھر آنے کی یہ خبر پہنچی تو اس نے قصر میں اپنی حفاظت کا اہتمام کیا اور سب دروازے مستحکم بند کر لیے۔ عباس جدلی کہتے ہیں کہ ہم چار ہزار آدمی ابن عقیل کے ساتھ چلے تھے۔ جب قصر تک پہنچے ہیں تو تین سورہ گئے تھے۔ مسلم قبیلہ مراد کے ساتھ قصر تک پہنچے اور اسے گھر لیا۔ پھر لوگ آنے لگے اور جمع ہونے لگے۔ ہمیں تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ لوگوں سے بازاریوں سے مسجد بھر گئی اور شام تک سب جمع ہوتے چلے گئے۔

ابن زیاد کی پریشانی:

عبیداللہ بہت مضطرب ہو گیا بڑا سبب یہ تھا کہ دروازہ قصر کے سوا کوئی اس کے لیے پناہ نہ تھی۔ کل تیس سرہنگ اہل شرطہ میں سے اس کے پاس تھے۔ اور بیس شخص اشراف اور گھر کے لوگ اور نوکر چاکر ملا کر تھے۔ قصر کا جو دروازہ رومی محلّہ کے متصل تھا ادھر سے ابن زیاد کے پاس اشراف شہر آمد و رفت کرتے تھے۔ ابن زیاد کے پاس جو لوگ تھے یہ بلند ہو ہو کر اس ہجوم کو دیکھتے تھے اور ڈرتے تھے۔ کہ وہ کہیں پتھر نہ ماریں' گالیاں نہ دیں اور ان کا یہ حال تھا کہ عبیداللہ کو اور اس کے باپ کو گالیاں دے رہے تھے۔ عبیداللہ نے کثیر بن شہاب حارثی کو بلا کر حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں انہیں ساتھ لے کر کوفہ میں پھرے اور ابن عقیل کا ساتھ چھوڑنے پر لوگوں کو آمادہ کرے۔ ان کو جنگ کا خوف دلائے۔ ان کو عقوبت شاہی سے ڈرائے اور محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ کندہ و حضر موت کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں ان کو ساتھ لے کر نکلے اور ایک علم بلند کر دے کہ جو شخص اس

صر جائے اسے امان ہے۔

عبدالاعلیٰ کی گرفتاری:

اسی طرح کے احکام قعقاع اور شبث اور حجار اور شمر ذی الجوشن کو دیئے اور روسائے قوم جو اس کے پاس موجود تھے۔ ان کو روک رکھا کہ وہاں سے نکلنے نہ پائیں اس لیے کہ امیر کے پاس بہت کم لوگ ہیں۔ کثیر لوگوں کے اغوا کرنے کے لیے نکلا۔ اسی نے دیکھا بنی کلب کا ایک شخص عبدالاعلیٰ مسلح ہو کر کچھ لوگوں کے ساتھ ابن عقیل کے پاس جانا چاہتا ہے کثیر نے اسے گرفتار کیا اور ابن زیاد کے پاس لے کر آیا۔ اس نے ابن زیاد سے کہا میں تو تیرے ہی پاس آتا تھا۔ یہ سن کر اس نے جواب دیا ہاں تو نے وعدہ بھی مجھ سے کیا تھا۔ پھر حکم دیا گیا کہ اسے قید کرلو۔

عمارہ بن صلخب کی گرفتاری:

ابن اشعث قصر سے نکل کر محلہ بنی عمارہ میں آ کر ٹھہرا۔ اس نے دیکھا عمارہ بن صلخب ہتھیار لگائے ہوئے ابن عقیل کے پاس جانا چاہتا ہے۔ ابن اشعث نے اسے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اس نے قید کرلیا۔ ابن عقیل نے محمد بن اشعث کے مقابلہ میں عبدالرحمان شامی کو مسجد سے روانہ کیا۔ اس ہجوم کو دیکھ کر ابن اشعث روگردانی کرنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا۔ اور قعقاع نے ابن اشعث کے پاس بلا بھیجا کہ میں نے عرار کی طرف سے ابن عقیل پر حملہ کیا وہ اس مقام سے پیچھے ہٹ گئے۔ ابن اشعث رومی محلّہ کی طرف سے ابن زیاد کے پاس پہنچا۔ جب کثیر اور محمد بن اشعث اور قعقاع اپنی اپنی برادری کے لوگوں میں سے جنہوں نے ان کی بات سنی انہیں ساتھ لیے ہوئے ابن زیاد کے پاس جمع ہو کر آئے تو کثیر نے اس سے کہا اور یہ سب کے سب ابن زیاد کے خیر خواہوں میں تھے۔ کہ خدا بھلا کرے امیر کا اس وقت آپ کے قصر میں بہت لوگ آپ کے پاس موجود ہیں۔ اشراف شہر اہل شرطہ آپ کے گھر والے اور تمام خدام آپ کے۔ ہم سب کو لے کر اب آپ ان لوگوں ک مقابلہ میں باہر نکلیے۔ عبیداللہ نے اس کا کہنا نہ مانا۔ اور شبث بن ربعی کو علم دے کر باہر نکالا۔ ابن عقیل کے ساتھ جو لوگ تھے وہ شام تک تکبیر کہتے رہے۔ اور ہجوم کرتے رہے اور ان کا حملہ بہت شدید ہو گیا۔

ابن زیاد کی شرفائے شہر کو ہدایت:

اب عبیداللہ نے اشراف شہر کو بلا کر جمع کیا اور ان سے کہا' بلندی پر چڑھ کر ان لوگوں کے سامنے جاؤ اور ان میں سے جو اطاعت کریں انہیں انعام و اکرام کا امیدوار کرو۔ اور جو نافرمانی کریں ان کو محروم رہنے اور سزا پانے کا خوف دلاؤ۔ اور ان کو آگاہ کرو کہ ان کے لیے شام سے فوجیں روانہ ہو چکی ہیں' غرض اشراف شہر بلندی پر چڑھ کر سب کے سامنے آئے۔

کثیر بن شہاب کی تقریر:

اور سب سے پہلے کثیر بن شہاب نے تقریر کی' آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ جب تک وہ کہتا ہی رہا ''لوگو! اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ۔ شر و فساد میں جلدی نہ کرو۔ خود کو اپنے ہاتھوں قتل نہ کراؤ۔ دیکھو امیر المومنین یزید کی فوجیں چل چکی ہیں۔ سنو! امیر نے خدا سے یہ عہد کرلیا ہے کہ اگر تم اس سے جنگ پر آمادہ رہے اور اسی شام کو یہاں سے واپس نہ ہوئے تو تمہاری ذریت کو عطا سے محروم کردے گا۔ اور تمہارے جنگ جو لوگوں کو عزوات اہل شام میں متفرق کردے گا۔ برے کی جگہ اچھے کو غائب کے عوض میں

حاضر کو گرفتار کر لے گا۔ جس جس نے نافرمانی کی ہے ان میں سے بے سزا دیئے ایک کو بھی نہ چھوڑے گا''۔ اور تمام اشراف شہر نے بھی اسی طرح کی تقریر کی۔

اہل کوفہ کی عہد شکنی:

ان کی گفتگو سن کر لوگ متفرق ہونے لگے اور واپس جانے لگے۔ ایک ایک عورت اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتی تھی اور کہتی تھی کہ یہاں سے چلو اتنے لوگ ہیں یہ سمجھ لیں گے۔ کوئی مرد اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتا تھا اور کہتا تھا کل اہل شام آ جائیں گے تو تم ان سے کیونکر جنگ کر سکو گے۔ چلو یہاں سے اور وہ اس کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ اسی طرح لوگ متفرق و پراگندہ ہوتے رہے۔ شام تک ابن عقیل کے پاس تیس شخصوں سے زیادہ بعد میں نہ تھے۔ حد ہوگئی کہ نماز مغرب میں بھی ابن عقیل کے پاس تیس شخصوں سے زیادہ شریک نہ تھے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ شام ہوگئی اور ان کے ساتھ یہی چند شخص رہ گئے ہیں تو وہ نکلے اور ابواب کندہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ دروازہ تک پہنچے تھے کہ دس ہی آدمی رہ گئے۔ دروازہ سے باہر جو نکلے تو کوئی بھی ساتھ نہ تھا۔ اب جو مڑ کر دیکھتے ہیں تو کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ راستہ بتائے یا کسی گھر میں لے جائے یا دشمن کا سامنا ہو جائے تو ان کے آڑے آئے۔ یہ منہ اٹھائے ہوئے چلے۔ کوفہ کی گلیوں میں چاروں طرف مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور طوعہ:

یہ بھی نہ معلوم تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ جاتے جاتے بنی جبلہ کندہ کے محلّہ میں ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے۔ اس عورت کا نام طوعہ تھا۔ یہ اشعث بن قیس کی ام ولد تھی۔ اس نے جب آزاد کر دیا تو اسید حضرمی نے اس سے عقد کر لیا۔ ہلال اس کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ ہلال بھی لوگوں کے ساتھ اس ہنگامہ میں گیا ہوا تھا۔ ماں دروازہ پر کھڑی ہوئی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ابن عقیل نے اسے سلام کیا۔ اس نے جواب سلام دیا۔ ابن عقیل نے کہا نیک بخت تھوڑا پانی مجھے پلا۔ اس نے پانی لا کر پلا دیا۔ مسلم وہیں بیٹھ گئے۔ عورت پانی کا برتن رکھ کر پھر باہر آئی کہنے لگی۔ بندۂ خدا کیا پانی تو نے نہیں پیا؟ کہا کہ ہاں پیا۔ کہا اچھا اب اپنے گھر جاؤ۔ مسلم چپ ہو رہے۔ اتنے میں وہ پھر باہر آئی۔ اور وہی بات پھر کہی۔ اب بھی مسلم چپ رہے تو اس نے کہا۔ سبحان اللہ! اے بندۂ خدا اب اپنے گھر جا خدا تیرا بھلا کرے۔ میرے دروازے پر تمہارا بیٹھنا مناسب نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتی۔

طوعہ کی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو امان:

یہ سن کر مسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے نیک بخت اس شہر میں میرا کہیں ٹھکانا نہیں ہے نہ برداری والے ہیں۔ تم کچھ نیکی کرو اور ثواب کماؤ شاید میں کبھی اس کا عوض بھی کر دوں گا۔ اس نے کہا اے شخص یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کہا میں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہوں لوگوں نے مجھ سے دغا کی۔ مجھے دھوکا دیا۔ پوچھا کیا تمہیں مسلم رضی اللہ عنہ ہو' کہا کہ ہاں! اب اس نے کہا اندر چلے آؤ اور ایک حجرہ میں انہیں کر دیا۔ یہ حجرہ اس حجرہ کے علاوہ تھا جس میں وہ خود رہا کرتی تھی۔ ان کے لیے اس نے فرش کو دیا کھانا لے کر آئی۔ مسلم نے کچھ نہیں کھایا۔ اتنے میں اس کا بیٹا آ گیا۔ اس نے ماں کو دیکھا کہ بار بار اس حجرہ میں جاتی آتی ہے کہنے لگا تیرے اس حجرہ میں بار بار آنے جانے سے مجھ شک ہوتا ہے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے اس نے کہا بیٹا یہ بات نہ پوچھو اسے جانے دو اس نے کہا' میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے بتا دو۔ کہنے لگی بیٹھ اپنا کام کر مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔ وہ بہت اصرار کرنے لگا تو اس نے کہا بیٹا دیکھ جو میں کہتی ہوں اس

کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ پھر اس سے قسم لی اور اس نے قسم کھائی۔ تو ماں نے بیٹے سے حال بیان کر دیا۔ یہ سن کر وہ لیٹ رہا اور چپ ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آوارہ شخص تھا بعض کہتے ہیں اپنے ساتھ والوں میں بیٹھ کر شراب بھی پیا کرتا تھا۔ جب زیادہ دیر ہو گئی۔

اہل کوفہ کی مسجد میں حاضر ہونے کی منادی:

ابن زیاد نے دیکھا کہ اصحاب مسلم کی آوازیں جس طرح پہلے سنائی دیتی تھیں اب نہیں سنائی دیتیں۔ تو اپنے اصحاب سے کہا' کوٹھے پر جا دیکھو تو ان لوگوں میں کا اب بھی کوئی شخص دکھائی دیتا ہے۔ لوگوں نے جا کر دیکھا کسی کو بھی نہ پایا۔ ابن زیاد نے کہا دیکھو سائبانوں کے نیچے چھپے ہوئے تمہاری گھات میں نہ بیٹھے ہوں۔ یہ سن کر لوگ مسجد[1] کے صحن میں جو دالان (قصر کے متصل) بنے ہوئے تھے ان کی چھتوں پر چڑھ گئے اور ان کے ہاتھ میں مشعلیں تھیں جھکا جھکا کر دیکھتے تھے کہ سائبانوں میں کوئی ہے تو نہیں۔ مشعلیں کبھی روشنی دیتی تھیں کبھی اچھی طرح جلتی نہ تھیں تو لوگوں نے قندیلوں کو لٹکایا اور پھچیوں کے ٹکڑے رسیوں میں باندھ کر آگ لگا دی پھر زمین تک اسے لٹکا دیا۔ دور کے قریب کے درمیان کے سب سائبانوں کی اسی طرح دیکھ بھال کی۔ بلکہ جس سائبان میں منبر تھا اسے بھی اسی طرح دیکھ بھال لیا۔ جب وہاں کسی کو نہ پایا تو ابن زیاد کو اس کی اطلاع دی۔ اب اس نے مسجد کی طرف کا دروازہ کھولا۔ قصر سے نکلا۔ منبر پر گیا۔ اس کے رفقاء بھی اس کے ساتھ آئے۔ اس نے حکم دیا کہ وہ لوگ اسے گھیر کر بیٹھیں۔ وقت عشاء سے ذرا پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ اب عمرو بن نافع کو حکم دیا کہ ندا کر دے کہ کوئی شخص ہو خواہ اہل شرطہ میں سے خواہ اہل کاروں میں سے یا معتمدوں میں سے یا سربازوں میں سے اگر نماز عشاء مسجد میں آ کر نہ پڑھے تو اس کے لیے امان نہیں۔ ساعت کی ساعت میں مسجد لوگوں سے بھر گئی پھر منادی کو حکم دیا کہ نماز کے لیے پکارے۔ اس وقت حصین بن تمیم نے ابن زید سے کہا جی چاہے تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ یا یہ ہو کہ کوئی اور نماز پڑھائے اور تم اندر جا کر قصر میں نماز پڑھو۔ اس لیے کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے تمہارا کوئی دشمن تم پر حملہ نہ کر بیٹھے۔ کہا میرے سپاہیوں سے کہہ دو جس طرح میرے پیچھے کھڑے رہتے ہیں اسی طرح کھڑے رہیں اور تم خود ان کے درمیان پھرتے رہو۔ میں اس وقت تو قصر میں نہ جاؤں گا۔ اس نے سب کے ساتھ ہی نماز پڑھی۔

ابن عقیل کی گرفتاری یا قتل کا اعلان:

پھر کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجا لایا پھر کہا ابن عقیل احمق جاہل نے جو مخالفت و سرکشی کی ہے وہ تم نے دیکھی اب جس شخص کے گھر میں اس کو میں پاؤں گا خدا کی طرف سے اس کے لیے امان نہیں۔ اور جو شخص اس کو لے آئے گا اس کا خون بہا اسے انعام میں ملے گا۔ بندگانِ خدا ڈرتے رہو۔ اپنی طاعت و بیعت کو نہ چھوڑو۔ اپنی جان کے پیچھے نہ پڑو۔ حصین بن تمیم تو سن رکھ اگر کوفہ کی کسی گلی کے دروازہ سے صبح کو آمد و رفت[2] ہوئی یا یہ شخص نکل گیا اور تو اسے میرے پاس لے کر نہ آیا تو تیری موت ہی آ جائے گی۔ میں تجھ کو اہل کوفہ کے گھروں پر مسلط کرتا ہوں۔ گلیوں کے نکاس پر نگہبان مقرر کر دے اور صبح ہوتے ہی جا سب گھروں کی تلاشی لے۔ گھروں کے اندر تفحص کر۔ اور کسی نہ کسی طرح اس شخص کو میرے پاس لا نا حصین بنی تمیم سے تھا۔ اور ابن زیاد کے اہل شرطہ میں سرکردہ تھا۔ یہ کہہ کر

---

1. ابن اثیر نے اس فقرہ کو چھوڑ دیا ہے نسخہ طبری کی عبارت یہ ہے۔ (فَفَرِعُوْا بِحَابِحِ)

2. اِنْ صَاحَ بَابٌ سِكَّةٍ مِنْ سِكَكِ الْكُوْفَةِ' لغت میں ہے یقال "لَقِيْتَهٗ قَبْلَ كُلِّ صَبِيْحٍ وَ نفر "اِذَا لَقِيْتَهٗ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ۔ ۱۲

ابن زیاد اترا اور قصر میں چلا گیا۔ عمرو بن حریث کو ایک علم دے کر ابن زیاد نے لوگوں پر حاکم مقرر کر دیا تھا۔ صبح ہوئی تو اپنے مقام پر آ کے بیٹھ گیا۔ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ آئے بھی سب لوگ محمد بن اشعث بھی آیا۔ تو ابن زیاد کہنے لگا۔ اس شخص کا کیا پوچھنا جس پر بدگمانی وخیانت کا شائبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر اپنے پہلو میں اسے بٹھالیا۔

ہلال بن اسید کی مخبری:

اس ضعیفہ کا بیٹا ہلال بن اسید جس کی ماں نے مسلم کو گھر میں رکھ لیا تھا۔ صبح ہوتے ہی محمد بن اشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کے پاس پہنچا اور اس سے کہہ دیا کہ مسلمؓ میری ماں کے یہاں ہیں۔ عبدالرحمٰن اپنے باپ کے پاس آیا وہ ابن زیاد کے یہاں تھا۔ اس سے چپکے چپکے سب حال بیان کر دیا۔ ابن زیاد نے پوچھا بتاؤ تمہارے بیٹے نے کیا باتیں کیں۔ اس نے کہا مسلم ہمارے ہی گھروں میں سے ایک گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے چھڑی لے کر اس کے پہلو میں چبھوئی اور کہا اٹھو ابھی میرے پاس اسے لے کر آؤ۔ ابن اشعث اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ابن زیاد نے عمرو بن حریث سے جو کہ مسجد میں اس کی جانشینی کر رہا تھا کہلا بھیجا کہ بنی قیس میں کے ساٹھ یا ستر آدمی ابن اشعث کے ساتھ کر دے۔

ابن اشعث اور ابن عقیل کی جنگ:

ابن اشعث کے ساتھ اسی کے خاندان والوں کا بھیجنا ابن زیاد اچھا نہ سمجھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ ہر قوم کے لوگ مسلم کے سے شخص کا اپنے یہاں گرفتار ہو جانا گوارا نہ کریں گے اس نے عمرو بن عبیداللہ سلمی کے ماتحت ساٹھ یا ستر شخص بنی قیس کے کر دیئے۔ اور یہ سب ابن اشعث کے ساتھ اس کے گھر پر پہنچے جس میں مسلم تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپ اور لوگوں کی آوازیں سن کر مسلم سمجھ گئے کہ مجھ پر دوڑ آ گئی۔ یہ تلوار لے کر ان لوگوں کی طرف بڑھے اور وہ لوگ گھر میں گھس پڑے۔ مسلم رضی اللہ عنہ نے تلواریں مار مار کر سب کو گھر سے نکال دیا۔ انہوں نے پھر پلٹ کر حملہ کیا اور مسلم نے بھی اسی طرح مقابلہ کیا۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

بکیر بن حمران احمری اور مسلم رضی اللہ عنہ میں تلوار چلنے لگی۔ بکیر نے مسلمؓ کے منہ پر تلوار ماری اوپر والا ہونٹ ان کا کٹ گیا نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہوا' سامنے کے دو دانت گر گئے۔ مسلمؓ نے اس کے سر پر کاری زخم لگایا پھر دوسری تلوار اس کے کاندھے پر اس زور سے لگائی کہ سینہ تک اتر گئی ہوتی۔ یہ حالت دیکھ کر سب لوگ مکان کی پشت پر سے بلند ہو ہو کر ان پر پتھر برسانے لگے اور بانس کی چھپٹیاں آگ سے دہکتی ہوئی مکان کی چھت پر سے ڈالنے لگا۔ یہ دیکھ کر مسلم تلوار کھینچے ہوئے گلی میں ان سے لڑنے کو نکل آئے اور قتال میں مصروف ہو گئے۔

ابن عقیلؓ کے لیے ابن اشعث کی امان:

ابن اشعث نے سامنے آ کر کہا اے شخص تمہارے لیے امان ہے۔ تم کیوں اپنے کو خود قتل کر رہے ہو۔ مسلمؓ اسی طرح شمشیر زنی کرتے رہے اور رجز پڑھتے جاتے تھے (جس کا آخری مصرعہ یہ تھا)

اَخَافُ اَنْ اُکْذَبَ اَوْ اُغَرَّا

''مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے یا مجھے دھوکا دیں گے''۔

ابن اشعث نے کہا کوئی تم سے جھوٹ نہیں بولے گا کوئی تمہارے ساتھ فریب نہیں کرے گا۔ کوئی تم کو دھوکا نہ دے گا۔ سب لوگ تمہاری برادری کے ہیں۔ تم کو قتل کرنا نہیں چاہتے نہ تم پر ہاتھ اٹھانا چاہتے ہیں۔ مسلم پتھروں کی مار سے زخموں میں چور ہو رہے تھے۔ جنگ کرنے کی طاقت ان میں باقی نہ رہی تھی اور ہانپ رہے تھے۔ اسی مکان کے ایک جانب دیوار سے پیٹھ لگا کر کھڑے ہو گئے۔ ابن اشعث ان کے قریب آ کر کہنے لگا آپ کے لیے امان ہے۔ مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا میرے لیے امان ہے کہا کہ ہاں امان ہے اور سب لوگ پکار اٹھے کہ آپ کے لیے امان ہے۔ بس ایک سلمیٰ تھا کہ وہ یہ کہہ کر کنارہ کش ہو گیا کہ مجھے اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور سلمیٰ:

مسلم نے کہا ''اگر تم لوگ مجھ سے امان کے لیے نہ کہتے تو میں تمہارے ہاتھ اپنا ہاتھ نہ دیتا''۔ ایک خچر پر ان کو سوار کر دیا اور سب کے سب ہجوم کر کے آئے۔ مسلمؓ نے تلوار گلے میں ڈال لی تھی ان لوگوں نے تلوار ان کے گلے سے نکال لی۔ اس وقت مسلم رضی اللہ عنہ کو اپنی جان کے بچنے سے مایوسی ہو گئی۔ آنسو آنکھوں میں بھر لائے اور کہا یہ پہلی دغا میرے ساتھ کی۔ ابن اشعث نے کہا مجھے امید ہے کہ تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ مسلمؓ نے کہا بس امید ہی امید ہے۔ امان جو تم نے دی ہے وہ کیا ہوئی پھر انا للہ وانا الیہ رجعون کہا اور رونے لگے۔ سلمیٰ نے مسلمؓ سے کہا کہ جو شخص اس امر کا طلب گار ہو جس بات کے تم طالب تھے اس پر تمہاری سی مصیبت پڑ جائے تو وہ تو اس طرح نہ روئے گا۔

ابن اشعث سے ابن عقیل کی وصیت:

مسلمؓ نے کہا اگرچہ ایک چشم زدن کے لیے بھی میں اپنی جان کا تلف ہونا ناگوار نہیں کرتا پھر بھی میں اپنی جان کے لیے نہیں رو رہا ہوں نہ میں اپنے قتل کا ماتم کر رہا ہوں۔ میں تو اپنے عزیزوں کے لیے رو رہا ہوں جو میرے پاس آنے والے ہیں۔ میں حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے لیے رو رہا ہوں۔ یہ کہہ کر ابن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے کہا اے بندۂ خدا! میں سمجھتا ہوں کہ تو مجھے امان تو نہیں دے سکے گا۔ بھلا اتنا سلوک میرے ساتھ تو کرے گا کہ اپنے کسی آدمی کو میری طرف سے حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دے۔ وہ آج ہی کل میں تم لوگوں کے پاس آنے کو روانہ ہو چکے ہوں گے اور اہل بیت بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ تم جو میری بے تابی دیکھ رہے ہو وہ محض اسی سبب سے ہے۔ میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ ''مسلمؓ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ گرفتار ہو چکے ہیں یہ نہیں چاہتے کہ آپ یہاں آئیں اور قتل کیے جائیں آپ اہل بیت کو لے کر پلٹ جائیے۔ کوفیوں کے دھوکے میں نہ آئیے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن سے چھٹکارا پانے کے لیے آپ کے والد مرنے اور قتل ہو جانے کی اپنے تمنا رکھتے تھے۔ اہل کوفہ آپ سے بھی جھوٹ بولے مجھ سے بھی جھوٹ بولے۔ جس کو فریب دیا اس کی رائے''۔ ابن اشعث نے کہا واللہ میں ایسا ہی کروں گا اور ابن زیاد سے بھی کہہ دوں گا کہ تم کو میں امان دے چکا ہوں۔

ابن اشعث کا قاصد:

ابن اشعث نے ایاس طائی کو جو کہ ایک شاعر تھا اور اس کے پاس بہت آیا جایا کرتا تھا بلا بھیجا۔ اس سے کہا تم حسین رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ ہو جاؤ اور یہ خط ان کو پہنچا دو۔ خط میں جو جو باتیں مسلمؓ نے کہی تھیں وہ سب اس نے لکھ دیں اور کہا لو یہ زادِ راہ ہے۔ یہ

سامان سفر ہے۔ یہ تمہارے عیال کے دینے کے لیے بھی ہے۔ اس نے کہا میرے پاس اونٹ نہیں ہے۔ جو اونٹ تھا وہ از کار رفتہ ہو چکا ہے۔ ابن اشعث نے کہا تو یہ اونٹ پالان سمیت موجود ہے سوار ہو۔ ایاس روانہ ہوا' چار دن کی مدت میں منزل زبالہ میں حسین رضی اللہ عنہ سے ملا اور خط ان کو دے دیا' پڑھ کر کہا' جو مقدر میں ہے وہ ہونے والا ہے اپنی جانوں کے تلف ہونے اور قوم کی برائی کرنے کو ہم نے خدا پر رکھا۔ مسلمؓ ہانی کے گھر میں جب اٹھ آئے ہیں اور اٹھارہ ہزار آدمی نے ان سے بیعت کی ہے تو عابس بن ابی حبیب کے ہاتھ حسین رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیج چکے تھے۔ ''پیغامبر اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ مجھ سے اٹھارہ ہزار اہل کوفہ نے بیعت کی ہے جلدی میرے خط کو دیکھتے ہی اس طرف روانہ ہو جیے۔ سب لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ آل معاویہ سے ان کو کچھ مطلب نہیں نہ وہ ان کی خواہش رکھتے ہیں والسلام''۔

ابن زیاد کا امان دینے سے انکار:

ابن اشعث مسلم کو لیے ہوئے قصر کوفہ کے دروازہ پر آیا اور اذن طلب کیا۔ اذن مل گیا۔ اس نے ابن زیاد سے مسلم کا سب ماجرا اور بکیر نے جو واران پر کیا سب بیان کیا۔ ابن زیاد نے کہا خدا اس کا برا کرے۔ اس کے بعد ابن اشعث نے امان دینے کا ذکر کیا۔ ابن زیاد نے کہا تم امان دینے والے کون۔ تم کو اس لیے میں نے نہیں بھیجا تھا کہ جا کر ان کو امان دو۔ تمہیں تو اس لیے بھیجا تھا کہ میرے پاس ان کو لے آؤ۔ ابن اشعث یہ سن کر چپ ہو رہا۔ مسلم قصر کے دروازہ پر جب پہنچے ہیں تو پیاسے تھے۔ یہاں دروازہ پر کچھ لوگ اذن کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں عمارہ بن عقبہ وعمرو بن حریث ومسلم بن عمرو وکثیر بن شہاب بھی تھے۔

مسلم بن عمرو باہلی کی گستاخی:

قصر کے دروازہ پر ٹھنڈے پانی کی ایک مٹکی رکھی ہوئی تھی۔ مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے اس میں سے تھوڑا پانی پلا دو۔ ابن عمرو نے جواب دیا دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے۔ ''واللہ! اس میں سے ایک بوند بھی تم کو نہ ملے گی۔ آتش دوزخ کا کھولتا ہوا پانی تمہارے پینے میں آئے گا۔'' مسلمؓ نے پوچھا ارے تو کون شخص ہے کہا ''میں اس شخص کا فرزند ہوں کہ جب تو نے حق کا انکار کیا تو اس نے اعتراف کیا۔ جب تو نے کھوٹا پن ظاہر کیا تو اس نے خلوص دکھایا' جب تو نے نافرمانی اور مخالفت کی تو اس نے بات کو سنا اور اطاعت کی' میں مسلم بن عمر باہلی ہوں'' مسلم نے کہا ''خدا تجھ سے سمجھے۔ کیسا بے رحم و بدزبان تو ہے کیسا سنگ دل و درشت طینت تو ہے۔ اے ابن باہلہ دوزخ کے عذاب دائمی اور اس کھولتے ہوئے پانی کا زیادہ تر تو سزاوار ہے''۔ مسلم یہ کہہ کر دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔ اور عمرو بن حریث نے اپنے غلام سلیمان کو بھیجا وہ ایک برتن میں پانی لے کر آیا اور مسلم پلا دیا۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی پانی پینے سے محرومی:

ایک روایت یہ ہے کہ عمارہ نے اپنے غلام قیس کو بھیجا وہ ایک مٹکی لے کر آیا اس پر رومال پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک کٹورا تھا۔ کٹورے میں پانی انڈیل کر مسلم کو اس نے پلایا۔ یہ جب پینا چاہتے تھے۔ کٹورا خون سے بھر جاتا تھا۔ جب تیسری دفعہ غلام نے کٹورا بھر دیا اور مسلم نے پینے کا ارادہ کیا تو سامنے کے دونوں دانت کٹورے میں آ رہے۔ مسلمؓ نے کہا: ''الحمد للہ میری قسمت میں پانی ہوتا تو میں پیتا'' اب مسلم کو ابن زیاد کے سامنے لے گئے تو انہوں نے اسے سلام نہیں کیا۔ ایک سپاہی بولا۔ تو امیر کو سلام نہیں کرتا۔ مسلمؓ نے کہا امیر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میرا سلام کیا۔ اور اگر قتل کرنا نہیں چاہتا تو بے شک بہت دفعہ اسے میں سلام کر لوں گا۔ ابن

زیاد نے جواب دیا بے شک میں تجھے قتل کروں گا۔ مسلمؒ نے پوچھا۔ کیا یہی بات ہے۔ کہا ہاں یہی بات ہے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی ابن سعد کو وصیت:

مسلمؒ نے کہا تو مجھے ذرا اپنی قوم کے کسی شخص سے وصیت کر لینے دے یہ کہہ کر مسلمؒ نے ابن زیاد کے ہم نشینوں کی طرف نظر کی۔ عمر بن سعد وہاں موجود تھا۔ کہا ''اے عمرو مجھ میں تجھ میں قرابت ہے۔ میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں۔ تجھے اس کا پورا کرنا ضرور ہے اور وہ ایک راز ہے'' ابن سعد نے اس کے سننے سے انکار کیا۔ اس پر ابن زیاد نے کہا اپنے عم کی بات کو سننے سے انکار نہ چاہیے۔ ابن سعد اٹھ کھڑا ہوا اور مسلمؒ کے ساتھ ایسی جگہ جا کر بیٹھا جہاں سے ابن زیاد کا بھی سامنا تھا۔ مسلمؒ نے کہا ''کوفہ میں مجھ پر قرض ہو گیا ہے۔ جس سے میں یہاں وارد ہوا ہوں سات سو درہم قرض لے چکا یہ قرض میرا ادا کر دینا اور میری لاش کا ذرا خیال رکھنا ابن زیاد سے مانگ لینا اور دفن کر دینا اور حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کسی شخص کو بھیج دینا کہ ان کو واپس کر دے۔ میں تو انہیں لکھ چکا ہوں کہ لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔ میرا خیال یہی ہے کہ وہ آتے ہی ہوں گے''۔ اب عمر نے ابن زیاد سے کہا' آپ سمجھے انھوں نے مجھ سے کیا کہا۔ انہوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں۔ ابن زیاد نے کہا ''بھروسے کا شخص تو کبھی خیانت نہیں کرتا ہاں کبھی خائن پر بھروسہ کر لیتے ہیں' تمہارا مال تو تمہارا ہے ہم تم کو اس امر سے نہیں روکتے جس طرح چاہو اسے صرف کرو حسین رضی اللہ عنہ بھی اگر ہماری طرف آنے کا ارادہ نہیں کریں گے تو ہمیں بھی اس سے کچھ مطلب نہیں ہاں اگر انہوں نے ادھر کا ارادہ کیا تو ہم بھی ان سے باز نہ رہیں گے۔ لاش کے باب میں تمہاری سفارش کو ہم نہیں سنیں گے۔ مسلمؒ ہماری طرف سے اس رعایت کا سزاوار نہیں ہے اس نے ہم سے جنگ کی' ہماری مخالفت کی' ہمارے ہلاک کرنے پر آمادہ رہا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابن زیاد نے کہا اس کی لاش سے ہمیں کیا کام۔ جب ہم اسے قتل کر چکے تو پھر لاش کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو۔

ابن زیاد اور ابن عقیل کی تلخ کلامی:

اس کے بعد ابن زیاد نے کہا۔ ہاں ابن عقیل بتا لوگ یہاں امن کی حالت میں تھے اور سب یک زبان تھے تو اس لیے آیا کہ ان میں تفرقہ ڈالے انہیں پریشان کر دے بعض کو بعض سے لڑوا دے۔

مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز ایسا نہیں۔ میں اس لیے نہیں ہے۔ بلکہ اہل شہر یہ کہتے ہیں کہ تیرے باپ نے ان میں سے نیک لوگوں کو چن چن کے قتل کیا' ان کا خون بہایا۔ ان کے ساتھ قیصر و کسریٰ کی طرح پیش آیا۔ ہم اس لیے آئے کہ عدل کے ساتھ حکم کریں اور حکم قرآن کی طرف دعوت دیں۔ کہا: او بدکار تجا تو کجا یہ دعویٰ۔ جب مدینہ میں شراب پیا کرتا تھا جب تجھے یہ خیال نہ آیا کہ ان لوگوں میں عدل کرے۔

کہا: میں شراب پیتا ہوں۔ واللہ خدا خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے اور جو کچھ تو نے کہا۔ ناواقفیت سے کہا اور میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو کہہ رہا ہے۔ شراب تو وہ پیئے گا جو مسلمانوں کا خون پی لیا کرتا ہے۔ خدا نے جس کا قتل حرام کیا ہے اسے قتل کرتا ہے۔ جس نے کوئی خون نہیں کیا۔ اس کا خون بہایا کرتا ہے۔ غضب ناک ہو کر اور بغض کی وجہ سے اور بدگمان ہو کر خونریزی کرتا ہے۔ پھر اس طرح بھول جاتا ہے جیسے کچھ کیا ہی نہیں۔

کہا: او بدکار تیرے دل میں وہ تمنا ہے جس سے خدا نے محروم کر دیا۔ اور تجھے اس قابل نہ سمجھا۔

کہا: پھر قابل کون ہے؟

کہا: امیر المومنین یزید۔

کہا: ہر حالت میں شکر ہے خدا کا ہم نے اپنا اور تمہارا انصاف خدا پر رکھا۔

کہا: شاید تیرے زعم میں ہے کہ تم لوگوں کا بھی اس امارت میں کچھ حق ہے۔

کہا: واللہ زعم نہیں ہے بلکہ یقین ہے۔

کہا: خدا مارے مجھے اگر میں اس طرح تجھے قتل نہ کروں کہ اسلام میں کوئی اس طرح نہ قتل ہوا ہوگا۔

کہا: ہاں بے شک اسلام میں جو ظلم کبھی نہیں ہوا اس کے ایجاد کرنے کا تو ہی سزاوار ہے۔ بری طرح قتل کرنا۔ بری طرح سر کاٹنا' بدافعالی کرنا' غالب ہو کر ملامت سمیٹنا تیرا ہی حصہ ہے' اور دنیا بھر میں تجھ سے بڑھ کر کوئی اس کا سزاوار نہیں ہے۔

ابن زیاد کی لاف گرانی:

ابن سمیہ نے اب مسلم اور حسین اور عقیل و عقیل رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا شروع کیں اور مسلمؒ نے سکوت کیا۔ اہل تاریخ کا خیال ہے کہ ابن زیاد نے مسلم کو پانی دینے کا حکم دیا۔ ایک مٹی کے برتن میں انہیں پانی پلایا۔ پھر ان سے کہا۔ اس واسطے تجھے اس برتن میں پانی دیا کہ تیرے پینے سے دوسرا برتن حرام ہو جاتا۔ پھر لوگوں سے کہا: اسے قصر کی چھت پر لے جاؤ اور گردن مار دو اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دو۔ اب مسلم رضی اللہ عنہ نے ابن اشعث کی طرف دیکھ کر کہا۔ تو نے مجھے امان نہ دی ہوتی تو واللہ! میں خود کو حوالہ نہ کرتا۔ اب میرے بچانے کو تلوار لے کر اٹھ۔ تیری بات جاتی ہے۔ یہ کہہ کر ابن زیاد سے کہا واللہ! اگر مجھ میں تجھ میں کچھ بھی قرابت ہوتی تو مجھے تو قتل نہ کرتا۔[1] ابن زیاد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس کے سر پر اور شانہ پر مسلمؒ نے تلوار ماری ہے۔ لوگ اسے بلا لائے۔ کہا کوٹھے پر چڑھ جا تو ہی اس کی گردن مار۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت:

مسلم رضی اللہ عنہ کو کوٹھے پر لے کے چلے۔ وہ تکبیر و استغفار و صلوات پڑھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ خداوندا! ہمارا اور ان لوگوں کا انصاف تیرے ہاتھ ہے' جنہوں نے ہمیں دھوکا دیا' ہم سے جھوٹ بولے' ہمیں ذلیل کیا' قصر کی اس جہت میں جہاں آج شتر قصاب رہتے ہیں مسلم کو لے کر گئے۔ وہاں ان کی گردن ماری۔ اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دیا۔ بکیر جس نے مسلم کو قتل کیا تھا۔ کوٹھے سے اترا' تو ابن زیاد نے پوچھا اسے قتل کر آیا' بکیر نے کہا ہاں! پوچھا جب تم اسے کوٹھے پر لے جا رہے تھے تو کیا کہتا جاتا تھا۔ کہا تکبیر و تسبیح و استغفار پڑھ رہا تھا۔ جب میں نے قتل کرنے کو اپنی طرف اسے کھینچا تو کہا' خداوندا! ہمارا اور ان لوگوں کا انصاف تیرے ہاتھ ہے' جو ہم سے جھوٹ بولے جنھوں نے ہمیں دھوکا دیا' ہمیں چھوڑ دیا' ہمیں قتل کیا۔ میں نے کہا میرے قریب آ۔ خدا کا شکر ہے کہ تجھ سے اپنا قصاص لینے کے لیے مجھے موقع دیا۔ یہ کہہ کر میں نے ایک وار کیا اور وہ بیکار ہو گیا۔ تو مسلم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا بندۂ خدا یہ چرکا جو تو نے دیا اس میں تیرے زخم کا بدلہ نہیں ہوا۔ ابن زیاد کہنے لگا مرتے وقت بھی یہ فخر! بکیر نے کہا پھر

---

[1] یعنی اگر زیاد ابوسفیان کی صلب سے ہوتا تو میرے تیرے برادری ہوتی۔۱۲

میں نے دوسرے وار میں قتل کیا۔

ابن اشعث کی ہانی کے لیے امان طلبی:

محمد بن اشعث نے کھڑے ہو کر ہانی کے باب میں ابن زیاد سے گفتگو کی اور کہا آپ واقف ہیں ہانی کا اور اس کے خاندان کا شہر میں اور برادری میں کیا مرتبہ ہے۔ اور اس کی قوم کو یہ بات معلوم ہے کہ میں اور میرا ساتھ والا ہانی کو آپ کے پاس لے آئے ہیں۔ میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے کہتا ہوں کہ اسے مجھے بخش دیجیے۔ مجھے اس کی قوم سے عداوت مول لینا ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ اہل شہر میں بہت عزت رکھتے ہیں اور ایک جماعت اہل یمن کی بھی ہے۔ ابن زیاد نے وعدہ کر لیا تھا کہ ایسا ہی کروں گا۔ جب مسلم بن عقیل کے لیے جو کچھ ہونے والا تھا ہو چکا تو اس کی رائے بدل گئی۔ ابن اشعث سے جو وعدہ کیا تھا اس کے پورا کرنے سے انکار کیا۔

ہانی بن عروہ کو قتل کرنے کا حکم:

مسلم رضی اللہ عنہ کے قتل ہوتے ہی اس نے حکم دیا کہ ہانی کو بازار میں لے کر جاؤ اور اس کی گردن مارو۔ ہانی کو بازار میں اس مقام پر لے گئے۔ بکریاں بکتی تھیں ان کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں اور بار بار وہ کہتے جاتے تھے۔ کہاں ہیں بنی مذحج آج میری کمک نہیں کرتے جب دیکھا کوئی کمک کو نہیں آتا تو اپنے ہاتھ کو زور سے کھینچا اور رسی میں سے نکال لیا اور کہا۔ ارے کوئی عصا نہیں' کوئی چھری نہیں' کوئی پتھر نہیں کیا۔ اونٹ کی کوئی ہڈی بھی نہیں کہ انسان اسی کو لے کر اپنی جان بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ لوگ ان پر پل پڑے۔ رسی میں پھر ان کو باندھ لیا پھر ان سے کہا۔ اپنی گردن آگے بڑھاؤ۔ کہا میں ایسا سخی نہیں ہوں کہ اپنا سر دے دوں۔ میں اپنی جان لینے میں تمہاری اعانت نہیں کرنے کا۔

ہانی بن عروہ کا قتل:

اب ابن زیاد کے ایک غلام ترکی نے جس کا نام رشید تھا تلوار کا ان پر وار کیا' لیکن تلوار نے کچھ کام نہ کیا۔ ہانی کہنے لگے۔ خدا ہی کے پاس جانا ہے۔ خداوندا اپنی رحمت و رضوان میں مجھ کو لے۔ ترکی نے دوسرے وار میں ان کو قتل کیا۔ پھر اسی غلام ترکی کو عبدالرحمان بن حصین نے مقام خازر میں ابن زیاد کے ساتھ دیکھا۔ لوگ کہہ رہے تھے۔ دیکھو ہانی کا قاتل یہی ہے۔ یہ سن کر ابن حصین نے کہا اگر میں اس کو قتل نہ کروں یا اس کے پیچھے مار ڈالا نہ جاؤں تو خدا مجھے مارے۔ یہ کہتے ہی اس پر برچھی کا وار کر کے وہیں قتل کیا۔

عبدالاعلی کلبی کا قتل:

ابن زیاد مسلم و ہانی کو قتل کر چکا تو عبدالاعلی کلبی کو بلایا۔ یہ وہی شخص ہے۔ کثیر بن شہاب جسے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے آیا تھا۔ ابن زیاد نے اس سے کہا کہ اپنا حال بیان کرے۔ اس نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے میں اس لیے نکلا تھا کہ دیکھوں لوگ کیا کر رہے ہیں۔ کہ مجھے ابن شہاب نے گرفتار کر لیا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تو اس لیے نکلا تھا تو شدید و غلیظ قسمیں کھا کر بیان کر۔ اس شخص نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ حکم دیا اسے جبانۂ سبیع میں لے جا کر گردن مارو۔ سب اسے لے کر چلے اور

وہاں جا کر گردن ماری۔

عمارہ بن صلخب کا خاتمہ:

لوگ عمارہ بن صلخب کو مجلس سے نکال کر اب لائے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے کہ مسلم کی نصرت کے لیے جا رہے تھے۔ ابن زیاد نے ان سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ انھوں نے کہا میں بنی ازد سے ہوں۔ کہا اسے اس کے قبیلہ میں لے جاؤ۔ انھیں کی برادری کے سامنے ان کو لے جا کر ان کی گردن ماری۔ مسلم و ہانی کے واقعہ پر عبداللہ اسدی یا فرزدق نے چند شعر بھی کہے ہیں۔

مسلم وہانی کے سروں کی روانگی:

اب مسلم وہانی کے سروں کو ابن زیاد نے ہانی بن ابی حیہ اور زبیر بن اروح کے ساتھ یزید کے پاس بھیج دیا۔ کاتب اس کا عمرو بن نافع تھا اسے حکم دیا کہ مسلم اور ہانی کا واقعہ یزید کو لکھ بھیجے۔ اس نے بہت ہی طولانی خط لکھا۔ خط میں طول دینا اسی منشی کی ایجاد ہے۔ ابن زیاد نے خط دیکھا تو ناپسند کیا۔ کہنے لگا۔ اس تطویل وفضول سے کیا فائدہ بس یہ لکھو:

الحمدللہ! خدا نے امیر المومنین کے حق کو محفوظ رکھا دشمن کی فکر سے اسے بچا لیا۔ میں امیر المومنین کو خبر دیتا ہوں کہ مسلم نے ہانی بن عروہ کے گھر میں پناہ لی تھی۔ میں نے ان دونوں پر جاسوس مقرر کیے۔ کچھ لوگ فریب سے ان کے پاس بھیجے۔ اور ان سے مکر و کید کر کے آخر دونوں کو میں نے باہر نکالا۔ اور خدا کے فضل سے دونوں میرے قابو میں آ گئے۔ میں نے دونوں کی گردن ماری۔ اور ان کے سر ہانی ابن ابی حیہ وزبیر بن اروح کے ساتھ آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ یہ دونوں شخص تابع فرمان وطاعت گذار و خیر خواہ ہیں۔ امیر المومنین جس بات کو چاہیں ان سے دریافت کریں۔ دونوں واقف کار اور راست گو صاحب فہم و پرہیزگار ہیں والسلام۔

یزید کا خط بنام ابن زیاد:

یزید نے جواب میں لکھا۔ جو میں چاہتا تھا وہی تو نے کیا۔ تو نے عاقلانہ کام اور دلیرانہ حملہ کیا۔ مجھے مطمئن و بے فکر کر دیا۔ میں تجھے جیسا سمجھتا تھا تیری نسبت جو میری رائے تھی تو نے اپنے کو ایسا ہی ثابت کیا۔ دونوں قاصدوں کو میں نے بلا کر ان سے کچھ پوچھا کچھ راز کی باتیں کیں۔ جیسا تو نے ان کے فضل وفہم کے بارہ میں لکھا ہے۔ ویسا ہی ان کو پایا۔ نیکی کے ساتھ ان سے پیش آنا چاہیے اور مجھے خبر ملی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف آ رہے ہیں۔ نگران مقرر کر مورچے تیار رکھ۔ جس سے بدگمانی ہو اس کی حراست کر۔ جس پر تہمت بھی ہو۔ اسے گرفتار کر لے۔ ہاں جو تجھ سے خود جنگ نہ کرے اسے قتل نہ کرنا۔ اور جو جو واقعہ پیش آئے اس کا حال مجھے لکھتا رہ۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

مختار اور عبداللہ بن حارث کی گرفتاری:

مسلم کا کوفہ میں چڑھائی کرنا ذوالحجہ ۶۰ ھ کی آٹھویں تاریخ منگل کے دن وقوع میں آیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ مکہ سے کوفہ کی طرف حسین رضی اللہ عنہ کے روانہ ہونے کے بعد نویں تاریخ بدھ کے دن روز عرفہ یہ واقعہ ہوا۔ اور حسین رضی اللہ عنہ مدینہ سے رجب ۶۰ ھ کی

اٹھائیسویں اتوار کے دن مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور شعبان کی تیسری شب جمعہ تھی کہ مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ میں شعبان' رمضان' شوال' ذیقعدہ میں قیام کیا پھر ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ منگل کے دن روز ترویہ مکہ سے نکلے۔ اسی دن مسلمؒ نے حملہ کیا تھا اور مسلمؒ کے ساتھ مختار اور عبداللہ بن حارث بھی نکلے تھے۔ مختار سبز علم لیے ہوئے تھا۔ عمرو بن حریث کے مکان پر آ کر اس نے علم کو گاڑ دیا اور کہا میں تو اس لیے نکلا ہوں کہ عمرو کو روکے رہوں۔ اور عبداللہ بن حارث سرخ علم اٹھائے تھے۔ اور سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مسلمؒ جب قصر کی طرف بڑھے تو اشعث اور قعقاع اور شبث نے مسلم رضی اللہ عنہ کا اور ان کے اصحاب کا مقابلہ کیا اور فریقین میں بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ شبث کہنے لگا ان لوگوں کو رات ہو جانے دو تو متفرق ہو جائیں' یہ سن کر قعقاع نے کہا کہ تو نے سب کے راستے روک رکھے ہیں۔ نکل جانے کی راہ دے تو سب چل دیں۔ ادھر ابن زیاد نے مختار اور عبداللہ کے گرفتار کرنے کا لوگوں کو حکم دیا اور انعام اس کے لیے مقرر کر دیا۔ دونوں شخص گرفتار ہو کر آئے اور قید کر لیے گئے۔

باب ۱۰

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

عمرو بن عبدالرحمٰن کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے درخواست :

عمر بن عبدالعزیز مخزومی کا بیان ہے کہ اہل عراق کے خط جب حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہیں اور انھوں نے اعراق کی طرف روانہ ہونے کا تہیہ کر لیا تو میں ان کے پاس گیا۔ اور ابھی وہ مکہ ہی میں تھے۔ میں نے حمد و ثنائے حق تعالیٰ کے بعد کہا۔ برادر میں آپ کے پاس ایک حاجت لے کر آیا ہوں اسے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ہی کی خیر خواہی کا کلمہ ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں ہیں تو میں کہوں ورنہ اپنے ارادہ سے باز رہوں۔ کیا کہوں نہیں کہتے۔ بخدا تمہاری رائے کو میں برا نہیں سمجھتا نہ کسی امر بد و فعل قبیح کا تم پر گمان ہے۔ میں نے کہا سنتا ہوں آپ عراق کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ اس سفر میں آپ کے لیے مجھے اندیشہ ہے آپ اس شہر میں جاتے ہیں' جس میں عہدہ دار و امراء ہیں۔ ان کے پاس خزانہ ہے۔ لوگ درہم و دینار کے غلام ہیں۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جن لوگوں نے آپ سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور آپ کے مخالفین کا ساتھ دینے سے آپ کا ساتھ دینا بہتر سمجھتے ہیں وہی آپ سے آمادہ پیکار نہ ہو جائیں۔ کہا برادر تمہیں خدا جزائے خیر دے۔ واللہ! مجھے یقین ہے کہ تم نے خیر خواہی کی بات کہی اور عاقلانہ کلمہ کہا۔ جو مقدر میں ہے وہ تو ہو گا۔ میں تمہاری رائے پر عمل کروں یا نہ کروں۔ مگر تم کو میں اپنا بہترین مشیر و ہوا خواہ سمجھتا ہوں۔ میں وہاں سے اٹھ کر حارث بن خالد بن عاص کے پاس آیا۔ پوچھنے لگا تم حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے۔ میں نے کہا گیا تھا۔ پوچھا تم نے کیا کہا ان سے' انھوں نے کیا کہا تم سے۔ میں نے بیان کیا کہ میں نے یہ کہا تھا ان سے۔ انھوں نے یہ کہا مجھ سے۔ کہنے لگا خدائے مردہ و رب کعبہ کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ تم نے خیر خواہی کا کلمہ ان سے کہا۔ بس رائے ہے تو یہی رائے ہے جو تم نے ان کو دی۔ اب چاہیں وہ مانیں یا نہ مانیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مخالفت :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کا ذکر سنا' تو حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کہا بھائی لوگوں میں چرچا ہے کہ آپ عراق کی طرف روانہ ہونے کو ہیں مجھ سے بیان تو کیجیے آپ کیا قصد رکھتے ہیں۔ کہا ان شاء اللہ تعالیٰ اسی دو دن کے اندر روانہ ہو جاؤں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں ایسا نہ کیجیے۔ خدا آپ پر رحم کرے مجھے یہ تو بتایئے کہ آپ ان لوگوں میں جاتے ہیں جنہوں نے اپنے حاکم کو قتل کر ڈالا ہے اپنے شہروں کا انتظام کر چکے ہیں اپنے دشمن کو وہاں سے نکال چکے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ پہلے ہی وہ کر چکے ہیں تو آپ جایئے اور اگر یہ بات ہے کہ انھوں نے فقط آپ کو بلایا ہی ہے اور حاکم ان پر اسی طرح مسلط ہے۔ اسی کے عہدہ دار شہروں سے خراج وصول کر رہے ہیں تو آپ کو جنگ و جدال کے واسطے بلا رہے ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دیں گے آپ کو جھٹلائیں گے آپ کی مخالفت کریں گے آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور اگر آپ پر حملہ کریں گے تو ان کا حملہ سب سے سخت تر ہو گا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں خدا سے خیر کا طالب ہوں اور دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق امام حسین رضی اللہ عنہ کی رائے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما وہاں سے اٹھے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما آئے کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے پھر کہنے لگے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قوم کو ہم کیوں چھوڑ دیں کیوں ان سے باز رہیں۔ ہم تو مہاجرین کی اولاد میں ہیں اور ان سے بڑھ کر ریاست کے احق ہیں۔ یہ تو بتایئے آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میرا دل تو یہی کہتا ہے کہ کوفہ میں چلا جاؤں۔ وہاں کے اشراف نے اور میرے شیعوں نے مجھے خط لکھے ہیں۔ اور میں خدا سے خیر کا خواستگار ہوں۔ یہ سن کر ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا آپ کے شیعوں کے مثل اگر میرے لوگ وہاں ہوتے تو میں اس سے انحراف نہ کرتا۔ یہ کہہ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھ سے بدگمان نہ ہوں۔ تو کہا اگر آپ حجاز ہی میں رہ کر اس ریاست کا ارادہ کریں تو کوئی بھی ان شاء اللہ آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اٹھ کر چلے گئے تو حسین رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس شخص کو دنیا کی کسی شے کی اتنی آرزو نہیں ہے جتنی اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے عراق کی طرف چلا جاؤں خوب جانتا ہے کہ میرے ہوتے اسے ریاست نہیں مل سکتی۔ لوگ اسے میرے برابر نہیں سمجھتے اس لیے چاہتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور اس کے لیے میدان خالی ہو جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حسین رضی اللہ عنہ کو یمن جانے کا مشورہ:

پھر اسی دن شام کو یا دوسری صبح کو حسین رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آئے اور کہا برادر میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں مگر مجھے صبر نہیں آتا اس راہ میں مجھے آپ کے ہلاک اور تباہ ہونے کا خوف ہے۔ اہل عراق دغا پیشہ لوگ ہیں ہرگز ان کے پاس نہ جاؤ۔ اسی شہر میں قیام کرو کہ تم اہل حجاز کے رئیس ہو اگر اہل عراق تم کو بلاتے ہیں تو انہیں لکھو کہ اپنے دشمن سے پیچھا چھڑا لیں۔ اس کے بعد ان کے پاس جاؤ۔ اگر تم اس بات کو نہیں مانتے اور یہاں سے نکل جانا ہی منظور ہے تو یمن کی طرف چلے جاؤ۔ وہاں قلعے ہیں درہ کوہ ہیں ایک عریض وطویل ملک ہے۔ تمہارے باپ کے شیعہ وہاں موجود ہیں تم سب سے الگ رہ کر لوگوں سے خط وکتابت کرو۔ اپنے قاصدوں کو بھیجو۔ اس طریقہ میں مجھے امید ہے کہ جو بات تم چاہتے ہو امن وعافیت کے ساتھ تم کو حاصل ہو جائے گا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا برادر واللہ میں جانتا ہوں کہ تم خیر خواہ وشفیق ہو لیکن میں تو روانگی کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اہل بیت کے ساتھ جانے پر مخالفت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم جاتے ہی ہو تو عورتوں کو بچوں کو ساتھ لے کر نہ جاؤ۔ واللہ مجھے ڈر ہے کہیں عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح تم بھی اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے قتل نہ کیے جاؤ۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے کہ تم نے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی مراد پوری کر دی ملک حجاز کو اس کے لیے چھوڑ دیا خود نکل کر چلے۔ تمہارے سامنے کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔ قسم ہے خدائے وحدہ لا شریک کی اگر میں یہ سمجھتا کہ اس وقت میں تم سے دست وگریبان ہو جاؤں اور میرا تمہارا تماشہ دیکھنے کو لوگ جمع ہو جائیں تو تم میرا کہنا مان لو گے تو میں ایسا ہی کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہاں سے اٹھ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف گذرے کہا اے ابن زبیر رضی اللہ عنہما تمہاری مراد پوری ہو گئی پھر اس مضمون کے شعر پڑھے۔

اے چکاوک سبزہ زار کی رہنے والی	میدان خالی ہے انڈے بچے نکال چہچہے کر
جب تک جی چاہے چرتی چگتی پھر	حسین تو عراق کو چلے اب تو حجاز کو نہ چھوڑ

امام حسین وابن زبیر رضی اللہ عنہم کی گفتگو:

ایک روایت یہ ہے کہ بعض حجاج نے روز تیرو یہ حسین وابن زبیر رضی اللہ عنہم کو حجر اسود و دروازہ خانہ کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھا۔ ابن زبیر' حسین رضی اللہ عنہم سے کہہ رہے تھے اگر آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں تو رہیے حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لیجیے۔ ہم آپ کے معین و شریک ہوا خواہ رہیں گے۔ آپ سے بیعت کریں گے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے اپنے باپ سے یہ حدیث سنی ہے کہ ایک مینڈھا مکہ کی حرمت کو حلال کر دے گا۔ میں وہ مینڈھا بننا نہیں چاہتا۔ اس پر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا آپ یہاں رہیے حکومت میرے حوالے کر دیجیے آپ کی اطاعت کی جائے گی۔ کوئی بات آپ کے خلاف نہ ہونے پائے گی۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ بھی منظور نہیں۔ پھر دونوں آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے رہے کہ ظہر کا وقت ہوا اور لوگ منیٰ کی طرف چلے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑے بال کتروائے اور عمرہ سے محل ہو گئے پھر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ میں جنگ کرنے سے انکار:

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ انھوں نے مکہ میں دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں کھڑے ہوئے ہیں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حسین رضی اللہ عنہ سے کہا یا ابن فاطمہ رضی اللہ عنہا میری بات سنو حسین رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے چپکے چپکے باتیں کیں پھر ہم لوگوں کی طرف مڑ کر کہنے لگے۔ تم سمجھے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم لوگوں نے عرض کیا ہم آپ پر فدا ہو جائیں ہم کچھ نہیں سمجھے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کہتے ہیں آپ مسجد الحرام میں رہیے میں آپ کی نصرت کے لیے لوگوں کو جمع کر لوں گا۔ یہ کہہ کر حسین رضی اللہ عنہ نے کہا' اگر ایک بالشت بھر اس مسجد کے باہر میں قتل ہو جاؤں تو واللہ! میں اسے اس بات سے بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک بالشت بھر اندر مسجد کے قتل ہوں۔ بخدا! اگر میں حشرات الارض کے کسی سوراخ میں بھی چھپوں گا۔ تو لوگ مجھے وہاں سے بھی نکالیں گے اور جو لوگ سلوک میرے ساتھ کرنا چاہتے ہیں کریں گے۔ اور واللہ! مجھ پر یہ لوگ ایسا ظلم کریں گے جیسا یہود نے روز سبت کیا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ میں جھڑپ:

جب حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے ہیں تو عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے لوگ جن کا سردار یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ تھا معترض ہوئے اور کہا آپ کہاں جاتے ہیں واپس جائیے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے ان کا کہنا نہ مانا اور آگے بڑھے۔ دونوں طرف کے گروہوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی تازیانے چلنے لگے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اور ان کے انصار نے سخت مقاومت کی اور جس طرف جانے والے تھے اسی طرف بڑھے۔ ان لوگوں نے پکار کر کہا: اے حسین رضی اللہ عنہ تم خدا سے نہیں ڈرتے' جماعت سے نکلے جاتے ہو' امت میں تفرقہ ڈالتے ہو۔ حسین رضی اللہ عنہ نے قول باری تعالیٰ سے اس آیت کی تاویل کی لی عملی و لکم عملکم انتم بریؤن مما اعمل و انا بریٔ مما تعملون. یعنی ''میرے اعمال میرے لیے ہیں تمہارے تمہارے لیے تم میرے اعمال سے بری ہو' میں تمہارے اعمال سے''۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فرزدق شاعر سے ملاقات:

حسین رضی اللہ عنہ جب مقام تنعیم میں پہنچے ہیں تو ایک قافلہ ملا جو یمن سے آ رہا تھا بجیر بن ریسان عامل یمن نے یزید کے پاس اہل قافلہ کے ہاتھ ورس اور ریشمی کرتے روانہ کیے تھے (ورس زعفران سے مشابہ خوشبودار ایک چیز ہے) حسین رضی اللہ عنہ نے وہ سب چیزیں

لے لیں۔ اور اونٹ والوں سے کہا میں کسی پر جبر نہیں کرتا تم میں سے جو کوئی میرے ساتھ عراق چلے گا میں اسے کرایہ پورا دوں گا۔ اور اچھی طرح پیش آؤں گا۔ اور جو کوئی یہیں سے الگ ہونا چاہے گا اسے یہاں تک کا کرایہ دے دوں گا۔ غرض ان لوگوں میں سے جن لوگوں نے جانا چاہا ان کا حساب کر دیا گیا اور خاطر خواہ اس کی اجرت دے دی گئی اور جو لوگ آپ کے ساتھ ساتھ رہے انہیں کرایہ بھی دیا اور لباس بھی۔ آپ جب مقام صفاح تک پہنچے تو فرزوق بن غالب شاعر نے آپ کو ٹھہرایا' کہنے لگا۔ خداوند عالم آپ کی امید و مراد کو خاطر خواہ پورا کرے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ یہ تو بیان کرو کہ لوگوں کو تم کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو۔ فرزدق نے عرض کیا آپ نے اس شخص سے یہ سوال کیا جو خوب واقف ہے۔ لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں اور تلواریں ان کی بنی امیہ کی اعانت کے لیے ہیں اور ہر حکم آسمان سے اترتا ہے اور خدا ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے سچ کہا خدا ہی کی طرف سے حکم ہے اور خدا ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ہر روز وہ مصروف ہے اگر حکم آسمانی ہمارے خاطر خواہ ہوگا تو ہم اس کی نعمت کا شکر بجا لائیں گے اور وہی ادائے شکر کی توفیق دینے والا ہے اور اگر حکم آسمانی ہمارے ارادہ کے خلاف ہوا تو جس کی نیت حق پر ہے جس کی خصلت میں خوفِ الٰہی ہے اس پر الزام نہیں ہوسکتا۔ یہ کہہ کر حسین رضی اللہ عنہ نے اونٹ کو آگے بڑھایا۔ السلام علیک کہا اور دونوں آدمی اپنے اپنے رستہ چل کھڑے ہوئے۔

فرزدق بن غالب کا بیان:

خود فرزدق کا بیان ہے کہ میں اپنی ماں کو ساتھ لے کر حج کو گیا تھا۔ ان کے اونٹ کو میں ہانک رہا تھا۔ یہ دن حج کے تھے اور ۶۰ ھ کا واقعہ ہے کہ میں حرم میں داخل ہوا۔ میں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مکہ کے باہر پایا اور تلواریں اور ڈھالیں ان کے ساتھ تھیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ قطار کس کے ساتھ ہے معلوم ہوا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما قافلہ ہے۔ میں آپ کے کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں کیا جلدی تھی کہ آپ حج کو چھوڑ کر چلے۔ کہا میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کون شخص ہو میں نے کہا'' میں عراق کا ایک شخص ہوں۔ بس واللہ اتنا ہی مجھ سے پوچھا اور اسی جواب کو کافی سمجھے۔ پھر یہ پوچھا کہ جن لوگوں میں سے تم آرہے ہو ان کا حال مجھ سے بیان کرو۔ میں نے جواب دیا لوگوں کے دل آپ کی طرف ہیں اور تلواریں بنی امیہ کی طرف ہیں اور حکم خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یہ سن کر آپ نے کہا تم سچ کہتے ہو اس کے بعد میں نے کچھ باتیں دریافت کیں نذر و اعمال حج کے باب میں سب آپ نے بتا دیں۔ فرزدق کو عراق میں برسام ہو گیا تھا اس کی زبان میں ثقل پایا جاتا تھا۔

فرزدق کی عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملاقات:

فرزدق کہتا ہے پھر میں آگے بڑھا تو میں نے دیکھا کہ حرم میں ایک شاندار خیمہ نصب ہے۔ میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا خیمہ ہے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی ملاقات کا حال بیان کر دیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا وائے تجھ پر ان کے ساتھ کیوں نہ چلا گیا واللہ وہ ضرور بادشاہی حاصل کر لیں گے ان کے اور ان کے اصحاب کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھانا نہیں درست' فرزدق کہتا ہے یہ سن کر واللہ! میرا ارادہ ہوا کہ میں بھی حضرت کے ساتھ ہو جاؤں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بات میرے دل میں اتر گئی۔ اس کے ساتھ ہی پیغمبروں کے قتل ہو جانے کے واقعات مجھے یاد آ گئے اور اس خیال نے مجھے آپ

کے ساتھ جانے سے روکا۔ میں اپنے اہل وعیال میں جو عسفان میں تھے چلا آیا۔ ابھی میں وہیں تھا کہ میں نے سنا کوفہ سے غلہ لیے ہوئے ایک قافلہ جا رہا ہے۔ میں اس کے پیچھے چلا ان لوگوں کو پکارا۔ چلا کر ان سے پوچھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا کیا حال ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ قتل ہو گئے۔ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما پر لعنت کرتا ہوا واپس آیا۔ اس زمانہ میں سب لوگ یہی کہا کرتے تھے اور شب و روز اس واقعہ کے اندیشہ میں رہتے تھے۔

فرزدق کی ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے بدکلامی:

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما تو کہا کرتا تھا کہ درخت بڑھنے نخل پھکنے بچہ جوان ہونے نہ پائے گا کہ یہ امر ظاہر ہو جائے گا۔ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا پھر تم زمین وہط کو کیوں نہیں بیچ ڈالتے۔ کہنے لگا کہ فلاں شخص یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ اور تجھ پر خدا لعنت کرے میں نے کہا تجھی پر خدا لعنت کرے۔ یہ سن کر وہ اور بھی زیادہ لعنت ملامت کرنے لگا اور اس وقت اس کے نوکروں میں سے کوئی اس کے پاس نہ تھا کہ مجھے کچھ ضرر پہنچتا۔ میں وہاں سے اٹھ آیا۔ اس نے مجھے پہچانا نہیں۔ وہط ایک احاطہ طائف میں تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کا مالک تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس زمین کو مول لینا چاہا بہت کچھ مال اسے دیا وہ کسی طرح بیچنے پر راضی نہ ہوا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے سفر میں بہت جلدی کی۔ کسی شے کی طرف مڑ کر نہ دیکھا یہاں تک کہ ذات عرق میں پہنچ کر اترے۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا خط بنام حضرت حسین رضی اللہ عنہ:

علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ مکہ سے نکلے تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے عون و محمد اپنے دونوں فرزندوں کے ساتھ ایک خط حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرا خط دیکھتے ہی واپس چلے آیئے۔ مجھے خوف آتا ہے کہ آپ جہاں جا رہے ہیں وہاں آپ ہلاک اور اہل بیت تباہ نہ ہو جائیں۔ آپ اگر ہلاک ہوئے تو دنیا میں اندھیرا ہو جائے گا۔ اہل ہدایت کے رہنما اور اہل ایمان کا سہارا آپ ہی کی ذات ہے۔ روانگی میں جلدی نہ کیجیے۔ اسی خط کے پیچھے میں بھی آتا ہوں والسلام۔ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اس سے گفتگو کی اور کہا حسین رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھو۔ جس میں انہیں امان دینے کا اور ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کا وعدہ ہو اور ان کو لکھو کہ واپس چلے آئیں۔ شاید ان کو تمہارے خط سے اطمینان ہو جائے اور راہ سے پلٹ آئیں۔ عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا جو تمہارا جی چاہے لکھ کر میرے پاس لے آؤ میں اس پر مہر کر دوں گا۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ خط لکھ کر عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے اور یہ کہا اس پر مہر کر کے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ روانہ کرو۔ یحییٰ کے جانے سے ان کو اطمینان ہو جائے گا۔ اور سمجھ جائیں گے کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے دل سے لکھا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم:

عمرو بن سعیدؓ نے ایسا ہی کیا یہ بھی یزید کی طرف سے مکہ کا حاکم تھا۔ غرض یحییٰ و عبداللہ بن جعفرؓ دونوں آپ کے پاس پہنچے۔ یحییٰ نے خط دیا اور دونوں شخصوں نے بہت اصرار کیا۔ آپ نے یہ عذر کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو انہوں نے حکم دیا ہے اسے میں بجا لاؤں گا۔ اس میں ضرر ہو۔ میرے لیے یا نفع ہو۔ دونوں شخصوں نے پوچھا کہ وہ کیا خواب ہے آپ نے کہا نہ میں نے کسی سے بیان کیا نہ بیان کروں گا۔ یہاں تک کہ اپنے خدا سے ملاقات کروں گا۔

عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے امان نامہ:

عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کا خط اس طرح پر تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کی طرف سے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو (معلوم ہو) کہ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کو اس ارادہ سے باز رکھے جس میں آپ کے لیے تباہی کا سامنا ہو آپ کو وہ راہ دکھائے جس میں آپ کے لیے بہتری ہو۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ عراق کی طرف جاتے ہیں۔ میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ آپ کو خلاف سے بچائے اس لیے کہ خلاف کرنے میں آپ کے ہلاک ہو جانے کا مجھے اندیشہ ہے۔ میں نے آپ کے پاس عبداللہ بن جعفر و یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کو بھیجا ہے۔ ان کے ساتھ میرے پاس چلے آئیے۔ میرے یہاں آپ کے لیے امان ہے صلہ ہے' نیکی ہے' پناہ ہے' اس باب میں خدا کو گواہ اور کفیل و وکیل و نگہبان میں قرار دیتا ہوں والسلام علیک۔ حسین رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ لوگوں کو خدائے عزوجل کی طرف جو دعوت دے اور اعمال نیک کرے وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ہو سکتا۔ میں مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں مجھ کو تم نے امان اور صلہ نیکی کی طرف دعوت دی ہے' امان تو وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہو' اور سنو جو شخص دنیا میں خدا سے نہیں ڈرتا وہ قیامت میں بھی اس پر ایمان نہ لائے گا۔ خدا سے ہماری یہ دعا ہے کہ دنیا ہی میں ہمارے دلوں میں اپنا ڈر پیدا کر دے جس سے قیامت کے دن اس کی طرف سے امان ہم سب کو ملے۔ اگر تم نے اپنے خط میں میرے ساتھ صلہ اور نیکی کا ارادہ کیا ہے تو دنیا و آخرت میں تم کو جزائے خیر ملے۔ والسلام

برادران مسلم کا قصاص پر اصرار:

روایت ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو آپ وہاں سے روانہ ہو کر ابھی اس مقام تک پہنچے تھے جہاں سے قادسیہ تین میل کے فاصلہ پر تھا کہ حر بن یزید تمیمی سے ملاقات ہوئی۔ حر نے پوچھا آپ کہاں جاتے ہیں کہا اسی شہر میں جانا چاہتا ہوں حر نے کہا پلٹ جائیے وہاں آپ کے لیے بہتری کی مجھے کوئی امید نہیں ہے یہ سن کر آپ نے واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ مسلم کے سب بھائی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا واللہ جب تک مسلم کا انتقام ہم نہ لے لیں یا سب کے سب قتل نہ ہو جائیں واپس نہیں جائیں گے۔ آپ نے کہا تمہارے بعد زندگی کا لطف نہیں۔ یہ کہا اور آگے بڑھے جب اوائل لشکر ابن زیاد کے سوار آپ کو ملے تو آپ کربلا کی طرف مڑ پڑے۔ ایک منسواڑی جو نشیب میں واقع تھی اسے آپ نے پشت لشکر پر رکھا اس خیال سے کہ لڑائی ہو تو ایک ہی رخ سے ہو۔ وہیں آپ اتر پڑے اور اپنے خیمے نصب کر دیئے۔ آپ کے اصحاب میں پینتالیس سوار اور ایک سو پیادے تھے۔

عمرو بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو امارت رے کا لالچ:

عمرو بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عبیداللہ بن زیاد نے رے کی حکومت دے دی اور اس کے نام پر فرمان لکھ دیا اور یہ کہا کہ میری طرف سے تم اس شخص سے سمجھ لو۔ ابن سعد نے کہا مجھے تو معاف رکھیے۔ ابن زیاد کسی طرح نہ مانا تو اس نے کہا آج کی شب مہلت دیجیے۔ اس نے مہلت دی اور یہ اپنے اس معاملہ کو سوچتا رہا۔ صبح ہوئی تو ابن زیاد کے پاس آیا اور اس کے حکم کو بجا لانے پر راضی ہو گیا۔ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوا۔

ابن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر فوج کشی:

جب وہاں پہنچا تو آپ نے اس سے کہا تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کر و یا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں جہاں سے آیا ہوں

وہیں چلا جاؤں یا مجھے یزید کے پاس چلا جانے دو یا کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ عمرو بن سعد نے اس بات کو قبول کر لیا۔ ابن زیاد نے لکھا کہ وہ جب تک اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں نہ پکڑا دیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو کبھی نہیں ہوسکتا۔ اس بات پر ابن سعد نے لڑائی شروع کر دی اور تمام انصارِ حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے جن میں سترہ اٹھارہ نوجوان ان کے اہل بیت میں سے تھے اور ایک تیر آ کر ایک بچہ کے لگا جو آپ کی گود میں تھا حسین رضی اللہ عنہ ان کا خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ خداوندا! ہمارا اور ان لوگوں کا تو انصاف کر انہوں نے نصرت کرنے کے لیے ہمیں بلایا اور ہم لوگوں کو قتل کیا اس کے بعد آپ نے ایک چادر منگائی اور اسے پھاڑا اور گلے میں پہن لیا۔ پھر تلوار لے کر نکلے' لڑے اور مارے گئے۔ صلوات اللہ علیہ۔ آپ کو بنی مذحج میں سے ایک شخص نے قتل کیا اور آپ کا سر کاٹ کر ابن زیاد کے پاس لے گیا اور نظم میں یہ مضمون ادا کیا۔

میرے اونٹوں کو سیم و زر سے لدوا دے — میں نے بادشاہ جلیل القدر کو قتل کیا
میں نے اسے قتل کیا جس کے ماں باپ بہترین خلق ہیں — اور جو نسب کے اعتبار سے خود بھی بہترین خلق ہے

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا اظہارِ حق:

ابن زیاد نے اس شخص کو سرِ حسین رضی اللہ عنہ سمیت یزید کے پاس بھیج دیا۔ اس وقت اس کے پاس ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھ دیا۔ وہ چھڑی سے آپ کے دہن کو کھٹکھٹا رہا تھا اور کسی شاعر کا یہ شعر پڑھتا تھا۔ مضمون:

اپنے[1] پیاروں کو کیا خود ہم نے قتل — وہ بھی تو سرکش تھے نافرمان تھے

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اپنی چھڑی کو ہٹا واللہ! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دہن اس دہن پر رکھ کر بوسہ لیتے تھے۔ ابن سعد نے حسین رضی اللہ عنہ کے حرم و عیال کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔ آپ کے اہل بیت میں عورتوں کے ساتھ ایک بیمار لڑکے کے سوا کوئی باقی نہ رہا تھا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسے بھی قتل کرو۔ زینب رضی اللہ عنہا یہ سن کر بیمار سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں جب تک مجھے نہ قتل کرلو' واللہ! یہ قتل نہیں ہوسکتا۔ ابن زیاد کو ترس آ گیا اس ارادہ سے باز آیا۔ اور سب کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ یہ لوگ جب یزید کے پاس پہنچے تو اس نے اہل شام میں سے جو اس کے درباریوں میں تھے سب کو جمع کیا۔ اس کے بعد اہل بیت کو دربار میں لائے۔ اہل دربار نے فتح کی مبارک باد دی۔ انہیں لوگوں میں سے ایک شخص نے جس کی نیلی آنکھیں تھیں اور رنگ سرخ تھا۔ اہل بیت میں سے ایک لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا امیر المومنین اس کو مجھے عنایت کیجیے۔ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا واللہ یہ نہیں ہوسکتا۔ جب تک دین اسلام سے خارج نہ ہو جائے نہ یزید کو یہ اختیار ہے نہ تجھے۔ اور اس شامی نے پھر وہی سوال کیا تو یزید نے کہا اس ارادہ سے باز آ۔

اہل بیت کا نوحہ:

اس کے بعد اہل بیت کو اپنے محل میں بھیج دیا۔ پھر ان کی روانگی کا سامان کر کے سب کو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جب اہل

---

[1] ہم لوگوں کے سر بھی اتار لیتے ہیں جو قوی اور شدید اور ہم پر بھاری ہوتے ہیں خواہ وہ کیسے ہی سرکش و جفا کار رہے ہوں۔ ناقد مذہبی

بیت مدینہ میں داخل ہوئے تو خاندانِ عبدالمطلب کی ایک بی بی بالوں کو بکھرائے ہوئے گوشہ دامن کو سر پر رکھے استقبال کو نکلیں۔ روتی جاتی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

''لوگو! کیا جواب دو گے جب پیغمبر تم سے پوچھیں گے۔
کہ تم نے آخری امت ہو کر یہ کیا سلوک کیا میرے بعد میری عزت و اہل بیعت سے۔
کچھ لوگ ان میں سے قیدی ہیں کچھ قتل کیے گئے خاک و خون میں آلودہ پڑے ہیں۔
میں نے جو تم کو ہدایت کی اس کا عوض یہ نہ تھا کہ میرے خاندان سے میرے بعد تم برائی کرو''۔

مسجد کی بے حرمتی:

دوسری روایت یہ ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ نے لکھا تھا کہ ایک لاکھ آدمی آپ کے ساتھ ہیں آپ نے مسلم بن عقیل کو روانہ کیا۔ مسلم کوفہ میں آئے اور ہانی بن عروہ کے گھر میں اترے۔ مسلمؒ کے پاس لوگ جمع ہونے لگے اور ابن زیاد کو خبر ہو گئی اس نے ہانی کو بلا بھیجا اور کہا میں نے تم کو انعام نہیں دیا۔ تمہارا اکرام نہیں کیا تمہارے ساتھ یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا؟ ہانی نے کہا ہاں ایسا کیا۔ اس نے پوچھا پھر اس کا عوض۔ ہانی نے جواب دیا۔ اس کا عوض یہ ہے کہ میں تم کو بچا لوں گا۔ کہنے لگا تم مجھ کو بچا لو گے اور وہیں عصا اٹھا کر ہانی کو مارنا شروع کیا۔ پھر حکم دیا کہ ان کی مشکیں کس لی جائیں اور پھر گردن ماری گئی۔ یہ خبر مسلم کو پہنچی اور وہ ایک انبوہ کثیر کو ساتھ لے کر نکلے۔ ابن زیاد نے جو یہ سنا تو قصر کرفہ کا پھاٹک بند کروا دیا اور ایک منادی کو حکم دیا اس نے ندا کی اے لشکر خدا جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ' کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ ابن زیاد کو گمان ہو گیا کہ وہ گھر گیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اسی شب کو مسجد انصار کے پاس میں نے مسلم کو اور ان کے انصار کو دیکھا کہ جہاں داہنے بائیں کوئی راہ پاتے تھے۔ تیس تیس چالیس چالیس آدمی ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہوتے جاتے تھے۔ جب اندھیری رات میں مسلمؒ بازار تک پہنچے اور کچھ لوگ مسجد کے اندر بھی چلے گئے۔ تو ابن زیاد سے کسی نے کہا ہمیں تو واللہ نہ کوئی مجمع معلوم ہوتا ہے نہ کسی مجمع کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اس نے حکم دیا مسجد کی چھت اکھاڑ ڈالی گئی اور بانس کی جالیاں جو مسجد میں تھیں ان میں آگ لگا دی گئی۔ تاریکی دفع ہوئی تو دیکھا کہ مسجد میں کوئی پچاس آدمی ہیں۔ یہ دیکھا کر ابن زیاد اتر آیا اور منبر پر گیا۔ لوگوں کو حکم دیا کہ ہر ہر قبیلہ کے لوگ الگ الگ ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی سب لوگ اپنے اپنے رئیس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور انصار مسلمؒ سے لڑنے لگے۔ مسلمؒ بری طرح زخمی ہو گئے۔ ان کے انصار میں سے کچھ لوگ قتل ہو گئے باقی بھاگ گئے۔ مسلمؒ وہاں سے نکلے اور بنی کندہ کے محلّہ میں ایک جگہ میں چلے گئے۔ محمد بن اشعث' عبیداللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آ کر اس سے چپکے چپکے یہ خبر بیان کی کہ مسلم فلاں شخص کے گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے پوچھا اس نے کیا کہا۔ ابن اشعث نے کہہ دیا یہ کہتا ہے کہ مسلم فلاں شخص کے گھر میں ہے۔

شام و بصرہ کے راستوں کی ناکہ بندی:

ابن زیاد نے دو شخصوں کو مسلم رضی اللہ عنہ کے آنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ دونوں مسلمؒ کے پاس گئے۔ دیکھا کہ وہ ایک ضعیفہ کے یہاں ہیں۔ اس نے ان کے لیے آگ سلگائی ہے۔ کہ اپنے بدن سے خون دھوئیں۔ دونوں کہنے لگے چلو امیر نے تم کو بلایا ہے۔ مسلمؒ نے کہا تم مجھ سے کچھ عہد و پیمان تو کر لو۔ انھوں نے کہا ہمیں اس کا اختیار نہیں ہے۔ مسلمؒ ان دونوں شخصوں کے ساتھ ابن زیاد کے

پاس چلے گئے۔اس نے حکم دیا اور مشکیں کس لی گئیں۔ پھر کہنے لگا۔ ہاں اے پسر مطلقہ تو اس لیے آیا تھا کہ میری سلطنت مجھ سے چھین لے اس کے بعد اس نے حکم دیا۔ان کی گردن ماری گئی۔ پھر یہ حکم دیا کہ واقعہ سے شام اور بصرہ تک کی راہیں بند کر دی جائیں نہ کسی کو اس راہ سے آنے دیں نہ جانے دیں۔ حسین رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کی کچھ خبر نہ تھی۔ وہ اسی طرف آ رہے تھے۔ کچھ اعرابی راہ میں ملے۔ آپ نے ان سے حال پوچھا۔انھوں نے کہا اور تو کچھ ہمیں معلوم نہیں سوا اس کے کہ نہ ہم کہیں جا سکتے ہیں نہ آ سکتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے یزید کے پاس چلے جانے کے لیے شام کا رخ کیا۔ کربلا میں سواروں نے گھیر لیا۔آپ اتر پڑے اور ان لوگوں کو خدا دین کا واسطہ دینے لگے۔

ابن زیاد کے حکم کی تعمیل پر اصرار:

ابن زیاد نے عمر بن سعد و شمر بن ذی الجوشن و حصین بن نمیر کو بھیجا تھا آپ نے ان کو خدا و دین کا واسطہ دے کر کہا کہ مجھے امیر المومنین کے پاس چلا جانے دو اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ان لوگوں نے جواب دیا کہ سوا اس کے کہ ابن زیادہ کے حکم پر تم راضی ہو جاؤ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔اور جن لوگوں کو ابن زیاد نے بھیجا تھا ان میں حر بن یزید نہشلی بھی ایک رسالہ کے رئیس تھے۔ انہوں نے جب حسین رضی اللہ عنہ کی درخواست کو سنا تو ان لوگوں سے کہنے لگے۔ کیا تم ان کی درخواست کو قبول نہ کرو گے واللہ اگر ترک و دیلم میں سے کوئی بھی یہ درخواست تم سے کرتا تو اس کا بھی رد کرنا تم کو جائز نہ تھا۔انھوں نے حکم ابن زیاد کے سوا ہر بات کا انکار کر دیا۔ حر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھوڑے کا منہ پھیر دیا۔ اور حسین رضی اللہ عنہ اور انصار حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چلے۔ یہ لوگ سمجھے کہ حر ہم سے لڑنے کو آ رہا ہے۔حر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے قریب آ کر اپنی سپر الٹی کر لی۔اور سب کو سلام کیا اس کے بعد ابن زیاد کی فوج پر حملہ کر دیا۔ان میں سے دو شخصوں کو قتل کیا اور خود بھی قتل ہو گئے۔ خدا ان پر رحمت کرے۔

زہیر بن قین کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

زہیر بن قین سفر حج میں تھے۔ راہ میں حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی اور وہ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے۔ابن ابی بحریہ مرادی اور عمرو بن حجاج اور معن سلمی اور دو شخص اور بھی آپ کے ساتھ چلے آئے۔ایک شخص نے دیکھا کہ شیوخ کوفہ میں سے کچھ لوگ ایک ٹیلہ پر کھڑے ہوئے رو رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں یا اللہ مدد کر۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا: ''دشمنانِ خدا کیوں نہیں اتر کر جاتے اور کیوں ان کی مدد نہیں کرتے''۔ اسی اثناء میں اس نے دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ برد کا جبہ پہنے ابن زیاد کی فوج سے باتیں کر رہے ہیں۔ باتیں کر کے آپ مڑے تو بنی تمیم کے ایک شخص نے جس کا نام عمر طہوی تھا آپ کو ایک تیر مارا اس کا تیر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان جبہ میں اٹکا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جب ان لوگوں نے کسی طرح آپ کی التجا کو نہ قبول کیا۔تو آپ اپنی صف میں واپس چلے آئے۔اس وقت سو آدمیوں کے قریب آپ کے ساتھ تھے۔ پانچ فرزند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سولہ شخص بنی ہاشم میں سے ایک شخص بنی سلیم میں سے ان کا حلیف تھا اور ایک شخص بنی کنانہ میں سے ان کا حلیف تھا اور ابن عمر بن زیاد بھی ان میں تھا۔

ابن زیاد کے عتاب کی ابن سعد کو اطلاع:

ایک شخص کہتا ہے کہ عمرو بن سعد کے ساتھ پانی میں اترا ہوا میں نہا رہا تھا کہ ایک شخص اس کے پاس آیا۔اس نے چپکے چپکے ابن سعد سے باتیں کیں اور کہا ابن زیاد نے تمہارے پاس جویریہ بن بدر تمیمی کو یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ اگر تم حسین رضی اللہ عنہ و انصار

حسین رضی اللہ عنہ سے قتال نہ کرو تو تمہاری گردن مارے۔ یہ سن کر ابن سعد نے فوراً گھوڑا منگایا اور سوار ہوا پھر گھوڑے ہی پر ہتھیار منگا کر سجائے اور فوج کو ساتھ لے کر لڑنے کے لیے روانہ ہوا اور اس نے ان لوگوں سے قتال کیا۔ ابن زیاد کے سامنے حسین رضی اللہ عنہ کا سر جب لا کر رکھا گیا تو لکڑی سے بتا بتا کر کہنے لگا کہ ابوعبداللہ حسین رضی اللہ عنہ کے بال کھچڑی ہو چکے تھے۔ اتنی بات اس نے اچھی کی کہ جب آپ کے اہل حرم لائے گئے تو ان کے اترنے کے لیے ایک مکان علیحدہ دیا اور کھانا پینا لباس ان کے لیے مقرر کیا۔ ان میں سے دو لڑکے عبداللہ بن جعفر کے تھے۔ یہ دونوں ابن جعفر کے نکل کر چلے گئے۔ بنی طے میں سے ایک شخص کے پاس جا کر چھپے۔ اس نے دونوں لڑکوں کا سر کاٹ کر ابن زیاد کے پاس آ کر دونوں سر سامنے رکھ دیئے۔ ابن زیاد نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے گھر کو کھدوا ڈالا۔ اور جب حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید کے سامنے لا کر رکھا گیا تو رونے لگا اور کہا اگر ابن زیاد کو بھی حسین رضی اللہ عنہ سے برادری ہوتی تو ایسا نہ کرتا۔ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے سے بلند ہونے تک دو مہینہ تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ دیواریں خون آلود ہو گئی ہیں۔

راس الجالوت کا کربلا کے متعلق بیان:

راس الجالوت (عالم بنی اسرائیل) اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ میں جب کربلا سے گذرتا تھا تو اپنی سواری کے جانور کو برابر ایڑ لگائے جاتا تھا کہ جلد اس مقام سے گذر جاؤں۔ راس الجالوت نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب تھا۔ اس نے کہا ہم یہ ذکر سنا کرتے تھے کہ نبی کا فرزند اس جگہ قتل کیا جائے گا۔ مجھے اندیشہ ہوتا تھا کہیں میں ہی وہ شخص نہ ہوں، جب حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو ہم سمجھ گئے کہ یہی وہ شخص ہیں جن کا ذکر ہم سنا کرتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد جو پھر میں اس مقام سے گذرتا تھا۔ تو جانور کو ایڑ نہیں لگاتا تھا۔ حسین رضی اللہ عنہ کہتے تھے میرے جسم کا خون بہائے بغیر یہ لوگ مجھے نہ چھوڑیں گے۔ یہ ایسا کریں گے تو اللہ ان پر اسے مسلط کر دے گا جو ان کو ٹھیک کر دے گا کہ ایک چھوکری کے لتہ سے زیادہ یہ ذلیل ہو جائیں گے۔ آپ عراق میں آئے اور روز عاشورہ ۶۱ھ نینوا میں قتل کیے گئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام صفر ۶۱ھ میں قتل کیے گئے۔ اور سن آپ کا پچپن برس کا تھا۔ ثابت یہی ہوتا ہے کہ محرم کی دسویں کو قتل ہوئے اور سب سے پہلے جو سر نیزہ پر بلند کیا گیا وہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر تھا، خدا ان سے راضی ہو اور ان کی روح پر صلواۃ بھیجے۔ حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال کو لے کر جب مکہ سے آئے، تو محمد بن حنفیہ مدینہ میں تھے طشت میں وضو کر رہے تھے کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ اس قدر روئے کہ بیان کرنے والا کہتا ہے آنسوؤں کے دڑ پڑے کی آواز طشت سے نکلتے ہوئے میں نے سنی۔

حصین بن نمیر کی روانگی:

ابن زیاد کو جب یہ معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کوفہ کی طرف آ رہے ہیں۔ تو اس نے اپنے صاحب شرطہ حصین بن نمیر کو روانہ کیا۔ وہ آ کر قادسیہ میں اترا۔ اور قادسیہ سے حقائق اور قطقطانہ ولعلع تک سوار پھیلا دیئے۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ حسین رضی اللہ عنہ کی آمد آمد عراق کی طرف ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا حاجر میں قیام:

بطن الرمہ میں جو مقام حاجر ہے وہاں پہنچ کر حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو یہ خط لکھا اور قیس بن مسہر صیداوی کے ہاتھ روانہ کیا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! حسین بن علی علیہ السلام کی طرف سے ان کے برادران ایمانی واسلامی کو سلام علیکم! میں تم سے حمد کرتا

ہوں اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط مجھے پہنچا۔ تم لوگوں کے حسن عقیدہ اور تم سب کے میری مدد پر اور میرے حق کی طلب پر متفق ہونے کا حال مجھے معلوم ہوا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم پر احسان کرے۔ اور تم لوگوں کو اس بات کا اجر عظیم دے۔ میں تمہارے پاس آنے کے لیے ذی حجہ کی آٹھویں کو منگل کے دن روز ترویہ مکہ سے روانہ ہو چکا۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو اپنے کام میں جلدی کرو اور کوشش کرو۔ میں انہیں دنوں میں تمہارے پاس ان شاء اللہ آ جاؤں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔

مسلمؓ نے اپنے قتل سے ستائیس دن پیشتر آپ کو یہ خط لکھا تھا۔ (مثل ہے) کہ رائد[1] اپنے لوگوں سے غلط بات نہ کہے گا۔ جماعت اہل کوفہ کے ساتھ ہے میرا خط پڑھنے کے ساتھ ہی ادھر روانہ ہو جائیے والسلام علیک۔ آپ بچوں اور بیبیوں کو ساتھ لیے ہوئے اس طرح روانہ ہوئے کہ ذرا کہیں نہ ٹھہرتے تھے۔

قاصد امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آپ کا خط لے کر قیس بن مسہر صیداوی کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قادسیہ میں پہنچے تو ابن نمیر نے ان کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے ان سے کہا کہ قصر پر چڑھ جا اور کذاب کو سب وشتم کر۔ قیس چڑھ گئے۔ قصر پر اور کہا ''ایہا الناس حسین بن علی رضی اللہ عنہما بہترین خلق اللہ فرزند فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں ان کا قاصد ہو کر تم لوگوں کے پاس آیا ہوں میں نے ان کو مقام حاجر میں چھوڑا ہے۔ ان کی نصرت کے لیے تم سب جاؤ''۔ یہ کہہ کر قیس نے ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے طلبِ مغفرت کی۔ ابن زیاد نے حکم دیا قصر پر سے وہ نیچے گرا دیئے گئے۔ چور چور ہو گئے اور مر گئے۔

عبداللہ بن مطیع عدوی:

حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی راہ میں عرب کی ایک جھیل پر پہنچے۔ وہاں عبداللہ بن مطیع عدوی بھی اترے ہوئے تھے۔ انھوں نے جو آپ کو دیکھا تو اٹھے اور آپ کے پاس آئے۔ آپ کو آپ کے سامان سفر کو اتروایا اور کہا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کے ادھر آنے کا کیا سبب ہوا۔ آپ نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کا واقعہ تو تم نے سنا ہوگا۔ اس واقعہ کے بعد اہل عراق نے اپنی طرف میری دعوت کی۔ یہ سنتے ہی عبداللہ ابن مطیع نے کہا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کے واسطے حرمت اسلام کو ضائع نہ کیجیے۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ حرمتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کیجیے۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ حرمت عرب کا خیال رکھیے۔ واللہ! اگر آپ اس منصب کے طالب ہوں گے جو بنی امیہ کے قبضہ میں ہے تو وہ آپ کو ضرور قتل کریں گے۔ اور جب آپ کو قتل کیا تو پھر آپ کے بعد وہ کسی کی پرواہ نہ کریں گے۔ واللہ آپ حرمت اسلام و حرمت قریش و حرمت عرب کو ضائع کر دیں گے آپ ایسا نہ کیجیے۔ آپ کوفہ میں نہ جائیے۔ آپ بنی امیہ سے تعرض نہ کیجیے۔ آپ نے روانہ ہو جانے کے سوا کسی بات کو نہ مانا۔ روانہ ہوئے اور موضع زرود تک جہاں پانی بھی تھا پہنچ گئے۔

زہیر بن قین کا جذبہ شہادت:

زہیر بن قین بجلی کا قافلہ مکہ سے جو نکلا تو حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ ہو گیا تھا۔ ان لوگوں کو کسی منزل میں بھی آپ کا ساتھ ہونا گوارا

[1] رائد اس شخص کو کہتے ہیں جسے پانی اور چارہ کی تلاش میں بھیجیں۔۱۲

نہ تھا۔ جب آپ روانہ ہوتے تھے تو زہیر ٹھہر جاتے تھے۔ جب آپ اترتے تھے تو زہیر آگے بڑھ جاتے تھے۔ ایک شخص بنی فزارہ کا زہیر کے ساتھ بیان کرتا ہے ایک منزل میں ایسا اتفاق ہوا کہ سوا اس کے کوئی چارہ ہی نہ تھا کہ ہم اور حسینؓ وہیں مقام کریں۔ حسینؓ ایک طرف اترے ہم لوگ دوسری جانب اترے ہم سب بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ حسینؓ کے پاس سے ایک پیغامی آیا اس نے سلام کیا۔ اندر پہنچا اور کہا اے زہیر بن قین ابو عبداللہ حسینؓ بن علیؓ نے مجھے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ تم ان کے پاس چلو یہ سنتے ہی سب نے نوالہ ہاتھ سے ڈال دیا معلوم ہوا کہ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہم زوجہ زہیر کہنے لگی۔ سبحان اللہ فرزند رسول اللہ تم کو بلائیں اور تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ گئے ہوتے ان سے باتیں کرتے پھر چلے آتے۔ زہیر آپ کے پاس گئے اور بہت جلد خوش خوش بشاش چہرہ کے ساتھ واپس آئے اپنا خیمہ ڈیرہ ساز و سامان مال و متاع اٹھوا کر حسینؓ کی طرف بھجوا دیا۔ بی بی سے کہا۔ میں نے تم کو اپنے نکاح سے باہر کیا تم اپنی برادری میں چلی جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے نیکی کے سوا کوئی برائی تمہارے لئے ہو۔ پھر اپنے ساتھ والوں سے کہا تم میں سے جو چاہے میرے ساتھ چلا آئے ورنہ یہ سمجھ لے کہ یہ آخری ملاقات ہے میں ایک حدیث تم لوگوں سے بیان کرتا ہوں غزوہ بلنجر میں خدا نے ہم کو فتح دی۔ مال غنیمت ہمارے ہاتھ آیا تو سلمان فارسی نے ہم سے پوچھا کیا خدا نے جو یہ فتح تم کو دی اور مال غنیمت تمہارے ہاتھ تو تم خوش ہو گئے۔ ہم نے کہا ہمیں خوشی تو ہوئی۔ کہنے لگے ''جوانانِ آل محمد کا زمانہ تمہیں ملے اور ان کی نصرت میں قتال تم کرو تو اس مال غنیمت سے زیادہ تر تم کو خوشی ہو۔'' مجھ کو جو پوچھو تو میں تم سے خدا حافظ کہتا ہوں۔ اس وقت سے زہیر سب کے آگے آگے ہی آگے رہے تا آنکہ قتل کئے گئے۔

عبداللہ اور مذری:

عبداللہ اور مذری دو شخص بنی اسد کے حج کو گئے تھے وہ بیان کرتے ہیں۔ ''ہم حج سے فارغ ہوئے تو اس کے سوا ہمیں کوئی فکر نہ تھی کہ راستہ ہی میں حسینؓ تک پہنچ جائیں۔ دیکھیں انھیں کیا امر پیش آتا ہے۔ ہم اپنے ناقوں کو دوڑاتے ہوئے چلے۔ اور موضع زرود تک پہنچ گئے۔ ہم قریب پہنچے ہی تھے کہ اہل کوفہ سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ادھر آ رہا تھا جب اس نے حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو راستہ چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گیا۔ حسینؓ اسے دیکھ کر ٹھہر گئے گویا اس سے ملنا چاہتے تھے۔ پھر آپ روانہ ہو گئے اور ہم بھی روانہ ہوئے۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا آؤ اس شخص سے کوفہ کی خبر چل کر پوچھیں۔ ہم دونوں اس شخص کے پاس پہنچ گئے السلام علیک کہی اس نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ پوچھا تم کون شخص ہو اس نے کہا میں اسدی ہوں۔ ہم نے کہا ہم دونوں شخص بھی اسدی ہیں آپ کا کیا نام ہے۔ کہا بکیر بن شعبہ پھر ہم نے بھی اپنے نسب کو اس سے بیان کیا اور پوچھا تم جہاں سے آتے ہو وہاں کی کیا خبر ہے اس نے کہا میں کوفہ سے ابھی نہیں نکلا تھا کہ مسلم و ہانی قتل ہو چکے تھے۔ میں نے دیکھا ان دونوں کے پاؤں پکڑ کر بزار میں گھسیٹتے ہوئے لئے جاتے تھے۔

شہادتِ مسلم رضی اللہ عنہ کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اطلاع:

یہ خبر سن کر ہم دونوں پھر حسینؓ کے قافلہ سے آ ملے جب شام کو آپ منزل ثعلبیہ میں اترے تو ہم آپ کے پاس گئے سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا۔ ہم نے کہا رحمت خدا ہو آپ پر ہم کچھ خبر کہنا چاہتے ہیں۔ کہیے تو بیان کر دیں یا چپکے سے کہہ دیں۔ آپ نے اپنے انصار کی طرف دیکھا اور کہا ان لوگوں سے چھپانے کی کوئی بات نہیں ہے ہم نے کہا کل شام کو ایک سوار کو سامنے آتے ہوئے

دیکھا تھا کہا ہاں دیکھا تھا اور میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا۔ ہم نے کہا آپ کو اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی ہم کو بے لوث خبر اس سے مل گئی وہ ہمیں لوگوں میں کا ایک شخص ہے بنی اسد میں سے۔ رائے وراستی وفضل وعقل رکھتا ہے اس نے ہم سے بیان کیا کہ وہ کوفہ سے ابھی نہیں نکلا تھا کہ مسلم و ہانی قتل ہو چکے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ان دونوں کے پاؤں پکڑ کر بازار میں گھسیٹتے ہوئے لئے جاتے تھے۔ یہ سن کر آپ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی رحمت ہو دونوں پر۔ آپ بار بار یہی کہتے رہے ہم نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اپنی جان کا اور اپنے اہل بیت کا خیال کیجیے اسی جگہ سے پلٹ جائیے۔ کوفہ میں نہ کوئی آپ کا یار و مددگار ہے نہ آپ کے شیعہ ہیں۔ بلکہ ہمیں تو خوف اس بات کا ہے کہ وہ لوگ آپ کی مخالفت کریں گے۔

آلِ عقیل کے اصرار پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عزم کوفہ:

یہ سن کر عقیل بن ابی طالب کے فرزند اٹھ کھڑے ہوئے یہ کہتے ہوئے' واللہ! جب تک بدلہ ہم نہ لے لیں گے یا جو ہمارے بھائی کا حال ہوا وہی ہمارا نہ ہوگا۔ اس جگہ سے ہم نہ سرکیں گے۔ یہ سن کر آپ نے دونوں شخصوں کی طرف دیکھا اور یہ کہا ان لوگوں کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں۔ ہم سمجھ گئے کہ آپ نے کوفہ کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ہم نے کہا۔ خدا آپ کے لیے بہتری کرے۔ آپ نے جواب میں کہا خدا تم دونوں پر رحمت کرے۔ آپ کے بعض انصار نے یہ کہا کجا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کجا آپ' کوفہ میں آپ جائیں گے تو سب آپ کی طرف دوڑیں گے۔ آپ صبح کا انتظار کرتے رہے۔ جب وقت سحر ہوا تو خادموں سے غلاموں سے کہا۔ پانی جتنا لے سکو لے لو۔ ان لوگوں نے پانی بھر لیا اور بہت زیادہ بھرا پھر سب وہاں سے روانہ ہوئے چلتے چلتے منزل زبالہ میں پہنچے۔

عبداللہ بن بقطر کی شہادت کی اطلاع:

راہ میں جہاں جہاں سے آپ پانی لیتے تھے وہاں کے لوگ آپ کے ساتھ ہو لیتے تھے۔ زبالہ میں آپ کو اپنے برادر رضاعی عبداللہ بن بقطر کے قتل کی خبر ملی۔ ان کو آپ نے رستہ ہی سے مسلم کے پاس بھیجا تھا۔ ابھی آپ کو یہ نہ معلوم تھا کہ مسلم قتل ہو گئے۔ ابن بقطر قادسیہ تک پہنچے تھے کہ حصین بن نمیر کے سواروں نے انہیں گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اس نے کہا قصر پر چڑھ جا اور کذاب بن کذاب پر لعنت کر' پھر وہاں سے اتر تو میں تیرے باب میں حکم دوں۔ عبداللہ بن بقطر کوٹھے پر چڑھ گئے۔ جب سب لوگوں کا سامنا ہوا تو پکارے ''ایہا الناس میں حسین بن فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامی ہوں کہ اس ابن مرجانہ پسر سمیہ ولد الحرام کے مقابلہ میں ان کی نصرت اور مدد کرو''۔ ابن زیاد کے حکم سے وہ قصر پر سے زمین پر گرا دیئے گئے۔ ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ ابھی کچھ جان باقی تھی کہ ایک شخص نے آ کر ذبح کر ڈالا۔ اس کا نام عبدالملک بن عمیر لخمی تھا۔ لوگوں نے اس حرکت پر اس کی اعتراض کیا تو اس نے کہا میں چاہتا تھا کہ اس کی مشکل جلد آسان ہو جائے۔ ایک راوی کہتا ہے جس نے ذبح کیا وہ عبدالملک ہرگز نہ تھا وہ تو ایک گرو اندام' دراز قد شخص عبدالملک سے مشابہ تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے ہمراہیوں سے خطاب:

یہ خبر جب آپ کو ملی تو آپ نے سب لوگوں کو ایک تحریر پڑھ کر سنائی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایک بہت ہی سخت واقعہ کی خبر مجھے پہنچی ہے۔ مسلم بن عقیل' ہانی بن عروہ' عبداللہ بن بقطر قتل کیے گئے۔ ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ تم میں سے جو کوئی

جانا چاہے چلا جائے۔ میں نے تم سے اپنا ذمہ اٹھالیا۔ یہ سنتے ہی وہ سب لوگ متفرق ہو گئے۔ کوئی داہنی جانب چلا کوئی بائیں طرف۔ یہ نوبت پہنچی کہ جو لوگ مدینہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے بس وہی رہ گئے۔ اور آپ نے جو ایسا کیا تو یہ سمجھ کر کیا کہ یہ اعرابی جو ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں سمجھے ہوئے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کسی ایسے شہر میں جا رہے ہیں جہاں سب لوگ ان کی اطاعت پر آمادہ ہیں۔ آپ کو مناسب نہ معلوم ہوا کہ ان کو ساتھ لے چلیں۔ جب تک کہ ان کو وثوق نہ ہو جائے کہ کہاں جا رہے ہیں آپ کو یقین تھا کہ ان کو مفصل حال معلوم ہو جائے گا تو پھر وہی لوگ ساتھ دیں گے جو میرا ساتھ دینے والے میرے ساتھ مرنے والے ہوں گے۔ باقی سب متفرق ہو جائیں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بطن العقبہ میں قیام:

صبح ہوئی آپ نے غلاموں کو حکم دیا۔ پانی ساتھ لیا۔ اور بہت زیادہ لیا۔ پھر یہاں سے روانہ ہوئے' اور بطن العقبہ میں جا کر اترے۔ بنی عکرمہ میں سے ایک شخص نے حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے حال بیان کر دیا۔ اس نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ پلٹ جایئے۔ واللہ! برچھیوں اور تلواروں میں چلے جا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے آپ کو بلایا ہے اگر آپ کو جنگ و جدال کی زحمت سے بچا لیتے' خود ہی سب کام درست کر چکے ہوتے۔ اس کے بعد آپ جاتے تو قرین مصلحت تھا۔ آپ نے جو حال بیان کیا میں تو اس صورت میں نہ کہوں گا کہ آپ جایئے۔ آپ نے جواب دیا۔ اے بندۂ خدا میں جانتا ہوں جو رائے تم نے دی وہی ٹھیک ہے لیکن مشیت خدا سے چارہ نہیں' اس کے بعد آپ روانہ ہو گئے۔

امیر حج عمرو بن سعید:

اسی سال یزید نے رمضان میں ولید بن عتبہ کو مکہ سے معزول کر دیا اور عمرو بن سعید بن عاص کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اسی نے لوگوں کے ساتھ اس سال کا حج کیا اور عمرو مکہ و مدینہ کا حاکم تھا اور عبید اللہ بن زیاد کوفہ و بصرہ وغیرہ کا۔ اور شریح بن حارث کوفہ کے قاضی تھے اور ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے۔

باب ۱۱

سانحہ کربلا

۶۱ھ شروع ہوا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شراف میں قیام:

حسین رضی اللہ عنہ نے منزل شراف میں مقام کیا۔ صبح کے وقت خادموں کو حکم دیا کہ پانی بھرلیں۔ انھوں نے بہت سا پانی ساتھ لے لیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے صبح سے لے کر راستہ کو پامال کرتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی اور ایک شخص پکارا اللہ اکبر۔ آپ نے بھی کہا اللہ اکبر' اور پوچھا کہ اللہ اکبر تم نے کس بات پر کہا۔ اس نے کہا مجھے خرمے کے درخت دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ سن کر بنی اسد میں سے دو شخص آپ سے کہنے لگے۔ ہم نے تو کبھی یہاں خرمے کے درخت نہیں دیکھے تھے۔ انھوں نے کہا ہمیں تو مقدمہ لشکر کا رسالہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے کہا مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لیے یہاں کوئی ایسی جگہ مل سکتی ہے کہ اس کو پس پشت رکھ کر ان لوگوں سے ایک ہی رخ سے سامنا کریں۔ دونوں شخصوں نے کہا آپ کے پہلو ہی میں ذوحسم[1] موجود ہے آپ بائیں جانب مڑ جایئے۔ ان لوگوں سے پہلے آپ وہاں پہنچ جائیں تو جو بات آپ چاہتے ہیں وہ حاصل ہے۔ آپ بائیں طرف مڑے ساتھ ہی وہ رسالے کے سوار بھی آ پہنچے۔ انھوں نے جو دیکھا کہ آپ راہ کو چھوڑ کر دوسری طرف مڑ پڑے تو وہ بھی اسی طرف مڑے۔ ان کی برچھیوں کے پھل شہد کی مکھیوں کے غول معلوم ہوتے تھے۔ ان کے علموں کی بیرقیں گدھ کے پروں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ سواروں سے پیشتر آپ ہی ذوحسم تک پہنچ گئے اور وہیں اتر پڑے۔ حکم دیا خیمے نصب ہو گئے۔

حر کا لشکر:

ہزار سواروں کا رسالہ لیے ہوئے حر اس جلتی دوپہر میں آپ کے مقابل آ کر ٹھہرا۔ دیکھا آپ اور آپ کے انصار عمامے باندھے ہوئے ہیں۔ آپ نے خادموں کو حکم دیا کہ سب لوگوں کو پانی پلا کر ان کی پیاس بجھا دو۔ اور گھوڑوں کو بھی پانی دکھا دو۔ خدام اٹھ کھڑے ہوئے۔ رسالہ کے سواروں کو پانی پلا پلا کر سیراب کر دیا۔ پھر کاسے کٹرے طشت بھر بھر کر گھوڑوں کے سامنے لے گئے۔ گھوڑا جب تین یا چار یا پانچ دفعہ پانی میں منہ ڈال چکتا تھا تو ظرف کو ہٹا کر دوسرے گھوڑے کو پانی پلاتے تھے اسی طرح سب گھوڑوں کو پانی پلایا۔

حر کے ایک سپاہی سے حسن سلوک:

حر کے رسالہ کا ایک شخص پیچھے رہ گیا تھا وہ بیان کرتا ہے آپ نے جب میری اور گھوڑے کی حالت جو پیاس سے ہو رہی تھی

---

[1] ذوحسم جگہ کا نام ہے۔

دیکھی تو کہا راویہ کو بٹھاؤ۔ میں مشک کو راویہ سمجھا تو آپ نے کہا اے لڑکے اونٹ کو بٹھا میں نے اونٹ کو بٹھایا تو کہا پیو۔ میں جب پیتا تھا مشک سے پانی اونڈل اونڈل پڑ تا تھا۔ آپ نے کہا مشک کے دہانہ کو الٹ دو۔ مجھ سے الٹتے بن نہ پڑا' آپ خود اٹھ کھڑے ہوئے اور دہانہ کو الٹ دیا۔ میں نے پانی پیا اپنے گھوڑے کو پلایا۔ آپ کی طرف قادسیہ سے حر کے آنے کا سبب یہ تھا کہ ابن زیاد کو جب یہ خبر ملی کہ حسین رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں تو اس نے حصین بن نمیر کو جو اس کے اہل شرطہ کا سردار تھا روانہ کیا۔ حکم دیا کہ قادسیہ میں ٹھہرے اور قطقطانہ سے حقائق تک مورچے باندھے اور حر کو ہزار سوار دے کر اس کے آگے قادسیہ سے روانہ کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ سے مزاحمت کرے۔ حر آپ کو روکے رہا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نماز ظہر کی امامت:

یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ اب آپ نے حجاج بن مسروق جعفی کو حکم دیا کہ اذان کہیں۔ انھوں نے اذان دی اور اقامت کی باری آئی تو آپ تہمد اور چادر اور نعلین پہنے ہوئے نکلے۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا ایہا الناس خدائے عزوجل سے اور تم سب لوگوں سے میں ایک عذر کرتا ہوں کہ جب تک تم لوگوں کے خط اور تمہارے پیغامی یہ پیغام لے کر میرے پاس نہیں آئے کہ آپ آیئے۔ ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔ شاید آپ کے سبب سے خدا ہم سب لوگوں کو ہدایت پر متفق کر دے اس وقت تک میں تمہارے پاس نہیں آیا۔ اب اگر تم اسی قول پر ہو تو لو میں تمہارے پاس آیا۔ تم مجھ سے عہد و پیمان کر لو جس پر مجھے اطمینان ہو جائے تو میں تمہارے شہر چلوں۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے اور میرا آنا تم کو ناگوار ہو تو جہاں سے میں آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں۔ یہ سن کر سب نے سکوت کیا۔ مؤذن سے کہا اقامت کہو۔ اس نے اقامت کہی تو حسین رضی اللہ عنہ نے حر سے پوچھا تم لوگ کیا الگ نماز پڑھو گے۔ حر نے کہا نہیں ہم سب آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ آپ نے سب کو نماز پڑھائی اور اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ اور آپ کے انصار بھی سب آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا لشکر حر سے خطاب:

حر اپنی جگہ پر جہاں پہلے وہ تھا واپس آیا اس کے لیے خیمہ نصب ہو چکا تھا۔ اسی خیمہ میں چلا گیا۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ والوں میں سے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ باقی لوگ اپنی اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور پھر صفیں باندھ لیں۔ پھر ہر ایک شخص نے اپنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور گھوڑوں کے سایہ میں اتر کر بیٹھ گئے۔ عصر کا وقت ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ روانہ ہونے کے لیے سب تیار ہو جائیں۔ پھر آپ خیمہ سے نکلے' مؤذن کو حکم دیا۔ اس نے نماز عصر کے لیے پکار دیا اور اقامت کہی۔ آپ آگے بڑھے سب کو نماز پڑھائی سلام پھیرا۔ پھر سب کی طرف رخ کر کے حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے پھر کہا ایہا الناس اگر تم خوفِ خدا کرو گے' اور حق داروں کے حق کو پہچانو گے تو خوشنودی خدا کا باعث ہوگا۔ ہم اہل بیت ہیں اور یہ لوگ جو تم پر حکومت کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں جس کا انہیں حق نہیں ہے۔ اور تمہارے ساتھ ظلم و تعدی سے پیش آتے ہیں۔ اس امر کے لیے ان سے ہمیں اولیٰ ہیں۔ اگر تم کو ہم سے کراہت ہے اور ہمارے حق سے تم واقف نہیں ہو اور اپنے خطوں میں اور اپنے پیغامیوں کی زبانی تم نے جو کچھ مجھ سے کہلا بھیجا ہے اب وہ تمہاری رائے نہیں ہے تو میں تمہارے پاس سے واپس چلا جاؤں۔ حر نے جواب میں کہا واللہ مجھے نہیں معلوم وہ کیسے خطوط تھے جن کا ذکر آپ فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے عقبہ بن سمعان سے کہا وہ دونوں تھیلے جن میں ان لوگوں کے خط ہیں لاؤ۔ عقبہ دونوں

تھیلے نکال لائے۔ دونوں میں خط بھرے ہوئے تھے۔ سب کے سامنے لا کر خطوں کو بکھیر دیا۔ حر نے کہا جن لوگوں نے آپ کو خط لکھے تھے ہم ان میں نہیں ہیں اور ہم کو یہ حکم ملا ہے کہ آپ کو ہم پا جائیں تو ابن زیاد کے پاس لے چلیں بے لے جائے ہوئے نہ چھوڑیں۔ آپ نے کہا اس مطلب کے حاصل کرنے سے مر جانا تیرے لیے آسان ہے اور اپنے انصار سے کہا اٹھو سوار ہو۔ سب سوار ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ ان کی مستورات بھی سوار ہو گئیں۔

حر کی مزاحمت پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خفگی:

آپ نے انصار سے کہا ہم سب کو واپس لے چلو وہ لوگ واپس ہونے لگے تو حر کے رسالہ والے مزاحم ہوئے۔ اس پر آپ نے حر سے کہا ''تیری ماں تجھے روئے آخر تیرا کیا مطلب ہے''۔ حر نے کہا واللہ اگر عرب میں کسی اور نے یہ کلمہ میرے حق میں آپ کی طرح کہا ہوتا اس میں چاہے کوئی ہوتا تو میں بھی اس کی ماں کے رونے کا ذکر بے کیے نہ رہتا۔ مگر واللہ! آپ کی ماں کا ذکر بغیر حد درجہ کی تعظیم کے میری مجال نہیں جو کروں۔ آپ نے کہا پھر تیرا کیا ارادہ ہے۔ حر نے کہا واللہ میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں آپ نے کہا واللہ میں تیرے ساتھ نہیں جاؤں گا حر نے کہا واللہ! میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ دونوں آدمیوں نے تین مرتبہ بار بار یہی کلمہ کہا۔

حر کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ:

جب تکرار بڑھ گئی تو حر نے کہا آپ سے قتل کرنے کا تو مجھے حکم نہیں ملا ہے۔ مجھے اتنا ہی حکم ہے کہ جب تک آپ کو کوفہ میں نہ لے آؤں۔ آپ کے پاس سے نہ سرکوں۔ آپ کہنا نہیں مانتے تو کسی ایسے رستہ پر چلیے۔ جو نہ کوفہ کی راہ ہو نہ مدینہ کی میں ابن زیاد کو لکھوں' آپ بھی اگر جی چاہے تو یزید کو یا ابن زیاد کو لکھئے شاید خدا کوئی صورت ایسی نکال دے کہ آپ کے کسی امر میں مبتلا ہونے سے میں بچ جاؤں آپ یہ راستہ اختیار کیجیے۔ عذیب و قادسیہ کی راہ سے بائیں طرف مڑ جایئے اس وقت عذیب اڑتیں میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپ اپنے انصار کے ساتھ روانہ ہوئے اور حر بھی ساتھ ساتھ چلا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بیضہ میں خطبہ:

مقام بیضہ میں آپ نے اپنے اور حر کے اصحاب میں یہ خطبہ حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے کہا ''ایہا الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم ہو جو حرام خدا کو حلال سمجھتا ہو جو عہد خدا توڑتا ہو جو سنت رسولؐ خدا کے خلاف کرتا ہو' جو بندگانِ خدا کے ساتھ ظلم و سرکشی سے پیش آتا ہو اور پھر فعلاً یا قولاً اس پر یہ شخص اعتراض نہ کرے تو خدا اس کو بھی اسی کے اعمال میں شریک کرے گا۔ سنو ان حکام نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ خدا کی اطاعت کو ترک کر دیا ہے۔ فساد کو ظاہر حدود شرع کو معطل غنیمت کو غصب' حرام خدا کو حلال' حلال خدا کو حرام کر رکھا ہے۔ ان پر اعتراض کرنے کا سب سے زیادہ مجھے حق ہے۔ تمہارے خط میرے پاس آئے تمہارے پیام بر میرے پاس تمہاری طرف سے بیعت کرنے کو اس بات پر آئے کہ تم میرا ساتھ نہ چھوڑ دو گے۔ مجھے دشمن کے حوالہ نہ کر دو گے اگر تم اپنی بیعتوں کو پورا کرو گے تو بہرہ مند ہو گے۔ میں حسین رضی اللہ عنہ ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند۔ میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ ہے میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں۔ میں تمہارا پیشوا ہوں' اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد و پیمان توڑا اور میری بیعت کو اپنی گردن سے نکال ڈالا تو قسم ہے اپنی جان کی یہ

بات تمہاری کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہی سلوک تم نے میرے باپ میرے بھائی میرے ابن عم مسلم کے ساتھ کیا ہے۔ جس نے تم پر بھروسہ کیا اس نے اپنے نفس کے لیے کی تم چوکے اور بے بہرہ رہے خدا اب تم سے بے نیاز کر دے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذی حُسم میں خطبہ:

ذی حُسم میں جو خطبہ آپ نے پڑھا وہ ایک روایت میں اس طرح ہے۔ حمد وثنائے الٰہی کے بعد آپ نے کہا تم لوگ دیکھ رہے ہو کیا حال ہو رہا ہے۔ دنیا بدل گئی پہچانی نہیں جاتی' نیکیاں روگرداں ہوگئیں اور بالکل گئی گذریں۔ اب رہا کیا برتن کا دھوون رہ گیا اور بری زندگانی اور ناگوار چارہ' کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہوتا۔ باطل سے پرہیز کیا جاتا۔ مومن کو اب چاہیے کہ حق پر رہ کر خدا سے ملاقات کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مر جانا شہادت ہے۔ اور ظالموں میں زندگی بسر کرنا ناگوار امر ہے۔

زہیر بن قین بجلی کا جذبہ جہاد:

یہ سن کر زہیر بن قین اٹھ کھڑے ہوئے اپنے ساتھ کے لوگوں سے کہا تم کچھ کہتے ہو یا میں کہوں۔ انھوں نے کہا آپ ہی کہیے۔ زہیر نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا۔ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہداک اللہ! آپ کے ارشاد کو ہم قبول کرتے ہیں۔ واللہ اگر دنیا ہمارے لیے باقی رہنے والی ہوتی۔ ہم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوتے اور آپ کی نصرت وغمخواری میں ہمیں دنیا کو چھوڑنا پڑتا تو ہم اس دنیا میں رہنے سے اس کے چھوڑنے کو آپ کے ساتھ بہتر سمجھتے۔ آپ نے یہ سن کر ان کے لیے دعائے خیر کی۔ حر آپ کے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا اور آپ سے کہتا جاتا تھا یا حسین رضی اللہ عنہ میں خدا کا واسطہ آپ کو دیتا ہوں کہ اپنی جان کا خیال کیجیے۔ میں کہے دیتا ہوں۔ آپ خود حملہ کریں گے تو قتل ہو جائیں گے یا آپ پر حملہ ہوگا تو بھی آپ ہلاک ہوں گے۔ مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے کہا تو مجھے مرنے سے ڈراتا ہے کیا یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ تم لوگ مجھ کو قتل کرو گے اس بات کے جواب میں وہی بات میں کہوں گا۔ جو بنی اوس میں سے ایک صحابی نے اپنے ابن عم سے کہی تھی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کو چلے تھے اس نے کہا' کہاں جاتے ہو مارے جاؤ گے' انھوں نے جواب دیا: (شعر کا ترجمہ)

میں جاؤں گا اور موت سے اس شخص کو کا ہے کی شرم
جس نے حق کی نیت کی ہو اور مسلم ہو کر جہاد کیا ہو
جس نے اپنی جان سے بندگان صالح کی غم خواری کی ہو
جس نے ہلاک ہونے والے خائن و ذلیل سے کنارہ کیا ہو

حر نے یہ بات سنی تو آپ کے پاس سے سرک گیا۔ حر اپنے اصحاب کے ساتھ ایک طرف چل رہا تھا اور حسین رضی اللہ عنہ راہ کی دوسری طرف۔

طرماح ابن عدی کی آمد:

چلتے چلتے عذیب الہجانات تک پہنچے۔ یہاں تک نعمان کی اونٹنیاں کسی زمانہ میں چرا کرتی تھیں (ہجانات اونٹنیوں کو کہتے ہیں) اس مقام میں آپ پہنچے ہی تھے کہ کوفہ سے چار شخص اونٹوں پر سوار نافع بن ہلال کا مشہور گھوڑا کوتل دوڑاتے ہوئے وارد ہوئے۔ اس گھوڑے کا نام کوتل تھا اور طرماح ابن عدی اپنے گھوڑے پر سواران کے راہ نما تھے وہ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

اے سانڈنی میرے گھرکنے سے گھبرا نہ جا
صبح ہونے سے پہلے ان سواروں کو لے کر روانہ ہو جا
یہ تمام سواروں میں اور سفر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں
ان کو لیے ہوئے تو اس شخص کے پاس جا کر ٹھہر
جو کریم النسب و صاحب مجدد کشادہ دل ہے
جسے خدا ایک امر خیر کے لیے یہاں لایا ہے
رہتی دنیا تک اس کو خدا سلامت رکھے

یہاں پہنچ کر ان لوگوں نے یہی شعر آپ کے سامنے پڑھے آپ نے کہا واللہ میں بھی جانتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی مشیت میں ہم لوگوں کا قتل ہونا ہو یا فتح مند ہونا دونوں طرح امر خیر ہے۔

حر کا طرماح اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کا قصد:

ان لوگوں کو دیکھ حر بڑھا۔ آپ سے کہنے لگا۔ یہ سب لوگ جو کوفہ سے آئے ہیں آپ کے ساتھ والوں میں نہیں ہیں۔ میں ان لوگوں کو قید کر لوں گا یا واپس کر دوں گا۔ آپ نے کہا جو بات میں اپنے لیے گوارا نہیں کرتا ان کے لیے بھی گوارا نہ کروں گا۔ یہ لوگ میرے انصار و اعوان ہیں۔ اور تم مجھ سے کہہ چکے ہو کہ جب تک ابن زیاد کا خط تمہارے پاس نہ آئے گا تم مجھ سے کوئی تعرض نہ کرو گے۔ حر نے کہا یہ درست ہے لیکن یہ لوگ تو آپ کے ساتھ نہیں آئے ہیں آپ نے کہا یہ میرے ساتھ والے ہیں یہ بھی ان لوگوں کے مثل ہیں جو میرے ساتھ آئے ہیں جو بات مجھ سے تم کہہ چکے ہو بس اسی پر قائم رہو ورنہ تم سے قتال کروں گا۔ یہ سن کر حر اپنے ارادہ سے باز آیا۔ اب آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ جہاں سے تم آ رہے ہو۔ وہاں کی کیا خبر ہے مجھ سے بیان کرو۔ مجمع بن عبداللہ عائذی ایک شخص انہیں چار شخصوں میں کے جو کہ کوفہ سے آئے تھے۔ کہنے لگے بڑے بڑے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ ان کو بڑی بڑی رشوتیں دی گئی ہیں ان کے تھیلے بھر دیئے گئے ہیں ان کو بلا رہے ہیں اور اپنا خیر خواہ نہیں بنا رہے ہیں وہ سب لوگ آپ کے خلاف میں متفق ہیں۔ رہے اور لوگ ان کا یہ حال ہے کہ دل سے آپ ہی کی طرف ہیں لیکن کل یہی لوگ آپ پر تلوار کھینچے ہوئے آ پڑیں گے۔

قیس بن مسہر کی شہادت کا بیان:

آپ نے کہا بیان کرو میرا ایک پیامی تمہارے پاس آیا تھا پوچھا وہ کون۔ آپ نے کہا قیس بن مسہر صیداوی۔ انھوں نے کہا ہاں ان کو حصین بن نمیر نے پکڑ کر ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ آپ پر اور آپ کے باپ پر وہ لعنت کرے۔ انھوں نے آپ پر اور آپ کے باپ پر صلوٰۃ بھیجی اور ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور لوگوں کو آپ کی نصرت کے لیے پکارا۔ اور آپ کے آنے کی سب کو خبر کر دی۔ اس بات پر ابن زیاد نے حکم دیا اور وہ ایوان کی چوٹی سے نیچے گرا دیئے گئے۔ حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھیں یہ سن کر ڈبڈبا آئیں آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے اور یہ آیت آپ نے پڑھی:

''ان میں سے کوئی گذر گیا کوئی انتظار کر رہا ہے اور ان لوگوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا''۔

خداوندا ہم کو اور ان کو نعمتِ بہشت عطا کر۔ اور ہم کو اور ان کو اپنے جوار رحمت اور اپنے ثواب کے ذخیرۂ بخشش میں یکجا کر دے۔

طرماح کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوہ اجا پر جانے کا مشورہ:

طرماح بن عدی آپ کے قریب آئے اور کہنے لگے واللہ میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر فقط یہی لوگ جو آپ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں آپ سے قتال کریں تو کافی ووافی ہیں۔ حالانکہ جب میں آپ کے پاس آنے کے لیے کوفہ سے نکلا ہوں اس سے ایک دن پیشتر بیرون شہر میں نے سپاہ کی ایسی کثرت دیکھی کہ اس سے بڑھ کر کسی مقام پر میری نظر سے نہیں گذری تھی۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کسی نے کہا یہ اجتماع تو عرض لشکر کے لیے ہے۔ عرض سے فارغ ہونے کے بعد یہ سب لوگ حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں روانہ ہوں گے۔ اب میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو ایک قدم بھی اس طرف جانے کے لیے نہ اٹھایئے۔ اگر آپ کسی ایسے شہر میں جانا چاہتے ہوں۔ جہاں اللہ آپ کی حفاظت کرے کہ آپ کوئی رائے قائم کر لیں اور جو کام کرنا چاہیں اسے اچھی طرح سوچ سمجھ لیں تو چلیے میں آپ کو اپنے بلند پہاڑ پر جسے کوہ اجا کہتے ہیں لے چلوں۔ واللہ ہم لوگ اسی پہاڑ پر شاہانِ غسان وحمیر اور نعمان ابن منذر اور ہر اسود واحمر سے محفوظ رہے ہیں۔ واللہ ہم کو کبھی یہ لوگ مطیع نہیں کر سکے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں موضع قریہ میں آپ کو اتار دوں گا۔ پھر کوہستان اجا وسلمیٰ میں بنی طے میں جو لوگ ہیں ان سے کہلا بھیجوں گا۔ واللہ دس دن کے اندر اندر آپ کے پاس بنی طے کے سوار اور پیادے جمع ہو جائیں گے آپ کا جب تک جی چاہے۔ ہم لوگوں میں رہیں۔ اگر کوئی واقعہ آپ کو پیش آئے تو میں آپ سے بیس ہزار بنی طے کے جمع کر دینے کا ذمہ کرتا ہوں جو آپ کے سامنے شمشیر زنی کریں گے جب تک ان میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا۔ آپ کو ضرر نہ پہنچنے دیں گے۔ آپ نے یہ سن کر کہا ''خدا تجھے اور تیری قوم کو جزائے خیر دے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں ایک قول ہو چکا ہے جس کے سبب سے ہم واپس نہیں جا سکتے۔ نہیں معلوم کہ ہمارا اور ان کا انجام کیا ہو۔

طرماح کی روانگی کوفہ:

طرماح کہتے ہیں آپ سے رخصت ہوا اور میں نے کہا۔ خداوند عالم جن وانس کے شر سے آپ کو بچائے۔ میں کوفہ سے کچھ غلہ وغیرہ اپنے اہل وعیال کے واسطے لے کر چلا ہوں۔ ان کو خرچ کرنے کے لیے بھی میں کچھ دوں گا۔ وہاں جا کر یہ سب چیزیں انہیں دے کر ان شاء اللہ آپ کے پاس آؤں گا اگر میں آپ تک پہنچ گیا تو واللہ میں بھی آپ کے انصار میں شامل ہو جاؤں گا۔ آپ نے کہا رحمک اللہ! اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو جلدی کر اس سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو اس امر میں اہتمام ہے کہ لوگ آپ کے شریک ہوں۔ جب ہی تو مجھے جلدی کرنے کو کہتے ہیں۔ میں اپنے اہل وعیال میں پہنچا جن چیزوں کی انہیں ضرورت تھی وہ ان کو دے کر میں نے وصیت کی۔ سب کہنے لگے اس دفعہ تم اس طرح رخصت ہوتے ہو کہ اس سے پیشتر کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ میں نے اپنے ارادہ سے ان کو مطلع کر دیا اور بنی ثعل کی راہ سے میں روانہ ہوا۔ عذیب الہجانات تک پہنچا ہی تھا کہ سماعہ بن بدر سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر مجھے معلوم ہوئی یہ سن کر میں واپس آیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبید اللہ بن الحر:

حسین رضی اللہ عنہ چلتے چلتے قصر بنی مقاتل میں جا کر اترے دیکھا کہ ایک سرا پردہ ایستادہ ہے۔ پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے۔ معلوم ہوا عبد اللہ بن الحر جعفی کا ہے۔ کہا ان کو میرے پاس لاؤ۔ کوئی شخص بلانے کو گیا۔ اس نے جا کر کہا۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہما یہاں آئے ہیں تم کو

بلاتے ہیں۔ ابن الحر نے یہ سن کہ کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واللہ میں کوفہ سے اس لیے نکل آیا کہ مجھے منظور نہ تھا کہ میں کوفہ میں ہوں اور حسین رضی اللہ عنہ بھی وہاں آئیں۔ واللہ میں نہیں چاہتا کہ یں ان سے ملوں اور وہ مجھ سے ملیں۔ پیغام پہنچانے والا واپس آیا اور آپ سے یہ حال بیان کر دیا۔ یہ سن کر آپ نے نعلین اٹھائی' پہنی کھڑے ہوئے اس ے پاس آئے۔ خیمہ کے اندر گئے سلام کیا' بیٹھے اور اسے اپنے ساتھ شریک ہونے کو کہا۔ ابن الحر نے جو بات پہلے کہی تھی وہی پھر کہی۔ آپ نے کہا اگر تو ہماری نصرت نہیں کرتا تو ہمارے قاتلوں کے ساتھ شریک ہونے میں خوف خدا کر۔ واللہ جو شخص ہماری فریاد سن کر ہماری نصرت نہ کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ابن الحر نے کہا انشاء اللہ یہ تو کبھی نہ ہوگا۔ حسین رضی اللہ عنہ یہ سن کر اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی فرودگاہ میں چلے آئے۔ کچھ رات باقی تھی کہ آپ نے پانی بھرنے کا حکم دیا اس کے بعد سب قصر بنی مقاتل سے روانہ ہوئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت کی بشارت:

ایک ساعت بھر چلے تھے کہ آپ ذرا اونگھ گئے پھر چونک کر کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ دو دفعہ یا تین بار یہی کلمہ آپ نے کہا۔ یہ سن کر آپ کے فرزند علی بن الحسین رضی اللہ عنہ گھوڑا بڑھا کر قریب آئے اور کہنے لگے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ بابا میں آپ پر فدا ہو جاؤں اس وقت آپ نے یہ کلمہ کیوں فرمایا۔ آپ نے کہا اے فرزند ذرا میری آنکھ جھپک گئی تھی میں نے ایک سوار کو اپنے گھوڑے پر دیکھا۔ اس نے کہا لوگ تو چلے جا رہے ہیں اور موت ان کی طرف آ رہی ہے اس سے میں سمجھ گیا کہ ہم کو خبر مرگ سنائی گئی ہے انھوں نے عرض کیا بابا خدا آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے کیا ہم لوگ حق پر نہیں۔ آپ نے کہا قسم ہے اسی خدا کی جس کے پاس سب کو جانا ہے ہم حق پر ہیں۔ علی بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر ہمیں کچھ پروا نہیں۔ مریں گے تو حق پر مریں گے آپ نے کہا جزاک اللہ باپ کی طرف سے فرزند کو جو بہترین جزا مل سکتی ہے وہ تم کو ملے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نینوا میں قیام:

صبح ہوئی تو آپ اترے نماز پڑھی اور جلدی کر کے سوار ہوئے۔ اور اپنے انصار کے ساتھ بائیں جانب مڑنے لگے۔ آپ چاہتے تھے کہ ان کو متفرق کر دیں۔ یہ دیکھ کر حر قریب آتا تھا اور لوگوں کو ادھر جانے سے روکتا تھا۔ وہ لوگ حر کو ہٹا دیتے تھے۔ حر ان کو جب مجبور کرتا تھا کوفہ کے رخ پر چلنے کے لیے تو وہ نہیں مانتے تھے اور آگے بڑھ جاتے تھے وہ اسی طرح بائیں جانب مڑتے ہوئے چلتے رہے یہاں تک کہ نینوا میں پہنچے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں حسین رضی اللہ عنہ اتر پڑے۔

ابن زیاد کے قاصد کی آمد:

اتنے میں ایک سانڈنی سوار ہتھیار لگائے کمان شانہ پر ڈالے کوفہ سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ سب کے سب اس کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ وہ آیا تو حر کو اور اس کے اصحاب کو سلام کیا یاں حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے انصار کو اس نے سلام نہیں کیا۔ حر کو ابن زیاد کا خط دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ "میرا قاصد اور میرا خط جب تمہیں پہنچے تو حسین رضی اللہ عنہ کو بہت تنگ کرنا۔ ان کو ایسی جگہ اترنے دینا جہاں چٹیل میدان ہو کوئی پناہ کی جگہ نہ ہو۔ جہاں پانی نہ ہو۔ دیکھو قاصد کو میں نے حکم دے دیا ہے کہ وہ تم پر نگران رہے تمہارا ساتھ نہ چھوڑے جب تک کہ میرے پاس یہ خبر لے کر نہ آئے۔ کہ تم نے میرے حکم کو پورا کر دیا۔ والسلام حر نے خط پڑھ کر انصار حسین رضی اللہ عنہ سے کہا یہ خط امیر عبید اللہ بن زیاد کا ہے مجھے حکم دیا ہے کہ جس مقام پر مجھے یہ خط پہنچے وہیں تم لوگوں کو بہت تنگ کروں اور دیکھو یہ شخص اس کا قاصد

ہے اس کو حکم ہے کہ میرے پاس سے نہ ہٹے جب تک یہ نہ دیکھ لے کہ میں نے امیر کی رائے پر عمل کیا اور اس کے حکم کو جاری کر دیا۔

ابوشعثاء یزید بن مہاجر کی قاصد سے گفتگو:

یہ سن کر قاصد کی طرف ابوشعثاء یزید بن مہاجر کندی نہدی نے دیکھا اور اس کے سامنے آ کر کہا کیا مالک بن نسیر بدی ہے اس نے کہا کہ ہاں (اور یہ قاصد بھی کندی تھا) ابوشعثاء نے کہا تیرا برا ہو تو کیا پیام لے کر آیا ہے۔ کہا جو پیام میں لایا ہوں اس میں اپنے امام کی میں نے اطاعت کی اور اپنی بیعت کو میں نے پورا کیا۔ ابوشعثاء نے کہا ''تو نے اپنے خدا کی نافرمانی کی اور اپنے امام کی اطاعت کر کے خود کو ہلاک کیا تو نے اپنے عار و نار کو اختیار کیا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ جَعَلْنَا هُمْ اَئِمَّةً يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴾

''ہم نے کچھ امام ان میں پیدا کر دیئے ہیں جو کہ دوزخ میں لے جانے کو پکارتے ہیں روز قیامت ان کی مدد نہ کی جائے گی''۔

بس ایسا ہی تیرا امام ہے۔ اب حر نے سب لوگوں کو اسی جگہ اترنے کے لیے مجبور کیا' جہاں نہ پانی تھا نہ کوئی بستی تھی۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں نینوا میں یا غاضریہ میں شفیہ میں اتر جانے دو۔ حر نے کہا واللہ! ایسا کر نہیں سکتا۔ دیکھو یہ شخص جاسوسی کے لیے میرے پاس بھیجا گیا ہے۔

زہیر بن قین کا حملہ کرنے کا مشورہ:

اس وقت زہیر بن قین نے عرض کی ''یا ابن رسول اللہ! ہمیں ان لوگوں سے لڑ لینا بہ نسبت ان لوگوں کے جو اُن کے بعد لڑنے کو آئیں گے زیادہ تر آسان ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے بعد آپ خیال فرمائیں اتنے لوگ ہم سے لڑنے کو آئیں گے جن کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے''۔ آپ نے جواب دیا میں جنگ میں ابتداء نہیں کروں گا۔ زہیر نے کہا اچھا اس قریہ میں چلیے ہم سب وہیں اتر پڑیں۔ یہ مقام محفوظ بھی ہے اور فرات کے کنارہ پر واقع ہے یہ لوگ ہمیں مانع ہوں گے تو اس بات پر ہم ان سے لڑیں گے۔ ان سے لڑ لینا بہ نسبت ان لوگوں کے جو ان کے بعد آنے والے ہیں ہم کو زیادہ تر آسان ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقر (کربلا) میں قیام:

آپ نے پوچھا یہ کون سا قریہ ہے کہا اس کا نام عقر (زخم) ہے۔ آپ نے کہا خداوندا عقر سے مجھ کو بچانا اور آپ وہیں اتر پڑے۔ یہ محرم ۶۱ ھ کی دوسری تاریخ پنج شنبہ کا دن تھا۔ اس کے دوسرے دن صبح کو عمرو بن سعد چار ہزار کی سپاہ لیے ہوئے کوفہ سے یہاں وارد ہوا۔ حسین رضی اللہ عنہ پر ابن سعد کے لشکر کشی کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ فرقہ دیلم نے موضع دستبی پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ سن کر ابن زیاد نے ملک رے کا فرمان ابن سعد کے نام یہ لکھا اور حکم دیا کہ اس طرف روانہ ہو۔ ابن سعد لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور حمام اعین میں لشکر گاہ مقرر کی جب حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ پیش آیا اور آپ کوفہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو بلا بھیجا اور کہا پہلے حسین رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو۔ ہمارے ان کے درمیان جو معاملہ ہے اس کا فیصلہ ہو جائے۔ تو اپنی خدمت پر جانا۔

حمزہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ابن سعد کو مشورہ:

ابن سعد نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اس کام سے معاف رکھیے۔ ابن زیاد نے جواب دیا۔ ہاں

ایسا ہو سکتا ہے۔ اس شرط پر کہ رے کا فرمان واپس کر دو جب یہ اس نے کہا تو ابن سعد اس باب میں غور کرنے کے لیے ایک دن کی مہلت مانگی وہاں سے واپس آ کر اس نے اپنے ہوا خواہوں میں جس جس سے مشورہ کیا اس نے اس حرکت سے منع کیا خود اس کا بھانجا حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آیا اور کہا' ماموں خدا کے واسطے حسین رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرنے کا قصد نہ کرنا۔ اس میں اپنے خدا کی معصیت بھی ہے اور قطع رحم بھی۔ واللہ اگر روئے زمین کی سلطنت اور تمام دنیا و مال دنیا سے تم محروم ہو جاؤ تو وہ اس سے بہتر ہے کہ خدا کے سامنے حسین رضی اللہ عنہ کے خون میں آلودہ ہو کر تم کو جانا پڑے۔ ابن سعد نے کہا۔ ان شاء اللہ یہی کروں گا۔

عبداللہ بن یسار اور ابن سعد:

ابن سعد کو جب یہ حکم ملا تو عبداللہ بن یسار جہنی اس کے پاس آیا۔ ابن سعد نے کہا امیر نے مجھے حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جانے کا حکم دیا ہے اور میں نے انکار کر دیا۔ ابن یسار نے کہا خدا نے تجھ کو راہ ثواب دکھا دی۔ خدا تجھ کو ہدایت کی توفیق دے اس بلا کو ٹال دے۔ ایسا نہ کر اس کام کے لیے روانہ نہ ہو۔ ابن یسار یہ کہہ کر ابن سعد کے پاس سے چلا آیا کسی نے آ کر خبر دی کہ لو ابن سعد حسین رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ یہ سن کر ابن یسار پھر اس کے پاس گیا دیکھا بیٹھا ہوا ہے۔ اسے آتے دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ یہ سمجھ گیا کہ اب اس نے لشکر کشی کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور وہاں سے چلا آیا۔ ابن سعد نے زیاد سے آ کر کہا۔ خدا آپ کا بھلا کرے۔ آپ نے مجھے خدمت دی میرے نام کا فرمان لکھ دیا سب نے سنا پھر اب آپ کی رائے ہو تو اس حکم کو نافذ کر دیجیے۔ اور یہ لشکر جو اشراف کوفہ کا ہے اس پر کسی ایسے شخص کو جس کی کارروائی و کارآگاہی فن جنگ میں آپ کی مرضی کے موافق ہو مجھے اس پر کوئی تفوق نہ ہو مقرر کر کے حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں بھیج دیجیے۔ یہ کہہ کر ابن سعد نے کچھ لوگوں کے نام بھی لیے۔

ابن سعد کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر فوج کشی:

ابن زیاد نے کہا اشراف اہل کوفہ کے نام تم مجھے کیا بتاتے ہو۔ میں تم سے یہ مشورہ نہیں چاہتا کہ کس کو مقرر کروں تم اگر لشکر لے کر جاتے ہو تو جاؤ ورنہ میرا فرمان واپس کر دو۔ ابن سعد نے جب اس کا یہ اصرار دیکھا تو کہا اچھا میں جاتا ہوں۔ وہ چار ہزار کے لشکر کے ساتھ نکلا اور جس دن نینوا میں حسین رضی اللہ عنہ اترے اس کے دوسرے دن صبح کو آپ کے مقابل میں آ کر اترا۔ اور عزرہ بن قیس احمسی کو حکم دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پوچھے کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ عزرہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے آپ کو خط لکھا کر بلایا تھا اسے آپ کے سامنے جاتے ہوئے شرم آئی۔ ابن سعد نے لشکر کے اور رئیسوں سے بھی جنہوں نے آپ کو خط لکھے تھے یہ پیام لے جانے کو کہا سب نے انکار کیا۔ یہ پیام لے جانا کسی کو گوارا نہ ہوا۔

کثیر بن عبداللہ شعبی:

یہ دیکھ کر کثیر بن عبداللہ شعبی اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ بڑا شہسوار و دلیر تھا۔ ہر بات میں نہایت بے باک تھا اس نے کہا میں حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا ہوں اور آپ کہیں تو واللہ اچانک ایک ہی وار میں ان کا کام بھی تمام کر دوں۔ ابن سعد نے کہا یہ میں نہیں کہتا کہ تم ان کو اچانک قتل کرو۔ ہاں ان کے پاس جا کر یہ پوچھو کہ آنے کا ان کے کیا سبب ہے کثیر یہ پوچھنے کو چلا۔ ابوثمامہ صائدی نے اسے آتے دیکھ کر آپ سے کہا اے اباعبداللہ خدا آپ کا بھلا کرے۔ جو شخص آپ کے پاس آ رہا ہے دنیا بھر کا شریر و سفاک و قتاک ہے یہ کہہ کر

ابوثمامہ اٹھ کھڑے ہوئے اس سے کہا کہ اپنی تلوار رکھ دے اس نے کہا واللہ یہ نہیں ہوگا اس میں کسی کا لحاظ میں نہ کروں گا۔ میں فقط قاصد کی حیثیت سے آیا ہوں تم لوگ میری بات سنو گے تو جو پیام میں لے کر آیا ہوں پہنچا دوں گا۔ اگر نہیں سنتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ ابوثمامہ نے کہا میں تیری تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھے رہوں پھر جو کچھ تجھے کہنا ہو کہہ لے کہنے لگا واللہ یہ بھی نہ ہوگا۔ قبضہ کو ہاتھ نہ لگانا۔ ابوثمامہ نے کہا اچھا جو تجھے کہنا ہو کہہ دے۔ میں جا کر آپ سے عرض کر دوں گا تجھے تو قریب نہ جانے دوں گا تو ایک بدکار شخص ہے۔ دونوں میں گالی گلوچ ہوئی اور وہ واپس چلا گیا ابن سعد سے یہ حال بیان کر دیا۔

قرہ بن قیس حنظلی کی سفارت:

ابن سعد نے اب قرہ بن قیس حنظلی کو بلا کر کہا۔ قرہ تم ذرا حسین رضی اللہ عنہ سے مل کر پوچھو کہ وہ کیوں آئے ہیں کیا ارادہ ہے۔ قرہ وہاں سے چلا کہ آپ سے ملاقات کرے۔ آپ نے جب اسے آتا ہوا دیکھا تو انصار سے پوچھا اس شخص کو تم جانتے ہو۔ حبیب بن مظاہر نے کہا ہاں میں پہچانتا ہوں۔ یہ بنی حنظلہ سے ہے اور تمیمی ہے ہماری بہن کا بیٹا ہے میں تو اس کو خوش عقیدہ سمجھتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ یہ آئے گا۔ اتنے میں قرہ آ پہنچا۔ آپ کو سلام کیا اور ابن سعد کا پیام پہنچا دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ تمہارے شہر والوں نے مجھے لکھا کہ آپ یہاں آئیے اب اگر میرا آنا انہیں ناگوار ہے میں واپس چلا جاؤں گا۔ حبیب بن مظاہر نے اس سے کہا قرہ کیا تو ان ظالموں میں پھر واپس چلا جائے گا۔ تجھے چاہیے کہ آپ کی نصرت کرے جن کے بزرگوں کی بدولت خدا نے تجھے اور ہمیں کرامت عطا فرمائی ہے۔ قرہ نے کہا میں جس کے ساتھ ہوں اس کے پیام کا جواب اسے پہنچانے کو واپس جاؤں گا اور پھر جیسی رائے ہوگی میری وہ کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ ابن سعد کے پاس گیا سب حال بیان کیا۔

ابن سعد کا خط بنام ابن زیاد:

ابن سعد نے کہا امید تو ہوتی ہے کہ خدا مجھ کو ان سے لڑنے اور ان کے ساتھ کشت وخون کرنے سے محفوظ رکھے گا اور ابن زیاد کو یہ خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! میں یہاں جب آ کر حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل اترا تو ایک قاصد کو ان کے پاس بھیجا ان سے میں نے پوچھا کہ آنے کا کیا سبب ہوا اور وہ کیا چاہتے ہیں۔ کس چیز کے طلب گار ہیں۔ انھوں نے اس کا جواب دیا کہ اس شہر کے لوگوں نے مجھے خط لکھے میرے پاس ان کے قاصد آئے اور اس بات کے خواست گار ہوئے کہ میں یہاں آؤں میں چلا آیا اب میرا آنا اگر ان کو ناگوار ہے اور قاصدوں سے جو کچھ انھوں نے کہلا بھیجا تھا اب اس کے خلاف ان کی رائے ہوگئی ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ ابن زیاد کو یہ خط جب سنایا گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

اَلآنَ اِذْ عَلِقَتْ مَخَالِبُنَا بِهٖ
یَرْجُوْ النَّجَاۃَ وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصِ
''یعنی جب ہمارے پنجہ میں پھنس گئے تو نکلنا چاہتے ہیں اب تو ان کے لیے مفر نہیں''

اس خط کا جواب ابن سعد کو اس نے یہ لکھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! تمہارا خط ملا جو کچھ تم نے لکھا ہے معلوم ہوا۔ حسین رضی اللہ عنہ سے کہو کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے وہ خود اور تمام انصار ان کے بیعت کریں۔ اگر انھوں نے بیعت کر لی تو پھر ہم جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے''۔

ابن زیاد کا پانی پر قبضہ کرنے کا حکم:

ابن سعد کو یہ خط پہنچا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ابن زیاد کو عافیت نہیں منظور ہے ایک اور خط ابن زیاد کا ابن سعد کو آیا۔ اس میں یہ مضمون تھا کہ نہر کے اور حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان حائل ہو جا۔ ایک بوند پانی وہ لوگ نہ پی سکیں۔ جو سلوک کہ تقی زکی مظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس خط کو دیکھ کر ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سواروں کا رئیس کر کے روانہ کیا یہ لوگ نہر پر جا کر ٹھہرے اور نہر اور حسین رضی اللہ عنہ و اصحاب حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان یہ سب حائل ہو گئے کہ وہ بوند بھر پانی اس سے نہ پینے پائیں۔

عبداللہ بن ابی حصین کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بددعا:

یہ واقعہ آپ کے قتل ہونے سے تین دن پہلے کا ہے آپ کے سامنے آ کر عبداللہ بن ابی حصین ازدی جو بنی بجیلہ میں شمار ہوتا تھا پکارا اے حسین رضی اللہ عنہ ذرا پانی کی طرف دیکھو کیسا آسمانی رنگ اس کا بھلا معلوم ہوتا ہے واللہ تم پیاسے مر جاؤ گے۔ ایک قطرہ بھی تم کو نہ ملے گا۔ آپ نے یہ سن کر کہا خداوندا اس شخص کو پیاس کی ایذا دے کر قتل کر اور کبھی اس کی مغفرت نہ ہو۔

عبداللہ بن ابی حصین کا انجام:

اس کے بعد حمید بن مسلم اس کی بیماری میں عیادت کو گیا تھا وہ کہتا ہے قسم ہے اس خدائے وحدہ لاشریک کی میں نے اسے دیکھا کہ پانی پیتا ہے اور پیاس پیاس کہے جاتا ہے پھر قے کر دیتا ہے پھر پیتا ہے اور پھر پیاسا ہو جاتا ہے۔ پیاس نہیں بجھتی۔ یہی حالت اس کی یکساں رہی آخر مر گیا۔

حسینی قافلہ پر شدت پیاس کا غلبہ:

جب آپ پر اور آپ کے انصار پر پیاس کا غلبہ ہوا تو آپ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، تیس سوار بیس پیادے، بیس مشکیں ان کے ساتھ کر دیں اور پانی کے لیے روانہ کیا۔ یہ لوگ رات کے وقت نہر کے قریب پہنچے۔ نافع ابن حلال جلی علم لیے ہوئے سب سے آگے بڑھ گئے۔ ابن حجاج کہنے لگا کون ہے آؤ کیوں آئے ہو۔ نافع نے کہا ہم تو یہ پانی پینے آئے ہیں جس سے تم لوگوں نے ہم کو محروم کر دیا ہے۔ کہا پی لو کہا حسین رضی اللہ عنہ کو اور ان کے انصار کو تو دیکھتا ہے کہ پیاسے ہیں بے ان کے واللہ میں بھی اس کا ایک قطرہ نہ پیوں گا۔ اتنے میں اور سب لوگ بھی اس کے سامنے آئے۔ ابن حجاج نے کہا۔ ان لوگوں کو پانی پلانا ممکن نہیں۔ ہم اس مقام پر اسی لیے متعین کیے گئے ہیں کہ ان کو پانی نہ لینے دیں۔ نافع کے ساتھ والے جب آ گئے تو انھوں نے پیادوں سے کہا اپنی اپنی مشکیں بھر لو۔ پیادے دوڑ پڑے۔ سب نے مشکیں بھر لیں۔ ابن حجاج نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ یہ دیکھا کر عباس بن علی رضی اللہ عنہ اور نافع بن ہلال نے بھی ان پر حملہ کیا سب کا منہ پھیر دیا پھر اپنے خیموں کی طرف واپس جانے لگے پیادوں سے کہا نکل جاؤ اور خود دشمنوں کو روکنے کے لیے ٹھہرے رہے۔ عمرو بن حجاج اپنے اصحاب کے ساتھ پھر ان لوگوں پر پلٹ پڑا اور ہٹا دیا۔ اصحاب بن حجاج میں سے ایک شخص پر نافع بن ہلال نے نیزہ کا وار کیا سمجھا اوچھا زخم آیا ہے۔ مگر بعد اس کے زخم پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ انصار حسین رضی اللہ عنہ مشکیں لیے ہوئے آئے اور آپ کی خدمت میں پہنچا دیں۔

حسین رضی اللہ عنہ اور ابن سعد کی ملاقات:

حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کو عمر بن سعد کے پاس بھیجا کہ آج رات کو میرے اور اپنے لشکروں کے

درمیان مجھ سے ملاقات کر' ابن سعد بیس سوار ساتھ لے کر لشکر سے نکلا۔ آپ بھی بیس سوار ساتھ لے کر نکلے۔ جب ملاقات ہوئی تو آپ نے انصار سے کہا کہ سب ہٹ جائیں۔ ابن سعد نے بھی اپنے ہمراہیوں سے ہٹ جانے کو کہا سب وہاں سے اتنی دور ہٹ گئے جہاں نہ آواز سنائی دیتی تھی نہ کوئی بات۔ دونوں آدمیوں کی باتوں میں بہت طول ہوا کہ تھوڑی رات گذر گئی۔ پھر اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے اپنے لشکر میں چلے آئے۔ لوگوں نے اپنے اپنے وہم وگمان سے کہنا شروع کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے ابن سعد سے کہا تو میرے ساتھ یزید کے پاس چل۔ دونوں لشکروں کو ہم یہیں چھوڑ دیں۔ ابن سعد نے کہا میرا گھر کھود ڈالا جائے گا۔ آپ نے کہا میں بنوا دوں گا۔ اس نے کہا میری جاگیریں چھین لی جائیں گی۔ آپ نے کہا اس سے بہتر میں تجھے اپنے مال میں سے دوں گا جو حجاز میں ہے۔ ابن سعد نے اسے گوارا نہ کیا۔ لوگوں میں اسی بات کا چرچا تھا۔ بغیر اس کے کہ کچھ سنا ہو یا کچھ جانتے ہوں ایک دوسرے سے یہی ذکر کرتا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:

لیکن محدثین کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ آپ نے کہا تین باتوں میں سے ایک بات میرے لیے اختیار کرو یا تو یہ کہ جہاں سے میں آیا ہوں وہیں چلا جاؤں۔ یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کرے یا یہ کرو کہ مملکۃ اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر مجھے روانہ کر دو۔ میں ان لوگوں کا ایک شخص بن کر رہوں گا۔ میرا نفع ونقصان ان کے نفع ونقصان کے ضمن میں ہوگا۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے یہ بات ہرگز نہیں کہی۔ جیسا لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ یا یہ کہ کسی سرحد کی طرف بلاد اسلام کی مجھے روانہ کر دو۔ بلکہ آپ نے یہ کہا مجھے اس وسیع وعریض زمین میں کسی طرف نکل جانے دو۔ میں دیکھوں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ ابن سعد سے آپ نے تین یا چار ملاقاتیں کیں۔ اس نے ابن زیاد کو لکھا۔ خدا نے آگ کے شعلہ کو بجھا دیا۔ اختلاف کو دفع کیا۔ قوم کی بہتری چاہی۔ حسین رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی ہیں کہ جہاں سے آئے ہیں وہیں چلے جائیں یا ملک اسلام کی سرحدوں میں سے جس سرحد پر ہم چاہیں انہیں بھیج دیں۔ وہاں ایک مسلم کی حیثیت سے وہ رہیں گے نفع وضرر میں سب کا ساتھ دیں گے یا امیر المومنین یزید کے پاس جا کر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں گے۔ اپنے اور ان کے درمیان جو فیصلہ چاہے وہ کرے۔ اس میں آپ کی بھی خوشنودی ہے اور امت کی بھی بہتری ہے۔

شمر بن ذی الجوشن کی فتنہ انگیزی:

ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا ایسے شخص کا یہ خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ اپنی قوم کا شفیق ہے۔ اچھا میں نے قبول کیا۔ یہ سن کر شمر ذی الجوشن اٹھ کھڑا ہوا کہا یہ بات ان کی تو قبول کرتا ہے۔ ارے وہ تو تیری زمین پر اترے ہوئے ہیں تیرے پہلو میں موجود ہیں۔ واللہ تیری اطاعت کیے بغیر اگر وہ تیرے شہر سے چلے گئے تو قوت وغلبہ ان کو اور عاجزی وکمزوری تیرے لیے ہے۔ یہ موقع ان کو نہ دینا چاہیے اس میں تیرے لیے ذلت ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ وہ اور ان کے انصار سب تیرے حکم پر سر جھکا دیں۔ اگر تو سزا دے تو تجھے حق ہے سزا کا۔ اگر معاف کر دے تو تجھ کو اختیار ہے۔ واللہ میں تو یہ سنتا ہوں کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ابن سعد دونوں لشکروں کے درمیان رات رات بھر بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا کیا اچھی رائے تو نے دی ہے۔ رائے ہے تو بس یہ ہے۔

ابن زیاد کا جنگ کرنے کا حکم:

پھر ابن زیاد نے ایک خط لکھ کر شمر کو دیا کہا یہ خط لے کر ابن سعد کے پاس جا اسے چاہیے کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے انصار سے کہے کہ وہ سب میرے حکم پر سر جھکا دیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سب کو اطاعت گزاروں کی طرح میرے پاس بھیج دے۔ اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو ان سے قتال کر۔ اگر ابن سعد نے ایسا ہی کیا تو اس کی اطاعت تو بھی کرنا۔ اور اس کی بات کو ماننا۔ اگر اس نے انکار کیا تو ان لوگوں سے تو خود قتال کرنا تو ہی امیر لشکر ہے۔ اور ابن سعد پر حملہ کرنا اس کی گردن مارنا اور سر اس کا میرے پاس بھیج دینا۔ اور ابن سعد کو جو خط ابن زیاد نے لکھا اس کا یہ مضمون تھا۔ میں نے تجھے حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں اس لیے نہیں بھیجا کہ تو ان کے بچانے کی فکر کرے یا ان پر احسان کرے۔ یا ان کی سلامتی منائے یا ان کا سفارشی میرے سامنے بن بیٹھے۔ سن اگر حسین رضی اللہ عنہ اور اور ان کے انصار میرے حکم پر سر جھکا دیں اور گردنیں خم کر دیں تو سب کو طاعت گزاروں کی طرح میرے پاس بھیج دے۔ اگر وہ نہ مانیں تو ان پر اس طرح لشکر کشی کر کہ سب قتل ہو جائیں اور سب کے سر کاٹ لے۔ وہ سب اسی کے سزاوار ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ جب قتل ہو جائیں تو ان کے سینہ پر اور پشت پر سواروں کو دوڑا دے کہ وہ نافرمان مخالف خودسر ظالم ہیں۔ میری دل کی یہ بات نہیں ہے کہ اس سے مرنے کے بعد کچھ ان کو ایذا پہنچے گی۔ لیکن میں انہیں قتل کرتا تو ان کے ساتھ یہ سلوک کرتا اگر ان کے بارے میں تو ہمارے حکم کو جاری کرے گا۔ تجھ کو وہ عوض ملے گا۔ جو ایک فرمانبردار طاعت گزار کو ملنا چاہیے۔ اور اگر تجھے یہ منظور نہیں ہے۔ تو ہماری خدمت سے اور ہمارے لشکر سے علیحدہ ہو جا۔ لشکر کو شمر پر چھوڑ دے۔ ہم نے اسے اپنے احکام بتا دیئے ہیں والسلام۔

شمر کے بھانجوں کے لیے امان:

شمر کو جب یہ خط ملا تو وہ خود اور اس کے ساتھ عبداللہ بن ابی محل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پھوپھی ام البنین بنت حزام علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں ان کے بطن سے عباس و عبداللہ و جعفر و عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ بن ابی محل بن حزام نے کہا خدا امیر کا بھلا کرے۔ ہماری بہن کے بیٹے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ تو مناسب سمجھ تو ان کے لیے امان لکھ دے۔ ابن زیاد نے کہا بسر و چشم کاتب کو حکم دیا اس نے امان کا فرمان لکھ دیا۔

ابن سعد کا جنگ کرنے کا قصد:

عبداللہ نے اپنے غلام آزاد کے ہاتھ جس کا نام کرمان تھا۔ اس حکم کو روانہ کیا۔ کرمان نے وہاں جا کر ان کو بلایا اور کہا تمھارے ماموں نے تمھارے لیے امان بھیجی ہے۔ ان جوانوں نے کہا ہمارے ماموں کو سلام کہنا اور کہہ دینا۔ تم لوگوں کی امان ہمیں چاہیے۔ پسر سمیہ کی امان سے خدا کی امان بہتر ہے۔ شمر جب ابن زیاد کا خط لے کر ابن سعد کے پاس آیا۔ اس نے خط کو پڑھا۔ ابن سعد نے شمر سے کہا۔ وائے ہو تجھ پر تو نے کیا حرکت کی خدا تیرے ہمسایہ سے بچائے۔ خدا غارت کرے یہ کیا تو میرے پاس لے کر آیا ہے۔ واللہ! میرا یہی گمان ہے۔ کہ تو نے ہی اس کی رائے کو پھیر دیا کہ میری تحریر کو نہ مانے۔ جس معاملہ میں اصلاح کی ہم کو امید تھی تو نے اسے بگاڑ دیا۔ واللہ! حسین رضی اللہ عنہ گردن جھکانے والے شخص نہیں ہیں۔ ان کے پہلو میں وہ دل ہے جو برداشت نہیں کر سکتا۔ شمر نے کہا یہ تو بتا تیرا کیا ارادہ ہے۔ اپنے امیر کے حکم پر تو چلے گا۔ اس کے دشمن کو قتل کرے گا؟ یہ نہیں تو لشکر کو مجھ پر چھوڑ

دے۔ ابن سعد نے کہا نہیں تجھے لشکر نہیں مل سکتا۔ میں خود یہ کام کروں گا۔ شمر نے کہا پھر تمہیں کرو۔[1] ابن سعد اب لشکر لے کر چلا یہ محرم کی نویں تاریخ تھی۔ پنجشنبہ کا دن شام کا وقت تھا۔ شمر آ کر انصار حسینؓ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا ہم لوگوں کی بہن کے بیٹے کہاں ہیں۔ یہ سن کر عباس و جعفر و عثمان بن علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ کہا تجھے کیا کام ہے کیا کہتا ہے۔ کہا میری بہن کے فرزندو' تمہارے لئے امان ہے۔ ان تو جوانوں نے جواب دیا خدا کی تجھ پر لعنت' تیری امان پر لعنت تو جو ہمارا ماموں ہے۔[2] تو ہم کو امان دیتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کو امان نہیں ابن سعد نے اب ندا کی ''اے فوج خدا کے سوار و گھوڑوں پر چڑھو اور خوش ہو''۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت:

نماز عصر کے بعد اپنے لوگوں کو لے کر سوار ہوا اور ان لوگوں پر چڑھائی کر دی۔ اس وقت حسین رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ کے سامنے اس ہیئت سے بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں گھٹنے بلند تھے اور تلوار پر ٹیکے ہوئے تھے۔ آپ نے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ آپ کی بہن زینب رضی اللہ عنہا سے شور کی آواز سنی تو بھائی کے پاس آئیں۔ کہا بھائی آپ نے سنا کہ لوگوں کی آوازیں قریب سے آ رہی ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ نے زانو سے سر اٹھایا اور کہا میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں تم ہمارے پاس آ جاؤ گے۔ بہن نے یہ سن کر اپنے منہ کو پیٹ لیا اور کہا وائے۔ آپ نے کہا۔ تم پر وائے نہیں ہے۔ بہن خدا تم پر رحم کرے چپ رہو۔

عباس بن علی رضی اللہ عنہ:

عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی وہ لوگ آ پڑے۔ یہ سن کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہا میں تم پر فدا ہو جاؤں گھوڑے پر سوار ہو۔ بھائی ان لوگوں سے جا کر ملو' پوچھو تم کیا چاہتے ہو تمہارا ارادہ کیا ہے۔ ادھر آنے کا کیا سبب ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ کوئی بیس سواروں کو ساتھ لے کر جن میں زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر بھی تھے ان لوگوں کے پاس آئے۔ کہا تمہارا ارادہ کیا ہے۔ تمھارے جی میں کیا آئی ہے۔ ان لوگوں نے کہا۔ امیر کا یہ حکم آیا ہے کہ تم لوگوں سے کہہ دیں کہ اس کے حکم پر تم جھکا دو نہیں تو ہم تم سے لڑیں گے۔ عباس نے کہا ذرا ٹھہرو میں ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر جو کچھ تم کہتے ہو ان سے عرض کر دوں۔ یہ لوگ ٹھہر گئے اور کہنے لگے۔ جاؤ ان کو خبر کر دو۔ پھر ہم سے آ کر بیان کرو کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ عباس رضی اللہ عنہ گھوڑا اڑا کر حسین رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خبر لے کر چلے اور ان کے سب انصار ان لوگوں سے گفتگو کرنے کو ٹھہرے رہے۔ ابن مظاہر رضی اللہ عنہ نے زہیر رضی اللہ عنہ سے کہا چاہو تم ان لوگوں سے گفتگو کر دیا کہو تو میں کچھ کہوں۔ زہیر نے کہا تمہیں نے یہ ذکر نکالا ہے تمہیں ان سے گفتگو کرو۔ حبیب نے ان لوگوں سے خطاب کر کے کہا سنو کل کے دن خدا کے جو لوگ آئیں گے۔ واللہ بہت برے وہی لوگ ٹھہریں گے۔ جنھوں نے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کو' ان کی عزت کو' ان کے اہل بیت کو اور اس شہر کے عابدوں کو قتل کیا ہوگا۔ جن کی صبح عبادت میں گذرتی ہے جن کی زبان پر ذکر خدا جاری رہتا ہے یہ سب کر غررہ بن قیس بولا۔ تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے نفس کو پاک رکھو۔

زہیر بن قین اور عزرہ کی گفتگو:

زہیر نے اس سے کہا اے عزرہ خدا نے ان کے نفس کو پاک کیا ہے انہیں ہدایت کی ہے۔ اے عزرہ خدا سے ڈر۔ میں تیری خیر

---

[1] اس کے بعد یہ فقرہ ہے وکن انت علی الرجال ابن اثیر نے بھی اسے چھوڑ دیا ہے۔
[2] عرب اپنی ننھیال والوں کو ماموں کہتے ہیں۔

خواہی کا کلمہ کہتا ہوں۔اے عزرہ خدا کے واسطے ان نفوس زکیہ کے قتل میں ان لوگوں کے ساتھ تو شریک نہ ہو۔ جو اس ضلالت کے بانی ہیں۔عزرہ نے کہا اے زہیر اہل بیت کے شیعوں میں سے ہم تجھ کو نہیں جانتے تھے تو عثمانؓ والوں میں تھا۔ زہیر نے کہا مجھے اس مقام پر دیکھ کر بھی کیا تو نہیں سمجھتا کہ میں انہیں لوگوں میں سے ہوں۔ سن خدا نہ میں نے کبھی کوئی خط ان کو لکھا نہ کبھی کوئی قاصد ان کے پاس بھیجا نہ کبھی ان سے نصرت کا وعدہ میں نے کیا۔ ہوا یہ کہ راہ میں ان سے مجھ سے ملاقات ہوگئی۔ان کو دیکھ کر مجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے۔اور ان کا مرتبہ جو ان کے رشتہ سے ہے اس کا خیال آ گیا۔اور میں سمجھ گیا کہ یہ کن دشمنوں میں اور تمھارے جرگہ کے لوگوں میں جارہے ہیں۔بس میری رائے یہ ہوء کہ ان کی نصرت کروں۔ان جرگہ میں شریک ہو جاؤں۔اپنی جان ان کی جان پر فدا کردوں تا کہ جس حق خدا وحق رسول خدا کو تم نے ضائع کر دیا ان کی حفاظت کروں۔

ایک رات کی مہلت:

اتنے میں عباس بن علی رضی اللہ عنہ گھوڑے کو ایڑ کرتے ہوئے ان لوگوں تک آ پہنچے اور کہا اے لوگو! ابو عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ تم سے اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ اس وقت تم سب واپس ہو جاؤ۔ کہ وہ اس باب میں غور کر لیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ ابھی تک تمہارے اور ان کے درمیان ان باب میں گفتگو نہیں ہوئی تھی۔کل صبح کو انشاء اللہ پھر ہم لوگ ملیں گے۔ یا تو جس بات کو تم چاہتے ہو اور سلوک تمہیں منظور ہے ہم اس پر راضی ہو جائیں گے یا ہمیں یہ بات ناگوار ہوگی تو انکار کر دیں گے' اس سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت ان لوگوں کو ٹال دیں۔ جو کچھ کہنا سننا ہو کہہ سن لیں۔اپنے اہل بیت سے وصیت کر لیں۔عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے آ کر جب یہ بات کہی تو ابن سعد نے شمر سے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے۔شمر نے کہا تیری جو رائے ہو۔تو امیر لشکر ہے تیری جو رائے ہو بس وہی رائے ہے[1] ابن سعد اب لوگوں کی طرف متوجہ ہوا۔ان سے پوچھا تمھاری کیا رائے ہے۔ یہ سن کر عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا۔ سبحان اللہ۔اگر یہ لوگ کفار دیلم سے ہوتے اور تجھ نے یہی سوال کرتے تو واللہ تجھے قبول کر لینا چاہیے تھا۔قیس بن اشعث نے کہا۔ یہ بات ان کی مان لے۔اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کل صبح کو یہ لوگ تجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ابن سعد نے کہا اگر یہ مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ لڑیں گے تو میں اس وقت مہلت نہ دوں۔اور عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے جب حسین رضی اللہ عنہ سے یہ آ کر تھا کہ ابن سعد ایسا ایسا کہتا ہے تو آپ نے کہا تھا تم پھر پلٹ کر جاؤ تم نے ہو سکے تو ان لوگوں کو کل صبح پر ٹال دو اور آج کی شام کے لئے ان کو ہم سے دفع کرو۔آج کی رات ہم اپنے پروردگار کی عبادت کر لیں۔اس سے دعا کر لیں۔اس سے مغفرت طلب کر لیں۔خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی عبادت کو اس کی کتاب کی تلاوت کو دعا و استغفار کی کثرت کو میں دوست رکھتا تھا۔علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ابن سعد کے پاس سے ایک قاصد ہم لوگوں کے پاس آیا اور ایسے مقام پر کھڑا ہو گیا جہاں سے آواز سنائی دیتی تھی اور کہا ہم نے تم لوگوں کل صبح تک کی مہلت دی ہے۔اگر تم اطاعت کر لو گے تو تم کو اپنے امیر ابن زیاد کے پاس ہم روانہ کر دیں گے۔اگر تم انکار کرو گے تو پھر ہم تم کو نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اپنے ہمراہیوں کو جانے کی اجازت:

ابن سعد جب لشکر کو لے کر واپس گیا ہے۔اس وقت شام ہونے کو تھی۔تو حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے انصار کو جمع کیا۔علی بن

---

[1] اس مقام پر ابن سعد کا یہ قول ہے قرأت ان لاکون۔ابن اثیر نے اسے چھوڑ دیا ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ دیکھ کر آپ کے قریب چلا گیا کہ سنوں کیا فرماتے ہیں۔ اور میں بیمار تھا۔ میں نے سنا کہ میرے والد اپنے انصار سے فرما رہے ہیں۔ میں خدائے تبارک وتعالےٰ کی بہترین حمد وثنا میں بجالاتا ہوں۔ اور راحت ومصیبت میں اس کا شکر ادا کرتے ہوں۔ خداوندا میں تیرا شکر بجالاتا ہوں۔ کہ تو نے ہم لوگوں کو نبوت کی کرامت دی۔ تو نے ہم کو قرآن کی تعلیم دی۔ تو نے ہم کو علم دین عطا کیا۔ تو نے ہم کو سماعت وبصارت ودل دیا۔ تو نے ہم کو مشرکوں میں شمار نہ ہونے دیا۔ ان کے بعد مجھے یہ کہنا ہے کہ اپنے انصار سے افضل وبہتر انصار اور اپنے اہل بیت سے زیادہ وفادار وفرماں بردار اہل بیت میں نے نہیں دیکھے۔ سنو میں سمجھ چکا ہوں کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں صبح کو ہم لوگوں کی قضا ہے۔ سنو! تم سب کے سب باب میں میری یہ رائے ہو چکی ہے۔ میری اجازت سے تم سب چلے جاؤ۔ میری طرف سے کوئی روک تم پر نہیں ہے۔ دیکھو رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے اسے غنیمت سمجھو۔

ضحاک بن عبداللہ اور مالک بن نضر:

اس سے کچھ پیشتر ضحاک بن عبداللہ اور مالک بن نضر دو شخص آپ کے پاس آئے سلام کر کے بیٹھ گئے۔ آپ نے جواب سلام دے کر خیر مقدم کیا آنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے کہا ہم اس لئے آئے کہ آپ کو سلام کر لیں۔ آپ کی سلامتی کی دعا خدا سے مانگیں۔ آپ سے ملاقات کر لیں۔ لوگوں کی حالت آپ نے بیان کریں سنیئے ہم آپ سے کہے دیتے ہیں سب لوگ آپ سے لڑنے پر آمادہ ہیں آپ اپنے لئے کچھ فکر کریں۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا حسبی الله ونعم الوکیل۔ دونوں شخص کچھ شرمندہ ہوئے۔ خدا سے آپ کے لئے دعا مانگنے لگے۔ آپ نے کہا میری نصرت کو تمھیں کیا امر مانع ہے۔ مالک نے کہا میں قرضدار ہوں صاحب عیال ہوں۔ ضحاک نے کہا میں بھی قرضدار وعیال دار ہوں۔ لیکن جب کوئی لڑنے والا نہ رہے تو مجھے واپس جانے کی اجازت دے دیجئے گا۔ پھر میں آپ کی طرف سے قتال بھی کروں گا اگر دیکھوں گا کہ میرا نصرت کرنا آپ کے لئے نافع ہے۔ اور آپ کی مصیبت کو میں دفع کر سکتا ہوں۔ آپ نے کہا تم کو اجازت ہے۔ یہ سن کر ضحاک کہتا ہے میں وہیں ٹھہرا رہا۔

آل عقیل کا جذبہ جہاد:

جب شب آئی۔ آپ نے کہا دیکھو رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اسے غنیمت سمجھو۔ تم میں سے ایک ایک شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لے۔ پھر جب تک کہ اطمینان دے تم سب اپنے اپنے قصبوں' میں شہروں نکل جاؤ۔ یہ لوگ میرے ہی طلب گار ہیں۔ مجھے قتل کر لیں گے۔ تو پھر کسی اور کا خیال بھی نہ کریں گے۔ یہ سن کر آپ کے بھائی بیٹے بھتیجے بھانجے سب کہنے لگے۔ ہم سے یہ نہ ہوگا کہ آپ کے بعد ہم زندہ رہیں' خدا وہ دن ہمیں نہ دکھائے۔ سب سے پہلے عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے یہ کلمہ کہا پھر سب نے اسی طرح کے کلام کیے۔ حسین علیہ السلام نے پکار کر کہا۔ اے اولاد عقیل مسلم کا قتل ہونا تمھارے لئے کافی ہے۔ تم چلے جاؤ میں اجازت دیتا ہوں۔ انھوں نے کہا لوگ کیا کہیں گے' یہی کہیں گے نہ کہ ہم اپنے بزرگ اپنے سردار اور ان کے ساتھ اپنے بنی عم کو جو بہترین عم تھے چھوڑ کر چلے آئے نہ ان کے ساتھ شریک ہو کر ایک لگایا نہ برچھی کا وار کیا نہ کوئی تلوار کا ہاتھ مارا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان پر کیا گزری۔ ہرگز نہیں۔ واللہ! ہم سے یہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہم اپنی جانیں' اپنا مال اپنے اہل عیال کو آپ پر فدا کر دیں گے۔ آپ کے ساتھ شریک ہو کر قتال کریں گے جو آپ کا حال ہو وہی ہمارا بھی ہو۔ خدا وہ زندگی نہ دے جو آپ کے بعد ہو۔

مسلم بن عوسجہ اور سعد بن عبداللہ کا استقلال:

مسلم بن عوسجہ اسدی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور ابھی خدا کے سامنے آپ کے حق سے ہم ادا نہیں ہوئے۔ ہاں واللہ جب تک میری برچھی ان لوگوں کے سینہ میں ٹوٹ کر نہ رہ جائے۔ جب تک قبضہ میرے ہاتھ میں ہے تلواریں ان کی نہ مارلوں۔ میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ اگر ان سے لڑنے کے لئے ہتھیار میرے پاس نہ ہوتے تو میں آپ کی نصرت میں انہیں پتھر مار مار کر آپ ہی کے ساتھ مر جاتا۔ سعد بن عبداللہ نے کہا واللہ ہم آپ کو چھوڑ کر نہ جائیں گے۔ خدا یہ تو دیکھ لے کہ رسول اللہ کی غیبت میں ہم نے آپ کی ایسی حفاظت کی۔ واللہ اگر میں جانتا کہ میں قتل ہو جاؤں گا۔ پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ پھر جیتا جلا دیا جاؤں گا۔ پھر میری خاکستر اڑا دی جائے گی۔ ستر مرتبہ یہی حالت مجھ پر گذرے گی۔ تو جب بھی آپ کی نصرت میں جب تک مجھے موت نہ آ جاتی آپ سے جدا نہ ہوتا۔ اور اب تو ایک ہی دفعہ قتل ہو جانا ہے۔ اور اس میں وہ شرف وکرامت ہے جسے ابد تک زوال نہیں۔ پھر میں اسے کیوں نہ حاصل کروں۔

زہیر بن قین کی استقامت:

زہیر بن قین نے کہا واللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ پھر قتل کیا جاؤں۔ اسی طرح ہزار دفعہ قتل ہوں کہ خدا آپ کو اور آپ کے اہل بیت میں ان نوجوانوں کو بچا لے۔ اسی طرح ایک ہی طرز کے کلام آپ کے انصار میں ایک جماعت نے کئے۔ کہتے تھے واللہ آپ کو ہم چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ بلکہ اپنی جانیں آپ پر فدا کریں گے۔ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی گردنوں سے اپنی پیشانیوں سے آپ کو بچائیں گے۔ ہم قتل ہو جائیں تو وہ حق جو ہم پر ہے فدا اور وفا ہو جائے۔

امام زین العابدین کا بیان:

علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسی شام کا ذکر ہے۔ جس کی صبح کو میرے والد قتل ہوں گے۔ میں بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی زینب رضی اللہ عنہا میری تیمارداری میں مصروف تھیں جب کہ میرے والد نے اپنے انصار کے ساتھ اپنے خیمہ میں میں تخلیہ کیا تھا۔ اس وقت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد حولی آپ کے پاس تلوار کو دیکھ بھال کر درست کر رہے تھے۔ اور آپ اس مضمون کے شعر پڑھ رہے تھے:

"اے دہر ناپائدار تجھ پر وائے ہو۔ کیا برا دوست ہے تو۔ کہ ہر صبح وشام کسی دوست یا دشمن کو مار رکھتا ہے ایک کے عوض میں دوسرے کو قبول نہیں کرتا۔ اور یہ سب حکم خدا سے ہوتا ہے اور جو زندہ ہے اسے اس رستہ جانا ہے"۔

ان اشعار کو آپ نے دو تین دفعہ پڑھا۔ میں سمجھا اور میں جان گیا جو ارادہ آپ نے کیا تھا۔ مجھے بے اختیار رونا آیا۔ میں نے آنسوؤں کو ضبط کر لیا۔ خاموش رہا سمجھ گیا کہ مصیبت ٹوٹ پڑی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی آہ وزاری:

مگر میری پھوپھی نے بھی ان اشعار کو سن لیا۔ عورتوں کی طبیعت میں رقت اور بے صبری ہوتی ہے۔ خود کو سنبھال نہ سکیں۔ برہنہ سر دوڑیں چادر کو کھینچتی ہوئی آپ کے پاس پہنچیں۔ کہنے لگیں "وامصیبتاہ" ارے آج مجھے موت آ گئی ہوتی۔ اے بزرگوں کے جانشین اے درماندوں کے شفیق بس آج میری ماں فاطمہ مر گئیں۔ میرے باپ نے میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے آج رحلت کی'

آپ نے ان کی طرف دیکھا' کہنے لگے۔ پیاری بہن دیکھو' کہیں شیطان تمہارے حلم کو زائل نہ کر دے۔ کہنے لگیں۔ یا ابا عبداللہ میرے ماں باپ تم پر فدا میری جان تم پر فدا' تم نے قتل ہونا گوارا کر لیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا دلاسہ:

یہ سن کر آپ نے طبیعت کو سنبھالا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا کہ موت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ کہا ہائے بھائی کیا تمہیں مجبور کر کے قتل کریں گے۔ اس سے تو اور بھی میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ میرے دل پر سخت قلق گذر رہا ہے۔ یہ کہہ کر منہ کو پیٹا۔ گریبان کو پھاڑ ڈالا۔ غش کھا کر گر پڑیں۔ بہن کا یہ حال دیکھ کر آپ کھڑے ہو گئے ان کے پاس آ کر چہرہ پر پانی چھڑکا کہا۔ پیاری بہن خدا کا خوف کرو خدا کے لیے صبر کرو۔ اس بات کو سمجھو کہ روئے زمین پر سب مرنے والے ہیں۔ اہل آسمان بھی باقی نہ رہیں گے۔ بس اللہ کی ذات کے سوا جس نے اپنی قدرت سے اس زمین کو پیدا کیا ہے اور جو پھر خلق کو زندہ کرے گا اور سب کے سب واپس آ جائیں گے اور جو یگانہ وتنہا ہے۔ سب چیزیں مٹ جانے والی ہیں۔ میرے باپ مجھ سے بہتر تھے۔ میری ماں تجھ سے بہتر تھیں۔ میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے اور مجھے ان سب کو اور ہر مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے تسکین ہونی چاہیے۔ اسی طرح کے کلمے کہہ کر آپ نے انہیں سمجھایا۔ پھر کہا پیاری بہن میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ میری اس قسم کو پورا کرنا۔ میں مر جاؤں تو میرے غم میں گریبان کو چاک نہ کرنا۔ منہ کو نہ پیٹنا۔ ہلاکت وموت کو نہ پکارنا۔ یہ کہہ کر آپ انہیں اپنے ساتھ لائے اور میرے پاس لا کر بٹھا گئے۔ پھر آپ خیمہ سے باہر چلے گئے۔ انصار کو حکم دیا کہ خیموں کو قریب قریب اس طرح نصب کریں کہ طنابوں کے اندر طنابیں آ جائیں (خیموں کا ایک حلقہ سا بن جائے) سب لوگ خود اس حلقہ کے درمیان رہیں۔ بس ایک رخ جدھر سے دشمن آنے والے ہیں کھلا رہنے دیں۔

حسینی رضی اللہ عنہ قافلہ کی عبادت گذاری:

حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب تمام رات بیدار رہے۔ سب نمازیں پڑھا کیے' استغفار کرتے رہے۔ دعا وتضرع میں مشغول رہے۔ سواروں کا ایک رسالہ جو ان لوگوں کی نگہبانی کرنے کو دشمن کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔ ادھر سے گذرا۔ اس وقت آپ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوٓا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَآ أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ...... ﴾

''ہاں جو لوگ کافر ہو گئے وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں اس میں ان کے لیے بہتری ہے۔ ہم تو اس لیے انہیں ڈھیل دے رہے کہ اور بھی گناہوں میں مبتلا ہو جائیں۔ ان کے لیے تو ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ خدا یہ نہیں کرے گا کہ تم لوگ جس حال میں ہو اسی حالت میں مومنین کو رہنے دے۔ وہ پاک وناپاک دونوں کو جدا کر کے رہے گا''۔

ابوحرب کی بدکلامی:

اس آیت کو رسالہ کے لوگوں میں سے ایک شخص نے سنا اور کہنے لگا۔ قسم ہے رب کعبہ کی ہمیں لوگ پاک ہیں۔ اور تم لوگوں

سے ہم جدا کر لیے گئے ہیں۔ ایک شخص نے اسے پہچان کر بریر سے پوچھا۔ جانتے ہو یہ کون شخص ہے کہا میں نہیں جانتا۔ کہا یہ ابوحرب سبیعی ہے۔ اور یہ شخص بڑا ہنسنے والا بے ہودہ شرفاء میں بڑا دلیر وسفاک ہے۔ سعید بن قیس نے اسے خون کرنے پر کبھی قید بھی کیا تھا۔ بریر نے اس کا نام سن کر پکارا۔ او فاسق تجھ کو خدا نے پاک لوگوں میں شمار کیا۔ پوچھا تو کون ہے۔ کہا بریر بن خضیر ہوں میں۔ کہنے لگا انا للہ۔ یہ بات مجھ پر شاق ہے۔ اے بریر واللہ تو ہلاک ہوا۔ واللہ تو ہلاک ہوا۔ بریر نے کہا اے ابوحرب خدا کے سامنے اپنے گناہان کبیرہ سے توبہ کر لینے کا ہی تو موقع ہے۔ سن واللہ! ہم سب پاک لوگوں میں ہیں اور تم سب ناپاک ہو کہنے لگا (تمسخر سے) وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ یعنی ہاں ہاں میں بھی گواہوں میں ہوں۔ ایک شخص نے کہا وائے ہو تجھ پر جان کر بھی تو نہیں سمجھتا[1]

حسینی رضی اللہ عنہ لشکر کی ترتیب:

ابن سعد روز عاشورا شنبہ کا دن تھا یا جمعہ صبح کی نماز جب پڑھ چکا تو اپنی فوج کو ساتھ لے کر نکلا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے انصار کی صفیں جمائیں۔ ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ آپ کے ساتھ بتیس سوار تھے اور چالیس پیادے۔ آپ نے میمنہ پر زہیر بن قین کو میسرہ پر حبیب بن مظاہر کو مقرر کیا اور اپنا علم اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو دیا۔ خیموں کو پشت پر رکھا۔ اور خیموں کے پیچھے آپ نے حکم دیا کہ لکڑیاں اور بانس جمع کر کے اس میں آگ لگا دی جائے۔ خوف یہ تھا کہ دشمن پیچھے سے نہ حملہ کریں۔ حسین علیہ السلام کے خیموں کے پیچھے زمین پست تھی جیسے ایک پتلی سی نہر کھدی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی کو شب کے وقت سب نے کھود کر خندق سا بنا لیا تھا۔ اس میں لکڑیاں اور بانس ڈال دیئے تھے کہ جب صبح کو دشمن ہم پر حملہ کریں گے تو اس میں آگ لگا دیں گے کہ دشمن ہم سے ایک ہی رخ سے لڑیں۔ پیچھے سے وہ ہم پر حملہ نہ کر سکیں۔ یہی احتیاط انہوں نے کی اور ان کے کام بھی آئی۔ ابن سعد نے جب آپ پر چڑھائی کی ہے تو اس کے ساتھ ایک ربع اہل مدینہ تھے۔

ابن سعد کے لشکر کی صف بندی:

ان کا رئیس عبداللہ ابن زہیر ازدی تھا۔ ایک ربع قبیلہ مذحج واسد کے لوگ تھے ان کا سردار عبدالرحمٰن بن ابی سیرہ تھا۔ ایک ربع قبیلہ ربیعہ وکندہ کے لوگ تھے۔ ان کا سردار قیسا بن اشعث تھا۔ ایک ربع قبیلہ تمیم وہمدان کے لوگ تھے۔ ان کا سردار حر تھا۔ حر کے سوا یہ سب لوگ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے۔ ایک حر تھا کہ ان لوگوں سے جدا ہو کر حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چلا آیا اور آپ کے ساتھ قتل ہوا۔ ابن سعد نے اپنے میمنہ پر عمرو بن حجاج کو مقرر کیا۔ میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن ابن شرحیل بن اعور بن عمر بن معاویہ بن کلاب کو متعین کیا۔ رسالہ عزرہ بن قیس کو دیا۔ پیادے شبث بن ربعی کے حوالے کیے اور اپنے غلام آزاد درید کو لشکر کا علم دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدربہ اور بریر بن حضیر:

جب یہ لوگ آپ سے قتال کے لیے بڑھے تو آپ نے حکم دیا کہ بڑا خیمہ نصب کیا جائے۔ نصب کر دیا گیا۔ حکم دیا کہ بڑے

---

[1] اس کے بعد کچھ تمسخر آمیز عبارت ہے شاید اسی عبارت کے سبب سے ابن اثیر نے یہ ساری روایت ہی چھوڑ دی۔ قَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَنْ يُنَادِمُ يَزِيْدَ بْنَ عَذْرَةَ الْعَنَزِيَّ مِنْ عَنَزِبْنِ وَائِلٍ قَالَ هَا هُوَ ذَا مَعِيْ قَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَنْتَ سَفِيْهٌ. اس کے بعد ابوحرب واپس ہو گیا اور شب کو جو رسالہ ان لوگوں کی نگہبانی کے لیے مقرر تھا۔ عزرہ بن قیس احمسی اس کا سردار تھا۔

کاسہ میں مشک حل کیا جائے۔ حل کیا گیا۔ اب خیمہ کے اندر آپ نورہ لگانے کے لیے گئے۔ آپ کے انصار بھی نورہ لگانے کے لیے بڑھے۔ عبدالرحمٰن بن عبدربہ انصاری یہ چاہتے تھے کہ آپ کے بعد سب سے پہلے میں نورہ لگاؤں۔ اور بریر کہتے تھے پہلے میں لگاؤں گا۔ خیمہ کے در پر دونوں کا شانہ سے شانہ لڑ گیا۔ بریر عبدالرحمٰن سے کچھ مزاح کرنے لگے۔ عبدالرحمٰن نے کہا مجھے معاف رکھیے۔ واللہ بیہودہ باتوں کا یہ وقت نہیں ہے۔ بریر نے کہا میری قوم کے سب لوگ واللہ اس امر سے خوب واقف ہیں۔ کہ نہ جوانی میں مجھے بیہودہ باتوں سے رغبت تھی نہ بڑھاپے میں کبھی رغبت ہوئی۔ لیکن واللہ اب جو واقعہ ہم لوگوں پر گذرنے والا ہے۔ میں اس کے خیال سے خوش ہو رہا ہوں۔ ہمیں حوریں ملنے میں واللہ بس اتنی ہی دیر ہے کہ یہ لشکر والے تلواریں کھینچ کر ہم پر آ پڑیں اور مجھے تو آرزو ہے کہ وہ تلواریں کھینچ کر ہم سب پر آ پڑیں۔ غرض جب آپ نورہ سے فراغت کر چکے تو سب انصار نے خیمہ کے اندر آ کر نورہ لگایا۔ اب آپ سوار ہوئے اور قرآن منگا کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ آپ کے پیش نظر آپ کے انصار نے بہت شدید جنگ کی۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ لوگ قتل ہو گئے۔ تو میں وہاں سے سرک گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی دعا:

ایک روایت یہ ہے کہ صبح کے وقت دشمنوں کا رسالہ جب حسین کی طرف بڑھا۔ تو آپ نے دونوں ہاتھ اپنے بلند کیے اور کہا۔ ''خداوندا ہر مصیبت میں مجھے تجھ پر بھروسہ ہے۔ ہر طرح کی سختی میں تجھی سے مجھ کو امید ہے۔ جو بلا مجھ پر نازل ہوا اس میں تیرا ہی سہارا ہے۔ تجھی پر بھروسہ ہے کتنی ہی آفتیں اس طرح کی پیش آئیں۔ جس میں دل بیٹھ جائے۔ جس کا کوئی چارہ کار نہ ہو۔ جس میں دوست ساتھ نہ دے۔ جس میں دشمن خوشی منائے۔ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا۔ تجھ سے اپنا درد دل کہا۔ تیرے سوا کسی سے کہنے کو دل نہ چاہا۔ تو نے آفتوں کو ٹال دیا دفع کر دیا۔ بس ہر نعمت کا بخشنے والا' ہر نیکی کا عطا کرنے والا' ہر مراد کا دینے والا تو ہے۔

شمر بن ذی الجوشن کی بدکلامی:

جب وہ لوگ ادھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پس پشت آگ بھڑک رہی ہے۔ ایک شخص ان میں گھوڑا دوڑاتا ہوا ادھر سے گذرا۔ اس نے کسی سے کچھ بات نہیں کی۔ سیدھا خیموں کی طرف گیا۔ دیکھا تو آگ کے شعلوں میں اسے خیمے دکھائی نہیں دیئے۔ وہاں سے پلٹا اور پکار کر کہنے لگا۔ حسین رضی اللہ عنہ! قیامت سے پیشتر دنیا ہی میں تم نے نار میں جانے کی جلدی کی۔ آپ نے پوچھا یہ کون شخص ہے شاید شمر بن ذی الجوشن ہوگا۔ لوگوں نے کہا' ہاں! وہی ہے خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ نے جواب میں کہا۔ او! بکریاں چرانے والی کے بچے نار میں جلنے کا سزاوار تو ہے۔

جنگ میں پہل کرنے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ممانعت:

مسلم بن عوسجہ نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ ﷺ میں آپ پر فدا ہو جاؤں کہیے تو اسے تیر ماروں میری زد پر ہے۔ تیر خطا نہ کرے گا۔ یہ فاسق بہت بڑے جباروں میں سے ہے۔ آپ نے کہا تیر نہ مارنا ابتداء ادھر سے کرنا مجھے گوارا نہیں۔ اور آپ کے ساتھ ایک گھوڑا تھا۔ اس کا نام لاحق تھا۔ اس گھوڑے پر علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو سوار کیا۔ دشمن جب آ پڑے تو آپ نے اپنے ناقہ کو طلب کیا۔ اس پر سوار ہوئے۔ اور بہت بلند آواز سے پکار کر کہا جسے سب لوگوں نے سنا۔ لوگو! میری بات سن لو۔ میرے ساتھ جلدی نہ کرو۔ جو باتیں تم سے کہنا ضروری ہیں۔ مجھے کہہ لینے دو۔ اور تم لوگوں کے پاس چلے آنے کا عذر مجھے کر لینے دو۔ اگر تم میرا عذر مان لو گے۔ میری

بات کو سچ سمجھو گے۔ میرے ساتھ انصاف کرو گے۔ تو تم نیکی حاصل کرو گے۔ اور پھر مجھ پر الزام نہ دھر سکو گے اور اگر تم میرا عذر نہیں مانتے اور میرے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔

﴿فَاجْمَعُوْا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَاءَ كُمْ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنَ. اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ﴾

''یعنی پھر جو تمہارا ارادہ ہو اس پر آمادہ ہو جاؤ۔ اپنے شرکاء کو پکار و اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اب کوئی تردد تم کو نہیں۔ پھر میرے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتے ہو کر گذرو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ میرا تو سہارا خدا پر ہے۔ جس نے کتاب کو نازل کیا ہے۔ وہی تو نیک بندوں کو دوست رکھتا ہے''۔

آپ کا یہ کلام آپ کی بہنوں نے جب سنا تو چلا چلا کر رونے لگیں۔ ان کی آوازیں بلند ہوئیں آپ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہ اور اپنے فرزند علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا کہا کہ انہیں چپ کراؤ۔ ابھی تو انہیں بہت رونا ہے۔ یہ دونوں صاحب جب ان کے خاموش کرانے کے لیے چلے گئے تو آپ نے کہا ''ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کیا بات کہی تھی'' یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو منع کیا تھا کہ اہل حرم کو ساتھ نہ لے جایئے۔ اب ان کے رونے کی آواز سن کر آپ کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا یاد آ گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطبہ:

جب اہل حرم کے رونے کی آواز موقوف ہوگئی تو آپ نے حمد و ثنائے الٰہی کی اور اس کی شان کے لائق اس کا ذکر کیا۔ اور اللہ کی صلوات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے ملائکہ اور انبیاء کے آل پر بھیجی۔ حمد و نعت میں خدا جانے کیا کیا باتیں آپ نے کیں۔ بیان میں اس کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ راوی کہتا ہے میں نے کسی کی ایسی فصیح و بلیغ تقریر نہ اس سے پہلے کبھی سنی تھی نہ اس کے بعد کبھی سنی۔ اس کے بعد آپ نے کہا۔ ''میرے خاندان کا خیال کرو کہ میں کون ہوں۔ پھر اپنے اپنے دل سے پوچھو اور غور کرو کہ میرا قتل کرنا' میری ہتک حرمت کرنا کیا تم لوگوں کے لیے حلال ہے۔ کیا میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ نہیں ہوں۔ کیا میں ان کے وصی و ابن عم کا فرزند نہیں ہوں۔ جو کہ خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے اور خدا کے پاس سے اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو احکام لے کر آیا انھوں نے اس کی تصدیق کی۔ کیا سید شہداء حمزہ رضی اللہ عنہ میرے والد کے چچا نہیں ہیں۔ کیا جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ذوالجناحین میرے چچا نہیں ہیں۔ کیا تم میں سے کسی نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں جوانانِ اہل بہشت کے سردار ہیں۔ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں یہ حق بات ہے۔ اگر تم میری تصدیق کرو گے تو سن لو واللہ! جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا کہ جھوٹ بولنے والے سے خدا بیزار ہوتا ہے اور جھوٹ بنانے والے کو اس کے جھوٹ سے ضرر پہنچتا ہے۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

اگر تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو سنو! تم میں سے ایسے لوگ موجود ہیں۔ ان سے تم پوچھو تو وہ بیان کریں گے۔ جابر بن عبداللہ انصاری یا ابوسعید خدری یا سہل بن سعد ساعدی یا زید بن ارقم یا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر دیکھو۔ یہ لوگ تم سے بیان کریں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کہتا سنا ہے۔ کیا یہ امر بھی میرا خون بہانے میں تم لوگوں کو مانع نہیں ہے۔

شمر نے کہا یہ خدا کی عبادت ایک ہی رخ سے کرتے ہیں۔ خدا جانے کیا کہہ رہے۔ حبیب بن مظاہر نے جواب دیا۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ تو خدا کی عبادت ستر رخ سے کرتا ہے۔ بے شک تو سچ کہتا ہے۔ تیری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ خدا نے تیرے دل پر مہر کر دی ہے۔

پھر آپ نے ان لوگوں سے کہا تمہیں اس بات میں اگر شک ہے تو کیا اس امر میں بھی شک ہے کہ میں تمہارے نبی ﷺ کا نواسہ ہوں۔ واللہ! اس وقت مشرق سے مغرب تک میرے سوا کوئی شخص تم میں سے ہو۔ یا تمہارے سوا ہو کسی نبی ﷺ کا نواسہ نہیں ہے اور میں تو خاص کر تمہارے نبی ﷺ کا نواسہ ہوں یہ تو بتاؤ کیا تم اس لیے میرے درپے ہو کہ میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے۔ یا تمہاری کسی مال کو ڈبو دیا ہے۔ یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے اس کا قصاص مجھ سے چاہتے ہو۔

اب کوئی آپ کی بات کا جواب ہی نہیں دیتا تھا۔ آپ نے پکار کر کہا: ''اے شبث بن ربعی' اے حجار بن الجبر اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا کہ میوے پک گئے ہیں۔ باغ سرسبز ہو رہے ہیں۔ تالاب چھلک رہے ہیں۔ آپ کی نصرت کے لیے لشکر یہاں آراستہ ہیں آئیے۔

ان لوگوں نے جواب دیا ہم نے نہیں لکھا تھا۔ آپ نے کہا نہیں واللہ! تم نے لکھا تھا۔ لوگو! میرا آنا تمہیں ناگوار ہوا ہو تو دنیا میں کسی گوشہ امن کی طرف مجھے چلا جانے دو' قیس بن اشعث نے کہا آپ اپنے قرابت داروں کے حکم پر کیوں نہیں سر جھکا دیتے۔ یہ سب آپ سے اسی طرح پیش آئیں گے جیسا آپ چاہتے ہیں۔ ان کی طرف سے کوئی امر آپ کے ناگوار خاطر ہرگز ظہور میں نہ آئے گا۔ آپ نے جواب دیا۔ آخر تو محمد بن اشعث کا بھائی ہے اب تو یہ چاہتا ہے کہ مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کے خون سے بڑھ کر بنی ہاشم کو تجھ سے مطالبہ ہو۔ واللہ! میں ذلت کے ساتھ ان لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینے والا' نہ غلاموں کی طرح اطاعت کا اقرار کرنے والا ہوں:

عِبَادَاللّٰهِ اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّکُم اَنْ تَرْجُمُوْنَ اَعُوْذُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّکُم مِنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ.

''یعنی اے بندگان خدا میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں ہر ایسے ظالم سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا''۔

زہیر بن قین کا خطاب:

یہ کہہ کر آپ نے ناقہ کو بٹھا دیا۔ عقبہ بن سمعان کو حکم دیا۔ انھوں نے ناقہ کو باندھ دیا۔ اب دشمنوں نے آپ پر حملہ کرنا شروع کیا۔ تو زہیر بن قین ایک تیار گھوڑے پر سوار ہتھیار لگائے نکل کر آئے اور کہا اے اہل کوفہ عذاب خدا سے ڈرو۔ عذاب خدا سے۔ سنو! مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا واجب ہے ہمارے تمہارے درمیان جب تک تلوار نہیں آئی ہے اس وقت تک ہم تم بھائی بھائی ہیں ایک ہی دین پر' ایک ہی ملت پر ہیں۔ ہماری خیر خواہی کے تم لائق ہو۔ ہاں جب تلوار درمیان میں آ جائے گی پھر مروت منقطع ہو جائے گی۔ ہم اور تم اور خدا نے ہمیں اور تمہیں اپنے نبی محمد ﷺ کی ذریت کے باب میں محل امتحان میں ڈالا ہے۔ تا کہ دیکھ لے ہم کیا کرتے ہیں۔ تم کیا کرتے ہو۔ ہم لوگ تم کو اس امر کی طرف بلاتے ہیں کہ زیاد کے بیٹے مردود عبید اللہ کا ساتھ چھوڑ

کر ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرو۔ تم ان دونوں کے کل عہد حکومت میں برائی کے سوا کچھ نہ دیکھو گے۔ تم لوگوں کی آنکھیں یہ نکلوا لیتے ہیں۔ ہاتھ یہ کٹوا ڈالتے ہیں۔ پاؤں یہ قطع کرتے ہیں۔ گوش و بینی وسر کاٹ لیتے ہیں۔ تمہاری لاشوں کو ٹنڈ درختوں پر یہ لٹکا دیتے ہیں تمہارے بزرگوں کو تمہارے قاریوں کو حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور ہانی بن عروہ اور ان کے امثال کے سے لوگوں کو یہ قتل کیا کرتے ہیں۔

زہیر بن قین اور شمر بن ذی الجوشن:

یہ سن کر انہوں نے زہیر کو سخت کلمے کہے اور عبید اللہ بن زیاد کی ثنا کی اور اسے دعا دی اور کہا ہم لوگ جب تک تمہارے سردار اور ان کے اصحاب کو قتل نہ کر لیں گے یا جب تک ان کو اور ان کے اصحاب کو گرفتار کر کے امیر عبید اللہ کے پاس نہ بھیج لیں گے۔ اس وقت تک یہاں سے قدم نہ ہٹائیں گے۔ زہیر نے کہا۔ بندگانِ خدا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سمیہ کے بیٹے سے زیادہ نصرت ومودت کا حق رکھتی ہے۔ اگر تم ان کی نصرت نہیں کرتے تو خدا کے واسطے ان کے قتل سے تو باز آؤ۔ ان کو ان کے ابن عم یزید کی رائے پر چھوڑ دو۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ یزید تمہاری طاعت گزاری سے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کیے بغیر راضی رہے گا۔ یہ سن کر شمر ذی الجوشن نے ایک تیر زہیر کو مار کر کہا خاموش۔ خدا تیری بک بک کو خاموش کر دے تو نے ہم لوگوں کا دماغ پریشان کر دیا۔ زہیر نے جواب دیا اے اس باپ کے بیٹے جس کا موت ایڑیوں تک بہہ کر آتا تھا۔ میں تجھ سے خطاب نہیں کرتا۔ تو تو ڈھور ہے۔ واللہ میں جانتا ہوں کتاب خدا کی دو آیتیں بھی تو نہیں سمجھ سکتا۔ لے قیامت کی رسوائی وعذاب الیم تجھے مبارک ہو۔ شمر نے کہا خدا تجھ کو اور تیرے رئیس کو ابھی قتل کرے گا۔ کہا تو مجھے موت سے کیا ڈراتا ہے۔ واللہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مرجانا تم لوگوں کے ساتھ زندگانی جاوید سے میں بہتر سمجھتا ہوں۔

زہیر بن قین کو واپسی کا حکم:

یہ کہہ کر زہیر نے بآواز بلند سب لوگوں کی طرف خطاب کر کے کہا: بندگانِ خدا اس سفلہ پاجی کی باتوں پر اپنے دین سے نہ پھرنا۔ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان لوگوں کو نہ پہنچے گی۔ جنھوں نے ان حضرات کی ذریت واہل بیت کا خون بہایا اور ان کے نصرت کرنے والوں' ان کے اہل بیت کے بچانے والوں کو قتل کیا' اسی اثناء میں ایک شخص نے زہیر کو پکارا اور کہا ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ تم سے کہتے ہیں اب چلے آؤ اور فرماتے ہیں قسم ہے اپنی جان کی اگر مومن آل فرعون نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور انہیں حق کی طرف بلانے میں انتہا کر دی تو تم نے بھی ان لوگوں کی خیر خواہی کی اور انتہا کر دی۔ کاش! تمہاری خیر خواہی اور انتہا کی کوشش کچھ نفع کرتی۔

حر کی ابن سعد سے گفتگو:

جب ابن سعد حملہ کرنے کو بڑھنے لگا تو حر نے پوچھا: خدا تیرا بھلا کرے کیا تو ان سے لڑنے لگا۔ ابن سعد نے کہا ہاں واللہ لڑنا بھی ایسا لڑنا جس میں کم سے کم یہ ہوگا کہ سر اڑیں گے اور ہاتھ قلم ہوں گے۔ حر نے کہا کیا ان کی باتوں میں سے کسی بات کو تم لوگ نہ مانو گے۔ ابن سعد نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا لیکن تیرا امیر اسے نہیں مانتا۔ یہ سن کر حر ایک طرف جا کر ٹھہرے۔ اور اپنی برداری کے ایک شخص قرہ بن قیس سے کہنے لگے۔ قرہ تم اپنے گھوڑے کو آج پانی پلا چکے ہو۔ کہا نہیں پلایا۔ کہا پھر اسے پانی پلانے چلتے نہیں۔ قرہ کو یہ گمان ہوا کہ کنارہ کیا چاہتا ہے۔ یہ جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ اور چاہتا ہے کہ میں اس بات سے بے خبر رہوں۔ مجھ سے اسے ڈر ہے کہ اس راز کو فاش نہ کر دوں۔ اس خیال سے قرہ نے کہا ہاں ابھی تک پانی گھوڑے کو میں نے نہیں پلایا'

اب جا کر پلاتا ہوں۔ یہ کہہ کر قرہ وہاں سے سرک گیا۔ کہتا تھا اگر حر نے مجھے اپنے ارادہ سے مطلع کیا ہوتا تو واللہ میں بھی اس کے ساتھ ہی حسین رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاتا۔

حر کی حسینی لشکر کی طرف پیش قدمی:

اب حر نے ذرا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ مہاجر ابن اوس اسی کی برادری کا ایک شخص حر کا یہ حال دیکھ کر کہنے لگا۔ اے ابن یزید تمہارا کیا ارادہ ہے۔ کیا تم حملہ کرنا چاہتے ہو۔ حر یہ سن کر چپ رہا اور اس کے ہاتھ پاؤں میں تھرتھری سی پیدا ہوگئی۔ اس پر ابن اوس نے کہا۔ تمہارا یہ حال دیکھ کر واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے۔ میں نے کسی مقام پر واللہ تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ مجھ سے کوئی پوچھے کہ اہل کوفہ میں سب سے بڑھ کر جری کون ہے تو میں تمہارا ہی نام لوں گا۔ پھر یہ کیا حالت تمہاری میں دیکھ رہا ہوں۔ حر نے جواب دیا۔ واللہ میں اپنے دل سے پوچھ رہا ہوں کہ دوزخ میں جانا چاہتا ہے یا بہشت میں اور قسم ہے خدا کی اگر میرے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں اور میں زندہ جلا دیا جاؤں۔ جب بھی میں کسی شے کے لیے بہشت کو نہیں چھوڑنے کا' یہ کہہ کر حر نے گھوڑے کو تازیانہ مارا اور حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچا۔

حر کی ابن سعد سے علیحدگی:

عرض کی یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا جو راستہ بھر آپ کے ساتھ ساتھ پھرا کیا۔ جس نے آپ کو اسی جگہ ٹھہرنے پر مجبور کیا قسم ہے خداوند وحدہٗ لاشریک کی میں ہرگز یہ نہ سمجھا تھا کہ جتنی باتیں آپ ان لوگوں کے سامنے پیش کریں گے۔ یہ ان میں سے کسی امر کو نہ مانیں گے۔ اور یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی۔ میں دل میں یہ سوچے ہوئے تھا کہ بعض باتوں میں ان لوگوں کی اطاعت کروں تو کیا مضائقہ ہے یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے ان کی اطاعت سے انحراف کیا۔ ہوگا یہی کہ حسین رضی اللہ عنہ جن باتوں کو پیش کرتے ہیں یہ ان باتوں کو مان لیں گے۔ واللہ اگر میں جانتا کہ آپ کی کوئی بات یہ لوگ نہ قبول کریں گے تو میں اس امر کا مرتکب نہ ہوتا۔ مجھ سے جو قصور ہو گیا ہے میں خدا کے سامنے اس کی توبہ کرنے کو اور اپنی جان آپ کی نصرت میں فدا کرنے کو آیا ہوں میں آپ کے سامنے ہی مرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ فرمایئے کہ اس طرح کی توبہ قبول ہوگی۔ کہا ہاں! خدا تیری توبہ کو قبول کرے گا اور تجھے بخش دے گا۔ نام تیرا کیا ہے۔ کہا حر (آزاد) کہا تو آزاد ہے۔ تیری ماں نے جس طرح تیرا نام آزاد رکھا ہے۔ ان شاء اللہ دنیا و آخرت میں تو آزاد ہے۔ اب گھوڑے سے اتر۔ حر نے کہا میرا گھوڑے پر رہنا اترنے سے بہتر ہے ایک ساعت ان لوگوں سے قتال کروں گا جب میرا وقت آخیر ہوگا تو گھوڑے سے اتروں گا۔ آپ نے کہا اچھا جو تمہارا دل چاہے وہی کرو۔ خدا تم پر رحم کرے۔

حر کا اپنے قبیلہ سے خطاب:

حر یہ سن کر اپنے اصحاب کی طرف بڑھے اور کہا لوگو! حسین رضی اللہ عنہ نے جو باتیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی بات کو تم نہیں مانتے کہ خدا تم کو ان کے ساتھ جنگ و جدال میں مبتلا ہونے سے بچا لے۔ کہا ہمارا امیر عمرو بن سعد موجود ہے۔ اس سے گفتگو کرو۔ حر نے یہ سن کر وہی گفتگو ابن سعد سے پھر کی پہلے جو گفتگو اس سے کر چکا تھا اور جو گفتگو اپنے اصحاب سے اس نے کی تھی۔ ابن سعد نے جواب دیا میری خواہش یہی تھی۔ اگر ہو سکتا تو میں یہی کرتا۔ اب حر نے اہل کوفہ کی طرف خطاب کر کے کہا کہ خدا تم کو ہلاک اور تباہ کرے کہ تم

نے انہیں بلایا اور جب وہ چلے آئے تو انہیں دشمن کے حوالہ کر دیا تم کہتے تھے کہ ان پر اپنی ہم جان کو نثار کریں گے۔ اور اب انہیں پر ان کے قتل کرنے کے لیے حملہ کر رہے ہو۔ ان کو تم نے گرفتار کر لیا۔ ان کا دم بند کر دیا۔ ان کو چار جانب سے گھیر لیا۔ ان کو خدا کی بنائی ہوئی وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نہ نکل جانے دیا کہ وہ اور ان کے اہل بیت امن سے رہتے۔ اب وہ ایک قیدی کی طرح تمہارے ہاتھ میں آ گئے ہیں۔ اپنے نفس کے لیے اچھا یا برا کچھ نہیں کر سکتے۔ تم نے ان کو ان کے اہل حرم کو ان کے بچوں کو ان کے رفیقوں کو بہتے ہوئے آب فرات سے روکا جسے یہودی و مجوسی و نصرانی پیا کرتے ہیں۔ اور اس میدان کے سور اور کتے اس میں لوٹا کرتے ہیں۔ اب پیاس کی شدت نے ان سب لوگوں کو ہلاک کر رکھا ہے۔ محمد ﷺ کی ذریت سے ان کے بعد کیا برا سلوک تم نے کیا اگر آج کے دن اسی وقت تم اپنے ارادہ سے باز نہ آؤ اور تم توبہ نہ کرو تو خدا تمہیں تشنگی محشر میں سیراب نہ کرے۔

ابن سعد کا پہلا تیر:

یہ سن کر پیادوں کی فوج نے حر پر تیر برسانے شروع کیے۔ حر وہاں سے پلٹے اور حضرت کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ عمرو بن سعد لڑنے کو نکلا۔ پکار کر کہا' اے ذوید نشان کو بڑھا۔ اس کے بعد ابن سعد نے کمان میں تیر جوڑا اور سر کیا۔ کہنے لگا تم سب لوگ گواہ رہو سب سے پہلے میں نے ہی تیر مارا۔

عبداللہ بن عمیر کلبی:

ایک شخص بنی علیم میں سے عبداللہ بن عمیر کوفہ میں آئے ہوئے تھے۔ قبیلہ ہمدان میں جعد کے کوئیں کے پاس گھر لے کر اترے ہوئے تھے۔ ان کی بیوی ام وہب خاندان نمر بن فاسط کی ان کے ساتھ تھیں۔ عبداللہ نے مقام نخیلہ میں دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ پر فوج کشی کرنے کے لیے عرض لشکر کا سامان ہے۔ عبداللہ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے کسی نے کہہ دیا حسین رضی اللہ عنہ بن بنت رسول اللہ ﷺ پر لشکر کی چڑھائی ہے۔ عبداللہ کو مدت سے آرزو تھی کہ مشرکین سے جہاد کریں۔ خیال آیا کہ اپنے پیغمبر کے نواسے پر یہ لوگ لشکر کشی کر رہے ہیں۔ ان سے جہاد کرنا بھی عنداللہ جہاد مشرکین کے ثواب سے کم نہیں ہے۔ یہ سوچ کر ام وہب کے پاس آئے' ان سے جو کچھ سن کر آئے تھے اور جو بات دل میں ٹھان لی تھی۔ بیان کی انھوں نے کہا کیا اچھی بات تم نے کہی خدا تمہاری بہترین تمنا کو پورا کرے۔ چلو اور مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔ عبداللہ راتوں رات بیوی کو ساتھ لیے ہوئے آپ کے لشکر میں آ گئے۔ اور وہیں مقیم ہو گئے تھے۔ جب ابن سعد نے قریب آ کر تیر مارا' دوسرے لوگوں نے بھی تیر مارے تو زیاد بن ابی سفیان کا غلام آزاد یسار اور عبیداللہ بن زیاد کا غلام آزاد سالم دونوں صف سے نکلے۔ اور کہا کوئی تم میں سے ہمارے مقابلے میں آئے۔ یہ سن کر حبیب بن مظاہر و بریر بن حضیر اٹھ کھڑے ہوئے' مگر آپ نے ان دونوں صاحبوں سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔

یسار اور سالم کا قتل:

یہ دیکھ کر عبداللہ بن عمیر کلبی اٹھے اور عرض کی۔ ابا عبداللہ الحسین رحمک اللہ مجھے تو ان دونوں سے لڑنے کی اجازت دیجیے۔ آپ نے نظر جو اٹھائی تو دیکھا ایک شخص گندمی رنگ' دراز قامت قوی بازو قوی ہیکل سامنے کھڑا ہے۔ کہا کہ میرے خیال میں یہ شخص اقران ہے۔ اچھا تم لڑنا چاہتے ہو تو لڑو۔ عبداللہ ان دونوں کے مقابلے میں نکلے۔ دونوں نے پوچھا تم کون ہو۔ انھوں نے اپنا نسب ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ انھوں نے کہا ہم تمہیں نہیں جانتے۔ زہیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن حضیر کو ہمارے مقابلہ

میں آنا چاہیے۔ یسار اس وقت سالم سے آگے بڑھا ہوا تھا۔ عبداللہ کلبی نے جواب دیا: او! پسر فاحشہ کسی شخص سے مقابلہ کرنے میں تجھے بھی عار ہے۔ تیرے مقابلہ میں بھی وہی شخص آئے جو تجھ سے بہتر ہو۔ یہ کہتے ہی یسار پر حملہ کیا ایک تلوار ماری کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ یہ اس پر وار کرنے میں ابھی مشغول ہی تھے کہ سالم نے ان پر حملہ کیا اور للکار کر کہا کہ میں آ پہنچا۔ عبداللہ نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور اس نے آتے ہی ان پر وار کر دیا۔ انھوں نے اس کی تلوار کو بائیں ہاتھ پر روکا۔ اس ہاتھ کی انگلیاں تلوار سے اڑ گئیں۔ اس کے بعدی انھوں نے مڑ کر اس پر بھی وار کیا۔ اور دونوں کو قتل کر کے یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے:

''تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے تو سنو! میں خاندان بنی کلب سے ہوں یہ فخر میرے لیے کافی ہے کہ میرا گھر قبیلہ علیم میں ہے۔

میں صاحب قوت ونصرت ہوں۔ مصیبت پڑے تو بددل نہیں ہو جاتا۔

اے ام وہب میں اس بات کا ذمہ کرتا ہوں کہ بڑھ بڑھ کر تلواروں کے اور برچھیوں کے وار ان لوگوں پر کیا کروں گا۔

جو شیوہ کہ خدا پرست نوجوانوں کا ہوتا ہے''۔

ام وہب کا جذبہ جانثاری:

ام وہب نے یہ سن کر ایک عود ہاتھ میں لیا۔ اور اپنے شوہر کی طرف یہ کہتی ہوئی بڑھیں۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہو جائیں۔ ذریت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لڑے جاؤ۔ عبداللہ کلبی زوجہ کی آواز سن کر پلٹ پڑے کہ ان کو عورتوں میں لے کر جا بٹھائیں۔ ام وہب ان کے دامن سے لپٹ گئیں کہتی تھیں تمہارے سامنے میں جب تک نہ مرلوں تم کو نہ چھوڑوں گی حسین رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا ''اہل بیت کی طرف سے جزائے خیر تم دونوں کو ملے۔ بی بی عورتوں کی طرف واپس چلی آ۔ انہیں کے پاس بیٹھی رہ۔ عورتوں کو قتال نہیں چاہیے''۔ ام وہب اس حکم کو سن کر عورتوں کی طرف پلٹ گئیں۔

ابن سعد کے میمنہ پر عمرو بن حجاج تھا۔ وہ سارے رسالہ کو ساتھ لے کر حسین رضی اللہ عنہ کے انصار کی طرف بڑھا۔ جب آپ کے قریب آ گیا تو یہ سب لوگ گھٹنوں کے بل اس کے روکنے کو کھڑے ہو گئے۔ اور برچھیوں کی سنانیں اس کی طرف کر دیں۔ سواران سنانوں کی طرف نہ بڑھ سکے۔ واپس جانے لگے تو انصار نے انہیں تیر مارے۔ کچھ لوگوں کو گرا دیا۔ کچھ لوگوں کو زخمی کیا۔

عبداللہ بن حوزہ کا انجام:

ایک شخص بنی تمیم کا جس کا نام عبداللہ بن حوزہ تھا۔ بڑھتا ہوا آپ کے سامنے آیا۔ حسین رضی اللہ عنہ! حسین رضی اللہ عنہ! کہہ کر آپ کو پکارا۔ آپ نے کہا کیا کہتا ہے۔ کہنے لگا نار دوزخ مبارک۔ آپ نے کہا ایسا نہ سمجھ میں پروردگار رحیم اور نبی کریم ﷺ کے پاس جاتا ہوں۔ پھر پوچھا یہ کون ہے؟ انصار نے عرض کی یہ شخص ابن حوزہ ہے۔ آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ کہا رب حزہ الی النار۔ خداوندا اسے نار میں لے جا۔ گھوڑا اس کا ایک نالی میں اسے لے گیا اور یہ گرا۔ اور اس طرح گرا کہ پاؤں تو رکاب میں الجھا رہ گیا سر زمین پر آ رہا۔ گھوڑا بھڑ کا اسی طرح اسے لے کر بھاگا کہ پتھروں سے درختوں سے سر اس کا ٹکراتا رہا۔ آخر مر گیا۔

مسروق بن وائل کا ابن حوزہ کے متعلق بیان:

مسروق بن وائل ان سواروں میں آگے آگے تھا۔ جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا۔ کہتا ہے: میں اس لیے آگے آگے تھا

کہ شاید حسین رضی اللہ عنہ کا سر مجھے مل جائے کہ ابن زیاد کی نظر میں میری منزلت ہو۔ یہ لوگ جب حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچے تو ابن حوزہ نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ تم لوگوں میں حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا: اس نے دوبارہ اسی طرح پوچھا۔ آپ نے سب کو منع کر دیا کہ خاموش رہیں۔ جب تیسری دفعہ اس نے پوچھا تو آپ نے کہا تو نے جھوٹ بکا۔ میں تو غفور و رحیم' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں۔ تو کون شخص ہے۔ اس نے کہا' ابن حوزہ۔ حسین رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اپنے بلند کیے کہ قمیض کی سفیدی عبا کی بغلوں میں سے دکھائی دینے لگی اور کہا اللھم حزہ الی النار۔ یا اللہ اسے نار میں لے جا۔ ابن حوزہ نے غضب ناک ہو کر اپنی گھوڑی کو آپ کی طرف بڑھانا چاہا لیکن آپ کے اور اس کے درمیان خندق تھی۔ اس کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا گھوڑی لے کر بھاگی اور یہ اس کی پشت سے گرا۔ اس کا ایک پاؤں' پنڈلی' ران الگ ہوگئی اور آدھا دھڑ رکاب میں اٹکا رہا۔ یہ دیکھ کر مسروق رسالہ سے الگ ہو کر چلا گیا۔ اس کے بھائی عبدالجبار نے سبب اس کا اس سے پوچھا کہنے لگا اس خاندان کے لوگوں سے ایسی بات میرے دیکھنے میں آئی کہ میں کبھی ان سے قتال نہ کروں گا۔ اس کے بعد گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔

یزید بن معقل اور بریر میں مباہلہ:

یزید بن معقل صف سے نکلا۔ پکار کر کہنے لگا۔ کیوں بریر بن حضیر تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ بریر نے کہا: واللہ! خدا نے میرے ساتھ بھلائی کی اور تیرے حق میں برائی کی۔ وہ کہنے لگا تم نے جھوٹ کہا۔ تم تو کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ تم کو یاد ہوگا کہ بنی لوفان میں تمہارے ساتھ پھر رہا تھا اور تم یہ کہتے جاتے تھے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کے ساتھ اسراف کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ گمراہ و گمراہ کنندہ ہیں۔ اور امام ہدیٰ و برحق علی ابن طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ بریر نے کہا ہاں ہاں یہی میرا عقیدہ ہے اور یہی میرا قول ہے یزید بن معقل کہنے لگا اس میں کوئی شک نہیں کہ تو گمراہ ہے۔ بریر نے جواب دیا آؤ ہم تم مباہلہ کریں پہلے خدا سے دعا مانگیں کہ جھوٹے پر وہ لعنت کرے اور گمراہ کو قتل کرے۔ اس کے بعد ہم تو لڑیں۔ اب وہ دونوں نکلے خدا کی طرف ہاتھوں کو بلند کر کے یہ دعا کی۔ کہ جھوٹے پر عذاب نازل ہو اور جو راہ راست پر ہو وہ گمراہ کو قتل کرے۔

یزید بن معقل کا قتل:

اس کے بعد دونوں لڑنے کو بڑھے۔ دو دو چوٹیں ہوئی تھیں کہ یزید کا ایک اوچھا سا وار بریر پر پڑا۔ جس سے کوئی ضرر بریر کو نہیں پہنچا۔ بریر نے جو تلوار یزید کو ماری وہ مغفر کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچی وہ اس طرح گرا کہ معلوم ہوا پہاڑ سے نیچے آ رہا اور بریر کی تلوار اسی طرح شگاف زخم میں موجود تھی۔ بریر تلوار کو زخم میں سے کھینچ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر رضی بن منقذ عبدی بریر سے لپٹ گیا۔ کچھ دیر تک کشتی ہوتی رہی۔

بریر بن حضیر پر حملہ:

بریر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے تو عبدی چلانے لگا: ''بہادرو! کمک کرنے والو دوڑو'' اب کعب ازدی نے بریر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک شخص نے اسے جتا بھی دیا کہ یہ تو قاری قرآن بریر ہیں جو مسجد میں ہم لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ کعب نے نیزہ کا وار کیا۔ اس کی سنان بریر کی پشت پر لگی۔ بریر برچھی کھا کر زانو کے بل ہو گئے اور عبدی کی ناک دانتوں سے کاٹ لی۔ اس کے چہرہ کو زخمی کر دیا کعب نے ایسا وار کیا کہ بریر عبدی کے سینہ پر سے الگ جا رہے اور اس کی برچھی کا پھل بریر کی پشت میں اترا ہوا تھا۔ عبدی

خاک جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا ازدی سے کہنے لگا تم نے تو ایسا احسان مجھ پر کیا جسے میں کبھی نہ بھولوں گا۔ کعب ازدی میدان جنگ سے جب واپس ہوا تو اس کی عورت یا اس کی بہن نوار بنت جابر نے کہا۔ تو نے فرزند فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مقابلہ میں کمک کی تو نے سید قارئین کو قتل کیا۔ تو کیسے امر عظیم کا مرتکب ہوا۔ واللہ! میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گی۔ کعب نے اپنی برچھی کی مدح میں اور بنی حرب کی خوشامد میں اور عبدی پر احسان کرنے کی مفاخرت میں چند شعر کہے۔ عبدی نے اس کے رد میں چند شعر کہے اور اپنی اس دن کی حرکت پر پشیمانی وندامت کا اظہار کیا۔

علی بن قرظہ کا قتل:

عمرو بن قرظہ انصاری حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑنے کو نکلے دو شعر رجز کے پڑھے ان کا بھائی علی بن قرظہ ابن سعد کے ساتھ تھا جب اس نے دیکھا کہ عمرو بن قرظہ قتل ہو گئے تو پکار کر کہنے لگا اے حسین کذاب بن کذاب تم نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اسے دھوکا دیا۔ اسے تمہیں نے قتل کیا۔ آپ نے جواب دیا خدا نے تیرے بھائی کو گمراہ نہیں کیا۔ اسے ہدایت کی' تجھے گمراہ کیا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا یا تو تمہیں میں قتل کروں گا یا اس بات کے پیچھے اپنی جان دوں گا۔ اگر ایسا نہ کروں تو خدا مجھے مارے۔ یہ کہہ کر اس نے آپ پر حملہ کیا۔ نافع بن ہلال مرادی نے روک کر ایک برچھی ماری کہ لوٹ گیا۔ لشکر والے اس کے بچانے کو آئے اور اٹھا لے گئے۔ پھر اس کی دوا کی گئی۔ بچ گیا۔

یزید بن سفیان کا قتل:

حر جب لشکر حسین رضی اللہ عنہ میں آ چکے تو ایک شخص بنی شقرہ میں سے یزید بن سفیان نام کہنے لگا واللہ اگر میں حر کو یہاں سے جاتے ہوئے دیکھتا تو برچھی لے کر اس کے پیچھے دوڑتا۔ مگر جب لڑائی ہونے لگی دیکھا حر بڑھ بڑھ کر قوم پر حملے کر رہے ہیں۔ ان کے گھوڑے کے چہرے پر تلواریں پڑ رہی ہیں اس کا خون بہہ رہا ہے۔ اس وقت یزید بن سفیان سے حصین بن تمیم جو ابن زیاد کا امیر شرطہ تھا اور اسی کو حسین رضی اللہ عنہ کے روکنے کے لیے بھیجا تھا۔ پھر ابن سعد جب آیا تو اس نے حصین کو جمعیت شرطہ کے علاوہ زرہ پوش سواروں کو بھی سردار کر دیا تھا کہنے لگا کیا اسی حر کے قتل کی تم کو آرزو تھی۔ اس نے کہا ہاں یہ کہہ کر مقابلہ کو نکلا۔ اسے کہا مجھ سے لڑنا چاہتے ہو۔ حر نے کہا ہاں میں تجھ سے لڑوں گا' حر یہ کہہ کر اس طرح میدان میں آئے کہ حصیان بن تمیم کہتا ہے۔ واللہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حریف کی جان اسی کی مٹھی میں ہے اور آتے ہی یزید بن سفیان کو قتل کر ڈالا۔

مزاحم بن حریث کا خاتمہ:

نافع بن ہلال اس دن جدال وقتال میں مصروف تھے اور کہتے جاتے تھے۔ اَنَا الْجَمَلِي اَنَا عَلٰی دِیْنِ عَلِیٍّ۔ مزاحم بن حریث ان سے لڑنے کو یہ کہتا ہوا بڑھا کہ اَنَا عَلٰی دِیْنِ عُثْمَانَ۔ نافع نے کہا اَنْتَ عَلٰی دِیْنِ شَیْطَانَ۔ اور حملہ کرتے ہی اسے قتل کر ڈالا۔ یہ دیکھ کر عمرو بن حجاج پکارا۔ اے احمقو! اے اہل کوفہ تم نہیں جانتے کہ کس سے لڑ رہے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مرنے پر آمادہ ہیں۔ ایک ایک کر کے ان سے ہرگز نہ لڑو۔ یہ تھوڑے سے لوگ ہیں اور تھوڑی سی دیر میں فنا ہو جائیں گے۔ واللہ! اگر تم انہیں پتھر اٹھا اٹھا کر مارو تو سب کو قتل کر سکتے ہو۔ ابن سعد نے کہا تو سچ کہتا ہے۔ یہی رائے ٹھیک ہے۔ لوگوں کو اس نے سخت ممانعت کر دی کہ ایک ایک کر کے نہ لڑیں۔

عمرو بن حجاج کا حسینی لشکر پر حملہ:

عمرو بن حجاج انصار حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل ہو کر اپنے لوگوں سے کہنے لگا۔ اے کوفیو! اپنی طاعت جماعت کو نہ چھوڑو۔ جس نے دین کو چھوڑ دیا اور امام کے خلاف کیا اس شخص کے قتل کرنے میں تامل نہ کرو۔ آپ نے یہ کلمہ سن کر اس سے کہا۔ اے عمرو بن حجاج تو میرے قتل پر لوگوں کو ابھار رہا ہے۔ ہم لوگوں نے تو دین کو چھوڑ دیا اور تم لوگ دین پر قائم ہو۔ واللہ قبض روح کے بعد ان افعال کے ساتھ مرنے پر تم کو معلوم ہوگا کس نے دین کو چھوڑ دیا کون دوزخ کا کندہ ہوا۔ اس کے بعد سپر سعد کے میمنہ سے عمرو بن حجاج نے فرات کی طرف سے حملہ کیا۔ ایک ساعت تک جنگ ہوتی رہی۔

حسینی رضی اللہ عنہ لشکر کا پہلا زخمی:

اسی میں مسلم بن عوسجہ اسدی انصار حسین رضی اللہ عنہ میں سب سے پہلے زخمی ہو کر گرے' ابن حجاج حملہ کر کے جب پلٹا ہے اور غبار پھٹا تو دیکھا کہ مسلم بن عوسجہ زمین پر پڑے ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ ابھی ذرا جان باقی تھی۔ آپ نے کہا مسلم بن عوسجہ خدا تم پر رحم کرے۔

یعنی مجاہدوں میں سے کسی نے اپنی جان فدا کر دی کوئی انتظار کر رہا ہے انھوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا۔ پھر حبیب ابن مظاہر نے قریب آ کر کہا اے ابن عوسجہ تمہارے قتل ہونے کا مجھے بڑا قلق ہے۔ تمہیں بہشت مبارک ہو۔ بہت آہستہ سے جواب دیا۔ خدا تم کو بھی خیر و خوبی مبارک کرے' حبیب نے کہا میں جانتا ہوں کہ تمہارے پیچھے ہی پیچھے اسی وقت میں بھی تمہارے پاس آنے کو ہوں۔ ورنہ یہ کہتا کہ جو جی چاہے اس بات کی وصیت مجھے کرو کہ تم سے قرابت و اخوت دینی کا جو مقتضی ہے اسی کے مطابق تمہاری وصیت کو میں بجا لاؤں۔

معرکہ کربلا کے پہلے شہید کی وصیت:

مسلم بن عوسجہ نے حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ بس ان کے باب میں تم سے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان پر اپنی جان فدا کرنا۔ حبیب نے کہا واللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ جونہی مسلم بن عوسجہ کی روح نے مفارقت کی اور ان کی کنیز ان کا نام لے لے کر بین کرنے لگی۔ عمرو بن حجاج کے لشکر میں شور مچ گیا کہ ہم نے مسلم بن عوسجہ اسدی کو قتل کیا۔ شبث نے یہ سن کر اپنے پاس کے لوگوں سے کہا۔ تم کو موت آئے اپنے عزیزوں کو اپنے ہی ہاتھ سے قتل کرتے ہو۔ غیروں کے سامنے خود کو ذلیل کرتے ہو۔ مسلم بن عوسجہ جیسے شخص کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہو۔ سنو واللہ مسلمانوں میں ان کو بڑے بڑے معرکوں میں میں نے بڑی شان کے ساتھ دیکھا ہے۔ آذربیجان کے دھاوے میں میں نے دیکھا کہ انہوں نے چھ کافروں کو قتل کیا اور ابھی مسلمانوں کے سب سوار آنے بھی نہ پائے تھے۔ بھلا ایسا شخص تم میں سے قتل ہو جائے اور تم خوش ہو رہے ہو۔ جنہوں نے مسلم بن عوسجہ کو قتل کیا ہے ان کا نام مسلم بن عبداللہ ضبابی اور عبدالرحمٰن بجلی ہے۔

عبداللہ بن عمیر کلبی کی شہادت:

شمر ذی الجوشن نے اپنے میسرہ کے ساتھ حضرت کے میسرہ پر حملہ کیا۔ یہ سب لوگ اپنی جگہ سے نہ سرکے' شمر کو اور اس کے اصحاب کو برچھیاں مارنے لگے۔ اب حسین رضی اللہ عنہ اور انصار حسین رضی اللہ عنہ پر چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ اسی حملہ میں کلبی قتل ہو

گئے۔ انھوں نے پہلے دو شخصوں کو قتل کیا پھر اور دو کو قتل کیا اور بڑی شدت و جرأت سے حملہ کر رہے تھے کہ ہانی بن ثبیت حضرمی و بکیر بن حی تمیمی نے ان پر حملہ کیا۔ اور انہیں دونوں نے انہیں قتل کیا یہ انصار حسین رضی اللہ عنہ میں سے دوسرے مقتول ہیں۔

اصحابِ حسین رضی اللہ عنہ کا شدید حملہ:

آپ کے انصار نے بڑی شدت و قوت سے جنگ کی۔ ادھر کل بتیس سوار تھے انھوں نے جب حملہ کیا جدھر رخ کیا اہل کوفہ کے سواروں کو شکست دی۔ عزرہ بن قیس اہل کوفہ کا سرخیل تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے رسالہ کے سوار ہر طرف سے پسپا ہو رہے ہیں ابن سعد کے پاس عبدالرحمٰن بن حصن کو بھیج کر یہ کہلا بھیجا۔ تو دیکھا رہا ہے کہ ان چند سواروں کے مقابلہ میں کتنی دیر سے میرا رسالہ منتشر ہو رہا ہے۔ ان کے لیے پیادوں کو اور تیر اندازوں کو جلدی بھیج۔

شبث بن ربعی کا لڑنے سے گریز:

ابن سعد نے شبث بن ربعی سے کہا۔ تم ان سے لڑنے کو نہ جاؤ گے اس نے کہا سبحان اللہ اس شخص کو جو قوم عرب اور تمام اہل شہر کا بزرگ ہو اس سے تم چاہتے ہو کہ تیراندازوں کو لے کر جائے۔ تمہیں کوئی دوسرا نہیں ملتا جو اس کام کی حامی بھرے اور میری ضرورت نہ ہو۔ غرض شبث لڑنے سے پہلوتہی کرتا ہی رہا۔ ایک شخص نے مصعب کے عہد حکومت میں شبث کو یہ کہتے سنا کہ اہل کوفہ کو خیر و خوبی کبھی خدا نصیب نہ کرے گا۔ ان کو کبھی راہ راست کی توفیق نہ دے گا۔ تعجب کی بات ہے کہ ہم لوگ پانچ برس تک علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھر ان کے فرزند کے ساتھ رہ کر بنی امیہ سے کشت و خون میں مشغول رہے ہوں۔ پھر ہمیں لوگ اولاد معاویہ و پسر سمیہ فاحشہ کے ساتھ ان کے دوسرے فرزند سے جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہو کشت و خون کریں۔ ہائے گمراہی ہائے زیانکاری۔

ابن سعد نے حسین بن تمیم کو پکارا اور تمام زرہ پوش سواروں اور پانسو تیراندازوں کے ساتھ اسے روانہ کیا۔ یہ لوگ حسین رضی اللہ عنہ وانصار حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کو بڑھے۔ قریب پہنچے تو ان پر تیر برسانے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کے گھوڑوں کو پے کر دیا سب کے سب پیادہ ہو گئے۔

حر کی شمشیر زنی:

ایوب بن مشرح کہتا تھا واللہ! حر کے گھوڑے کو میں نے پے کیا۔ اس کے حلق میں تیر اتار دیا پس وہ ڈگمگایا اور گرا۔ حر اس کی پشت پر سے اس طرح کود پڑا۔ معلوم ہوا' جیسے کوئی شیر تلوار کھینچ کر میدان میں آ گیا۔ اس وقت حر کی زبان سے یہ شعر نکلا۔

اِنْ تَعْقِرُوْا بِیْ فَاَنَا ابْنُ الْحُرِّ   اَشْجَعُ مِنْ ذِی لِبَدٍ هِزَبْرِ

ابن مشرح کا بیان:

''یعنی میرے گھوڑے کو پے کر دیا تو کیا ہوا میں شیر ببر سے بڑھ کر بہادر و شریف ہوں''۔ ابن مشرح کہتا تھا حر کی طرح تیغ زنی کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا لوگوں نے اس سے کہا تو ہی نے حر کو قتل کیا۔ کہا نہیں واللہ! میں نے نہیں کیا کسی اور شخص نے قتل کیا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں نے اسے قتل کیا ہوتا۔ یہ سن کر ابو الوداک نامی ایک شخص پوچھنے لگا۔ آخر یہ کیوں کہنے لگا لوگوں کا خیال ہے کہ حر نیک بندوں میں سے تھا اور اگر ایسا ہی ہے تو واللہ! میں خدا کے سامنے ایک زخم لگانے کا اور مدیان میں آنے کا گناہگار ہوں

نہ یہ کہ کسی کے قتل کرنے کا گناہ لے کر خدا کے سامنے جاؤں۔ ابوالودواک نے کہا میں تو سمجھتا ہوں کہ ان سب لوگوں کا خون گردن پر لیے ہوئے خدا کے سامنے تو جائے گا۔ یہ تو سمجھ کہ تو نے اس کو تیر مارا اس کے گھوڑے کو پے کر دیا۔ دوسرے کو نشانہ بنایا۔ میدان میں شریک ہی رہا۔ ان لوگوں پر تو نے حملے کیے ان سے قتال کرنے پر اپنے اصحاب کو ابھارتا رہا۔ اپنے جتھے کو بڑھاتا چلا گیا۔ تجھ پر حملہ ہوا تو بھاگنے کو ننگ سمجھا۔ اگر تیرے ساتھ والوں میں سے ایک شخص نے جو کچھ تجھے کرتے دیکھا وہی خود بھی کیا اور ایسا ہی کسی اور نے بھی کیا اور کسی اور نے بھی۔ تو ایسے شخص نے اور اس کے اصحاب نے ضرور خونریزی کی ہے بس تم سب کے سب ان سب لوگوں کے خون بہانے میں شریک ہو۔ کہنے لگا اے ابوالودواک تم تو رحمتِ خدا سے ہم کو مایوس کیے دیتے ہو۔ قیامت کے دن ہمارا حساب کتاب اگر تمہارے ہاتھ میں آئے اور تم ہمیں بخش دو تو خدا تمہیں نہ بخشے۔ کہا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہی بات ہے۔

حسینی رضی اللہ عنہ خیموں پر حملہ:

ایسی شدید جنگ خدائی کے پردہ پر نہ ہوئی ہو گی جیسی اس روز ہوئی۔ دوپہر ہونے کو آئی اور کوفیوں کو ایک رخ کے سوا کسی دوسری طرف سے انصارِ حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنا ممکن نہ ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کے خیام ایک ہی مقام پر تھے۔ خیمہ سے خیمہ متصل تھا۔ یہ دیکھ کر ابن سعد نے پیادوں کو بھیجا کہ داہنی اور بائیں طرف کے خیمے اکھاڑ ڈالیں تو وہ لوگ گھر جائیں۔ تین چار شخص انصار حسین رضی اللہ عنہ میں سے خیموں کے بیچ میں آ آ کر جسے دیکھتے تھے خیمہ اکھاڑ رہا ہے اور تاراج کر رہا ہے اس پر حملہ کرتے تھے قتل کر ڈالتے تھے۔ قریب سے تیر مارتے تھے اور اسے ہلاک کرتے تھے۔ ابن نے اب یہ حکم دیا کہ خیمہ کے اندر کوئی نہ جائے نہ اکھاڑنے کا قصد کرے۔ ان سب خیموں میں آگ لگا دو۔ آگ لگا دی گئی خیمہ جلنے لگا۔ یہ دیکھ کر انصار سے آپ نے کہا یہ لوگ خیمے جلاتے ہیں۔ تو جلانے دو۔ خیموں میں آگ لگ جائے گی تو اس رخ سے دشمن حملہ نہ کر سکیں گے جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ ایک رخ کے سوا دوسری طرف سے وہ لوگ یورش نہ کر سکے۔

ام وہب کی شہادت:

اسی حالت میں زوجہ کلبی اپنے شوہر کی لاش پر آئیں۔ ان کے سرہانے بیٹھ گئیں۔ گردوغبار ان کے چہرہ سے پاک کرتی جاتی تھیں اور کہہ رہی تھیں: ''تم کو بہشت میں جانا مبارک ہو'' شمر نے رستم نامی غلام سے کہا۔ مار لٹھ اس عورت کے سر پر لٹھ پڑا۔ سر پاش پاش ہو گیا اسی جگہ وہ مر گئیں۔

شمر کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ پر حملہ:

خاص آپ کے خیمہ پر شمر نے حملہ کیا برچھی مار کر پکارا' آگ لاؤ میں اس خیمہ کو اور لوگوں کو جو اس میں ہیں جلا ڈالوں۔ بیبیاں چلاتی ہوئی باہر نکل آئیں۔ آپ نے پکار کر کہا اے پسر ذی الجوشن تو آگ منگا رہا ہے کہ میرے گھر کو میرے اہل بیت کو جلا ڈالے۔ خدا تجھے آگ میں جلائے۔ حمید بن مسلم نے شمر سے کہا: سبحان اللہ ایسی حرکت نہیں مناسب۔ تو چاہتا ہے دو دو گناہ اپنے سر لے۔ چاہتا ہے اس قسم کا عذاب کرے جو خدا کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور اس طرح بچوں کو اور عورتوں کو قتل کرے۔ واللہ! مردوں کو تیرا قتل کر ڈالنا امیر کے خوش کر دینے کو کافی ہے۔ شمر نے پوچھا تو کون ہے۔ حمید نے کہا میں یہ نہیں بتاؤں گا۔ کہ میں کون ہوں۔ دل میں ڈرا کہ حاکم کو خبر کر کے مجھے کچھ نقصان نہ پہنچائے۔ اسی مقام پر ایک اور شخص پہنچ گیا۔

شمر بن ذی الجوشن کی پسپائی:

حمید سے زیادہ شمر اس کی بات کو سنتا تھا وہ شبث بن ربعی تھا۔ کہنے لگا جو کلمہ تیری زبان سے نکلا اس سے بدتر میں نے تو نہیں سنا اور جو حرکت تو کرنا چاہتا ہے۔ اس سے بدتر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ ارے تو عورتوں کو دھمکاتا ہے۔ شمر کو کچھ حیا آئی اور پلٹنے کا قصد کیا اس وقت زہیر بن قین نے اپنے اصحاب میں سے دس شخصوں کو ساتھ لے کر اس پر اور اس کے اصحاب پر حملہ کیا۔ ان سب کو پسپا کیا خیمہ کے پاس سے دور کر دیا۔ ابو مزہ ضبابی کو گرا دیا اور قتل کر ڈالا۔ یہ شخص شمر کے اصحاب میں تھا۔

حبیب بن مظاہر کی شہادت:

بھاگے ہوئے لوگ پھر پلٹ پڑے اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے۔ انصار حسین رضی اللہ عنہ میں سے کوئی نہ کوئی قتل ہو جاتا تھا اگر ان میں ایک یا دو شخص بھی قتل ہوتے تھے تو لشکر میں کمی صاف معلوم ہوتی تھی' ادھر کے کتنے ہی قتل ہو جائیں ان کی کثرت میں کمی نہیں ہوتی تھی۔ یہ حال دیکھ کر ابو ثمامہ صائدی نے آپ سے کہا یا ابا عبداللہ! میری جان آپ پر فدا۔ یہ لوگ آپ سے قریب آ گئے۔ اور واللہ! جب تک آپ کی نصرت میں میں قتل نہ ہو جاؤں' ان شاء اللہ آپ قتل نہ ہوں گے۔ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ نماز کا وقت قریب ہے اس نماز کے بعد حق تعالیٰ سے ملاقات کروں۔ یہ سن کر آپ نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا خدا تم کو نماز گذاروں میں اور اہل ذکر میں محسوب کرے کہ تم نے نماز کا ذکر کیا۔ ہاں یہ نماز کا اوّل وقت ہے۔ ان لوگوں سے پوچھا کہ ہم کو اتنی مہلت دیں کہ نماز پڑھ لیں۔ حصین بن تمیم نے کہا نماز قبول ہی نہ ہوگی۔ حبیب بن مظاہر نے جواب دیا تیرے زعم میں آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تو قبول نہ ہوگی اور تیری نماز او گدھے قبول ہوگی۔ ابن تمیم نے یہ سن کر حملہ کیا۔ حبیب نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری۔ وہ الف ہوا' یہ گھوڑے سے گرا۔ اس کے اصحاب دوڑے اور اٹھا لے گئے اسے بچا لیا۔ حبیب رجز پڑھتے جاتے تھے۔ اور بڑے شد و مد سے شمشیر زنی کر رہے تھے کہ بنی تمیم کے ایک اور شخص نے بڑھ کر برچھی کا وار کیا۔ حبیب گر کر اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بن تمیم نے ان کے سر پر تلوار ماردی اور وہ گر گئے۔ مرد تمیمی نے گھوڑے سے اتر کر ان کا سر کاٹ لیا۔ حصین نے کہا میں بھی ان کے قتل کرنے میں شریک تھا۔ اس نے کہا واللہ! میں نے ہی انہیں قتل کیا ہے۔ حصین نے کہا یہ سر تو ذرا مجھے دے دے میں اپنے گھوڑے کے گلے میں لٹکا دوں' لوگ دیکھ لیں۔ اور اتنا جان جائیں کہ میں بھی ان کے قتل میں شریک ہوں۔ پھر یہ سر مجھ سے تم لے لینا۔ ابن زیاد کے پاس لے جانا۔ ان کے قتل کا جو صلہ تم کو ملے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ تمیمی نے کہا اس کا نہ مانا۔ اس کی قوم والوں نے دونوں کے درمیان پڑ کر اسی بات پر صلح کروا دی۔ اس نے حبیب کا سر حصین کو دے دیا۔ یہ اپنے گھوڑے کے گلے میں سر کو ڈال کر تمام لشکر میں پھر آیا۔ اور اس سر کو پھر تمیمی کے حوالہ کر دیا۔

قاسم بن حبیب کا انتقام:

یہ لوگ جب کوفہ میں واپس آئے تو حبیب کے سر کو اپنے گھوڑے کے سینہ پر لٹکائے ہوئے تمیمی ابن زیاد کے قصر کی طرف آیا' قاسم بن حبیب نے باپ کا سر اس سوار کے پاس دیکھا۔ اس وقت بالغ ہونے کے قریب ان کا سن ہو چکا تھا' بس جب سے اس سوار کے پیچھے پیچھے پھرنا لڑکے نے اختیار کیا۔ کسی وقت اس کا ساتھ نہ چھوڑتا تھا۔ وہ قصر میں جاتا تو یہ بھی اس کے ساتھ قصر میں جاتا۔ وہ نکلتا تو یہ بھی نکلتا۔ سوار کو کچھ بدگمانی ہوئی۔ کہنے لگا اے فرزند تو میرے پیچھے پیچھے کیوں رہا کرتا ہے اس نے کہا کوئی سبب نہیں' کہا کوئی

سبب ضرور ہے مجھ سے بیان کر۔ کہا یہ میرے باپ کا سر تیرے پاس ہے مجھ دے دے کہ میں اسے دفن کر دوں۔ کہنے لگا اے فرزند! اس کے دفن کرنے پر امیر راضی نہ ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس کے قتل کے صلہ میں امیر مجھ سے بہت اچھا عوض کرے گا۔ لڑکے نے کہا خدا تو تجھ سے بہت برا عوض لے گا۔ واللہ! تو نے اپنے سے بہتر شخص کو قتل کیا یہ کہہ کر وہ لڑکا رونے لگا۔ غرض لڑکا اسی فکر میں رہا اور اب وہ بالغ بھی ہو گیا مگر اس کے سوا جرأت نہ ہوئی کہ باپ کے قاتل کی تاک میں لگا رہے۔ موقع پا جائے تو باپ کا بدلہ اس سے لے اور اس کے عوض میں قتل کرے۔ آخر مصعب بن زبیر کے عہد حکومت میں۔ جس زمانہ میں کہ مصعب نے باجمیرا پر فوج کشی کی تھی قاسم بن حبیب اس لشکر میں آیا اپنے باپ کے قاتل کو دیکھا کہ ایک خیمہ میں ہے۔ جب سے اس نے اس کی تاک میں آمد و رفت جاری رکھی اور موقع کا منتظر رہا۔ ایک دن دوپہر کو قیلولہ کے وقت اسے جا کر تلواریں ماریں کہ ٹھنڈا ہو کر رہ گیا۔

زہیر بن قین اور حر کی شجاعت:

ایک روایت یہ ہے کہ حبیب بن مظاہر جب قتل ہو گئے۔ تو حسین رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ گیا کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اور اپنے انصار کو خدا کے حوالہ کیا۔ اب حر نے رجز پڑھنا شروع کیا۔ ان کے ساتھ شریک ہو کر زہیر بن قین نے بھی بہت شدید قتال کیا۔ ان دونوں میں ایک شخص حملہ کرتا تھا۔ جب وہ دشمنوں میں گھر جاتا تھا تو دوسرا حملہ کر کے اسے چھڑا لیتا تھا۔ ایک ساعت تک اسی طرح یہ دونوں شمشیر زنی کرتے رہے اس کے بعد پیادوں کے جم غفیر نے ہجوم کر کے حر کو قتل کیا۔ ابو ثمامہ صائدی نے اپنے ابن عم کو جوان کے دشمنوں کے ساتھ تھا قتل کیا۔

نماز خوف:

اس کے بعد سب نے نماز ظہر پڑھی۔ یہ نماز خوف تھی جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان لوگوں نے پڑھی۔ ظہر کے بعد پھر بہت شدت سے کشت و خون ہونے لگا۔ دشمن حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر حنفی آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کو اور آپ کے انصار کو بچانے کے لیے تیروں کا نشانہ خود بن گئے۔ وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور داہنی طرف سے اور بائیں جانب سے ان پر تیر پڑ رہے تھے۔ آخر تیر کھاتے کھاتے گر گئے۔

زہیر بن قین کا رجز:

زہیر بن قین نے بڑی شدت سے شمشیر زنی کی رجز پڑھتے جاتے تھے اور حسین رضی اللہ عنہ کے شانہ پر ہاتھ مار کر یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

> ''اے مہدی ہادی بڑھے۔ اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، ذوالجناحین جعفر رضی اللہ عنہ، شیر خدا حمزہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیجیے''۔

اسی حالت میں کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجرین اوس نے حملہ کر کے زہیر کو قتل کیا۔

نافع بن ہلال کی شجاعت و شہادت:

نافع بن ہلال جملی نے تیروں کے سوفاروں پر اپنا نام لکھا تھا۔ زہر میں بجھے ہوئے تیر لگاتے جاتے تھے۔ اور کہتے جاتے تھے۔ میں جملی اور دین علی رضی اللہ عنہ پر ہوں۔ پسر سعد کے اصحاب میں سے بارہ شخصوں کو انھوں نے قتل کیا۔ کچھ لوگ زخمی بھی ہوئے۔ ان

پروار ہوا اور دونوں بازو ان کے ٹوٹ گئے۔ زندہ گرفتار ہو گئے۔ شمر اور اس کے اصحاب انہیں ڈھکیلتے ہوئے پسر سعد کے پاس لائے۔ ابن سعد نے کہا۔ اے نافع! تم نے اپنے نفس کے ساتھ ایسی برائی کیوں کی۔ نافع نے کہا میرے ارادے کا حال خدا خوب جانتا ہے۔ ان کی داڑھی پر خون بہتا جاتا تھا اور کہہ رہے تھے۔ میں نے زخمیوں کے علاوہ بارہ شخصوں کو تمہارے قتل کیا۔ اور پھر مجھے ذرا پشیمانی بھی نہیں۔ میرے دست و بازو ٹوٹ نہ گئے ہوتے تو مجھے تم اسیر نہ کر سکتے۔ شمر نے ابن سعد سے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے۔ اسے قتل کیجیے۔ ابن سعد نے کہا تو ہی ان کو لے کر آیا ہے۔ قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو قتل بھی تو ہی کر۔ شمر نے تلوار کھینچی تو نافع نے کہا واللہ اگر تو مسلمان ہوتا۔ تو ہم لوگوں کا خون گردن پر لے کر خدا کے سامنے جانا تجھے شاق ہوتا۔ شکر ہے خدا کا کہ جو لوگ بدترین خلائق ہیں ان کے ہاتھوں ہماری موت اس نے مقدر کی۔ اسی کے بعد شمر نے ان کو قتل کیا۔

پسرانِ عزرہ غفاری کی تمنا:

اب شمر رجز پڑھتا ہوا انصار حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا۔ انصار نے یہ دیکھا کہ قاتلوں کا بڑا ہجوم ہے نہ اب وہ حسین رضی اللہ عنہ کو بچا سکتے ہیں نہ خود کو۔ سب کو یہ آرزو ہوئی کہ آپ کے سامنے ہی قتل ہو جائیں۔ عزرہ غفاری کے دونوں فرزند عبداللہ وعبدالرحمٰن آپ کے پاس آئے اور کہا یا ابا عبداللہ علیک السلام۔ دشمن نے ہمیں آپ کے ساتھ گھیر لیا۔ ہماری آرزو ہے کہ آپ کے سامنے قتل ہو جائیں۔ آپ دشمنوں سے بچاتے جائیں۔ ان کے نرغہ کو ہٹاتے جائیں۔ آپ نے کہا مرحبا لکما آؤ میرے قریب آ جاؤ۔ دونوں آپ کے قریب آ کر رجز پڑھ پڑھ کر شمشیر زنی کرنے لگے۔

سیف و مالک کی بے قراری:

سیف بن حارث و مالک بن عبد دونوں آپس میں بنی عم تھے۔ ماں دونوں کی ایک تھیں۔ یہ دونوں جابری نوجوان روتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے کہا بچو کیوں روتے ہو۔ واللہ میں تو جانتا ہوں اب تھوڑی ہی دیر میں تم خوش ہو جاؤ گے۔ انھوں نے جواب دیا ہم آپ پر فدا ہو جائیں۔ اپنے لیے ہم نہیں روتے۔ آپ کے حال پر ہمیں رونا آتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نرغہ میں ہیں اور ہم آپ کو بچا نہیں سکتے۔ آپ نے جواب دیا میری حالت پر مخزون ہونے کی جزا' میرے ساتھ ہمدردی کرنے کا عوض اے فرزندو! حق تعالیٰ تمہارے ساتھ کرے۔ جیسا ثواب کہ نیک بندوں کو وہ دیتا ہے۔

حنظلہ بن اسعد کا اپنے قبیلہ سے خطاب:

اسی اثناء میں حنظلہ بن اسعد شامی آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ پکار پکار کر کہنے لگے:

﴿يَا قَوْمِ اِنِّىٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ. وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ. وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ. وَ يَا قَوْمِ اِنِّىٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ. يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَالَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَّ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ. (يَا قَوْمِ لَا تَقْتُلُوْا حسينًا فَيُسْحِتَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ). وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى.﴾

''یعنی اے میری قوم والو! مجھے ڈر ہے کہ تم لوگوں پر جنگ احزاب کا سا عذاب نازل ہوگا۔ جیسا کہ قوم نوح وعاد وثمود پر اور ان کے بعد والوں پر نازل ہوا۔ اور خدا بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اے میری قوم کے لوگو! مجھے تمہارے لیے روز

قیامت کا ڈر ہے جس روز کہ تم پیٹھ پھیرے ہوئے بھاگتے پھرو گے۔ اور خدا کی طرف سے تمہارا کوئی بچانے والا نہ ہو گا۔ اور سنو! جسے خدا گمراہ کرتا ہے اسے کوئی راہ پر لگانے والا نہیں ملتا۔ اے میری قوم کے لوگو! حسین رضی اللہ عنہ کو نہ قتل کرو کہ خدا عذاب نازل کر کے تم کو تباہ نہ کر دے۔ اور سنو! جس نے (خدا پر) بہتان کیا وہ زیاں کار رہے''۔

حنظلہ بن اسعد کی شہادت:

حنظلہ کا یہ کلام سن کر آپ نے کہا رحمك الله ابن اسعد' یہ لوگ تو اسی وقت سے سزاوار عذاب ہو چکے جب تم نے ان کو حق کی طرف پکارا اور انھوں نے تمہارے قول کو رد کر دیا۔ تمہارا اور تمہارے اصحاب کا خون بہانے کو آمادہ ہو گئے۔ اور اب تو یہ لوگ تمہارے برادران صالح کو بھی قتل کر چکے۔ حنظلہ نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ نے سچ فرمایا۔ آپ مجھ سے افقہ ہیں اور اس منصب کے احق ہیں۔ کیا ابھی ہم اپنے بھائیوں سے ملنے کو نہ جائیں۔ آپ نے اجازت دی کہ جاؤ دارالبقاء کی طرف جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ حنظلہ نے کہا السلام علیکم ابا عبداللہ خدا آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر صلوات بھیجے اور ہم کو آپ کو بہشت میں ملائے۔ آپ نے یہ سن کر دوبارہ آمین کہی حنظلہ آگے بڑھے۔ شمشیر زنی کرتے رہے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

سیف و مالک کی شہادت:

حنظلہ کے بعد دونوں نوجوان جابری آگے بڑھے مڑ مڑ کر آپ سے کہتے جاتے تھے۔ السلام علیکم یا بن رسول اللہ۔ آپ نے ان دونوں کے جواب میں کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ ان دونوں نے قتال کیا اور قتل ہو گئے۔

شوذب کی شہادت:

عابس بن ابی شبیب شاکری اپنے غلام آزاد شوذب کو ساتھ لیے ہوئے آئے۔ شوذب سے پوچھا کہو کیا ارادہ ہے۔ اس نے کہا ارادہ کیا ہے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کی طرف سے میں بھی آپ کے ساتھ شریک ہو کر قتال کروں گا اور قتل ہو جاؤں گا۔ عابس نے کہا مجھے تجھ سے یہی امید تھی۔ پھر اگر جینا نہیں منظور ہے تو ابا عبداللہ کے سامنے جا کر تجھے رخصت کروں۔ اگر اس وقت تجھ سے بڑھ کر میرا کوئی عزیز ہوتا تو میری خوشی یہی تھی کہ میرے سامنے آتا اور میں اسے رخصت کرتا۔ آج کا دن وہ دن ہے کہ جتنا ہم سے ہو سکے ثواب لوٹ لیں۔ بس آج کے بعد عمل خیر کا موقع نہیں' پھر روز حساب آنے والا ہے۔ شوذب نے حسین رضی اللہ عنہ کو جا کر سلام کیا۔ لڑنے کو نکلا اور یہاں تک جنگ کی کہ قتل ہو گیا۔

عابس بن ابی شبیب کی شجاعت و شہادت:

عابس بن ابی شبیب نے اب آپ سے یہ عرض کیا کہ یا ابا عبداللہ آپ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی قریب یا بعید واللہ! مجھے عزیز نہیں ہے۔ اگر اپنی جان دینے سے اور خون بہانے سے بڑھ کر کوئی ایسی بات ہوتی کہ میں آپ کو مصیبت سے اور قتل سے بچا سکتا تو میں وہ بھی کر گذرتا۔ السلام علیک یا ابا عبداللہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ آپ اور آپ کے پدر بزرگوار کی ہدایت پر میں قائم ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں کی طرف چلے۔ ان کی پیشانی پہ ایک زخم کا نشان بھی تھا۔ ربیع بن تمیم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر پہچان لیا یہ اور معرکوں میں بھی ان کو دیکھ چکا تھا۔ یہ بہت بڑے بہادر تھے۔ ربیع نے لوگوں سے کہا۔ یہ شیر میدان دغا ہے۔ یہ عابس بن ابی شبیب ہے تم میں سے کوئی ایک شخص اس لڑنے کو ہرگز نہ جائے۔ عابس نے پکارنا شروع کیا۔ کیا ایک کے مقابلے میں

کوئی ایک نہ نکلے گا۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ پتھر پھینک پھینک کر اس شخص کو چور کر دو۔ چاروں طرف سے پتھر آنے لگے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی زرہ اور مغفر کو اتار ڈالا اور ان لوگوں پر حملہ کیا۔ ربیع کہتا ہے۔ واللہ یہ دو سو سے زیادہ آدمی تھے جو بھاگ کھڑے ہوئے' مگر بھاگے ہوئے پھر پلٹ پڑے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور وہ قتل ہو گئے۔ میں نے چند لوگوں کے ہاتھ میں ان کا سر دیکھا۔ یہ کہتا تھا میں نے قتل کیا وہ کہتا تھا میں نے قتل کیا ہے۔ سب کے سب ابن سعد کے پاس آئے۔ اس نے کہا کیوں جھگڑتے ہو۔ اس شخص کو ایک برچھی نے قتل نہیں کیا ہے یہ کہہ کر ان کا جھگڑا چکایا۔

ضحاک بن عبداللہ مشرقی:

ضحاک بن عبداللہ مشرقی نے جب دیکھا کہ انصار حسین رضی اللہ عنہ کام آ گئے۔ اور اب آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر دشمنوں کو دسترس حاصل ہوگئی ہے اور سوید بن عمرو خثعمی و بشیر بن عمرو حضرمی کے سوا انصار میں کوئی باقی نہ رہا تو اس نے آپ سے کہا۔ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جو بات آپ سے کہی تھی وہ آپ کو معلوم ہے میں نے یہی کہا تھا کہ جب تک کسی شخص کو آپ کی طرف سے قتال کرتے ہوئے دیکھوں گا میں بھی قتال کیے جاؤں گا جب دیکھوں گا اب کوئی لڑنے والا نہیں رہا تو میں بھی چلا جاؤں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ اچھا چلے جانا' آپ نے جواب دیا تو سچ کہتا ہے مگر اب کیوں کر جا سکتا ہے۔ اگر جا سکتا ہے تو نکل جا۔ یہ سن کر ضحاک اپنے گھوڑی کے پاس آیا۔ اس نے جب دیکھا کہ انصار کے گھوڑوں کو دشمن پے کر رہے ہیں تو اپنی کو اپنے رفیقوں کے ایک خیمہ میں جو سب کے بیچ میں تھا چھپا دیا تھا۔ اور خود پیادہ جنگ میں مشغول تھا۔ اس نے اس دن دو شخصوں کو قتل کیا تھا اور ایک کا ہاتھ اڑا دیا تھا۔ آپ نے اس کے لیے دعا کی تھی کہ تیرا ہاتھ کبھی شل نہ ہو۔ خدا تیرے ہاتھ کو نہ قطع کرے۔

ضحاک کو میدان جنگ سے جانے کی اجازت:

غرض جب اسے اجازت مل گئی تو اس نے خیمہ سے گھوڑی کو نکالا اور اس کی پیٹھ پر جا بیٹھا۔ کوڑا مارا۔ گھوڑی نے سموں پر بوجھ دیا تھا کہ اس نے لوگوں کو انبوہ پر اسے ڈال دیا۔ سب نے راستہ دے دیا۔ ان میں سے پندرہ شخصوں نے اس کا تعاقب کیا۔ شط فرات پر ایک قریہ شفقیہ قریب واقع تھا وہاں تک یہ جا پہنچا۔ یہ لوگ بھی اس کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اب اس نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا۔ کثیر بن عبداللہ شعبی اور ایوب بن مشرح خیوانی اور قیس بن عبداللہ صائدی نے اسے پہچان کر کہا۔ یہ تو ضحاک بن عبداللہ ہمارا ابن عم ہے۔ خدا کے واسطے اس پر ہاتھ نہ ڈالو۔ ان لوگوں میں تین شخص بنی تمیم سے تھے پکار اٹھے واللہ ہم تو اپنے بھائیوں اور اپنے ساتھ والوں کا کہنا کریں گے۔ ان کے ابن عم پر ہاتھ نہ ڈالیں گے۔ جب ان تینوں تمیموں نے ان تین شخصوں کے ساتھ اتفاق کیا تو اور لوگ بھی اس کے تعاقب سے باز آئے۔ اس طرح خدا نے اسے بچا لیا۔

یزید بن زیاد کا رجز و شہادت:

روایت ہے بنی بہدلہ میں سے ابو شعثاء یزید بن زیاد حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر دو زانوں کو ٹیک کر کھڑے ہو گئے اور سو تیر دشمنوں کو مارے ان میں سے پانچ تیر خطا ہو گئے۔ یہ شخص قدر انداز تھے۔ جب تیر سر کرتے تھے تو کہتے تھے۔

میں بنی بہدلہ سے ہوں جو لوگ کہ شہ سوار لشکر ہیں حسین رضی اللہ عنہ کہتے جاتے تھے۔ بار خدایا ان کے نشانہ کو صائب اور بہشت انہیں نصیب کر۔ سب تیر لگا چکے تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا پانچ تیروں کے سوا میرا کوئی تیر خطا نہیں ہوا۔ اور مجھے یقین ہے کہ پانچ

شخصوں کو میں نے قتل کیا۔ انصار میں سے جو لوگ پہلے ہی قتل ہو گئے۔ یہ بھی ان میں سے ہیں۔ ان کے رجز کا یہ مضمون تھا کہ میرا نام یزید ہے۔ میرے باپ کا نام مہاجر۔ میں شیر بیشہ شجاعت ہوں۔ خداوندا! میں حسین رضی اللہ عنہ کا ناصر ہوں اور ابن سعد کا ساتھ میں نے چھوڑ دیا اور اس سے دوری اختیار کی۔ پہلے یہ ابن سعد کے لشکر میں تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے جتنی شرطیں پیش کیں وہ سب رد کی گئیں۔ تو انصار حسین رضی اللہ عنہ میں آ کر مل گئے اور مشغول قتال رہے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

عمر بن خالد' سعد اور جابر بن حارث کی شہادت:

آپ کے انصار میں سے عمر بن خالد صیداوی اور ان کے غلام آزاد سعد اور جابر بن حارث سلمانی اور مجمع بن عبداللہ عائذی نے لڑائی شروع ہوتے ہی حملہ کر دیا تھا۔ تلواریں کھینچے ہوئے دشمنوں کے انبوہ میں در آئے۔ جب لڑتے ہوئے دور تک نکل گئے۔ تو بھاگے ہوئے پلٹ پڑے۔ لوگ انہیں گھیرنے لگے۔ اور ان کے اصحاب کے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر عباس بن علی رضی اللہ عنہما نے حملہ کیا اور ان لوگوں کو نرغہ سے نکال لائے۔ سب زخمی ہو گئے تھے۔ دشمنوں کو قریب آتے دیکھ کر پھر تلواریں کھینچ کھینچ کر جا پڑے۔ اور ایک ہی جگہ لڑتے لڑتے سب قتل ہو گئے۔ یہ واقعہ شروع جنگ ہوا۔

آپ کے انصار میں سے بس سوید بن عمرو خثعمی باقی رہے۔ اور وہ آپ کے ساتھ تھے۔

علی اکبر بن حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت:

اولاد ابو طالب میں سب سے پہلے علی اکبر ابن حسین رضی اللہ عنہما قتل ہوئے۔ والدہ لیلیٰ بنت ابو مرہ ثقفی تھیں۔ یہ دشمنوں پر حملہ کرنے لگے اور بار بار اس مضمون کا رجز پڑھنے لگے ''میرا نام علی بن حسین رضی اللہ عنہما ہے۔ قسم کعبہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔ واللہ پسر ابن سمیہ کے حکم کو ہم نہ مانیں گے'' مرہ بن منقذ عبدی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا یہ جوان میری طرف سے اسی طرح لڑتا ہوا اور یہی کلمہ کہتا ہوا گذرے اور میں اس کے ماتم میں اس کے باپ کو نہ رلاؤں تو سارے عرب کی پھٹکار مجھ پر ہو۔ علی اکبر رضی اللہ عنہ شمشیر زنی کرتے ہوئے اس کی طرف گذرے۔ مرہ نے سامنے آ کر انہیں برچھی ماری وہ گرے۔ دشمنوں نے گھیر لیا تلواریں مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

حمید بن مسلم کا بیان:

حمید بن مسلم کہتا ہے میں نے اپنے کان سے سنا کہ حسین رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو قتل کرے اے فرزند! جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ خدا پر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آبروریزی پر کس قدر ان کی جرأت بڑھی ہوئی ہے۔ بس تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔ میں نے دیکھا ایک بی بی دوڑ کر نکل آئیں۔ یہ معلوم ہوا کہ آفتاب نے طلوع کیا۔ کپار رہی تھیں۔ اے بھیا! اے میرے بھتیجے میں نے لوگوں سے پوچھا تو یہ معلوم ہوا کہ زینب رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ آئیں اور علی اکبر رضی اللہ عنہ کی لاش پر گر پڑیں۔ یہ دیکھ کر حسین رضی اللہ عنہ ان کا ہاتھ تھامے ہوئے خیمہ میں ان کو لے گئے اور لڑکوں کو ساتھ لے کر لاش پر آئے۔ حکم دیا کہ بھائی کی لاش کو اٹھاؤ۔ لڑکے لاش کو مقتل سے اٹھا لے گئے جس خیمہ کے سامنے میدان کارزار تھا وہیں لاش کو لٹا دیا۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کے فرزند عبداللہ کو عمرو بن صبیح صدائی نے تیر مارا۔ عبداللہ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لیا کہ سر کو نیزے سے بچائیں۔ تیر ہاتھ کو چھیدتا ہوا ماتھے تک پہنچ گیا۔ اب یہ ہاتھ کو ذرا جنبش نہ دے سکتے تھے۔ پھر اس نے ہٹ کر دوسرا تیر ان کے قلب پر مارا۔

عون و محمد رضی اللہ عنہما کی شہادت:

اب چار طرف سے دشمنوں کا ہجوم ہو گیا۔ عبداللہ بن قطبہ طائی نے عون بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما پر حملہ کر کے انہیں قتل کیا۔ عامر بن نہشل نے عون کے بھائی محمد پر حملہ کر کے قتل کیا۔

عبدالرحمٰن و جعفر پسران عقیل کی شہادت:

عثمان بن خالد جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی عبدالرحمٰن بن عقیل پر جا پڑے۔ دونوں نے مل کر انہیں قتل کیا۔ عبداللہ بن عزرہ خثعمی نے جعفر ابن عقیل کو تیر مار کر قتل کیا۔

قاسم بن حسن رضی اللہ عنہما کی شہادت:

حمید بن مسلم نے ایک طفل کو دیکھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے معرکہ کی طرف بڑھا کہتا ہے اس کے گلے میں کرتا تھا۔ پاؤں میں پائجامہ۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ ان کی نعلین میں سے بائیں پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عمرو بن سعید ازدی مجھ سے کہنے لگا۔ اسے تو واللہ! میں قتل کروں گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ اس کے قتل کرنے سے تجھے کیا مقصود ہے۔ انصار حسین رضی اللہ عنہ میں سے یہ لوگ جن کو تم نے گھیر لیا ہے بس ان کا قتل ہو جانا تجھے کافی ہے۔ اس نے جواب دیا واللہ اسے تو میں قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر اس نے حملہ کیا اور ان کے سر پر تلوار مار کر پلٹا۔ وہ طفل رضی اللہ عنہ منہ کے بل گر پڑا۔ چچا چچا کہہ کر پکارا۔ یہ سن کر حسین رضی اللہ عنہ اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہین آتا ہے اور شیر غضب ناک کی طرف آپ نے حملہ کیا عمرو کو تلوار ماری۔ اس نے تلوار کو ہاتھ پر روکا۔ ہاتھ اس کا کہنی کے پاس سے جدا ہو گیا وہ چلایا اور وہاں سے ہٹ گیا۔ اہل کوفہ کے سوار دوڑے کہ اس کو حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بچا کر لے جائیں۔ گھوڑے اس کی طرف پلٹ پڑے ان کے قدم اٹھ گئے۔ سواروں کو لیے ہوئے اس کو پائمال کرتے گذر گئے۔ آخر میں وہ مر گیا۔

قاسم رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اضطراب:

غبار فرو ہوا تو دیکھا حسین رضی اللہ عنہ اس طفل کے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے آپ یہ کہہ رہے ہیں خدا سمجھے ان لوگوں سے، جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ جن سے قیامت کے دن تیرے جد بزرگوار تیرے خون کا دعویٰ کریں گے۔ واللہ چچا پر یہ امر شاق ہے کہ تو پکارے، وہ جواب نہ دے سکے جواب دے بھی تو اس سے تجھے کچھ نفع نہ ہو۔ واللہ! تیرے چچا کے دشمن بہت ہیں۔ مددگار کم رہ گئے۔ پھر آپ نے ان لوگوں کو گود میں اٹھا لیا۔ میں نے دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ ان کو سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔ دونوں پاؤں ان کے زمین پر گھسٹتے ہوئے جا رہے تھے۔ میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ انہوں نے گود میں کیوں اٹھا لیا۔ دیکھا کہ ان کی لاش کو اپنے فرزند علی اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں اور جو لوگ ان کے خاندان کے گرداگرد قتل ہوئے تھے ان کی لاشوں میں لٹا دیا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ طفل کون ہے معلوم ہوا کہ یہ قاسم بن حسن رضی اللہ عنہما ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ابن نسیر کا کندی کا حملہ:

حسین رضی اللہ عنہ اس دن پہروں اس حالت میں رہے کہ جو شخص آپ کی طرف بڑھتا تھا۔ آپ کے قریب پہنچ کر واپس چلا آتا تھا۔ آپ کے قتل کرنے اور اس گناہ عظیم کے سر پر لینے سے جھجک جاتا تھا۔ اس اثناء میں مالک بن نسیر کندی نے آپ کے سر پر تلوار

ماری۔کلاہ برنس آپ پہنے ہوئے تھے۔تلوار برنس کو کاٹتی ہوئی سر تک پہنچ گئی۔زخم کے خون سے ٹوپی لبریز ہوگئی آپ نے کہا تجھے اس ضرب کا نفع کھانا پینا نصیب نہ ہو۔خدا تیرا حشر ظالموں کے ساتھ کرے۔یہ کہہ کر آپ نے ٹوپی کو اتار ڈالا ایک اور ہی ٹوپی منگوا کر پہنی اور عمامہ باندھ لیا۔اس وقت آپ خستہ و زمین گیر ہو گئے تھے۔کندی نے آ کر ٹوپی اٹھالی۔یہ ٹوپی خز کی تھی جب اس کے بعد یہ اپنی زوجہ ام عبداللہ بنت حر کے یہاں گیا۔ٹوپی کا خون دھونے بیٹھا۔عورت نے کہا ہائے بنت رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی ٹوپی لوٹ کر تو میرے گھر میں لایا ہے۔لے جا اسے یہاں سے لوگ کہتے ہیں۔سخت محتاجی میں وہ مبتلا رہا اور اسی حالت میں مر گیا۔

عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ کو آپ کے پاس کوئی لے آیا آپ نے اسے گود میں بٹھالیا۔یہ بچہ عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ تھا' بنی اسد میں سے ایک شخص نے تیر مارا بچہ ذبح ہوگیا۔حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے زخم میں چلو لگا دیا۔دونوں چلو لہو سے بھر گئے تو زمین پر اس خون کو پھینک دیا۔اس کے بعد کہا: بارخدایا تو نے آسمان سے ہمارے لیے اگر نصرت نہیں نازل کی تو جو اس سے بہتر ہے وہ ہم کو دے اور ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔ابن عقبہ غنوی نے ابوبکر بن حسن رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر قتل کیا۔اسی خاندان کے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وَ عِنْدَ غَنِیٍّ قَطْرَةٌ مِنْ دِمَائِنَا وَ فِیْ اَسَدٍ اُخْرٰی تَعُدُّ وَ تُذْكَرُ

ترجمہ: ''یعنی ہمارے خون کی ایک بوند قبیلہ غنی کی گردن پر اور دوسری بوند بنی اسد کی گردن پر ہے جس کا ذکر ہوتا رہے گا''۔

عبداللہ و جعفر عثمان پسران علی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

کہتے ہیں کہ عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ و جعفر و عثمان سے کہا میرے ماں جائے بھائیو! تم مجھ سے پہلے ہی جاؤ کہ میں تمہارا وارث ہو جاؤں' تمہاری تو کوئی اولاد نہیں ہے وہ اس حکم کو بجالائے۔ان سے پہلے ہی قتل ہو گئے۔عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ کو ہانی حضرمی نے قتل کیا۔ان کو قتل کر کے پھر اس نے جعفر بن علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا انہیں قتل کر کے سر ان کا لیے ہوئے آیا۔عثمان بن علی رضی اللہ عنہ کو خولی بن یزید اصبحی نے تیر مارا اور بنی دارم کے ایک شخص نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کیا اور سر ان کا کاٹ لیا۔پھر ایک مرد دارمی نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر قتل کیا اور ان کا سر لے آیا۔

ہانی حضرمی کا بیان:

ہانی حضرمی کہتا ہے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے روز میں بھی موجود تھا۔دس سواروں میں سے میں بھی ایک سوار تھا۔گھوڑے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔میں نے واللہ! ایک لڑکے کو دیکھا کہ خیمہ کی ایک لکڑی ہاتھ میں لیے ہوئے نکل آیا۔کرتا پائے جامہ پہنے ہوئے تھا۔ڈرتا ہوا کبھی داہنی طرف دیکھتا تھا کبھی بائیں جانب۔اس کے کانوں میں بندے تھے۔جب ادھر ادھر مڑتا تھا تو بندوں کے ہلنے کی تصویر میری آنکھوں میں اس وقت تک پھر رہی ہے۔ایک شخص گھوڑے کو ایڑ کرتا ہوا بڑھا۔اس طفل کے قریب آ کر گھوڑے سے جھکا۔اسے تلوار سے ٹکڑے کر ڈالا۔اصل میں یہ حرکت خود ہانی حضرمی نے کی تھی اپنا نام چھپاتا تھا کہ لوگ ناراض ہوں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر پیاس کا غلبہ:

پیاس کی شدت جب ہوئی تو آپ پانی کی طرف آئے۔حصین بن تمیم نے آپ کو تیر مارا دہانہ پر آ کر لگا۔آپ خون کو منہ سے لیتے جاتے تھے اور آسمان کی طرف پھینکتے جاتے تھے۔اس کے بعد خدا کا شکر بجالائے اور حمد و ثنا کی۔پھر دونوں ہاتھوں کو ملا کر کہا

اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنْهُمْ اَحَدًا. یعنی خداوندا ان سے گن گن کر بدلہ لے ان کو چن چن کر ان میں سے کسی کو روئے زمین پر نہ چھوڑ۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ابانی کو بددعا:

ایک روایت یہ ہے کہ آپ کے لشکر پر جب دشمنوں نے غلبہ حاصل کرلیا تو آپ مسناۃ پر سوار ہوئے۔فرات کی طرف رُخ کیا۔ بنی ابان میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا۔ ارے ندی کے اور ان کے درمیان حائل ہو جاؤ۔ کہیں ان کے شیعہ کمک کو نہ دوڑیں۔ آپ نے گھوڑے کو تازیانہ مارا تھا کہ لوگ پیچھے پیچھے دوڑے۔ آپ کے اور فرات کے بیچ میں حائل ہو گئے۔ آپؓ نے اس ابانی کے حق میں بد دعا کی کہ خداوندا! اسے تشنگی میں مبتلا کر۔ ابانی نے تیر مارا کر آپ کی ٹھوڑی کے نیچے پیوست ہو گیا۔ اس تیر کو آپ نے کھینچ کر زخم میں دونوں چلو لگا دیئے۔ خون دونوں چلوؤں میں بھر گیا۔ آپ نے کہا خداوندا تیرے پیغمبر کے نواسے کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے میں اس کی فریاد تجھی سے کرتا ہوں۔ بہت کم زمانہ گذرا تھا کہ خدا نے ابانی کو پیاس میں مبتلا کیا۔ کسی طرح اس کی تشنگی بجھتی ہی نہ تھی۔ پانی ٹھنڈا کیا جاتا تھا اس میں شکر ڈالی جاتی تھی۔ دودھ کے قدحے بھرے ہوئے تھے۔ پانی کے مٹکے' وہ یہی کہے جاتا ہے ارے پانی پلاؤ۔ پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ ایک مٹکی یا ایک قدح جس سے سارا گھر چھک جائے اسے دیا جاتا تھا۔ ڈگڈگا کے سب پی لیتا تھا۔ برتن سے منہ ہٹا کر ذرا لیٹا تھا کہ پھر پکارا' ارے پانی پلاؤ۔ پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ قاسم ابن اصبغ نے یہ تماشہ دیکھا تھا وہ کہتے ہیں۔ واللہ! تھوڑے ہی دنوں میں اس کا پیٹ اس طرح تڑک گیا' جیسے اونٹ کا پیٹ۔

شمر کی حسینی رضی اللہ عنہ خیموں پر پیش قدمی و واپسی:

شمر ذی الجوشن کوفیوں میں سے کوئی دس پیادوں کو ساتھ لے کر اس خیمہ کی طرف چلا جس میں حسین رضی اللہ عنہ کے عیال اور اسباب تھا۔ یہ لوگ بڑھے اور آپ کے اور اس خیمہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ نے یہ دیکھ کر کہا وائے ہو تم پر۔ اگر تم لوگوں کا کوئی دین نہیں ہے قیامت کا تمہیں خوف نہیں ہے تو امور دنیا میں تو شرفا اور بھلے مانسوں کا طریق اختیار کرو۔ میرے گھر کو میرے عیال کو جاہلوں اور نالائقوں سے بچاؤ۔ شمر نے کہا اچھا اے ابن فاطمہ رضی اللہ عنہا یہی ہو گا۔

شمر اور ابوالجنوب جعفی میں سخت کلامی:

اب وہ پیادوں کو لیے ہوئے آپ کی طرف بڑھا۔ ان لوگوں میں ابوالجنوب جعفی اور قشعم بن عمرو جعفی اور صالح بن وہب یزنی اور سنان بن انس نخعی اور خولی بن یزید اصبحی تھے۔ شمر انہیں آپ کے قتل کرنے پر آمادہ کرنے لگا۔ ابوالجنوب کی طرف آیا۔ یہ سر سے پاؤں تک سلاح جنگی سجائے ہوئے تھا اس سے کہا۔ حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھ۔ ابوالجنوب نے کہا خود کیوں نہیں بڑھتا کہا تو اور میرے ساتھ اور ایسا کلام' جواب دیا کہ تو اور میرے ساتھ ایسا کلام۔ اس نے اسے سخت سست کہا۔ ابوالجنوب بہت دلیر تھا کہنے لگا واللہ تیری آنکھ کو برچھی کی نوک سے گھنگول ڈالوں گا۔ شمر یہ سن کر اس کے پاس سے سرک گیا۔ کہتا جاتا تھا واللہ مجھے موقع ملا تو تجھ سے سمجھوں گا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ:

اس کے بعد شمر پیادوں کو لیے ہوئے آپ کی طرف بڑھا۔ آپ حملہ کرتے تھے تو سب بھاگ جاتے تھے۔ اس کے بعد

دشمنوں نے سب طرف سے آپ کو گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر ایک لڑکا خیمے سے نکلا اور آپ کے پاس آنے لگا۔ آپ کی بہن زینب اس طفل کے پیچھے دوڑیں کہ اسے روکیں۔ آپ نے پکار کر کہا۔ زینب رضی اللہ عنہا اسے روکو۔ طفل نے کہنا نہ مانا' دوڑتا ہوا آپ کے پاس پہنچا۔ پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ بحر بن کعب نے آپ پر تلوار اٹھائی کہ وار کرے۔ بچہ نے کہا' او خبیث تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے۔ اس نے آپ پر وار کیا بچہ نے اس کی تلوار کو روکنے کو اپنا ہاتھ آگے کیا ہاتھ قلم ہو کر لٹک گیا۔ بس ایک تسمہ لگا رہ گیا تھا۔ بچہ اماں اماں کہہ کر چلایا تو حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو سینہ سے لپٹا لیا۔ کہا کہ اے میرے بھائی کے لختِ جگر اس مصیبت پر صبر کر اسے اپنے حق میں بہتر سمجھ۔ خداوند تعالیٰ اب تجھ کو تیرے بزرگوں سے ملا دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی ابن ابی طالب اور حمزہ اور جعفر اور حسن بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس پہنچا دے گا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے اس دن میں نے حسین رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا۔ خداوندا ان لوگوں کو آسمان کی بارش سے' زمین کی برکتوں سے محروم کر دے۔ اگر تو انہیں کچھ مہلت دے' تو ان میں تفرقہ ڈال دے ان کو فرقہ فرقہ کر کے متفرق کر دے۔ ان کے حکام کو ان سے کبھی راضی نہ ہونے دے۔ انھوں نے ہمیں بلایا تھا نصرت کرنے کو اور ہمیں پر حملہ کرنے کو دوڑ پڑے اور انھوں نے ہمیں قتل کیا۔ پھر جو پیادے ہجوم کیے ہوئے تھے آپ نے ان سے مقابلہ کیا۔ سب کے سب پسپا ہو گئے۔

بحر بن کعب کا انجام:

آپ کے انصار میں تین یا چار شخص باقی رہ گئے تو آپ نے ایک مضبوط پائجامہ بر و یمانی منگایا۔ جس کی بناوٹ میں روئی کے بونڈوں کے ریزے دکھائی دے رہے تھے۔ پھر اسے چاک کیا پھاڑ ڈالا۔ آپ کو اندیشہ یہ تھا کہ قتل کرنے کے بعد مجھے برہنہ نہ کر دیں۔ یہ دیکھ کر آپ کے بعض اصحاب نے کہا کہ اس کے نیچے جانگیہ بھی ہوتی تو اچھا تھا۔ کہا کہ وہ بہت ذلیل لباس ہے مجھے نہیں پہننا چاہیے لیکن آپ کے قتل ہو جانے کے بعد بحر بن کعب نے اس پائجامہ کو اتار کر آپ کو برہنہ ڈال دیا جب سے اس کے ہاتھ ایسے ہو گئے تھے کہ جاڑوں میں دونوں ہاتھوں سے پانی ٹپکا کرتا تھا اور گرمیوں میں لکڑی کی طرح سوکھ کر رہ جاتے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

عبداللہ بن عمار پر لوگوں نے عتاب کیا کہ تو بھی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھا۔ عبداللہ نے کہا میں نے تو بنی ہاشم پر احسان کیا۔ پوچھا تو نے کیا احسان کیا؟ کہا میں نے برچھی تان کر حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا ان کے قریب پہنچا اور واللہ! میں چاہتا تو انہیں برچھی مار دیتا۔ پھر میں ان کے پاس سے ہٹ آیا اور میں نے دل میں کہا میں کیوں انہیں قتل کروں کوئی قتل کرے تو کرے۔ میں نے دیکھا ان کے داہنے بائیں جو پیادے نرغے کیے ہوئے تھے انہوں نے آپ پر حملہ کیا۔ آپ نے داہنی طرف کے پیادوں پر حملہ کر کے سب کو منتشر کر دیا۔ آپ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور خز کا قمیص گلے میں تھا۔ واللہ! کسی ایسے بے کس اور بے بس کو جس کی اولاد و اہل بیت و انصار سب قتل ہو چکے ہوں۔ اس دل سے اور اس حواس سے اور اس جرأت سے لڑتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ واللہ! نہ ان سے پیشتر ان کا مثل دیکھنے میں آیا نہ ان کے بعد کہ ان کے داہنے یا بائیں لوگ اس طرح بھاگ رہے تھے جیسے گرگ کے حملہ کرنے سے بکریاں بھاگتی ہیں۔ اسی حالت میں ان کی بہن زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا خیمہ سے نکل آئیں۔ واللہ ان کے کان کے بندے ہلتے ہوئے اب تک میری نگاہ میں ہیں کہہ رہی تھیں' ہائے آسمان زمین پر پھٹ نہیں پڑتا۔ ابن سعد اس وقت حسین رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو کہنے لگیں' اے ابن سعد حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ابن سعد کے آنسو نکل آئے داڑھی تک

بہتے ہوئے گئے' اور اس نے زینب رضی اللہ عنہا کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ آپ خز کا جبہ پہنے ہوئے تھے' عمامہ باندھے ہوئے تھے وسمہ کا خضاب کیے ہوئے تھے۔ پیدل ہو کر اس طرح قتال کر رہے تھے۔ جیسے کوئی ساونت شہسوار فاصلہ سے خود کو بچاتے جائے۔ کمین گاہوں سے اپنا موقع ڈھونڈتا جائے۔ سواروں پر حملہ کرتا جائے اور قتل ہونے سے پہلے آپ کو یہ کہتے میں نے سنا۔ میرے قتل کرنے پر کیا تم آمادہ ہو۔ سن رکھو واللہ! میرے بعد کسی ایسے بندہ کو بندگانِ خدا سے تم نہ قتل کرو گے۔ جس کے قتل پر میرے قتل سے زیادہ خدا ناراض ہو تم سے مجھے تو امید ہے واللہ کہ تمہیں ذلیل کر کے حق تعالیٰ مجھ پر کرم کرے گا۔ پھر میرا انتقام تم سے اس طرح لے گا۔ کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔ تم نے مجھے قتل کیا تو کیا۔ واللہ تم لوگوں میں خدا آپس میں کشت وخون ڈلوا دے گا اور تمہاری خون کی ندیاں بہا دے گا۔ اور اس پر بھی بس نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ عذاب الیم کو تمہارے لیے چند در چند کر دے گا۔ اور بہت دیر تک آپ اسی حالت میں رہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر یورش:

لوگ قتل کرنا چاہتے تو ممکن تھا لیکن ایک کے پیچھے ایک چھپتا تھا...... یہ چاہتا تھا۔ وہ اس کام کو کرے' وہ چاہتا تھا یہ کرے آخر شمر نے پکار کر کہا۔ وائے تم لوگوں پر اس شخص کے باب میں اب کیا انتظار ہے تمہیں۔ ارے مائیں تمہاری تم کو روئیں اسے قتل کرو۔ اب ہر طرف سے آپ پر حملہ ہوا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے وار کیا۔ دست چپ کی ہتھیلی پر اس کی ضرب پڑی۔ پھر سب ہٹ گئے اس وقت آپ اٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے۔

شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ:

پھر اسی حالت میں سنان بن انس نخعی نے آپ کو برچھی ماری۔ آپ گر پڑے تو اس نے خولی بن یزید اصبحی سے کہا کہ سر کاٹ لے۔ خولی نے ارادہ کیا مگر اس سے یہ کام ہو نہ سکا کانپنے لگا۔ سنان بن انس نے کہا۔ خدا تیرے بازوؤں کو توڑے۔ تیرے ہاتھوں کو قطع کرے۔ یہ کہہ کر وہ اتر کے آپ کی طرف بڑھا آپ کو ذبح کیا اور آپ کا سر کاٹ لیا۔ اور خولی کو دے دیا' ذبح ہونے سے پہلے بہت سی تلواریں بھی آپ پر پڑ چکی تھی۔ سر جدا کرنے سے پہلے سنان بن انس کی یہ حالت تھی کہ جسے دیکھتا تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے قریب آ رہا ہے اس پر حملہ کر بیٹھتا تھا۔ اسے یہ ڈر تھا کہ مجھے ہٹا کر کہیں وہی سر نہ لے جائے۔

اہل بیت سے ناروا سلوک:

آپ جو لباس پہنے ہوئے تھے وہ بھی لٹ گیا۔ بحر بن کعب نے پائجامہ لیا۔ قیس بن اشعث نے چادر اتار لی۔ جب سے اس کا نام قیس قطیفہ مشہور ہو گیا یعنی چادر والا۔ اسود نے نعلین آپ کی اتار لیں۔ بنی نہشل کے ایک شخص نے تلوار نکال لی اس کے بعد وہ حبیب بن بدیل کے خاندان میں آ گئی۔ پھر یہ لوگ درس (زعفران) اور پوشاک اور اونٹوں کی طرف جھکے اور یہ سب چیزیں لوٹ لے گئے۔ پھر اہل حرم اور مال ومتاع کے لوٹنے کو گئے۔ یہ حال تھا کہ ایک بی بی کے سر سے چادر کوئی اتارتا تھا دوسرا اس سے چھین کر لے جاتا تھا۔

معرکہ کربلا کے آخری شہید:

آپ کے انصار میں سوید بن عمرو زخمیوں میں چور ہو کر کشتوں میں پڑے تھے۔ انھوں نے لوگوں کو کہتے سنا کہ حسین رضی اللہ عنہ قتل

ہو گئے۔ ذرا چونکے تو دیکھا کہ تلوار تو ان کی کوئی لے گیا ہے مگر ایک چھری ان کے پاس موجود ہے اسی چھری سے کچھ دیر تک وہ لڑتے رہے۔ آخر عروہ بن بطار تغلبی اور زید بن رقاد جنبی نے مل کر انہیں قتل کیا اور یہ سب کے آخر میں قتل ہوئے۔

علی اصغر بن حسین رضی اللہ عنہ:

حمید بن مسلم کہتا ہے میں علی اصغر بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ وہ فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور بیمار تھے۔ شمر اپنے ساتھ کے پیادوں کو لیے ہوئے ادھر آیا۔ وہ کہتے جاتے تھے کیا اسے قتل نہ کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ ہمیں یہ نہیں چاہیے کہ اطفال کو قتل کریں۔ یہ تو ابھی اطفال میں داخل ہیں۔ پھر جس کو میں ان کی طرف آتے دیکھتا تھا اسے ٹال دیتا تھا۔ آخر ابن سعد آیا۔ فوج کو ہدایت کی۔ اس نے کہا دیکھو عورتوں کے خیمہ میں ہرگز کوئی نہ جائے اور اس بیمار لڑکے سے کوئی تعرض نہ کرے۔ اور جس نے ان کا اسباب کچھ لوٹا ہو وہ واپس کر دے لیکن کسی نے کوئی چیز بھی واپس نہیں کی۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے شخص تجھے جزائے خیر ملے۔ تیرے کہنے سے واللہ مجھ پر سے آفت ٹل گئی۔

سنان بن انس:

لوگوں نے سنان بن انس سے کہا علی رضی اللہ عنہ کے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو تو نے قتل کیا عرب میں سب سے بڑے مرتبہ والے شخص کو جو اس ارادہ سے آیا تھا کہ ان لوگوں کی سلطنت کو زائل کر دے تو نے قتل کیا۔ امیروں کے پاس جا اور صلہ ان سے مانگ۔ اگر وہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے صلہ میں اپنے خزانے تجھے عطا کر دیں تو بھی وہ کم ہیں۔ سنان یہ سن کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ تھا بڑا دلیر اور شعر بھی کہتا تھا اور کچھ اسے سنک بھی تھی۔ وہ ابن سعد کے سراپردہ کی طرف آیا۔ دروازہ پر کھڑا ہوا۔ اور پکار پکار کر یہ دو شعر پڑھے:

میرے اونٹوں کو چاندی سونے سے لدوا دے
میں نے بادشاہ بلند مرتبہ کو قتل کیا
جو شخص ماں باپ کی طرف سے بہترین خلق ہے
اور نسب میں سب سے بہتر ہے میں نے اسے قتل کیا

ابن سعد نے کہا میں اس بات کا گواہ ہوں کہ تو دیوانہ ہے۔ کبھی تو ہوش میں آیا ہی نہیں۔ اسے میرے پاس کوئی لے آئے۔ جب اسے ابن سعد کے سامنے لے کر گئے تو اس نے ایک لکڑی اسے ماری اور کہا۔ او! دیوانے یہ کلمہ تو زبان سے نکالتا ہے۔ واللہ اگر ابن زیاد سنتا' تیری گردن مارتا۔

عقبہ بن سمعان اور مرقع بن ثمامہ:

پھر ابن سعد نے عقبہ بن سمعان کو گرفتار کیا۔ یہ شخص رباب بنت امراء القیس کلبیہ کا غلام آزاد تھا اور رباب سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ ابن سعد نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں ایک زرخرید غلام ہوں۔ یہ سن کر ابن سعد نے اسے چھوڑ دیا۔ بس اس کے سوا ان لوگوں میں سے کوئی نہیں بچا۔ ہاں مرقع بن ثمامہ اسدی نے جس وقت اپنے تیر بکھرا دیئے تھے اور دونوں زانوں ٹیک کر تیر افگنی کر رہا تھا کہ اس کے پاس کچھ لوگ اس کے خاندان کے آئے اس نے کہا تو ہمارے ساتھ آ۔ تیرے لیے امان ہے یہ ان کے ساتھ ہو گیا جب ابن زیاد کے پاس ان لوگوں کو لے کر ابن سعد گیا اور سب حال اس شخص کا بیان کیا تو ابن زیاد

نے اس شخص کو موضع زراہ کی طرف شہر بدر کر دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جسم کی پامالی:

اس کے بعد ابن سعد نے اپنے ساتھ والوں میں یہ منادی کی کون کون لوگ اپنے گھوڑوں سے حسین کو پامال کریں گے۔ یہ سن کر دس شخص نکلے ان میں اسحٰق بن حیوۂ حضرمی بھی تھا جس نے آپ کا قمیص اتار لیا تھا۔ اور آخر مبروص ہوگیا تھا اور ان لوگوں میں اخنش بن مرثد حضرمی بھی تھا یہ دسوں سوار آئے اور اپنے گھوڑوں سے حسین رضی اللہ عنہ کو پامال کیا۔ اس طرح کہ ان کے سینہ و پشت کو چور چور کر دیا۔ اس کے بعد ہی اخنش کو ایک تیر کہیں سے آ کے لگا۔ وہ ابھی میدان قتال میں موجود تھا تیر اس کے قلب پر پڑا وہ مر گیا۔

شہدائے کربلا:

حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بہتر شخص قتل ہوئے۔ ان کے قتل ہونے کے ایک دن بعد مقام غاضریہ میں جو بنی اسد کے لوگ رہتے تھے انھوں نے مل کر ان لوگوں کو دفن کیا ابن سعد کے اصحاب میں سے اٹھاسی شخص قتل ہوئے۔ اور زخمی ان کے علاوہ تھے۔ ابن سعد نے اپنے اصحاب کی لاشوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔

سر حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کوفہ:

حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہوتے ہی ان کے سر کو اسی دن خولی کے ہاتھ حمید بن مسلم کو ساتھ کر کے ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا تھا۔ خولی سر کو لیے ہوئے ابن زیاد کے قصر کی طرف آیا۔ قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ یہ اپنے گھر چلا آیا۔ سر کو ایک لگن کے نیچے ڈھانک کر رکھ دیا۔ اس کی دو عورتیں تھیں ایک بنی اسد میں کی اور ایک حضرمی تھی اس کا نام نوار تھا۔ یہ رات اسی کے پاس رہنے کی تھی۔ جب وہ فرش خواب پر آیا تو نوار نے پوچھا کیا خبر ہے تو کیا لے کر آیا ہے۔ اس نے کہا تمام دنیا کی دولت تیرے پاس لے کر آیا ہوں۔ تیرے خیمہ میں حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر آیا ہوں۔ نوار نے کہا تف ہے تجھ پر۔ لوگ سونا چاندی لے کر آئے اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کا سر لایا ہے۔ واللہ میں اور تو دونوں ایک خیمہ میں اب کبھی نہ رہیں گے نوار یہ کہہ کر بستر سے اٹھی اور سیدھی اسی گھر میں گئی۔ جہاں آپ کا سر رکھا ہوا تھا۔ اب اس نے زن اسدیہ کو بلا لیا۔ نوار بیٹھی ہوئی سر کو دیکھ رہی تھی وہ کہتی ہے۔ واللہ آسمان سے ایک نور کا عمود اس لگن تک تھا۔ میں برابر دیکھتی رہی اور سفید سفید پرندے اس کے گرد اگرد اڑ رہے تھے۔ صبح ہوئی تو وہ سر کو ابن زیاد کے پاس لے گیا۔

اہل بیت کی روانگی کوفہ:

ابن سعد نے اس دن وہیں مقام کیا دوسرے دن صبح کو حمید بن بکیر کو حکم دیا کہ لوگوں میں کوفہ کی طرف روانہ ہونے کی منادی کر دے وہ اپنے ساتھ آپ کی بیٹیوں کو اور بہنوں اور بچوں کو سوار کر کے لے چلا اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ یہ بیبیاں جب آپ کی لاش اور آپ کے عزیزوں اور فرزندوں کی لاشوں کی طرف سے گذریں تو آہ و نالہ کرنے لگیں۔ اور منہ پیٹنے لگیں۔ قرہ بن قیس تمیمی کہتا ہے میں گھوڑا بڑھا کر قریب گیا ان عورتوں کو میں نے دیکھا۔ میں نے ایسی عورتیں کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ واللہ آہوان صحرائی سے بڑھ کر حسین تھیں۔ مجھے خوب یاد ہے۔ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کبھی نہیں بھولوں گا۔ جس وقت اپنے بھائی کی لاش پر پہنچیں تو کہتی تھیں وامحمداہ وامحمداہ ملائکہ آسمان کی صلوات آپ پر ہو۔ حسین رضی اللہ عنہ میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں یا محمداہ آپ کی بیٹیاں بندی جاتی ہیں۔ آپ کی ذریت قتل کی گئی۔ ہوا ان کی لاش پر خاک ڈال

رہی ہے۔ یہ سن کر واللہ دوست دشمن سب رو دیئے۔ پھر باقی لاشوں کے سر جدا کیے گئے۔ شمر اور قیس بن اشعث وعمرو حجاج کے ساتھ بہتر سر روانہ کیے گئے۔ ان لوگوں نے ان سروں کو ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا۔

سر حسین رضی اللہ عنہ سے ابن زیاد کی گستاخی:

حمید بن مسلم کہتا ہے ابن سعد نے مجھے بلا کر اپنے اہل وعیال کے پاس بھیجا کہ ان کو خوش خبری سناؤں کہ اللہ نے اسے فتح دی اور عافیت سے گذری۔ میں جا کر سب کو اطلاع کر آیا۔ واپس آیا تو دیکھا ابن زیاد لوگوں سے ملنے کو دربار میں بیٹھا ہے اور تہنیت دینے کو لوگ آ رہے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی اس نے اندر بلا لیا اور سب کو بھی اذن دیا۔ اندر جانے والوں کے ساتھ میں بھی چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر اس کے سامنے رکھا ہے۔ ان کے دانتوں کو ایک ساعت تک وہ چھڑی سے کھٹکھٹا تا رہا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ وہ چھڑی سے کھٹکھٹانا نہیں موقوف کرتا تو کہا۔ ان دانتوں پر سے ہٹا' اس چھڑی کو' اس وحدہ لاشریک کی قسم ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہونٹ ان دانتوں پر رکھ کر پیار کرتے تھے۔ یہ کہا اور وہ پیر مرد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھے رلائے اگر تو پیر فرتوت نہ ہوتا جس کی عقل جاتی رہی ہے تو واللہ میں تیری گردن مارتا۔ زید رضی اللہ عنہ یہ سن کر وہاں سے اٹھے اور چلے گئے ان کے چلے جانے کے بعد لوگوں میں اس بات کا چرچا ہو رہا تھا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے واللہ ایسی بات کہی کہ ابن زیاد سن پاتا تو انہیں قتل کرتا۔ حمید نے پوچھا کیا بات انھوں نے کہی۔ کہا وہ ادھر سے یہ کہتے ہوئے گذرے: مَلَّکَ عَبْدٌ عَبْدًا فَاتَّخَذَهُمْ تُلْدًا۔ غلام نے غلام کو حاکم بنا دیا۔ اس نے تمام بندگان خدا کو اپنا خانہ زاد بنا لیا۔ آج سے اے قوم عرب تم سب غلام ہو گئے۔ تم نے فرزند فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قتل کیا اور پسر مرجانہ کو اپنا حاکم بنا لیا کہ وہ نیک لوگوں کو تم میں سے چن چن کر قتل کر رہا ہے اور شریر لوگوں کو غلام بنا رہا ہے۔ تم نے ذلت کو گوارا کر لیا۔ جس نے ذلت کو گوارا کر لیا خدا مارے اس کو۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے ساتھ ان کے اہل وعیال' ان کی بہنیں سب کے سب ابن زیاد کے سامنے لائے گئے۔ زینب رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ذلیل سا لباس پہن لیا تھا۔ ہیئات اپنی بدل دی تھی۔ کنیزیں آپ کو گھیرے ہوئے تھیں۔ جب داخل ہوئیں تو آپ بیٹھ گئیں۔ ابن زیاد نے پوچھا یہ جو بیٹھی ہوئی ہے کون عورت ہے؟ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے تین دفعہ پوچھا اور آپ نے ہر دفعہ جواب نہیں دیا۔ اب کے آپ کی کسی کنیز نے کہا کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابن زیاد نے کہا شکر ہے خدا کا جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا قتل کیا' تمہاری کہانیوں کو جھوٹا کر دیا۔ آپ نے جواب دیا۔ شکر ہے خدا کا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہم کو عزت دی ہم کو طیب وطاہر کیا۔ تو نے کہا جو ایسا نہیں ہے۔ رسوا وہ ہوتا ہے۔ جھوٹا وہ ہوتا ہے۔ جو فاسق وفاجر ہو۔ ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے خاندان والوں سے خدا نے کیا سلوک کیا۔ کہا ان کے مقدر میں قتل ہونا تھا وہ اپنی قتل گاہ کی طرف چلے آئے اب تو بھی اور وہ لوگ بھی خدا کے سامنے جائیں گے۔ وہیں تم لوگ اپنے اپنے نزاع وخصومت کو پیش کرو گے۔ یہ سن کر ابن زیاد غضبناک اور برافروختہ ہو گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ابن زیاد:

عمرو بن حریث نے کہا خدا امیر کا بھلا کرے۔ یہ ایک عورت ہیں۔ کیا عورت کی کسی بات کا مواخذہ ہو سکتا ہے۔ کسی بات کا یا

سخت زبانی کا عورت سے تو مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ آپ سے مخاطب ہو کر ابن زیاد نے کہا: تمہارے خاندان کے سرکشوں اور نافرمانوں کی طرف سے خدا نے میرے دل کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہ سن کر آپ رونے لگیں پھر کہا' بخدا مردوں کو تو نے قتل کیا۔ خاندان کو میرے تو نے تباہ کر دیا۔ شاخوں کو تو نے قطع کیا۔ جڑ کو اکھاڑ ڈالا۔ اگر اسی سے تیرا دل ٹھنڈا ہو سکتا تھا تو بے شک تو نے ٹھنڈا کر لیا۔ کہنے لگا یہ عورت بڑی دلیر ہے۔ تمہارے باپ بھی تو شاعر اور بڑے دلیر تھے۔ آپ نے کہا عورت کو دلیری سے کیا واسطہ۔ میں کیا دلیری کروں گی جو منہ میں آ گیا وہ میں نے کہہ دیا۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم:

حمید بن مسلم کہتا ہے علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو جب ابن زیاد کے سامنے لائے ہیں۔ میں اس کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ کہا میں علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ہوں۔ کہا علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو خدا نے کیا قتل نہیں کیا؟ آپ نے جواب نہیں دیا کہنے لگا جواب کیوں نہ دیتے۔ آپ نے کہا میرے بھائی بھی علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہلاتے تھے۔ انہیں لوگوں نے قتل کیا۔ کہنے لگا نہیں خدا نے انہیں قتل کیا۔ آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ کہنے لگے جواب کیوں نہیں دیتے آپ نے کہا: جن کی موت کا وقت آتا ہے خدا ہی ان کو وفات دیتا ہے۔ بے حکم خدا کے کوئی شخص مر نہیں سکتا۔ ابن زیاد نے کہا واللہ تم بھی انہیں لوگوں میں ہو۔ ذرا دیکھنا یہ بالغ ہیں۔ واللہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ مردوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ مری بن معاذ نے آپ کو برہنہ کر کے دیکھا اور کہا کہ بالغ ہیں۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شدید مخالفت:

اس پر علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا ان عورتوں کی حفاظت کے لیے تم کس کو مقرر کرو گے۔ ان کی پھوپھی زینب رضی اللہ عنہا ان سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں اے ابن زیاد ہم لوگوں پر جو مصیبت گذر چکی اس پر بس کر۔ کیا ہم لوگوں کا خون بہانے سے ابھی تجھے سیری نہیں ہوئی۔ کیا ہم میں سے کسی کو تو نے باقی رکھا ہے۔ یہ کہہ بھتیجے کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور کہا اے ابن زیاد میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مومن ہے تو اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے کہا اے ابن زیاد اگر تجھ میں اور ان لوگوں میں قرابت ہے تو کسی پرہیزگار شخص کو ان عورتوں کے ساتھ روانہ کرنا جو مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے۔ ابن زیاد دیر تک ان بی بی کی طرف دیکھتا رہا پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ اس خون کے جوش پر تعجب ہوتا ہے۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہ آرزو ہے کہ اس لڑکے کو اگر میں قتل کر دوں تو اس کے ساتھ ان کو بھی قتل کروں۔ اچھا لڑکے کو چھوڑ دو۔ جاؤ اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ تمہیں جاؤ۔

مسجد کوفہ میں اعلان فتح:

ابن زیاد جب قصر میں داخل ہوا اور سب لوگ بھی آئے تو الصلاۃ جامعۃ کی ندا ہوئی۔ یعنی نماز کے بعد دربار عام ہوگا۔ غرض بڑی مسجد میں لوگ جمع ہو گئے۔ ابن زیاد منبر پر گیا اور کہا شکر ہے خدا کا۔ جس نے حق کو اہل حق کو قوی کیا۔ اور امیر المومنین یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی اور ان کے گروہ والوں کی نصرت کی اور کذاب بن کذاب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور ان کے گروہ کے لوگوں کو قتل کیا۔

عبداللہ بن عفیف ازدی:

ابن زیاد ابھی اس گفتگو سے فارغ نہ ہونے پایا تھا کہ عبداللہ بن عفیف ازدی اٹھ کر اس کی طرف دوڑے۔ یہ شخص علی کرم اللہ وجہہ کے گروہ کے ساتھ بائیں آنکھ ان کی جنگ جمل میں جاتی رہی تھی جب کہ یہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے۔ جنگ صفین میں ایک ضرب ان کے سر پر پڑی تھی اور ایک ضرب بھوں پر لگی تھی۔ اس کے صدمہ سے دوسری آنکھ بھی جاتی رہی تھی۔ جب سے بڑی مسجد سے یہ نکلتے ہی نہ تھے۔ رات تک وہیں نمازیں پڑھتے رہتے تھے۔ اس کے بعد واپس آتے تھے۔

ابن عفیف ازدی کی شہادت:

ابن زیاد کا یہ کلمہ سن کر انہوں نے کہا ''او پسر مرجانہ کذاب ابن کذاب تو اور تیرا باپ اور جس نے تجھے حاکم بنایا وہ اس کا باپ او پسر مرجانہ تم لوگ پیغمبروں کے فرزندوں کو قتل کرتے ہو اور راست بازوں کا سا قول منہ سے کہہ ڈالتے ہو''۔ ابن زیاد نے کہا لاؤ تو اسے میرے پاس۔ سپاہیوں نے ان پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا۔ عبداللہ بن عفیف ازدی نے یا مبرور کہہ کر ندا کی یہ کلمہ ازدیوں کا شعار تھا۔ عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی وہیں بیٹھے تھے انہوں نے کہا تمہارا بھلا نہ ہو تم نے اپنے کو بھی تباہ کیا اور اپنی قوم کو بھی تباہ کیا۔ کوفہ میں اس وقت سات سو ازدی صلحشور موجود تھے۔ چند شخص ان میں سے عبداللہ بن عفیف کی طرف دوڑے ان کو چھڑا لائے۔ انہیں ان کے گھر میں پہنچا آئے اس کے بعد ابن زیاد نے کچھ لوگ بھیج کر انہیں بلوایا اور قتل کیا اور حکم دیا کہ زمین شور پر ان کی لاش دار پر چڑھا دی جائے اور ایسا ہی کیا گیا۔

سر حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں تشہیر:

پھر ابن زیاد نے حسین رضی اللہ عنہ کا سر کوفہ میں نصب کر دیا اور تمام شہر میں تشہیر بھی کیا گیا۔ اس کے بعد زحر بن قیس کے ساتھ حسین رضی اللہ عنہ ان کے اصحاب کے سروں کو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔ زحر بن قیس کے ساتھ ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن ابوظبیان ازدی بھی تھے۔ یہ لوگ یہاں سے روانہ ہوئے اور شام میں پہنچے۔ زحر جب یزید کے سامنے گیا تو یزید نے کہا۔ ارے وہاں کیا ہو رہا ہے اور تو کیا خبر لے کر آیا ہے۔

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر یزید کا اظہارِ تاسف:

زحر نے کہا ''اے امیر المومنین خدا کے فضل سے فتح و نصرت تجھے مبارک ہو۔ حسین بن علی علیہ السلام ہمارے مقابلہ میں اٹھارہ شخص اپنے اہل بیت میں سے اور ساٹھ آدمی اپنے شیعوں میں سے لے کر وارد ہوئے تھے' ہم لوگ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا یا تو اطاعت اختیار کریں اور امیر ابن زیاد کے حکم پر گردن جھکا دیں۔ یا قتال پر آمادہ ہو جائیں۔ انھوں نے اطاعت کرنے سے جنگ کرنے کو بہتر خیال کیا۔ ہم نے آفتاب نکلتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ اور ہر طرف سے انہیں گھیر لیا۔ یہاں تک کہ جب ہماری تلواریں ان کے سروں تک پہنچ گئیں۔ تو بھاگنے لگے اور پناہ نہ ملتی تھی۔ ٹیلوں پر اور غاروں پر ہم سے اس طرح وہ جان بچاتے پھرتے تھے۔ جیسے کبوتر شاہین سے چھپتے پھرتے ہیں۔ امیر المومنین واللہ جتنی دیر میں اونٹ کو صاف کرتے ہیں۔ یا قیلولہ میں جتنی دیر کے لیے آنکھ جھپک جاتی ہے۔ بس اتنی دیر میں ہی سب سے آخر شخص کو ان میں سے ہم قتل کر چکے تھے۔ اب ان کی لاشیں برہنہ پڑی ہیں۔ ان کے پیراہن خون آلود ہیں۔ ان کے رخسار گرد و غبار میں اٹے ہوئے ہیں۔ دھوپ انہیں پگھلائے دیتی ہے۔ ہوا انہیں گرد برد کر رہی ہے

ایک سنسان بیان میں شاہین اور گدھ ان پر اتر رہے ہیں''۔ یہ سن کر یزید آب دیدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔ میں تمہاری اطاعت سے جب خوش ہوتا کہ تم نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کیا ہوتا۔ خدا لعنت کرے پسر سمیہ پر۔ سنو واللہ اگر حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں ان کو معاف ہی کر دیتا۔ خدا حسین رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ یزید نے زحر کو صلہ کچھ بھی نہ دیا۔

اہل بیت کی روانگی کوفہ:

ابن زیاد نے مستورات واطفال حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بھی حکم دیا ان کی روانگی کا بھی سامان کیا گیا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے لیے حکم دیا کہ پاؤں سے گلے تک زنجیر میں جکڑ دیئے جائیں اور محضر بن ثعلبہ عائذی اور شمر کو ساتھ کر کے ان کو روانہ کیا۔ یہ دونوں سب کو لیے ہوئے یزید کے پاس پہنچے راستہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کبھی کوئی بات نہیں کی۔ یزید کے دروازہ پر جب پہنچے تو محضر نے پکار کر کہا۔ محضر بن ثعلبہ ان ملامت زدہ بدکاروں کو لے کر امیر المومنین کے پاس حاضر ہوا ہے یزید نے جواب دیا کہ محضر کی ماں نے جس بچہ کو جنا ہے بس وہی ملامت زدہ اور سب سے بدتر ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر یحییٰ بن حکم کے اشعار:

یزید کے سامنے جب حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت وانصار کے سر رکھے گئے تو اس نے وہ شعر پڑھا (جو اوپر گذرا) اور کہا اے حسین رضی اللہ عنہ واللہ اگر تمہارا معاملہ میرے ہاتھ پڑتا تو میں تم کو قتل نہ کرتا۔ مروان کا بھائی یحییٰ بن حکم اس وقت یزید کے پاس موجود تھا۔ اس نے یہ شعر پڑھے۔

لَهَامٌ بِجَنْبِ الطَّفِّ اَدْنٰى قَرَابَةً مِنِ ابْنِ زِيَادٍ الْعَبْدِ ذِي الْحَسَبِ الْوَغَلِ
سُمَيَّةُ اَمْسٰى نَسْلُهَا عَدَدَالْحَصٰى وَ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهَا نَسْلُ

ترجمہ: ''یعنی ایک لشکر کا لشکر ابن زیاد کے قرابت داروں کا جو کہ خاندان کا کمینہ ہے صحرائے طف کے قریب موجود ہے۔ سمیہ کی نسل تو شمار میں سنگ ریزوں کے برابر ہو گئی اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل باقی نہ رہی''۔

یزید نے جو یہ سنا تو یحییٰ کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا خاموش۔

اہل بیت کی دربار یزید میں طلبی:

یزید نے جلوس کیا اور بزرگان شام کو بلا کر اپنے گرداگرد بٹھایا۔ پھر علی بن حسین رضی اللہ عنہ واطفال حسین رضی اللہ عنہ ومستورات کو بلا بھیجا۔ یزید کے دربار میں ان لوگوں کا داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یزید کہنے لگا: تمہارے باپ نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو نہ جانا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا۔ دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا. یعنی نہ روئے زمین پر نہ تم لوگوں پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اس نوشتہ میں نہ ہو جو پیدائش عالم کے پیشتر لکھا جا چکا ہے۔ یزید نے اپنے بیٹے خالد کو کہا ان کی بات کو رد کر دے۔ خالد کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی جس سے رد کر سکے۔ یزید نے اس سے کہا تم کہو مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ. یعنی تم پر جو مصیبت آئی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں تمہارے اعمال کے سبب سے آئی ہے اور بہت سی خطائیں معاف بھی کر دیتا ہے۔ یزید یہ کہہ کر خاموش ہو رہا پھر مستورات کو اور اطفال کو بلوایا یہ سب لوگ

سامنے لاکر بٹھائے گئے۔ یزید نے دیکھا کہ سب لوگ بہت ہی برے حال سے ہیں کہنے لگا خدا برا کرے پسر مرجانہ کا اگر اس میں اور تم لوگوں میں برداری وقرابت ہوتی تو تم سے یہ سلوک نہ کرتا اور اس حالت سے تم کو نہ بھیجتا۔

فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ہم لوگ یزید کے سامنے لے جا کے بٹھائے گئے تو اسے ترس آ گیا۔ اور ہمارے باب میں کسی چیز کا اس نے حکم دیا اور مہربان ہم پر ہوا۔ اس وقت ایک سرخ رنگ آدمی اہل شام سے یزید کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین اس عورت کو (یعنی میں) مجھے دے دیجیے۔ میں اس زمانہ میں کمسن تھی اور صورت دار تھی۔ میرے تن بدن میں تھرتھری پڑگئی میں ڈر گئی۔ مجھے بدگمانی ہوئی کہ یہ بات ان کے مذہب میں جائز ہو گی۔ میں نے اپنی بڑی بہن زینب رضی اللہ عنہا کا آنچل پکڑ لیا۔ وہ مجھ سے زیادہ عقل رکھتی تھیں۔ جانتی تھیں کہ ایسا ہو نہیں سکتا وہ بول اٹھیں "جھک مارا تو نے او بے ہودہ بدکار تیری یہ مجال ہے نہ یزید کی"۔ یزید کو غصہ آ گیا۔ کہنے لگا واللہ تم نے غلط کہا۔ مجھے یہ اختیار ہے میں کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا نے یہ اختیار تجھے نہیں دیا۔ ہاں! اگر ہمارے مذہب سے تو نکل جائے اور ہمارے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے۔ یزید غضب ناک ہو گیا برہم ہو کر کہنے لگا تو مجھ سے یہ گفتگو کرتی ہے۔ دین سے تیرے باپ نکل گئے کہا: خدا کے اور میرے باپ بھائی کے دین سے اور میرے جد کے دین سے تو نے تیرے باپ نے تیرے جد نے ہدایت پائی۔ یزید نے کہا او دشمن خدا تو جھوٹ کہہ رہی ہے۔ کہا تو حاکم ہے غالب ہے' ناحق سخت زبانی کرتا ہے اپنی حکومت سے دباتا ہے۔ اب تو یزید کو واللہ حیا آ گئی چپ ہو رہا۔ شامی نے پھر وہی کلمہ کہا امیر المومنین یہ کنیز مجھے دے ڈالیے۔ یزید نے کہا دور ہو خدا تجھے موت دے کر تیرا فیصلہ کر دے۔

شاہی حرم میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم:

یزید نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہا اے نعمان رضی اللہ عنہ! ان لوگوں کی روانگی کا سامان جیسا مناسب ہو' کر دو۔ اور ان کے ساتھ اہل شام میں کسی ایسے شخص کو بھیجو جو امانت دار نیک کردار ہو اور اس کے ساتھ سوار ہوں اور خدام ہوں کہ ان سب کو مدینہ پہنچا دے بعد اس کے مستورات کے لیے حکم دیا کہ علیحدہ مکان میں اتاری جائیں۔ جہاں ضرورت کی چیزیں سب موجود ہوں اور ان کے بھائی علی بن حسین رضی اللہ عنہ اسی مکان میں رہیں جس میں وہ سب لوگ ابھی تک تھے' غرض یہ سب لوگ جب اس گھر سے یزید کے گھر میں گئے تو آل معاویہ رضی اللہ عنہ میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہو گی۔ جو حسین رضی اللہ عنہ کے لیے روتی ہوئی نوحہ زاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی ہو۔ غرض سب نے صف ماتم وہاں بچھائی۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک:

یزید صبح وشام کھانے کے وقت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے عمرو بن حسن رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا وہ بہت کم سن تھے۔ یزید نے ان سے کہا اس جوان سے یعنی خالد سے لڑتے ہو۔ ابن حسن نے کہا یوں نہیں لڑتا ایک چھری میرے ہاتھ میں دو اور ایک خالد کے ہاتھ میں پھر میں لڑوں گا۔ یزید نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور کہا وہ طینت کہاں جائے گی۔ سانپ کا بچہ سنپولیا ہی ہوتا ہے۔

سانحہ کربلا پر یزید کا اظہار افسوس:

جب ان لوگوں نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو یزید نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا' خدا پسر مرجانہ پر لعنت

کرے واللہ اگر حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس آتے۔ جس بات کے مجھ سے وہ خواستگار ہوتے وہی میں کرتا۔ ان کو ہلاک ہونے سے جس طرح بن پڑتا میں بچا لیتا اگر چہ اس میں میری اولاد میں سے کوئی تلف ہو جاتا تو ہو جاتا۔ لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا تمہیں جس بات کی ضرورت ہو مجھے خبر کرنا میرے پاس لکھ کر بھیج دینا۔ پھر یزید نے سب کو کپڑے دیئے اور اس بدرقہ سے ان لوگوں کے باب میں تاکید کر دی۔

اہل بیت کی روانگی حجاز:

یہ شخص جو بدرقہ راہ تھا سب کے ساتھ روانہ ہوا رات بھر قافلہ کے ساتھ ساتھ اس طرح رہتا تھا کہ سارا قافلہ اس کی نگاہ کے سامنے رہے آگے آگے چلے جب یہ لوگ اترتے تھے تو کنارہ ہو جاتا تھا۔ خود بھی اور اس کے ساتھ والے بھی ہر سمت میں قافلہ کے گرداگرد پھیل جاتے تھے جو طریقہ کہ پاسبانوں کا ہوتا ہے اور خود اس طرح علیحدہ سب سے اترتا تھا کہ اگر کوئی شخص وضو کرنے کو یا قضائے حاجت کے لیے جائے تو اسے کچھ زحمت نہ ہو۔ اسی طرح سے ان لوگوں کو راہ میں راحت پہنچاتا ہوا ان کی ضرورتوں کو پوچھتا ہوا ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوا مدینہ میں سب کو لے کر داخل ہوا۔

فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن زینب رضی اللہ عنہا سے کہا: پیاری بہن یہ مرد شامی ہمارے ساتھ سفر میں بہت خوبیوں سے پیش آیا اسے کچھ انعام دیجیے کہا واللہ میرے پاس اپنے زیور کے سوا کچھ بھی نہیں جو اسے انعام میں دوں فاطمہ نے کہا اچھا ہم دونوں اپنا گہنا اسے انعام میں دیں گے۔ غرض دونوں بیبیوں نے اپنے اپنے کنگن اتار کر بدرقہ کے پاس بھیجے اس سے عذر کے ساتھ یہ کہلا بھیجا' کہ راستہ میں جس خوبی سے تم ہم سے پیش آئے یہ اس کا صلہ ہے اس نے کہا میں نے جو کچھ خدمت کی ہے۔ اگر طمع دنیا میں کی ہوتی تو آپ کے اس زیور سے بلکہ اس سے بھی کم میں میں خوش ہو جاتا لیکن واللہ میں نے جو خدمت کی ہے وہ خوشنودی خدا کے لیے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرابت آپ کو ہے۔ اس کے خیال سے کی ہے۔

زندان خانہ میں رقعہ:

ایک روایت یہ ہے کہ اسرائے کربلا ابن زیاد کے پاس پہنچے ہیں اور کوفہ میں ابھی قید ہیں کہ زندان میں ایک رقعہ پتھر میں لپٹا ہوا آ کر ملا اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ تم لوگوں کے باب میں یزید سے حکم لینے کے لیے یہاں سے فلاں تاریخ قاصد روانہ ہوا ہے اتنے دنوں میں وہ آئے گا۔ فلاں تاریخ تک یہاں پہنچے گا اگر تم لوگ اللہ اکبر کی آواز سننا تو یقین کر لینا کہ تمہارے قتل کا حکم آیا ہے اگر تکبیر کی آواز سننا تو سمجھنا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ امان ہے۔ ابھی قاصد کے پہنچنے میں دو تین دن باقی تھے۔ کہ قید خانہ میں آ کر ایک پتھر گرا اس میں ایک رقعہ اور استرہ لپٹا ہوا تھا۔ رقعہ میں تھا کہ تم لوگوں کو جو وصیت یا عہد کرنا ہو کر لو۔ فلاں تاریخ تک قاصد آ جائے گا۔ قاصد آیا اور تکبیر کی آواز نہ آئی۔ وہ یہ حکم لے کر آیا کہ قیدیوں کو میرے پاس روانہ کر دے۔ ابن زیاد نے سروں کو اور قیدیوں کو یزید کے پاس روانہ کر دیا۔

یزید کا اعتراف:

حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو دیکھ کر یزید نے لوگوں سے کہا: جانتے ہو ان کا یہ انجام کیوں ہوا۔ یہ کہتے تھے کہ ان کے باپ علی رضی اللہ عنہ میرے باپ سے بہتر تھے ان کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا میری ماں سے بہتر تھیں۔ ان کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے جد سے بہتر تھے اور یہ خود

مجھ سے بہتر ہیں اور خلافت کا مجھ سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں اپنے باپ کو جو میرے باپ سے بہتر کہتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ میرے باپ نے ان کے باپ سے محاکمہ کیا۔ اور لوگ جانتے ہیں کہ کس کے حق میں حکم ہوا۔ اپنی ماں کو جو میری ماں سے وہ بہتر کہتے تھے تو اس میں شک نہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں سے بہتر ہیں۔ یہ کہنا ان کا کہ ان کے جد میرے جد سے بہتر تھے اس میں بھی شک نہیں جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل و نظیر کوئی نہیں ہو سکتا لیکن ان پر یہ بلا ان کی سمجھ کی طرف سے آئی۔ انہوں نے یہ آیت نہ پڑھی تھی:

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''کہو (اے پیغمبرؐ) اے ملک کے مالک پروردگار تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور تو جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی دست قدرت میں نیکی ہے۔ تو ہر شے پر قادر ہے''۔

اہل بیت سے یزید کا حسن سلوک:

اس کے بعد اہل حرم کا داخلہ دربار ہوا انہیں دیکھ کر یزید کے گھر کی عورتیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں اور سب گھر والے نالہ و فریاد کرنے لگے۔ فاطمہ بنت حسین جو سکینہ رضی اللہ عنہا سے سن میں بڑی تھیں کہنے لگیں' اے یزید! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں' اور بندی بنیں؟ یزید نے کہا اے بھتیجی مجھے یہ امر بہت ناگوار گذرا۔ کہا واللہ! ہم لوگوں کے پاس ایک چھلا بھی نہ رہنے دیا۔ جواب دیا۔ اے بھتیجی! جتنا مال تمہارا لٹ گیا ہے میں اس سے بڑھ کر تم کو دوں گا۔ پھر یہ سب لوگ یزید کے گھر میں لائے گئے۔ اس وقت یزید کے گھر کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو ان کے پاس آئی نہ ہو اور ماتم میں شریک نہ ہوئی ہو۔ اس کے بعد یزید نے کسی کو بھیج کر اہل حرم سے پوچھا کہ کیا کیا چیزیں ان سے لوٹ لی گئیں اور جس بی بی نے جو کچھ بتایا اس کا المضاعف یزید نے دیا۔ سکینہ کہا کرتی تھیں میں نے کسی کافر کو یزید سے بڑھ کر اچھا نہیں دیکھا۔ اسیروں میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ بھی یزید کے سامنے لائے گئے تھے۔ یزید نے پوچھا علی تم کیا کہتے ہو آپ نے جواب دیا:

﴿ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَافَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾

''نہ تو روئے زمین پر نہ تم لوگوں پر کوئی ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اس نوشتہ میں نہ ہو جو پیدائش عالم سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔ خدا کے نزدیک تو یہ سہل سی بات ہے۔ یہ اس واسطے ہے کہ کسی چیز کے فوت ہونے کا غم نہ کرو اور کسی چیز کے مل جانے پر خوش نہ ہو جاؤ۔ اور اللہ کسی اترانے والے' فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا''۔

یزید نے جواب میں کہا:

''یعنی جو مصیبت آئی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں' تمہارے اعمال کے سبب سے آئی ہے۔ اور بہت سی خطائیں خدا

معاف بھی کر دیتا ہے''۔

اس کے بعد یزید نے ان لوگوں کی روانگی کا سامان کیا اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دے کر مدینہ روانہ کر دیا۔

سر حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق دوسری روایت:

ایک روایت یہ ہے کہ اہل کوفہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر جب آئے تو مسجد دمشق میں داخل ہوئے مروان بن حکم نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا۔ کہا ان میں سے اٹھارہ شخص ہم لوگوں میں وارد ہوئے تھے۔ ہم نے سب کو قتل کیا۔ یہ ان کے سر ہیں اور اسیر عورتیں ہیں۔ یہ سنتے ہی مروان دوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ اس کا بھائی یحییٰ بن حکم ان لوگوں کے پاس آ کر پوچھنے لگا کہ تم نے کیا کیا۔ انھوں نے مروان سے جو کہا تھا وہی کلمہ یحییٰ سے بھی کہہ دیا۔ یحییٰ نے کہا تم لوگ قیامت کے دن شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہو چکے ہو۔ میں تو اب کسی امر میں کبھی تمہارا ساتھ نہ دوں گا۔ یحییٰ یہ کہہ کر اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔ یہ لوگ یزید کے پاس گئے اور اس کے سامنے حسین رضی اللہ عنہ کا سر رکھ دیا اور قصہ بیان کرنے لگے۔ ہند زوجہ یزید نے جو یہ قصہ سنا تو چادر اوڑھ کر باہر نکل پڑی۔ پوچھا اے امیر المومنین کیا یہ سر حسین رضی اللہ عنہ بن فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ یزید نے کہا: ہاں! یہ انہیں کا سر ہے۔ اے ہند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے فخر خاندان قریش حسین بن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے نوحہ وزاری کر۔ ابن زیاد نے ان کے قتل کرنے میں بہت جلدی کی خدا اسے قتل کرے۔

یزید اور ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ:

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ آپ کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا ہے' یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے ان کی اور میری وہ مثال ہے جو حصین بن حمام مری نے کہی ہے۔

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ اَحِبَّةٍ   اِلَيْنَا وَ هُمْ كَانُوْا اَعَقَّ وَ اَظْلَمَا

ترجمہ: ''ہماری تلواریں اپنے ہی پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں۔ وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے''۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا اے یزید تیری چھڑی اور حسین رضی اللہ عنہ کے دانت! ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے۔ میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چومتے تھے۔ سن رکھ قیامت کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ ہوگا اور حسین رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے ہوئے چلے گئے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں اطلاع:

ابن زیاد نے جب حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس آ چکا تو عبدالملک سلمی کو بلا کر حکم دیا کہ خود مدینہ جا اور عمرو بن سعید کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کا مژدہ پہنچا۔ عمرو بن سعید اس زمانہ میں امیر مدینہ تھا۔ عبدالملک نے اس حکم کو ٹالنا چاہا۔ ابن زیاد تو ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ اسے جھڑک دیا کہا ابھی جا اور مدینہ تک خود کو پہنچا اور دیکھ تجھ سے پیشتر یہ خبر وہاں نہ پہنچنے پائے۔ کچھ دینار بھی اسے عطا کیے اور تاکید کی کہ سستی نہ کرنا۔ تیرا ناقہ اگر راہ میں رہ جائے تو دوسرا ناقہ مول لے لینا۔ عبدالملک مدینہ میں پہنچا تو قریش میں سے ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھنے لگا کہ ''ماالخبر'' اس نے جواب دیا کہ خبر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہ سن کر قرشی نے کہا: قتل الحسین' انا للہ

و انا الیہ راجعون۔ عبدالملک اب عمرو بن سعید کے پاس آیا۔ دیکھتے ہی اس نے پوچھا ''صادراءک'' وہاں کی کیا خبر لایا ہے۔ اس نے کہا آپ کے خوش ہونے کی خبر ہے۔ قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہما کہا: اس خبر کی منادی کر دے عبدالملک کہتا ہے میں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی ندا کر دی۔ اس کو سن کر زنان بنی ہاشم نے اپنے اپنے گھروں میں جیسا نوحہ و ماتم قتل حسین رضی اللہ عنہ پر کیا میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ اس پر 16
عمرو بن سعید نے ہنس کر یہ شعر عمرو بن سعدی کا پڑھا۔

عَجَّتْ[1] نِسَاءُ بَنِیْ زِیَادٍ عَجَّةً كَعَجِیْجِ نِسْوَتِنَا غَدَاةَ الْاَرْنَبِ

ترجمہ: ''یعنی ہماری عورتیں جنگ ارنب میں جس طرح روئی پیٹی تھیں آخر اسی طرح عبدالمدان والے بنی زیاد کی عورتیں بھی روئی پیٹیں''۔

عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا: ''عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل پر جو فریاد و زاری ہوئی تھی یہ نوحہ و ماتم اسی کے بدلہ میں ہے'' اس کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر بیان کی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا صبر و ایثار:

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے قتل ہونے کی خبر جب پہنچی۔ تو ان کے بعض خدام اور سب لوگ پرسہ دینے کو ان کے پاس آئے۔ خدام میں ایک غلام آزاد ان کا شاید ابوالسلاس کہنے لگا۔ یہ مصیبت ہم پر حسین رضی اللہ عنہ نے ڈالی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے یہ سن کر اسے جوتا کھینچ کر مارا۔ اور کہا او پسر لخناء حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت ایسا کلمہ کہتا ہے۔ واللہ! اگر میں خود وہاں ہوتا تو ہرگز ان سے جدا نہ ہوتا۔ اور یہی چاہتا کہ ان کے ساتھ میں بھی قتل ہو جاؤں۔ واللہ وہ ایسے ہیں کہ ان دونوں فرزندوں کے عوض اپنی جان میں ان پر فدا کرتا۔ ان دونوں فرزندوں کی مصیبت کو میں مصیبت نہیں سمجھتا۔ انہوں نے میرے بھائی میرے ابن عم کے ساتھ ان کی رفاقت میں صبر و رضا کے ساتھ اپنی جان دی ہے۔ یہ کہہ کر اپنے ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا شکر ہے خداوند عالم کا جس نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے غم و ماتم میں ہم کو مبتلا کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کی نصرت میرے ہاتھ سے نہ ہوئی تو میرے فرزندوں سے تو ہوئی۔

ام لقمان بنت عقیل رضی اللہ عنہا کا نوحہ:

جب اہل مدینہ کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر پہنچی تو (ام لقمان) بنت عقیل رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اپنے خاندان کی عورتوں کو ساتھ لیے ہوئے نکلیں۔ سر ان کا کھلا ہوا تھا چادر کو سنبھالتی جاتی تھیں۔ اور یہ کہہ رہی تھیں۔

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِنْ قَالَ النَّبِیُّ لَكُمْ مَاذَا فَعَلْتُمْ وَ اَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ

بِعِتْرَتِیْ وَ بِاَهْلِیْ بعدِ مفتقدی مِنْهُمْ اَسَارٰی وَ مِنْهُمْ ضُرِّجُوْا بِدَمِ

ترجمہ: ''لوگو! کیا جواب دو گے پیغمبر کو۔ جب وہ تم سے یہ بات پوچھیں گے کہ تم نے پیغمبر آخر الزمان کی امت ہو کہ میری عزت اور میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ان میں سے کچھ اسیر ہیں اور کچھ آلودہ خاک و خون''۔

---

[1] بنی زبید نے عبدالمدان والے بنی زیاد پر معرکہ ارنب میں فتح پائی تھی اور ان سے اپنا انتقام لیا تھا تو بنی زیاد کی عورتیں کشتوں کے لیے روئی تھیں ان کے رونے پر خوش ہو کر شاعر بنی زبید نے یہ شعر کہا تھا۔ ۱۲

حکمنامہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی:

عمر بن سعد سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد ابن زیاد نے کہا وہ رقعہ جو میں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے لیے تم کو لکھا تھا کہاں ہے ابن سعد نے کہا میں تیرا حکم بجا لانے میں مصروف رہا' رقعہ ضائع ہو گیا۔ کہا نہیں وہ رقعہ لاؤ۔ کہا جاتا رہا۔ کہا تجھے واللہ! وہ رقعہ مجھے دے دے۔ کہا وہ رقعہ واللہ اس لیے ڈال رکھا ہے' کہ مدینہ میں قریش کی بڑی بوڑھی بیبیوں کے سامنے معذرت کے طور پر پڑھا جائے گا۔ سن میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے باب میں ایسی خیر خواہی کے کلمے تجھ سے کہے کہ اگر اپنے باپ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہتا تو ان کا حق ادا کر دیتا۔ یہ سن کر ابن زیاد کا بھائی عثمان بن زیاد کہنے لگا۔ واللہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حسین رضی اللہ عنہ قاتل نہ ہوتے۔ چاہے اس میں بنی زیاد کی ناک پر نکیل چڑھا دی جاتی۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس کلمہ کو سن کر کچھ برا نہیں مانا۔

جس روز حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہیں اسی دن صبح کو مدینہ میں یہ آواز آئی کہ حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلو تم کو عذاب ورسوائی مبارک۔ تمام اہل آسمان ملائک وانبیاء تم پر دعائے بد کر رہے ہیں۔ تم پر داؤد وموسیٰ وعیسیٰ علیہ السلام نے لعنت بھیجی ہے۔ عمرو بن عکرمہ کہتا ہے میں نے یہ آواز سنی اور عمرو بن خیر دم کلبی کہتا ہے کہ میرے باپ نے بھی یہ آواز سنی تھی۔

شہدائے بنی ہاشم:

حسین بن علی رضی اللہ عنہما جب قتل ہوئے تو ان کے اور ان کے عزیزوں کے اور انصار کے سر ابن زیاد کے پاس لائے گئے۔ بنی کندہ تیرے سر لے کر آئے ان کا سردار قیس بن اشعث تھا بنی ہوازن بیس سر لائے ان کا سردار شمر ذی الجوشن تھا۔ بنی تمیم سترہ سر لائے۔ بنی اسد چھ سر' بنی مذحج سات باقی لشکر والے بھی ساتھ سر لائے' یہ سب ستر سر ہوئے۔

مقتولوں میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہیں ان کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سنانی بن انس نے آپ کو قتل کیا اور خولی بن یزید آپ کا سر لے کر آیا۔

اور عباس بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کی ماں ام البنین ہیں آپ کو زید بن رقاد جہنی اور حکیم بن طفیل سنبسی نے قتل کیا۔

اور جعفر بن علی رضی اللہ عنہ: ان کی ماں بھی ام البنین ہیں۔

اور عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ: ان کی ماں بھی ام البنین ہیں۔

اور عثمان بن علی رضی اللہ عنہ: ان کی ماں بھی ام البنین ہیں۔ خولی بن یزید نے تیر مار کر ان کو قتل کیا۔

اور محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: ان کی ماں کنیز تھیں ان کو قبیلہ بنی ابان کے ایک شخص نے قتل کیا۔

اور ابو بکر بن علی ابی طالب رضی اللہ عنہ: ان کی ماں لیلیٰ بنت مسعود ہیں ان کے قتل ہونے میں بعض مؤرخین کو شک بھی ہے۔

اور علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما: ان کی ماں لیلیٰ بنت ابو مرہ ہیں یہ میمونہ بنت ابوسفیان بن حرب کی بیٹی ہیں ان کو مرہ بن منقد عبدی نے قتل کیا۔

اور عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ: ان کی ماں رباب بنت امرؤ القیس ہیں۔ ان کو ہانی بن ثبیب حضرمی نے قتل کیا اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ کم سن سمجھے گئے قتل سے بچ گئے۔

اور ابو بکر بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما: ان کی ماں ایک کنیز تھیں۔ ان کو عبداللہ بن عقبہ غنوی نے قتل کیا۔

اور عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ: ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ان کو حرملہ بن کاہن نے تیر مار کر قتل کیا۔
اور قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ: ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ان کو سعد بن عمرو ازدی نے قتل کیا۔
اور عون بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ: ان کی ماں جانہ بنت مسیب تھیں۔ان کو عبداللہ بن قطبہ بنہانی نے قتل کیا۔
اور محمد بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ: ان کی ماں خوصاء بنت خصفہ تھیں ان کو عامر بن نہشل تیمی نے قتل کیا۔
اور جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ: ان کی ماں ام البنین بنت شقر تھیں ان کو بشر بن رحوطہ ہمدانی نے قتل کیا۔
اور عبدالرحمٰن بن عقیل رضی اللہ عنہ: ان کی ماں کنیز تھیں۔ان کو عثمان بن خالد جہنی نے قتل کیا۔
اور عبداللہ بن عقیل رضی اللہ عنہ: ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔ان کو عمرو بن صبیح صدائی نے تیر مار کر قتل کیا۔
اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ: ان کی ماں بھی کنیز تھیں۔یہ کوفہ میں قتل ہوئے۔
اور عبداللہ بن مسلم: ان کی ماں رقیہ بنت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھیں رقیہ کی ماں کنیز تھیں۔ان کو بھی عمرو بن صبیح صدائی نے قتل کیا بعض کہتے ہیں اسید بن مالک حضرمی نے انہیں قتل کیا۔
اور محمد بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ عنہ: ان کی ماں کنیز تھیں ان کو لقیط بن یاسر جہنی نے قتل کیا۔

حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کم سن سمجھے گئے۔ان کی ماں خولہ بنت منظور فزاری تھیں اور عمرو بن حسن رضی اللہ عنہ بھی کم سن سمجھے گئے ان کی ماں کنیز تھیں۔یہ دونوں صاحبزادے قتل سے بچ گئے۔

آپ کے آزاد غلاموں میں سے سلیمان بھی قتل ہوئے۔ان کو سلیمان بن عوف حضرمی نے قتل کیا۔اور مج بھی دوسرے شخص ہیں یہ بھی آپ کے ساتھ قتل ہوئے۔

عبیداللہ بن حر:

قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد ابن زیاد نے بندگان کوفہ میں عبیداللہ بن حر کو ڈھونڈا اور نہ پایا کچھ دنوں کے بعد ابن حر خود ہی ابن زیاد کے پاس آیا۔اس نے پوچھا اے ابن حر تم کہاں تھے۔کہا میں بیمار تھا۔کہا دل کی بیماری تھی یا جسم کی۔اس نے کہا دل تو میرا بیمار نہ تھا اور جسم کی بیماری سے حق تعالیٰ نے مجھے صحت عنایت فرمائی۔ابن زیاد نے کہا تو جھوٹا ہے تو تو ہمارے دشمن کا شریک تھا کہا میں تیرے دشمن کے ساتھ ہوتا تو کوئی تو مجھے دیکھتا میرا شریک ہونا ایسا نہ تھا کہ چھپا رہتا۔اس کے بعد ابن زیاد کسی اور شخص کی طرف متوجہ ہوگیا۔یہ دیکھ کر ابن حر وہاں سے نکلا۔گھوڑے پر سوار ہوا تھا کہ ابن زیاد نے پوچھا ابن حر کہاں گیا۔لوگوں نے کہا ابھی باہر گیا ہے۔کہا اسے میرے پاس لاؤ۔اہل شرط دوڑے کہا امیر کے پاس چلو۔ابن حر نے گھوڑے کو دوڑا دیا اور کہا جا کر کہہ دو کہ واللہ خود سے تو کبھی میں تیرے پاس نہیں آنے کا۔یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہوگیا۔احمر بن زیاد طائی کے گھر میں آ کر اترا۔یہاں اس کے سب رفقاء اس کے پاس آ کر جمع ہوگئے۔

عبیداللہ بن حر کے اشعار:

یہاں سے روانہ ہو کر کربلا میں آیا۔اس نے اور اس کے رفیقوں نے شہداء کی زیارت کی اس کے بعد مدائن کی طرف نکل گیا۔اسی باب میں یہ اشعار اس نے کہے:

يَقُولُ اَمِيرٌ غَادِرٌ حَقَّ غَادِرٍ اَلَا كُنْتَ قَاتَلْتَ الْحُسَيْنَ بْنَ فَاطِمَةَ

ترجمہ: ''یہ امیر جوخود بھی دغا پیشہ جس کا باپ بھی دغا پیشہ ہے مجھ سے کہتا ہے کہ تم نے حسین بن فاطمہ رضی اللہ عنہ سے قتال کیوں نہیں کیا۔

فَيَا نَدَمِي اَلَّا اَكُوْنَ نَصَرْتُهُ اَلَا كُلُّ نَفْسٍ لَا تُسَدِّدُ نَادِمَه

ترجمہ: ہائے مجھے تو یہ ندامت ہے کہ ان کی نصرت میں نے کیوں نہیں کی۔ سچ ہے کہ جس نفس کی اصلاح نہ کی جائے اسے پشیمان ہونا پڑتا ہے۔

وَ اِنِّيْ لِاَنِّيْ لَمْ اَكُنْ مِنْ حُمَاتِهٖ لَذُوْ حَسْرَةٍ مَا اِنْ تَفَارِقُ لَازِمَه

ترجمہ: اس سبب سے کہ میں ان کے انصار میں نہ تھا۔ مجھے حسرت رہے گی۔ حسرت بھی ایسی جو کبھی دل سے نہ نکلے گی ہمیشہ رہے گی۔

سَقَى اللّٰهُ اَرْوَاحَ الَّذِيْنَ تَآزَرُوْا عَلٰى نَصْرِهٖ سُقْيًا مِنَ الْغَيْثِ دَائِمَه

ترجمہ: خداوند تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو باران رحمت سے سیراب کرے۔ جو ان کی نصرت پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

وَقَفْتُ عَلٰى اَجْدَاثِهِمْ وَ مَجَالِهِمْ فَكَادَ الْحَشٰى يَنْفَضُّ وَالْعَيْنُ سَاجِمَه

ترجمہ: ان کے مزاروں پر ان کی قتل گاہوں پر میں جا کر کھڑا ہوا تو کلیجہ پھٹنے لگا اور آنکھ سے آنسو امنڈ آئے۔

لَعَمْرِيْ لَقَدْ كَانُوْا مَصَالِيْتَ فِي الْوَغٰى سِرَاعًا اِلَى الْهَيْجَا حُمَاةً خَضَارِمَه

ترجمہ: قسم کھا کر کہوں گا کہ لوگ میدان دغا میں ثابت قدم تھے۔ نصرت کرنے کو دوڑ پڑتے تھے دریائے زخار تھے۔

تَاَسَّوْا عَلٰى نَصْرِ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّهِمْ بِاَسْيَافِهِمْ آسَادَ غِيْلٍ ضَرَاغِمَة

ترجمہ: اے پیغمبرؐ کے نواسے کی انھوں نے غم خواری کی۔ اپنی تلواروں سے ان کی نصرت کی۔ یہ شیر پیشہ تھے ضرغام تھے۔

فَاِنْ يُقْتَلُوْا فَكُلُّ نَفْسٍ تَقِيَّةٍ عَلَى الْاَرْضِ قَدْ اَضْحَتْ لِذٰلِكَ وَاجِمَه

ترجمہ: وہ قتل تو ہو گئے لیکن روئے زمین پر کوئی نیک نفس ایسا نہ ہوگا۔ جو اس واقعہ سے غم وغصہ میں مبتلا نہ ہوا ہو۔

وَمَا اِنْ رَاَى الرَّاؤُوْنَ اَفْضَلَ مِنْهُمْ لَدَى الْمَوْتِ سَادَاتٍ وَ زُهْرًا قَمَاقِمَه

ترجمہ: کسی نے ایسے لوگ نہ دیکھے ہوں گے کہ مرنے کے وقت نورانی چہرے والے اور سادات و بزرگان دین سے ہوں۔

اَتَقْتُلُهُمْ ظُلْمًا وَ تَرْجُوْا وُدَادَنَا فَدَعْ خُطَّةً لَيْسَتْ لَنَا بِمُلَائِمَه

ترجمہ: تو انہیں ظلم و جور سے قتل کرے پھر ہم سے دوستی کی امید رکھے اس خیال کو چھوڑ۔ ہماری خصلت ایسی نہیں ہے۔

لَعُمْرِيْ لَقَدْ رَاغَمْتُمُوْنَا بِقَتْلِهِمْ فَكَمْ نَاقِمٍ مِنَّا عَلَيْكُمْ وَ نَاقِمَه

ترجمہ: میں قسم کھا کر کہوں گا ان کو قتل کر کے تم لوگوں نے ہم کو ذلیل کر دیا۔ ہمارے زن و مرد کے دلوں میں تمہاری طرف سے کینہ پیدا ہو گیا ہے۔

اَهُمُّ مِرَارًا اَنْ اَسِيْرَ بِجَحْفَلٍ اِلٰى فِئَةٍ زَاغَتْ عَنِ الْحَقِّ ظَالِمَه

ترجمہ: میں بار بار قصد کرتا ہوں کہ ان ظالموں کے گروہ پر جنھوں نے حق کو چھوڑ دیا ہے ایک لشکر عظیم کے ساتھ حملہ کروں۔

فَکُفُّوا وَ اِلَّا ذُوتُکُم فِی کَتَائِبٍ اَشَدَّ عَلَیکُم مِن زَحُوفِ الدَّیَالِمَه

ترجمہ: بس بیٹھو نہیں تو ایسے لشکر کو لے کر تم کو منتشر کر دوں گا جس کا حملہ تمہارے لیے دیالمہ کے حملوں سے بھی شدید تر ہوگا''۔

ابو بلال مرداس کا خروج:

اسی سال ابو بلال مرداس قتل ہوا۔ یہ ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ اس نے کیوں خروج کیا تھا اور ابن زیاد نے اس کے مقابلہ میں دو ہزار سپاہ کے ساتھ اسلم بن زرعہ کو روانہ کیا تھا۔ اور اسلم نے اور اس کے لشکر نے ابو بلال سے شکست کھائی تھی۔ شکست کی خبر ابن زیاد کو پہنچی تو اس نے عباد بن اخضر[1] کے ساتھ تین ہزار کی فوج اس کے لیے روانہ کی۔ عباد اس کے تعاقب میں چلا۔ ڈھونڈتا ہوا مقام توج میں پہنچ کر اس کے مقابل صف آرا ہوا۔ ابو بلال نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ ان میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہیں سرکا۔ ان پر سب نے حملہ کیا۔ یہ کچھ بھی مقابلہ نہ کر سکے۔ ابو بلال نے اپنے اصحاب سے کہا تم میں سے جو شخص طمع دنیا میں نکلا ہو وہ چلا جائے۔ اور جو شخص تم میں سے طلب آخرت اور ملاقات باری تعالیٰ کا ارادہ رکھتا ہو تو سمجھ لے کہ وہ نعمت اس کے لیے موجود ہے پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴾

''جو کوئی آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرے گا ہم اس کی کھیتی کو بڑھائیں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرے گا ہم دنیا میں سے کچھ اسے دیں گے اور آخرت میں وہ بے نصیب رہے گا''۔

ابو بلال کا خاتمہ:

وہ اور اس کے اصحاب بھی اس کے ساتھ سب لڑنے کے لیے اتر پڑے۔ کسی نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور سب کے سب قتل ہو گئے۔[2] عباد اپنے لشکر کو لیے ہوئے بصرہ کی طرف واپس آیا۔ عبیداللہ بن بلال تین شخصوں کو ساتھ لے کر اور چوتھا یہ خود عباد کی گھات میں بیٹھا۔ عباد دارالامارہ کے قصد سے جا رہا تھا۔ اور اس کا ایک چھوٹا سا لڑکا اس کی ردیف میں تھا۔ ان لوگوں نے کہا۔ بندۂ خدا ذرا ٹھہر ہمیں تجھ سے کچھ رائے لینا ہے۔ عباد ٹھہر گیا تو انھوں نے کہا ہم چاروں بھائی ہیں ایک بھائی ہمارا مارا گیا۔ اس باب میں تیری کیا رائے ہے اس نے کہا امیر سے فریاد کرو۔ کہا ہم نے اس سے فریاد کی اس نے ہماری فریاد نہ سنی۔ کہا خدا اسے مارے تم اسے

---

[1] اخضر اس کی ماں کے شوہر کا نام تھا اسی کی طرف یہ منسوب ہوا اور دراصل اس کا باپ علقمہ تھا۔ ۱۲۔ ابن اثیر۔

[2] تاریخ کامل کے مقابل سے معلوم ہوا کہ اس روایت میں سے اتنے مضمون کی عبارت طبری کے نسخہ مطبوعہ میں چھوٹ گئی۔ اشتعال جنگ کا وقت تھا کہ وقت عصر آ گیا۔ ابو بلال نے کہا آج روز جمعہ ہے اور نماز کا وقت آ گیا ہے۔ ہم لوگوں کو نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ عباد بن اخضر نے قبول کیا۔ لڑائی موقوف ہو گئی مگر ابن اخضر نے بہت جلدی نماز پڑھ لی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ توڑ ڈالی۔ ابھی خوارج نماز میں مصروف تھے اور رکوع وسجود وقیام میں مشغول تھے کہ ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر ڈالا مگر ان میں سے کسی نے نماز میں ذرا فرق نہ آنے دیا۔ ابو بلال کا سر لے کر عباد بصرہ کی طرف پلٹا۔

قتل کرو۔ یہ سن کر سب نے اس پر حملہ کیا اور اسے روک لیا۔ اس نے اپنے لڑکے کو ان کے حوالہ کر دیا۔ انھوں نے لڑکے کو قتل کیا۔

امارت خراسان پر سلم بن زیاد کا تقرر:

اسی سال کا ذکر ہے کہ سلم بن زیاد عہدہ کا امیدوار ہو کر یزید کے پاس آیا۔ ابھی سن اس کا چوبیس برس کا تھا۔ یزید نے اس سے کہا تمہارے دونوں بھائیوں عبدالرحمٰن و عباد کو جو عہدہ دیا تھا۔ وہ میں تم کو دیتا ہوں۔ سلم نے کہا جو خوشی امیر المومنین کی یزید نے خراسان۔ بحستان کا حاکم اسے مقرر کر دیا۔ سلم نے حارث بن معاویہ حارثی کو جو عیسیٰ بن شبیب کا دادا ہے شام سے خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اور خود بصرہ میں آ کر خراسان میں جانے کا سامان کیا۔ اس نے حارث بن قیس سلمی کو گرفتار کر کے قید کیا۔ اور اس کے بیٹے شبیب کے پائے جامہ کے سواسب کپڑے اتروا کر پٹوا ڈالا۔ اور اپنے بھائی یزید بن زیاد کو بحستان کی طرف روانہ کیا۔ عبیداللہ بن زیاد اپنے بھائی عباد سے محبت رکھتا تھا۔ اس نے سلم کے والی خراسان و بحستان ہونے کا حال عباد کو لکھ بھیجا۔ عباد نے بیت المال کا سارا مال اپنے غلاموں کو تقسیم کر دیا اور جو کچھ بچ رہا۔ اس کے بارہ میں یہ ندا اسی کے منادی نے دے دی کہ جو لوگ پہلے ہی سے اجرت و قیمت لینا چاہیں آ کر لے لیں۔

یزید کی عباد سے جواب طلبی:

غرض سارا خزانہ اس نے اس طرح سے خالی کر دیا۔ جو آیا اسے دیا اور خود بحستان سے روانہ ہو گیا۔ حیرفت تک پہنچا تھا۔ کہ اسے معلوم ہوا کہ سلم کے اور اس کے درمیان بس ایک پہاڑ رہ گیا ہے اس نے وہیں سے رُخ پھیر دیا۔ اسی ایک شب میں عباد کے ہزار غلام چلے گئے۔ ہر ایک ان میں سے کم از کم دس ہزار کا مالک تھا۔ عباد ملک فارس کی طرف چلا اور یزید کے پاس پہنچا۔ یزید نے پوچھا کہ مال کہاں ہے۔ جواب دیا کہ میں سرحد پر تھا جو کچھ ملا لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ سلم جب خراسان کے قصد سے نکلا تھا تو اس کے ساتھ عمران بن فصیل اور عبداللہ بن خازم اور طلحہ بن عبداللہ اور مہلب بن ابی صفرہ اور حنظلہ بن عراوہ اور ولید بن نہیک اور یحییٰ بن عامر اور ایک انبوہ کثیر بصرہ کے شہسواروں اور معزز لوگوں کا نکلا تھا۔

اہل بصرہ کا جوش جہاد:

سلم یزید کا خط عبیداللہ ابن زیاد کے نام لیے ہوئے آیا تھا کہ سلم کو دو ہزار اور ایک روایت کے بموجب چھ ہزار آدمی انتخاب کر لینے دے۔ سلم نے وہاں کے رئیسوں اور شہ سواروں کو انتخاب کرنا شروع کیا۔ ان لوگوں کو بھی جہاد پر جانے کا شوق دامن گیر ہوا۔ انہوں نے خود خواہش کی کہ ہم کو لے چلے۔ سلم نے سب سے پہلے حنظلہ بن عراد کو لیا۔ عبداللہ بن زیاد کہنے لگا کہ ان کو میرے لیے چھوڑ دو۔ سلم نے کہا انہیں کی رائے پر رکھو۔ اگر تمہارے ساتھ رہنا پسند کریں تو تمہارے پاس رہیں۔ اگر میرے ساتھ چلنا چاہیں تو میرے ساتھ چلیں۔ حنظلہ نے سلم کے ساتھ چلنا اختیار کیا۔ لوگوں کا یہ حال تھا کہ سلم سے آن آن کر کہتے تھے کہ ہمارا نام بھی اپنے ساتھ والوں میں لکھ لے۔ صلہ بن اشیم دیوان خانہ میں آیا کرتا تھا تو اکتب اس سے پوچھا کرتا تھا کہ ابو عہباء کو اپنا نام نہ لکھواؤ گے۔ یہ تو وہ راہ ہے جس میں جہاد بھی ہے۔ اور فضل بھی یہ جواب دیتا تھا کہ میں خدا سے استخارہ کروں گا اور سوچوں گا۔ اسی طرح ٹال دیا کرتا تھا۔ آخر سب کا انتخاب ہو چکا۔ اب اس کی زوجہ معاذ بنت عبداللہ نے کہا تم کیا اپنا نام نہ لکھواؤ گے۔ جواب دیا میں ذرا سوچ لوں تو کہوں۔ یہ کہہ کر اس نے نماز پڑھی اور حق تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آیا اور اس نے یہ کہا کہ جا تیرے

لیے نفع اور فلاح ونجاح ہے۔ اب اس نے کاتب سے آ کر کہا کہ میرا نام بھی لکھ لو۔ اس نے کہا انتخاب تو ہو چکا لیکن ہم تم کو چھوڑیں گے نہیں۔ یہ کہہ کر اس کا اور اس کے بیٹے کا نام بھی کاتب نے لکھ لیا۔

یزید بن زیاد کی روانگی سجستان:

سلم نے یزید بن زیاد کو سجستان کی طرف روانہ کرنے لگا تو اس کو بھی اسی کے ساتھ کر دیا۔ سلم جب خود روانہ ہوا تو اپنے ساتھ ام محمد بنت عبداللہ ثقفی کو بھی لے چلا۔ یہ پہلی عورت عرب کی ہے جس نے نہر کو قطع کیا۔ خراسان کا عملہ جاڑوں کے آنے تک جنگ و جدال میں مشغول رہتا تھا۔ جاڑا آیا اور یہ لوگ مرد شاہ جہاں کو واپس چلے آئے۔ مسلمانوں کے واپس ہونے کے بعد شاہان خراسان کسی شہر میں خوارزم کے قریب جمع ہو کر آپس میں یہ عہد و پیمان کرتے تھے کہ ہم میں کوئی کسی سے نہ لڑے نہ کوئی کسی کو چھیڑے۔ اس کے علاوہ باہم گر اپنے اپنے امور میں مشورہ بھی کیا کرتے تھے۔ مسلمان اپنے امراء سے کہا کرتے تھے کہ اس شہر پر حملہ کیوں نہیں کرتے۔ اور وہ ان کا کہنا نہ مانتے تھے۔ سلم جب خراسان میں آیا تو اس نے بھی جنگ کی اور جاڑا بھی آ گیا۔

مہلب کی کارگذاری:

مہلب نے سلم سے اصرار کیا کہ مجھے اس شہر پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کر' اس نے چار ہزار یا چھ ہزار سپاہی اسے دے کر روانہ کیا۔ مہلب نے جا کر اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ اطاعت کریں۔ انھوں نے اس بات پر صلح کرنا چاہی کہ اپنا اپنا فدیہ دیں گے۔ مہلب نے اسے قبول کر لیا۔ ان لوگوں نے دو کروڑ سے زیادہ پر صلح کی۔ صلح میں یہ بات بھی داخل تھی کہ نقد کے عوض دوسری چیزیں بھی لی جائیں گی۔ غرض فی راس ہر جانور کی آدھی قیمت کی قیمت کے آدھے دام لگائے گئے۔ اس حساب سے پانچ کروڑ تک قیمت پہنچ گئی۔ اور اس سبب سے سلم کی نظر میں مہلب کی قدر زیادہ ہوگئی۔ سلم کو جو جو مال پسند آیا وہ نکال لیا۔ مرد کے زمیندار کے ہاتھ کچھ اور لوگوں کو ساتھ لے کر یزید کے پاس روانہ کیا۔

سلم بن زیاد کی سمرقند پر فوج کشی:

سلم نے خوارزم میں مال کثیر پر صلح کر کے اپنی عورت ام محمد کو ساتھ لے کر سمرقند پر لشکر کشی کی۔ ان لوگوں نے بھی صلح کر لی۔ وہیں اسی عورت کے بطن سے سلم کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ نام اس کا صغدی رکھا۔ اور امیر صغد کی عورت سے ام محمد نے اس کا زیور عاریت کے نام سے منگوایا۔ اس نے اپنا تاج بھیج دیا۔ لوگ واپس ہونے لگے تو یہ تاج کو لیے ہوئے چلی آئی۔

عمرو بن سعید کی معزولی:

اسی سال ذوالحجہ کی پہلی تاریخ عمرو بن سعید کو یزید نے مدینہ سے معزول کیا اور ولید بن عقبہ کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ اس سبب سے ۶۱ ھ کا حج بھی ولید کے ساتھ لوگوں نے کیا اور ۶۲ ھ کے حج میں بھی ولید امیر حاج تھا۔ اس سال بصرہ اور کوفہ کا حاکم عبیداللہ بن زیاد تھا۔ اور خراسان و سجستان کا حاکم سلم بن زیاد بصرہ کا قاضی ہشام بن ہبیرہ اور کوفہ کا قاضی شریح۔

باب ۱۲

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا اہل مکہ سے خطاب:

اسی سال ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید سے مخالفت کی اس کی خلافت سے خلع کیا۔ اور لوگوں سے بیعت لی۔ حسین رضی اللہ عنہ جب قتل ہو گئے۔ تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اہل مکہ سے حمد وصلوات کے بعد اس باب میں ایک تقریر کی۔ اس واقعہ بہت عظمت دی اور اہل کوفہ کو خصوصاً اور اہل عراق کو عموماً ملامت کی۔ کہا کہ اہل عراق چند لوگوں کے سوا سب کے سب غدار و بدکار ہیں اور بدترین اہل عراق کوفہ والے ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ کو انھوں نے اس لیے بلایا کہ ان کی نصرت کریں گے۔ ان کو اپنا فرمانروا بنائیں گے۔ جب وہ ان کے پاس چلے گئے۔ تو ان سے لڑنے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہنے لگے یا تو اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دے دو۔ ہم تمہیں بغیر لڑے بھڑے ابن زیاد پسر سمیہ کے پاس بھیج دیں کہ وہ جو سلوک تم سے کرنا چاہے کرے۔ نہیں تو ہم سے جنگ کرو۔ واللہ! حسین رضی اللہ عنہ اس بات کو نہیں سمجھے کہ اس انبوہ کثیر میں وہ اور ان کے انصار تھوڑے سے ہیں۔ خدا نے یہ علم غیب تو کسی کو نہیں دیا ہے۔ کہ وہ سمجھتے کہ قتل ہی ہو جائیں گے۔ لیکن وہ عزت سے مرجانا اس بری زندگی سے بہتر سمجھے۔ خدا رحم کرے حسین رضی اللہ عنہ پر اور ان کے قاتل کو ذلیل کرے۔ میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ ان سے لوگوں کا مخالفت کرنا اور نافرمانی ظاہر کرنا متنبہ ہو جانے کے لیے کافی تھا۔ لیکن جو مقدر میں ہے وہ ہوتا ہے اور خدا جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ نہیں ٹلتی۔ کیا حسین رضی اللہ عنہ کے بعد بھی ہم ان لوگوں کی طرف سے اطمینان رکھ سکتے ہیں۔ کیا ان کی بات کو ہم مان سکتے ہیں کیا ان کے عہد و پیمان کو ہم قبول کر سکتے ہیں۔ نہیں نہیں ہم انہیں اس لائق نہیں سمجھتے۔ سنو! واللہ! ان لوگوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو زیادہ تر قائم اللیل اور اکثر صائم النہار اور ان سے بڑھ کر ریاست کا حق دار اور دین وفضل میں امارت کا سزاوار نہ تھا۔ واللہ! وہ ایسے نہ تھے کہ قرآن کے بدلے غنا کریں اور خوف خدا میں رونے کے بدلے گیت گایا کریں۔ وہ ایسے نہ تھے کہ روزے چھوڑ کر شراب پئیں اور حلقہ ذکر وفکر سے نکل کر شکار کے لیے سوار ہوں یہ یزید پر طعن کی ہے فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اب یہ گمراہ و تباہ ہو جائیں گے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی یہ تقریر سن کر ان کے اصحاب ان کی طرف دوڑے۔ کہا اے شخص اپنی بیعت کا اعلان کر۔ جب حسین رضی اللہ عنہ نہ رہے تو اب کون تم سے امر خلافت میں نزاع کرے گا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما چھپ چھپ کر لوگوں سے بیعت لیا کرتے تھے اور ظاہر یہ کرتے تھے کہ وہ خانہ کعبہ میں پناہ لینے کو آئے ہیں۔ اصحاب کو اپنے جواب دیا کہ ابھی جلدی نہ کرو۔ اس زمانہ میں عمرو بن سعید مکہ کا حاکم تھا اور وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے اصحاب کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا پھر نرمی و مدارات بھی کرتا تھا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق یزید کا عہد:

یزید پر جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ میں لوگوں کو جمع کیا ہے۔ تو اس نے حق تعالیٰ سے عہد کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو میں زنجیر میں ضرور جکڑوں گا۔ اس نے ایک چاندی کی زنجیر بھیجی بھی۔ پیغام بر مدینہ سے ہوتا ہوا گذرا۔ یہاں مروان سے ملاقات ہوئی۔ اس نے زنجیر لے کر آنے کا حال اس سے بیان کیا۔ مروان نے کسی شاعر کا یہ شعر پڑھا:

حـدهـا فـايسـت لـلعزيز بخطة و فيهـا مـقـالٌ لامرى متضعف

ترجمہ: ''یعنی اسے گوارا کرنا چاہیے۔ایک زبردست کے کسی فعل پر کم زور و ناتوان شخص کو گفتگو کرنے کی گنجائش نہیں''۔

یزید کا قاصد:

اب وہ پیغامی یہاں سے روانہ ہوا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔اس نے اپنے مدینہ کی طرف جانے کا مروان سے ملنے کا اس کے اس شعر کے پڑھنے کا ذکر ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: واللہ وہ کمزور و ناتوان شخص میں نہیں ہوں۔ اور ایک خوبی کے ساتھ اس پیغامی کو واپس کر دیا۔اس کے بعد مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شان بلند ہوگئی۔مدینہ والوں نے بھی ان سے خط و کتابت کی۔لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ جب نہ رہے تو اب کوئی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے نزاع نہیں کرے گا۔

یزید اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اشعار:

عبدالعزیز بن مروان سے روایت ہے کہ یزید نے ابن عطا اشعری اور مسعدہ کو ان کے اصحاب کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس مکہ میں بھیجا تھا۔چاندی کی ایک زنجیر اور خز کی ٹوپی ان کے ہاتھ روانہ کی تھی کہ زنجیر پہنا کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس لے آئیں۔تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائیں۔میری والد نے مجھے اور میرے بھائی کو بھی نہیں لوگوں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔اور یہ کہہ دیا تھا کہ لوگ جب یزید کا پیغام ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچائیں تو تم دونوں ان کے سامنے جانا۔اور دونوں میں سے کوئی ان اشعار کو پڑھ دے۔

فَخُذْهَـا فَلَيْسَـتُ لِلْعَزِيْزِ بِخُطَّةٍ وَ فِيْهَـا مَقَـالٌ لِامْرِئٍ هُتَذَلَّلَ

ترجمہ: ''اسے گوارا کر لینا چاہیے۔ایک زبردست کے کسی فعل پر کوئی تابع فرمان ہو کر کیا بحث کر سکتا ہے۔

اَعَامِرَ اِنَّ الْقَوْمَ سَامُوْكَ خُطَّةً وَ ذٰلِكَ فِى الْحَيْرَانِ غَزْلٌ بِمِغْزَلٍ

ترجمہ: اے شخص قوم نے تجھے ایک بات کی تکلیف دی ہے اور وہ تکلیف یہ ہے کہ اپنے دوستوں میں بیٹھ کر چرخہ کاتا کر''۔

اَرَاكَ اِذَا مَا كُنْتَ لِلْقَوْمِ نَاصِحًا يُقَالُ لَهُ بِالدَّلْوِ اَدْبِرْ وَاَقْبِلُ

ترجمہ: میری دانست میں میں تو چرسے کا وہ بیل ہے جسے ادھر جانے کو کہیں تو ادھر چلا جائے' ادھر آنے کو کہیں تو ادھر چلا آئے''۔

غرض یزید کے پیغامبروں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام جب پہنچایا۔تو ہم دونوں بھائی بھی ان کے سامنے گئے۔بھائی نے مجھ سے کہا تمہیں ان اشعار کو پڑھ دو۔میں نے پڑھ دیئے۔ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا۔اے مروان کے فرزندو تم نے جو کہا وہ میں نے سنا اور جو کچھ کہا چاہتے ہوا سے بھی میں سمجھ گیا۔جاؤ اپنے والد سے کہہ دو۔

اِنِّـى لَمِنْ صُمٍّ مَكَاسِرُهَا اِذَا تَنَاوَحَتِ الْقَصْبَاءُ وَالْعُشَرُ

ترجمہ: ''میں وہ شاخ ہوں کہ جھکنے میں بہت ہی سخت ہوں۔اونچے اونچے درخت جھومنے لگیں تو جھومیں۔

فـلا اكيـن لـغير الـحق اسـألـه حتى يلين لفرس الماضغ الحجر

ترجمہ: جس حق کا میں طالب ہوں اسے میں نہیں چھوڑنے کا۔پتھر کسی کے دانت کے نیچے اپنی سختی کو چھوڑ دے تو چھوڑ دے''۔

میں حیران ہوں کہ ان دونوں نظموں میں سے کون سی نظم زیادہ تر لطیف ہے۔

ولید بن عقبہ کا امارت حجاز پر تقرر:

عمر بن سعید نے جب دیکھا کہ لوگ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف مڑ پڑے ہیں اور ان کے سامنے گردنیں جھکا دی ہیں۔ تو سمجھا کہ ان کا داؤ چل جائے گا۔ اسی خیال سے اس نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا۔ ان کا شمار اصحاب میں تھا اور اپنے والد کے ساتھ مصر میں رہ چکے تھے۔ وہیں انھوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کی کتابیں پڑھی تھیں اور قوم قریش ان کو علماء میں شمار کرتی تھی۔ عمرو بن سعید نے ان سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ یہ شخص اپنے مقصود کو پہنچے گا یا نہیں اور یہ بتاؤ کہ ہمارے خلیفہ کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا خلیفہ ان بادشاہوں میں سے ہے جو مرتے دم تک بادشاہ رہے۔ ابن سعید پر اس قول کا یہ اثر ہوا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور بھی سختی سے پیش آنے لگا مگر ساتھ ہی رفق و مدارات بھی کرتا رہا۔ ولید بن عقبہ[1] اور اس کے ساتھ بنی امیہ کے اور لوگوں نے بھی یزید سے کہا کہ عمرو بن سعید اگر چاہتا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے تیرے پاس بھیج چکا ہوتا۔ یزید نے ولید بن عتبہ کو حجاز کا امیر کر کے روانہ کیا' عمرو بن سعید کو معزول کر دیا یہ ۶۱ ھ کا واقعہ ہے غرۂ ذی الحجہ کو عمرو معزول ہوا اور ولید امیر حجاز ہوا اور اس سال کا حج اسی کے ساتھ لوگوں نے کیا اور اسی نے ابن ربیعہ عامری کو پھر قاضی مقرر کیا۔

امیر حج ولید بن عتبہ:

ایک روایت یہ ہے کہ ولید کے ساتھ اس سال کا حج لوگوں نے کیا۔ اس باب میں امیر میں سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ کوفہ اور بصرہ کا امیر عبیداللہ بن زیاد تھا۔ اور خراسان کا حاکم سلم بن زیاد۔ کوفہ کا قاضی شریح اور بصرہ کا ہشام بن ہبیرہ۔

۶۲ھ کے واقعات

ولید بن عقبہ اور عمرو بن سعید:

ولید نے مدینہ میں جا کر عمرو بن سعید کے بہت سے غلاموں اور موالی کو پکڑ کے قید کر لیا۔ عمرو نے اس باب میں کہا سنا۔ اسے بھی ولید نے نہ مانا۔ اور یہ کلمہ اس کی زبان سے نکلا کہ اتنا کیوں بیتاب ہوتے ہو۔ عمرو کے بھائی ابان بن سعید بن عاص نے جواب دیا۔ عمرو کیا بیتاب ہوگا۔ واللہ اگر ایک انگارے پر تمہارا اور اس کا قبضہ ہوتا تو وہ اسے بھی نہ چھوڑتا اور تمہیں کو چھوڑنا پڑتا۔ عمرو وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور مدینہ سے دو راتوں کے فاصلہ پر جا کر مقام کیا اور اپنے موالی اور غلاموں کو جو قریب تین سو کے تھے یہ لکھ بھیجا کہ میں ہر ایک شخص کے لیے ایک ایک اونٹ بھیجتا ہوں باردان اور ساز و سامان سمیت۔ بازار میں سب اونٹ بٹھا دیئے جائیں گے جب میرا پیغامبر تمہارے پاس آئے۔ رر زندان کو توڑ کر ہر ایک شخص اپنے اونٹ کے پاس آ جائے۔ اس پر سوار ہو کر سب کے سب میرے پاس چلے آئیں۔ غرض اس کا پیغامبر وارد ہوا۔ اونٹ خریدے۔ جو جو سامان ضروری تھا بہم کیا۔ پھر بازار میں لا کر اونٹوں کو بٹھا دیا۔ پھر خود ان لوگوں کو جا کر خبر کر دی۔ سب نے مجلس کا دروازہ توڑ ڈالا۔ اونٹوں پر آ کر سوار ہوئے۔ وہاں سے عمرو بن سعید کے پاس روانہ ہوئے۔

---

[1] ابن کثیر نے اس مقام پر عتبہ لکھا ہے۔ ۱۲

عمرو بن سعید اور یزید:

یہ لوگ اس کے پاس اس وقت پہنچے ہیں کہ خود یزید کے پاس جا رہا تھا۔ جب وہ داخل ہوا تو یزید نے خیر مقدم کہا اور اپنے قریب بٹھا لیا۔ پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے باب میں جو احکام اسے پہنچے تھے اس کے امتثال امر میں کوتاہی کرنے کی اس سے یہ شکایت کی کہ جس حکم کو اس نے چاہا نافذ کیا چاہا ڈال رکھا۔ عمرو نے کہا امیر المومنین جو شخص محل وموقع پر موجود ہوتا ہے مناسب و نامناسب کو وہی خوب جانتا ہے۔ تمام مکہ والے مدینہ والے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف مائل اور اس کی ریاست کے خواہاں تھے۔ اس کے باب میں اپنی رضا مندی ظاہر کر چکے تھے۔ بعض لوگ بعض کو علانیہ یا خفیہ دعوت دے رہے تھے۔ میرے پاس ایسا لشکر بھی نہ تھا جس سے میں اس کا مقابلہ کر کے اس پر غالب آ سکتا۔ وہ مجھ سے حذر کرتا تھا اور بچ بچ کر چلتا تھا میں اس سے نرمی و مدارات سے پیش آتا تھا۔ کہ موقع پا کر اسے گرفتار کرلوں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اسے ضیق میں ڈال دیا تھا۔ اور بہت سی باتیں ایسی تھیں جو میں نے اسے نہ کرنے دیں ورنہ اسے تقویت ہو جاتی۔ مکہ میں اور تمام راستوں میں اور گھاٹیوں میں لوگ میں نے مقرر کر دیئے تھے کہ کسی شخص کو جب تک وہ یہ لکھ کر میرے پاس بھیج نہ دے کہ اس کا اور اس کے باپ کا نام کیا ہے۔ کس شہر سے وہ آیا ہے۔ کیوں آیا ہے' کیا چاہتا ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس اسے جانے نہ دیں۔ اگر ان کے اصحاب میں سے ہوتا یا میں یہ سمجھتا کہ یہ انہیں کے پاس جانا چاہتا ہے۔ تو میں اسے زبردستی واپس کر دیتا تھا۔ اگر وہ شخص ایسا ہوتا جس پر مجھے سوءظن نہیں ہے تو اس کی روک ٹوک میں نہ کرتا تھا اب تم نے ولید کو بھیجا ہے دیکھنا وہ کیا کرتا ہے اور کیا اس کا اثر پڑتا ہے اس سے تمہیں ان شاءاللہ میری قدر ہوگی کہ تمہارے امور میں کیسی خیر خواہی میں نے کی ہے۔ اب امیر المومنین خدا تمہیں نیکی دے اور دشمن کو تمہارے ذلیل کرے۔

یزید اور عمرو میں مصالحت:

یزید نے کہا تم سچ کہتے ہیں اور جن لوگوں نے تمہاری طرف سے لگائی بجھائی کر کے تمہارے معزول کرنے پر مجھے آمادہ کیا۔ وہ سب جھوٹے ہیں تم پر مجھے بڑا بھروسہ ہے تم سے مجھے اعانت کی امید ہے۔ تم کو تو میں نے پھٹے میں پیوند لگانے کے واسطے کسی مہم میں کام آنے کے واسطے امور عظیمہ کی مصیبتوں کو ٹالنے کے واسطے لگا رکھا ہے۔ عمرو نے کہا اے امیر المومنین تمہاری سلطنت کے استحکام کے لیے تمہارے دشمن کو ذلیل کرنے کے لیے تمہارے مخالف کے دفع کے لیے اپنے سے بڑھ کر میں بھی کسی کو نہیں سمجھتا۔

ولید بن عقبہ کی معزولی:

ولید بہت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی فکر میں رہا۔ مگر اس نے بھی دیکھا کہ وہ نہایت کثیر الحذر ہیں اور اپنی حفاظت کیے ہوئے ہیں۔ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد نجدہ بن عامر نے بھی یمامہ میں یزید سے مخالفت کی تھی۔ ادھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی مخالفت کر رہے تھے' ایام حج میں ولید جب عرفات سے روانہ ہوتا تھا عوام الناس بھی اس کے ساتھ روانہ ہوتے تھے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور نجدہ اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ ٹھہرے رہتے تھے۔ اس کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کو لے کر روانہ ہوتے تھے۔ نجدہ اپنے اصحاب کے ساتھ روانہ ہوتا تھا۔ کوئی کسی کا اتباع نہ کرتا تھا۔ لیکن نجدہ اکثر ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملا کرتا تھا۔ لوگوں کو یہاں تک گمان ہو گیا تھا کہ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لے گا۔ آخر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ولید کے باب میں مکر کیا۔ یزید کو لکھ بھیجا کہ تو نے کس بے وقوف کو یہاں بھیجا ہے۔ جو کسی عقل کی بات پر توجہ نہیں کرتا۔ کسی عاقل کے سمجھانے سے باز نہیں آتا۔ اگر کسی خوش اخلاق و تواضع پسند آدمی کو یہاں بھیجتا تو مجھے امید

تھی کہ بہت سی دشواریاں آسان ہو جاتیں اور تفرقہ اٹھ جاتا۔ اس باب میں غور کر کہ اسی میں ان شاء اللہ خاص و عام کی بہتری ہے والسلام۔ اس پر یزید نے ولید کو معزول کر کے اس کی جگہ عثمان بن محمد ابی سفیان کو مقرر کیا۔

اشراف مدینہ کا وفد:

اب ایک نوجوان نا آزمودہ کار کمسن حوصلہ مند سے سابقہ پڑا۔ جسے نہ معاملات کا تجربہ تھا نہ سن نے آزمودہ کاری نہ تجربہ نے استواری اسے بتائی تھی۔ اپنی حکومت و عمل داری پر ذرا غور نہ کرتا تھا۔ اس نے اہل مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس روانہ کیا۔ اس وفد میں عبداللہ بن حنظلہ انصاری غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو مخزومی اور منذر بن زبیر اور بہت سے لوگ اشراف مدینہ سے ان کے ساتھ تھے۔ یزید کے پاس آئے تو وہ اکرام و احسان سے پیش آیا۔ سب کو انعام و جائزہ سے سرفراز کیا۔ وہاں سے یہ سب لوگ مدینہ میں واپس آئے۔ ایک منذر بن زبیرہ بصرہ میں ابن زیاد کے پاس چلا گیا۔ اسے بھی ایک لاکھ درہم یزید نے انعام میں دیئے تھے۔

یزید کا کردار:

ان لوگوں نے مدینہ میں آ کر اہل مدینہ کے سامنے یزید کو سب و شتم کرنا شروع کیا۔ کہا ہم ایسے شخص کے پاس ہو کر آئے ہیں جو کوئی دین ہی نہیں رکھتا۔ شراب پیتا ہے۔ طنبورہ بجاتا ہے۔ اس کی صحبت میں گائنیں گایا بجایا کرتی ہیں۔ کتوں سے کھیلتا ہے۔ لچوں سے اور لونڈیوں سے صحبت رکھتا ہے۔ تم سب لوگ گواہ رہو۔ ہم نے اسے خلافت سے معزول کیا۔ یہ سن کر اور سب لوگوں نے بھی ان کا اتباع کیا۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بیعت:

سب مل کر عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان سے بیعت کی اور انہیں اپنا حاکم بنالیا منذر دوستوں میں تھا زیاد کے اس سبب سے ابن زیاد اس کے اکرام و ضیافت میں مشغول تھا کہ یزید کا فرمان اس کے نام آیا کہ منذر کو گرفتار کر لے اور جب تک میرا حکم اس کے باب میں نہ آئے اپنے پاس اسے قید رکھے۔ اس کے ساتھ والوں نے مدینہ میں جو کچھ یزید کے خلاف کیا تھا اس کا سارا حال یزید کو معلوم ہو گیا تھا۔ منذر اس کا مہمان تھا اس سبب سے ابن زیاد کو یہ حکم ناگوار گذرا اس نے منذر کو بلا کر اس حکم کے آنے کا ذکر کیا اور خط بھی اسے دکھایا اور کہا تم زیاد کے دوستوں میں ہو اور میرے مہمان ہو اور میں تم سے دوستانہ سلوک کر رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں خوبی کے ساتھ ان سب کا انجام ہو جس وقت تم دیکھنا کہ لوگ میرے پاس جمع ہیں۔ اٹھ کر مجھ سے کہنا کہ میں اپنے وطن کو جاؤں گا مجھے اجازت دو' میں کہوں گا' نہیں تم میرے ہی پاس ٹھہرو۔ تمہاری خاطر و مدارات و تواضع ہو گی۔ تم کہنا میری جاگیر ہے۔ اور بہت کچھ کام ہے بغیر جائے ہوئے کچھ بن نہیں پڑتا۔ مجھے رخصت ہی کرو۔ میں تم کو اجازت دے دوں گا۔ تم اپنے اہل و عیال میں چلے جانا۔

منذر بن زبیر کی روانگی مدینہ:

غرض عبیداللہ کے پاس جب لوگ جمع ہوئے تو منذر نے اٹھ کر اجازت مانگی۔ عبیداللہ نے کہا میرے ہی پاس رہو میں تمہاری خاطر کروں گا۔ غم خواری کروں گا۔ سب سے بڑھ کر تم کو سمجھوں گا۔ منذر نے جواب دیا میری جاگیر ہے اور بہت کام ہے بغیر جائے

ہوئے بن نہیں پڑتا مجھے رخصت ہی کرو۔ یہ سن کر ابن زیاد نے اسے رخصت دے دی۔

منذر کا یزید کے بارے میں بیان:

منذر وہاں سے روانہ ہو کر حجاز میں پہنچا۔ اہل مدینہ سے ملا اور ان لوگوں سے مل گیا جو یزید کی مخالفت پھیلا رہے تھے۔ کہا کرتا تھا کہ واللہ یزید نے ایک لاکھ درہم مجھے دیئے ہیں اس کا یہ سلوک اس بات سے مجھے روک نہیں سکتا کہ اس کا حال تم سے نہ کہوں اور سچ سچ نہ بیان کر دوں۔ واللہ وہ شراب پیتا ہے ایسا مست ہو جاتا ہے کہ نماز کا بھی ہوش نہیں رہتا۔ اس کے ساتھ والوں نے یزید کی جو جو حرکتیں بیان کی تھیں ویسی ہی کچھ اس نے بھی بیان کیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ:

یزید کو خبر ہوگی کہ تجھے ایسا ایسا وہ کہا کرتا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا۔ خداوندا میں نے تو اس کے ساتھ احسان واکرام کیا اس نے جو کچھ کیا وہ بھی تو نے دیکھ لیا اس کو جھوٹ بولنے والوں میں اور قطع رحم کرنے والوں میں محسوب کر اور نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ تو سب لوگوں کے اور اپنی قوم والوں کے پاس جا۔ ان کے غیظ وغضب کو دھیما کر دے کہ وہ کیا کیا چاہتے ہیں اگر اس معاملہ میں وہ نہ اٹھ کھڑے ہوتے تو عوام الناس کو اتنی جرأت نہ ہوتی کہ میری مخالفت کریں اور مدینہ میں میرے خاندان کے لوگ ہیں جن کا اس فتنہ وفساد میں شریک ہو کر معرض تلف میں پڑنا مجھے گوارا نہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی:

نعمان رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ اپنی برادری والوں میں آئے۔ سب لوگوں کو اپنے پاس بلایا ان کو حکم دیا کہ اطاعت اختیار کریں۔ جماعت کو نہ چھوڑیں اور فتنہ وفساد کے برپا کرنے سے سب کو ڈرایا اور یہ کہا کہ اہل شام سے مقابلہ کرنے کی تم میں طاقت نہیں ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن مطیع عدوی نے کہا اے نعمان رضی اللہ عنہ کیوں ہماری جماعت کو متفرق کرتا ہے اور خدا نے جو ہمارا کام بنا دیا ہے اسے تو کیوں بگاڑتا ہے۔ نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تو واللہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ آفت آ گئی جس میں قوم کو تو مبتلا کیا چاہتا ہے اور مردان جنگی گھٹنے ٹیک ٹیک کر قوم کے سر و پیشانی پر تلواریں مارنے لگے اور موت کا بازار دونوں طرف گرم ہو گیا تو اپنے خچر پر سوار ہو کر منہ پر اس کے کوڑے مارتا ہوا مکہ کی طرف بھاگ جائے گا اور ان بے چارے انصار کو اس مصیبت میں چھوڑ کر چل دے گا کہ گلیوں میں مسجدوں میں اپنے گھروں کے دروازوں پر قتل کیے جائیں گے کسی نے نعمان کا کہنا نہ مانا وہ تو چلے گئے اور وہی ہوا جو وہ کہہ گئے تھے۔

امیر حج ولید بن عتبہ:

اس سال لوگوں نے ولید بن عتبہ کے ساتھ حج کیا۔ عراق وخراسان میں حکام وہی تھے جن کا ذکر ۶۱ھ میں گذرا۔ اسی سال محمد بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔[1]

---

[1] محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس والد منصور وسفاح ۱۲ کامل

۶۳ھ کے واقعات

مروان کے گھر کا محاصرہ:

یزید کو خلافت سے معزول کر کے اہل مدینہ نے عبداللہ بن غسیل ملائکہ سے جب بیعت کر لی تو عثمان بن محمد بن ابی سفیان پر اور اس کے ساتھ ہی تمام بنی امیہ اور ان کے موالی اور ہم خیال قریش میں سے جتنے مدینہ میں موجود تھے سب پر حملہ کیا یہ سب ہزار آدمی ہوں گے وہاں سے نکل کر مروان کے گھر کی طرف آئے لوگوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور یہ محاصرہ بہت کمزور تھا۔ بنی امیہ میں سے مروان اور عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حبیب بن کرہ کو بلا بھیجا۔ اس وقت مروان ہی وہ شخص تھا جو ان سب کا سرگروہ تھا۔ عثمان بن محمد تو ایک کمسن لڑکا سا تھا۔ اس کی رائے کوئی رائے نہ تھی۔

بنی امیہ کا خط بنام یزید:

تمام بنی امیہ کی طرف سے ایک خط یزید کو لکھا گیا۔ ابن کرہ کو اس خط کے لے جانے پر مقرر کیا۔ عبدالملک بن مروان خط کو لیے ہوئے ابن کرہ کے ساتھ ساتھ ثنیۃ الوداع کے مقام تک آیا۔ یہاں آ کر اس کو دے دیا اور یہ کہا کہ بارہ دن جانے کے اور بارہ دن آنے کے تمہارے لیے مقرر کرتا ہوں۔ چوبیسویں دن اسی مقام پر انشاء اللہ اپنے انتظار میں بیٹھا ہوا تم مجھے پاؤ گے۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''ہم لوگ مروان بن حکم کے گھر میں محصور ہو گئے ہیں۔ ہم پر پانی بند ہے اور اناج کو ہم خود پھینک آئے ہیں فریاد ہے فریاد۔

ابن کرہ یہ خط لے کر یزید کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ وہ کرسی پر طشت میں پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا ہے طشت میں پاشویہ کے لیے پانی بھرا ہوا تھا اسے درد نقرس تھا خط پڑھ کر اس نے یہ شعر پڑھا:

لقد بدلوا الحلم الّذی من سجیّتی فبدّلت قومی غلظةً بلیان

ترجمہ: ''میری طبیعت میں جو حلم تھا اسے ان لوگوں نے بدل دیا میں نے بھی اب اپنی قوم کے لیے نرمی کے بدلے سختی کو اختیار کر لیا''۔

یزید کی قاصد ابن کرہ سے گفتگو:

یہ شعر پڑھ کر ابن کرہ سے پوچھا کیا مدینہ میں تمام بنی امیہ اور ان کے موالی سب مل کر ہزار آدمی نہ ہوں گے۔ قاصد نے کہا ہزار آدمی ضرور ہیں بلکہ زیادہ۔ کہا اتنا بھی ان سے نہ ہو سکا کہ ساعت بھر قتال کرتے۔ قاصد نے کہا امیر المومنین تمام خلقت نے ان پر ہجوم کر لیا۔ اس جماعت سے لڑنے کی طاقت ان میں نہ تھی۔ یزید نے یہ سن کر عمرو بن سعید کو بلا بھیجا۔ وہ آیا تو اسے خط دکھایا۔ سب حال بیان کیا اور حکم دیا کہ لوگوں کو ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہو۔ عمرو نے کہا شہروں شہروں تیرا عمل میں بٹھا چکا۔ تمام امور کو تیرے میں مستحکم کر چکا۔ لیکن اب یہ نوبت پہنچی کہ قریش کے خون سے زمین رنگین کی جائے یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ وہی شخص یہ کام کرے گا جوان

سے تعلق نہ رکھتا ہوگا۔

مسلم بن عقبہ کی روانگی:

اب یزید نے ابن کرہ کو مسلم بن مری کے پاس بھیجا۔ یہ شخص نہایت کبیر السن ضعیف اور مریض تھا۔ خط پڑھ کر قاصد سے حالات پوچھے اس نے بیان کر دیئے۔ اس نے بھی وہی بات کہی جو یزید کہی تھی کیا مدینہ میں بنی امیہ اور ان کے انصار و موالی سب مل کر ہزار آدمی ہوں گے۔ اس نے کہا بے شک ہزار آدمی ہوں گے۔ کہا اتنا ان سے نہ ہو سکا کہ ساعت بھر تو قتال کرتے۔ یہ لوگ جب تک خود اپنے دشمن سے اپنی قوم کے لیے نہ لڑلیں اس لائق نہیں ہیں کہ ان کی کمک کی جائے۔ یہ کہہ کر مسلم یزید کے پاس آیا۔ کہنے لگا امیر المومنین یہ بہت ذلیل لوگ ہیں۔ ان کی نصرت نہ کرنا چاہیے۔ اتنا بھی ان سے نہ ہو سکا کہ ایک دن یا ایک پہر یا ایک ساعت قتال کرتے۔ بس انہیں یوں ہی رہنے دیجیے کہ یہ خود اپنے دشمن سے اپنی قومی سلطنت کے لیے لڑیں۔ آپ کو یہ بھی تو معلوم ہو جائے کہ ان میں سے کون کون آپ کی طرف سے قتال کرتا ہے ہے اور ثابت قدم رہتا ہے یا گردن جھکا دیتا ہے۔ یزید نے کہا تمہارا بھلا ہو ان لوگوں کے بعد زندگی کا کیا لطف اٹھو لوگوں کو لے کر روانہ ہو اور اپنی خبر مجھے دیتے رہو۔

ابن زیاد کو حجاز پر فوج کشی کا حکم:

غرض یہ منادی ہوئی کہ لوگو حجاز کی طرف روانہ ہو۔ آؤ اپنا اپنا وظیفہ پورا لے لو اور اس کے علاوہ سو سو دینار ہر ایک شخص کے ہاتھ میں بطور اعانت دیئے جائیں گے۔ غرض بارہ ہزار آدمی حجاز میں جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابن زیاد کو یزید نے لکھا تھا کہ تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کو روانہ ہو اس نے کہا اس فاسق کے لیے یہ دو دو گناہ میں اپنے سر نہ لوں گا۔ ایک تو رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کروں دوسرے خانہ کعبہ پر حملہ کروں۔ مرجانہ اس کی ماں ایک سچی عورت تھی۔ حسین علیہ السلام کو جب اس نے قتل کیا ہے تو کہتی تھی۔ تیرا برا ہو یہ تو نے کیا کیا یہ کیا حرکت تو نے کی۔ ابن کرہ یہاں سے اسی طرف روانہ ہوا۔ جہاں اس نے عبدالملک کو چھوڑا تھا کہ ٹھیک اسی جگہ پر اسی ساعت میں یا ذرا اس کے بعد عبدالملک کے پاس پہنچ جائے۔ پہنچا تو دیکھا کہ عبدالملک درخت کے نیچے سر سے کچھ اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے۔ اس نے سب حال بیان کیا۔ عبدالملک خوش ہو گیا۔ وہاں سے دونوں مروان کے گھر پر آئے اور جماعت بنی امیہ کو لشکر کے آنے کی خبر دی سب نے خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا۔

یزید کے اشعار:

ابن کرہ شام سے یہ دیکھ کر روانہ ہوا تھا کہ یزید نکلا ہے اور لشکر کے سواروں کو دیکھ بھال رہا ہے۔ اور اس کی زبان سے یہ سن کر روانہ ہوا تھا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے تھا اور عربی کمان کاندھے پر لگائے ہوئے تھا۔

ابلغ ابابکر اذا اللیل سریٰ و ھبط القوم علیٰ وادی القریٰ

ترجمہ: ''میرا یہ پیام اس وقت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو پہنچا دینا جب دیکھنا کہ رات ہوگئی ہے اور وادی القریٰ پر فوج اتر پڑی ہے۔

اجمع سکران من القوم تری ام جمع یقظان نفی عنه الکری

مخادع فی الدین یقفو بالعری

ترجمہ: کیا یہ لوگ مست اور سرشار تجھے معلوم ہوتے ہیں یا بے خواب و بیدار ہیں جنھوں نے نیند کو پاس نہیں آنے دیا''۔

مجھے تو اس ملحد سے تعجب ہوتا ہے کہ دین میں مکاری کرتا ہے اور بزرگوں کو برا کہتا ہے۔

یزید کی مسلم بن عقبہ کو ہدایات:

یہ لشکر مسلم بن عقبہ کی سرکردگی میں یزید کی طرف سے روانہ ہوا۔ یزید نے اس کو حکم دیا کہ تم پر کچھ بن جائے تو لشکر کا رئیس حصین بن نمیر کو بنانا۔ اور لوگوں کو تین دن تک مہلت دینا۔ مان جائیں تو مان جائیں ورنہ ان سے قتال کرنا۔ جب تم کو غلبہ ہو جائے تو تین دن تک مدینہ کو لوٹنا۔ وہاں کا مال اور روپیہ اور ہتھیار اور غلہ یہ سب لشکر والوں کا ہے۔ تین دن کے بعد لوٹنا موقوف کرنا اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے رعایت کرنا۔ ان کے ساتھ نیکی کرنا۔ ان کو اپنے قریب بٹھانا۔ لوگوں نے جو مجھ سے مخالفت کی وہ اس میں شریک نہ تھے۔ میرے پاس ان کا خط آیا تھا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور مروان:

علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی کہ یزید نے ان کے باب میں مسلم بن عقبہ سے رعایت کی سفارش کر دی ہے۔ بنی امیہ جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو مروان کی زوجہ جو ابان بن مروان کی ماں ہیں یعنی عائشہ بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مروان کے تمام ساز و سامان کے ساتھ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے یہاں آ کر پناہ لی تھی۔ بنی امیہ مدینہ سے جب نکالے گئے تو مروان نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میرے عیال کو اپنے پاس چھپا رکھو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات نہ مانی۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے جب مروان نے کہا کہ مجھے تم سے قرابت ہے میرے اہل بیت تمہارے اہل بیت کے ساتھ رہیں گے تو انھوں نے منظور کیا۔ مروان نے اپنے عیال کو علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے یہاں بھیج دیا۔ یہ ان لوگوں کو اپنے عیال کے ساتھ لے کر ینبع میں چلے آئے وہیں سب کو رکھا۔ مروان ان کا شکر گزار تھا اور ان دونوں میں قدیم سے محبت تھی۔

بنی امیہ کا مدینہ سے اخراج:

مدینہ والوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ ابن عقبہ لشکر لیے ہوئے آ رہا ہے تو انھوں نے مروان کے گھر میں بنی امیہ کو جا کر گھیر لیا اور کہا واللہ! تم کو جب تک اس گھر سے نکال کر گردن نہ ماریں گے تم سے باز نہ آئیں گے۔ ہاں خدا کو درمیان دے کر ہم سے عہد میثاق کرو کہ تم لوگ ہم کو دھوکا نہ دو گے۔ کوئی چھپا ہوا موقع ہمارا دشمن کو نہ بتاؤ گے۔ ہمارے دشمن کی اعانت نہ کرو گے تو ہم تم سے باز آتے ہیں اور اپنے یہاں سے تمہیں نکالے دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے خدا کو درمیان دے کر اس بات کا عہد و میثاق ان سے کر لیا کہ ہم تم کو دھوکا نہ دیں گے۔ تمہارا کوئی چھپا ٹھکانہ دشمن کو نہ بتائیں گے۔ اب یہ لوگ مدینہ سے نکال دیئے گئے۔ یہ اپنا اسباب و مال لے کر نکلے اور وادی القری میں جا کر مسلم بن عقبہ سے ملے۔ عائشہ بنت عثمان رضی اللہ عنہ طائف کی طرف روانہ ہوئیں۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی کچھ زمین مدینہ کے قریب تھی۔ وہ شہر سے نکل کر یہیں عزلت گزیں ہو گئے تھے تاکہ وہاں کے کسی امر میں نہ شریک ہوں۔ عائشہ جب طائف جانے لگیں تو انھوں نے کہا میرے بیٹے عبداللہ کو بھی اپنے ساتھ طائف میں لیتی جاؤ۔ عائشہ اپنے ساتھ عبداللہ کو طائف میں لے آئیں اور اپنے ہی پاس اس وقت تک رکھا کہ اہل مدینہ کا بنایا ہوا گھروندا بگڑ گیا۔

عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کا پابندی عہد:

ابن عقبہ نے بنی امیہ میں سے عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہا وہاں کا حال بتاؤ اور کچھ مشورہ دو۔ کہا میں کچھ

بھی بتا نہیں سکتا۔ ہم لوگوں سے عہد و میثاق اس بات کا لیا گیا ہے کہ ہم کوئی چھپا ہوا موقع نہ بتائیں۔ اور دشمن کی تقویت نہ کریں۔ یہ سن کر ابن عقبہ نے انھیں جھڑک دیا اور کہا واللہ اگر تو عثمان رضی اللہ عنہ کا فرزند نہ ہوتا تو میں تیری گردن مارتا۔ اور بخدا اب میں کسی قرشی کی یہ بات نہ سنوں گا۔ عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ یہ درشتی اس کی دیکھ کر اپنے اصحاب میں چلے آئے۔ اب مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک سے کہا مجھ سے پہلے تمہیں اس کے پاس چلے جاؤ۔ شاید وہ تمہارے ہی جانے کو کافی سمجھے مجھے نہ بلائے۔ عبدالملک یہ سن کر ابن عقبہ کے پاس چلا گیا۔ اس نے کہا جو باتیں تم جانتے ہو بتاؤ۔ ان لوگوں کی ساری خبر مجھ سے بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

مسلم بن عقبہ اور عبدالملک کی گفتگو:

عبدالملک نے کہا اچھا اچھا۔ میری رائے یہ ہے کہ اس رستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے تو مدینہ کی طرف لشکر کو لیے ہوئے جا۔ جب مدینہ کے قریب کا نخلستان تجھے ملے تو وہیں اتر پڑ۔ لوگ چھاؤں میں بیٹھیں گے۔ رطب کھائیں گے۔ جب رات ہو جائے تو پہرہ والوں کو سوار ہونے کا حکم دینا کہ وہ ساری رات لشکر کے درمیان پھرتے رہیں۔ جب صبح ہو جائے تو سب کے ساتھ نماز پڑھ کر روانہ ہو۔ مدینہ کو اپنی بائیں جانب رکھ کر شہر کے گرد پھر۔ اور حرہ کی زمین بلند کی طرف سے اہل مدینہ کا مقابلہ کر۔ جب تو ان کے مقابل ہوگا۔ آفتاب چمک کر ان کے سامنے طلوع کرے گا اور تیری فوج کی پشت پر ہوگا ان کو آفتاب سے ایذا پہنچے گی۔ اور ان لوگوں کے منہ پر دھوپ ہوگی۔ اس کی حرارت انہیں ایذا پہنچائے گی جب تم لوگ ان کے مشرق میں ہوگے اور وہ تمہارے مغرب میں ہوں گے تو تمہارے خود ہتھیار برچھوں کی سنانیں تلواریں زرہیں ساعد و باز اس قدر چمکتے ہوئے انہیں دکھائی دیں گے کہ تمہاری نظروں میں ان کے ہتھیاروں سے اس قدر خیرہ نہ ہوگی۔ اس کے بعد ان لوگوں سے قتال شروع کر۔ اور خدا سے نصرت طلب کر خدا بے شک تیری مدد کرے گا۔ کہ ان لوگوں نے امام کی مخالفت کی ہے اور جماعت سے خارج ہوگئے ہیں۔ مسلم نے کہا خدا تجھے جزائے خیر دے۔ جس باپ کا تو بیٹا ہے اس نے کیسا خلف الرشید پایا۔

عبدالملک کے بارے میں ابن عقبہ کا تاثر:

اس کے بعد مروان اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا کچھ تم کہو۔ مروان نے کہا کیا عبدالملک تیرے پاس نہیں آیا۔ مسلم نے کہا ہاں میں ان سے ملا۔ عبدالملک عجب شخص ہے۔ میں نے کسی قرشی کو اس کے مثل نہیں پایا۔ مروان نے کہا۔ عبدالملک سے تم مل چکے تو گویا مجھ سے مل چکے۔ کہا اچھا اچھا۔ اس کے بعد مسلم وہاں سے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ اسی منزل میں جا کر اترا جہاں اترنے کا عبدالملک نے مشورہ دیا تھا اور جو کچھ اس نے کہا تھا ویسا ہی اس نے کیا۔ پھر وہ زمین حرہ پر ہوتا ہوا مشرق کی طرف اہل مدینہ کے مقابل میں جا کر اترا۔

اہل مدینہ کو تین دن کی مہلت:

سب کو بلا کر کہا۔ اے اہل مدینہ امیر المومنین یزید کا یہ خیال ہے۔ کہ تم لوگ اصل ہو۔ تمہارا خون بہانا مجھے گوارا نہیں۔ تمہارے لیے تین دن کی مدت میں مقرر کرتا ہوں جو کوئی تم میں سے باز آ جائے گا اور حق کی طرف رجوع کرے گا۔ ہم اس کا عذر قبول کرلیں گے اور یہاں سے واپس چلے جائیں گے۔ اور اس ملحد کی طرف جو مکہ میں ہے متوجہ ہوں گے۔ اور اگر تم لوگ نہ مانو گے تو

یہ سمجھ لو کہ ہم حجت تمام کر چکے۔ تین دن ہو گئے تو مسلم نے کہا اے اہل مدینہ تین دن ہو گئے کہو اب تم کو کیا منظور ہے ملاپ کرتے ہو یا لڑنا چاہتے ہو۔ کہا ہم لڑیں گے۔ کہا ہرگز ایسا نہ کرو بلکہ تم سب طاعت گذاری اختیار کرو۔ ہم تم مل کر اپنا زور اس ملحد پر ڈالیں جس نے بے دینوں کو فاسقوں کو چار جانب سے اپنے پاس جمع کر رکھا ہے۔

اہل مدینہ کا لڑنے پر اصرار:

اہل مدینہ نے کہا او دشمن خدا واللہ اگر تم لوگ وہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو ہم تم کو بے قتال کیے نہ چھوڑیں گے کہا ہم تم کو اس لیے چھوڑ دیں۔ کہ تم خانہ کعبہ پر حملہ کرو۔ وہاں کے رہنے والوں کو خوف و ہراس میں ڈالو وہاں ملحدوں کی سی حرکتیں کرو بیت اللہ کی بے حرمتی کرو۔ نہیں نہیں واللہ ہم سے یہ نہ ہوگا۔ مدینہ کے لوگوں نے شہر کے ایک جانب خندق بنالی تھی۔ ان میں کا ایک انبوہ عظیم خندق میں اترا ہوا تھا۔ رئیس ان کا عبدالرحمٰن بن زہیر زہری تھا۔ اہل مدینہ کے دوسرے ربع پر عبداللہ بن مطیع قریش کے رئیس شہر کی ایک جانب میں اور معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کے رئیس ایک اور ربع پر شہر کی ایک جانب میں اور عبداللہ بن غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ سب سے بڑے ربع کے رئیس تھے جس میں بہت لوگ تھے اور یہ امیر انصار تھے۔

مسلم بن عقبہ کی پیش قدمی:

مسلم نے اپنے سب لوگوں کو ساتھ لے کر زمین صرہ کی طرف حرکت کی کوفہ کی راہ پر پہنچ کر اپنا سراپردہ نصب کیا پھر سواروں کے رسالہ کو ابن غسیل کے مقابلہ میں بھیجا۔ ابن غسیل نے اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر سواروں پر حملہ کیا۔ سوار سب بھاگ کھڑے ہوئے بھاگتے ہوئے مسلم کے پاس پہنچے۔ مسلم یہ دیکھ کر آزمودہ کار لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور سواروں کو للکارا وہ سب پلٹ پڑے وہ بڑی دلیری سے لڑنے لگے اسی اثنا میں فضل بن عباس جو حارث بن عبدالمطلب کے پوتوں میں تھے کوئی بیس سواروں کو ساتھ لیے ہوئے ابن غسیل سے آ کر ملے اور بڑی خوبی سے نہایت شدید جنگ انھوں نے کی۔ پھر ابن غسیل سے کہا تمہارے ساتھ جتنے سوار ہوں سب کو حکم دے دو کہ میرے پاس آ کر ٹھہریں۔ جب میں حملہ کروں تو وہ بھی حملہ آور ہوں میں مسلم تک بغیر پہنچے ہوئے واللہ دم نہیں لینے کا۔ یا تو میں اسے قتل کروں گا یا قتل ہو جاؤں گا۔

فضل بن عباس کا حملہ:

ابن غسیل نے عبداللہ بن ضحاک انصاری کو حکم دیا کہ سواروں سے پکار کر کہہ دو۔ کہ سب فضل بن عباس کے ساتھ رہیں۔ غرض ندا ہوئی۔ اور سب سوار فضل بن عباس کے پاس جمع ہو گئے۔ انھوں نے اہل شام پر حملہ کر دیا۔ سب منتشر ہو گئے۔ فضل نے اپنے اصحاب سے کہا۔ تم نے دیکھ لیا یہ نالائق کیسا بھاگ رہے ہیں۔ میں تم پر فدا ہو جاؤں پھر حملہ کرو۔ ان کے سردار کو میں دیکھ پاؤں تو واللہ ضرور اسے قتل کروں گا یا اس کوشش میں خود مارا جاؤں گا۔ سمجھ لو ایک ساعت کی ثابت قدمی کا نتیجہ خوشی ہے۔ ثبات قدم کے بعد اگر ہے تو فتح ہے۔ یہ کہہ کے فضل نے اور ان کے ساتھ والوں نے ایسا حملہ کیا کہ شامیوں کا رسالہ مسلم کو پیادوں میں چھوڑ کر منتشر ہو گیا۔ اس کے گرد پانسو پیادے گھٹنے ٹیکے ہوئے برچھیاں ان لوگوں کی طرف تانے کھڑے تھے۔ فضل اسی حالت میں عملدار فوج کی طرف بڑھے۔ اس کے سر پر ایک وار کیا کہ مغفر کو کاٹ کر سر کو ٹکڑے کر دیا وہ گرتے ہی مر گیا۔ اس کے گرتے ہی فضل نے پکارا خذها منى و انا ابن عبدالمطلب یہ سمجھے کہ مسلم کو مار لیا۔ کہا قتلت طاعنية القوم و رب الكعبة مسلم نے فحش گالی دے کر

کہا تو غلط کہتا ہے۔ علمدار اسی کا رومی غلام تھا۔ جسے فضل نے قتل کیا تھا مگر تھا بڑا شجاع۔

فضل بن عباس کی شجاعت:

اب مسلم نے علم خود اٹھا لیا اور پکار کر کہا اے اہل شام کیا اپنے دین کی حمایت میں اسی طرح قتال کرتے ہیں کیا اپنے امام کی نصرت میں اسی طرح جہاد کرتے ہیں۔ خدا کی مار تمہاری اس لڑائی پر جیسی لڑائی کہ تم آج لڑ رہے ہو۔ کیسا میرے دل کو دکھا رہے ہو کیسا مجھے غصہ دلا رہے ہو۔ سن رکھو واللہ اس کا عوض تمہیں یہ ملے گا کہ عطیات سے محروم کر دیئے جاؤ گے اور کسی دور دراز سرحد کی طرف بھیج دیئے جاؤ گے۔ اس علم کے ساتھ بڑھو۔ اگر تلافی تم سے نہ ہو سکے تو خدا سمجھے تم سے۔ مسلم نشان کو لے کر بڑھا اور نشان کے آگے آگے سب لوگ حملہ کرتے ہوئے چلے۔ اس حملہ میں فضل بن عباس قتل ہو گئے۔ یہ جب قتل ہوئے ہیں کہ مسلم کا خیمہ ان سے کوئی دس گز کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔ فضل کے ساتھ زید بن عوف اور ابراہیم عدوی اور بہت سے لوگ مدینہ کے قتل ہو گئے۔ یہ جب قتل ہوئے ہیں کہ مسلم کا خیمہ ان سے کوئی دس گز کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔ فضل کے ساتھ زید بن عوف اور ابراہیم عدوی اور بہت سے لوگ مدینہ کے قتل ہو گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس جنگ میں مسلم بیمار تھا۔ اس نے دونوں صفوں کے درمیان ایک تخت پر اپنی کرسی رکھوا دی اور کہا اے اہل شام اب اپنے امیر کی طرف سے لڑو یا چھوڑ کر چلے جاؤ۔ اس کے بعد سب لوگوں نے اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ ان کے جس گروہ کی طرف رخ کیا اسے شکست دی یہ لوگ جم کر لڑتے ہی نہ تھے ان کے رخ ہی پھرے جاتے تھے آخر سب شکست کھا گئے۔ اب مسلم کا لشکر ابن غسیل رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا اور ان سے بہت شدید جنگ کی۔ شکست کھائے ہوؤں میں سے جن کو جنگ آزمائی کا خیال آ گیا وہ بھی ابن غسیل رضی اللہ عنہ کے شریک ہو گئے۔ آتش جنگ شدت سے مشتعل ہو گئی۔

فضل بن عباس کی شہادت:

اسی اثناء میں جنگ آزما بہادر شہ سواروں کی جماعت کو ساتھ لیے ہوئے فضل نے اہل شام پر حملہ کر دیا اور یہ مسلم کی کرسی و تخت کی طرف بڑھے مسلم کو اسی کے سراپردہ کے سامنے درمیان صف جنگ خادموں نے لا کر بٹھا دیا تھا۔ فضل اس کے تخت تک پہنچ گئے۔ ان کے چہرہ کا رنگ سرخ تھا۔ تلوار اٹھا کر وار کیا چاہتے تھے کہ وہ چلایا یارو تم کہاں ہو یہ مرد سرخ رنگ مجھے قتل کیے ڈالتا ہے۔ اے نیک بی بیوں کے فرزندو دوڑو! اسے برچھیوں میں پرولو۔ لوگ فضل کی طرف برچھیاں لے کر دوڑ پڑے وہ برچھیاں کھا کر گر پڑے۔ اس کے بعد مسلم کے سوار اور پیادے سب کے سب ابن غسیل رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ گئے اس وقت مسلم گھوڑے پر سوار ہو کر اہل شام کا دل بڑھانے لگا کہ اے اہل شام تم حسب ونسب میں عرب سے بڑھ کر نہیں ہو۔ شمار میں ان سے زیادہ نہیں ہو۔ تمہارے بلاد اتنے وسیع نہیں ہیں پھر بھی خدا نے تم کو یہ خاص مرتبہ عنایت کیا کہ دشمن کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی' تمہارے اماموں کے دل میں تمہاری منزلت پیدا کر دی۔ اس کا سبب محض یہی ہے کہ تم لوگ طاعت گذار ہو اور اپنے دین پر قائم ہو اور اس قوم نے اور جو ان کے مثل ہیں ان سب نے دین کو بدل ڈالا خدا نے بھی ان کی حالت کو بدل دیا جس طاعت گذاری پر تم قائم ہو اسے خوبی کے ساتھ پورا کر دو کہ خدا بھی جو نصرت و غلبہ تم کو دے رہا ہے اسے پورا کر دے۔

حصین بن نمیر کی پیش قدمی:

یہ کہہ جہاں وہ تھا وہیں پھر چلا آیا۔ سواروں کو حکم دیتا گیا کہ ابن غسیل رضی اللہ عنہ پر اور ان کے اصحاب پر حملہ کر دیں لیکن جب سوار

اپنے گھوڑوں کو اہل مدینہ کی طرف بڑھاتے تھے وہ لوگ برچھیوں سے تلواروں سے وار پر وار کرتے تھے۔ گھوڑے بھڑک جاتے تھے۔ منتشر ہو جاتے تھے رخ پھیر دیتے تھے یہ دیکھ کر مسلم نے پکار کر کہا۔ اے اہل شام خدا نے ان لوگوں کو تم سے بڑھ کر ثابت قدم میدان جنگ میں نہیں بنایا ہے۔ او حصین بن نمیر تو اپنی فوج کو لے کر میدان کارزار میں اتر۔ حصین اہل حمص کو لے کر اہل مدینہ سے نبرد آزمائی کرنے کو چلا۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ابن غسیل رضی اللہ عنہ نے جب ان لوگوں کو دیکھا کہ ایک فوج اپنے اپنے علم کے ساتھ یورش کرنے کو آ رہی ہے تو اپنے اصحاب میں یہ خطبہ پڑھا۔ لوگو! جس طریقہ سے تمہیں جنگ کرنا مقصود تھا وہی طریقہ تمہارے دشمن نے تم سے جنگ کرنے کا اختیار کیا۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ہی ساعت کے بعد تمہارے اور ان کے درمیان خدا فیصلہ کر دے گا۔ تمہارے موافق ہو یا مخالف' سنو تم لوگ صاحب بصیرت ہو۔ دار الہجرت کے رہنے والے ہو' واللہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ بلاد اسلام میں سے کسی شہر کے لوگوں سے خدا اتنا خوش نہ ہو گا جتنا کہ تم لوگوں سے خوش ہے اور بلاد عرب میں سے کسی شہر کے لوگوں پر خدا ایسا غضب ناک ہے جو تم سے لڑنے آئے ہیں۔ تم سب کو ایک دن مرنا ہے اور واللہ کسی طرح کی موت شہید ہو کر مرنے سے بہتر نہیں۔ لو شہادت کی دولت خدا نے تمہارے سامنے رکھ دی ہے اسے لوٹ لو اور واللہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ جتنی تمہاری مرادیں ہوں سب پوری ہو جائیں۔ یہ کہہ کر علم لیے ہوئے بڑھے تھوڑی دور جا کر ٹھہر گئے۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ابن نمیر بھی اپنا علم لیے ہوئے قریب آ پہنچا۔ مسلم نے عبداللہ بن عضاہ کو پانسو قدر اندازوں کے ساتھ ابن غسیل رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ تیروں کا مینہ اہل مدینہ پر برسنے لگا۔ ابن غسیل رضی اللہ عنہ نے کہا آخر کب تک تیر کھایا کرو گے' جسے بہشت میں چلنے کی جلدی ہو وہ اس علم کے ساتھ ہو لے یہ سنتے ہی جتنے جانباز تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن غسیل رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے پروردگار کے حضور میں چلو۔ واللہ! مجھے امید ہے کہ بس ایک ساعت کی دیر ہے کہ تمہاری آنکھیں خنک ہو جائیں گی۔ یہ سن کر سب جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ ایک ساعت تک ایسی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ اس زمانہ میں کم ہوئی ہو گی۔ ابن غسیل رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں کو ایک ایک کر کے میدان میں بھیجا۔ سب ان کے سامنے قتل ہو گئے۔ وہ خود رجز پڑھتے جاتے تھے۔ اور شمشیر زنی کر رہے تھے اسی طرح قتل ہو گئے۔ ان کے برادر اخیافی محمد بن ثابت انھیں کے ساتھ قتل ہوئے۔ یہ کہتے تھے کہ اگر کفار دیلم مجھے قتل کرتے تو میں ایسا خوش نہ ہوتا جیسا ان لوگوں کے ہاتھ سے قتل ہو جانے میں میں خوش ہو رہا ہوں انھیں کے ساتھ محمد بن حزم انصاری بھی قتل ہوئے۔ ان کی لاش پر مروان بن حکم گذرا[1] لاش سے خطاب کر کے کہنے لگا خدا تم پر رحم کرے۔ میں نے کتنے ہی رکنوں کے پاس تمہیں طولانی نمازیں پڑھتے دیکھا ہے۔

---

[1] طبری میں یہ فقرہ اس کے بعد ہے کـأنـه بـرطيل من فضة. یعنی مروان ایک چاندی کی چٹان معلوم ہوتا تھا شاید اس گھوڑے کا ساز نہایت چمک دمک کا فقرہ ہو گا۔ ابن اثیر نے بھی اس فقرہ کو چھوڑ دیا۔ ن ح

مدینہ میں تین دن تک قتل عام:

روایت ہے کہ مسلم کرسی پر بیٹھتا تھا لوگ کرسی کو اٹھائے ہوئے پھرتے تھے۔ اسی ہیئت سے وہ ابن غسیل رضی اللہ عنہ سے جنگ حرہ میں قتال کررہا تھا اور یہ رجز پڑھتا جاتا تھا[1]

احیا اباہ هاشم بن حرمله يوم الهباتين و يوم اليعمله

ترجمہ: ''جنگ حیاتین و جنگ یعملہ میں ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام روشن کردیا۔

كل الملوك عنده معزبله و رمحه للوالدات مشكله'

ترجمہ: ملوک اس کے سامنے لاش کا ڈھیر ہیں۔ اس کی برچھی ماؤں کو بیٹوں کے غم میں رولاتی ہے۔

لايلبث القتيل حتى يجد له' و يقتل زالذنب و من لا ذنب له'

ترجمہ: وہ کشتوں کو خاک پر لٹاتا ہے۔ گناہگار اور بے گناہ دونوں کو قتل کرڈالتا ہے''۔

محمد بن سعد بن ابی وقاص اس جنگ میں تیغ زنی کررہے تھے جب لوگ پسپا ہونے لگے پہلے تو یہ بھاگنے والوں ہی کو تلواریں مارنے لگے آخر خود ہی بھاگے۔ مسلم نے تین دن تک مدینہ کی لوٹ شامیوں کو مباح کردی۔ لوگوں کو قتل کرتے پھرتے تھے اور ان کا مال لوٹ لیتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو لوگ مدینہ میں تھے ہراساں ہوئے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ شہر سے نکل کر پہاڑ کی کھوہ میں جا کر چھپے۔ ایک شامی نے انھیں دیکھ لیا تھا وہ تلوار کھینچے ہوئے اس غار تک پہنچا۔ خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے دھمکانے کے لیے تلوار کھینچ لی۔ کہ شاید بے لڑے ہوئے پلٹ جائے اس پر کچھ اثر نہ ہوا بڑھتا چلا آیا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ وہ باز نہیں آتا تو اپنی تلوار میان میں رکھ لی۔ اس سے کہا اگر تو میرے قتل کرنے کو ہاتھ اٹھائے گا تو میں تیرے قتل کرنے کو ہاتھ اٹھانے والا نہیں۔ میں پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں۔ اس نے پوچھا: خدا تمہارا بھلا کرے۔ تم کون شخص ہو۔ کہا میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہوں اس نے کہا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ ہاں یہ سن کر وہ چلا گیا۔

مسلم بن عقبہ کی بدعہدی:

مسلم نے مقام قبا میں بیعت کرنے کے لیے لوگوں کو بلایا۔ قریش میں سے یزید بن ذمہ اور محمد بن ابی الجہم کے لیے اور معقل بن سنان کے لیے بھی امان طلب کی گئی تھی۔ لڑائی کے ایک دن بعد یہ تینوں شخص مسلم کے پاس لائے گئے۔ مسلم نے دونوں قرشیوں سے بیعت کرنے کو کہا۔ انھوں نے کہا ہم کتاب خدا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ مسلم نے جواب دیا واللہ! میں تمہاری اس بات کو ہرگز نہیں معاف کروں گا۔ اس کے بعد وہ دونوں سامنے لائے گئے اور دونوں کی گردن ماری گئی۔ مروان نے کہا سبحان اللہ دو قرشی اس لیے لائے گئے تھے کہ ان کو امان ملے گی تو انھیں قتل کرتا ہے۔ مسلم نے مروان کی کمر میں چھڑی کی نوک کو چبھو کر کہا۔ واللہ! اگر تو بھی وہ کلمہ کہے جو ان دونوں نے کہا تو تلوار کی چمک سے تیری آنکھیں خیرہ کردی جائیں گی۔

---

[1] ابن اثیر نے ان اشعار کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ ع۔ ح

معقل بن سنان کا قتل:

اس کے بعد معقل بن سنان کو مسلم کے سامنے لوگ لے کر آئے۔ اور پہلے مسلم اس کے دوستوں میں تھا مسلم نے کہا مرحبا بابی محمدؑ خوش آمدید ابو محمد معلوم ہوتا ہے تم اس وقت پیاسے ہو۔ معقل نے کہا ہاں پیاسا ہوں مسلم نے کہا دیکھو میرے ساتھ جو برف آئی ہے وہ شہد میں ڈال کر شربت بنا کر ان کے لیے لاؤ۔ شربت آیا۔ معقل نے پی کر کہا سقاك الله من شراب الجنة مسلم نے جواب دیا۔ سن واللہ! اب تجھے حمیم جہنم کے سوا کچھ بھی پینا نصیب نہ ہوگا۔ اس نے کہا خدا اور صلہ رحم کا میں تجھے واسطہ دیتا ہوں۔ مسلم نے جواب دیا۔ مجھ سے تجھ سے مقام طبریہ میں جس شب کو تو یزید سے رخصت ہو کر نکلا ہے ملاقات ہو چکی ہے۔ میں نے تجھے یہ کہتے سنا کہ مہینہ بھر کا ہم نے سفر کیا اور یزید کے پاس سے خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ اب ہم مدینہ میں جا کر اس فاسق کو خلافت سے معزول کر دیں گے۔ بھلا غطفان و اشجع کو عزل و نصب خلافت میں کیا دخل؟ سن میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب کسی جنگ میں تیرے قتل کرنے کا موقع پاؤں گا ضرور تجھے قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر مسلم نے حکم دیا کہ معقل کو قتل کر دو اور وہ قتل ہو گیا۔

یزید بن وہب کا خاتمہ:

پھر یزید بن وہب کو مسلم کے سامنے لائے۔ مسلم نے اس سے کہا کہ بیعت کر اس نے کہا۔ میں سنت عمر رضی اللہ عنہ پر تم سے بیعت کروں گا۔ واللہ! میں تیرے قصور کو معاف نہ کروں گا۔ مروان اور ابن وہب میں کچھ عروسی و دامادی کا رشتہ تھا۔ اس سبب سے مروان نے کچھ سفارش کی مسلم نے حکم دیا کہ مروان کا گلا گھونٹ ڈالو۔ خادموں نے گلا اس کا دبا دیا اور مسلم نے کہا۔ تم لوگ اس بات پر بیعت کرو کہ تم سب کے سب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام ہو۔ اس کے بعد ابن وہب کے قتل کا حکم دیا۔ وہ قتل ہو گیا۔ اس کے بعد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم کے سامنے لائے۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے مروان کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا کہ جس زمانہ میں بنی امیہ مدینہ سے نکالے گئے ہیں۔ انھوں نے مروان کے مال و متاع کو اور اس کی زوجہ ام ابان بنت عثمان رضی اللہ عنہ کو لٹنے سے بچا لیا تھا اور اپنے یہاں انھیں پناہ دی تھی۔ پھر جب ام ابان طائف کی طرف روانہ ہوئیں تو علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی حفاظت کے لیے اپنے فرزند عبداللہ کو ان کے ساتھ کر دیا تھا۔ اور مروان نے اس احسان کا شکر بھی ادا کیا تھا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور ابن عقبہ:

علی بن حسین رضی اللہ عنہ اس وقت مروان و عبدالملک کو اپنے ساتھ لیے ہوئے مسلم کے سامنے آئے کہ یہ دونوں شخص ان کے لیے مسلم سے امان کی سفارش کریں گے۔ غرض مسلم کے پاس آ کر دونوں شخصوں کے بیچ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ مروان نے شربت پینے کو مانگا۔ مطلب یہ تھا کہ مسلم کے دل میں جگہ پیدا کر دے۔ شربت آیا تو مروان نے تھوڑا سا پی کر علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ ان کے ہاتھ میں رعشہ سا پیدا ہو گیا۔ انھیں اندیشہ ہوا کہ مجھے یہ قتل کرے۔ وہ اسی طرح ہاتھ میں پیالہ لیے ہوئے رہ گئے۔ نہ پیتے ہیں نہ ہاتھ سے پیالہ رکھتے ہیں۔ اب مسلم نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اس لیے آئے تھے کہ مجھ سے امان مل جائے گی۔ واللہ اگر انھیں دونوں کا واسطہ ہوتا تو میں تمہیں قتل ہی کرتا۔ لیکن تم نے امیر المومنین کو خط لکھا ہے۔ یہی امر تمہارے حق میں بہتر ہوا۔ اب تمہارا جی چاہے اسی شربت کو جو میرے ہاتھ میں ہے پیے لیتا ہوں۔ کہا اچھا یہی پی لو۔ شربت پی لیا تو کہا۔ یہاں میرے پاس آ کر بیٹھو۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ پاس جا کر بیٹھ گئے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک :

ایک روایت یہ ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم کے پاس لائے تو پوچھا یہ کون ہیں کہا علی بن حسین رضی اللہ عنہ' کہا تشریف لا یئے ۔تشریف لا یئے ۔اوران کو اپنی قالین اور تخت پر اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور کہنے لگا ۔امیر المومنین نے تمہارے باب میں پہلے ہی مجھ سے کہہ سن لیا ہے ۔وہ تو کہتے تھے کہ بد باطن لوگوں نے تمہارے ساتھ سلوک کرنے سے مجھے دور رکھا۔

پھر کہنے لگا یہاں آنے سے تمہارے اہل وعیال کو تشویش ہو رہی ہو گی کہا واللہ یہی بات ہے ۔اس نے اپنی سواری کا گھوڑا منگایا اس پر ساز ڈالا گیا ۔انہیں گھوڑے پر سوار کر کے واپس کیا۔

عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کی اہانت :

اس کے بعد عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو مسلم کے سامنے لائے ۔یہ بنی امیہ کے ساتھ مدینہ سے نہیں نکلے تھے ۔مسلم ان کو دیکھ کر پکارا اے اہل شام اس شخص کو پہچانتے ہو ۔کہا کہ نہیں ۔کہا یہ ایک طیب وطاہر کا خبیث فرزند ہے ۔یہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا بیٹا عمرو ہے ۔تعجب ہے اے عمرو! اہل مدینہ کا غلبہ دیکھو تو تم کہو کہ میں بھی تمہیں میں سے ہوں ۔اور اہل شام کا غلبہ ہو تو کہو میں بھی انھی میں ہوں ۔کہا کہ میں تو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ فرزند ہوں ۔یہ کہہ کر مسلم نے ان کی داڑھی نچوڑ ا لی ۔پھر اہل شام سے مخاطب ہو کر کہا ۔اس کی ماں اپنے منہ میں گوبر کے بدبودار کپڑے رکھ کر کہتی تھی کہ امیر المومنین بوجھو میرے منہ میں کیا ہے اور منہ میں اس کے ایسی ناگوار و قابل نفرت چیز ہوتی تھی ۔پھر عمرو کو اس نے رہا کر دیا ۔ان کی والدہ دوس کی تھیں ۔واقعہ حرہ بدھ کے دن ذی الحجہ کی اٹھائیسویں یا شاید ستائیسویں تاریخ واقع ہوا۔

اہل مکہ کی جنگی تیاری :

۶۳ ھ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کے ساتھ حج کیا ۔ابھی تک یہ پناہ گیر کہلاتے تھے اور امر خلافت کا مدار شورے پر لوگ سمجھتے تھے ۔محرم کی چاندرات کا ذکر ہے کہ مسور بن مخرمہ کا غلام آزاد سعید مکہ میں وارد ہوا اس نے آکر سب سے بیان کیا کہ مسلم نے اہل مدینہ کے ساتھ کیا کیا اور یہ لوگ اس سے کیوں کر پیش آئے ۔اس واقعہ کو سب لوگ امر عظیم سمجھے ۔اس کو شہر میں مشہور کیا ۔اور سب نے بہت جدوجہد کی ۔سامان جنگ میں مشغول ہوئے ۔سمجھ گئے کہ مسلم ادھر بھی ضرور آئے گا ۔اور اہل مدینہ کے شیوخ بیان کرتے ہیں ۔کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو یزید کو بلایا ۔اس سے کہا کہ تجھ سے اہل مدینہ ضرور لڑیں گے ۔تو ایسا کرنا کہ مسلم بن عقبہ کو ان سے لڑنے کے لیے بھیجنا ۔میں اس شخص کی خیر خواہی سے خوب واقف ہوں ۔پھر معاویہ کے ہلاک ہونے کے دنوں میں ایک گروہ مدینہ سے ان کے پاس وارد ہوا ۔اس مجمع میں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ۔یہ بڑے شریف و فاضل سردار وعبادت گذار شخص تھے ۔ان کے آٹھ بیٹے ان کے ساتھ تھے ۔معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم ان کو ہر لڑکے کو دس دس ہزار عطا کیے ۔اس کے علاوہ سب کو خلعت اور بار برداری کا سامان دیا ۔عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں واپس آئے تو سب نے پوچھا کہو کیا خبر ہے ۔کہا ایک ایسے شخص کے پاس سے میں آ رہا ہوں کہ واللہ اگر میں کسی کو اپنے بیٹوں کے سوا شریک ومعین اپنا نہ پاؤں جب بھی اس سے جہاد کروں گا لوگوں نے کہا ہم نے تو سنا ہے کہ انھوں نے تم کو عطایا وانعامات دیئے ۔اور بہت تمہاری خاطر اور مدارت کی' کہا ہاں انھوں نے ایسا ہی سلوک کیا ہے ۔اور میں نے اس لیے قبول کر لیا کہ اپنی قوت بڑھاؤں ۔پھر ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو برانگیختہ

کیا اور سب نے ان سے بیعت کر لی۔

مدینہ پر مسلم بن عقبہ کا قبضہ:

یزید کو اس کی خبر ہوئی اس نے مسلم کو ان کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ اور اہل مدینہ نے یہاں سے لے کر شام تک جتنے کنوئیں تھے۔ سب میں قطران کی مشکیں ڈلوا دیں یا پاٹ دیئے۔ اہل شام کے لیے خدا نے بارش بھیج دی کہ ان کو کسی کنویں میں ڈول ڈالنے کی ضرورت ہی نہ ہوئی جب یہ مدینہ پہنچے تو ان کے مقابلہ میں شہر سے بڑی بڑی جمعیتیں نکلیں۔ ان کی سی ہیات اور ہیئت پہلے سے کسی نے نہ دیکھی تھی۔ اہل شام پر کسی قدر رعب چھا گیا ان سے لڑنا ان کو نا گوار ہوا اور مسلم اس وقت بہت بیمار تھا ابھی لڑائی ہو رہی تھی کہ ان کے پس پشت ناف شہر سے تکبیر کی آوازیں آنے لگیں۔ ہوا یہ کہ بنی حارثہ نے ان کے مقابلہ میں اہل شام کو راستہ دے دیا اور یہ سب لوگ خندق پر لڑتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب کو شکست ہوئی اور سب سے زیادہ خندق میں لوگ قتل ہوئے۔ سب بھاگے۔ اور شامیوں کے دل کے دل مدینہ میں گھس آئے اس وقت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ اپنے ایک بیٹے کے سہارے پر سو رہے تھے۔ نفیر خواب بلند تھے ان کے فرزند نے جگا دیا۔ آنکھ کھول کے دیکھا کہ لوگ بھاگ رہے ہیں اپنے فرزند اکبر کو لڑنے کا حکم دیا وہ نکلے لڑے قتل ہو گئے۔ آخر مسلم مدینہ میں داخل ہوا اور لوگوں سے کہا کہ اس بات پر بیعت کرو کہ تم سب یزید کے غلام ہو وہ تمہاری جان و مال و اہل و عیال کا مالک ہے جس طرح چاہے ان سے پیش آئے۔

۶۴ھ کے واقعات

مسلم بن عقبہ کی مکہ کی جانب پیش قدمی:

مسلم مدینہ والوں سے جب فارغ ہوا اور اس کے لشکر والے تین دن تک شہر کو لوٹ چکے تو ان سب کو ساتھ لے کر مکہ کا رخ کیا۔ مدینہ میں روح بن زنباع عمرو بن محرز کو اپنا جانشین کر گیا۔ مسلم یہاں سے روانہ ہوا اور مقام مشلل تک آخر محرم ۶۴ھ میں پہنچا تھا کہ اسے موت آ گئی' مرتے وقت حصین بن نمیر کو بلا کر کہا' اے ابن پالان خر اگر میرے اختیار کی بات ہوتی تو واللہ تجھے میں اس لشکر کا رئیس نہ کرتا۔ لیکن میرے بعد تجھے امیر المومنین نے رئیس لشکر مقرر کر دیا ہے اور امیر المومنین کا حکم ٹل نہیں سکتا۔ چار باتیں میں تجھ سے کہے دیتا ہوں اسے سن رکھ۔ بہت جلد روانہ ہو اور جلد لڑائی کو شروع کر دے۔ خبروں کو پوشیدہ رکھ۔ قریش میں سے کسی کی بات نہ سن۔ اس کے بعد وہ مر گیا اور مشلل میں دفن کر دیا گیا۔

مسلم بن عقبہ کا انتقال:

ایک روایت یہ ہے کہ مسلم' ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ جب اس کوہستانی چڑھائی تک پہنچا جسے ہرشا کہتے ہیں تو مرنے کا وقت آ گیا۔ تمام سرداران۔ فوج کو اس نے بلا بھیجا اور یہ کہا کہ امیر المومنین نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر میرا وقت پورا ہو جائے تو تم سب پر حصین بن نمیر کو اپنا جانشین کر دوں۔ واللہ! میرے اختیار کی بات ہوتی تو میں ایسا نہ کرتا' لیکن مرتے وقت امیر المومنین کے حکم کی مخالفت کرنا مجھے گوارا نہیں۔ پھر ابن نمیر کو بلا کر کہا۔ ابن پالان ضرور دیکھ میری وصیت کو یاد رکھنا۔ خبروں کو چھپائے رکھنا۔ کسی قرشی کی بات کبھی نہ سننا۔ اہل شام کو دشمنوں کے مقابلہ سے نہ ہٹنے دینا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ فاسق سے لڑنے میں تین

دن سے زیادہ توقف نہ کرنا۔ اس کے بعد کہا: خداوندا! شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بعد اہل مدینہ کے قتل کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل خیر ایسا میں نے نہیں کیا جس پر مجھے ناز ہو اور جس پر آخرت میں مجھے بھروسہ ہو۔

ابن عقبہ کی وصیت:

پھر بنی مرہ سے کہا کہ حوران میں جو میری کھیتی ہے وہ میں نے خاندان مرہ کے لیے خیرات کی اور فلاں عورت (ام ولد) کے گھر میں جو کچھ میرا مال مقفل ہے وہ سب اسی کا ہے۔ وصیت کے پیشتر ہی مسلم نے کہہ دیا تھا کہ میرے بیٹے کو گمان ہے کہ ام ولد نے مجھے زہر دیا ہے وہ جھوٹ کہتا ہے۔ یہ پیٹ کی ایک بیماری ہے کہ ہمارے خاندان والوں کو ہوا کرتی ہے۔

ابن نمیر کی مکہ پر فوج کشی:

مسلم مر گیا تو ابن نمیر لشکر کو لیے ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور یہاں تمام اہل مکہ و اہل حجاز ان سے بیعت کر چکے تھے اور مدینہ کے سب لوگ بھی ان کی طرف چلے آئے تھے۔ نجدہ بن عامر بھی خارجیوں کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے بچانے کے لیے ان سے آ ملا تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی منذر سے کہا' میرے اور تمہارے سوا ان لوگوں سے لڑنے کے لیے اور اس کام کے واسطے اور کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔ منذر واقعہ حرہ میں بھی شریک تھا۔ پھر ان سے آ ملا۔

منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی منذر کو کچھ لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ایک ساعت تک اس نے بہت شدید جنگ کی۔ اسی اثنا میں ایک شامی نے اسے اپنے مقابلہ میں بلایا۔ شامی خچر پر سوار تھا۔ منذر اس کی طرف بڑھا۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ دونوں کے وار کاری پڑ گئے۔ دونوں بے جان ہو کر گر پڑے' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں زانو ٹیک کر کھڑے ہوئے اور کہا یا رب ابرھا من اصلھا وسھا[1] اور وہ اپنے بھائی کے قاتل کو کوس رہے تھے۔ اس کے بعد اہل شام نے بہت سخت حملہ کیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصحاب کچھ بھاگ گئے۔ ابن کے خچر نے ٹھوکر کھائی۔ کہنے لگے دور ہو اور اس کی پشت پر سے اتر پڑے اور اپنے اصحاب کو پکارا۔ کہ ادھر آؤ ادھر آؤ۔ ابن کی آواز سن کر مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمٰن پلٹ آئے اور جنگ کرنے لگے اور آخر یہ سب لوگ قتل ہو گئے۔ ان کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے۔

خانہ کعبہ پر سنگ باری:

رات ہوئے تک ان سب کو قتال پر آمادہ کرتے رہے۔ اس کے بعد دشمن پلٹ گئے اور یہ پہلے حصار کا واقعہ تھا جو لکھا گیا۔ اس کے بعد اہل شام بقیہ ماہ محرم اور کل ماہ صفر تک ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جدال وقتال کرتے رہے۔ ربیع الاوّل ۶۴ھ کی تیسری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے اور آگ لگا دی اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے خطارة مثل الفنيق المزبد نرمی بھا اعراد هذا المسجد۔ یہ منجنیق ایک شتر مست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے لگا رہے ہیں۔ عمرو بن حوط سدوسی یہ کہتا جاتا تھا۔

---

[1] ابن اثیر نے اسے چھوڑ دیا ہے یعنی معلوم ہوتے ہیں کہ اے پروردگار اس جنگ کی اصلاح کر اور اسے متفرق کر دے۔ ۱۲

کیف تری صنیع ام فروہ تاخذھم بین الصفا و المروہ

ترجمہ: ''ذرا ام فروہ کو دیکھنا کہ صفا و مروہ کے درمیان لوگوں کو نشانہ بنا رہی ہے''۔

ام فروہ اس نے منجنیق کا نام رکھا تھا۔ مشلل میں مسلم کے دفن ہونے کے بعد ابن نمیر محرم کی تیئسویں کو مکہ کی طرف روانہ ہوا اور محرم کی چھبیسویں کو مکہ میں پہنچا۔ چونسٹھ دن تک ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیے غرۂ ربیع الآخر کو یزید کے مرنے کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔

خانہ کعبہ میں آتش زنی:

خانہ کعبہ کے جلنے کا واقعہ یزید کے مرنے سے انتیس دن پیشتر ہوا۔ لوگ گرد آگرد آگ سلگایا کرتے تھے۔ ہوا چلی۔ ایک چنگاری اڑ کر غلاف کعبہ پر جا پڑی۔ غلاف جلا۔ چوبینہ جل گیا۔ روز شنبہ ربیع الاول کی تیسری کو یہ واقعہ گذرا۔ عروہ بن اذینہ اپنی ماں کے ساتھ اسی دن مکہ میں آئے تھے۔ انھوں نے کعبہ کو بے لباس اور رکن حطیم کو جھلسا ہوا اور تین جگہ سے تڑکا ہوا دیکھ کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا مصیبت کعبہ پر آئی۔ انھوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا اس شخص کے سبب سے یہ حادثہ ہوا۔ اس نے برچھی کی نوک سے ایک انگارہ کو اٹھایا۔ ہوا اسے اڑا لے گئی۔ غلافِ کعبہ میں رکن یمانی و اسود کے درمیان آگ لگ گئی۔

یزید کا انتقال:

ایک روایت یہ ہے کہ یزید کی وفات قریہ حوارین میں ربیع الاوّل ۶۴ھ کی چودھویں کو اڑتیس برس کے سن میں واقع ہوئی۔ زہری نے انتالیس برس لکھے ہیں اور تین برس چھ ماہ یا آٹھ ماہ اس نے حکومت کی اور اس کے بیٹے معاویہ بن یزید نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ ایک روایت یہ ہے کہ بتیس برس چھ مہینے کے سن میں غرۂ رجب ۶۰ھ میں یزید خلیفہ ہوا۔ دو برس آٹھ مہینے اس نے حکومت کی۔ ربیع الاوّل ۶۳ھ کی چودھویں تاریخ ۳۵ برس کی عمر میں اس نے وفات پائی۔ اس کی ماں میسون بنت بجدل کلبی ہے۔

اس کا ایک بیٹا معاویہ ہے۔ ابو لیلیٰ اس کی کنیت ہے اس کے باب میں شاعر کہتا ہے ؎

انی اریٰ فتنۃ تغلیٰ مراجلھا والملک بعد ابی لیلی لمن غلبا

ترجمہ: ''دیکھئے فتنہ و فساد کی ہنڈیا پک رہی ہے ابو لیلیٰ کے بعد بادشاہی اسی کو ملے گی جو غالب آ جائے گا''۔

ایک اور بیٹا اس کا خالد ہے جس کی کنیت ابو ہاشم ہے کہتے ہیں کہ یہ کیمیا بنا لیتا تھا۔ اس کی ماں ام ہاشم بنت ابو ہاشم بن عتبہ ہے۔ یزید کے بعد مروان نے اسے زوجہ بنا لیا۔ ایک اور بیٹا یزید کا عبداللہ ہے یہ اپنے زمانہ کا بڑا اقدر انداز تھا۔ اس کی ماں ام کلثوم بنت اسوار ہے اور عبداللہ اصغر و عمر و ابوبکر و عتبہ و حرب و عبدالرحمٰن و ربیع و محمد چھوکریوں کے پیٹ سے ہیں۔

مکّہ کا محاصرہ:

اسی سال یزید کے بعد شام والوں نے معاویہ بن یزید سے اور حجاز والوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ حصین بن نمیر اہل شام کو لیے ہوئے چالیس دن تک ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑتا رہا اور محاصرہ اس کا بہت شدید ہو گیا تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب تنگ آ گئے تھے۔ کہ یزید کے مرنے کی خبر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو ہو گئی اور ابن نمیر اور اس کا سارا لشکر اس واقعہ سے ناواقف نہ

تھا۔ دونوں لشکروں میں تلوار چل رہی تھی جب یہ خبر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچی انھوں نے پکار کر اہل شام سے کہا لو تمہارا طاغوت ہلاک ہو گیا۔ اب تم میں سے جس کا جی چاہے اس بیعت میں شریک ہو جائے جو بیعت یہاں کے لوگوں نے کی ہے جسے یہ منظور نہ ہو وہ شام کو بلا جائے۔ یہ سن کر اہل شام نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابن نمیر سے کہا میرے قریب آ۔ میں تجھ سے کچھ باتیں کروں گا اور یہ اس سے باتیں کر رہے تھے کہ ان کے گھوڑوں میں سے کسی گھوڑے نے لید کی حرم کے کبوتر لید پر گرے۔ ابن نمیر اپنے گھوڑے سے اتر کر کبوتروں کو بچانے لگا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو۔ کہا ایسا نہ ہو حرم کا کوئی کبوتر گھوڑے کی ٹاپ سے کچل جائے۔ کہا واہ کبوتر کے قتل سے تو پرہیز ہے اور مسلمانوں کے قتل پر تو آمادہ ہے کہا اب تم سے میں نہیں لڑوں گا۔ اتنی اجازت دو کہ ہم لوگ کعبہ کا طواف کر کے چلے جائیں۔ انھوں نے اجازت دے دی اور وہ سب لوگ چلے گئے۔

مرگ یزید کی اطلاع:

ایک روایت اس طرح ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یزید کی موت کا حال سن کر شامیوں میں کسی کو یقین نہ آیا۔ وہ اسی طرح محاصرہ کیے رہے۔ اسی اثنا میں ثابت بن قیس نخعی رؤسائے اہل عراق کے ساتھ مکہ سے کوفہ میں وارد ہوا۔ اور ابن نمیر سے اس نے ملاقات کی۔ ان دونوں میں دوستی بھی تھی اور رشتہ ازدواجی بھی۔ ابن نمیر نے اسے معاویہ کی صحبت میں بھی دیکھا تھا وہ اس کی فضل و شرف واسلام سے خوب واقف تھا ثابت سے ابن نمیر نے یزید کے مرنے کی خبر پوچھی۔ اس نے بیان کیا کہ یزید مر گیا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن نمیر کی ابطح میں ملاقات:

ابن نمیر نے یہ سن کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہلا بھیجا کہ آج رات کو مقام ابطح میں مجھ سے ملاقات کرنا۔ دونوں یک جا ہوئے تو کہا۔ اگر یزید مر گیا تو تم سے زیادہ کوئی خلافت کا حق دار نہیں۔ آؤ ہم تم سے بیعت کریں۔ اس کے بعد میرے ساتھ چلو۔ یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے۔ اس میں شام کے تمام روساء وسرہنگ شامل ہیں واللہ دو شخص بھی تمہاری بیعت سے انکار نہ کریں گے۔ شرط یہ ہے کہ سب کو تم امان دے کر مطمئن کر دو اور ہمارے تمہارے درمیان؟ اس کے سوا ہم ہیں اور اہل حرہ میں جو خونریزی ہوئی ہے۔ اس سے چشم پوشی کرو۔ عمرو بن[1] سعید کہا کرتے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں سے بیعت لینے اور ان کے ساتھ شام جانے سے بس شگون و فال نے روک لیا۔ مکہ وہ مقام تھا جہاں خدا نے ان کو محفوظ رکھا۔[2] واللہ! اگر ابن زبیر رضی اللہ عنہ اہل شام کے ساتھ شام میں چلے گئے ہوتے تو وہاں دو شخص بھی ان کی بیعت سے انکار نہ کرتے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا شامیوں کو امان دینے سے انکار:

بعض قریش کا خیال ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس خونریزی سے چشم پوشی کروں۔ نہیں واللہ! اگر ایک ایک شخص کے عوض میں دس دس آدمیوں کو میں قتل کروں جب بھی مجھے چین نہ آئے گا۔ ابن نمیر ان سے چپکے چپکے باتیں کرتا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ پکار کر کہتے جاتے تھے۔ "نہیں واللہ مجھ سے یہ نہ ہوگا"۔ آخر ابن نمیر نے کہا "اب بھی اگر کوئی تم کو پرفن اور لسان کے لقب سے یاد

---

1. یہ روایت کچھ بے ربط ہے۔ ابن اثیر نے اسے ترک کیا ہے۔ مترجم
2. یہاں طبری میں یہ فقرہ ہے و کان ذلک من جند مروان ابن اثیر نے چھوڑ دیا ہے۔ مترجم

کرے تو خدا اس سے سمجھے۔ ارے میں تو جانتا تھا کہ تم کچھ عقل رکھتے ہو تم کو اتنی بھی عقل نہیں کہ میں تو تم سے ایک بات کہوں اور تم پکار کر اس کا جواب دو۔ میں تم کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اور تم مجھے قتل و قصاص کی دھمکی دیتے ہو''۔

ابن نمیر کی روانگی:

حصین بن نمیر یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور لوگوں کو پکارا' اور سب کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اب پشیمانی ہوئی کہ یہ میں نے کیا کیا۔ ابن نمیر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ شام تو میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن تم لوگ مجھ سے بیعت کر لو میں تم کو امان دیتا ہوں اور تمہارے ساتھ عدل سے پیش آؤں گا۔ ابن نمیر نے کہا یہ تو بتاؤ کہ خود تو پیچھے رہے جاتے ہو اور میں گیا شام میں۔ وہاں جا کر خاندان بنی امیہ کے بہت سے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ خلافت کا دعویٰ کر رہے ہیں اور بہت سے لوگ ان کی طرف مائل ہو رہے۔ تو اس وقت میں کیا کروں گا۔ غرض سب کو ساتھ لیے ہوئے ابن نمیر مدینہ پہنچا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ اس کے استقبال کو اپنے ساتھ جو اور چارہ لے کر نکلے۔ ابن نمیر کے راہوار گھوڑے کے لیے دانہ چارہ نہ تھا۔ اسے ان چیزوں کی سخت ضرورت تھی۔ غلام کو گالیاں دے رہا تھا۔ کہہ رہا تھا اب میرے گھوڑے کے لیے کہاں سے اس وقت چارہ آئے گا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا۔ وہ اس کا بھی کچھ خیال نہ کرتا۔ انھوں نے کہا میرے ساتھ دانہ چارہ ہے اپنے گھوڑے کے لیے اس میں سے لے لے' اب وہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ آپ سے چارہ لے لو۔

بنی امیہ کی روانگی شام:

اہل مدینہ اور اہل حجاز کی جرأت شامیوں پر زیادہ ہوگئی تھی۔ ان کی نظر میں اہل شام بہت ذلیل ہو گئے تھے نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ جہاں کوئی شامی اکیلا مل گیا اس کے گھوڑے کی لگام پر ہاتھ ڈال دیا۔ گھوڑا اس کا چھین لیا اور اسے نکال دیا۔ یہ سب اس ڈر سے اپنے لشکر ہی میں رہتے تھے۔ چھاؤنی سے نکلتے ہی نہ تھے۔ بنی امیہ نے ان سے کہا ہم کو لیے ہوئے شام میں پہنچے جہاں یزید وصیت کر گیا تھا کہ اس کے بعد معاویہ بن یزید سے لوگ بیعت کریں۔ تین مہینے یا چالیس دن یہ زندہ رہا اور دمشق میں اس سے بیعت ہوئی۔ ابو عبدالرحمٰن اس کی کنیت تھی اور ابو لیلیٰ بھی اسے کہتے ہیں۔ تیرہ برس اٹھارہ دن کی عمر میں اس کی وفات ہوئی۔

بصرہ میں ابن زیاد کی بیعت:

اسی سال بصرہ کے لوگوں نے ابن زیاد سے اس بات پر بیعت کی کہ وہ ان کا امیر اس وقت تک رہے جب تک لوگوں میں صلح ہو اور کوئی امام اپنا وہ سب مل کر مقرر کر دیں ابن زیاد نے اب کوفہ میں ایلچی روانہ کیا کہ اہل کوفہ بھی بصرہ والوں کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ اہل کوفہ نے انکار کیا جو ان کا حاکم اس وقت تک تھا اسے پتھر مارے۔ اس کے بعد اہل بصرہ نے بھی ابن زیاد سے مخالفت کی اور فتنۂ عظیم برپا ہوا۔ اور ابن زیاد شام میں چلا گیا۔

ابن زیاد کا اہل بصرہ سے خطاب:

یزید جب ہلاک ہو گیا تو ضحاک بن قیس نے (شام سے) قیس بن ہثیم کو (عراق میں) یہ خط لکھا۔ سلام علیک ہم تم بھائی بھائی ہیں۔ یزید مر گیا جب تک ہم کسی کو انتخاب نہ کر لیں تم کو ہم پر سبقت نہ کرنا چاہیے۔ یہاں یزید کے بعد ابن زیاد نے لوگوں کے سامنے یہ خطبہ پڑھا' پہلے حمد و ثنائے الٰہی بجا لایا اور کہا اہل بصرہ میرے نسب کا خیال کرو۔ واللہ! تم جانتے ہو کہ میرے والد نے تم لوگوں کی

طرف ہجرت کی۔ میری ولادت کی جگہ اور میرا وطن تمہیں لوگ ہو۔ میں جب تمہارا امیر مقرر ہوا تو دفتر میں اہل سیف ستر ہزار سے زیادہ نہ تھے اور اب اسی ہزار ہیں اور اہل قلم و کارگذار دفتر کی روح سے نوے ہزار سے زیادہ نہ تھے اور اب ایک لاکھ چالیس ہزار ہیں اور کوئی ایسا تمہارا بدخواہ جس کا تمہیں خوف ہو میں نے نہیں چھوڑا۔ وہ سب کے سب تمہاری مجلس میں ہیں۔ سنو! امیر المومنین یزید نے وفات پائی اور اہل شام سے جھگڑا پڑ گیا ہے۔ تمہارا شمار اس وقت سب سے زیادہ ہے۔ تمہارا میدان سب سے بڑھ کر وسیع ہے۔ تمہیں کسی کی پرواہ نہیں تمہارا مالک بہت بڑا ہے اپنے دین اور اپنی جماعت کے لیے جس شخص کو مناسب سمجھو اسے انتخاب کرو جسے تم انتخاب کرو گے سب سے پہلے میں اس کا تابع فرمان اور اس سے خوش رہوں گا۔ اس کے بعد اگر اہل شام کسی ایسے شخص کو انتخاب کریں جسے تم بھی پسند کرو تو تم بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو جانا اور اگر تم کو اس سے اختلاف ہو تو جب تک تمہاری مرضی پوری نہ ہو تم اپنے ہی ملک اپنی ہی سرزمین پر رہنا۔ تم بلاد میں تم کسی شخص کے حاجت مند نہیں ہو۔ اگر ہیں تو وہ لوگ تمہارے حاجت مند ہیں۔

اہل بصرہ کی فتح بیعت:

یہ سنتے ہی اہل بصرہ کے خطیب اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہا اے امیر ہم نے تیری تقریر سنی۔ اور واللہ تجھ سے بڑھ کر ہم کسی کو اس منصب کے شایاں نہیں سمجھتے آؤ ہم تمہیں سے بیعت کریں گے۔ ابن زیاد نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ تم اپنے لیے کسی کو انتخاب کرو۔ ان لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا۔ اس نے ان کا کہنا نہ مانا۔ یہاں تک کہ تین دفعہ ان لوگوں نے اصرار کیا تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا اور سب نے بیعت کر لی اور بیعت کرنے کے بعد سب کے سب اس سے پھر گئے۔ کہتے تھے پسر مرجانہ سمجھتا تھا کہ جماعت و حالت فرقت میں ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ واللہ! جو کچھ وہ سمجھا غلط سمجھا۔ اس کے بعد سب نے اس پر حملہ کر دیا۔

شفیق ابن ثورہ اور سدو:

شفیق ابن ثورہ مالک بن مسمع اور حصین بن منذر رات کے وقت دارالامارہ میں ابن زیاد کے پاس آئے۔ اس کی خبر بنی سدوس میں سے ایک شخص کو ہو گئی۔ یہ جا کر دارالامارہ میں دروازہ پر بیٹھ گیا۔ رات گئے یہ لوگ ایک خچر پر مال لادے ہوئے نکلے۔ یہ دوڑ کر حصین کے پاس گیا اور کہا اس مال میں سے مجھے بھی کچھ دلوا دے۔ اس نے کہا اپنے بنی عم کے پاس جا ان سے مانگ۔ اب یہ شفیق کے پاس آیا اور کہا اس مال میں سے مجھے بھی کچھ دلوا دے۔ اور اس کا ایک غلام آزاد ایوب جس کا نام تھا وہی اس کے مال کا خزینہ دار تھا۔ اسے پکار کر کہا۔ ایوب اسے سو درہم دے دے۔ سدوسی نے پھر جا کر سوال کیا اس نے کہا ایوب اب اسے دو سو درہم دے دے اس نے کہا دو سو درہم بھی میں نہیں لیتا کہا تین سو درہم پھر چار سو۔ اب مقام طفادہ تک سب پہنچ گئے۔ سدوسی نے پھر تقاضا کیا شفیق نے پوچھا۔ میں نہ دوں تو تو کیا کرے گا۔ اس نے کہا واللہ ابھی جاتا ہوں اور محلہ کے درمیان پہنچ کر دونوں انگلیاں کانوں میں رکھ کر پکار پکار کر کہتا ہوں کہ اے خاندان بکر بن وائل شفیق اور حصین اور مالک ابن زیاد کے پاس جا کر تم لوگوں کی خون ریزی کا حلف کر کے آئے ہیں۔ یہ سن کر شفیق نے کہا اس شخص کو کیا ہو گیا ہے خدا اسے سمجھے اور سمجھ لیا۔ ارے اے پانسو درہم دے دو۔ یہ پانسو درہم شفیق سے لے کر صبح کو مالک بن مسمع کے پاس پہنچا۔ معلوم نہیں وہاں سے کچھ ملا یا نہیں۔ پھر حصین کے پاس آیا اس نے پوچھا تیرے ابن عم نے تجھ سے کیا سلوک کیا۔ اس نے سب حال بیان کر کے کہا تم بھی تو کچھ مجھے دلواؤ۔ حصین نے کہا ہم نے مال لیا اور

لے کر نکل بھی آئے اب ہمیں کسی کا خوف نہیں ہے۔ غرض کچھ بھی اس نے نہ دیا۔

ابن زیاد سے یزید کی ناراضگی:

ابن زیاد نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے سب لوگوں کو قتل کر کے سب کے سر یزید کے پاس جب بھیجے تو پہلے تو یزید ان لوگوں کے قتل ہو جانے سے خوش ہوا اور زیاد کی منزلت اس کے نزدیک زیادہ ہوگئی۔ پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ پشیمان ہوا۔ اکثر کہا کرتا تھا۔ اگر میں ذرا تکلیف گوارا کرتا اور حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہی گھر میں رکھتا جو وہ چاہتا اس کا انہیں اختیار دیتا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی تھی اس میں ان کے حق کی اور ان کی قرابت کی رعایت تھی گو میری حکومت کی اس میں سبکی بھی ہوتی تو میرا کیا حرج تھا۔ خدا ابن مرجانہ پر لعنت کرے۔ اس نے انہیں لڑنے پر مجبور کیا۔ تو وہ یہ کہتے تھے کہ مجھے واپس چلا جانے دو۔ اس نے نہ مانا یا میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں یا مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف مجھے نکل جانے دو۔ وہاں خدائے عزوجل میری حفاظت کرے گا۔ یہ بات بھی اس نے نہ مانی اس سے بھی انکار کیا۔ ان کو کوفہ کی طرف واپس لایا اور قتل کیا۔ مسلمانوں کے دلوں میں اس واقعہ سے میرا بغض اس نے بھر دیا اور میری عداوت کا بیج بو دیا۔ اب نیک ہوں یا بد سب مجھ سے اس بات پر بغض رکھتے ہیں کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ لوگ اسے امر عظیم سمجھتے ہیں۔ مجھے ابن مرجانہ سے کیا مطلب تھا۔ خدا اس پر لعنت کرے اور اپنا غضب نازل کرے۔

ابن زیاد کو یزید کی موت کی اطلاع:

ابن زیاد نے اپنے ایک غلام آزاد ایوب نو حمران کو شام کی طرف روانہ کیا کہ یزید کی خبر لے کر آئے۔ خود ایک دن سوار ہوا۔ قصابوں کی دکانوں تک پہنچا تھا کہ ایوب سامنے سے آیا اور چپکے سے یزید کی موت کا حال اس نے بیان کیا۔ یہ سنتے ہی راہ سے پھرا گھر آ کر عبداللہ بن حصین کو حکم دیا کہ کہہ کر پکارے یا یہ ہوا۔ کہ ابن زیاد عبداللہ بن نافع برادر اخیافی زیاد کی عیادت کو گیا تھا اسی مکان کی ایک کھڑکی سے نکل کر مسجد میں جو آیا تو سر شام حمران کو دیکھا۔ یہی حمران معاویہ اور یزید کے زمانہ پھر ابن زیاد کی طرف سے پیغام بری کیا کرتا تھا۔ مگر اتنی اس کی مجال نہ تھی کہ خود آگے بڑھ کر کچھ کہہ سکے۔ ابن زیاد نے پوچھا کیا ہے۔ کہا خیریت ہے۔ کہا وہاں کا حال کیا ہے۔ کہا میں قریب آ سکتا ہوں کہا چلا آ۔ حمران نے چپکے چپکے یزید کے مرنے کا اور اہل شام میں جھگڑا پڑنے کا حال بیان کیا۔ یزید ربیع الاوّل ۶۴ھ کی پندرھویں تاریخ پنجشنبہ کے دن مر گیا۔

یزید کی مذمت:

ابن زیاد نے یہ سنتے ہی فوراً مؤذن کو حکم دیا کہ نماز با جماعت کہہ کر پکار دے۔ لوگ جمع ہوئے۔ یہ منبر پر گیا۔ یزید کی خبر مرگ لوگوں سے کہی اور اس کی مذمت بھی کی۔ یہ جانتا تھا کہ یزید مجھ سے بری طرح پیش آنے والا ہے اور اس سے ڈرا کرتا تھا۔ احنف نے کہا ہم لوگوں کی گردنوں میں یزید کی بیعت ہے۔ بھڑوں[1] کے چھتہ کو نہ چھیڑنا چاہیے۔ یہ سن کر اس نے زبان روک لی۔ اس کے بعد ابن زیاد نے اہل شام کے اختلاف کا ذکر اور جو باتیں اوپر گذریں وہ سب بیان کیں۔ یہاں تک کہ سب نے بخوشی و بمشورہ اس

---

[1] اعرض عن ذی قتن. یعنی شاخ دار درخت سے الگ رہو اگر فتن پڑھیں تو فتنہ گر مراد ہوگا۔ ع۔م

سے بیعت کر لی۔ مگر وہاں سے اٹھتے ہی در و دیوار سے اپنے ہاتھوں کو پاک کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے پسر مرجانہ یہ سمجھے ہوئے ہے کہ اس اختلاف کی حالت میں ہم لوگ اسی کو اپنا امیر بنائیں گے۔

بصرہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت:

غرض ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی یہ امارت بہت دنوں چلی۔ روز بروز ضعیف ہوتی چلی گئی وہ حکم دیتا تھا کوئی سنتا نہ تھا وہ کچھ رائے دیتا تھا اسے رد کر دیتے تھے۔ کسی مجرم کو قید کرنے کو کہتا تھا تو اس کے سپاہیوں کو لوگ روک لیتے تھے۔ ایک جنازہ کے ساتھ شوق اہل میں لوگ جا رہے تھے کہ ایک شخص ہاتھ میں جھنڈا لیے ہوئے سر سے پاؤں تک اونچی بنا ہوا ایک اشہب رنگ گھوڑی پر نمودار ہوا۔ وہ کہتا جاتا تھا۔ لوگو! آؤ میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں جو کسی نے نہ دی ہوگی۔ اس شخص کی طرف آؤ جو حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہے۔ یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لو۔ یہ سن کر کچھ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے بیعت کرنے لگے۔ ابن حوشب جنازہ کے ساتھ تھا۔ کہتا تھا جب ہم نماز جنازہ سے فارغ ہو کر آئے تو دیکھا بہت سے لوگ اس سے بیعت کرنے کو جمع ہو گئے ہیں۔ اور وہ اس راستہ پر جا رہا ہے جو محلہ قیس بن ہثیم اور محلہ کے درمیان ہوتا ہوا بنی تمیم تک گیا ہے اس نے کہا: اگر کوئی پوچھنا چاہتا ہے تو سن لو میرا نام ہے سلمہ بن ذویب۔

ابن زیاد سے اہل بصرہ کی علیحدگی:

ابن خوشب جب مقام رحبہ تک پہنچا تو اسے عبدالرحمٰن بن بکر ملا۔ اس نے سلمہ کا ذکر اس سے کیا۔ عبدالرحمٰن نے جا کر ابن زیاد سے یہ قصہ بیان کیا۔ ابن زیاد نے خود اسے بلا بھیجا اور سارا قصہ اس کی زبان سے سنا۔ حکم دیا الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا ہوئی لوگ جمع ہو گئے۔ ابن زیاد نے کہنا شروع کیا کہ میرے تمہارے درمیان کیا معاملہ گذرا۔ میں کہتا تھا تم کسی کو انتخاب کرو میں بھی اسی سے بیعت کر لوں گا۔ تم میرے سوا کسی سے بیعت کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ پھر میں نے سنا کہ تم نے دیواروں میں اور دروازوں میں اپنے ہاتھوں کو گڑ کر پاک کیا۔ اور جو تمہارے منہ میں آیا وہ کہا۔ اب یہ حال ہے کہ جو حکم میں دیتا ہوں نہیں چلتا جو رائے میں دیتا ہوں۔ رد کر دی جاتی ہے میرے سپاہیوں کے اور میرے گناہگار کے درمیان لوگ حائل ہو جاتے ہیں۔ لو دیکھو سلمہ بن ذویب تمہارے خلاف میں دعوت دے رہا ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ تمہاری جماعت میں تفرقہ ڈالے۔ تم میں سے ایک دوسرے کے منہ پر تلوار کھینچ کر جا پڑے۔ یہ سن کر احنف نے کہا ہم تیرے پاس سلمہ کو لیے آتے ہیں۔ یہ لوگ سلمہ کو لانے کے لیے گئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک جمع عظیم ہے۔ موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ اور اس نے مزاحمت کی۔ یہ سامان دیکھ کر سب کے سب بیٹھ رہے ابن زیاد کے پاس کوئی بھی نہیں گیا۔ ایک دفعہ خطبہ میں اس نے کہا اے اہل بصرہ ہم نے لباس خز دبردہ اور نرم نرم کپڑے یہاں تک پہنے کہ ہم اس کی آرزو رکھتے ہیں اور ہمارا جسم انہیں کپڑوں کی خواہش رکھتا ہے ہم نے اس لباس کو اتار کر لباس آہنی نہ پہنا اے اہل بصرہ واللہ اگر تم سب مجتمع ہو کر کسی کو خطا سے باز رکھنا چاہو تو یہ بھی تم سے نہ ہو سکے گا۔ اس کے بعد اس پر کسی نے کوئی حملہ بھی نہ کیا تھا کہ بھاگ گیا۔ اور مسعود کے پاس جا کر چھپ رہا۔ مسعود جب مارا گیا تو ابن زیاد شام میں چلا گیا۔

ابن زیاد کی دولت:

سلمہ کے خروج کرنے سے پہلے ابن زیاد کے پاس اسی لاکھ اور بڑا دیتے ایک کروڑ نو لاکھ تھے۔ اس نے لوگوں سے کہا یہ

تمہارا ہی حصہ ہے اپنے اپنے وظیفے اور اپنی اپنی اولاد کی تنخواہیں اس میں سے لے لو۔ یہ کہہ کے اس نے کاتبوں کو حکم دیا کہ لوگوں کو بلائیں۔ اور سب کے ناموں کی فہرست نکالیں اور اس باب میں بہت تاکید کی۔ پہرہ مقرر کر دیا کہ دفتر کے کاتب و محاسب رات کو بھی جانے نہ پائیں۔ شمعیں روشن کر کے کام کریں۔ مگر جب لوگ ادھر متوجہ نہ ہوئے اور سب کے سب اسے چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ ادھر سلمہ نے اس سے مخالفت کی بنا ڈالی۔ تو ابن زیاد نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور خزانہ بھی بھاگتے وقت اٹھا لے گیا۔ یونس کہتا ہے ابھی تک اس کی اولاد میں وہ دولت موجود ہے۔ ان کی شادی و غمی کی رونق قریش میں نہیں دکھائی دیتی نہ قریش میں کوئی شخص کھانے پینے پہننے اوڑھنے میں ان کے مثل ہے۔

رؤسائے بصرہ کا ابن زیاد سے عدم تعاون:

ابن زیاد نے ملک کے خاص رئیسوں کو بلا کر کہا تھا کہ تم سب میرے ساتھ شریک ہو کر مخالفوں سے قتال کرو۔ انھوں نے کہا ہمارے سرگردہ جو لوگ ہیں وہ ہمیں حکم دیں تو ہم تیرے ساتھ جائیں۔ لوگوں کا یہ حال دیکھ کر اس کے بھائیوں نے سمجھایا کہ اس زمانہ میں خلیفہ ہی نہیں ہے جس کی طرف تم قتال کرو اور جب شکست ہو جائے تو اس سے پناہ کے طالب ہو اور اس کی مدد کے لیے تم طلب گار ہو اور وہ تمہاری مدد کرے اور یہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ ''جنگ دو سر دارد'' کیا معلوم تمہیں فتح ہو یا شکست۔ اگر شکست ہوئی تو یہ دولت جو اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے۔ یہی لوگ جن سے ہم کو سابقہ ہے ہمارے ہلاک کرنے اور مال و دولت کے تباہ کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور تیرے پاس از رقہ بھی باقی نہ رہے گا۔ اس کا برادر عینی جو عبداللہ کو کہنے لگا۔ دوستو واللہ! اگر تم نے ان لوگوں سے قتال کیا تو میں تلوار کے پلپلے پر اپنے سینہ کو ٹیک دوں گا کہ پشت کے پار ہو جائے۔

ابن زیاد کی حارث بن قیس سے امداد طلبی:

ابن زیاد نے اب بنی فہم سے حارث بن قیس کو بلا بھیجا۔ اور اس سے کہا: اے حارث میرے باپ نے مجھے وصیت کی تھی کہ اگر کبھی تمہیں بھاگنے کی ضرورت پڑے تو بنی فہم کے ذریعہ سے کام نکالنا اور میرے دل کو بھی تم لوگوں کے سوا کسی پر اعتماد نہیں ہے۔ حارث نے کہا: تمہارے باپ کے لیے جن خطروں میں ہم لوگوں نے اپنی جان کو ڈالا تجھے خوب معلوم ہے۔ نہ کبھی اس نے نہ کبھی تو نے ہمارے ساتھ اس کا عوض کیا۔ اب جو التجا تو نے کی ہے تو میں اسے بھی رد نہیں کرتا۔ مجھے انکار کرتے بن نہیں پڑتا۔ اگر میں تجھے دن کو لے کر نکلوں تو اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی قوم میں پہنچتے پہنچتے میں بھی قتل ہو جاؤں گا اور تو بھی۔ لیکن میں تیرے پاس ٹھہرا رہوں گا۔ جب رات تاریک ہو جائے گی اور آمد و رفت راہ گیروں کی موقوف ہو جائے گی۔ اس وقت میں تجھے اپنی ردیف میں بٹھا لوں گا کہ تجھے کوئی پہچان نہ سکے اور تجھے بنی ناجیہ اپنی برداری والوں میں لے چلوں گا۔ ابن زیاد نے کہا بس یہی رائے اچھی ہے حارث ٹھہرا رہا۔

ابن زیاد کا فرار:

جب اتنی تاریکی ہوگئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے تو ابن زیاد کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔[1] اور مال و دولت کو تو وہ پہلے ہی سرکا کر محفوظ کر

---

[1] ابن اثیر نے اس روایت کے اکثر فقرے چھوڑ دیئے اس مقام پر یہ ہے فاقام حتی اذا قلت اخوك ام الذئب یعنی گرگ میں اور برادر میں تمیز نہ ہو سکے۔ ع۔م

چکا تھا۔ حارث اسے لے کر چلا۔ ان لوگوں میں ہو کر نکلا جو خوارج صرور یہ کے خوف سے راتوں کو پہرہ دیا کرتے تھے۔ ابن زیاد پوچھتا جاتا تھا' یہ کون مقام ہے یہ کون لوگ ہیں۔ بنی سلیم میں جب پہنچے تو ابن زیاد نے کہا اب ہم کہاں آئے کہا بنی سلیم میں۔ کہا سلامتی ہے ان شاء اللہ۔ جب بنی ناجیہ میں پہنچے۔ پوچھا اب ہم کہاں آئے۔ کہا بنی ناجیہ میں۔ کہا نجات ہے ان شاء اللہ۔ بنی ناجیہ
1 نے حارث سے پوچھا تو کون ہے کہا حارث بن قیس کہا ہمارا بھتیجا۔ ان میں سے ایک شخص نے ابن زیاد کو پہچانا اور کہا پسر مرجانہ پھر ایک تیر اس کی طرف سر کیا۔ وہ عمامہ میں اٹک کر رہ گیا۔ حارث اسے اب لے کر چلا کہ محلّہ جہاضم میں لے جا کر اپنے گھر میں اسے اتارا۔

ابن زیاد اور مسعود بن عمر:

اب یہ مسعود بن عمرو کے پاس آیا۔ مسعود نے کہا اے حارث دنیا کی آفتوں سے تو لوگ پناہ مانگتے ہیں میں اس آفت سے پناہ مانگتا ہوں جسے تو لے کر آیا ہے۔ حارث نے کہا میرے آنے میں خیریت کے سوا کوئی اندیشہ نہیں ہے تم کو خوب معلوم ہے کہ تمہاری ہی قوم کے لوگوں نے زیاد کو بچالیا تھا اور اپنے عہد پر قائم رہے تھے۔ اس سے ان کی قدر و منزلت تمام عرب میں کیسی ہوگئی تھی؟ کہ ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے اب تم لوگ ابن زیاد سے دو بیعتیں کر چکے ہو' ایک بیعت رضا و مشورہ' دوسری بیعت جو تمہاری گردنوں پر اس بیعت کے پیشتر سے ہے وہ بیعت جماعت ہے مسعود نے کہا تم یہ چاہتے ہو کہ ابن زیاد کے لیے تمام اہل شہر سے ہم عداوت مول لیں۔ اس کے باپ کے ساتھ ہم لوگوں نے خیر خواہی کی تو کیا پایا۔ اس نے کچھ بھی اس کا عوض ہمارے ساتھ نہیں کیا۔ میں تمہیں ایسا نہ سمجھتا تھا کہ تمہاری یہ رائے ہوگی۔ حارث نے کہا اپنی بیعت کے وفا کرنے پر اور اس کو کسی اچھے ٹھکانے تک پہنچا دینے پر کوئی بھی تمہارے ساتھ عداوت نہیں کرے گا اور حارث نے یہ بھی کہا کہ جب وہ تمہارے گھر میں آچکا تو اب کیا اسے نکال دو گے۔ غرض مسعود نے عبدالغافر ابن مسعود کے گھر میں چھپ رہنے کے لیے اسے کہہ دیا۔

ابن زیاد کی ابن مسعود کے گھر میں روپوشی:

ایک روایت یہ ہے کہ ابن زیاد نے حارث سے خود یہ التجا کی تھی کہ مجھے مسعود کے گھر میں لے چل کہ وہ بڑے مرتبہ کا آدمی ہے شریف ہے مسن ہے۔ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ بنی ازد کے بیچوں بیچ اس کا مکان واقع ہے۔ اس التجا پر حارث اسے مسعود کے گھر لے آیا۔ عبدالغافر کے گھر میں اس کو جگہ دے کر اسی رات کو مسعود سوار ہوا۔ حارث بھی اس کے ساتھ تھا اور خود اس کی قوم کے بھی لوگ ہمراہ تھا۔ یہ سب بنی ازد کی محفلوں میں گئے اور سب سے کہہ دیا کہ ابن زیاد روپوش ہوگیا ہے۔ سب کا گمان تمہیں پر ہوگا۔ صبح تک تم سب لوگ مسلح ہو جاؤ۔ اور ایسا ہی ہوا کہ جب اہل شہر نے سنا کہ ابن زیاد کا پتہ نہیں لگتا۔ سب نے یہی کہا کہ وہ بنی ازد میں ہوگا۔ ایک بڑھیا نے کہا ارے واللہ وہ اپنے باوا کے جنگل میں چھپا ہوا ہے۔ ابن زیاد نے روپوش ہونے سے پہلے بصرہ کا مال کچھ تو اپنے خاندان والوں میں تقسیم کر دیا تھا اور جو کچھ ساتھ لے جا سکتا تھا اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ خاندان زیاد کے لوگوں سے بھی اس نے خواہش کی تھی کہ سب مل کر دشمنوں سے قتال کریں مگر کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا۔

ابن زیاد کو دارالامارہ میں واپس لانے کی کوشش:

ابن زیاد مسعود کے یہاں چھپا ہوا تھا کہ شقیق بن ثور کو خبر ملی کہ ابن مخنوف اور ابن مسمع راتوں کو مسعود کے پاس جایا کرتے

ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ابن زیاد کو دارالامارہ میں واپس لائیں۔ اور دونوں گروہوں کے اتفاق سے کشت وخون کا بازار گرم کریں اور اپنی عزت بڑھالیں۔ شقیق نے عبداللہ مازنی کو مسعود کے پاس بھیجا۔ مازنی نے دیکھا کہ مسعود کے ایک پہلو میں عبیداللہ بن زیاد بیٹھا ہے۔ دوسرے پہلو میں عبداللہ بن زیاد۔ اس نے شقیق کا سارا پیام وسلام مسعود کے سامنے بیان کر دیا۔ جس کے آخر میں یہ تھا کہ دونوں کو اپنے یہاں سے نکال دو۔ مسعود نے کہا واللہ ہم تو یہاں سے نہ نکلیں گے تم نے ہم کو پناہ دی۔ اپنے ذمہ ہم کو لیا۔ ہم تو تمہارے ہی گھر میں قتل ہو جائیں گے اور قیامت تک یہ دھبہ تمہارے دامن پر رہ جائے گا۔

عبداللہ بن حارث کی امارت کی تجویز:

یہاں اہل بصرہ نے اتفاق کر کے نعمان راسبی اور ایک اور مرد مضری کو یہ اختیار دے دیا کہ جس کو چاہیں اسے یہ دونوں شخص[1] ہم سب کا حاکم مقرر کر دیں جس کو وہ دونوں پسند کریں سب اسی کو پسند کریں گے۔ مضری چاہتا تھا کہ بنوامیہ میں سے کوئی امیر ہو۔ اور نعمان بنی ہاشم کی طرف مائل تھا۔ نعمان نے کہا میری رائے میں فلاں شخص اموی سے بڑھ کر کوئی اس منصب کا احق نہیں ہے۔ مضری نے کہا کیا یہی تمہاری رائے ہے۔ نعمان نے کہا ہاں یہی میری رائے ہے کہا میں نے اپنی رائے بھی تمہارے تابع کر دی تم جسے پسند کرو گے اسے میں بھی پسند کروں گا۔ اب یہ دونوں مجمع میں آئے اور قیس بن ہیثم مضری نے پکار کر کہہ دیا۔ نعمان جس شخص کو پسند کرے گا۔ میں بھی اسی کو پسند کروں گا۔ اب سب لوگ نعمان کا منہ تکنے لگے۔ نعمان نے کہا میری رائے عبداللہ بن حارث کے لیے ہے۔ جسے ببہ[2] کہتے ہیں۔ اب مضری نے کہا ان کا نام تو تم نے نہیں لیا تھا۔ نعمان نے کہا نہیں نہیں واللہ انہیں کا نام میں نے لیا تھا غرض سب نے ببہ سے بیعت کر لی۔

ام بسطام کی ابن زیاد کو امان:

ایک روایت یہ ہے کہ حارث بن قیس پہلے ابن زیاد کو مسعود کے پاس لایا ہی نہیں وہ ابن زیاد کو لے کر چلا اور ابن زیاد نے لاکھ درہم اپنے ساتھ لدوائے تھے۔ حارث ابن زیاد اور اس کے بھائی عبداللہ کو لیے ہوئے ام بسطام زن مسعود کے پاس آیا اس سے کہا میں ایک ایسا معاملہ تمہارے پاس لے کر آیا ہوں جس سے خاندان کی سب عورتوں میں تمہارا نام ہو جائے گا۔ تمہاری قوم کے لیے اس میں شرف و بزرگی ہے اور تمہارے لیے تونگری اور دنیا کی نعمت ہے لو یہ لاکھ درہم اور ابن زیاد کو اپنے پاس رکھو کہنے لگی میں جانتی ہوں مسعود نہیں راضی ہوگا' وہ قبول نہیں کرے گا۔ حارث نے کہا تم اسے چادر اوڑھا دو۔ اپنے گھر میں بلا لو۔ پھر مسعود جانے اور ہم جانیں تمہیں کچھ مطلب نہیں۔ ام بسطام اس بات پر راضی ہوگی۔ مال اس نے لے لیا اور ان کا کہنا کیا۔ مسعود جب آیا تو عورت نے سارا قصہ اسے سنا دیا۔ اس نے سنتے ہی اس کے جھونٹے لیے[3] ابن زیاد اور حارث دونوں اسی گھر کے ایک حجرہ میں

۱۔ طبری کی عبارت اس مقام کی کامل ابن اثیر میں نہیں پائی جاتی یہاں دونوں شخصوں سے زیاد کے دونوں بیٹے بھی مراد لیے جا سکتے ہیں اور ابن منجوف وابن مسمع بھی۔۱۲۔ع۔ح

۲۔ ببہ کے معنی ہیں گل گوتھنا موٹا تازہ بچہ۔ع۔ح

۳۔ طبری کے یہ الفاظ ہیں اخذر اسھا اس کا دوسرا نسخہ ہے۔ اخذ براسھا بضربھا ابن اثیر نے بھی اسی دوسرے نسخہ کو اختیار کیا ہے۔ع۔ح

تھے۔اب وہ نکل آئے۔ابن زیاد نے کہا۔تیری بنت عم نے مجھے پناہ دی ہے۔دیکھ تیرے کپڑے میں پہنے ہوئے ہوں۔میرے پیٹ میں تیرا ہی نان ونمک ہے۔تیرا ہی گھر ہے۔جس نے مجھے اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔اس پر حارث بھی ہاں میں ہاں ملاتا گیا۔اور دونوں نے بہت کچھ الحاج وزاری کر کے اسے راضی کر لیا۔اس معاملہ میں حارث کو بھی ابن زیاد نے پچاس ہزار دیئے۔اس وقت سے لے کر مسعود کے قتل ہونے تک ابن زیاد اسی کے گھر میں رہا کیا۔

بصرہ میں عبداللہ بن حارث ببہ کی حکومت:

ابن زیاد بصرہ سے جب بھاگا تو اہل بصرہ پر کوئی امیر نہ رہا اور اب کس کو حاکم بنائیں۔اس بات میں جھگڑے پیدا ہو گئے۔آخر سب اس بات پر متفق ہوئے کہ قیس بن ہثیم اور نعمان میں سے کسی شخص کو انتخاب کریں۔ان دونوں نے بنی عبدالمطلب میں سے عبداللہ بن حارث کا نام لیا جس کی ماں ہند بنت ابوسفیان تھی اور سب اسے ببہ کہتے تھے۔اور اس کے سوا عبداللہ بن اسود زہر کا نام بھی آیا۔دونوں میں سے کسی پر دونوں حکموں کی رائے مطابق ہو گئی تو مقام مربد میں آنے کا دونوں نے وعدہ کر لیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ اس بات پر آمادہ رہو کہ ان دو شخصوں میں سے کوئی مقرر ہو گا۔غرض لوگ جمع ہوئے پہلے قیس بن ہثیم آیا اس کے بعد نعمان آیا۔پھر قیس اور نعمان میں بحث ہوئی۔نعمان نے قیس سے یہ ظاہر کیا کہ میں چاہتا ہوں ابن اسود کو مقرر کروں۔پھر یہ کہا کہ ہم تم دونوں ساتھ ساتھ گفتگو نہیں کر سکتے۔مطلب اس کا یہ تھا کہ گفتگو کرنا اپنے لیے مخصوص کر لے۔قیس نے اسے منظور کر لیا اور ایک نے دوسرے پر بھروسہ کر لیا۔اب نعمان نے لوگوں سے یہ عہد لیا کہ جس کو وہ انتخاب کرے سب لوگ اس پر راضی ہو جائیں۔اس کے بعد عبداللہ بن اسود کی طرف نعمان بڑھا اور کچھ شرائط اس پر لازم کیے لوگوں کو گمان ہو گیا کہ اسی سے بیعت کر لے گا۔مگر اسے چھوڑ کر نعمان عبداللہ بن حارث کی طرف آیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسی طرح کی شرطیں اس پر بھی لازم کیں۔

ببہ کی بیعت:

اس کے بعد خدائے تعالیٰ کی حمد بجا لایا اور نبی ﷺ کا ذکر کیا۔اور ان کے اہل بیت واہل قرابت کا حق بیان کیا۔پھر کہا ایہا الناس ایسے شخص کو جو تمہارے نبی ﷺ کے بنی عم سے ہے اور جس کی ماں ہند بنت ابی سفیان ہے ناپسند کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر چہ یہ شخص بنی ہاشم سے ہے ماں تو اس کی بنی امیہ سے ہے اور تم لوگوں کی بہن ہے۔یہ کہہ کر نعمان نے اس سے بیعت کر لی اور کہا سنو میں نے تمہارے لیے اس شخص کو انتخاب کیا ہے سب نے پکار پکار کر کہا ہم سب پسند کرتے ہے اور راضی ہیں۔اور پھر سب لوگ عبداللہ بن حارث کو دارالامارہ میں لے کر آئے۔یہ واقعہ غرہ جمادی الآخر ۶۴ھ کا ہے۔ببہ نے اپنے اہل شرطہ کا رئیس ہمیان بن عدی سدوسی کو مقرر کیا۔اس نے منادی کی کہ سب لوگ آؤ بیعت کرو۔سب نے آکر بیعت کی۔فرزدق نے جب اس سے بیعت کی تو یہ شعر کہا۔

و بایعت اقواما وفیت بعدھم
وببہ قد بایعتہ غیر نادم

"یعنی میں نے کتنی ہی قوموں سے بیعت کر لی اور وفا بھی کی اور ببہ سے بیعت کرنے پر بھی مجھے ندامت نہیں"۔

مالک بن مسمع اور قرشی میں تلخ کلامی:

مالک بن مسمع کا گھر باطنہ میں عبداللہ اصبہانی کے دروازہ کے قریب بنی جحدر کی حدود میں جو مسجد جامع کے پاس ہے واقع تھا۔ اسی قرب کے سبب سے مالک مسجد میں آیا کرتا تھا۔ ببہ کی امارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد کا ذکر ہے کہ مالک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی صحبت میں ایک قرشی بھی پہنچا۔ یہ شخص ببہ کے پاس ابن خازم کا خط لے کر آیا تھا اور یہ خبر لایا تھا کہ اہل ہرات نے ببہ کے نام پر بیعت کر لی ہے اور ببہ کے پاس وہ جانا چاہتا تھا کہ اس صحبت میں حیص بیص ہونے لگی۔ قرشی نے مالک کے ساتھ درشت کلامی کی۔ بکر بن وائل کے ایک شخص نے قرشی کو طمانچہ مار دیا۔

قبیلہ مضر ربیعہ میں ہیجان:

اس حرکت پر قبیلہ مضر ربیعہ کے درمیان ہیجان پیدا ہو گیا۔ اس صحبت میں ربیعہ والے غالب آ گئے اب ایک شخص نے پکار کر کہا دہائی ہے بنی تمیم کی۔ اس آواز کو بنی ضبہ کی ایک جماعت نے سنا یہ لوگ اس وقت شہر کے قاضی کے پاس حاضر تھے۔ انھوں نے مسجد کے پہرہ والوں سے برچھیاں اور ڈھالیں لے کر بنی ربیعہ پر حملہ کر دیا۔ شکست فاش ان کو دی۔ شقیق سدوسی اس زمانہ میں بکر بن وائل کا رئیس تھا۔ اسے یہ خبر پہنچی۔ وہ مسجد میں دوڑا ہوا آیا اور اپنے لوگوں کو حکم دے دیا کہ بنی مضر میں سے جسے پاؤ قتل کر ڈالو۔ مالک بن مسمع کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اس فتنہ کو فرو کرنے کے لیے خود آیا۔ اور ایک کو دوسرے پر حملہ کرنے سے باز رکھا۔

اشیم بن شقیق رئیس بکر بن وائل:

ایک مہینہ کے قریب قریب یوں گذر گیا بنی یشکر کا ایک شخص بنی ضبہ کے ایک شخص کا ہم نشین تھا۔ دونوں مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس طمانچے کا ذکر نکلا جو بکر بن وائل کے ایک شخص نے قرشی کو مار دیا تھا اس پر یشکری فخر ناز کرنے لگا[1] ضبی کو اس بات پر غصہ آیا اس نے یشکری کا گلا دبایا۔ اس کے بعد نماز جمعہ میں لوگوں نے اسے زدوکوب کیا۔ لوگ اسے اٹھا کر لے چلے گھر تک پہنچتے پہنچتے مر گیا۔ اب بکر بن وائل کو برادری والوں کو جوش آیا۔ ان کا رئیس اشیم بن شقیق تھا اس سے کہا کہ ہم سب کو لے کر چلو اس نے کہا پہلے میں ایلچی کو بھیجتا ہوں۔ اگر انھوں نے خوں بہا دے دیا تو خیر ورنہ ہم لوگ لڑنے کو روانہ ہوں گے۔ بنی بکر نے اس کی بات نہ مانی۔ مالک بن مسمع کے پاس آئے۔

لہازم کا معاہدہ:

اشیم سے پہلے یہی مالک سب کا امیر تھا۔ اشیم اس کی ریاست کو دبا بیٹھا۔ یہ یزید کے پاس پہنچا یزید سے ابن زیاد کے نام یہ حکم لکھوالایا کہ اشیم کو ریاست دے دی جائے۔ قوم لہازم نے یزید کے اس حکم کو نہ مانا۔ لہازم کی تفصیل یہ ہے۔ اوّل بنی قیس اور ان کے حلفا غزہ۔ دوم قوم لات اور ان کے حلفا عمل۔ اور یہ سب مجتمع بھی ہو گئے تھے۔ سوم آل ذہل بن شیبان اور ان کے حلفا یشکر۔ چہارم ذہل بن ثعلبہ اور ان کے ساتھ قبیلہ حنیفہ یہ سب چار اور چار آٹھ قبیلے تھے۔ اور یہ حلف زمانہ جاہلیت میں بدویوں میں ہوا تھا۔ بکر بن

---

[1] ثم قال زهبت للقفاء ابن اثیر نے اس روایت ہی کو چھوڑ دیا۔ بہ ظاہر یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ یشکری نے اس طمانچے کی مدح کی کہ خوب پڑا ایسا ہی چاہیے تھا۔ مثلاً کہتے ہیں۔ هولك طلقا۔ یعنی یہ کام تمہارے لیے جائز و درست ہے۔ ع۔ح

وائل ان چاروں میں سے قبیلہ حنیفہ فقط زمانہ جاہلیت میں اس حلفت میں شریک نہ ہوا تھا۔ ان کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ سب شہری تھے۔ پھر یہ سب لوگ اپنی برادری والوں بنی عجلی کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے۔ اسی سبب سے ان کو لہازم کہتے ہیں۔

اشیم کی سرداری:

غرض لہازم اس بات پر راضی ہو گئے۔ کہ عمران غزی جو حکم دے دے اسے ہم سب قبول کر لیں گے۔ خلاصہ یہ کہ ریاست اشیم کو مل گئی۔ جب یہ فتنہ برپا ہوا تو بکر بن وائل نے مالک کی توہین کی۔ وہ بہت خفیف ہوا اس نے لوگوں کو جمع کیا اور سامان جنگ کرنے لگا۔ اس نے بنی ازد سے خواہش کی کہ پھر از سر نو وہی حلف کریں جو یزید کے باب میں جماعت کے سامنے ہو چکا تھا۔ اس واقعہ پر حارث بن بدر نے کہا۔

نزعنا و امرنا و بکر بن وائل تجر خصاها تبتغی من تحالف

ترجمہ: ''ہم نے جسے چاہا معزول کر دیا۔ جسے چاہا امیر بنا دیا۔ اور بکر بن وائل کے لوگ ابھی تک ایڑیاں رگڑ رہے ہیں کہ کوئی ملے تو اس سے حلف کریں۔

و ما بات بکری من الدهر لیلة فیصبح الا و هو للذل عارف

ترجمہ: کسی بکری پر ایسی رات نہ گذری ہوگی کہ صبح کو اسے ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے''۔

قبیلہ بکر اور قبیلہ تمیم میں کشیدگی:

ابن زیاد ابھی مسعود کے یہاں تھا کہ اسے خبر ملی۔ کہ قبیلہ بکر اور قبیلہ تمیم میں نااتفاقی ہوگئی ہے اس نے کہا۔ جا مالک سے مل۔ اور سابق کے حلف کی تجدید کر۔ مسعود جا کر مالک سے ملا۔ اور دونوں میں اسی بات پر گفتگو ہوئی۔ مگر کچھ لوگ ادھر کے کچھ ادھر کے ان دونوں کو اس بات سے مانع ہوئے۔ اب ابن زیاد نے اپنے بھائی عبداللہ کو مسعود کے ساتھ کر دیا۔ اور اسے بہت سال مال دے دیا۔ دو لاکھ درم سے زیادہ اس معاملہ میں اس نے خرچ کر ڈالے۔ آخر ان دونوں سے سب نے بیعت کر لی۔

اہل یمن کی تجدید حلف:

ابن زیاد نے اپنے بھائی سے کہا کہ اہل یمن کے باب میں سب سے عہد پیمان کرے غرض خلف کی تجدید ہوگئی اور علاوہ ان دونوں کے جو جماعت کے سامنے ان دونوں کے درمیان لکھے گئے تھے ایک نوشتہ اور لکھا گیا اور وہ نوشتہ مسعود کے پاس رکھوا دیا گیا۔ سب سے پہلا نام اس میں صلت بن حریث کے پاس رکھوا دیا گیا۔ سب سے پہلے اس میں رجاء عوذی کا نام تھا اور اس سے پیشتر ان لوگوں میں حلف ہو چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ شروع میں قوم مضر بصرہ میں قبیلہ ربیعہ کو کثرت کے ساتھ بسا رہی تھی۔ جماعت ازد سب کے آخر میں بصرہ میں آ کر اترے۔ مسلمانوں کو بصرہ میں آباد ہونے کے لیے بھیجا ہے۔

بنی تمیم اور ازد کا معاہدہ:

اس کے بہت دنوں بعد آخر خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اوّل خلافت یزید میں قوم ازد بصرہ میں آئی ہے۔ یہ لوگ جب آنے لگے تو بنی تمیم نے احنف سے کہا۔ کہ جب تک ربیعہ ان سے ملنے کو جائے۔ پہلے تو ہی جا کر ان سے مل لے۔ احنف نے جواب دیا وہ خود ہی تمہارے پاس آئیں تو ان سے مل جاؤ۔ ورنہ تم لوگ خود ان کے پاس نہ جانا۔ اگر تم خود ان کے پاس چلے گئے تو یہ سمجھ لو کہ تمہارا اشمار

انہیں کے اتباع میں ہوگا۔ مالک بن مسمع ازد کے پاس آیا۔ اس وقت ان لوگوں کا رئیس مسعود بن عمرو تھا۔ مالک نے کہا ہم سے تجدید حلف کرو۔ اور زمانہ جاہلیت میں جو کندہ کا حلف تھا اور بنی ذہل بن ثعلبہ کا اسے پھر تازہ کرو۔ احنف نے کہا جب یہ لوگ خود ہی ازد کے پاس چلے آئے' تو اب ہمیشہ کے لیے ان کا شمار ازد کے متعلقین و اتباع میں رہے گا۔

قبیلہ ازد پر مسعود کی سرداری:

غرض مضر کے مقابلہ میں قوم بکر نے جب ازد کا ساتھ دیا۔ اور پہلے حلف کی تجدید ہوگئی اور وہاں سے سب نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ تو قوم ازد نے بھی کہا کہ ہم تمہارے ساتھ یوں نہیں جائیں گے۔ ہمارا سردار ہمیں میں سے ہونا چاہیے۔ آخر مسعود کو سب کا سردار کر دیا۔ اب مسعود نے ابن زیاد سے کہا۔ میرے ساتھ چل تجھے دارالامارہ میں لے کر حکومت و امارت کے منصب پر پھر بٹھاتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا مجھ میں اتنی قدرت نہیں ہے۔ تمہیں جاؤ۔ پھر اپنے اونٹوں کے کسنے کے لیے اس نے حکم دیا۔ اونٹ کسے گئے۔ لوگ سوار ہوئے گلیم سفر ابن زیاد نے اوڑھ لی۔ مسعود کے دروازہ پر اس کے لیے ایک کرسی بچھا دی گئی۔ یہ کرسی پر بیٹھا ہوا سب کی روانگی کو دیکھتا رہا۔

مسعود کی روانگی بصرہ:

مسعود روانہ ہوگیا اور ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو گھوڑوں پر سوار کر کے مسعود کے ساتھ کر دیا۔ چلتے وقت ان سے کہا۔ میں خود نہیں جانتا کہ کیا ہوگا۔ ورنہ تم سے کہہ دیتا۔ کہ جب یہ واقعہ ہو تو تم میں سے کوئی آ کر مجھے خبر کر دے۔ لیکن میں یہ حکم دیتا ہوں کہ دیکھو کوئی نیکی یا بدی پیش آئے ہر بات کی خبر کرنے کو میرے پاس تم میں سے کوئی نہ کوئی ضرور حاضر ہو۔ اب مسعود کسی راہ سے یا کسی قبیلہ سے گذرتا تھا تو کوئی غلام دوڑ کر ابن زیاد کو یہ خبر پہنچا آتا تھا۔ غرض مسعود قبیلہ ربیعہ سے آ ملا۔ مالک بن مسمع ان لوگوں کا رئیس تھا۔ یہاں سے سب نے مربد کا رخ کیا۔ مسعود مسجد میں آیا اور منبر پر گیا۔ ببہ اس وقت دارالامارہ میں موجود تھا۔ کسی نے اس سے کہا۔ کہ مسعود اور اہل یمن اور قبیلہ ربیعہ یہ سب بصرہ میں آ گئے۔ لوگوں میں فتنہ و فساد برپا ہونے کو ہے۔ اٹھو ان کی اصلاح کر دو یا بنی تمیم کو ساتھ لے کر ان کے مقابلہ میں سوار ہو۔ اور ببہ نے یہ جواب دیا۔ خدا ان سے سمجھے۔ ان کی اصلاح کے لیے میں خود کو خراب نہیں کرتا۔ مسعود کے ساتھیوں میں سے ایک شخص یہ شعر پڑھ کر چڑانے لگا۔

لانكحن ببه جاريةً في قبة تمشط رأس لُعبه

ترجمہ: ''ببہ کی شادی ایسی دلہن سے ہوگی جس کا قد قبہ کے برابر ہوگا۔ جو گڑیا کے سر میں کنگھی کرے گی''۔

قبیلہ ازد و ربیعہ کا مسجد میں اجتماع:

یہ بیان تو ازد و ربیعہ کا تھا۔ لیکن مضر کہتے ہیں۔ ببہ کی ماں ہند بنت ابوسفیان اسے بچپن میں نچاتی تھی اور یہ شعر پڑھتی جاتی تھی۔ غرض مسعود کو منبر پر چڑھنے سے کسی نے نہیں روکا۔ تو مالک بن مسمع اپنی فوج لے کر نکلا۔ اور مربد کے راستہ سے بیابان کی طرف چڑھ گیا پھر بنی تمیم کے گھروں کی طرف سے گذرتا ہوا بنی عدویہ کی گلی میں بیابان کی طرف سے داخل ہوا۔ محلّہ والوں کی طرف سے ان لوگوں کے دل میں یہ کینہ تھا کہ ایک ضبی نے یشکری کو قتل کیا تھا اور ہرات میں ابن خازم نے ربیعہ کو ستایا تھا۔ اسی عداوت میں مسعود نے اہل محلہ کے گھروں کو جلانا شروع کیا۔ اسی اثناء میں لوگوں نے اس سے آ کر کہا کہ مسعود قتل ہوگیا۔ اور یہ بھی کہا کہ بنی تمیم مسعود پر

چڑھائی کرنے کو جا رہے ہیں۔ مالک نے بھی اسی طرف کا رخ کیا۔ مربد کے راستہ میں بنی قیس کی مسجد تک پہنچا تھا کہ مسعود کے قتل کی خبر اسے ہوگئی۔ اب اس نے توقف کیا۔ اسی زمانہ میں بنی تمیم احنف کے پاس پہنچے۔ اس نے کہا کہ مسعود دارالامارہ میں داخل ہوگیا اور تم ہم سب کے سردار ہو کیا کر رہے ہو۔ احنف نے کہا میں تمہارا سردار شیطان نہیں۔ تمہارا سردار شیطان ہے۔ انھوں نے کہا اے ابا بحر قوم ازد و ربیعہ صحن مسجد میں داخل ہوگئی۔ جواب دیا ان سے بڑھ کر تم لوگ مسجد کے حق دار نہیں ہو۔ پھر لوگوں نے آ کر اس سے کہا کہ وہ لوگ تو دارالامارہ میں داخل ہوگئے۔ کہا ان سے بڑھ کر تم لوگ دارالامارہ کے حق دار نہیں ہو۔

سلمہ بن ذویب کی بنی تمیم سے امداد طلبی:

یہ دیکھ کر سلمہ بن ذویب دوڑا اور کہا اے جوانو میرے ساتھ آؤ یہ شخص تو لٹھ ہے۔ اس کے پاس رہنے سے تمہیں کچھ نفع نہ پہنچے گا۔ یہ سن کر بنی تمیم میں سے ذوبان کی جماعت بڑھی۔ یہ پانسو آدمی ماہ افریدوں کے ساتھ تھے۔ سلمہ نے پوچھا کدھر چلے۔ کہا تمہارے ہی پاس آتے ہیں۔ کہا آگے بڑھو۔ ایک عورت انگیٹھی لے کر احنف کے سامنے آئی کہا تجھے ریاست کی لیاقت نہیں تو عورت ہے۔ یہ انگیٹھی لے اپنے کپڑوں کو خوشبو سے بسا۔ اس نے کہا: عورتوں ہی کی مخصوص ان کو انگیٹھی چاہیے۔ لوگوں نے آ کر کہا ارے علیہ یا غرہ کے پاؤں سے پازیب اتار لی گئی۔ اس عورت کا مکان میضاۃ پر رحبہ بنی تمیم میں سر راہ واقع تھا۔ پھر یہ آ کر کہا۔ کہ تیرے راستہ میں انگریز تھا اسے بھی لوگوں نے مار ڈالا۔ ایک اپاہج جو مسجد کے دروازہ پر پڑا رہتا تھا۔ اسے بھی قتل کیا۔ یہ بھی آ کر کہا' ارے مالک بن مسمع بیابان کی طرف سے بنی عدویہ کی گلی میں آ گیا اور اس نے گھروں میں آگ لگا دی۔

عباد اور عبس کی پیش قدمی:

احنف نے جواب میں کہا جو بات تم کہتے ہو اس پر گواہ لاؤ۔ اس کے بغیر ان لوگوں سے لڑنا جائز نہیں۔ لوگوں نے آ کر گواہی دی۔ پوچھا عباد آیا۔ کہا نہیں آیا۔ یہ سن کر ذرا سکوت کیا۔ پھر پوچھا عباد آیا۔ کہا نہیں آیا۔ پوچھا عبس یہاں ہے کہا ہاں ہے۔ اسے سامنے بلایا۔ دوپٹہ سر سے کھول کر گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا اور ایک نیزہ میں اسے باندھ دیا۔ عبس کو یہ رایت دے کر کہا کہ روانہ ہو جا۔ وہ چلا تو احنف نے دعا مانگی۔ خداوندا اس نشان کی آج بھی شرم رکھنا۔ تو نے کبھی اسے رسوا نہیں ہونے دیا۔ لوگوں میں شور مچ گیا۔ دوبلی زیرا کو جوش آ گیا۔ زیرا اس کی لونڈی تھی۔ لوگوں نے اسی کا نام زیرا رکھ دیا۔ عبس جب جا چکا تو ساٹھ سواروں کو لیے ہوئے عباد آیا۔ پوچھنے لگا۔ لوگوں نے کیا کیا۔ کہا لڑنے کو گئے ہیں۔ پوچھا ان کا سردار کون ہے کہا عبس یہ سن کر کہنے لگا۔ میں اور عبس کے نشان کے ساتھ جاؤں؟ یہ کہہ کر وہ اور اس کے ساتھ کے سب کے سب اپنے اپنے گھر کو چلے گئے۔ عبس کے ساتھ جو لوگ روانہ ہوئے تھے۔ یہ جب راہوں کے دروازوں پر پہنچے تو رک گئے۔ ماہ افریدوں نے فارسی میں پوچھا۔ جواں مرد تمہیں کیا ہوگیا۔ کہا دشمن برچھیاں تانے ہوئے مقابل میں ہیں۔ اس نے فارسی میں کہا۔ تم بھی پنجگان سے انہیں چھید لو۔ پنجگان یعنی ایک ایک پرتاب میں پانچ پانچ تیر۔ اور سب چار سو سوار تھے۔ ان پر دو ہزار تیر دفعتہً برس گئے۔ وہ دروازوں کو چھوڑ کر پسپا ہوگئے۔ مسجد کے دروازہ پر جا کر ٹھہرے۔

بنی تمیم کا مسجد کا محاصرہ:

بنی تمیم کی جماعت ان کی طرف بڑھی۔ مسجد کے قریب جا کر رک گئی۔ ماہ افریدوں نے پوچھا۔ اب کیا ہے۔ کہا انھوں نے

برچھیوں کے پھل ہماری طرف سیدھے کر دیئے ہیں۔ کہا تم اسی طرح تیر مارے جاؤ۔ دو ہزار تیر پھر چلے۔ دشمن کو دروازوں پر سے ہٹا کر یہ لوگ مسجد میں در آئے۔ مسعود منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا۔ اور لوگوں کو جوش دلا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر غطفان نے اپنے لوگوں کو ابھارنا اور لڑنا شروع کیا' دو تین مصرعے اس نے پڑھے۔ جن کا یہ مطلب تھا۔ اے بنی تمیم مسجد کے مقصورہ کو گھیرے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ مسعود بھاگ کر ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔ غرض ان لوگوں نے مسعود کو منبر سے اتار کر قتل کر ڈالا۔ اشیم دروازہ مقصورہ کی طرف بھاگ نکلا۔ کسی نے برچھی ماردی۔ وہ دروازہ پر پڑی اشیم بچ گیا۔ اسی باب میں فرزوق نے کہا:

لـو ان اشيـم لـم يسبـق اسـنتـنـا و اخـطـا الـبـاب اذ نيـرا نـنـا تقدٌ

ترجمہ: ''ہم نے جب آتش جنگ مشتعل کی تھی۔ اس وقت اشیم ہماری برچھیوں سے نہ بچ گیا ہوتا اور مقصورہ مسجد کے دروازہ کو نہ پا گیا ہوتا۔

اذا لـصـاحـب مسـعـوداً و صـاحـبـه' و قـد تهـا فتت الاعـفـاج والكبد

ترجمہ: تو پھر بھی وہ مسعود کے ساتھ چلا گیا ہوتا اور جگر و دل کے ٹکڑے اڑ گئے ہوتے''۔

مسعود کا قتل:

واقعہ شوال کی پہلی تاریخ ۶۴ھ میں ہوا۔ بعض لوگ ازد کے گھروں کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ ادھر سے مسعود آیا تھا۔ جیسے پرندہ آتا تھا۔ نقش و نگار لگائے ہوئے دیبائے زرد کی قبا پہنے ہوئے۔ قبا میں کچھ سیاہی لگی ہوئی تھی۔ سنت کا حکم دیتا تھا۔ فتنہ سے روکتا تھا۔[1] لوگ کہتے تھے چاند کو دیکھو چاند کو دیکھو۔ ایک ساعت نہ گذری ہوگی کہ ان کا چاند گہنا گیا۔ پھر بنی تمیم کے گھروں کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے دیکھو لوگ اس طرف سے آ پڑے۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔

ابن زیاد کی روانگی شام:

لوگوں نے ابن زیاد سے آ کر کہا مسعود منبر پر چڑھ گیا۔[2] ابھی یہی باتیں تھیں۔ اور ابن زیاد دارالامارہ میں آنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ کہ اور کچھ لوگ آئے انھوں نے کہا۔ مسعود مارا گیا۔ یہ سنتے ہی ابن زیاد نے رکاب میں پاؤں ڈالا۔ اور شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ شوال ۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد قوم مضر کے کچھ لوگ مالک بن مسمع کی فکر میں نکلے۔ اسے اسی کے گھر میں محصور کر لیا اور گھر میں لگا دی۔ غطفان کبعی نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا۔

واصبـح ابـن مسـمـع مـحـصـورا يـبـغـى قـصـوراً دونـه و دورا

حتى شبينا حوله' سعيرا

ترجمہ: ''یعنی ابن مسمع محصور ہو کر کوشکوں اور مکانوں میں بھاگتا پھرا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے اس کے گرداگرد آگ کے شعلے بلند کر دیئے''۔

وافد بن خلیفہ کے اشعار:

ابن زیاد بھاگا تو لوگوں نے تعاقب کیا۔ وہ ہاتھ نہ لگا تو جو کچھ اس کا مال و متاع ہاتھ آیا لوٹ لائے۔ وافد بن خلیفہ نے اس باب میں کہا۔

یـا رب جـبـار شـديـد كـلـبـه، قـد صـار فيـنـا تـاجـه و سـلـبـه

ترجمہ: ''وہ ظالم جس کا بوڑھا پن حد سے گذر گیا تھا۔اس کا تاج اس کی لوٹ ہم کو مل گئی۔

مـنـهـم عبيـدالـلـه حيـن نسلبـه جيـاده و بـزه و نـنـهبـه

ترجمہ: عبیداللہ کو ہم نے لوٹ لیا۔اس کے راہواروں کو اس کی جامہ داروں کو تاراج کیا۔

يـوم الـتـقـى مـقـنـبـنـا و مـقـنـبـه لـو لـم يـنـج ابـن زيـاد هـربـه

ترجمہ: یہ اس دن کا ذکر ہے کہ ہمارا گلہ اس کے گلہ سے جا کر بھڑ گیا تھا۔کاش! کہ ابن زیاد اس طرح بھاگ کر بچ کر نہ گیا ہوتا''۔

جرہم عددی نے مسعود کے قتل پر ایک طولانی نظم لکھی اس میں کہتا ہے۔

و مـسـعـود ابـن عـمـر اذا اتـانـا صبـحـنـا حـد مـطـرور سـنـيـنـا

ترجمہ: ''مسعود جب ہماری طرف آیا ہے تو ہم نے اوپی ہوئی سنانوں کی اب سے صبوحی کی۔

رجـا الـتـاميـر مسعودٌ فـاصـحـى صـريـعًـا قـد ازرنـاه الـمـنـونـا

ترجمہ: مسعود اس امید میں آیا تھا کہ ابن زیاد کو امیر بصرہ بنا دے۔وہ خود ہی قتل ہو گیا۔ہم نے اسے موت کی صورت دکھا دی''۔

ایک روایت یہ ہے کہ مسعود نے قرہ کے ماتحت سو شخص قوم ازد کے دے کر ابن زیاد کے ساتھ کر دیا۔ان لوگوں نے اسے شام تک پہنچا دیا۔

یساف اور ابن زیاد کی گفتگو:

بعض روایتوں میں اتنا مضمون اور بڑھا ہوا ہے۔کہ ایک شب کا ذکر ہے کہ شام کے سفر میں ابن زیاد نے کہا کہ اونٹوں کی سواری سے میں اکتا گیا۔میرے لیے کوئی گدھا کس دو۔یساف یشکری نے گدھے پر چار جامہ ڈال دیا۔یساف کہتا ہے کہ ابن زیاد اس پر سوار ہوا۔دونوں پاؤں اس کے گویا زمین پر رگڑتے ہوئے جاتے تھے۔بڑی دیر تک سکوت کے عالم میں رہا۔میں نے اپنے دل میں کہا۔یہ شخص کل تک امیر عراق تھا۔آج اس وقت گدھے کی پیٹھ پر سو رہا ہے گر پڑے تو کیسی چوٹ آئے۔پھر میں نے یہ ارادہ کیا کہ اگر یہ سو رہا ہے تو میں اس کی نیند کو پریشان کروں گا۔یہ سوچ کر میں اس کے قریب گیا۔میں نے پوچھا کیا سو گئے۔کہا نہیں! میں نے کہا پھر یہ سکوت کیسا؟ کہا کچھ دل سے باتیں کر رہا تھا۔میں نے کہا میں بتا دوں کیا باتیں دل سے کر رہے تھے۔کہا تجھے واللہ ضرور بیان کر۔تو نہ تو سمجھ سکتا ہے۔نہ ٹھیک بیان کر سکتا ہے میں نے کہا تم دل میں یہ کہہ رہے تھے۔کاش! کہ حسین رضی اللہ عنہ کو میں نے قتل نہ کیا ہوتا۔کہا یہ بھی نہیں' میں نے کہا یہ کہہ رہے تھے کاش! کہ میں نے بیضا سے[1] تعلق نہ کیا ہوتا۔کہا یہ بھی نہیں' میں نے کہا یہ کہہ رہے تھے۔کاش! کہ دہقانوں کو میں نے حکومت نہ دی ہوتی۔کہا یہ بھی نہیں۔میں نے کہا یہ کہہ رہے تھے کاش! کہ میں نے اس سے زیادہ سخاوت کی ہوتی۔

---

[1] طبری کی عبارت ہے ليتـى ام اكـن بنيت البناء اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیضاء کوئی عمارت تھی اور ابن اثیر کی عبارت یہ ہے ليتـى ام اكـن لست البيضاء اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیضاء کوئی جاریہ تھی۔۱۲

ابن زیاد کا اپنے اعمال کا محاسبہ:

ابن زیاد نے کہا واللہ تو نے کوئی ٹھیک بات نہ کہی نہ کسی غلط گوئی سے پرہیز کیا۔ حسین رضی اللہ عنہ کا نام جو تو نے لیا تو سن وہ مجھے قتل کرنے آرہے تھے میں نے اپنے قتل ہونے سے ان کے قتل کرنے کو بہتر سمجھا۔ بیضا کو میں نے عبداللہ ثقفی سے مول لیا۔ یزید نے دس لاکھ میرے پاس روانہ کیے تھے۔ وہ میں نے اسی بیضاء پر لگا دیئے۔ اگر یہ دولت باقی رہ گئی تو میرے اہل کے پاس رہی۔ تباہ ہوگئی تو مجھے اس کا افسوس بھی نہیں۔ اس کے تلف ہونے سے مجھ پر کوئی الزام بھی نہیں۔ دہقانوں کو حکومت دینے کا یہ سبب ہوا۔ کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اور زاذان فروخ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے میری غیبت کی۔ دھان کی بھوسی تک کا ذکر کیا۔ دس کروڑ تک خراج بڑھوا دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ اختیار دیا۔ کہ یا تو معزول ہونا گوارا کروں یا تاوان دوں مجھے معزولی گوارا نہ ہوئی۔ اب یہ مشکل آ پڑی کہ اگر عرب میں سے کسی کو حاکم بناؤں اور وہ خراج میں نقصان پہنچائے۔ تو میں اس سے باز پرس کروں یا اس کی قوم کے رؤسا پر یا اس کی برادری والوں پر بار ڈالوں تو ان لوگوں کو مجھ سے ضرر پہنچے گا۔ اگر چھوڑ دوں تو خدا کے مال کو یہ جان بوجھ کر کہ کس کے ذمہ ہے کیونکر چھوڑ دوں۔ میں نے دہقانوں کو تم لوگوں سے بڑھ کر تحصیل خراج میں واقف کار تم سے بڑھ بڑھ کر امانت دار اور مطالبہ کے وقت تم سے بڑھ کر نرم و سہل پایا۔ پھر یہ بات بھی تو ہے کہ میں نے تم لوگوں کو ان کا نگران مقرر کر دیا تھا کہ وہ کسی پر ظلم نہ کرنے پائیں۔ سخی ہونے کا جو تم نے ذکر کیا تو واللہ میرے پاس کچھ مال ہی نہ تھا کہ میں سخاوت کرتا۔ ہاں یہ ہوتا کہ ایک کا مال لے کر دوسرے کو دے دیتا۔ لوگ کہتے' بڑا سخی ہے۔[1] یہ جو تم نے کہا کاش! جن لوگوں کو میں نے قتل کیا ہے نہ کیا ہوتا۔ سنو! واللہ کلمہ اخلاص کے بعد کوئی عمل جس سے زیادہ تر قرابت خدا حاصل ہو میں نے نہیں کیا سوا اس کے کہ جن لوگوں کو خوارج میں سے میں نے قتل کیا میرے نزدیک وہ عمل خیر سب سے بڑھ کر ہے۔

ابن زیاد کی تمنا:

لو اب میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ میں کیا باتیں دل ہی دل میں کر رہا تھا۔ سنو! میں دل ہی دل میں یہ کہہ رہا تھا۔ کاش! کہ میں نے اہل بصرہ سے قتال کیا ہوتا۔ انھوں نے تو اپنی خوشی سے مجھ سے بیعت کی تھی ان پر جبر کس نے کیا تھا اور بخدا مجھے آرزو تھی کہ میں لڑوں لیکن میرے بھائیوں نے نہ مانا انہوں نے کہا اگر تم لڑے اور ان کو غلبہ ہوا تو ہم میں سے ایک کو جیتا نہ چھوڑیں گے۔ تم ان کو یوں نہیں چھوڑ دو گے۔ تو ہم سے ایک ایک شخص اپنی اپنی ننھیال یا سسرال والوں میں جا کر چھپ رہے گا۔ ان کے اس کہنے پر مجھے ترس آ گیا اور قتال سے باز آیا۔ میں دل میں یہ کہہ رہا تھا کاش! میں نے قید خانہ میں سے سب قیدیوں کو نکلوا کر سب کی گردنیں ماری ہوتیں۔ جب یہ دونوں باتیں نہ ہوئیں تو کاش! میں شام میں اس وقت پہنچ جاؤں کہ امر خلافت کا کچھ فیصلہ نہ ہوا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ شام میں ایسے ہی وقت پہنچا کہ کچھ فیصلہ نہ ہوا تھا اور وہاں کے سب لوگ اس کے سامنے بیچ تھے۔ بعض کہتے ہیں وہاں یکسوئی ہو چکی تھی۔ جب یہ پہنچا تو اس نے پھر اختلاف ڈال دیا اور اپنی رائے کی طرف سب کو مائل کر لیا۔

---

[1] اس کے بعد یہ فقرہ ہے و لكنى عممتكم و كان عندى الفع لكم. ابن اثیر نے یہ فقرہ بھی چھوڑ دیا۔ ۱۲

عمرو بن حریث امیر کوفہ:

زیاد اور اس کا بیٹا پہلے دو شخص ہیں جو بصرہ اور کوفہ دونوں شہروں کے حاکم تھے۔ ان دونوں نے تیرہ ہزار خوارج کو قتل کیا۔ ان میں سے چار ہزار شخص ابن زیاد کی قید میں تھے۔ یزید کے ہلاک ہونے کے بعد اس نے خطبہ اہل بصرہ میں پڑھا۔ کہا جس کی طاعت کے لیے ہم قتال کرتے تھے وہ تو مر گیا۔ اب تم لوگ اگر اپنا امیر مجھے کرو گے۔ تو تمہارے لیے خراج میں تحصیل کروں گا۔ اور تمہارے دشمن سے قتال میں کروں گا۔ اور مقاتل بن مسمع اور سعید بن قرحا کو کوفہ میں اس نے بھیجا اور اہل کوفہ سے بھی یہی پیام کہلا بھیجا۔ اس وقت اس کی طرف سے عمر بن حریث کوفہ میں اس نے بھیجا اور اہل کوفہ سے بھی یہی پیام کہلا بھیجا۔ اس وقت اس کی طرف سے عمرا بن حریث کوفہ میں امیر تھا۔ دونوں نے اہل کوفہ کے سامنے جب یہ تقریر کی تو یزید شیبانی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا شکر ہے خدا کا کہ اس نے پسر سمیہ کے ہاتھ سے ہمیں چھڑایا۔ اب تو ہرگز نہیں ہونے کا۔ یہ سن کر عمرو نے اس کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ گردن میں ہاتھ دیا گیا۔ اور قید خانہ کی طرف اسے لے جانے لگے۔ قوم بکر نے دشمنوں کے ہاتھ سے اسے بچالیا۔ یزید ڈرا ہوا اپنی برادری والوں میں چلا گیا۔

عمرو بن حریث کی اہانت:

یہاں محمد بن اشعث نے اس سے کہلا بھیجا۔ تم اپنی رائے پر قائم رہنا۔ اور جابجا سے یہی پیام اس کے پاس آیا۔ عمرو جو خطبہ پڑھنے کو منبر پر گیا۔ تو اس پر ڈھیلے آنے لگے۔ وہ اپنے گھر میں چلا گیا۔ مسجد میں لوگوں نے ہجوم کیا کہ ہم کسی کو اپنا امیر مقرر کریں گے۔ فقط اتنے دنوں کے واسطے جتنے دنوں میں سب لوگ کسی خلیفہ پر اتفاق کریں گے۔ غرض عمرو[1] بن سعید کو سب نے امیر مقرر کر لیا اور ہمدان کی عورتیں قتل حسین رضی اللہ عنہ پر گریہ وزاری کرتی ہوئی آئیں اور ان کے مرد تلواریں باندھے ہوئے منبر کے گرد جمع ہو گئے۔ اس پر ابن اشعث نے کہا۔ ہم لوگ کچھ اور ہی حالت میں تھے اب کچھ اور ہو گیا۔ بنی کندہ سب عمرو بن سعید کے ننھیال والے تھے۔ وہ ابن سعید کا استحکام چاہتے تھے۔ یہ لوگ عامر بن مسعود کے پاس جمع ہوئے۔ اور سب نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ حال لکھ کر بھیجا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے مستقل امیر بنا دیا۔

کوفہ میں ابن زیاد کی مخالفت:

یہ بھی روایت ہے کہ عمرو بن حریث نے ان لوگوں کو جمع کر کے یہ چاہا۔ کہ جس طرح بصرہ والوں نے ابن زیاد کو اپنا امیر بنا لیا ہے۔ اسی طرح اہل کوفہ بھی بالفعل اسی کو اپنا امیر بنالیں۔ ابن زیاد نے جن دو شخصوں کو اس کام کے لیے بصرہ سے بھیجا تھا۔ ان دونوں نے بھی اہل کوفہ کے سامنے تقریر کی۔ یزید بن حارث پہلا شخص تھا جس نے ان دونوں کو سنگریزے اٹھا کر مارا۔ یزید کے بعد پھر سب لوگوں نے سنگریزے انھیں مارے۔ یزید نے کہا ہم اور پسر مرجانہ سے بیعت کریں۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ یزید کے اس فعل نے تمام شہر کی نظر میں اس کی وقعت وعزت بڑھادی۔ یہ دونوں شخص کوفہ سے جب بصرہ گئے اور اہل بصرہ سے یہاں جو ماجرا گذرا تھا بیان کیا۔ تو سب کہنے لگے۔ کوفہ والوں نے تو اسے معزول کر دیا اور تم اسے اہل بصرہ میں سے بیعت کرو اور اسے اپنا امیر بناؤ۔ بس لوگ ابن

---

[1] ابن اثیر نے عمرو بن سعید لکھا ہے ایک نسخہ طبری کا بھی یہی ہے۔ ۱۲ ع۔ ح

زیاد کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔

ابن زیاد کی سیاسی غلطی:

ابن زیاد سے بڑی چوک یہ ہوگئی۔ کہ اس نے ازد میں جا کر پناہ لی۔ مسعود بن عمرو ازدی نے اسے پناہ دی۔ یہ یزید کے مرنے کے بعد ۹۰ دن مسعود کے یہاں رہا۔ بعد کو شام کی طرف روانہ ہوگیا۔ چلتے چلتے مسعود کو بصرہ میں اپنا جانشین کر گیا۔ اس پر بنی تمیم وقیس نے کہا۔ ہم ہرگز رضا مند نہیں۔ ہم اسے درست نہیں سمجھتے۔ ہم اسی شخص کو اپنا امیر سمجھیں گے۔ جسے ہماری جماعت کے لوگ پسند کریں۔ مسعود نے جواب دیا۔ مجھے وہ اپنا جانشین کر گیا ہے۔ میں اس منصب کو نہیں چھوڑنے کا۔ اپنی قوم کو ساتھ لے کر نکلا اور دارالامارہ میں داخل ہوگیا۔ اب بنی تمیم احنف بن قیس کے پاس پہنچے۔ اسے مسعود کے استیصال پر آمادہ کیا۔ اسی زمانہ میں کچھ خوارج نہر اساورہ پر اترے ہوئے تھے۔ لوگ کہتے ہیں۔ احنف نے ان سے کہلا بھیجا کہ یہ شخص جو دارالامارہ میں داخل ہوگیا ہے۔ ہمارا بھی دشمن ہے تمہارا بھی ہے۔ پہلے تم اسی سے کیوں نہیں لڑ لیتے۔ بس خوارج کی ایک جماعت مسجد میں پہنچی۔ اس وقت مسعود منبر پر تھا۔ جو کوئی اس سے بیعت کرنے کو آتا تھا یہ بیعت لیتا تھا ایک نومسلم نے اسے تیر مار دیا۔ یہ شخص مسلم کہلاتا تھا۔ اہل فارس میں سے تھا۔ بصرہ میں آ کر مسلمان ہوا تھا۔ پھر خوارج میں مل گیا۔ اس کا تیر مسعود کے قلب پر لگا۔ اسے مار اتارا۔ اور خود نکل گیا۔

بنی تمیم اور بنی ازد کی جنگ:

لوگوں میں ہیجان پیدا ہوگیا کہ مسعود کو خوارج نے قتل کیا۔ قوم ازد خوارج سے لڑنے کو نکلی۔ ان میں سے اکثر کو قتل کیا زخمی کیا۔ بصرہ سے نکال دیا۔ پھر مسعود کو دفن کیا۔ اب لوگوں نے ان سے آ کر کہا کہ بنی تمیم تو یہ کہتے ہیں کہ مسعود کو انہیں نے قتل کیا ہے۔ ازدیوں نے لوگوں کو بنی تمیم کے پاس روانہ کیا کہ جا کر ان سے پوچھیں۔ جب وہاں گئے تو بعض لوگوں کو انھوں نے یہی دعویٰ کرتے سنا۔ اب تمام ازدی جمع ہو گئے۔ زیاد عتکی کو اپنا رئیس بنایا اور بنی تمیم سے لڑنے چلے۔ ان کے ساتھ مالک بن مسمع اور بکر بن وائل بھی تھے۔ اور بنی تمیم کے ساتھ بنی قیس بھی تھے۔ بنی تمیم اس وقت احنف کے پاس پہنچے کہ گھر سے نکلو۔ اس نے بہت کچھ ٹالنے کے بعد اپنا علم نکالا۔ بہت کشت وخون کے بعد۔

بنی تمیم اور بنی ازد کی مصالحت:

بنی تمیم نے کہا: اے گروہ ازد خدا سے ڈرو۔ یہ آپس کی خونریزی کب تک رہے گی۔ ہمارے تمہارے درمیان قرآن ہے۔ اور اہل اسلام میں سے جسے چاہو حکم مقرر کرو۔ اگر تم یہ ثابت کر دو کہ ہم نے تمہارے رئیس کو قتل کیا ہے۔ تو ہم میں سے بہترین قوم کو تم لے کر اپنے رئیس کے قصاص میں قتل کرو اور اگر اس بات پر کوئی دلیل پاس نہیں تو ہم حلف کرتے ہیں کہ واللہ ہم نے نہ اسے قتل کیا نہ کسی کو حکم دیا۔ ہم نہیں جانتے۔ تمہارے رئیس کو کس نے قتل کیا۔ اگر یہ بھی تمہیں منظور نہ ہو تو ہم سے خوں بہا اس کا ایک لاکھ درم لے لو۔ اس پر آپس میں صلح کی ٹھہری۔ احنف بزرگان مضر کو ساتھ لے کر عتکی کے پاس آیا اور کہا اے قوم ازد تم لوگ گھر میں ہمارے بھائی۔ میدان میں ہمارے مددگار ہو۔ ہم تمہارے در پر اس لیے آئے ہیں۔ کہ تمہارے اشتعال کو بجھائیں۔ تمہارے دل سے کینہ کو نکالیں۔ ہم تم کو اختیار دیتے ہیں کہ ہم لوگوں پر ہمارے مال پر جو حکم کرنا چاہو کرو۔ اپنے مال کا نقصان کسی طرح سے ہو ہم کو ناگوار نہ

ہوگا۔ کہ اس میں آپس میں صلح اور امن کی صورت پیدا ہوگی۔ قوم ازد نے جواب میں کہا ہمارے سردار کی دیت میں دس دیتیں تم دے سکتے ہو۔ کہا ہم نے دیں۔ اس پر صلح ہوگئی۔ سب لوگ میدان جنگ سے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

ہثیم بن اسود کے اشعار:

ہثیم بن اسود نے اس باب میں یہ شعر کہے:

اَعلی[1] بمسعودِ الناعی فقلت له' نعم الیمانی تحروًا علی الناعی

ترجمہ: ''سنانی لانے والے نے مسعود کی تعریف کی تو میں نے جرأت کر کے یہ کہا ہائے کیا اچھا مرد یمانی تھا۔

اونی ثمانین ما یستطیعه اَحَدٌ فتًی دعاه لراس العدّة الداعی

ترجمہ: اسی برس اس نے پورے کر دیئے جسے ہر ایک نہیں کر سکتا۔ جب میعاد عمر آخر ہوئی تو داعی اجل نے اسے پکارا۔

اوی[2] بن حرب و قد سدت مذ اهبه فا وسع السرب مده ای السیاع

ترجمہ: ابن زیاد بن ابی سفیان کو اس نے اس حالت میں پناہ دی۔ جب اس پر تمام راہیں بند تھیں۔ پھر کیسی کشادہ راہ اسے مل گئی''۔

حتی تورات به ارضٌ عامرها وکان ذانا صر فیها و اشیاع

ترجمہ: آخر اسے ایک سرزمین نے اور اس زمین کے مالک نے چھپا رکھا اور یہاں اس کے ناصر و مددگار پیدا ہوگئے۔

اور عبداللہ بن حر نے یہ اشعار کہے تھے۔

مازلت ارجوالازدحتی رایتها تقصر عن بنیانها المتطاول

ترجمہ: مجھے قوم ازد سے یہ امید نہ تھی کہ اپنی اصالحت کے غرور کو چھوڑ دیں گے۔

ایقتل مسعودٌ ولم یثارُوابه وصارت سیوف الازد مثل المناجل

ترجمہ: مسعود قتل کیا جائے اور یہ لوگ اس کا انتقام نہ لیں۔ ان کی تلواریں کیا کھرپیاں ہو کر رہ گئیں۔

و ما خیر عقل اورث الازد ذلة تسب به احیاء هم فی المحافل

ترجمہ: یہ کیسی عقل جس سے ذلت کا سامنا ہو اور محفلوں میں ان کو سب برا بھلا کہیں۔

علی انهم شمط کان لحاهم ثعالبُ فی اعناقهم[3] کا لجلاجل

ترجمہ: پھر لطف یہ کہ سب لوگ مسن ہیں۔ بڑی بڑی ڈاڑھیاں ان کی معلوم ہوتی ہیں۔ جیسے گھنٹیوں کی طرح ان کی گردن میں لومڑیاں بندھی ہوئی ہیں۔

---

۱ ابن اثیر نے یہ شعر چھوڑ دیئے ہیں۔ طبری مطبوعہ میں اعلیٰ بمسعود ہے مترجم اسے علی بمسعود پڑھتا ہے۔

۲ مطبوعہ نسخہ میں آری ابن حرب ہے مترجم اسے آری ابن حرب پڑھتا ہے۔۱۲ع۔ح

۳ نسخہ طبری میں فی اعناقها ہے مترجم نے اسے فی اعناقهم پڑھا ہے۔۱۲ع۔ح

امیر بصرہ حارث مخزومی:

اہل بصرہ نے مجتمع ہو کر نماز پڑھانے کے لیے عبدالملک بن عبداللہ کو پہلے اپنا امیر مقرر کیا۔ پھر مہینہ بھر کے بعد ببہ کو امیر بنایا۔ اس نے دو مہینے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد عمر بن معمر کو ان کا امیر کر کے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھیجا۔ وہ بھی مہینہ بھر رہا۔ پھر حارث مخزومی نے جسے قباح کہتے ہیں آ کر اسے بھی معزول کر دیا اور خود اس کی جگہ لی۔

عبدالملک بن عامر پر حملہ:

یہ بھی روایت ہے کہ لوگوں نے ببہ سے بیعت کی تو اس نے ہمیان بن عدی کو رئیس شرطہ مقرر کیا تھا۔ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص ببہ کے پاس اسی اثناء میں وارد ہوا تھا۔ ببہ نے ابن عدی کو حکم دیا۔ کہ اس سے قریب کسی جگہ پر اسے اتار دیں۔ زیاد کے غلام آزاد کا جس کا نام فیل تھا ایک گھر بنی سلیم میں تھا۔ ابن عدی نے ارادہ کیا کہ اسی گھر کو خالی کروا کر مدنی کو اتارے[1] بنی سلیم نے اس باب میں اس سے مزاحمت کی۔ اور کشت وخون کی نوبت پہنچی۔ ان لوگوں نے عبدالملک بن عامر سے فریاد کی۔ اس نے اپنے ملاحوں کو اور غلاموں کو مسلح کر کے بھیج دیا۔ انھوں نے ابن عدی کو وہاں سے نکال دیا اور اس گھر میں نہ آنے دیا۔ دوسرے دن عبدالملک دارالامارہ میں ببہ کے سلام کو آیا۔ ایک شخص بنی قیس کا اسے دروازہ پر ملا۔ عبدالملک کو ایک تمانچہ مارا۔ اس کے خادموں میں سے کچھ لوگوں نے قیس پر وار کیا اور اس کا ہاتھ اڑا دیا۔ عبدالملک غصہ میں بھرا ہوا ببہ کے دروازہ پر سے واپس آیا۔ اور تمام قوم مضر غضب ناک ہوگئی اور سب جمع ہو گئے۔

عبداللہ بن حارث ببہ کی خانہ نشینی:

قبیلہ بکر بن وائل اشیم کے پاس فریاد کرنے کو آئے۔ اشیم اٹھ کھڑا ہوا۔ مالک بن مسمع بھی اس کے ساتھ تھا۔ منبر پر جا کر اشیم نے کہا جس مضری کو پاؤ قتل کرو۔ بنی مسمع کا خیال ہے مالک جو اشیم کے ساتھ آیا تھا۔ رفع شر کے خیال سے آیا تھا وہ ہتھیار بھی لگائے ہوئے نہ تھا وہ تو چاہتا تھا کہ اشیم کو اس ارادہ سے باز رکھے۔ اس کے بعد قبیلہ بکر واپس تو ہوا مگر ان میں اور قوم مضر میں بیر پڑ گیا۔ قوم ازد نے اس بات کو غنیمت سمجھا انھوں نے قبیلہ بکر کے ساتھ حلف کر لیا اور مسعود کے ساتھ مسجد جامع میں آئے۔ اس وقت بنی تمیم نے احنف سے جا کر التجا کی اور اس نے اپنا عمامہ اتار کر ایک نیزہ پر باندھ دیا اور سلمہ بن ذویب کو یہ نشان دیا۔ اس کے آگے آگے قوم اساورہ کے لوگ چلے اس ہیات سے مسجد میں آئے۔ دیکھا کہ مسعود خطبہ پڑھ رہا ہے۔ منبر سے اتار کر اس کو قتل کیا۔ قوم ازد کہتی ہے کہ ازارقہ نے اسے قتل کیا۔ اسی بات پر فتنہ وفساد برپا ہوا۔ عمر بن معمر اور عبدالرحمٰن بن حارث نے ان لوگوں کے درمیان سفارت کی۔ آخر بنی ازد اس بات پر راضی ہو گئے کہ دس دیتیں لیں گے۔ ببہ خانہ نشین ہو گیا۔ دیندار شخص تھا۔ اس نے کہا۔ دوسروں کی اصلاح میں اپنے کو میں کیوں خراب کریں۔

امارت بصرہ پر عمرو بن معمر کا تقرر:

اہل بصرہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو سب حال لکھ بھیجا۔ انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ سب کو نماز پڑھایا کریں۔

---

[1] اس کے بعد کا فقرہ یہ ہے ابن اثیر نے اس روایت ہی کو چھوڑ دیا۔

غرض چالیس دن انھوں نے نماز پڑھائی۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عمر کو امیر بصرہ مقرر کر کے فرمان روانہ کیا۔ پیغامی یہ فرمان لے کر عمر کے پاس اس وقت پہنچا کہ عمرہ کے لیے نکل چکے تھے۔ انھوں نے عبیداللہ کے نام حکم بھیج دیا کہ نماز پڑھایا کرے۔ غرض عمر کے مکہ سے آنے تک عبیداللہ نے اہل بصرہ کو نماز حکم بھیج دیا کہ نماز پڑھایا کرے۔ غرض عمر کے مکہ سے آنے تک عبیداللہ نے اہل بصرہ کو نماز پڑھائی۔ ببہ کی امارت چار مہینہ تک بصرہ میں رہی۔ اسی زمانہ میں نافع بن ارزق نے اہواز کی طرف رخ کیا۔ لوگوں نے ببہ سے کہا کہ لوٹ مچی ہوئی ہے۔ عورت کو راستہ میں پکڑ لے جاتے ہیں۔ بے آبرو کرتے ہیں کوئی اسے نہیں بچاتا۔ کہا پھر تم کیا چاہتے ہو۔ کہا اپنی تلوار ان کے درمیان رکھ۔ اور ان لوگوں پر حملہ کر دے۔ کہا دوسروں کی اصلاح میں اپنے کو میں کیوں خراب کروں۔ او غلام میرا جوتا لا۔ جوتا پہنا اور گھر میں جا کر خانہ نشین ہو گیا۔ لوگوں نے عمر بن معمر کو خود اپنا امیر بنا لیا۔ ببہ جس زمانہ میں امیر تھا۔ طاعون آ گیا۔ اس کی ماں مر گئی تو اٹھانے والے بصرہ میں نہ ملے۔ آخر چار نو مسلموں کو مزدوری دے کر اس کی لاش اٹھوائی۔

عبداللہ بن حارث ببہ کی گرفتاری:

ببہ نے اپنی امارت میں بیت المال سے چالیس ہزار لے کر ایک شخص کے پاس رکھوا دیئے تھے۔ عمر بن معمر جب امیر بصرہ ہو کر آیا۔ تو اس نے ببہ کو گرفتار کیا اور قید کر لیا۔ اس کے غلام آزاد کو اسی مال کے باب میں مبتلائے عذاب بھی کیا۔ آخر اس سے تاوان لیا۔ ایک شخص نے ببہ سے پوچھا کہ اپنی امارت کے زمانہ میں خون سے تم بچے رہے۔ لیکن مال سے نہ بچ سکے۔ اس نے کہا خون میں جیسا گناہ ہے ویسا مال میں نہیں ہے۔ اہل کوفہ نے ابن زیاد کے دونوں سفیروں کو جب کوفہ سے نکال دیا تو سب نے باتفاق عامر بن مسعود قرشی کو نماز پڑھانے کے لیے اس وقت تک کہ خلافت کا کوئی فیصلہ ہو مقرر کر لیا تھا۔ یزید کے مرنے کے بعد تین مہینے تک یہ شخص خدمت پر رہا۔ لوگ اسے پشت قامت ہونے کے سبب سید حروجہ الجعل[1] کہتے تھے۔ ابن ہمام سلولی نے اس کے باب میں ایک شعر کہا تھا۔

اشدد یدیك بزید ان ظفرت بہ   و اسف الارامل من دحروجة الجعل

ترجمہ: ''اگر یزید تجھے مل جائے تو اس سے ترسل کر اور اس گوبر کے گیند کی طرف سے بیواؤں کے دل کو ٹھنڈا کر''۔

پھر عبداللہ بن یزید نماز پڑھانے پر اور ابراہیم خراج پر مقرر رہا۔ اس وقت کوفہ بصرہ اور قبلہ کی جانب کے عرب اور اہل شام و اہل جزیرہ اردن کے سوا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاعت میں آ گئے تھے۔

ابن زیاد کی شام میں آمد:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جب بیعت ہوئی تو انھوں نے عبیدہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا اور عبدالرحمٰن فہری کو مصر کا حاکم مقرر کیا۔ اور بنی امیہ اور مروان بن حکم کو شام کی طرف نکال دیا۔ عبدالملک اس زمانہ میں اٹھارہ برس کا تھا۔ حصین بن نمیر وغیرہ جب شام میں آئے ہیں۔ تو ابن نمیر نے مروان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا سارا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ آؤ میں تم سے بیعت کروں۔ مروان نے انکار کیا تو اس نے اس سے اور تمام بنی امیہ سے کہا۔ تم لوگوں کے معاملے میں بڑی الجھن پڑ گئی ہے۔ اپنے معاملات کو درست کرو۔ ایسا نہ ہو

---

[1] گوبر کا کیڑا جو گوبر کا گیند بناتا ہے اس گیند کی پھبھی اس پر کہی تھی۔ ۱۲۔ ع ح

کہ اب تمہارا شام کا ملک بھی قبضہ سے نکل جائے اور ایک آفت عظیم برپا ہو۔ مروان کی یہ رائے ہوگئی تھی کہ وہاں سے روانہ ہوکر ابن زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس جائے اور ان سے بیعت کر لے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہا کی بیعت سے ابن زیاد کی مخالفت:

اس اثناء میں ابن زیاد وہاں وارد ہوا۔ تمام بنی امیہ اس کے گرد جمع ہو گئے اسے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ مروان کیا سوچے ہوئے ہے۔ اب اس نے مروان سے کہا۔ تم نے جو ارادہ کیا ہے۔ اس سے شرم نہیں آتی۔ تم بزرگ قریش اور سردار قوم ہوکر کیا کیا چاہتے ہو۔ مروان نے کہا ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ غرض تمام بنی امیہ اور ان کے موالی اس کے ساتھ ہو گئے۔ اہل یمن بھی جمع ہو کر ساتھ ہوئے۔ مروان یہ کہتا ہوا روانہ ہوا کہ ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ یہ سب دمشق میں داخل ہوئے یہاں ضحاک بن قیس فہری سے اہل شہر اس بات پر بیعت کر چکے تھے کہ جب تک امت میں اجتماع و اتفاق کی صورت پیدا ہو۔ وہی سب کو نماز پڑھایا کرے اور انتظام قائم رکھے۔

معاویہ بن یزید کی دست برداری:

یزید کے بعد اس کا بیٹا معاویہ امیر ہوا تو اس نے حکم دیا کہ شام میں الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا کر دی جائے۔ سب جمع ہوئے تو اس نے کہا: میں نے تم پر حکومت کرنے کے باب میں فکر کی تو معلوم ہوا کہ یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا اب میں نے چاہا کہ کوئی شخص تمہارے لیے ایسا ڈھونڈوں۔ جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مل گئے تھے۔ مجھے کوئی ایسا شخص بھی نہ ملا۔ پھر میں نے چاہا کہ تمہارے لیے شوریٰ کرنے کو ایسے چھ شخص ڈھونڈوں۔ جیسے عمر رضی اللہ عنہ کو مل گئے تھے۔ ایسے لوگ بھی مجھے نہ ملے۔ اب تم کو اختیار ہے۔ جسے چاہو اسے اپنا امیر بنالو۔ یہ کہہ کر معاویہ گھر میں گیا اور ایسا گیا کہ مر کر نکلا۔ بعض کہتے ہیں اسے زہر دے دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں چھری ماردی گئی۔

حسان بن مالک کی روانگی اردن:

عبیداللہ ابن زیاد جب دمشق میں آیا ہے تو یہاں ضحاک بن قیس حکومت کر رہا تھا۔ قنسرین میں زفر بن عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہا کے لیے بیعتیں لے رہا تھا۔ حمص میں نعمان بن بشیر انصاری ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکے تھے۔ فلسطین میں حسان بن مالک معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہا کے زمانہ سے اب تک حکومت کر رہا تھا وہ اہل فلسطین کا سردار تھا۔ اور بنی امیہ کا ہوا خواہ اس نے روح بن زنباع جذامی کو بلا کر کہا۔ میں تم کو فلسطین میں اپنا جانشین کیے جاتا ہوں۔ تم قبیلہ لخم و جذام میں رہنا۔ اہل فلسطین کے نگران کار ہو کر تم تنہا نہ رہو گے۔ اپنی قوم کے لوگوں کو ساتھ لے کر قتال بھی کر سکتے ہو۔ یہ کہہ کر حسان اردن کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں ناتل بن قیس نے روح کے مقابلہ میں خروج کیا۔ اسے فلسطین سے نکال کر خود متصرف ہو گیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہا کے لیے بیعتیں لینے لگا۔

بنی امیہ کی مدینہ سے جلاوطنی:

ابن زبیر رضی اللہ عنہا نے عامل مدینہ کو حکم بھیجا تھا کہ بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دے۔ یہ لوگ اپنے عیال واطفال کو لیے ہوئے شام میں آئے۔ یہاں مروان بھی موجود تھا اور سب لوگ دو فرقوں میں منقسم تھے۔ حسان اردن میں بنی امیہ کا ہوا خواہ تھا۔ اور ضحاک فہری دمشق میں ابن زبیر رضی اللہ عنہا کی طرف مائل تھا۔ حسان نے خطبہ میں کہا اے اہل اردن ابن زبیر رضی اللہ عنہا اور کشتگان حرہ کے باب میں تم کیا

چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ منافق ہے اور کشتگان حرہ جہنمی ہیں۔ اس نے اب پوچھا یزید کو اور اپنے ان کشتوں کو جو واقعہ حرہ میں قتل ہوئے ہیں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا یزید حق پر تھا۔ اور ہماری طرف کے سب کشتے بہشت میں ہیں۔ یہ سن کر حسان نے کہا۔ سنو! اگر یزید اپنی زندگی میں دین حق پر تھا تو اپنے مرنے کے بعد بھی یزید اور اس کے شیعہ حق پر ہیں۔ اور اگر ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور اس کے شیعہ اس زمانہ میں گمراہ تھے تو اب بھی وہ سب گمراہ ہیں سب نے حسان سے کہا تم سچ کہتے ہو۔ ہم سب تم سے اس بات پر بیعت کرنے کو موجود ہیں کہ جو تمہاری مخالفت اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرے گا۔ اس سے ہم لوگ قتال کریں گے۔ ہاں یزید کے ان دونوں چھوکروں سے یعنی عبداللہ و خالد سے ہم بیزار ہیں۔ یہ ابھی کم سن ہیں۔ ہمیں یہ بات مکروہ معلوم ہوتی ہے کہ اور لوگ تو کسی مرد مسن کو ہمارے مقابلہ میں لائیں اور ہم ایک چھوکرے کو اس کے سامنے کھڑا کریں۔

حسان بن مالک کا خط بنام ضحاک بن قیس:

ضحاک بن قیس تو دمشق میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف مائل تھا۔ مگر اس بات کو ظاہر نہیں کرتا تھا۔ بنی امیہ میں وہ گھرا ہوا تھا۔ جو کچھ کرتا تھا پوشیدہ طور سے کرتا تھا یہ خبر حسان کو ہوئی۔ اس نے ضحاک کو ایک رقعہ لکھا۔ اس میں بنی امیہ کے حق کو بہت بڑھا کر ظاہر کیا۔ اور جماعت میں شامل رہنے اور اطاعت کو لازم کرنے پر بہت زور دیا۔ اور بنی امیہ نے امر خلافت میں جو جو کوششیں کیں اور خود حسان کے ساتھ جو جو سلوک کیے تھے وہ یاد دلائے۔ اور اس سے بنی امیہ کی اطاعت کو اختیار کر لینے کی درخواست کی۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مذمت لکھی اور گالیاں دیں اور منافق کہا کہ اس نے خلفاء میں سے دو شخصوں کو خلافت سے معزول کیا۔ اور حسان کو یہ بھی لکھا کہ میرا یہ رقعہ سب لوگوں کو پڑھ کر سنا دینا اور بنی کلب میں سے ایک شخص ناغضہ کو بلا کر یہ رقعہ دیا اور ضحاک کے پاس روانہ کیا۔ اور ایک نقل اس رقعہ کی اتار کر ناغضہ کو دے دی کہ اگر ضحاک اس رقعہ کو سب لوگوں کے سامنے نہ پڑھے۔ تو تم خود کھڑے ہو جانا۔ اور یہ رقعہ سب کو پڑھ کر سنا دینا۔ اور بنی امیہ کو بھی ایک رقعہ اس مضمون کا حسان نے لکھا۔ کہ اس صحبت میں سب ضرور شریک ہوں۔ غرض ناغضہ رقعہ لے کر ضحاک کے پاس پہنچا۔ اس کا رقعہ اسے دے دیا۔ بنی امیہ کے نام جو رقعہ تھا وہ بنی امیہ کو پہنچا دیا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

جمعہ کا دن ہوا تو ضحاک منبر پر گیا۔ ناغضہ نے کھڑے ہو کر کہا آپ سلامت رہیں۔ حسان کا رقعہ سب کو پڑھ کر سنا دیجیے۔ ضحاک نے کہا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ تو گیا مگر پھر اٹھا۔ اس نے پھر کہا کہ بیٹھو۔ تیسری دفعہ پھر اٹھا۔ اس نے پھر کہا کہ بیٹھو۔ ناغضہ نے جب یہ دیکھا کہ وہ رقعہ کو نہیں پڑھتا تو اس کے پاس جو نقل موجود تھی وہ نکال کر سب کو سنا دی۔ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے اٹھ کر حسان کے قول کی تائید کی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ کاذب ہے۔ یزید بن غسانی نے اٹھ کر حسان کی تائید کی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ سفیان بن کلبی نے اٹھ کر حسان کی تائید کی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ عمرو بن حکمی نے اٹھ کر حسان کو گالیاں دیں اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ستائش کی۔ انہیں لوگوں کی پیروی میں اور لوگ بھی باہم گر اختلاف کرنے لگے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مخالفین کی گرفتاری:

ضحاک نے ان تینوں شخصوں کو جنہوں حسان کی تائید کی تھی۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی تھیں یعنی ولید و یزید و سفیان کو قید کرنے کا حکم دیا۔ وہ تو قید کر لیے گئے۔ لوگوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ بنی کلب عمرو بن حکمی پر جا پڑے اسے مارا پیٹا جلایا

کپڑے اس کے پھاڑ ڈالے۔ خالد بن یزید اٹھا اور منبر کے دو زینوں پر چڑھ گیا۔ ابھی وہ لڑکا تھا اور ضحاک بھی منبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مختصر سے دو کلمے کہے جو کسی نے کبھی سنے نہ ہوں گے اور لوگوں کے شور وشغف کو موقوف کر دیا۔ ضحاک نے منبر سے اتر کر نماز جمعہ پڑھائی اور محل میں داخل ہوگیا۔ اب بنی کلب آئے۔ اور سفیان کو قید سے چھڑا لے گئے۔ بنی غسان آئے وہ یزید کو چھڑا لے گئے۔ ولید نے کہا اگر میں کلب وغسان سے ہوتا تو میں بھی رہا ہوگیا ہوتا۔ یزید کے دونوں بیٹے عبداللہ و خالد اور ان کی ننھیال کے لوگ بنی کلب میں سے ان کے ساتھ آئے اور ولید کو بھی زندان سے نکال لے گئے۔ اہل شام اس دن کو جیرونؔ[1] کا واقعہ اولیٰ کہتے ہیں۔ یہ سب لوگ دمشق ہی میں ٹھہرے رہے۔

بنی قیس اور بنی کلب میں تصادم:

ضحاک ایک دفعہ مسجد دمشق میں آ کر بیٹھا۔ یزید کا ذکر کر کے اس کی مذمت کرنے لگا۔ سن کر ایک نوجوان قبیلہ کلب کا عصا لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ضحاک کو مارا۔ لوگ تلواریں لگائے ہوئے وہیں بیٹھے تھے۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ مسجد میں تلوار چل گئی۔ بنی قیس تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ضحاک کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ اور بنی کلب خاندان امیہ خصوصاً خالد بن یزید کے لیے لڑ رہے تھے اور یزید کی حمایت کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر ضحاک دارالامارہ میں جا کر بیٹھ رہا۔ صبح کو نماز پڑھانے کے لیے بھی نہ نکلا۔ فوج میں بھی کچھ لوگ ایسے تھے جو بنی امیہ کی طرف مائل تھے۔ کچھ لوگ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہوا خواہ تھے۔ اس کے دوسرے دن ضحاک نے بنو امیہ کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آئے تو بہت معذرت کی۔ اور ان کے احسانات کا ذکر کیا جو اس کے ساتھ یا اس کے دوستوں کے ساتھ انھوں نے کیے تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ جو امر تم کو ناگوار ہو میں وہ کام کرنا نہیں چاہتا۔ تم لوگ حسان کو لکھو اور میں بھی لکھتا ہوں کہ وہ اردن سے روانہ ہو کر جابیہ تک آئے۔ یہاں سے ہم تم روانہ ہو کر اسی مقام میں اس سے مل جائیں گے۔ وہاں پہنچ کر تمہیں میں سے کسی کے ساتھ بیعت کر لیں گے۔ بنی امیہ اس بات پر راضی ہو گئے اور انھوں نے حسان کو لکھا ضحاک نے بھی یہی مضمون اسے لکھ بھیجا۔ لوگ جابیہ کی طرف روانہ ہونے لگے۔ بنی امیہ بھی روانہ ہوئے۔ بیرتین اڑتی ہوئی چلیں۔

ضحاک کی روانگی مرج راہط:

اسی اثناء میں ثور بن سلمی ضحاک کے پاس آیا اور کہا تم نے ہم سے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاعت پر بیعت لی اور خود اس بدوی کلبی کے ساتھ چلے کہ وہ اپنے بھتیجے خالد بن یزید کو خلیفہ بنا دے۔ ضحاک نے پوچھا پھر اب تمہاری کیا رائے ہے۔ ثور نے کہا ہمیں اب چھپانا نہیں چاہیے۔ کھل کر کہہ دینا چاہیے کہ ہم سب لوگوں کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس بات کے لیے قتال کرنے پر آمادہ ہیں۔ آخر ضحاک اپنے سب لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے واپس آیا اور مرج راہط کی طرف روانہ ہوا۔

مروان بن حکم کی بیعت:

محرم ۶۵ ھ میں مروان سے لوگوں نے بیعت کر لی اور وہ لشکر لے کر ضحاک سے لڑنے کو روانہ ہوا اور سب کو قتل کر ڈالا۔ قبیلہ

---

[1] جیرون دمشق کے ایک مقام کا نام ہے وہ نزہت گاہ امام تھا۔ ابوقطیفہ اموی کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب مکہ سے نکال دیا تو وہ دمشق میں چلا آیا تھا یہاں یادوطن اسے ستاتی تھی تو اس نے یہ شعر کہا۔

قیس کے اتنے لوگ مرج راہط کی لڑائی میں قتل ہوئے کہ کسی معرکہ میں کبھی اس قدر کشت وخون نہیں ہوا۔ اکثر لوگوں نے یہی لکھا ہے کہ مرج راہط میں ضحاک و مروان میں جو معرکہ قتال ہوا وہ ۶۴ھ میں ہوا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ اہل اردن وغیرہ نے مروان سے کہا کہ تو شیخ بزرگ ہے اور ابن یزید لڑکا ہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ ادھیڑ ہو چکا ہے۔ فولاد کو فولاد ہی کاٹتا ہے۔ یزید کے چھوکرے کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نہ کھڑا کر تو خود خم ٹھونک کر اس سے مقابلہ کرنے کو ڈٹ جا۔ لا ہاتھ لا ہم سب تجھ سے بیعت کرنے پر مستعد ہیں مروان نے ہاتھ پھیلا دیا۔ سب نے بیعت کر لی۔ یہ بیعت بدھ کے دن ذی قعدہ کی تیسری تاریخ ۶۴ھ میں مقام جابیہ میں واقع ہوئی۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے ضحاک کی بیعت:

ضحاک کو جب یہ خبر پہنچی کہ مروان سے لوگوں نے خلافت کی بیعت کر لی۔ تو اس کے ساتھ جتنے لوگ تھے۔ ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے اس نے بیعت لی اور ضحاک و مروان دونوں ایک دوسرے سے قتال کرنے کو روانہ ہوئے۔ ان دونوں فرقوں میں بہت بڑی کشت وخون ہوئی۔ ضحاک اور اس کے اصحاب سب قتل ہو گئے عبدالرحمٰن بن ضحاک ایک نوجوان شخص تھا۔ جب یہ مدینہ کا حاکم ہو کر آیا ہے تو اس نے ایک دن ذکر کیا۔ کہ ضحاک نے جو بنی قیس وغیرہ سے بیعت لی تھی۔ وہ اپنی خلافت کے لیے لی تھی۔ یہ سن کر زفر بن فہری نے کہا ہم بھی یہی جانتے ہیں اور یہی سنتے چلے آئے ہیں۔ لیکن زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد یہی کہتی ہے کہ ضحاک نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لی تھی اور اسی کی طاعت میں خروج کیا تھا اور کہتے ہیں کہ واللہ وہ باطل پر قتل ہوا۔ اس سے پیشتر ہی قریش نے اس سے بیعت کرنے کو کہا تھا۔ جب تو اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار کر دیا پھر مجبور ہو کر اسے یہی کرنا پڑا۔

افواج ضحاک کا مرج راہط میں اجتماع:

ضحاک نے جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لینا شروع کی تو دمشق کے سب لوگوں نے جو اہل یمن وغیرہ تھے اس سے بیعت کر لی تھی۔ بنی امیہ اور ان کے متبعین جابیہ میں چالیس دن تک حیان کے ساتھ نماز پڑھا گئے اور مشورہ کرتے رہے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ حمص میں اور زفر بن حارث قنسرین میں اور ناتل بن قیس فلسطین میں حاکم تھے۔ ان تینوں امیروں کو ضحاک نے کمک بھیجنے کے لیے لکھا تھا۔ نعمان رضی اللہ عنہ نے شرحبیل کو کمک کرنے کے واسطے روانہ کیا اور زفر و ناتل نے قنسرین اور فلسطین سے لوگوں کو روانہ کیا۔ یہ سب فوجیں ضحاک کے پاس مرج راہط میں جمع ہو گئی تھیں۔

مالک بن سکونی اور ابن نمیر میں اختلاف:

جابیہ میں یہ جھگڑا پڑا ہوا تھا کہ مالک بن سکونی تو یہ چاہتا تھا کہ یزید کا کوئی بیٹا خلیفہ ہو جائے۔ حصین بن نمیر چاہتا تھا کہ مروان کو خلافت ملے۔ مالک نے حصین سے کہا آؤ۔ ہم تم اس لڑکے سے بیعت کر لیں (یعنی خالد سے) اس کا باپ ہمارا عزیز ہے یہ ہمارا بھانجہ ہے اس کا باپ جیسی منزلت ہماری کرتا تھا۔ یہ اس سے خوب واقف ہے۔ تو یہ ہم کو سارے عرب کا حاکم بنا دے گا۔ حصین نے

---

۱ اس مقام پر یہ فقرہ ہے فقال مالك هذا و لم تر دی تهامة و لما يبلغ الحزام الطبيئين فقالوا مهلايا ابا سليمن .ابن اثیر نے ساری روایت لکھی ہے یہ ففقرہ درمیان کا چھوڑ دیا ہے۔ ع۔ح

کہا واللہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ عرب تو کسی شیخ بزرگ کو ہمارے روبرو لائیں۔ اور ہم ایک چھوکرے کو ان کے سامنے لے کر جائیں[1]۔ مالک نے کہا اگر تو نے مروان اور ان کے خاندان کو خلیفہ بنا دیا تو وہ لوگ تیری ذرا ذرا سی چیز پر حسد کریں گے۔ یہ تیرا کوڑہ یہ جوتے کا تسمہ تک نہ دیکھ سکیں گے۔ کسی درخت کی چھاؤں میں تیرا بیٹھنا بھی انھیں گوارا نہ ہوگا۔ مروان ایک بڑے خاندان کا باپ ہے۔ بڑے خاندان کا بھائی' بڑے خاندان کا چچا ہے اس سے بیعت کر کے سارے خاندان کے غلام تم بن جاؤ گے۔ تمہیں چاہیے کہ اپنے بھانجا خالد سے بیعت کرلو۔ حصین نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے اور جتنے لوگ خلافت کی ہوس رکھتے ہیں یہ سب چاہتے ہیں کہ قندیل کو پکڑ لیں اور نہیں پا سکتے۔ مروان بڑھتا ہے اور قندیل کو پا جاتا ہے واللہ! ہم تو اسی کو خلیفہ بنائیں گے[1]۔

روح بن زنباع کی ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف تقریر:

جب مروان کی بیعت پر سب کی رائے ہوگئی تو روح بن زنباع کھڑا ہوا۔ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا ایہا الناس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تم واقف ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے ان کا مشرف ہونا۔ ان کا اسلام میں سابق ہونا تم کو معلوم ہے جو کچھ ان کی نسبت تمہیں معلوم ہے وہ ایسے ہی ہیں۔ لیکن وہ ایک مرد ضعیف ہیں اور امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر ضعیف نہیں ہوسکتا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے باب میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں اور جس جس وصف کا ان کے لیے دعویٰ کرتے ہیں واللہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔ وہ زبیر رضی اللہ عنہ حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ذات النطاقین کے فرزند ہیں اور ان میں اب بھی جو فضیلت ان کی تم بیان کرتے ہو موجود ہے لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہما منافق ہیں۔ انھوں نے خلفاء میں سے دو شخصوں کو چھوڑ دیا۔ ایک یزید دوسرے ان کے بیٹے معاویہ کو۔ اس کے علاوہ انھوں نے خونریزی کی' مسلمانوں میں اختلاف ڈالا۔ اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر منافق نہیں ہوسکتا۔ مروان کو جو پوچھو۔ تو واللہ! اسلام میں کبھی ایسا کوئی رخنہ نہیں پڑا۔ جسے اس نے بند کیا ہو۔ یہ وہ شخص ہے کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یوم الدار میں اس نے قتال کیا یہ وہ شخص ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل میں قتال کیا۔

خالد بن یزید کی ولی عہدی:

ہماری رائے سب لوگوں کے لیے یہ ہے کہ بزرگ قوم (یعنی مروان) سے بیعت کرلیں اور کم سن لوگوں کو (یعنی خالد) نائب قرار دیں۔ غرض بیعت کرنے پر سب نے اتفاق کیا۔ اس ترتیب سے کہ پہلے مروان خلیفہ ہو۔ پھر خالد عمرو بن سعید' اور دمشق کا امیر عمرو بن سعید رہے گا اور حمص کا خالد حکمران رہے گا۔ اب حسان نے خالد کو بلا کر کہا پیارے بھانجے تیرے کمسن ہونے کے سبب سے لوگوں نے تیری خلافت کو پسند نہیں کیا۔ میں امر خلافت تیرے اور تیرے خاندان کے سوا کسی کے لیے نہیں چاہتا۔ میں مروان سے بیعت کروں گا بھی تو محض تم لوگوں کے خیال سے خالد نے کہا نہیں ہم لوگوں سے تم اکتا گئے۔ کہا واللہ میں اکتا نہیں گیا ہوں۔ لیکن مصلحت یہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ اس کے بعد حسان نے مروان کو بلا کر کہا اے مروان واللہ سب لوگ تو اس بات پر راضی

---

[1] یہاں کا یہ فقرہ بھی ابن اثیر نے چھوڑ دیا ہے۔ فقال له ملك و يحك يا حصين اتبايع لمروان و آل مروان و انت تعلم انهم اهل بيت من قيس.

نہیں ہیں کہ تجھ سے بیعت کریں۔ مروان نے جواب دیا اگر خدا کو منظور ہے کہ مجھی کو خلافت نصیب ہو تو خلق خدا میں سے کوئی روک نہیں سکتا۔ اگر خدا ہی کو یہ منظور نہیں ہے تو خلق خدا میں سے کوئی مجھے خلافت دلا نہیں سکتا۔ حسان نے کہا یہ تو تم نے سچ کہا یہ کہہ کر منبر پر گیا اور کہا ایہا الناس ان شاء اللہ پنجشنبہ کے دن ہم لوگ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں گے۔ پنج شنبہ کا دن آیا تو مروان سے سب نے بیعت کر لی۔

یزید بن غسان کا دمشق پر قبضہ:

اور مروان لوگوں کو ساتھ لے کر جابیہ سے روانہ ہوا اور مرج راہط میں جا کر ضحاک کے مقابلہ میں اترا۔ مروان کے ساتھ کلب و سکاسک و سکون و غسان اور حسان کے لوگ اس کے علاوہ تھے۔ عمرو بن سعید لشکر کے میمنہ پر تھا اور ابن زیاد میسرہ پر۔ یزید بن غسان جابیہ کے شورے میں شریک نہیں ہوا وہ دمشق میں چھپا بیٹھا رہا۔ مروان جب مرج راہط میں پہنچا تو اس نے اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر اہل دمشق پر حملہ کر دیا۔ شہر پر قبضہ کر لیا۔ ضحاک کے عامل کو وہاں سے نکال دیا۔ خزانوں پر اور بیت المال پر قابض ہو گیا۔ مروان کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور مال و اسباب و سلاح سے اس کو مدد پہنچائی۔ بنی امیہ کی فتوحات میں یہ پہلی فتح تھی۔

معرکہ مرج راہط:

مروان بیس دن تک ضحاک سے لڑتا رہا۔ اس کے بعد ضحاک قتل ہوا اور ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ ضحاک کے ساتھ اسی شخص روسائے شام کے مارے گئے۔ جو صاحب قطیفہ[1] تھے اور جو شخص صاحب قطیفہ ہوتا تھا۔ اس کا وظیفہ دو ہزار مقرر تھا۔ اس جنگ میں اہل شام بہت قتل ہوئے۔ کسی واقعہ میں اس طرح کبھی قتل نہیں ہوئے تھے اور تمام قبیلوں کے لوگ اس میں شامل تھے۔ ضحاک کے ساتھ ایک شیخ بنی کلب کا مالک بن یزید بھی قتل ہوا۔ قضاعہ کا علمدار بھی قتل ہوا۔ قضاعہ کی جمعیت شام میں جب داخل ہوئی تھی تو یہی شخص اس دن علم لیے ہوئے تھا۔ ثور بن سلمی جس نے ضحاک کی رائے بدل دی تھی' اسی جنگ میں مارا گیا۔ ایک شخص کلبی ضحاک کا سر لے کر مروان کے پاس آیا تو اسے برا معلوم ہوا۔ کہنے لگا جب عمر گذر گئی استخواں چور ہو گئے۔ چراغ سحری ہو گیا تو میں فوجیں لڑانے کو اٹھا۔ اور ایک دن کسی کی لاش پر اس کا گذر ا ہوا تو یہ شعر پڑھا۔

وما ضرهم غير حين النفوس اي اميرئ قريش غلب

ترجمہ: ''جان تو جاتی رہی اب انہیں کچھ پرواہ نہیں کہ دو امیروں میں کسے غلبہ ہوا۔ اب کوئی ان کا کیا کر سکتا ہے''۔

جب مروان سے بیعت ہوئی اور اس نے خلافت کا دعویٰ کیا تو یہ شعر کہے۔

لما رايت الامر امرانهبا سيرت غسان لهم و كلبا

ترجمہ: ''جب میں نے دیکھا کہ امر خلافت میں لوٹ مار ہو رہی ہے تو میں نے مخالفوں کے مقابلہ میں قوم غسان و بنی کلب کو مہیا کیا۔

---

[1] قطیفہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جس میں روئیں ابھرے ہوئے ہوں۔ ظن غالب ہے کہ امرائے شام کو وضع میں اس قسم کے کپڑے کو اوڑھنا یا بچھانا داخل تھا۔ گویا یہ لوگ صاحب خلعت یا صاحب مسند تھے۔ ابن اثیر نے اس فقرہ کو چھوڑ دیا ۱۲۔ ع۔ ح

والسکسکیین رجالا غلبا و طیئا تاباہ الا ضربا

ترجمہ: اور قوم سکسک کے قوی ہیکل سپاہیوں کو اور بنی طے کو جو ایسے ناگوار امور میں بغیر وار کیے نہیں رہتے۔

والقین تمشی فی الحدید نکبا و من تنوخ مشمخراً صعبا

ترجمہ: اور بنی قیس کو جو زرہ بکتر پہنے بانکپن سے چلتے ہیں اور قوم تنوح کو جو متکبر و سرکش ہیں۔

لا تاخذون الملك الاغصبا و ان دنت قیسٌ فقل لاقربا

ترجمہ: تم لوگ جس ملک کو لیتے ہو چھین کر لے لیتے ہو۔ اب اگر بنی قیس تمہارے قریب آئیں۔ تو ان سے کہہ دو کہ دور رہو''۔

ضحاک کا قتل:

جو شخص ضحاک کا سر لے کر مروان کے پاس آیا تھا کہتا ہے میں نے زحنہ بن کلبی کو دیکھا کہ جیسے لوگوں پر آگ برسا رہا ہے جس پر برچھی کا وار کیا اسے گرا دیا۔ جسے تلوار ماری بسمل کر دیا۔ اسی اثناء میں ضحاک نے اس سے مقابلہ کیا۔ زحنہ نے اسے بھی قتل کیا اور وہیں اسے چھوڑ دیا۔ میں اس کا سر لے کر مروان کے پاس پہنچا۔ پوچھا تو ہی نے اسے قتل کیا۔ میں نے کہا قتل تو اسے زحنہ نے کیا ہے۔ میرا سچ سچ کہہ دینا مروان کو اچھا معلوم ہوا۔ میرے لیے بھی اس نے انعام کا حکم دیا اور زحنہ کے ساتھ بھی احسان سے پیش آیا۔ مروان کا علم ابن کرہ اٹھائے ہوئے تھا۔ قتال کے وقت مروان اس کی پیٹھ میں نیام شمشیر سے ٹھوکے دیتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ نشان کو اور قریب لے جا۔ یہ لوگ جب تلوار کی آنچ پائیں گے تو اس طرح بھاگیں گے جس طرح اونٹ اور بھیڑیں چرواہے کے سامنے سے بھاگتی ہیں۔ مروان کے لشکر میں چھ ہزار سرباز تھے۔ سواروں کا افسر ابن زیاد تھا۔ پیادوں کا مالک بن ہبیرہ' بشر بن مروان بھی علم لیے ہوئے جنگ میں مصروف تھا اور کہتا جاتا تھا۔

ان علی الرئیس حقا حقا ان یخضب الصعد او تندقا

ترجمہ: ''سردار فوج کا کام یہ ہے کہ نیزہ کو خون سے رنگین کرتا رہے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے''۔

عبدالعزیز بن مروان کا خاتمہ:

عبدالعزیز بن مروان بھی اسی لڑائی میں مارا گیا۔ مروان نے خاندان محارب کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مروان کی طرف سے جنگ کر رہا تھا۔ اس کے علم کے نیچے تھوڑے ہی سے لوگ تھے۔ مروان نے کہا رحمت خدا ہو تجھ پر۔ تیرے ساتھ بہت کم لوگ ہیں تو اپنے اصحاب کے ساتھ جا کر مل جا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین ہماری مدد کے لیے ملائکہ ان لوگوں سے کہیں زیادہ ہیں جن کے ساتھ مل جانے کو تو ہم سے کہہ رہا ہے۔ اس بات سے مروان بہت خوش ہوا۔ ہنسنے لگا اور خود اس کے ساتھ جو سپاہی تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ اس کے ساتھ کر دیئے۔ مرج سے شکست کھا کر لوگ اپنے اپنے لشکر کی طرف بھاگے۔

حاکم حمص نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا قتل:

اہل حمص۔ حمص کی طرف گئے یہاں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ حاکم تھے۔ نعمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر جو معلوم ہوئی تو وہ راتوں رات اپنی بی بی نائلہ کلبیہ کو اور سب لڑکوں کو اور مال و متاع کو ساتھ لے کر بھاگ گئے۔ رات بھر مارے مارے پھرا کیے۔ اہل حمص صبح کو ان کی تلاش میں نکلے۔ عبداللہ بن کلائی نے انھیں ڈھونڈھ نکالا اور قتل کر ڈالا۔ ان کے سر کو اور ان کی زوجہ اور بچوں کو ساتھ لیے ہوئے آیا۔

اوران کی بیٹی ام ابان کی گود میں ان کا سر ڈال دیا۔ یہی ام ابان اس کے بعد حجاج بن یوسف کے پاس تھی۔ زوجہ نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سر مجھے دو اس سے زیادہ میں اس سر کی حق دار ہوں۔ غرض نائلہ کی گود میں نعمان رضی اللہ عنہ کا سر اس نے ڈال دیا۔ حمص میں ان سب کو لیے ہوئے کلائی جب پہنچا تو بنی کلب نائلہ کو اور اس کے بچوں کو آ کر لے گئے۔

زفر کا قرقیسیا کے قلعہ پر قبضہ:

زفر قنسرین سے بھاگ کر قرقیسیا کی طرف پہنچا۔ یہاں یزید کی طرف سے عیاض حاکم تھا۔ اس نے زفر کو قرقیسیا میں داخل نہ ہونے دیا۔ زفر نے بہت شدید قسمیں طلاق وعتاق کی کھا کر کہا۔ مجھے فقط یہاں حمام میں جانے کی اجازت دے دو۔ حمام میں سے نکل کر میں یہاں قیام نہ کروں گا۔ اجازت ملتے ہی قرقیسیا میں داخل ہو گیا۔ حمام میں گیا ہی نہیں' عیاض کو وہاں سے نکال کر خود وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ بنی قیس اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ناتل صاحب فلسطین میدان سے بھاگ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔

مصر میں مروان کی بیعت:

اب تمام اہل شام کا اتفاق مروان پر ہو گیا۔ وہ مرجع خلائق بن گیا۔ ملک شام میں اس نے اپنی طرف سے حکام مقرر کیے۔ شام کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ مصر میں آیا۔ حاکم یہاں کا ابن حجدم تھا اور وہ بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا تھا۔ مروان کے آنے کی خبر سن کر وہ بنی فہر کے کچھ لوگ ساتھ لے کر ادھر مروان کی طرف متوجہ ہوا۔ ادھر مروان نے عمرو بن سعید کو اس کے پیچھے پیچھے روانہ کیا۔ یہ مصر میں داخل ہوا اور منبر پر جا کر خطبہ پڑھا۔ لوگوں کو عمرو کے مصر میں داخل ہونے کا حال جو معلوم ہوا تو سب ابن حجدم کے ساتھ سے الگ ہو کر واپس چلے آئے۔ سب نے مروان کو اپنا امیر بنایا اور اس سے بیعت کر لی۔ مروان مصر سے دمشق کو واپس جا رہا تھا۔ قریب پہنچ کر یہ خبر سنی کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی مصعب کو فلسطین کی طرف روانہ کیا ہے۔

عمرو بن سعید اور مصعب بن زبیر کی جنگ:

مروان نے عمرو بن سعید کو فوج کے ساتھ مصعب سے مقابلہ کرنے کو روانہ کیا۔ ابھی وہ سرحد شام میں داخل نہ ہونے پایا تھا کہ عمرو کے لشکر نے اسے روک لیا دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی۔ مصعب کو شکست ہو گئی۔ اس کے ساتھ ایک شخص محمد بن حریث تھا اسے عمرو بن سعید سے قرابت تھی۔ بیان کرتا ہے۔ واللہ! میں مصعب کا سا دلیر نہیں دیکھا۔ سوار ہو یا پیدل وہ دونوں حالتوں میں زور شور سے حملہ کرتا تھا۔ راستہ میں پیدل ہو ہو جاتا تھا اور اپنے ہمراہیوں کو ترتیب وانتظام سے لے چلتا تھا۔ اور پیادہ پا دوڑتا تھا کہ اس کے تلووں کو میں نے دیکھا زخمی ہو گئے ہیں مروان واپس آیا اور دمشق کی طرف سے اسے اطمینان ہو گیا اور عمرو بن سعید بھی واپس آ گیا۔

ام خالد بیوہ یزید سے مروان کا نکاح:

ایک روایت یہ ہے کہ ابن زیاد عراق سے جب شام میں آیا ہے تو اس نے بنی امیہ کو تدمر میں پایا۔ ان لوگوں کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے مکہ سے سارے ملک حجاز سے نکال دیا تھا۔ یہ لوگ تدمر میں اتر پڑے اور ان کو معلوم ہوا کہ ضحاک بن قیس اس وقت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر شام ہے ابن زیاد اس وقت پہنچا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کو اور بنی امیہ کے

لیے ان سے امان طلب کرنے کو مروان روانہ ہونے والا تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کے لیے اس ارادے سے باز آ۔ یہ عقل کی بات نہیں ہے کہ بزرگ قریش ہو کر تو اس مکار سے بیعت خلافت کرنے جائے۔ تجھے چاہیے کہ اہل تدمر کو دعوت دے۔ ان سے بیعت لے پھر ان کو اور تمام بنی امیہ کو جو تیرے ساتھ ہیں' لے کر ضحاک بن قیس پر چڑھائی کر کے اسے شام سے نکال دے عمرو بن یزید کپارا۔ واللہ! ابن زیاد سچ کہتا ہے اور یہ بات بھی تو ہے کہ تو قریش کا سردار اور رئیس ہے۔ خلافت کا سب سے بڑھ کر تجھے حق ہے ہاں اس چھوکرے پر لوگوں کی نظر پڑتی ہے (یعنی خالد بن یزید) تو اس کی ماں سے عقد کر لے وہ تیرا فرزند ہو جائے گا۔ مروان نے ایسا ہی کیا۔ پہلے اس نے خالد کی ماں سے عقد کیا۔ اس عورت کا نام فاختہ تھا۔ پھر بنی امیہ کو جمع کر کے ان سے بیعت لی۔ انھوں نے اپنا امیر اس کو بنایا پھر تدمر کے سب لوگوں نے بیعت کی۔ اب مروان ایک انبوہ کثیر اپنے ساتھ لے کر ضحاک سے لڑنے کو نکلا۔ ضحاک نے سنا کہ بنی امیہ نے مروان سے بیعت کر لی اور اب مجھ سے لڑنے کو آ رہے ہیں تو اہل دمشق وغیرہ میں جو لوگ اس کے پاس تھے ان کو لے کر مقابلہ کرنے کو نکلا۔ انہی لوگوں میں زفر بھی تھا۔ مرج راہط میں بہت شدید لڑائی ہوئی۔ ضحاک اور اس کے اکثر اصحاب قتل ہو گئے۔ جو باقی رہے وہ کسی نہ کسی طرح بھاگ گئے۔

زفر کا معرکہ مرج راہط سے فرار:

زفر بھی دونو جوانوں کے ساتھ کسی طرف بھاگا جاتا تھا۔ اسی طرف سے مروان کے سوار آ پڑے اور وہ انھیں کے تعاقب میں تھے۔ دونوں جوانوں نے زفر سے کہا: ہم دونوں تو مارے جائیں گے تم اپنے کو بچا سکو۔ تو بچاؤ۔ زفر ان دونوں سے جدا ہو کر قرقیسیا کی طرف نکل گیا۔ وہاں بنی قیس اس کے پاس جمع ہو گئے۔ انھوں نے اپنا رئیس بنا لیا وہیں زفر نے یہ اشعار کہے۔

اریـنـی سـلاحـی لا ابـالك اننـی　　　　اری الـحـرب لاتـزداد لا تمـاديـا

ترجمہ: ''میرے سلاح میرے سامنے لا کر رکھ دے۔ میں دیکھتا ہوں کہ لڑائی میں بہت طول کھینچے گا۔

فـقـد يـنبت الرعىٰ على دمن الثرى　　　　و تبـقـىٰ حـزازات النفوس كماهيا

ترجمہ: زمین کے خس و خاشاک پر تو سبزہ اگ آتا ہے۔ دلوں میں جو کدورتیں بھری ہوئی ہیں وہ اسی طرح رہ جاتی ہیں۔

اتـذهـبُ كـلـبٌ لـم تـنـلـهـا رماحنا　　　　و تـتـرك قتـلـىٰ راهطٍ هـى مـاهيـا

ترجمہ: کیا بنی کلب ہماری برچھیوں سے بچ جائیں گے اور جنگ راہط کے کشتوں کا (اور وہ کیسے کشتے تھے) عوض نہ لیا جائے گا۔

فـلـم تـرمـنـى نبـو ةً قبـل هـذه　　　　فـراری و تـركـی صـاحبی و رائيا

ترجمہ: ال لغزش کے سوا کہ اپنے دو ساتھیوں کو چھوڑ کر میں بھاگ آیا مجھ سے کوئی قصور نہیں ہوا ہے۔

ايـذهـب يـوم واحـدان اسـائة　　　　بـصـالـح ايـامـی وحسـن بلائيا

ترجمہ: کیا اس ایک لڑائی میں جو مجھ سے یہ قصور ہو گیا ہے۔ اس کے سبب سے اور میرے کارنامے اور میری ثابت قدمی مٹ جائے گی۔

فـلا صلح حتى تنحط الخيل بالقنا　　　　و تثـارُ مـن نسـوان كلب نسـائيـا

ترجمہ: ہم جب تک برچھیاں مار مار کے سواروں کو خون میں لٹا نہ دیں۔ جب تک بنی کلب کی عورتوں سے ہماری عورتیں انتقام نہ

لیں، صلح کیسی''۔

ابن فعطل نے ان اشعار کا اس طرح جواب دیا:

لعمری لقد ابقت و قیعہ راھط علی زفرداءً من الداءِ باقیا

ترجمہ: ''میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جنگ راہط نے زفر کو ہمیشہ کے غم میں مبتلا کر دیا ہے۔

دعا بسلاح ثم احجم اذ رای سیوف جنابٍ والطول المذاکیا

ترجمہ: اسلحہ نے طلب تو کیے لیکن جب ہماری طرف کی تلواریں اور گھوڑے اس نے دیکھے تو ہچکچا کر رہ گیا''۔

عمرو بن کلبی کے اشعار:

عمرو بن کلبی نے زفر کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

بکی زفر القیسی من ھلك قومه بعبرة عین ما یحف سجومھا

ترجمہ: ''زفر قیسی اپنی قوم کے قتل ہو جانے پر ایسے آنسوؤں سے رویا جن کا ٹپکنا موقوف ہی نہیں ہوتا۔

ابحنا حمی للحی قیس براھط وولت شلالا و استبیح حریمھا

ترجمہ: ہم نے جنگ راہط میں بنی قیس کو تباہ کر دیا۔ وہ تو ادھر ادھر بھاگے جاتے تھے اور ان کے حرم کو ہم لوٹ رہے تھے۔

فمت کمدا اوعش ذلیلا مھضما بحسرة نفس لاتنام ھمو مھا

ترجمہ: اے زفر اس غم میں مرجا یا جی تو ذلت وحسرت میں جو مٹنے والی نہیں''۔

یہ اشعار بھی زفر نے جبھی کہے تھے۔

افی اللّٰہ اما بحدل و ابن بحدل فیحیا و اما ابن الزبیر فیقتل

ترجمہ: کیا یہ مرضی ہے خدا کی کہ بحدل[1] اور ابن بحدل تو زندہ رہیں اور ابن زبیرؓ قتل کیے جائیں۔

کذ بتم و بیت اللہ لا تقتلونہ و لما یکن یوم اغر محجتل

ترجمہ: خانہ کعبہ کی قسم ہے کہ یہ گمان تمہارا غلط ہے۔ ابن زبیرؓ کو تم قتل نہ کر سکو گے۔ ابھی گھمسان کی لڑائی کہاں ہوئی۔

و لما یکن للمشرفیہ فوقکم شعاع کقرن الشمس حین ترجل

ترجمہ: ابھی تم لوگوں کی صفوں پر تلوار اس طرح کہاں چمکی جس طرح سورج کی کرن طلوع کرتی ہے''۔

عبدالرحمٰن بن حکم نے زفر کے جواب میں یہ شعر کہے۔

اتذھب کلبٌ قد حمتھار ماحھا و تبرك قتلیٰ راھط ما اُجنتِ

ترجمہ: بنی کلب جن کی برچھیاں ان کی کمک کرتی رہیں کیا ایسے ہیں کہ جنگ راہط میں جو لوگ ان کی طرف کے قتل ہوئے بغیر

---

[1] بحدل یزید کے نانا کا نام ہے۔ حسان بن مالک بن بحدل اور اس کے سب بھائی یزید کے ہلاک ہونے کے بعد مروان کی خلافت کے لیے ساعی وسرگرم رہے۔ ع۔ ح

ان کو دفن کیے میدان سے چلے آتے۔

لحا اللّٰہ قیسا قیس عیلان انہا اضاعت ثغور المسلمین و ولتِ

ترجمہ: خدا کی مار ہو بنی قیس پر اس نے سرحد اسلام کو چھوڑ دیا اور سب بھاگ گئے۔

فباہ بقیس فی الرخاء و لا تکن اخاھا اذا ما المشرفیۃ سلت

ترجمہ: بس زمانہ امن میں بنی قیس کی دوستی پر فخر کرے۔تلوار کھنچ جائے تو پھر ان لوگوں پر بھروسہ نہ کر"۔

مروان کا ابن ہبیرہ پر طنز:

حصین بن نمیر نے مروان سے بیعت کی اس کے ساتھ یہ شرط بھی کی کہ شام میں بنی کندہ کے جو لوگ ہیں ان کو مقام بلقام میں زمینیں دے اور جاگیر دے۔ مروان نے ایسا ہی کیا۔ مالک ابن ہبیرہ نے حصین بن نمیر کو مشورہ دیا تھا کہ خالد بن یزید سے بیعت کرے مالک نے اس کا کہنا نہ مانا اور مروان سے بیعت کر لی۔حکم کی ذریت میں سے اور لوگوں نے بھی اپنے لیے وعدے لے رکھے ہیں۔انھیں لوگوں میں سے ایک صاحب ہیں عطر میں بسے ہوئے' آنکھوں میں سرمہ گھلائے ہوئے۔ یہ اشارہ ابن ہبیرہ کی طرف تھا۔ اور وہ اس محفل میں مروان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔اور اسے عطر ملنے اور سرمہ لگانے کا بہت شوق تھا۔ یہ سن کر ابن ہبیرہ نے کہا۔ ہنوز دلی دور ہے۔اور کوئی مشکل بھی نہیں درپیش۔ مروان نے کہا معاف کرنا' میں نے مزاح سے یہ بات کہی تھی۔ابن ہبیرہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔عونج طائی نے بنی کلب کی مدح میں چند اشعار کہے۔(ترجمہ کی ضرورت نہیں)

یزید کی موت کی خراسان میں اطلاع:

سلم بن زیاد نے سمرقند و خوارزم کی غنیمت میں سے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے عبداللہ بن خازم کے ہاتھ ہدایا روانہ کیے۔ یزید کے مرنے تک سلم خراسان کا حاکم رہا۔اس کو ادھر تو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی۔اس کے ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ اس کا ایک بھائی یزید بن زیاد بحستان میں مارا گیا' دوسرا بھائی ابوعبیدہ بن زیاد اسیر ہو گیا۔سلم نے اس خبر کو چھپایا آخر ابن عراوہ نے چند شعر کہے۔

ابنی امیۃ ان آخر ملککم جسدٌ بحوارین ثم مقیم

ترجمہ: اے بنی امیہ! تمہارے آخری بادشاہ کی لاش حوارین میں پڑی ہوئی ہے۔

طرقت منیتہ وعند و سادہ کوبٌ و زق راعف مرثوم

ترجمہ: ایسے وقت اسے موت آئی کہ اس کے بستر مرگ کے پاس ساغر و مینا اور سربمہر مشکیزہ شراب کا جس میں سے شراب رس رہی تھی رکھا ہوا تھا۔

و مرنہ تبکی علی نشوانہ بالصنج تقعد تارۃ و تقوم

ترجمہ: اور ایک مغنیہ اس مست کے بستر کے پاس رو رہی تھی سارنگی لیے ہوئے کبھی اٹھتی تھی کبھی بیٹھتی تھی"۔

سلم بن زیاد کی خراسان سے روانگی:

ابن عراوہ کے یہ اشعار جو مشہور ہوئے تو سلم نے یزید اور معاویہ بن یزید کے مرنے کا حال ظاہر کر دیا۔اور ان لوگوں سے کہا آؤ جب تک کسی خلیفہ کو سب لوگ مقرر کریں اس پر بیعت کر لو۔سب نے اس سے بیعت کی۔ دو مہینے تک اس بیعت پر قائم رہے۔

پھر اس عہد کو توڑا۔ اہل خراسان مسلم کو جس قدر عزیز رکھتے تھے۔ اتنا کسی حاکم کو نہیں رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کے زمانہ میں جو جو ولادتیں ہوئیں۔ ان میں سے بیس ہزار بچوں کا نام سلم رکھا گیا۔ جب اہل خراسان نے سلم سے بیعت کر کے توڑ ڈالی تو وہ خراسان سے روانہ ہو گیا۔ مہلب کو اپنا جانشین بنا گیا۔

امارت خراسان پر ابن خازم کا تقرر:

سرخس تک پہنچا تھا کہ سلیمان بن مرثد سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہ خراسان میں کسے اپنا جانشین کر آیا۔ کہا مہلب کو۔ کہا بنی نزار سے تجھے کوئی نہ ملا کہ یمنی کو حاکم خراسان بنا دیا۔ سلم نے ابن مرثد کو بھی مرد و ذو فاریاب و طالقان و جوزجان کا امیر کر دیا اور اوس بن ثعلبہ کو جس کا قصر بصرہ میں مشہور ہے۔ والی ہرات بنا دیا۔ جب نیشاپور میں سلم پہنچا تو عبداللہ بن خازم سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بھی یہی سوال کیا کہ تو نے خراسان میں کسے چھوڑا۔ سلم نے سارا حال بیان کر دیا۔ ابن خازم نے یہ سن کر کہا شہر میں تجھے کوئی نہ ملا کہ اسے والی خراسان بنائے۔ تو نے خراسان کو بنی بکر و مزون اہل یمن میں تقسیم کر دیا۔ خراسان کا فرمان میرے نام پر لکھ دے۔ میں خراسان کی حکومت کروں گا۔ تو میرے نام فرمان لکھ دے۔ پھر تجھ پر کوئی اعتراض نہیں۔ سلم نے اس کے نام فرمان لکھ دیا۔ اس نے کہا ایک لاکھ درم سے میری اعانت بھی کر۔ سلم نے لاکھ درم بھی اسے دلوا دیئے۔

ابن خازم کا مرو پر قبضہ:

ابن خازم مرو کی طرف متوجہ ہوا۔ مہلب کو خبر ہو گئی۔ اس نے بنی جشم میں سے ایک شخص کو اپنا جانشین کیا اور خود ابن خازم کی طرف متوجہ ہوا۔ ابن خازم جب خراسان میں پہنچا تو جشمی اسے مانع ہوا۔ دونوں میں فتنہ وفساد برپا ہوا۔ جشمی کے ماتھے پر ایک پتھر آ لگا۔ لڑائی موقوف ہو گئی۔ جشمی نے ابن حازم کو مرد روذ کی طرف جانے کا راستہ دے دیا۔ ابن خازم مرد روذ میں داخل ہو گیا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد جشمی مر گیا۔ اس زمانہ میں خراسان کے لوگوں نے اپنے اپنے حاکموں پر حملہ کر کے انھیں بے بس کر دیا۔ جسے جو صوبہ مل گیا اس کو دبا بیٹھا۔ ابن خازم کا تسلط خراسان پر ہو گیا اور آتش حرب مشتعل ہو گئی۔ ابن خازم نے مرو پر قبضہ کر کے سلیمان بن مرثد پر مروروز میں چڑھائی کی۔ کچھ دنوں تک جنگ ہوتی رہی۔

عمرو بن مرثد کا قتل:

سلیمان بن مرثد کو قتل کر کے عمرو بن مرثد سے لڑنے کو طالقان کی طرف بڑھا۔ عمرو کے ساتھ سات سو سرباز تھے۔ اسے معلوم ہوا کہ ابن خازم اس کے بھائی کو قتل کر کے خود اس سے لڑنے کو آ رہا ہے۔ یہ مقابلہ کے لیے نکلا۔ نہر پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہو گیا۔ ابن خازم کے سب لوگ ابھی پہنچے بھی نہ تھے۔ اس نے میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا اور خود بھی آمادۂ نبرد ہوا۔ کہ زہیر کہاں ہے لوگوں نے جواب دیا ابھی نہیں آیا۔ اس اثناء زہیر بھی آ گیا۔ ابھی اس نے رخت سفر کو بھی نہ اتارا تھا کہ لوگوں نے ابن خازم سے کہا لو زہیر بھی آ گیا۔ اسے ابن خازم نے حکم دیا کہ آگے بڑھ کر قتال کرے۔ دونوں فریق دیر تک لڑتے رہے' عمرو بن مرثد اسی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے اصحاب بھاگ کر اوس بن ثعلبہ کے پاس ہرات میں چلے گئے اور ابن خازم مرد کی طرف واپس آیا۔ شاعر نے کہا۔

اتذهب ايام الحروب و لم تبئ　　　زهير بن حيان بعمرو بن مرثد

ترجمہ: ''ایام جنگ کیا یونہی نکل جائیں گے۔ ابھی تو عمرو بن مرثد کا بدلہ زہیر سے نہیں لیا گیا''۔

قبیلہ بکر بن وائل کا ہرات میں اجتماع:

مرد روذ میں قبیلہ بکر بن وائل کے جو لوگ تھے۔ سب بھاگ کر ہرات میں چلے آئے اور اس خاندان کے لوگ جو نواحی خراسان میں تھے وہ بھی سب آ کر ان سے مل گئے۔ بکر بن وائل کا ایک جم غفیر ہرات میں جمع ہو گیا۔ اوس بن ثعلبہ ان سب کا رئیس تھا۔ اس سے سب نے کہا ہم تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ اس شرط پر کہ ابن خازم سے چل کر لڑ اور قوم مضر کے سب لوگوں کو خراسان سے نکال دے۔ ابن ثعلبہ نے کہا یہ تو بغاوت ہے اور بغاوت کا ساتھی کوئی نہیں ہوتا۔ تم لوگ اپنی اسی جگہ ٹھہرے رہو' اگر ابن خازم تم سے تعرض نہ کرے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ ضرور تعرض کرے گا۔ تو تم اپنے اسی ناحیہ پر راضی رہو وہ جہاں ہے وہیں اسے رہنے دو۔ یہ سن کر بنی صہیب کہنے لگے لا واللہ ہم اور قوم مضر جس نے مرثد کے دونوں بیٹوں کو قتل کیا ایک شہر میں رہیں ہم کو یہ منظور نہیں۔ تم ہماری بات مانتے ہو تو مانو' نہیں تو ہم کسی اور کو اپنا امیر بنالیں گے۔ ابن ثعلبہ نے کہا تمہیں میں سے ایک شخص میں بھی ہوں جو تمہاری مرضی ہے وہی سہی۔ یہ سن کر سب نے اس سے بیعت کر لی۔

ابن خازم اور ابن ثعلبہ کی جھڑپیں:

ابن خازم اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین کر کے ان لوگوں کو قتال کرنے کو روانہ ہوا۔ ہرات کے اور اس کے درمیان جب ایک وادی کا فاصلہ رہ گیا تو وہیں اس نے لشکر ڈال دیا۔ اب بنی بکر نے ابن ثعلبہ سے کہا۔ نکل شہر کے باہر خندق کھود۔ ہم سب شہر کو پس پشت رکھ کر دشمن سے قتال کریں گے۔ ابن ثعلبہ نے کہا تم کو شہر ہی میں رہنا چاہیے تمہارا شہر مستحکم ہے۔ ابن خازم جہاں اترا ہے وہیں اسے رہنے دو' زیادہ دن ہو جائیں گے تو اکتا جائے گا اور تمہاری مرضی کے موافق ملک تمہیں دے دے گا۔ پھر جب ضرورت ہو تو قتال بھی کر سکتے ہو۔ کسی نے اس کا کہنا نہ مانا شہر سے نکلے اور شہر کے اور دشمنوں کے درمیان انھوں نے خندق کھود لی۔ اور ابن خازم ان لوگوں سے کوئی سال بھر لڑتا رہا۔

ہلال ضبی کی مصالحت کی کوشش:

جنگ شروع ہونے سے پیشتر ہلال ضبی نے ابن خازم سے کہا کہ اپنے بنی عم پر تلوار اٹھاتا ہے واللہ! اگر تو فتح یاب بھی ہو جائے تو ان لوگوں کو قتل کر کے زندگی کا لطف کیا رہے گا۔ ابھی مرد روذ میں انہیں میں سے کتنے لوگ تو قتل کر چکا ہے کاش! ان کو تھوڑا سا ملک دے کر تو راضی کر لیتا اور آپس میں صلح ہو جاتی۔ کہا واللہ! اگر میں خراسان سارا ان کے لیے چھوڑ کر نکل جاؤں جب بھی وہ راضی نہ ہوں گے ان کا بس چلے تو ہم کو تم کو دنیا سے نکال دیں۔ ضبی نے کہا جب تک تو ان سے عذر نہ کرے گا واللہ نہ میں اور نہ بنی خندف میں سے کوئی شخص جو میری بات مانتا ہے ایک تیر بھی تیری طرف سے سر نہ کرے گا۔ ابن خازم نے کہا تمہیں میری طرف سے پیام لے کر ان لوگوں کے پاس جاؤ انہیں راضی کرو۔ ضبی یہ سن کر ابن ثعلبہ کے پاس آیا۔ اسے خدا کا واسطہ دیا۔ حق قرابت کو یاد دلایا اور کہا: بنی نزار کا خون بہانے ایک کو دوسرے سے لڑانے خدا سے ڈر۔ ابن ثعلبہ نے کہا بنی صہیب سے بھی تو مل کر آیا۔ کہا لا واللہ! کہا ان لوگوں سے مل تو سہی۔ اب جو یہاں سے نکلا تو ارقم بن حنفی و عبداللہ بن ضحضم اور ضمضم بن یزید اور عاصم بن الصلت اور بنی بکر کے بہت لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ ان سب کے سامنے اس نے وہی تقریر کی جو ابن ثعلبہ سے کی تھی۔

بنی صہیب کا مصالحت سے انکار:

سب نے یہی کہا کہ بنی صہیب سے بھی تو ملا۔ ضبی نے کہا تم لوگوں میں بنی صہیب کی بڑی منزلت ہے۔ میں ان سے تو ابھی نہیں ملا۔ کہا ان سے ذرا مل تو سہی۔ اب یہ بنی صہیب کے پاس آیا اور اس باب میں ان سے گفتگو کی۔ انھوں نے یہ جواب دیا تو پیغامی نہ ہوتا تو ہم تجھ کو قتل کرتے۔ پوچھا کیا تم لوگ کسی طرح راضی نہ ہو گے۔ کہا ہاں انھوں نے یہ جواب دیا تو پیغامی نہ ہوتا تو ہم تجھ کو قتل کرتے۔ پوچھا کیا تم لوگ کسی طرح راضی نہ ہو گے۔ کہا ہاں دو باتوں میں سے ایک ایک بات اختیار کرو تو تم لوگ خراسان سے نکل جاؤ کہ قوم مضر کا کوئی نام لیوا یہاں باقی نہ رہے یا رہو تو اس طرح رہو کہ اپنے جانور ہتھیار' سونا' چاندی سب ہمیں دے دو۔ پیغامبر نے پوچھا کیا ان دونوں باتوں کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے کہا ہرگز نہیں اس نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ. اور ابن خازم کے پاس واپس آیا۔ کہا کیا خبر۔ کہا انھوں نے تو قطع رحم پر کمر باندھی ہے۔ ابن خازم نے کہا میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جب سے خدا نے نبی کو بنی مضر میں سے انتخاب کیا۔ اسی دن سے قوم ربیعہ خدا سے ناراض ہوگئی ہے۔

زہیر بن حیان کا ترکوں پر حملہ:

انھیں ایام میں ترکوں نے قصر اسفاد پر چڑھائی کی۔ اس کا محاصرہ کر لیا۔ قصر میں سب سے زیادہ ازد کے لوگ تھے۔ ترکوں نے انہیں شکست دی۔ انھوں نے اور جہاں جہاں بنی ازد تھے انھیں اس واقع کی اطلاع دی۔ وہ بھی ازدیوں کی کمک کو پہنچے۔ انھیں بھی ترکوں نے شکست دی۔۔ اب انھوں نے ابن خازم سے کہلا بھیجا۔ اس نے بنی تمیم کے گروہ کے ساتھ زہیر بن حیان کو روانہ کیا اور یہ کہہ دیا کہ ترکوں کے ساتھ نیزہ بازی نہ کرنا۔ سامنا ہوتے ہی ان پر جا پڑنا۔ زہیر روانہ ہوا اور بہت سردی کے دن ان کے مقابلہ میں پہنچا۔ سب نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ انھیں شکست دی سب کے قدم اکھڑ گئے۔ بڑی رات آ گئی اور سب ترکوں کا تعاقب کرتے رہے۔ صحرا میں قصر تک پہنچے تو کچھ لوگ قصر میں چلے گئے۔ زہیر چند سواروں کے ساتھ ترکوں کے تعاقب میں رہا۔ راستہ سے وہ خوب واقف تھا۔ آدھی رات گئے۔ اس نے مراجعت کی۔ سردی سے اس کا ہاتھ برچھی کی ڈانڈ پر جم گیا تھا۔ غلام کو آواز دی وہ نکلا اور اسے قصر میں لے گیا۔ چربی کو گرم کر کے اس کے ہاتھ پر ملا۔ اور تیل کی بھی مالش کی۔ آگ سلگا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ میں نرمی پیدا ہوئی اور بدن میں گرمی آ گئی۔ اس کے بعد وہ پھر ہرات چلا گیا۔

اس واقعہ پر کعب اشقری نے کچھ اشعار کہے۔[1]

اتاك اتاك الغوث فی برق عارضٍ   دروعٌ و بیضٌ حشوهنّ تمیم

ترجمہ: ''لو کمک پہنچ گئی۔ ابر کے کوندے میں زرہیں اور تلواریں دکھائی دیتی ہیں۔ جن میں بنی تمیم چھپے ہوئے ہیں''۔

ثابت قطنہ کے اشعار:

ثابت قطنہ نے بھی یہ اشعار کہے۔[2]

---

[1] ان اشعار کو ابن اثیر نے بھی چھوڑ دیا۔ ع۔ ح

[2] ان اشعار کو ابن اثیر نے بھی چھوڑ دیا۔ ع۔ ح

فدت نفسی فوارس من تمیم علی ما کان من ضنك المقام

ترجمہ: ''بنی تمیم کے شہسواروں پر میری جان فدا ہو جائے کس تنگی و دشواری میں انھوں نے مدد کی۔

بقصر الباهلی و قد ارانی احامی حین قل به المحامی

ترجمہ: قصر باہلی میں سب کے سب سخت دشواری میں مبتلا تھے اور جس وقت وہاں کوئی مدد کرنے والا نہ تھا میں مدد کر رہا تھا۔

بسیفی بعد کسر الرمح فیهم اذودهم بذی شطب حسام

ترجمہ: میری برچھی ٹوٹ گئی تو میں نے اس تیغ تیز سے دشمنوں کو نکالا جس میں نامیں بنی ہوئی تھیں۔

فلولا الله لیس له شریك و ضربی قونس الملك الهمام

ترجمہ: اگر خدائے وحدہٗ لاشریک کی مدد نہ ہوتی اور میں نے ایک زبردست رئیس کے خود پر وار نہ کیا ہوتا۔

اذاً فاظت نساء بنی دثار امام الترك بادیة الخدام

ترجمہ: تو پردہ نشین بی بیاں مرگئی ہوتیں ان کی چھاگل اور پازیب پر ترکوں کی نظر پڑتی۔

ابن خازم اور ابن ثعلبہ کی فیصلہ کن جنگ:

ابن خازم نے ایک دن کہا ان لوگوں کے محاصرہ میں بہت دن گزر گئے ان سے پکار کر کہا۔ اے بنی ربیعہ تم نے خندق کی آڑ پکڑی ہے کیا خراسان بھر میں اسی خندق پر تم نے قناعت کر لی۔ بنی ربیعہ کو اس کلمہ پر بہت جوش آ گیا۔ سب کے سب جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ ابن ثعلبہ نے کہا خندق ہرگز نہ چھوڑو۔ جس طرح آج تک لڑا کرتے ہو اسی طرح ان سے لڑے جاؤ۔ دیکھو اپنی جمعیت کو لے کر ان سے لڑنے نہ جاؤ کسی نے کہنا نہ مانا لڑنے کو نکلے اور دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہو گیا۔ ابن خازم نے اپنے اصحاب سے کہا آج کے دن کو اپنا دن سمجھو اور اپنا بنا لو۔ آج جو غالب ہوا اسی کو ملک ملے گا میں اگر آج قتل ہو جاؤں تو شماس بن عطاردی تمہارا امیر ہو گا شماس بھی قتل ہو جائے تو بکیر ثقفی امیر ہو گا۔ سنو! میری پڑی جمی نہیں ہے۔ مجھے زمین میں باندھ دو اور ہتھیار ٹیں نے اتنے باندھ لیے ہیں کہ میرا قتل ہونا آسان نہیں[1] کوئی تم سے کہے کہ میں قتل ہو گیا تو ہرگز نہ ماننا اس معرکہ میں بنی عدی کا نشان زہیر کے ہاتھ میں تھا اور اس کا بیٹا ایاس گھوڑے پر سوار اس کے ساتھ تھا ابن خازم نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ سوار جب تمہارے مقابلہ میں آئیں تو گھوڑوں کے نتھنوں پر برچھیوں سے وار کرنا۔ گھوڑے کا قاعدہ ہے کہ اس کے نتھنے پر وار پڑا اور وہ بھاگا یا سوار کو اپنی پیٹھ پر سے پھینک دیا۔ اس اثناء میں ہتھیاروں کی آواز سے ایاس کا گھوڑا بھڑ کا اور ایک وادی کی طرف اسے لے بھاگا جو اس کے اور بنی بکیر کے درمیان واقع تھا دشمن اس پر حملہ کرنے کو بڑھا۔ کہتا ہے میں نے اس کے گھوڑے کو تاک کر اس کے نتھنے پر برچھی ماری۔ اس نے سوار کو پیٹھ پر سے گرا دیا۔

ابن ثعلبہ کی شکست:

زہیر نے بنی عدی کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ بنی تمیم بھی چار جانب سے اس کے پیچھے ہو لیے۔ ایک ساعت تک بنی بکر لڑتے

---

[1] لا أُقتل قدر جز رجزورین. یعنی جتنی دیر میں دو اونٹوں کو نحر کریں اور صاف کریں اس سے بھی زیادہ دیر میرے قتل کرنے میں لگے گی۔ ع۔ ح

رہے۔ اس کے بعد خندق کی طرف بھاگے کچھ لوگ خندق میں گر گئے کچھ اُدھر گئے کچھ ادھر۔ بہت بری طرح سے قتل ہونے لگے۔ اوس بن ثعلبہ بھی زخمی ہو کر بھاگا۔ ابن خازم نے قسم کھائی کہ غروبِ آفتاب تک ان میں سے جو شخص اسیر ہو کر آئے گا اسے ضرور قتل کروں گا۔ سب کے آخر میں ایک شخص جس کا نام محمیہ تھا گرفتار ہو کر آیا۔ لوگوں نے ابن خازم سے کہا آفتاب تو غروب ہو گیا کہا اسے بھی کشتوں میں ملا دو۔ غرض وہ بھی قتل ہوا۔ ابن ثعلبہ سجستان کے قریب پہنچ کر مر گیا۔ اس معرکہ میں آٹھ ہزار بنی بکر قتل ہوئے۔

ابن خازم کا ہرات پر قبضہ:

ابن ثعلبہ بھاگ گیا تو ابن خازم ہرات پر قابض ہو گیا اس نے اپنے بڑے بیٹے محمد کو ہرات کا حاکم کیا۔ شماس کو اس کے پاس چھوڑا اور بکیر کو اس کا رئیس شرطہ مقرر کیا اور ان دونوں سے کہہ دیا کہ اس کی تربیت کرتے رہنا یہ تمہارا بھانجا ہے۔ (اس کی ماں صفیہ بنی سعد میں سے تھی) اور اس سے بھی یہ کہہ دیا کہ ان دونوں شخصوں کی رائے کے خلاف کوئی کام نہ کرنا۔ اس کے بعد ابن خازم مرد کی طرف پلٹا۔

باب ۱۳

توابین

کوفہ کے روسائے شیعہ:

حسین بن علی رضی اللہ عنہما جب قتل ہو گئے اور ابن زیاد اپنے لشکر گاہ سے جو نخیلہ میں تھا واپس آ کر کوفہ میں داخل ہوا تو اب شیعہ باہم گر ملاقات کرنے میں ایک دوسرے پر ملامت کرنے لگے اور سب کے سب بہت پشیمان ہوئے اور یہ سمجھے کہ ہم سے بہت بڑا قصور سرزد ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو مدد کرنے کے لیے بلایا اور ان کی نصرت کو ترک کیا وہ ہمارے یہاں آ کر قتل ہو گئے۔ ہم سے یہ کلنک کا ٹیکہ یہ گناہ کا داغ بغیر اس کے چھوٹ نہیں سکتا کہ ان کے قاتلوں کو قتل کریں۔ اور خود بھی قتل ہو جائیں۔ کوفہ کے رؤسائے شیعہ میں سے پانچ شخصوں کی طرف یہ لوگ اس باب میں رجوع ہوئے۔ سلیمان بن صرد خزاعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور مسیب فزاری علی رضی اللہ عنہ کے بہترین اصحاب میں تھے۔ اور عبداللہ ازری اور عبداللہ تیمی اور رفاعہ بجلی سے ان لوگوں نے التجا کی۔ یہ پانچوں شخص سلیمان بن صرد کے گھر مجتمع ہوئے۔ یہ لوگ بہترین اصحاب علی رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔ اور ان کے ساتھ شرفاء ورؤسائے شیعہ میں سے بہت لوگ تھے۔

مسیب فزاری کا شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر اظہار تاسف:

مسیب نے لوگوں کی طرف رخ کر کے تقریر شروع کی حمد وثنائے باری تعالیٰ بجالائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجی اس کے بعد کہا کہ ہم لوگ بہت دنوں جئے۔ اور انواع واقسام کی آفتوں کا سامنا رہا ہمیں اپنے پروردگار کی طرف اب رجوع ہو جانا چاہیے کہ ہمیں ان لوگوں میں نہ شمار کرے جن سے کل کے دن وہ یہ کہنے والا ہے کیا کیا ہم نے تمہاری اتنی عمر نہیں کی جس میں نصیحت والا نصیحت لے لے۔ جب کہ ایک پیغمبر بھی تمہارے متنبہ کرنے کو آ چکا تھا۔ اسی لیے تو امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ جس عمر میں ابن آدم پر خدا نے حجت تمام کر دی ہے وہ ساٹھ برس ہیں۔ اور ہم لوگوں میں ایسا کوئی نہیں ہے جو ساٹھ سے نیچے ہو ہمیں تو یہ آرزو تھی کہ اپنے نفسوں کو پاک کریں۔ اپنے شیعوں کو نیک نام کریں کہ خود حق تعالیٰ نے ہم لوگوں کی آزمائش کر لی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے باب میں ہر طرح سے ہم کو جھوٹا پایا۔ اس سے پہلے ان کے خط ہمارے پاس آئے۔ ان کے پیغامبر ہمارے پاس آئے۔ انہوں نے ہم سے نصرت طلب کرنے میں علانیہ اور پوشیدہ اوّل میں اور آخر میں حجت تمام کر دی۔ ہم نے ان سے اپنی جانوں کو عزیز رکھا' آخر وہ ہمارے یہاں آ کر قتل ہو گئے۔ نہ تو ہم نے ہاتھ سے ان کی نصرت کی نہ زبان سے ان کے لیے لڑے نہ اپنے مال سے ان کی اعانت کی۔ نہ اپنی برادری سے ان کے لیے نصرت طلب کی۔ اب ہم خدا کے سامنے کیا عذر پیش کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ان کا فرزندان کا پیارا ان کی ذریت ان کی نسل ہم لوگوں میں آ کر سب آ کر قتل ہو گئے لا واللہ اب اس کے سوا کوئی عذر ہمارے پاس نہیں کہ ان کے قاتل اور اس کے تابعین کو تم قتل کرو۔ یہاں یہاں تک کہ تم خود قتل ہو جاؤ۔ شاید اس کے بعد ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہو جائے۔ مجھے تو خدا کے سامنے جا کر اس کے عذاب سے بچنے کی توقع نہیں ہے اب کسی کو اپنے لوگوں میں سے سردار بنا لو۔ تمہارا کوئی امیر ضرور ہو جس سے رجوع کرتے رہو۔ اور کوئی علم ضرور ہو جس کے گرد تم رہو' مجھے بس یہی کہنا تھا' اور خدا سے اپنے اور تمہارے گناہوں کے لیے مغفرت کا خواستگار رہوں۔

رفاعہ بجلی کی تقریر:

مسیّب کے بعد رفاعہ نے بڑھ کر سب سے پیشتر تقریر کی۔ خدا کی حمد وثناء بجالائے۔ نبی ﷺ پر درود بھیجا اور کہا اے مسیّب یہ خدا کی ہدایت تھی کہ ایسی بات تمہاری زبان سے نکلی اور سب سے بہتر جو کام ہے اس کی دعوت تم نے دی۔ تم نے حق تعالیٰ کی حمد وثناء سے اور نبی ﷺ پر صلوٰۃ سے ابتداء کی اور فاسقوں سے جہاد کرنے گناہِ عظیم سے توبہ کرنے کی دعوت دی۔ ہم نے تمہاری بات کو سنا' تمہاری رائے کو قبول کیا' تمہارے کہنے کو مانا۔ تم کہتے ہو اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں' جس سے رجوع کرتے رہیں' جس کے گرد جمع رہیں۔ یہی رائے ہم لوگوں کی بھی تھی' اگر وہ امیر تم ہوئے تو ہم سب لوگ تم کو پسند کرتے ہیں۔ تم کو اپنا بہی خواہ سمجھتے ہیں۔ اور ہماری جمعیت میں سب تم کو دوست رکھتے ہیں۔ یا اگر تمہاری رائے ہو اور ہمارے اصحاب کی بھی رائے ہو تو شیخ شیعہ صحابی رسول اللہ ﷺ سلیمان بن صرد کو جن کا قدم سب پر سبقت رکھتا ہے۔ جن کی دینداری وسطوت مسلم ہے۔ جن کی دانشمندی پر سب کو بھروسہ ہے۔ ہم اپنا امیر بنالیں۔ بس مجھے یہی کہنا تھا۔ اور خدا سے اپنے اور تمہارے گناہوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

عبداللہ بن وال اور عبداللہ بن سعد کی تقاریر:

ان کے بعد عبداللہ بن وال اور عبداللہ بن سعد نے تقریر کی' حمد وثنا کے بعد انہوں نے بھی وہی بات کہی جو رفاعہ کی زبان سے نکلی تھی۔ انہوں نے مسیّب کی بزرگی وفضل کا اقرار کیا' اور سلیمان بن صرد کی سبقت کا اظہار اور ان کے امیر ہونے پر اپنی مرضی ظاہر کر دی' مسیّب بول اُٹھے کیا اچھی بات تم نے کہی۔ یہ توفیق الٰہی تمہارے لیے ہوئی تم دونوں کی رائے سے مجھے بھی اتفاق ہے ہاں سلیمان ابن صرد کو امیر کردو۔

سلیمان بن صرد کا خطبہ:

حمید بن مسلم کہتا ہے۔ جب سلیمان بن صرد کو امیر بنایا ہے' میں بھی ان کے گھر میں موجود تھا۔ اور بزرگان اور شہسواران شیعہ میں سے سو آدمیوں سے زیادہ اس وقت ان کے مکان میں تھے سلیمان بن صرد نے بہت سخت گفتگو کی اور اسی خطبہ کو ہر جمعہ کے دن بار بار دہراتے رہے۔ جو مجھے پہلے ہی حفظ ہو گیا تھا۔ انہوں نے کہا حق تعالیٰ کی خدا کے سوا نہیں۔ اور محمد ﷺ اُس کے پیغمبر ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد واللہ مجھے خوف ہے اس زمانہ میں کہ زندگانی جس میں دوبھر ہو گئی ہے۔ مصیبت جس میں بہت سخت ہو گئی ہے۔ اس گروہ کے بزرگوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا انجام بخیر نہ ہو' ہم نے اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کی طرف دست طلب بڑھایا تھا۔ ہم نے ان کی نصرت کی امید دلائی تھی۔ ہم نے انہیں یہاں چلے آنے پر آمادہ کیا تھا۔ جب وہ لوگ آ گئے تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے ہم سے کچھ نہ ہو سکا۔ ہم نے مداہنت کی۔ ہم انتظار کرتے رہے۔ کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ انجام یہ ہوا۔ کہ ہمارے یہاں آ کر ہمارے نبی ﷺ کا فرزند' ان کا پارۂ دل' ان کا لختِ جگر' جس کی رگوں میں ان کا خون تھا۔ قتل ہو گیا وہ فریاد کرتے تھے اور کوئی فریادرس نہ تھا۔ وہ داد چاہتے تھے' اور کوئی داد کو نہ پہنچتا تھا۔ ان فاسقوں نے انہیں تیروں کا ہدف اور برچھیوں کا نشانہ بنالیا۔ آخر انہیں قتل کیا۔ پھر سب دوڑ پڑے۔ اور انہیں سلب کیا۔ اٹھو اٹھو پروردگار تم پر غضبناک ہے۔ جب تک اسے راضی نہ کرلو۔ اپنی بی بیوں اور بچوں کے پاس نہ جاؤ۔ میں جانتا ہوں واللہ! جب تک ان کے قاتلوں سے لڑ کر تم ان کو ہلاک نہ کرو گے' خدا تم سے راضی نہ ہوگا۔ سنو سنو موت سے ہرگز نہ ڈرو' واللہ موت سے جو ڈرا' وہ ضرور ذلیل ہوا۔ بنی اسرائیل نے جو کام کیا وہی تم بھی کرو۔ ان کے پیغمبروں نے ان سے

کہا۔ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یعنی گوسالہ پرستی کر کے تم نے اپنے تئیں تباہ کیا۔ اب اپنے خالق سے توبہ کرو۔ اور خود کو قتل کرو۔ خدا کے نزدیک اسی میں تمہاری خیر ہے۔ یہ حکم سن کر بنی اسرائیل نے کیا کیا' گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے' گردنوں کو بڑھا دیا۔ حکم قضا پر راضی ہو گئے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ اس گناہِ عظیم سے قتل ہوئے بغیر ان کی نجات نہیں ہو گی اگر اسی طرح تم کو بھی حکم دیا جاتا تو تم کیا کرتے' اپنی تلوار کو تیز کر لو۔ سنانوں کو ڈازوں پر جڑ لو۔ سامان جنگ اور گھوڑے جس قدر تم سے ممکن ہو سکے دشمنوں سے لڑنے کے لیے مہیا کر رکھو۔ جب تک وہ وقت آئے کہ تم کو پکاریں کہ لڑنے کو نکلو۔

خالد بن سعد اور ابوالمعتمر کی پیش کش:

یہ سن کر خالد بن سعد اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا' اگر میں جانتا اپنے تئیں قتل کرنے سے مجھے گناہ سے نجات ہو جائے گی۔ اور میرا پروردگار مجھ سے خوش ہو جائے گا تو میں اپنے کو قتل کر ڈالتا۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ یہ حکم اس قوم کو ہوا تھا۔ جو ہم سے پیشتر گذر گئی۔ ہمیں تو خودکشی سے ممانعت کی گئی ہے۔ لیکن کل کے دن دیکھ لینا کہ میدان میں پہلی برچھی جو چلے گی۔ وہ مجھی پر چلے گی۔ میں خدا اور ان مسلمانوں کو جو یہاں موجود ہیں' گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میرے ہتھیاروں کے سوا کہ اس سے تو میں دشمن سے قتال کروں گا۔ اور جو کچھ میری ملک ہے وہ سب مسلمانوں کو میں نے دی کہ اس سے قوت حاصل کر کے ظالموں سے لڑیں۔ ان کے اس کلام پر سلیمان بن صرد نے کہا کہ تم کو ثواب کثیر کی بشارت ہو جو ثواب خدا ان لوگوں کو دیتا ہے جو لوگ اپنے لیے سامان کر جاتے ہیں' ابوالمعتمر نے کھڑے ہو کر کہا میں بھی تم سب لوگوں کو اپنی نسبت بھی اسی بات کا گواہ کرتا ہوں جو بات کہ خالد نے کہی سلیمان بن صرد نے کہا بس اب تم میں سے جو شخص چاہے اپنا مال عبداللہ بن وال کے پاس لا کر جمع کرے' جتنا جتنا مال تم دینا چاہتے ہو تو وہ سب جمع ہو جائے۔ تو تمہاری جماعت میں جو لوگ بے سامان اور نادار ہیں۔ ان کے لیے سامان جنگ ہم مہیا کریں گے۔

سلیمان بن صرد کا خط بنام سعد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے فرزند سعد اس وقت مدائن میں تھے ان کو سلیمان بن صرد نے یہ خط لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سلیمان بن صرد کی طرف سے سعد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے پاس مومنین میں سے جو لوگ ہوں سلام پہنچے' دیکھئے دنیا وہ مقام ہے۔ کہ نیکی یہاں یہاں سے چل بسی اور برائی درپیش ہے اسے اہل صرد سے نفرت ہے اور خدا کے نیک بندوں نے اس سے علیحدہ ہونے کا عزم کر لیا ہے۔ انہوں نے اپنی تھوڑی سی دنیا جو ناپائیدار تھی دے کر حق تعالیٰ کے ثواب کثیر کو جو دولت پائندہ ہے مول لے لیا ہے۔ تمہارے بھائیوں میں جو مروان خدا و شیعہ اہل بیت ہیں' انہوں نے اس امر پر غور کیا کہ تمہارے پیغمبر کے نواسے کے باب میں وہ کس بلا میں پڑ گئے۔ وہ تو بلانے سے چلے آئے۔ اور انہوں نے پکارا تو کسی نے جواب نہ دیا' انہوں نے جب پلٹ جانے کا ارادہ کیا تو روک لیے گئے امان مانگی تو نہ ملی۔ انہوں نے ان لوگوں سے کنارہ کرنا چاہا' تو انہوں نے ان کو نہ چھوڑا' ان پر حملہ کیا ان کو قتل کیا ان کو سلب کیا ظلم و سرکشی و غرور سے ان کی لاش کو برہنہ کر دیا۔ یہ ظالم قضا و قدر سے بے خبر تھے۔ کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور خدا کو کیا جواب دیں گے۔

جن لوگوں نے ظلم کیے ہیں انہیں اب معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس طرح کے انقلاب میں وہ مبتلا ہیں' تمہارے بھائیوں کو جو مصیبت پیش آئی انہوں نے اس کے انجام پر جب نظر کی تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ گناہِ عظیم ان سے سرزد ہوا کہ انہوں نے کیسے طیب و

طاہر کا ساتھ نہ دیا' ان کی ہمدردی نہ کی ان کی نصرت کو نہ نکلے اب سوا اس کے کہ ان کے قاتل قتل کیے جائیں یہاں تک کہ خود فنا ہو جائیں اور کسی طرح اس گناہ سے نجات نہیں ہوسکتی نہ توبہ قبول ہوسکتی ہے اس بات پر تمہارے برادران ایمانی آمادہ ہو گئے ہیں' تم بھی آمادہ ہو جاؤ' سامان جنگ کرو۔ اور مستعد ہو۔ ۶۵ ھ میں وہ ہم سے مقام نخیلہ میں ملیں تم لوگ ہمیشہ سے ہمارے فرقہ میں اور ہمارے بھائیوں میں ہو۔ اور ایسا نہ بھی ہوتا۔ تو ہماری یہ رائے ہوئی ہے کہ تم کو بھی اس امر میں شریک کریں کہ خدا نے چاہا تو تمہارے سب بھائی اب توبہ کرلیں گے یہی ان کا خیال ہے اور اسی بات کو وہ ہمارے سامنے زبان سے ظاہر بھی کر رہے ہیں۔ اسی طرح طلب فضل و اکتساب واجر اور خدا سے گناہوں کی توبہ تم لوگوں کو بھی سزاوار ہے خواہ اس میں گردنیں کٹ جائیں' اولاد قتل ہو جائے مال دولت لٹ جائے' کنبہ تباہ ہو جائے مرج خدراوالے جو قتل ہو گئے آج زندہ نہیں ہیں تو ان کا کیا ضرر ہوا۔ وہ تو اپنے پروردگار سے نعمتیں پا رہے ہیں۔ وہ سب شہداء ہیں انہوں نے صبر وشکیبائی کے ساتھ خدا سے ملاقات کی خدا نے انہیں صابروں کا اجر کرامت فرمایا۔ یعنی حجر اور ان کے اصحاب اور تمہارے بھائیوں میں وہ لوگ جو بے بس ہو کر قتل کیے گئے جو ظلم سے دار پر کھینچے گئے جن کے سر و گردن کاٹے گئے۔ جن پر تعدی کی گئی آج زندہ نہیں ہیں۔ اور تمہاری طرح گناہوں میں مبتلا نہیں ہوئے تو ان کا کیا ضرر ہوا۔ ان کے بارے میں خدا کی جو مشیت تھی وہ پوری ہوئی۔ انہوں نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی اور ان شاءاللہ ان کا ثواب انہیں ملے گا۔ خدا تم پر رحم کرے' ہر طرح کے ضرر و مصیبت و جنگ کی حالت میں ثابت قدم رہو اور بہت جلد خدا کے سامنے توبہ کرو۔ واللہ تم لوگوں کو یہی سزاوار ہے کہ تمہارے بھائیوں نے ثواب حاصل کرنے کے لیے جس جس بلا پر صبر وتحمل کیا ہے تم بھی اسی طرح کے اکتساب اجر کے لیے اسی بلا میں ثابت قدم رہو' اگر کسی نے رضا کے خدا حاصل کرنے کے لیے قتل ہو جانے تک کو گوارا کرلیا تو تم لوگ بھی اسی طرح رضائے خدا کو حاصل کرو بس خوف خدا دنیا میں بہترین زادراہ ہے اس کے سوا جو کچھ ہے فانی وہالک ہے۔ اس دنیا سے تم کو بیزار ہو جانا چاہیے۔ تمہیں دار آخرت پر نظر رکھنا چاہیے۔ اور اپنے دشمن اور خدا کے دشمن اور اہل بیت رسول خدا کے کے دشمن سے جہاد پر اس وقت تک آمادہ رہنا چاہیے۔ جب کہ تم خدا کے سامنے رغبت وشوق سے توبہ کرنے کو حاضر ہو حق تعالیٰ ہم کو اور تم کو پاک زندگانی عطا کرے اور ہم کو اور تم کو عذاب نار سے پناہ میں رکھے اور اپنی راہ میں ایسے شخص کے ہاتھ سے قتل ہونا ہمیں نصیب کرے جس سے اس کو شدید بغض وعداوت ہو' وہ جس بات کو چاہے اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ہر بات میں نیکی کرتا ہے۔ والسلام علیکم

سعد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کا شیعہ اہل بیت سے خطاب:

یہ خط سعد کے پاس عبداللہ بن مالک طائی کے ہاتھ روانہ کیا سعد نے اس خط کو پڑھ کر مدائن میں جو شیعہ تھے ان کو بلا بھیجا۔ کوفہ کے بہت لوگ مدائن میں رہا کرتے تھے۔ انہیں یہ جگہ پسند آ گئی تھی' یہیں بس گئے تھے۔ تقسیم وظائف کا جب زمانہ ہوتا تھا۔ تو کوفہ میں آ کر اپنے وظیفوں کو لے کر پھر مدائن میں چلے آتے تھے۔ یہ لوگ جب آئے تو سعد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن صرد کا خط ان کو پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حمد وثنائے باری تعالیٰ بجالائے۔ اور کہا تم سب لوگ حسین رضی اللہ عنہ کی نصرت پر اور ان کے دشمن سے جنگ کرنے پر عزم درست اور باہم اتفاق کر چکے تھے۔ لیکن ان کے قتل ہو جانے سے پہلے تم کو موقع نہ ملا۔ خداوند عالم تم کو اس نیک ارادے کا اور نصرت حسین رضی اللہ عنہ اتفاق کرنے کا بہترین ثواب عطا فرمائے گا۔ اب یہ خط تمہارے بھائیوں نے بھیجا ہے۔ تمہیں جرأت

دلاتے ہیں۔ تم سے مدد چاہتے ہیں۔ تمہیں حق کی جانب بلاتے ہیں جس کے لیے تم خدا سے بہترین اجر وثواب کی امید رکھتے ہو۔ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ اب کیا کہتے ہو؟۔

سلیمان بن صرد کی حمایت میں تقریر:

سب نے باتفاق کہا ہم ان کی بات کو قبول کرتے ہیں ہم ان کے ساتھ شریک ہو کر قتال کریں گے۔ جو ان کی رائے ہے وہی ہماری رائے۔ عبداللہ بن طائی نے کھڑے ہو کر حمد وثنائے الٰہی ادا کی اور کہا ہم نے اپنے برادران ایمانی کی بات کو قبول کر لیا۔ جس امر کی طرف وہ ہمیں بلاتے ہیں ہم موجود ہیں۔ ہماری بھی وہی رائے ہے جو ان کی ہے۔ مجھے فوج کے ساتھ ان کے پاس روانہ کر دیجیے۔ سعد نے کہا ٹھہرو جلدی نہ کرو دشمن سے لڑنے کو مستعد رہو اور سامان جنگ مہیا کرو اس کے بعد ہم تم سب روانہ ہوں گے۔

سعد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کا خط بنام سلیمان بن صرد:

سعد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس خط کا جواب لکھ کر عبداللہ بن مالک طائی کے ہاتھ سلیمان بن صرد کو روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سلیمان بن صرد کو سعد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان سب مومنین کو جو ان کے ساتھ ہیں سلام پہنچے۔ میں نے تمہارے خط کو پڑھا اور تمہارے برادران ایمانی کی جماعت جس امر پر متفق ہوئی ہے اور اس میں تم ہم لوگوں کو شریک کرنا چاہتے ہو میں اس امر کو بخوبی سمجھ گیا۔ خدا نے تمہیں اکتساب ثواب کی ہدایت کی بڑی فضیلت تم کو میسر ہوئی۔ ہم لوگ دل سے سعی وکوشش وکدوکاوش کر رہے ہیں۔ سامان حرب مہیا ہو رہا ہے۔ گھوڑوں پر زین ڈال چکے ہیں۔ لگامیں چڑھا چکے ہیں حکم کے منتظر ہیں۔ آواز پر کان لگائے ہوئے ہیں۔ ہمیں پکارا' اور ہم روانہ ہوئے۔ ان شاء اللہ کہیں دم نہ لیں گے والسلام۔ سلیمان بن صرد نے یہ خط پڑھ کر اپنے اصحاب کو سنایا سب بہت خوش ہوئے۔

مثنیٰ بن عبدی کا خط بنام سلیمان بن صرد:

سعد بن حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو جو خط بھیجا تھا' اسی خط کی نقل مثنیٰ بن عبدی کو بھی سلیمان بن صرد نے ظبیان بن تمیمی کے ہاتھ روانہ کی تھی۔ مثنیٰ نے اس کا جواب لکھا۔ میں نے تمہارے خط کو پڑھا اور سب بھائیوں کو پڑھ کر سنایا۔ سب نے تمہاری رائے کی ستائش کی۔ اور تمہاری بات کو قبول کر لیا۔ ان شاء اللہ ہم سب لوگ ٹھیک اسی وقت جو کہ تم لوگوں نے مقرر کیا ہے۔ اور ٹھیک اسی مقام پر جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ والسلام علیک۔ اس خط کے نیچے یہ اشعار بھی لکھے تھے۔

تبصر کانی قدا تیتك معلمًا　　　علیٰ اتلع الهادی اجش هزیم

ترجمہ: ''دیکھنا میں اونچی بنا ہوا تم سے ملوں گا ایسے راہوار پر سوار ہوں گا۔ جس کی گردن دراز جس کا شیہہ صدائے رعد۔

طویل القرا نهد الشواۃ مقلص　　　ملح علیٰ فاس اللجام از

ترجمہ: جس کی پشت طویل جس کے جوڑ بند قوی ہیکل لگام کے دہانہ کو بار بار چبا رہا ہوگا۔

بکل فتی لا یملا الروع نحره　　　محسّ لعض الحرب نمیر سؤوم

ترجمہ: میرے ساتھ ایسے ایسے جوان ہوں گے جن کے دل میں خوف کا گذر نہیں جو جنگ کی مصیبت کو برداشت کر لیتے ہیں۔ کبھی اس سے اکتاتے نہیں۔

اخــی ثـقة يـنـوی الا لــه بسعيــه ضــروب بـنـصـل السيف غيـر اثيم

ترجمہ: جو بھروسے کے لوگ ہیں جن کی سعی رضائے الٰہی کے لیے ہے۔ جو تلواریں لگاتے ہیں اور گنہگار نہیں ہوتے''۔

شیعان اہل بیت کی جنگی تیاری:

حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہو جانے کے بعد ہی ۶۱ ھ میں ان لوگوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ آلاتِ حرب و سامان جنگ کے جمع کرنے میں مشغول تھے پوشیدہ طور سے شیعہ اور غیر شیعہ کو بدلہ لینے پر آمادہ کرتے رہتے تھے۔ لوگ ان سے ملتے جاتے تھے۔ قوم کے بعد قوم ان کی شریک ہو جاتی تھی۔ وہ لوگ اسی کام میں منہمک تھے کہ یزید ربیع الاوّل ۶۴ ھ کی چودھویں تاریخ مر گیا۔ امام حسین علیہ السلام کے قتل ہونے میں اور یزید کے ہلاک ہونے میں تین برس اور دو مہینے اور چار دن کا فصل تھا۔ اس وقت ابن زیاد امیر عراق بصرہ میں تھا۔ کوفہ میں اس کی طرف سے عمرو بن حریث مخزومی تھا۔ سلیمان بن صرد کے پاس شیعوں نے آ کر کہا وہ فرعون تو مر گیا اور اس وقت حکومت کمزور ہو رہی ہے آپ کی رائے ہو تو ابن حریث پر حملہ کر کے دارالامارہ سے ہم لوگ اسے نکال دیں اس کے بعد خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینا شروع کریں۔ اور ان کے قاتلوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالیں۔ لوگوں کو اہل بیت کی طرف آ جانے کی دعوت دیں۔ جو کہ مظلوم اور اپنے حق سے محروم ہیں۔ اس باب میں لوگوں نے بہت اصرار کیا۔

سلیمان بن صرد کا مشورہ:

سلیمان بن صرد نے کہا ابھی جلدی نہ کرو۔ ٹھہرو۔ جو بات تم کہتے ہو میں اس پر غور کر چکا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ روسائے کوفہ اور شہسواران عرب میں سے ہیں۔ اور انہیں سے ان کے خون کا انتقام لینا چاہیے۔ اگر ان کو تمہارے ارادے کا حال معلوم ہو جائے گا۔ اور یہ سمجھ جائیں گے کہ ان سے تم انتقام لینا چاہتے ہو تو یہ تمہارے ساتھ بہت سختی سے پیش آئیں گے' جو لوگ اس وقت میرے تابعین میں سے ہیں' میں نے ان کے باب میں بھی غور کر کے دیکھا۔ یہ اگر اٹھ کھڑے ہوئے تو انتقام نہ لے سکیں گے۔ اپنے دل کو ٹھنڈا نہ کر سکیں گے اپنے دشمن کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے اور سب کے سب خود قتل ہو جائیں گے مصلحت یہ ہے کہ اپنی طرف سے کچھ لوگوں کو شہر میں منتشر کر دو اور شیعہ وغیر شیعہ جو ہوں ان کو اس امر کی طرف دعوت دو۔ مجھے اس بات کی امید ہے۔ کہ اب لوگ تمہارے بلانے پر دوڑ پڑیں گے۔ کہ وہ فرعون ہلاک ہو گیا اس کی زندگی میں یہ بات ممکن نہ تھی۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا ان میں سے ایک گروہ دعوت دینے کے لیے نکل کھڑا ہوا اور ایک انبوہ کثیر نے ان کی دعوت کو قبول کیا' جن لوگوں نے یزید کی زندگی میں دعوت قبول کی تھی ان سے چند در چند لوگوں نے اس وقت آمادگی ظاہر کی۔

عبیداللہ بن مری کا خطبہ:

ان واعظوں میں عبیداللہ بن مری بڑے فصیح البیان تھے' واعظ تھے۔ جب ان کا بیان سننے کو مجمع ہوتا تھا پہلے حمد و ثنائے الٰہی بجا لاتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتے تھے۔ اس کے بعد کہتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی تمام خلق سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برگزیدہ کیا۔ ان کو ہر فضیلت کے ساتھ مخصوص کیا۔ ان کے پیرو ہونے کی تم کو عزت دی ان پر ایمان لانے کی تم کو بزرگی عطا کی اس ایمان کے طفیل سے تم لوگوں میں جو کشت و خون ہوا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ اور تمہاری راہیں جو پرخوف وخطر رہا کرتی تھیں اس میں ان میں امن ہو گیا۔ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا . كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی تم لوگ دوزخ میں گراہی چاہتے تھے۔ خدا نے تم کو بچالیا۔ بس اسی طرح خدا اپنی نشانیاں تم کو دکھاتا ہے۔ کہ شاید تم راہ پر آ جاؤ۔ یہ تو بتاؤ کہ اوّلین وآخرین میں خدا نے کوئی شخص ایسا بھی پیدا کیا ہے جس کا حق اس امت میں ان کے نبی سے بڑھ کر ہو۔ کیا انبیاء ومرسلین وغیرہ کی کوئی ذریت ایسی ہو سکتی ہے جس کا حق اس امت پر اپنے پیغمبر کی ذریت سے بڑھ کر ہو۔ لا واللہ کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ خدا تمہارا بھلا کرے تم کو بھی خبر ہے۔ تمہارے نبی کے نواسے کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا' کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس قوم نے کیسی بے ادبی ان سے کی' ان کو بے کس دیکھ کر کیسی ان کی بے حرمتی کی ان کو خون میں لٹا دیا۔ ان کو خاک میں آلودہ کیا۔ نہ خوفِ خدا اور نہ قرابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قوم نے پاس کیا۔ ان کو تیروں کا نشانہ بنالیا۔ ان کی لاش درندوں کے لیے ڈال آئے۔ خدا یہ مصیبت کسی کو نہ دکھائے۔ خدا رحم کرے حسین بن علی رضی اللہ عنہ پر یہ لوگ کسے قتل کر کے صحرا میں ڈال آئے صادق وصابر وامین وشجاع وعالم کو سابق السلام کے فرزند کو رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو ان کے یاور وناصر تھوڑے سے تھے۔ ان کے دشمن کثرت سے انہیں گھیرے ہوئے تھے۔ دشمنوں نے انہیں قتل کیا۔ دوستوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ قتل کرنے والوں پر ملامت قتل کرنے والوں کے واسطے خدا نے کوئی حجت نہیں رکھی ہے اور چھوڑ دینے والوں کے لیے کوئی عذر نہیں پیدا کیا ہے' سوا اس کے کہ خدا سے توبہ نصوح کریں ان کے قاتلوں سے جہاد کریں' ظالموں سے لڑیں۔ شاید اس صورت میں خدا توبہ قبول کرے اور خطا کو معاف کر دے ہم لوگ تمہیں کتاب خدا وسنت رسول خدا خون اہل بیت کی انتقام اور ظالموں اور بے دینوں سے جہاد کی طرف دعوت دیتے ہیں اگر ہم تم قتل ہو گئے تو یہ سمجھو کہ جو ثواب حق تعالیٰ سے ملے گا نیکو کاروں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے اور اگر ہم نے فتح پائی تو اپنے پیغمبر کے اہل بیت کی طرف اس حکومت کو منتقل کر دیں گے' عبیداللہ بن مری نے اسی کلام کو روز' روز بار بار سب کے سامنے دہرایا کہ لوگوں کو زبانی یاد ہو گیا۔

امارت کوفہ پر عبداللہ بن یزید کا تقرر:

یزید کے ہلاک ہو جانے کے بعد لوگوں نے عمرو بن حریث پر حملہ کر دیا دارالامارہ سے اسے نکال دیا۔ ببہ کے حاکم بنانے پر راضی ہو گئے اسے گوبر کا گیند کہتے تھے۔ ٹھینگے برابر اس کا قد تھا۔ یہی لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس نے بیعت کر لی تھی۔ سلیمان بن صرد کے اصحاب برابر اہل شہر میں سے شیعہ وغیر شیعہ سب کو دعوت دیا کرتے اور بہت لوگ ان کے تابع ہو چکے تھے لیکن موت یزید کے بعد زیادتر ابن صرد کی طرف اہل شہر دوڑنے لگے' یزید کو ہلاک ہوئے ابھی چھ مہینے گذرے تھے کہ رمضان کی پندرہ تاریخ جمعہ کے دن مختار کوفہ میں وارد ہوا۔ اور بائیسویں تاریخ جمعہ کے دن عبداللہ بن یزید حاکم کوفہ ہو کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ میں آیا۔ یہی شخص سرحد وجنگ وجدال کا بھی امیر تھا۔ اور اسی کے ساتھ خراج کوفہ پر امیر ہو کر ابراہیم بن اعرج ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے آیا۔

مختار ثقفی کی کوفہ میں آمد:

یہاں عبداللہ بن یزید سے آٹھ دن پہلے مختار کوفہ میں آ گیا تھا۔ مگر تمام رؤسائے شیعہ ابن صرد کے پاس جمع تھے۔ کوئی مختار کر ان کے مثل نہیں سمجھتا تھا۔ مختار شیعوں کو دعوت دیتا تھا کہ میرے پاس خون حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام لینے کو آؤ۔ وہ جواب دیتے تھے شیخ الشیعہ سلیمان بن صرد ہیں۔ سب نے انہیں کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ انہیں کے پاس سب مجتمع ہیں اس کے جواب میں وہ کہتا تھا۔

میں مہدی وقت محمد بن حنیفہ کے پاس سے آیا ہوں۔ مجھے انہوں نے اپنا وزیر وامین ومعتمد علیہ بنا کر تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔ شیعوں سے اسی طرح کی باتیں کرتے کرتے آخراس نے کچھ لوگوں کو ادھر سے توڑ لیا۔ وہ اس کی تعظیم کرنے لگے۔ اس کی بات سننے لگے۔ اس کے حکم کے منتظر رہنے لگے۔ مگر بڑی جماعت شیعوں کی ابن صرد کے ساتھ تھی۔ اس سبب سے مختار اپنے کام میں ابن صرد کو بہت بڑا مزاحم و مانع سمجھتا تھا۔ اپنے اصحاب سے کہا کرتا تھا۔ تمہیں معلوم بھی ہے اس شخص کا یعنی سلیمان بن صرد کا کیا ارادہ ہے۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ لڑنے کو نکلیں اپنے تئیں بھی قتل کریں اور تم کو بھی۔ نہ ان کو جنگ وجدال کا تجربہ ہے نہ اس فن کا علم ہے۔

ابن صرد اور مختار کے خلاف شکایت:

اسی زمانہ میں یزید بن شیبانی نے عبداللہ بن یزید سے جا کر کہا لوگ یہ ذکر کر رہے ہیں کہ یہاں شیعہ ابن صرد کے ساتھ تم پر چڑھائی کرنے کو ہیں۔ اور ایک چھوٹا گروہ ان لوگوں کا مختار کے ساتھ بھی ہے لیکن یہی لوگ کہتے ہیں۔ کہ مختار ابھی چڑھائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ابھی وہ اس کا منتظر ہے کہ دیکھے سلیمان بن صرد کے خروج کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ان کے پاس ساز وسامان سب تیار ہے۔ وہ انہیں دنوں میں خروج کیا چاہتے ہیں۔ اگر مناسب سمجھو تو اپنے اہل شرطہ کو اور سپاہ کو اور شرفائے قوم کو جمع کر کے ہم تم سب کے ساتھ سلیمان بن صرد کے پاس چلیں ان کے مکان پر پہنچ کر انہیں اپنے پاس بلاؤ اگر وہ چلے آئے تو چلے آئے۔ یا اگر وہ لڑنے پر آمادہ ہوں تو ان سے لڑلو فوج تو تمہاری آمادۂ پیکار وصف آرا موجود ہوگی انہیں اس کی خبر بھی نہیں کہ تیار ہو رہتے۔ میں اس لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر انہوں نے جنگ کی ابتداء کی اور تم نے اتنی مہلت دی کہ وہ تیار ہو جائیں' تو یہ معاملہ بہت بڑھ جائے گا۔ پھر ان کی شوکت کا توڑنا دشوار ہو جائے گا۔

عبداللہ بن یزید اور شیبانی کی گفتگو:

عبداللہ بن یزید نے کہا کہ ہمارے ان کے درمیان خدا انصاف کرے گا۔ وہ ہم سے لڑیں گے وہ ہم سے تعرض نہ کریں گے تو ہم بھی ان کے پیچھے نہ دوڑیں گے۔ یہ تو بتاؤ ان کا مطلب کیا ہے۔ شیبانی نے کہا لوگ یہ چرچا کر رہے ہیں۔ کہ وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے خون کا انتقام لینے والے ہیں۔ اس نے کہا' کیا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس پر خدا لعنت کرے۔ شیبانی نے کہا کہ سلیمان بن صرد اور ان کے اصحاب یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ کوفہ پر قبضہ کر لیں۔

عبداللہ بن یزید کا اہل کوفہ سے خطاب:

عبداللہ بن یزید یہ سن کر گھر سے نکلا۔ منبر پر جا کر خطبہ پڑھا حمد وثنائے الٰہی بجالایا۔ اس کے بعد کہا مجھے خبر ملی ہے۔ کہ اہل شہر میں سے ایک گروہ نے ہم پر خروج کرنے کا ارادہ کیا ہے میں نے پوچھا آخر وہ چاہتے کیا ہیں؟ معلوم ہوا کہ وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ خدا ان لوگوں پر رحم کرے واللہ مجھے ان کے گھروں اک پتہ بتایا گیا مجھ سے یہ کہہ گیا کہ ان لوگوں کو گرفتار کرلوں۔ مجھے یہ مشورہ دیا گیا کہ ان کے خروج کرنے سے پہلے میں ان سے جنگ کی ابتداء کردوں۔ میں نے اس بات کو نہ مانا۔ اور کہہ دیا کہ وہ مجھ سے لڑیں گے تو میں ان سے لڑوں گا۔ وہ مجھ سے تعرض نہ کریں گے تو میں ان کے پیچھے نہ پڑوں گا۔ آخر وہ مجھ سے کیوں لڑنے لگے واللہ نہ میں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ نہ ان کے قاتلوں کے ساتھ شریک ہوا۔ ان کے قتل ہو جانے کا تو مجھے غم ہوا۔ خدا ان پر رحمت نازل کرے۔ ان لوگوں کے لیے امان ہے۔ یہ علانیہ خروج کریں۔ چلیں پھریں۔ جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے

قتال کیا ہے۔ اس سے لڑنے کو روانہ ہوں وہ بھی تو ان سے لڑنے کو آ رہا ہے۔ میں تو قاتل حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں انہیں لوگوں کی امداد کروں گا۔ یہی ابن زیاد تو حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے اسی نے تمہارے اقران و امثال و بہترین قوم کو قتل کیا ہے وہ تم سے لڑنے کو چلا آ رہا ہے۔ جسر منبج سے ایک رات کی راہ پر جو اس سے ملنا چاہے مل سکتا ہے اس سے لڑنا اور سامان جنگ کرنا اس بات سے افضل و اولیٰ ہے کہ تم لوگ آپس میں لڑ مرو۔ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے ایک دوسرے کا خون بہائے۔ کل تمہارا دشمن تمہارے سر پر آ جائے۔ تو دیکھے کہ تمہاری قوت ٹوٹ گئی اور واللہ یہی تو تمہارے دشمن کی آرزو ہے لو وہ تمہاری طرف آ رہا ہے۔ جو خلق خدا میں سے زیادہ تمہارا دشمن ہے یہ وہ شخص ہے۔ کہ یہ اور اس کا باپ دونوں سات برس تک تم پر حکومت کرتے رہے۔ اہل عفاف و اہل دین کے قتل کرنے سے یہ دونوں کبھی تھکتے نہ تھے۔ اس شخص نے تم لوگوں کو قتل کیا۔ اسی کے سبب سے تم پر مصیبتیں نازل ہوا کیں اسی نے ان کو بھی قتل کیا ہے جن کے خون کا بدلہ تم لینا چاہتے ہو لو وہ تمہارے سر پر آ گیا۔ اب اپنی تمام قوت وشوکت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو۔ تم اسی سے لڑو۔ اپنے لوگوں سے لڑنے کا ارادہ نہ کرو۔ میں نے تم سے کلمہ خیر کہنے میں دریغ نہیں کیا۔ خدا ہمیں تمہیں یک دل و یک زبان رکھے اور ہمارے پیشواؤں کو نیکی عطا فرمائے۔

ابراہیم بن محمد کی ابن یزید کے خلاف تقریر:

یہ تقریر سن کر ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کہا ایہا الناس اس خوشامدی صلح جو کی باتوں سے دھوکے میں نہ آنا تلوار چلنے اور فتنہ و فساد کے بر پا ہونے سے غافل نہ ہونا واللہ اگر کوئی ہم پر خروج کرے گا تو ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ لوگ ہم پر خروج کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم باپ کو بیٹے کے بدلے اور بیٹے کو باپ کے بدلے گرفتار کر لیں گے۔ ہم قرابت دار کے عوض میں قرابت دار سے مواخذہ کریں گے اور کارگذار کو کارفرما کے عوض ماخوذ کریں گے۔ انہیں دین حق پر لا کر اور اطاعت پر مجبور کر کے چھوڑیں گے۔

مسیب کی عبداللہ بن یزید کی موافقت:

مسیب یہ سن کر اس پر جھپٹ پڑے۔ گفتگو اس کی قطع کر دی اور کہا او بیعت توڑنے والوں کے نطفے تو ہمیں اپنی تلوار سے اور فتنہ پردازی سے ڈراتا ہے۔ واللہ! تجھ میں تو اتنی بھی لیاقت نہیں ہے تو ہم سے بغض رکھتا ہے تو جانے ہے۔ تیرے باپ دادا ہمارے ہی ہاتھ سے مارے گئے ہیں۔ واللہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے باپ دادا جہاں ہیں وہیں تجھے بھی شہر والے پہنچا دیں گے اسی طرح خدا تجھے اس شہر سے نکالے گا اور امیر تم نے بہت ٹھیک بات کہی واللہ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ انتقام پر آمادہ ہیں وہ تمہارے خیر خواہ اور تمہارے قول کے سننے والے ہیں۔ ابراہیم نے کہا واللہ یہ تو مارا جائے گا۔ اس نے بے پروائی کی اور علانیہ کی۔ عبداللہ بن وال تیمی اب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے برادر تیمی تو ہمارے اور ہمارے امیر کے درمیان کیوں دخل دیتا ہے۔ واللہ نہ تو ہمارا امیر ہے نہ تجھے ہم پر حکومت کرنے کا حق ہے۔ تو فقط امیر جزیہ ہے جا اپنے خراج کی خبر لے قسم بخدا یہ فتنہ پردازی جو تو کر رہا ہے تیرے باپ دادا جو بیعت توڑنے والوں میں تھے انہیں نے تو اس امت میں فتنہ وفساد بر پا کیے اور جیسا[1] انہوں نے کیا ان کے آگے آئے

---

[1] فکانت بہما الیدان . جیسا انہوں نے کیا ان کے آگے آئے۔ کوسنا ہے اسے ابن اثیر نے چھوڑ دیا اور اس روایت کے بہت سے فقرے چھوڑ دیئے۔ ع۔ ح

اور وہ خود برائی کے چکر میں پڑ جائیں۔

مسیب اور عبداللہ بن وال کی ابن یزید کو یقین دہانی:

اس کے بعد مسیب و عبداللہ بن وال امیر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے ہمیں امید ہے کہ عوام الناس میں تمہاری ستائش ہوگی اور خاص لوگوں میں تمہاری قدر رہوگی۔ ابراہیم کے ساتھ والوں میں سے اور اس کے عمال میں سے ایک گروہ کو غصہ آ گیا۔ سخت و درشت الفاظ زبان پر لائے۔ لوگوں نے بھی ان کو سخت سست کہا۔ اور سب کو ناگوارا گذرا۔ یہ باتیں سن کر عبداللہ منبر سے اتر آیا اور دارالامارہ میں چلا گیا ابراہیم یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ عبداللہ نے اہل کوفہ کی خوشامد کی میں تو واللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ حال لکھ کر بھیج دوں گا۔ شبث بن ربیع تیمی نے عبداللہ سے جا کر یہ ذکر کیا عبداللہ اس کو اور یزید بن حارث کو اپنے ساتھ لے کر سوار ہوا اور ابراہیم کے پاس آ کر قسم کھائی کہ واللہ امن و عافیت و اصلاح ذات البین کے سوا میرا کچھ اور مطلب نہ تھا۔ یزید بن حارث نے میرے پاس آ کر یہ باتیں کیں مجھے خیال ہوا کہ سب لوگوں کے سامنے یہ تقریر کروں جو تم نے سنی اس سے میرا مقصد یہی تھا' کہ اختلاف و افتراق نہ پیدا ہو۔ ان میں آپس ہی میں کشت وخون نہ ہو جائے۔ ابراہیم نے اس کے عذر کو قبول کر لیا۔ اور سلیمان بن صرد کے اصحاب اب علانیہ ہتھیار لے کر نکلنے لگے۔ اور سامان جنگ اور اپنی ضرورت کی اشیاء کو بے پردہ مہیا کرنے لگے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ خوارج:

اسی سال خوارج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یا تو مکہ میں آ کر حصین بن نمیر کے مقابلہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑا کیے یا یہ ہوا کہ سب کے سب بصرہ کی طرف چلے گئے۔ ان میں اتفاق نہ رہا۔ متفرق و منتشر ہو گئے اس کا سبب یہ ہوا کہ ابو بلال کو قتل کرنے کے بعد خوارج سے ابن زیاد کو جس طرح پیش آیا۔ پہلے بھی وہ ان کے قتل کرنے سے باز نہ آتا تھا۔ ان کا وجود اسے ناگوار تھا۔ مگر ابو بلال کے بعد اس نے ان لوگوں کے ہلاک و تباہ کرنے پر کمر باندھ لی۔ اسی زمانہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں شورش کی۔ اور اہل شام ان سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔ خوارج نے جمع ہو کر جو جو مصیبتیں ان پر گذری تھیں۔ اس کا ذکر کیا۔ نافع بن ارزق نے کہا۔ خدا نے تم لوگوں پر کتاب نازل کی۔ اس میں جہاد کرنا تم پر فرض کیا۔ اور اسے بیان فرما کر حجت تم پر تمام کر دی۔ تمہارا حال یہ ہے۔ کہ دشمن ظالم تمہارے لیے شمشیر بکف ہیں۔ دیکھو مکہ میں جو شخص اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ چلو ہم سب لوگ بیت اللہ میں جا کر اس سے ملاقات کریں اگر وہ ہمارے عقیدے پر ہے تو اس کے ساتھ شریک ہو کر دشمن سے جہاد کریں۔ اگر ہمارا عقیدہ وہ نہیں رکھتا تو بیت اللہ پر چڑھائی کرنے والوں کا جہاں تک ہو سکے دفاع کریں پھر اس کے بعد دیکھیں گے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور خوارج میں اتحاد:

غرض یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوئے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے آ کر ملے ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے آنے سے بہت خوش ہوئے۔ اور ان کو جتا دیا۔ کہ میں بھی وہی عقیدہ رکھتا ہوں جو تم لوگوں کا ہے۔ اور بلا تامل و توقف ان کو اپنے پاس آنے کی رضا دے دی' یہ لوگ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہو کر شامیوں سے جہاد کرتے رہے جب یزید کے ہلاک ہونے کی خبر آئی اور اہل شام مکہ سے واپس چلے گئے تو ان لوگوں نے باہم ملاقاتوں میں یہ ذکر کیا کہ ہم لوگ کیا کر رہے ہیں یہ کوئی راہِ صواب نہیں ہے۔ کہ ایسے شخص کی اعانت ہم کر رہے ہیں۔ جس کا حال معلوم نہیں۔ شاید یہ شخص تم لوگوں کے عقیدے پر نہیں ہے کل کا ذکر ہے کہ یہ شخص اور اس کا باپ دونوں تم

سے قتال کر چکے ہیں۔ اور پکار رہے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا انتقام لینے والے کہاں ہیں۔ چلو ان سے چل کر پوچھیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے باب میں ان کی کیا رائے ہے اگر انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیزاری ظاہر کی تو سمجھو کہ وہ تمہارے دوستوں میں ہیں ورنہ تمہارے دشمنوں میں۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور خوارج میں کشیدگی:

غرض یہ لوگ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہا اے شخص تمہارے ساتھ شریک ہو کر ہم نے قتال کیا۔ ہم نے اس بات کی تحقیق بھی نہیں کی کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے آیا تم ہم میں سے ہو یا ہمارے دشمنوں میں سے ہمیں یہ بتاؤ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے باب میں تم کیا کہتے ہو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ادھر ادھر دیکھا کہ اس وقت ان کے انصار بہت تھوڑے سے وہاں موجود ہیں۔ خوارج سے انہوں نے کہا تم ایسے وقت میرے پاس آئے کہ میں اٹھنے ہی کو تھا اب شام کو میرے پاس آؤ۔ تو جو بات تم پوچھنا چاہتے ہو اس کا میں جواب دوں۔ یہ سن کر وہ لوگ تو پلٹ گئے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو بلایا ان سے کہا تم سب لوگ مسلح ہو جاؤ اور سب کے سب جمع ہو کر شام کو میرے پاس آؤ انہوں نے ایسا ہی کیا خوارج جو آئے تو دیکھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصحاب دوہری صف باندھے ہوئے ان کے گرد کھڑے ہیں۔ اور ایک انبوہ کثیر ڈنڈے ہاتھ میں لیے ہوئے ان کے سر پر موجود ہے ابن ارزق نے اپنے اصحاب سے کہا اس شخص کو یہ ڈر ہے کہ تم اچانک حملہ کر بیٹھو گے تمہارے خلاف جواب دینے پر یہ مستعد ہے یہ سامان جو تم دیکھ رہے ہو اسی لیے کیا ہے۔ یہ کہہ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قریب وہ گیا اور کہنے لگا یا ابن الزبیر رضی اللہ عنہ خدا سے ڈر اور خود غرض سے بیزاری اختیار کر۔ سب سے پہلے جس شخص نے ضلالت کی بنا ڈالی اس سے عداوت کرنا چاہیے۔ جس نے احداث کیا۔ جس نے حکم قران کے خلاف کیا اس سے نفرت کر تم ایسا کرو گے تو متہارا پروردگار تم سے خوش ہوگا۔ عذاب شدید سے تم کو نجات حاصل ہو گی اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہارا شمار ان لوگوں میں ہوگا جنہوں نے اپنے تمتع سے کام رکھا۔ زندگانی دنیا کے پیچھے طیبات کو کھو بیٹھے اے عبیدہ بن بلال اس شخص کے سامنے اور سب کے سامنے ہمارے عقائد جن کی طرف لوگوں کو ہم دعوت دیتے ہیں بیان کر یہ سن کر عبیدہ آگے بڑھا۔

ابن بلال خارجی کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف تقریر:

خشم ایک راوی کہتا ہے میں وہاں موجود تھا۔ واللہ ابن بلال سے بڑھ کر میں نے کوئی فصیح و بلیغ نہیں دیکھا عقیدہ اس کا خوارج کا تھا۔ وہ مطالب کثیر کو چند لفظوں میں ادا کر دیتا تھا۔ پہلے حمد وثنائے الٰہی بجا لایا۔ پھر کہا حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ عبادت خدا اور غلاص دین کی طرف دعوت دیں۔ انہوں نے دعوت دی۔ مسلمانوں نے اسے قبول کیا۔ حضرت حکم خدا اور کتاب خدا کے ساتھ امت میں عمل کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانشین کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو ان دونوں صاحبوں نے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل کیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ان کے بعد لوگوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جانشین کیا۔ انہوں نے زمینوں پر قبضہ کیا۔ قرابت داروں کو مقدم سمجھا۔ دولت مند ہونے کو پسند کیا درہ اور تازیانہ کو جاری کیا۔ کتاب کو پھاڑ ڈالا۔ مسلمانوں کو حقارت سے دیکھا اس ظلم و جور پر جس نے اعتراض کیا اسے پٹوا ڈالا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو شہر بدر کیا تھا اسے بلا لیا۔ سابقین میں سے جو صاحب فضل تھے ان کو مارا۔ شہر بدر کیا۔ ان پر جرم رکھا۔ اس کے مال غنیمت پر جو خدا نے مسلمانوں کو دیا تھا قبضہ کیا اسے قریش کے فاسقوں اور عرب کے نفروں میں تقسیم کر دیا۔ یہ دیکھ کر اہل اسلام کا

ایک گروہ جن سے خدا اپنی اطاعت کا عہد لے چکا تھا۔ جو خدا کے کام میں ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے آ کر عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ ہم لوگ اسی گروہ کے ہواخواہوں میں ہیں۔ اور ابن عفان رضی اللہ عنہ سے اور ان کے دوستوں سے بیزار ہیں بتاؤ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اب تم کیا کہتے ہو۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں جوابی تقریر:

ابن زبیر رضی اللہ عنہما یہ سن کر حمد وثنائے الٰہی بجا لائے اس کے بعد کہا: تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا میں نے سنا ایسے ہی تھے۔ جیسا تم نے بیان کیا۔ تو وہ اس سے بھی برتر تھے۔ جیسا تم نے ذکر کیا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے باب میں تم نے جو کہا اسے بھی میں نے سنا یہ وصف ان کا خدا نے تمہاری زبان پر جاری کیا۔ تم نے جو کچھ کہا درست کہا۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے باب میں جو کچھ تم نے کہا اسے بھی میں نے سنا آج خلق خدا میں ابن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کے حالات کا جاننے والا مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں جب ان سے لوگوں نے دشمنی کی اور ان پر عتاب کیا ہے تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ جن باتوں پر لوگ خفا تھے۔ ان کے راضی کرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ پھر یہ ہوا کہ سب جا کر واپس آئے۔ اور ایک خط لیے ہوئے آئے جس پر انہیں یہ شبہ ہوا تھا۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم اس خط میں دیا ہے۔ انہوں نے کہہ دیا۔ میں نے یہ خط نہیں لکھا تم سے ہو سکے تو اس بات کو ثابت کرو۔ اگر تم نہیں ثابت کر سکتے تو لو میں قسم کھاتا ہوں۔ واللہ وہ گواہ کو اس کے ثبوت میں نہ لا سکے اور نہ عثمان رضی اللہ عنہ سے قسم لینے پر راضی ہوئے۔ سب نے حملہ کر کے انہیں قتل کیا۔ تم نے ان کے جو عیب بیان کیے وہ بھی میں نے سنے۔ وہ ہرگز ایسے نہ تھے۔ وہ تو ہر طرح کی نیکی کے اہل تھے۔ جو تم لوگ اور تمام حاضرین اس بات کے گواہ رہیں۔ کہ میں دنیا و آخرت میں ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دوست داروں میں ہوں۔ اور ان کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں۔ ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں۔

خوارج کی ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے علیحدگی:

خوارج نے یہ سن کر کہا اے دشمن خدا تجھ سے خدا بیزار ہو جواب ملا اے دشمنان خدا تم سے خدا بیزار ہو۔ اس کے بعد وہ لوگ متفرق ہو گئے۔ نافع بن ارزق اور عبداللہ اباض اور حنظلہ بیہس اور ماحوز کے تینوں بیٹے عبداللہ وعبیداللہ وزبیر بصرہ چلے گئے۔ اور ابو طالوت اور عبداللہ بن ثور اور عطیہ بن یشکری یمامہ کی طرف گئے اور ابوطالوت کے ساتھ یمامہ پر حملہ کیا۔ اس کے بعد سب کے سب نجدہ بن عامر کے ساتھ ہو گئے بصرہ میں جو خوارج پہنچے وہ سب ابوبلال کے عقیدے پر تھے۔ یہ سب لوگ مجتمع ہوئے اور ان میں عامہ ناس نے یہ بات کہی کہ ہم میں کچھ لوگ جو راہ خدا میں جہاد کرنے کو نکل گئے۔ تو ہم نے اپنے کام میں سستی کی۔ چاہیے تو یہ کہ ہم میں جو علماء ہیں وہ دنیا میں وعظ کہتے ہوئے پھریں وہ لوگوں کے لیے چراغ ہدایت بن جائیں گے۔ دین کی دعوت دیں گے جو لوگ اہل ورع اور کوشش کروانے لے ہیں، وہ جہاد کو نکلیں اپنے پروردگار سے ملاقات کریں۔ شہداء میں داخل ہوں۔ جن کو خدا کے پاس سے رزق ملا کرتا ہے۔ اور وہ جیا کرتے ہیں۔ یہ سن کر نافع بن ارزق آمادہ ہو گیا۔ تین سو آدمیوں کو لے کر روانہ ہوا۔

مقید خوارج کی رہائی:

یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب لوگوں نے ابن زیادہ پر حملہ کیا ہے۔ اور قید خانوں میں جو خوارج محبوس تھے۔ وہ دروازوں کو توڑ کر نکل آئے ہیں۔ اور مسعود کے خون کا انتقام لینے کو لوگ از دور بیعہ و بنی تمیم وقیس سے قتال کر رہے تھے۔ خوارج اس موقع کو غنیمت

سمجھے انہوں نے سامان کیا۔ اور جتھا اپنا باندھ لیا جب دیکھا کہ نافع بن ارزق نے خروج کیا ہے۔ تو سب اس کے ساتھ ہو گئے۔ ادھر اہل بصرہ نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ ببہ جو اولاد عبدالمطلب میں سے تھا سب کو نماز پڑھایا کرے اور ابن زیاد شام کی طرف نکل گیا اور ازد و بنی تمیم میں بھی صلح ہو گئی۔

بصری خوارج کا ابن ارزق کے پاس اجتماع:

اب لوگوں نے خوارج کی طرف رُخ کیا۔ ان کا تعاقب کرنے لگے۔ انہیں پریشان کرنے لگے۔ نوبت یہ ہوئی کہ بصرہ میں جتنے خوارج رہ گئے تھے وہ بھی شہر چھوڑ کر ابن ارزق سے جا کر مل گئے۔ ان میں کے چند لوگ جو ابھی خروج کرنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے۔ بس وہ رہ گئے۔ ان میں عبداللہ صفار تھا۔ اور عبداللہ اباض اور جو لوگ ان دونوں کی رائے کے ماننے والوں میں تھے۔ ابن ارزق کی یہ رائے ہوئی کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان سے دوستی نہ رکھنا چاہیے اور جنہوں نے ایسا کیا اور ہمارا ساتھ نہ دیا۔ ان کی نجات نہیں ہو سکتی اس نے اپنے اصحاب سے کہا خدا نے تم کو یہ شرف بخشا کہ تم نکل آئے۔ تم کو بصیرت عطا کی اور تمہارے سوا جو لوگ تھے۔ وہ اندھے رہ گئے۔ تم خوب جانتے ہو کہ تم نے اسی لیے خروج کیا ہے۔ کہ تم شریعت الٰہی و حکم الٰہی کے خواہاں ہوں۔ سنو! اس کا حکم تمہارا رہنما ہے اور اس کی کتاب تمہاری امام ہے۔ بس تم اس کے سنن و اثر کی پیروی کرنے والوں میں ہو۔

خوارج کے عقائد:

سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہے کہا تمہیں اپنے دوست سے اس طرح پیش آنا چاہیے۔ جس طرح نبی ﷺ اپنے دوست سے پیش آتے تھے۔ اور اپنے دشمن سے تمہیں اس طرح پیش آنا چاہیے۔ جس طرح نبی ﷺ اپنے دشمن سے پیش آتے تھے۔ آج جو تمہارا دشمن ہے وہ دشمن خدا و رسول ﷺ ہے اسی طرح جو رسولِ خدا ﷺ کا دشمن ہے۔ وہ دشمن خدا ہے۔ اور آج وہی اور آج وہی تمہارا دشمن ہے۔ سب نے کہا ایسا ہی ہے۔ کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمایا ہے بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ. یعنی جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا ہے ان سے خدا اور رسول ﷺ بیزار ہیں اور کہا لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ یعنی مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں گی ہرگز نکاح نہ کرو۔ غرض خدا نے ان سے دوستی رکھنا۔ ان کے جوار میں رہنا ان کی گواہی سننا۔ ان کے ذبیحہ کو کھانا۔ ان سے علم دین کو سیکھنا۔ ان کے ساتھ نکاح و میراث کو حرام کر دیا ہے۔ خدا نے ہم پر حجت تمام کر دی ہے۔ کہ ہم ان باتوں کو جانیں۔ ہم کو ضرور ہے کہ دین کی یہ بات ان لوگوں کو بھی جتنا دیں جن کے پاس سے ہم سب نکل کر چلے آئے ہیں اور جو احکام خدا نے نازل کیے انہیں نہ چھپائیں خدائے عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ الْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴾

یعنی ''جو لوگ ان دلیلوں کو اور ہدایت کو چھپاتے ہیں۔ جنہیں ہم نے نازل کیا ہے۔ اور بعد اس کے کہ ہم نے کتاب میں واضح کر کے اسے بیان کر دیا ہے۔ ان پر خدا تعالیٰ بھی لعنت کرتا ہے۔ اور سب لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں''۔

ابن ارزق کا خط بنام صفار و ابن اباض:

اس کے تمام اصحاب نے اس رائے کو قبول کیا اور یہ خط لکھا گیا۔ بندہ خدا نافع بن ارزق کی طرف سے عبداللہ بن صفار

وعبداللہ بن اباض اوران لوگوں کو جوان کے نزدیک میں جو بندگان خدا کہ طاعت کے اہل ہیں۔ان کو سلام پہنچے بات یہ ہے اور وہ ہے پھر قصہ اور جو کچھ کہ بیان اس نے کیا تھا سب لکھا۔اور یہ خط ان دونوں شخصوں کے پاس بھیج دیا۔اور پہنچ بھی گیا عبداللہ صفار نے اسے پڑھ کر پیچھے ڈال دیا۔لوگوں کو اس لئے پڑھ کر نہیں سنایا کہ ایسا کہیں نہ ہو وہ متفرق ہو جائیں اور اختلاف پیدا ہو۔عبداللہ اباض نے پوچھا کہ کیا واقعہ ہوا خدا خیر سے کرے۔کس بات کی تم کو تشویش ہے کیا ہمارے بھائی کام آ گئے۔یا ان میں سے کچھ لوگ قید ہو گئے ابن صفار نے اسے خط دے دیا۔

ابن صفار اور ابن اباض میں اختلاف:

ابن اباض نے خط کو پڑھا پھر کہنے لگا خدا کی مار ہو اس پر کیا برا خیال ہے اس کا۔نافع کا یہ کہنا جب بجا ہوتا جب سب لوگ مشرک ہوتے اس صورت میں اس کا خیال اور جو امر کہ وہ تجویز کرتا ہے۔ٹھیک تھا اور نبی ﷺ کا سلوک جو مشرکوں کے ساتھ تھا۔اور نبی ﷺ کا سلوک جو مشرکوں کے ساتھ تھا۔ویسا ہی سلوک اس کا بھی ہوتا۔لیکن وہ جھوٹ بولا اور ہمیں بھی جھٹلایا۔بات یہ ہے کہ لوگ کفران نعمت و نافرمانی میں بے شک مبتلا ہیں مگر شرک سے بری ہے ہمیں ان کا قتل کرنا جائز ہے ان کے مال پر تصرف ہمارے لیے حرام ہے۔ابن صفار نے کہا خدا تجھ سے سمجھے تو نے بہت تقریظ کی اور خدا سمجھے ابن ارزق سے اس نے بہت افراط کی تم دونوں سے خدا سمجھے اس نے جواب دیا۔خدا تجھ سے بھی سمجھے۔بس سب میں تفرقہ پڑ گیا۔ابن ارزق کی شان وشوکت بہت بڑھ گئی۔بڑا مجمع اس کے ساتھ ہو گیا اس نے اہواز میں قیام کیا۔خراج وصول کرتا تھا اور اسی سے اپنی قوت کو بڑھاتا تھا۔اس کے بعد بصرہ کی طرف رُخ کیا اور پل کے قریب تک پہنچ گیا۔عبداللہ ابن حارث نے اس سے لڑنے کے لیے مسلم بن عبیس کو روانہ کیا۔

مختار ثقفی اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ:

اسی سال رمضان کی پندرہویں تاریخ مختار کوفہ میں آیا۔اس نے حسن بن علی علیہ السلام پر ساباط برچھی کا وار ہوا تھا۔اور وہاں سے مدائن کے قصر ابیض میں آپ کو لوگ لے گئے تھے آپ کی نسبت میں اپنا جو خیال ظاہر کیا تھا اس سے شیعہ بہت ناراض تھے۔اور مختار کو سب وشتم سے یاد کرتے تھے۔جس حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں بھیجا تو یہ مختار کے گھر میں اترے تھے۔راوی کہتا ہے وہی گھر اب سلم بن میب کا ہے مختار نے اور سب اہل کوفہ کے ساتھ مسلم سے بیعت کی۔ان کے ساتھ خیر خواہوں کی طرح پیش آیا۔جو لوگ اس کے کہنے میں تھے۔ان کو مسلم کی طرف دعوت دی جب مسلم نے خروج کیا ہے۔تو مختار اپنے گاؤں میں تھا۔جسے لقفا کہتے تھے۔ظہر کے وقت اسے مسلم کے خروج کرنے کی خبر پہنچی۔مسلم نے اپنے اصحاب سے خروج کرنے کا جو دن مقرر کر دیا تھا یہ وہ دن نہ تھا۔انہیں جب یہ معلوم ہوا۔کہ ہانی کو مارا اور قید کر لیا ہے۔تو انہوں نے اسی وقت خروج کر دیا۔مختار یہ سن کر اپنے موالی ساتھ لیے ہوئے چلا۔مغرب کے بعد باب الفیل تک پہنچا ادھر ابن زیاد نے عمرو بن حریث کو لوگوں کا رئیس بنا کر ایک علم دیا تھا۔اسے یہ حکم دیا تھا۔کہ سب کو لے کر مسجد میں بیٹھے مختار باب الفیل پر ٹھہر گیا تھا۔ادھر سے ہانی بن رداعی کا گذر ہوا۔مختار کو دیکھ کر کہنے لگا یہاں تمہارے ٹھہرنے کی کیا وجہ؟ نہ تو تم لوگوں کے ساتھ ہو نہ اپنے ٹھکانے پر۔مختار نے کہا تم لوگوں نے خطائے عظیم کی ہے یہ دیکھ کر میری رائے متزلزل ہو گئی ہے۔

مختار ثقفی کی بدعہدی:

ہانی نے کہا واللہ تو اپنی جان کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ اور یہاں سے جا کر عمرو بن حریث سے اپنی اور مختار ثقفی کی گفتگو سب بیان کر دی۔ ابن حریث نے یہ سن کر عبدالرحمٰن ثقفی سے کہا۔ اٹھ اپنے ابن عم کے پاس جا اس سے کہہ کہ ابن عقیل رضی اللہ عنہ کو یہ بھی تو نہیں معلوم کو مختار کہاں ہے وہ کیوں اپنے جان کے پیچھے پڑا ہے عبدالرحمٰن جانے کے لیے اٹھا تھا۔ کہ زائدہ بن قدامہ نے بڑھ کر ابن حریث سے کہا کہ مختار تمہارے پاس اس شرط سے آئے گا۔ کہ اس کے لیے امان ہو۔ ابن حریث نے کہا میری طرف سے تو اسے امان ہے۔ بلکہ ابن زیاد تک بھی اگر کچھ خبر اس کی پہنچ گئی تو میں امیر کے سامنے اس کی طرف سے گواہی دوں گا اور اچھی طرح سفارش کروں گا۔ زائدہ نے کہا ان شاء اللہ پھر تو ہر طرح سے خیریت ہے۔ غرض عبدالرحمٰن و زائدہ دونوں مختار کے لیے روانہ ہوئے اس سے ہانی و داعی و ابن حریث کی گفتگو کا ذکر کر کے کہا خدا کے لیے اپنے قتل کا درپے نہ ہو۔

مختار ثقفی کی گرفتاری:

مختار آخر ابن حریث کے پاس چلا آیا۔ اسے سلام کیا اس کے علم کے نیچے بیٹھ گیا۔ صبح کو لوگوں میں مختار کی ان باتوں کا چرچا ہوا۔ عمارہ بن عقبہ یہ حال سن کر ابن زیاد کے پاس پہنچا اس سے سب حال بیان کر دیا۔ دن چڑھے ابن زیاد کا دروازہ کھلا۔ لوگوں کو آنے کا اذن ہوا مختار بھی سب کے ساتھ دربار میں داخل ہوا۔ ابن زیاد نے اسے بلا کر کہا۔ تمہیں ایک مجمع ساتھ لے کر آئے تھے کہ ابن عقیل کی نصرت کرو۔ مختار نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ میں آیا اور ابن حریث کے علم کے نیچے اترا۔ صبح تک انہیں کے ساتھ رہا ابن حریث نے بھی اس کی شہادت دی۔ کہا اصلحک اللہ یہ سچ کہتا ہے۔ ابن زیاد نے عصا اٹھا کر مختار کے منہ پر دے مارا کہ اس کی آنکھ کا پپوٹا پھٹ گیا۔ اور کہا اچھا ہوا یہ تیرے حق میں ابن حریث نے شہادت نہ دی ہوتی تو واللہ میں تیری گردن مارتا۔ لے جاؤ اسے قید خانہ میں۔ اہل شرطہ اسے لے گئے قید خانہ میں ڈال دیا۔

مختار کے لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سفارش:

حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے تک یہ قیدی رہا اس کے بعد اس نے زائدہ سے کہلا بھیجا۔ کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مدینہ میں جا کر ان سے کہے کہ وہ ایک رقعہ یزید کے نام لکھ دیں کہ وہ ابن زیاد کو مختار کی رہائی کے باب میں لکھ بھیجے زائدہ وہاں سے روانہ ہوا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ مختار کا پیام انہیں دیا۔ مختار کی بہن صفیہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھیں بھائی کے قید ہو جانے پر بہت روئیں۔ جزع فزع کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کے نام پر ایک خط لکھ کر زائدہ کے ہاتھ روانہ کیا۔ مضمون یہ تھا ''ابن زیاد نے مختار کو قید کر لیا ہے اور وہ میری زوجہ کا بھائی ہے۔ میں اس کی عافیت و بہبود چاہتا ہوں۔ خدا ہم پر اور تم پر رحم کرے اگر مصلحت ہو تو ابن زیاد کو اپنا یہ حکم لکھ کر بھیجو کہ اسے چھوڑ دے والسلام علیک''۔ زائدہ یہ خط لے کر اپنے ناقہ پر روانہ ہوا۔ یزید کے پاس شام میں پہنچا۔ یزید ان کا خط پڑھ کر ہنسا اور کہا۔ ابو عبدالرحمٰن نے سفارش کی ہے اور وہ سفارش کر سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر ابن زیاد کو لکھ بھیجا کہ میرا خط دیکھتے ہی مختار کو رہا کر دے۔ والسلام

مختار ثقفی کی رہائی:

زائدہ یہ خط لے کر ابن زیاد کے پاس آیا ابن زیاد نے مختار کو زندان سے نکال کر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا تین دن کی مہلت

دیتا ہوں اس کے بعد اگر تم کوفہ میں مل جاؤ گے تو تمہاری خیر نہیں۔ مختار تو وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ابن زیاد کو اب خیال آیا کہ زائدہ نے بڑی گستاخی کی امیر المومنین کے پاس گیا۔ کہ جس شخص کو میں نے قید کیا ہے۔ اور ابھی اسے قید رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کی رہائی کا پروانہ لے کر میرے پاس آئے۔ جاؤ زائدہ کو پکڑ لاؤ۔ عمرو بن نافع کاتب ابن زیاد کا زائدہ کی طرف گذر ہوا۔ اس سے کہا ارے جان بچا کر بھاگ اور میرا یہ احسان ذرا یاد رکھنا۔ یہاں زائدہ کو لوگ ڈھونڈ تے پھرتے تھے وہ اس دن تو چھپا رہا پھر اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر قعقاع ذہلی اور مسلم باہلی کے پاس آیا۔ ان دونوں نے ابن زیاد سے اس کے لیے امان لے لی۔

مختار ثقفی اور ابن العرق کی گفتگو:

مختار یہاں سے نکل کر حجاز کی طرف جا رہا تھا۔ واقصہ کے اس طرف ابن العرق جو بنی ثقیف کے موالی میں تھا۔ اسے ملا اس کا خیر مقدم اس نے کیا اور محبت سے پیش آیا۔ اس کی طرف دیکھ کر اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور بہت مضطرب ہو کر اس سے پوچھنے لگا۔ خدا تم کو ہر طرح کی برائی سے محفوظ رکھے۔ تمہاری آنکھ کو یہ صدمہ پہنچا' مختار نے کہا اس حرامزادہ نے ایک لکڑی ماردی۔ جس سے آنکھ کی یہ حالت ہوگئی۔ جو تم دیکھ رہے ہو۔ ابن العرق نے کہا۔ یہ کیا حرکت اس نے کی خدا اس کے ہاتھ کو شل کر دے۔ مختار نے کہا۔ اگر میں اس کے ہاتھ پاؤں' رگ وپے' اور اس کے اعضا ٹکڑے ٹکڑے نہ کر ڈالوں۔ تو خدا مجھے مارے۔ اس نے کہا۔ رحمک اللہ۔ یہ بات تم نے کیا سمجھ کر کہی۔ مختار نے کہا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ اسے یاد رکھنا۔ اور دیکھ لینا۔ اس کے بعد اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھنے شروع کیے اس نے کہا انہوں نے بیت اللہ میں پناہ لی ہے۔ کہتے ہیں میں رب کعبہ کی پناہ میں ہوں۔ مگر لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ وہ چھپ چھپ کر بیعتیں لیتے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ان کی شوکت اور جمعیت بڑھ جائے۔ تو وہ ابھی مخالفت ظاہر کر دیں گے۔

مختار ثقفی کا انتقام لینے کا عزم:

مختار نے کہا۔ ہاں ہاں اس میں شک نہیں۔ سنو! وہ آج عرب میں ممتاز ہیں۔ اگر وہ میرے نقش قدم پر چلیں۔ میری بات کو سنیں تو میں انہیں زحمت سے بچا لوں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو واللہ مجھے بھی کوئی دوسرا شخص جو عرب میں ممتاز ہو مل جائے گا۔ اے ابن العرق فتنہ فساد کے بادل گرج رہے ہیں۔ وہ دیکھو جنگ برپا ہوگئی اور شتر بے مہار کی طرف اس نے سب کو کچل ڈالا اور یکا یک تم نے دیکھ لیا۔ اور اس واقعہ کو کہیں تم نے سن لیا۔ جہاں میں نے ظہور کیا ہوگا۔ لوگ کہتے ہوں گے کہ مختار مسلمانوں کی فوجوں کے ساتھ مظلوم شہید کشتہ زمین طف مسلمانوں[1] کے سردار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے خون کا انتقام لینے کو اٹھا ہے۔ اپنے پروردگار کی قسم ہے میں ان کا انتقام لینے میں اتنے لوگوں کو قتل کروں گا۔ جتنے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے انتقام میں قتل ہوئے ہیں۔ ابن العرق نے کہا یہ دوسری بات بھی جو تم نے کہی بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے کہا میں جو کہتا ہوں ایسا ہی ہوگا اسے یاد رکھنا اور دیکھ لینا۔ یہ کہہ کر اس نے ناقہ کو بڑھایا۔ ابن العرق بھی تھوڑی دور تک دعائیں دیتا ہوا اور اس کی سلامتی مناتا ہوا ساتھ ساتھ چلا۔ مختار نے ناقہ

---

[1] طبری میں سید المسلمین وابن سیدھا ہے کامل میں سید المسلمین وابن بنت سید المرسلین وابی سیدھا ہے یعنی بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے خاوند کے فرزند ابن سیدھا کے معنی کامل کی عبارت کے ساتھ کچھ بن جائے یہ لفظ کاتب کی تحریف ہے۔ یا مختار کے ہذیانات ہیں۔ ع۔ ح

کوروک کر اسے قسمیں دے دے کر واپس جانے کے لیے کہا۔

ابن العرق کی مختار کے متعلق حجاج سے گفتگو:

ابن العرق کہتا ہے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا سلام کیا رخصت ہوا واپس آیا۔ یہی دل میں سوچتا تھا۔ کہ یہ شخص کیا کہتا ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ کیا اس کا دل یہ کہہ رہا ہے یہ تو ہو نہیں سکتا خدا نے علم غیب کسی کو بھی نہیں دیا۔ ہاں اس کا دل یہ چاہتا ہوگا۔ کہ ایسا ہو۔ اس سے وہ کہتا ہے۔ کہ یہ ہوگا اور اسی سبب سے اس کے دماغ میں یہ بات جم گئی۔ واللہ یہ خیال اس کا ایک خواب پریشان ہے۔ ہر دفعہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ انسان جس امر کو کہہ دے کہ ہونے والا ہے وہ بھی ہو جائے۔ مگر واللہ میں نے اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیا۔ جو کچھ کہ اس نے کہا تھا۔ وہی ہوا واللہ یہ اسے الہام ہوا تھا۔ تو ثابت ہوگیا۔ اگر اس کی ایک تمنا تھی۔ تو پوری ہوگئی۔ پھر میں نے حجاج بن یوسف کے زمانہ میں مختار کی انہیں باتوں کا اس سے ذکر کیا۔ وہ سن کر ہنسنے لگا پھر مجھ سے کہا یہ بھی تو وہ کہا کرتا تھا۔

ورافعةٍ ذيتها و راعيةٍ ويلها . بدجلة ارحولها

یعنی دجلہ پر اور اس کے گرد ایک تند آندھی جھاڑ و پھیر رہی ہے اور تباہ کو پکار رہی ہے۔ (یہ فتنہ وفساد وکشت وخون کی پیشین گوئی ہے) ابن العرق نے حجاج سے پوچھا تم کیا سمجھتے ہو یہ باتیں وہ دل سے بنا تا لیتا تھا۔ کچھ اندازہ سے کچھ اٹکل سے کہہ دیتا تھا۔ یا اسے الہام ہوتا تھا۔ حجاج نے کہا جو بات تم مجھ سے پوچھتے ہو واللہ میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ لیکن اتنا کہوں گا۔ خدا اسے جزائے خیر دے۔ کیسا دیندار و جنگ جو نبرد آزما وہ شخص تھا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور مختار ثقفی:

عباس بن سہل بن سعد بیان کرتا ہے۔ کہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس مکہ میں بیٹھا تھا کہ مختار وہاں آیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس نے سلام کیا انہوں نے جواب سلام کیا۔ خیر مقدم کیا۔ اس کو جگہ دی اور کہا ابو اسحٰق کوفہ کے لوگوں کا حال بیان کرو۔ کہا ظاہر میں تو سب حاکم وقت کے دوست بنے ہوئے ہیں۔ باطن میں سب کے سب دشمن ہیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا برے غلاموں کی یہی خصلت ہوا کرتی ہے۔ اپنے آقا کے سامنے خدمت و طاعت پر کمر بستہ ہیں۔ پیٹھ پیچھے گالیاں دیتے ہیں۔ ترا کرتے ہیں۔ مختار تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر کہا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ میری بات سنو! جیسے کوئی راز کی باتیں کرنے کو بلاتا ہے۔ کہا تم کیا انتظار کر رہے ہو۔ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرتا ہوں اور ہمیں ایسا کچھ دو۔ کہ ہم خوش ہو جائیں۔ حجاز کو تم دبا بیٹھو وہ سب کے سب تمہارا ساتھ دیں گے' پھر مختار وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ ایک سال گذر گیا۔ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔

مختار ثقفی کی مکہ میں آمد:

ایک دن میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ وہ مجھ سے پوچھنے لگے تم میں اور مختار میں کب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ میں نے کہا ایک سال پیشتر آپ ہی کے پاس اسے میں نے دیکھا تھا۔ پھر نہیں دیکھا کہا آخر بتاؤ۔ یہ کہاں چلا گیا۔ مکہ میں ہوتا تو پھر بھی کہیں نظر آتا۔ میں نے کہا۔ مختار کو جب آپ کے پاس دیکھا تھا۔ اس کے مہینے دو مہینے کے بعد میں مدینہ چلا گیا۔ اور وہاں کئی مہینے رہ کر پھر آپ کے پاس میں چلا آیا۔ طائف سے کچھ لوگ عمرہ کرنے کو یہاں آئے ہوئے تھے۔ انہیں میں نے کہتے سنا۔ کہ مختار ہمارے یہاں طائف میں آیا تھا۔ اسے تو یہ زعم ہے کہ میں صاحب غضب ہوں اور ظالموں کا تباہ کرنے والا ہوں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

نے کہا خدا اس پر لعنت کرے بڑا جھوٹا ہے کاہن بنتا ہے۔ خدا ظالموں کو ہلاک کرے گا۔ تو مختار بھی انہیں کے ساتھ ہلاک ہوگا۔ واللہ یہ گفتگو ابھی تمام ہوئی تھی کہ مسجد الحرام کے ایک جانب مختار دکھائی دیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مجھ سے کہنے لگے جس کا تم ذکر کر رہے تھے۔ لو وہ سامنے موجود ہے بتاؤ! یہ کہاں جایا چاہتا ہے؟ میں نے کہا' گمان غالب یہ ہے۔ کہ خانہ کعبہ کی طرف جائے گا۔ وہ کعبہ ہی کی طرف آیا۔ حجر الاسود کے سامنے آ کر سات دفعہ طواف کیا۔ پھر حجر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی اور وہیں بیٹھا رہا۔ اسے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ کہ کچھ لوگ طائف کے کچھ حجاز کے اس کے شناساؤں میں وہاں آ کر بیٹھ گئے۔

عباس بن سہل اور مختار ثقفی کی گفتگو:

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیر تک انتظار رہا۔ کہ وہاں سے اٹھ کر میرے پاس آئے گا۔ مجھ سے پوچھنے لگے کیا یہ شخص میرے پاس نہ آئے گا۔ میں نے کہا کیا معلوم[1]؟ مگر جو بات آپ چاہتے ہیں۔ میں دریافت کیے لیتا ہوں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو میرا یہ ارادہ بہت پسند آیا۔ وہاں سے اٹھ کر میں اس طرح چلا جیسے کوئی مسجد الحرام سے باہر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر میں نے مڑ کر مختار کی طرف دیکھا اور اسی طرف بڑھا۔ اسے سلام کیا۔ اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ تم کہاں تھے؟ کیا طائف میں تھے کہو ہماری ملاقات کے بعد کہاں کہاں تم پھرتے رہے؟ مختار نے کہا: ہاں میں طائف وغیرہ میں تو تھا۔ اتنا کہہ کے وہ جیسے انجان بن گیا۔ میں نے جھک کر اس سے راز کے انداز سے کہا۔ تم سا شخص ایک ایسے شخص کی صحبت سے دور ہو۔ جس پر تمام اہل شرف اور قبائل عرب قریش وانصار وثقیف اتفاق کر چکے ہوں۔ کوئی خاندان کوئی قبیلہ ایسا نہیں رہا جس کا رئیس وسرگروہ اس شخص سے آ کر بیعت نہ کر گیا ہو۔ مجھے تم سے اور تمہاری دانشمندی سے تعجب ہوتا ہے۔ کہ تم ان کے پاس نہ آئے۔ ان سے بیعت تم نے نہ کی۔ اس حکومت میں اپنا حصہ تم نے حاصل نہ کیا۔ مختار نے کہا تم نے دیکھا تھا کہ پچھلے سال میں ان کے پاس آیا۔ انہیں مشورہ دیا۔ انہوں نے اپنے معاملہ کو مجھ سے چھپایا۔ میں نے دیکھا انہیں میری پرواہ نہیں ہے۔ جیسی کہ انہیں مجھ سے ملنے کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا واللہ تم نے جو باتیں ان سے کیں۔ علانیہ سب کے سامنے مسجد حرام میں کیں۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ پردوں کی آڑ میں دروازے بند کر کے کی جاتی ہیں۔ اگر جی چاہے تو آج رات کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ مختار نے کہا۔ آج شب کو نماز عشاء پڑھ کر چلوں گا۔ وعدہ یہ ہوا۔ حجر اسود کے پاس ہم دونوں میں ملاقات ہوگی۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور مختار ثقفی کی ملاقات:

اب میں اس کے پاس سے اٹھ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ مجھ سے اور اس سے جو باتیں ہوئی تھیں۔ وہ بیان کیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سن کر خوش ہوئے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر ہم دونوں آدمی حجر اسود کے پاس ملے وہاں سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے۔ اذن چاہا۔ آنے کی اجازت ملی وہاں پہنچ کر میں نے کہا میں ہٹا جاتا ہوں۔ تم دونوں تخلیہ میں باتیں کرو۔ یہ سن کر دونوں نے کہا تم سے کسی بات کا پردہ نہیں ہے میں بھی بیٹھ گیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مختار سے مصافحہ کیا۔ خیر مقدم کیا۔ اس کا اور اس کے متعلقین کا حال

---

[1] طبری کی عبارت یہ ہے قلت لا ادری و ساعلم لك علم و قال ما شئيت و ذلك لعجبه. ابن اثیر نے یہ فقرہ چھوڑ دیا۔ مترجم کے نزدیک قال کی ضمیر بھی عباس بن سہل کی طرف پھرتی ہے یہ کسی دوسرے راوی کا قول درمیان میں بے محل آ گیا ہے اصل عبارت یوں ہے۔

پوچھا۔ پھر دونوں آدمی ذرا خاموش رہے اس کے بعد مختار نے حمد وثنائے الٰہی بجالا کر کہا زیادہ گفتگو کرنے کی ضرورت محسوس بھی نہ کرنا۔ دونوں باتیں بیکار ہیں۔ میں اس لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم سے اس شرط پر بیعت کروں۔ کہ بغیر میرے مشورہ کے تم کوئی کام نہ کرو۔ اور سب سے پہلے اپنے پاس آنے کا دن مجھے دیا کرو۔ اور جب تم خود کو ظاہر کر دو۔ تو اپنے ہر ایک بڑے کام میں مجھے شریک رکھا کرو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیعت تم سے لینا چاہتا ہوں۔ کہا میرا ادنیٰ سا غلام کوئی ملے تو اس سے کتاب وسنت پر تم بیعت لینا۔ تمہاری اس حکومت میں مجھ میں اور غیر میں کیا امتیاز رہا۔ واللہ میں تم سے ہرگز بیعت نہیں کروں گا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور مختار ثقفی میں معاہدہ:

عباس بن سہل نے جھک کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے کان میں کہا۔ اس وقت تو اس کا ایمان مول لے لو پھر جیسی رائے ہو۔ ویسا کرنا۔ اس پر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اچھا جو تم کہتے ہو وہی سہی یہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا۔ یا مختار نے ان سے بیعت کی۔ اور ان کے ساتھ رہنے لگا۔ حصین بن نمیر نے جب شام سے آ کر مکہ کا حصار کیا ہے تو مختار بھی اس معرکہ میں شریک تھا۔ اور سب سے بڑھ کر اس نے میدان کارزار میں ثابت قدمی و دلیری ظاہر کی جب یہ نوبت پہنچی کہ منذر بن زبیر' مسور بن مخرمہ۔ مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے۔ تو مختار نے پکار پکار کر کہا۔ اے اہل شام میری طرف آؤ میری طرف میں ابوعبید کا بیٹا ہوں۔ میں کرار محیر فرار کا فرزند ہوں۔ میرے باپ دادا معرکہ میں دھنس جاتے تھے۔ کبھی قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے۔ اے غیرت دار والے کینہ کشو! میرے پاس آؤ۔ غرض اس نے لوگوں کو بچالیا اور اس معرکہ میں بڑی بہادری سے لڑا۔ پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی حصار میں یہ بھی تھا۔ کہ خانہ کعبہ جلایا گیا۔ روز شنبہ ربیع الاوّل ۶۴ھ کی تیسری تاریخ یہ واقعہ ہوا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور شامیوں کی جنگ:

اسی دن کا ذکر ہے کہ تین سو سپاہیوں کی ایک فوج لے کر مختار نے شامیوں سے ایسی جنگ کی کہ دوسرے کی مجال نہیں۔ لڑتے لڑتے تھک جاتا تھا تو ذرا بیٹھ جاتا تھا۔ اور اس کے اصحاب اسے گھیر کر کھڑے ہو جاتے تھے دم لیا اور اٹھا۔ اور جا پڑا۔ شامیوں کے جس پرلے پر جس صف پر یہ پہنچا۔ اس کی شمشیر زنی سے سب پسپا ہو گئے۔ عباس بن سہل بیان کرتا ہے۔ کہ عبداللہ بن مطیع اور مختار اور میں اہل شام سے قتال کر رہے تھے۔ ہم تینوں میں مختار سب سے بڑھ کر جانبازی و جانفشانی کر رہا تھا۔ اہل شام کو یزید کے مرنے کی اطلاع پہنچنے کے ایک دن پہلے بڑے کشت وخون کی جنگ ہوئی یہ معرکہ ربیع الآخر ۶۴ھ کی پندرھویں تاریخ اتوار کے دن ہوا تھا۔ اہل شام کو یہ امید تھی۔ کہ وہ ہم پر فتح یاب ہوں گے اور مکہ کی تمام راہیں ہم لوگوں پر وہ بند کر چکے تھے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکل کر لوگوں سے مرنے اور جانے دینے پر بیعت لی تھی اور بہت لوگ اسی شرط پر بیعت کر چکے تھے۔ ایک جماعت کو ساتھ لیے ہوئے میں ایک طرف اہل شام سے قتال کر رہا تھا۔ ایک جانب عبداللہ بن مطیع لڑ رہے تھے۔

جنگ میں خوارج کی شرکت:

ایک طرف اہل یمامہ کے خوارج کو ساتھ لے کر مختار شمشیر زنی کر رہا تھا۔ یہ خوارج خانہ کعبہ کے بچانے کے لیے جنگ میں شریک ہو گئے تھے۔ شامیوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ مجھے اور میرے اصحاب کو دور تک دباتے ہوئے لے گئے۔ نوبت ہوئی کہ میں اور مختار

مع اصحاب ایک ہی جگہ جمع ہو گئے۔ میں نے یہ دیکھا کہ میں قسم کی جرأت کر جاتا تھا مختار بھی وہی کام کر کے دکھا دیتا تھا۔ اور وہ جس قسم کی دلیری کر بیٹھتا تھا۔ مجھے ویسی ہی جرات دکھانے میں تکلف ہوتا تھا۔ میں نے کبھی ایسا حملہ آور نہیں دیکھا۔ شامیوں کے پیادے اور سوار ہم دونوں پر حملہ کر رہے تھے۔ اور ہم ان سے قتال کرنے میں مشغول تھے۔ مجھے اور مختار کو اور کوئی ستر آدمی بڑے ثابت قدم جو ہمارے ساتھ تھے ان سب کو مجبور ہو کر ایک مکان کی طرف سرک آنا پڑا۔

مختار ثقفی کی شجاعت:

اس وقت مختار نے فوج شام سے نبرد آزمائی کی اور کہنا شروع کیا۔ ایک ایک کر کے لڑو اور جو بھاگے اسے پناہ نہ ملے۔ غرض مختار لڑنے کو بڑھا۔ اور اس کے ساتھ میں بھی آیا۔ میں نے پکار کر کہا کوئی مجھ سے لڑنے کو نکلے یہ سن کر ایک شامی میری طرف آیا۔ اور ایک شخص مختار کے مقابلہ میں ہیں اپنے حریف کو قتل کرنے کے لیے چلا اور مختار نے بڑھ کر اپنے حریف کو قتل کیا۔ پھر ہم نے ایک نعرہ کیا۔ اور اپنے اصحاب کو جرات دلا کر فوج شام پر حملہ کر دیا۔ واللہ ایسی تلواریں ان لوگوں کو ہم نے ماریں کہ تمام گلیوں میں سے ان کو نکال دیا۔ پھر ہم دونوں اپنے دونوں حریفوں کی طرف جنہیں ہم نے قتل کیا تھا۔ متوجہ ہوئے۔ جسے میں نے قتل کیا تھا۔ وہ نہایت ہی سیاہ فام تھا مختار کہنے لگا۔ سنو! واللہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے یہ دونوں کشتے شامیوں کے غلام ہیں۔ اگر یہ ہم دونوں کو قتل کر ڈالتے۔ تو ہماری برادری والے اور جو لوگ ہم سے حسن ظن رکھتے تھے۔ بہت ہی غمگین ہوتے۔ یہ دونوں شخص میری نظر میں دو کتوں کے برابر ہیں میں تو اب کبھی کسی شخص سے جب تک اسے جان پہچان نہ لوں گا۔ لڑنے کو نہ نکلوں گا۔ میں نے کہا واللہ میں بھی جب تک اسے جان پہچان نہ لوں گا۔ کسی شخص سے لڑنے نہ نکلوں گا۔

مختار ثقفی کی ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو دھمکی:

یزید کے ہلاک ہونے تک مختار ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا حصار اٹھ گیا۔ اہل شام تو شام کی طرف واپس ہوئے اور اہل کوفہ نے عامر بن مسعود کو امیر بنا لیا۔ کہ جب تک لوگ متفق ہو کر کسی کو اپنا امام مقرر کریں۔ یہ عامر کے ساتھ نماز پڑھا کریں۔ عامر کو ابھی ایک مہینہ گذرا تھا۔ کہ اس نے اہل کوفہ کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت لی۔ اور یہاں کہلا بھیجا۔ یزید کے مرنے کے پانچ مہینے چند دن بعد تک مختار ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا۔ اسی زمانہ میں ایک دن ابن زبیر رضی اللہ عنہما لوگوں کے ساتھ طواف کر رہے تھے۔ یکا یک ان کی نظر مختار پر پڑی تو ابن صفوان سے کہنے لگے ذرا اس شخص کو دیکھو جیسے سا تاروہن کا گرگ کثیر الحذر رہتا ہے۔ واللہ! یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ طواف اور نماز طواف سے جب فراغت سب کو ہو گئی تو مختار نے آ کر ابن صفوان سے پوچھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما میرے باب میں تم سے کیا کہہ رہے تھے۔ ابن صفوان نے بات کو چھپایا۔ کہا انہوں نے کوئی بری بات تمہاری نسبت نہیں کہی۔ مختار نے کہا نہیں۔ واللہ! تم دونوں میرا ہی ذکر کر رہے تھے۔ سن رکھو نہیں واللہ ایڑیاں رگڑ کر میرے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ نہیں تو میں ان کے لیے آتش جنگ مشتعل کر دوں گا۔ پانچ مہینے تک جب اس نے دیکھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کوئی عہدہ و امارت نہیں دی۔ تو کوفہ سے جو شخص اس کے پاس آتا تھا۔ اس سے لوگوں کے حالات کو کیفیت پوچھا کرتا تھا۔

رمضان میں ہانی بن الوداعی عمرہ کی نیت سے مکہ میں آیا۔ مختار نے اس سے بھی کوفہ کی حالت اور وہاں کے لوگوں کی کیفیت کو پوچھا۔ اس نے کہا خیریت ہے۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طاعت پر سب متفق ہیں۔ ہاں ایک گروہ اور اس کے ساتھ شہر کے بھی کچھ لوگ

ہیں۔ اگر کوئی شخص ان لوگوں کو متفق کر کے انہیں کی رائے پر انہیں لے چلے۔ تو وہ ایک زمانہ تک دنیا لوٹ لوٹ کر کھا سکتا ہے۔

مختار ثقفی کی روانگی کوفہ:

مختار نے کہا میں ہوں ابو اسحٰق میں واللہ ان لوگوں کو امر حق پر متفق کر لوں گا انہیں ساتھ لے کر اہل باطل کو شہر سے نکال دوں گا اور ہر جبار و متمرد کو قتل کو دوں گا۔ ابن الوداعی نے کہا واہ یا ابن ابی عبید جہاں تک تیرے امکان میں ہو۔ ضلالت کی طرف نہ دوڑ ان لوگوں کا سرگروہ کسی اور ہی شخص کو بن جانے دے۔ سنو! فتنہ پردازی کی عمر بہت کم ہوتی ہے اور ایسے شخص سے بہت برے برے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ مختار ثقفی نے کہا: فتنہ پردازی! میں تو ہدایت و جماعت کی طرف سب کو کھینچوں گا۔ یہ کہہ کے وہ اٹھ کھڑا ہوا وہاں سے نکل کر اپنی سانڈنیوں پر سوار ہوا۔ اور چلا کوفہ کی طرف مقام قرعا تک پہنچا تھا۔ کہ سلمہ بن مرثد سے راہ میں ملاقات ہوگئی۔ دونوں نے مصافحہ کیا۔ حالات پوچھے۔ مختار نے حجاز کا حال بیان کر کے اہل کوفہ کی حالت کا ابن مرثد سے استفسار کیا۔ اس نے کہا گلہ گوسفند کا حال ہے۔ جس کا کوئی چرواہا نہ ہو۔ مختار نے کہا میں اس گلہ کو خوب چرالوں گا۔ اور ان کے مقصد کو پہنچ جاؤں گا۔ ابن مرثد نے کہا: ارے خدا سے ڈر تجھے مرنا ہے' قبر سے اٹھنا ہے۔ باز پرس محشر کا جواب دینا ہے۔ اعمال کی جزا لینا ہے۔ اعمال اچھے ہیں تو جزا بھی اچھی ملے گی۔ برے ہیں تو بری اس کے بعد یہ ادھر وہ ادھر چلا۔

مختار ثقفی کی عبیدہ بدی سے ملاقات:

مختار جمعہ کے دن نہر حمیرہ پر پہنچا وہاں اتر انہایا۔ ذرا سا تیل لگایا۔ کپڑے پہنے عمامہ باندھا تلوار کو گلے میں لٹکایا پھر سانڈنی پر سوار ہو کر مسجد اور میدان گندہ کی طرف آیا۔ جن جن لوگوں کی طرف سے گزرتا تھا۔ اسلام علیکم کہتا تھا۔ اور فتح و نصرت کی بشارت دیتا تھا۔ کہتا تھا وہ دن آ گیا' جو تمہیں مقصود تھا۔ پھر مسجد بنی ذہل و بنی حجر کی طرف آیا۔ یہاں کسی کو نہ پایا۔ سب جمعہ میں گئے ہوئے تھے۔ یہاں سے بنی بدا کے محلہ میں آیا۔ عبیدہ بدی سے ملاقات ہوئی اسے سلام کر کے کہا فتح و نصرت و آسانی کی تمہیں بشارت ہو۔ ابوعمرو تمہارا اعتقاد بہت اچھا ہے۔ اس اعتقاد کے ساتھ خدا ہر گناہ بخش دے گا۔ ہر خطا کو ڈھانک دے گا۔ اور عبیدہ بڑے بہادر بڑے شاعر محب علی رضی اللہ عنہ تھے۔ شراب بہت پیتے تھے۔ مختار کی بات کا عبیدہ نے یہ جواب دیا: تمہیں خیر و خوبی کی بشارت ہو۔ کہ تم نے مجھے بشارت دی کچھ کھل کے بھی کہو گے۔ کہا ہاں! آج شب کو میرے بستر پر ملنا یہ کہہ کے آگے چلا گیا۔ یہ بھی اس نے کہا: کہ اپنی مسجد کے لوگوں کو یہ پیام پہنچا دینا کہ ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ اپنی طاعت کا وعدہ لے چکا ہے۔ یہ ہتک کرنے والوں کو قتل کریں گے اور پیغمبر زادوں کے خون کا انتقام لیں گے۔ اور خدا ان کو نور' روشنی کی طرف ہدایت کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا اور ابو عبیدہ سے پوچھا۔ بنی ہند کی طرف جانے کا کون سا راستہ ہے۔ اس نے کہا ٹھہرو میں ساتھ چلتا ہوں۔

مختار ثقفی کی اسمٰعیل بن کثیر کو دعوت:

عبیدہ نے اپنا گھوڑا منگایا۔ کسا گیا' سوار ہوا۔ اور مختار کو بنی ہند تک پہنچا دیا۔ یہاں پہنچ کر مختار نے کہا۔ اسمٰعیل بن کثیر کا گھر مجھے بتاؤ۔ عبیدہ اسے لیے ہوئے اسمٰعیل کے گھر تک آیا۔ اسے باہر بلایا۔ اسمٰعیل سے وہ ملا۔ مرحبا کہا۔ مصافحہ کیا۔ بشارت اس کو دی اور کہا آج رات کو تم اور تمہارے بھائی اور ابوعمرو تینوں آدمی مجھ سے ملنا جو بات تم لوگ چاہتے تھے۔ میں اس کے لیے آیا ہوں۔ پھر یہاں سے بھی روانہ ہوا اور عبیدہ کے ساتھ جہینہ کی اندرونی بستی میں مسجد کے پاس سے گذرتا ہوا باب الفیل پر آیا۔ سانڈنی کو اس نے

بٹھا دیا۔ اور مسجد کے اندر گیا۔ لوگوں نے اسے دیکھ کر کہا۔ لو مختار آ گیا۔ مسجد کے ایک ستون کے پاس مختار نماز میں مشغول ہو گیا۔ جماعت کا وقت بھی آ گیا تھا۔ یہ سب کے ساتھ نماز میں شریک ہوا۔ پھر دوسرے ستون کے پاس جا کر جمعہ وعصر کے درمیان نماز پڑھی۔ پھر جماعت کے ساتھ عصر پڑھ کر واپس ہوا۔

مختار ثقفی کی بیعت:

یہ بھی روایت ہے کہ اس کا گذر محلہ ہمدان کی طرف ہوا۔ اور ابھی رخت سفر پہنے ہوئے تھے۔ لوگوں سے کہا: تمہیں بشارت ہوئی تمہارے پاس مژدہ لے کر آیا ہوں۔ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔ یہ کہہ کر چلا اور اپنے گھر میں آ کر اترا یہ وہی گھر ہے جسے لوگ مسلم بن مسیب کا گھر کہتے ہیں۔ اسی گھر میں شیعہ مختار کے پاس آمد ورفت رکھتے تھے۔ عبیدہ واسمٰعیل و بنی ہند کو مختار نے جس شب کو بلایا تھا۔ شب ہوئی تو یہ لوگ اس کے پاس گئے۔ مختار نے ان سے وہاں کے سب لوگوں اور شیعوں کا حال پوچھا۔ کہا شیعہ تو متفق سلیمان بن صرد کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ اور ابن صرد اب خروج کیا چاہتے ہیں۔ مختار یہ سن کر حمد وثنائے الٰہی بجا لایا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اس کے بعد کہا کہ مہدی ابن وصی محمد بن علی نے مجھے اپنا وزیر وراز دار و برگزیدہ وامیر کر کے تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے کہ بے دینوں سے قتال کروں۔ اور خون اہل بیت کا ان سے انتقام لوں اور ضعفاء کو ان کے ظلم سے بچاؤں۔ سب سے پہلے عبیدہ و اسمٰعیل نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ اس سے بیعت کر لی۔

شیعانِ اہل بیت کو مختار ثقفی کی دعوت:

ابن صرد کے پاس جو شیعہ جمع تھے۔ مختار نے ان کو بھی بلا بھیجا ان سے کہا: میں صاحب الامر معدن فضل وصی امام مہدی کی طرف سے تم لوگوں کے پاس اس کام کے لیے آیا ہوں۔ جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ پردے اٹھ جائیں گے۔ دشمن قتل ہو جائیں گے۔ نعمت و دولت تمام وکمال حاصل ہو گی۔ سلیمان بن صرد بے چارے خدا ان پر اور ہم سب پر رحم کرے۔ بس ایک پیر حزف ہڈیوں کا تھیلا ہیں۔ نہ انہیں معاملات کا تجربہ نہ جنگ وجدال کا علم ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ تم لوگوں کو لے کر نکلیں خود بھی قتل ہوں۔ تمہیں بھی قتل کرا دیں۔ میں جو کچھ کروں گا۔ وہ اس کے حکم کے بموجب ہو گا جو مجھے ملا ہے۔ جو مجھے سمجھا دیا گیا ہے۔ جس میں تمہارے دوستوں کی عزت ہو گی۔ تمہارے دشمن ہلاک ہو جائیں گے۔ تمہارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ میری بات سنو! میرے حکم کو مانو پھر خوش ہو۔ اور سب کو بشارت دو۔ جو تمہارا مقصود ہے اس کام کے لیے میں بہترین سردار ہوں۔ غرض اس قسم کی باتیں وہ کرتا رہا۔ اور شیعوں کے ایک گروہ کو اپنی طرف چل کر لیا۔ وہ لوگ اس کے پاس آتے تھے۔ اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اس کے امور پر نظر رکھتے تھے۔ مگر رؤساء وعظمائے شیعہ ابن صرد کے پاس تھے۔ وہی شیخ الشیعہ اور سب کے بزرگ تھے۔ یہ لوگ ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ مختار نے جن شیعوں کو ملا لیا تھا۔ بہت تھوڑے سے تھے۔

مختار کا ابن صرد سے حسد:

اسی سبب سے سلمان بن صرد کا وجود مختار پر بہت گراں تھا۔ ان کا سامان پورا ہو چکا تھا۔ وہ خروج کیا چاہتے تھے۔ مختار چاہتا تھا۔ کہ ابھی ذرا حرکت نہ کرے۔ ذرا سی چھیڑ بھی نہ نکالے۔ چاہتا تھا۔ دیکھ لے۔ ابن صرد کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اسے یہ فکر بھی کہ تمام شیعہ اس کے ساتھ ہو جائیں۔ تو اس کا مقصود اچھی طرح حاصل ہو۔ ابن صرد نے جب خروج کیا اور وہ جزیرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

تو عمر بن سعد و شبث بن ربعی و یزید بن حارث نے عبداللہ بن یزید خطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا کہ مختار تو ابن صرد سے بڑھ کر تمہارا مخالف ہے۔ وہ تو تمہارے دشمن سے لڑنے کو اس کا زور توڑنے کو تمہارے شہر سے نکل گئے۔ مختار چاہتا ہے۔ تمہارے شہر میں بیٹھے بیٹھے تم پر حملہ کرے چلو اٹھو اسے زنجیروں میں جکڑ لو۔ جب تک اطمینان لوگوں کو حاصل نہ ہو۔ اسے زندان میں دائم الحبس کر دو۔ لوگ اسے گرفتار کرنے کو چلے۔ جاتے ہی یکایک اسے اور اس کے گھر کو گھیر لیا۔ اور اسے باہر بلایا۔

مختار ثقفی کی گرفتاری:

مختار نے اس انبوہ کو دیکھ کر کہا۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ واللہ تم کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ اس وقت ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے عبداللہ بن یزید سے کہا۔ اسے رسی سے باندھ لو۔ اور ننگے پاؤں دوڑاتے ہوئے لے چلو۔ ابن یزید نے کہا۔ سبحان اللہ میں کیوں اسے دوڑانے لگا۔ اور کیوں ننگے پاؤں لے جانے لگا۔ جس شخص نے نہ ہم سے عداوت ظاہر کی نہ جنگ کی۔ اس کے ساتھ میں ایسا سلوک کیوں کروں۔ ہم نے تو فقط بدگمان ہو کر اسے گرفتار کر لیا ہے۔ ابراہیم نے مختار سے مخاطب ہو کر یہ مثل کہی۔ لیس بعشك فادرجی. کجا تو اور کجا یہ ارادہ۔ اے ابن ابی عبیدہ کجا تو اور کجا یہ باتیں۔ جن کی خبر ہم لوگوں کو پہنچ گئی ہے۔ مختار نے جواب دیا۔ تم نے میری جو خبر سنی ہے غلط ہے اس بات سے خدا مجھے محفوظ رکھے۔ کہ تمہارے باوا اور دادا کی طرح میں بھی حق ناشناس کہلاؤں معلوم نہیں یہ کلمہ مختار کا ابراہیم نے سنا بھی یا نہیں۔ مختار کی سواری کے لیے ایک خچر اس کا ہم رنگ لے کر آئے۔ ابراہیم نے عبداللہ بن یزید سے کہا اس کے بیڑیاں ڈالنا چاہیے۔ عبداللہ نے کہا اس کے لیے زندان خود ایک بیڑی ہے۔ وہی کافی ہے زندان میں اس کی ملاقات کو جو لوگ آتے تھے۔ ان کے سامنے کہا کرتا تھا۔ اس خدا کی قسم! کھا کر کہتا ہوں جو مالک ہے دریاؤں کا' نخلستانوں کا' درختوں کا' صحراؤں کا' بیابانوں کا' پاک فرشتوں کا' برگزیدہ پیغمبروں کا' میں چمکتی ہوئی برچھیوں سے' چمکتی ہوئی تلواروں سے جھرمٹ میں ایسے مددگاروں کے جن میں کوئی ناقص نہیں جاہل نہیں نکما نہیں' بدذات نہیں قتل کروں گا' سب ظالموں کو' جب دین کے ستون کو قائم کر لوں گا۔ اسلام کے رخنہ کو بند کر چکوں گا۔ مومنوں کا دل ٹھنڈا کر دوں گا۔ پیغمبروں کا قصاص لے چکوں گا۔ پھر دنیا کو چھوڑنا مجھے ناگوار اور موت کی کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی۔ اسی تقریر کو وہ جب تک زندان میں رہا' ہمیشہ دہرایا کرتا۔ اور ابن صرد کے خروج کرنے کے بعد اپنے انصار کو شجاعت دلایا کرتا تھا۔

خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر:

اسی سال ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ اس لیے کہ منجنیق کے پتھروں سے دیواریں جھک گئی تھیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی نیو کھدوائی۔ اور سنگ اسود کو اس میں داخل کر لیا۔ اس زمانہ میں لوگ اسی نیو کے گرد طواف کر لیتے تھے اور نماز کی جگہ پر جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ رکن اسود کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس ایک صندوق میں رکھا تھا۔ اور کعبہ کا زیور و لباس و عطریات خزانہ کعبہ میں حاجیوں کی نگہبانی میں رکھ دیا تھا۔ کعبہ کی تعمیر جدید جب پوری ہو گئی۔ تو سب چیزیں پھر اس میں واپس کی گئیں۔ اس سال ابن زبیر رضی اللہ عنہ امیر حج تھے مدینہ میں ان کی طرف سے ان کے بھائی عبیدہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عامل تھے۔ کوفہ کے عامل عبداللہ بن یزید خطمی تھے۔ اور قاضی یہاں کے سعد بن نمران تھے۔ شریح نے کوفہ میں قاضی ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ کہتے تھے۔ میں اس فتنہ و فساد میں عہدۂ قضا نہیں قبول کروں گا۔ بصرہ کا عامل عمر بن تیمی اور قاضی وہاں کا ہشام بن ہبیرہ تھا۔ خراسان کا حاکم عبداللہ بن خازم تھا۔

۶۵ھ کے واقعات

توابین کا نخیلہ میں اجتماع:

سلیمان بن صرد نے جب روانگی کا قصد کیا تو اپنے اصحاب میں جو بزرگان قوم تھے ان کو بلا بھیجا۔ وہ سب جمع ہو گئے۔ ربیع الآخر ۶۵ ھ کا چاند دیکھ کر وہ سب لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے وہ پہلے ہی سے گروہ توابین کو اسی شب کو خروج کرنے کی اطلاع دے چکے تھے۔ اور نخیلہ کو لشکر گاہ مقرر کیا تھا۔ ابن صرد نے یہاں آ کر تمام لشکر کو پھر کر دیکھا۔ لوگ انہیں کم معلوم ہوئے۔ تو حکیم بن کندی اور ولید بن کنانی کے ساتھ تھوڑے تھوڑے سوار کر کے حکم دیا۔ کہ تم دونوں شہر میں جا کر یا لثارات بالحسین (حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام لینے والو دوڑو) کہہ کر پکارو! اور بڑی مسجد تک پکارتے ہوئے چلے جاؤ۔ یہ دونوں روانہ ہوئے اور جو حکم ملا تھا۔ اسے بجالائے۔

انتقام حسین رضی اللہ عنہ کا نعرہ:

خلق خدا میں سے پہلے جن لوگو! نے یالثارات الحسین کا نعرہ بلند کیا۔ یہی دونوں شخص تھے۔ جب یہ دونوں بنی کثیر کے محلّہ میں پہنچے۔ وہاں ان کی آواز ایک شخص نے سنی۔ اس کا نام عبداللہ بن خازم تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے نہ تھا۔ جو توابین کے پاس آمدورفت رکھتے تھے۔ یا ان سے نصرت کا وعدہ کر چکے تھے۔ آواز سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ کپڑے پہنے ہتھیار منگائے' گھوڑے پر زین رکھنے کا حکم دیا۔ سہلہ بنت سبرہ اس کی بیوی نہایت جمیل و حسین عورت تھی۔ اور یہ بھی اسے بہت چاہتا تھا۔ کہنے لگی کیا تمہیں جنون ہوا ہے۔ کہا جنون ہرگز نہیں میں نے وہ آواز سنی جو حق کی طرف پکارتی ہے۔ اب میں اس آواز کے ساتھ ہوں میں اس شخص کے خون کا انتقام لوں گا۔ خواہ اس باب میں میری جان جائے یا جو خدا کو میرے حق میں منظور ہے وہ ہو جائے۔ اس نے کہا اپنے اس بچہ کو کس پر چھوڑ کے جاتے ہو۔ جواب دیا خدائے وحدہٗ لاشریک کے حوالہ کرتا ہوں۔ خداوندا! اپنی بیوی اور بچہ کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو ان کی حفاظت کرنا۔ یہ کہہ کے گھر سے نکلا اور توابین سے جاملا۔ عورت اس کی رونے لگی اور اس کے گھر کی سب عورتیں اس کے پاس جمع ہو گئیں اس کے بچہ کا نام عزرہ تھا یہ زندہ رہا اور مصعب بن زبیر کے ساتھ مارا گیا۔

ابوعزہ قابضی:

ابن صرد کے بھیجے ہوئے سوار رات کو کوفہ میں پکارتے پھرے رات گئے مسجد کی طرف آئے۔ یہاں بہت لوگ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے یالثارات الحسین کا نعرہ بلند کیا۔ مسجد کے نمازیوں میں ابوعزہ قابضی نے اس نعرہ کو سن کر کہا.........اور پوچھا۔ کہ سب لوگ کہاں جمع ہوئے ہیں۔ کہا کہ نخیلہ میں۔ ابوعزہ وہاں سے نکلا گھر میں آ کر ہتھیار لگائے سوار ہونے کے لیے گھوڑا منگایا۔ اس کی بیٹی رواح جو ابن مرثد قابضی کی بیوی تھی۔ اس کے پاس آئی۔ پوچھنے لگی بادا یہ کیا ماجرا ہے کہ آپ نے ہتھیار لگائے ہیں۔ تلوار باندھی ہے۔ کہا بیٹی تمہارا باپ اپنے گناہ سے بھاگ کر اپنے پروردگار کے پاس جاتا ہے۔ وہ یہ سن کر چلا چلا کر رونے لگی۔ برادری کے لوگ جمع ہو گئے ابوعزہ سب سے رخصت ہوا۔ اور توابین کے گروہ میں جا کر شریک ہو گیا۔ صبح ہوتے ہوتے ابن صرد کے لشکر میں اتنے لوگ آ گئے۔ جتنے لوگوں نے بیعت کی تھی۔ کتنے شخص ان میں سے آئے۔ معلوم ہوا کہ سولہ ہزار شخصوں نے بیعت کی تھی۔

ابن صرد کا توابین کی کمی پر اظہار افسوس:

ابن صرد کہنے لگے سبحان اللہ سولہ ہزار میں سے چار ہی ہزار۔ حمید بن مسلم نے کہا واللہ مختار تمہاری طرف لوگوں کو توڑ رہا ہے۔ تین دن پیشتر کا ذکر ہے کہ مختار کے پاس میں موجود تھا۔ کچھ لوگوں کو میں نے کہتے سنا۔ کہ اب ہماری جمعیت میں پورے دو ہزار ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر ابن صرد نے کہا اچھا یہی سہی پھر بھی تو دس ہزار آدمی ایسے ہیں جو نہ ادھر آئے نہ ادھر گئے۔ کیا وہ لوگ ایمان نہیں رکھتے۔ کیا وہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا وہ لوگ خدا کو بھول گئے۔ ہم سے جو عہد و پیمان کیا تھا۔ انہیں یاد نہیں رہا وہ تو کہتے تھے۔ ہم ضرور جہاد کریں گے۔ ہم ضرور نصرت کریں گے۔ ابن صرد تین دن تک نخیلہ میں ٹھہرے رہے۔ اپنے بھروسے کے لوگوں کو ان سب لوگوں کے پاس بھیجتے رہے جو عین وقت پر ساتھ سے الگ ہو گئے تھے۔ اب مسیّب نے اٹھ کر ابن صرد کے کہا۔ رحمک اللہ جو شخص بجبر آیا اس سے آپ کو کیا نفع ہوگا۔ بس وہی لوگ آپ کے ساتھ قتال کریں گے۔ جو دل سے شریک ہوئے ہیں۔ اب آپ اپنے کام میں کسی کا انتظار ہرگز نہ کیجیے۔

ابن صرد کا توابین سے خطاب:

ابن صرد نے کہا واللہ کیا خوب بات تم نے کہی۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ایک عربی کمان پر سہارا دے کر لوگوں کو اس طرف خطاب کیا۔ ایہا الناس! جو لوگ رضائے خدا و جزائے آخرت کے خیال سے شریک ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے ہیں ہم ان کے ہیں۔ ان پر خدا کی رحمت نازل ہو۔ حیات میں بھی اور موت میں بھی اور جو لوگ دنیا اور حطام دنیا کی ہوس رکھتے ہیں۔ وہ سن لیں کہ خوشنودی پروردگار عالم کے سوا نہ ہمیں مال غنیمت ملنے والا ہے۔ نہ ہمارے پاس زر و سیم ہے نہ خز و حریر ہے بس ہمارے کاندھوں پر تلواریں ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں سنانیں ہیں اور بس! اتنی زاد راہ ہے۔ جس قدر کہ دشمن تک پہنچنے میں کفایت کرے تو جس کسی کا مقصود اس کے علاوہ ہو۔ اسے ہمارے ساتھ نہ آنا چاہیے۔ یہ سن کر ضحیر مزنی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا: خدا نے آپ کو ہدایت کی اور فیصلہ کی بات آپ کو بتا دی۔ قسم ہے خدائے وحدہ لاشریک کی جو دنیا کی ہوس اور طمع میں ہمارے شریک ہوئے ہیں۔ ہمیں ان سے خیر کی امید نہیں ایہا الناس ہم اپنے گناہ سے توبہ کرنے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کا انتقام لینے کو نکلے ہیں نہ ہمارے پاس دینار ہیں نہ درہم۔ ہم تو تلواروں کی دھار اور برچھیوں کی نوکوں کے سامنے جا رہے ہیں۔ ہر طرف سے لوگ پکارنے لگے ہم دنیا کے طالب نہیں ہیں۔ نہ دنیا کے لیے ہم نکلے ہیں۔

ابن نفیل کا ابن زیاد پر حملہ کرنے کا مشورہ:

ابن صرد روانہ ہونے کو تھے کہ عبداللہ بن نفیل ان کے پاس آئے۔ پہلے یہ مشورہ دیا۔ کہ ابن زیاد کے مقابلہ میں روانہ ہوں۔ اس پر ابن صرد اور ان کے رؤسا لشکر نے کہا۔ عبداللہ نے بہت اچھی رائے دی کہ ہمیں ابن زیاد کی طرف جانا چاہیے۔ جس نے ہمارے امام کو قتل کیا اور اسی کے سبب سے یہ مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے۔ عبداللہ نے ابن صرد سے تمام رؤسائے اصحاب اب یہ کہا کہ میری ایک رائے اور ہے اگر صواب پر ہے تو حق تعالیٰ کی توفیق ہے اگر خطا پر ہے تو میری جانب سے ہے۔ اپنی جان کی قسم میں تم سے خیر خواہی کا کلمہ دریغ نہ کروں گا۔ صواب پر ہو یا خطا پر۔ ہم لوگ اس لیے نکلے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں۔ حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کوفہ میں ہیں۔ عمر بن سعد نہیں ہے۔ کوفہ کے روسائے محلّہ اور بزرگان قبیلہ ان قاتلوں میں ہیں۔ ان قاتلوں اور دشمنوں کو

یہاں چھوڑ کر کہیں اور ہم کیوں جائیں۔ ابن صرد نے لوگوں سے پوچھا۔ کہو کیا کہتے ہو سب نے کہا۔ واللہ! یہی رائے بہت اچھی ہے۔ جو بات عبداللہ نے کہی ہے۔ وہی ٹھیک ہے۔ واللہ! اگر شام کی طرف ہم لوگ جائیں گے۔ تو قاتلان حسین رضی اللہ عنہ میں سے ابن زیاد کے سوا کسی کو بھی نہ پائیں گے۔ جن کو ہم ڈھونڈ ھتے ہیں۔ وہ سب تو یہیں موجود ہیں۔ اسی شہر میں۔

ابن زیاد پر حملہ کا منصوبہ:

ابن صرد نے کہا۔ میں تمہارے لیے یہ مناسب نہیں سمجھتا۔ جس نے تمہارے امام کو قتل کیا۔ جس نے ان پر لشکر کشی کی جس نے یہ کہا کہ میں انہیں بغیر اس کے امان نہیں دوں گا۔ کہ گردن جھکا کر میرے حکم پر چلے آئیں۔ جس طرح میرا جی چاہے۔ اس طرح ان سے پیش آؤں۔ وہ یہی فاسق عبداللہ بن زیاد ہے۔ اب بسم اللہ کہہ کر اسی کے مقابلہ میں روانہ ہو۔ اگر خدا نے اس پر ہمیں غلبہ عطا کیا۔ تو اس کے بعد جو لوگ رہ جائیں گے۔ ان کی کیا حقیقت ہے۔ بہت آسانی سے تمہارے اہل شہر تمہاری طرف مائل ہو جائیں گے۔ اور اب تمام ان لوگوں کی جو خون حسین رضی اللہ عنہ میں شریک ہیں۔ متوجہ ہو کر تم ان سے قتال اور اگر اس معرکہ میں تم شہید ہو گئے تو ان ظالموں سے قتال کر کے شہید ہوئے۔ ابرار و راستگار لوگوں کے لیے خدا کی طرف سے جزائے خیر ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ تم اپنا سارا زور اپنی پوری قوت ان ظالموں کے مقابلہ میں صرف کرو۔ جو ظلم کے بانی ہوئے ہیں۔ اگر تم شہر کے لوگوں سے لڑ پڑتے تو ایسے لوگوں کا بھی سامنا ہوتا۔ جن میں سے کسی نے تمہارے بھائی کو قتل کیا ہے۔ یا باپ کو یا کسی دوست کو یا جو تم سے لڑنا ہی نہ چاہتا ہو۔ بس اب خدا کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔ سب لوگ روانہ ہونے پر آمادہ ہو گئے۔

عبداللہ وابراہیم کی ابن صرد سے ملاقات:

عبداللہ وابراہیم کو ابن صرد کے خروج کرنے کی خبر پہنچی۔ وہ یہ سوچے کہ ان کے پاس چل کر سمجھانا چاہیے۔ کہ ابھی ٹھہریں۔ ہم سب ساتھ مل کر بڑی قوت سے دشمن کا مقابلہ کریں گے اگر اس بات کو ابن صرد نے نہ مانا تو ان سے کہیں گے کہ اتنا توقف کریں کہ ہم بھی ایک لشکر تیار کر کے ان کے ساتھ کر دیں۔ دشمن سے مقابلہ ہو تو جمعیت عظیم کے ساتھ ہو۔ غرض ان دونوں نے سوید بن عبداللہ کو ابن صرد کے پاس بھیجا۔ اس نے ابن صرد سے یہ آکر کہا۔ کہ عبداللہ وابراہیم اس وقت آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ اس ملاقات میں خدا ایسی صورت نکال دے۔ جس میں آپ کی بہتری ہو۔ ابن صرد نے کہا اچھا وہ آئیں۔ پھر رفاعہ بجلی سے کہا۔ ان دونوں شخصوں نے یہ کہلا بھیجا ہے تم اٹھو! اور لشکر کو اچھی طرح تیار کر لو۔ اور سلیمان ابن صرد نے رؤسائے اصحاب کو بلا بھیجا۔ سب آکر ابن صرد کے گرداگرد بیٹھ گئے۔ ایک ساعت گذری ہو گی۔ کہ عبداللہ شرفائے کوفہ واہل شرطہ و مروان جنگ آزما کے ساتھ اور ابراہیم اپنے اصحاب کے مجمع میں یہاں وارد ہوئے۔

عبداللہ کا ابن صرد کو مشورہ:

یہاں آنے سے پیشتر عبداللہ ان لوگوں سے جو قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے۔ کہہ رہا تھا۔ کہ میرے ساتھ ان میں سے کوئی نہ آئے۔ مبادا توابین ان کو دیکھ کر حملہ کر بیٹھیں۔ اور عمرو بن حریث سے کہہ آیا تھا کہ مجھے آنے میں دیر ہو تو ظہر کی نماز تم لوگوں کو پڑھا دینا۔ اور جب سے سلیمان بن صرد نے نخیلہ کو لشکر گاہ بنایا تھا۔ عمرو بن سعد رات کو اپنے گھر میں نہیں رہتا تھا۔ دار الامارہ میں عبداللہ کے پاس آکر سویا کرتا تھا۔ اسے خوف تھا۔ کہ لوگ اس کے گھر میں آکر خانہ جنگی نہ کریں۔ اور وہ غفلت اور بے خبری میں قتل نہ ہو

جائے۔ یہ دونوں جب ابن صرد کے پاس پہنچے۔ پہلے عبداللہ حمد وثنائے باری تعالیٰ بجالایا۔ پھر یہ کہا کہ مسلمان' مسلمان بھائی ہوتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا۔ اسے دھوکا نہیں دیتا۔ تم سب لوگ ہمارے بھائی ہو۔ ہمارے ہم وطن ہو۔ اہل شہر میں محبوب ترین خلق ہمارے نزدیک تم ہو۔ ہم کو اپنے غم میں مبتلا نہ کرو۔ اپنی رائے پر ہم سے اصرار نہ کرو۔ ہم سے علیحدہ ہو کر ہماری جماعت کو نہ توڑو۔ جب تک ہم لوگ جنگ وجدال کا سامان نہ کرلیں تم لوگ بھی ہمارے ہی ساتھ رہو۔ جب ہم دیکھیں گے۔ کہ دشمن شہر کے قریب آ گیا۔ ہم تم دونوں اپنے اپنے لشکر کے ساتھ نکلیں گے اور ان سے قتال کریں گے پھر ابراہیم نے بھی اسی قسم کی تقریر کی۔ سلیمان نے حمد وثنائے الٰہی بجالا کر دونوں سے کہا۔ تم دونوں نے بے شک خالص ہوا خواہی کا کلمہ کہا۔ اور مشورہ کا حق ادا کیا۔ لیکن ہم تو اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اور اللہ کے ساتھ ہیں۔ اور اب تو نکل چکے اب ہم خدا سے رشد و بہترین رشد کے عزم کی دعا کرتے ہیں۔ اب ہم ٹھہرنے والے نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ عبداللہ نے کہا اتنا تو توقف کرو۔ کہ ایک لشکر جرار تیار کر کے تمہارے ساتھ ہم روانہ کرسکیں۔ دشمن سے قتال کرو تو قوت وشان وشوکت کے ساتھ کرو۔

ابن صرد کو خراج کی پیشکش:

ابن صرد نے کہا تمہارے پاس واپس چلے جانے کے بعد بھی اس بات کا مجھے خیال رہے گا۔ اور ان شاء اللہ تم کو اس کا جواب پہنچے گا۔ اب عبداللہ وابراہیم نے کہا۔ اگر تم لوگ فوج شام کے آنے تک ہمارے پاس ٹھہر جاؤ۔ تو مقام جوخی کا خراج تمہارے اور تمہارے اصحاب کے لیے ہم مخصوص کردیں گے۔ اور کسی کو اس خراج تمہارے اور تمہارے اصحاب کے لیے ہم مخصوص کردیں گے۔ اور کسی کو اس خراج میں سے کچھ نہ دیا جائے گا۔ ان دونوں کو یہ خبر مل چکی تھی۔ کہ ابن زیاد شام سے کوفہ کی طرف آ رہا ہے۔ سلیمان نے جواب دیا۔ ہم لوگ طلب دنیا کے لیے نہیں نکلے ہیں۔ اب یہ دونوں کوفہ کی طرف واپس چلے آئے۔ اور یہاں سب روانگی پر اور بڑھ کر ابن زیاد سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

توابین مدائن اور بصرہ کی عدم شرکت:

بصرہ اور مدائن کے شیعوں نے جو شریک ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ ابھی تک نہیں آئے تھے کچھ لوگ ان کو ملامت کرنے لگے۔ سلیمان نے کہا۔ ان کو تمہارے نکلنے کی اور روانگی کی خبر نہ ہوئی ہوگی ورنہ وہ ضرور آتے۔ ملامت نہ کرو۔ میرا خیال ہے۔ ان کے پاس زادِ راہ نہیں ہے۔ سامانِ جنگ نہیں ہے۔ اسی سبب سے نہ آسکے۔ ذرا ٹھہرو وہ سامان کرلیں تو تم سے آکر مل جائیں۔ وہ تمہارے نقش قدم پر دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

سلیمان ابن صرد کا توابین سے خطاب:

اب سلیمان ابن صرد خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے خدا کی حمد وثناء کی پھر کہا ایہا الناس خداوند عالم جانتا ہے۔ کہ تم کس نیت سے نکلے ہو۔ اور کسی بات کے طالب ہو' دنیا کا سودا اور ہے آخرت کا اور۔ جو آخرت کا سودا کرتا ہے۔ وہ آخرت کی طرف دوڑتا ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے میں دم نہیں لیتا۔ کسی قیمت پر اسے نہیں چھوڑتا' رکوع وسجود وقیام وقعود میں ہمیشہ بسر کرتا ہے۔ زر وسیم و دنیا ولذت دنیا سے مطلب نہیں رکھتا۔ اور جسے دنیا کا سودا ہے۔ وہ دنیا ہی کی طرف منہ کے بل گرتا ہے۔ اسی میں چرتا چگتا ہے۔ کسی مبادلہ پر اسے چھوڑنا نہیں چاہتا۔ رحمکم اللہ اس راہ میں راتوں کو نماز میں بسر کرو۔ پھر اس دشمن ظالم وجبار سے جب مقابلہ ہو جائے۔

تو جہاد کرو۔ تم اپنے پروردگار سے جہاد و نماز سے بڑھ کر کسی عمل کو ذریعہ توسل نہیں بنا سکتے۔ جہاد تمام اعمال کی چوٹی ہے۔ خداوند کریم ہم کو تم کو نیک بندوں میں جہاد کرنے والوں میں مصیبت پر ثابت قدم رہنے والوں میں شمار کرے۔ ہم لوگ اس مقام سے ان شاء اللہ آج رات کو روانہ ہوں گے۔ تم بھی روانہ ہونے پر مستعد ہو جاؤ۔

توابین کی نخیلہ سے روانگی:

ربیع الآخر ۶۵ ھ کی پانچویں کو یہ لوگ رات کو روانہ ہوئے نخیلہ سے روانہ ہونے کے بعد سلیمان نے ابن منقذ کو حکم دیا۔ کہ پکار کر کہہ دیں۔ کہ سب لوگ دیراعور میں جا کر رہیں۔ لوگ دیراعور میں رہے اور بہت سے لوگ ساتھ سے الگ ہو گئے یہاں سے روانہ ہو کر اقساس مالک پر جو کنار فرات واقع ہے۔ سب نے مقام کیا۔ یہاں لشکر کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ہزار آدمی کم ہو گئے۔ سلیمان نے کہا: جو لوگ ساتھ چھوڑ کے چلے گئے ان کا تمہارے ساتھ رہنا مجھے گوارا ہی نہیں۔ وہ ساتھ ہوتے تو اور تباہی میں تمہیں مبتلا کرتے۔ حق تعالیٰ کو ان کا ساتھ آنا ناپسند ہوا۔ انہیں باز رکھا۔ یہ فضیلت اس نے تمہارے ہی لیے خاص کر دی۔ اس کا شکر بجا لاؤ۔

توابین کی امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر دعا:

پھر اس منزل سے بھی رات کو یہ لوگ روانہ ہوئے۔ صبح ہوتے قبر حسین رضی اللہ عنہ پر پہنچے۔ ایک رات دن وہیں قیام کیا آپ کے لیے استغفار کرتے رہے۔ اور صلوات پڑھتے رہے۔ یہ لوگ جب قبر کے سامنے پہنچے ہیں۔ تو ایک شور نالہ و زاری کا بلند ہوا۔ ایسا گریہ و بکا کا دن کسی نے نہ دیکھا ہو گا۔ ہر شخص اس بات کی حسرت کرتا تھا۔ کہ آپ ہی کے ساتھ شہید ہو گیا ہوتا۔ سلیمان بن صرد نے دعا کی اے خداوندا حسین رضی اللہ عنہ شہید بن شہید مہدی صدیق بن صدیق پر رحمت نازل فرما۔ خداوندا تو شاہد رہنا کہ ہم سب انہیں کے دین پر ہیں انہیں کے راہ کے سالک ہیں۔ ان کے قاتلوں کے دشمن ان کے دوستوں کے ہوا خواہ ہیں۔ اور سب لوگ پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔ خداوندا! ہم اپنے پیغمبر کے فرزند کو چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ جو کچھ ہم نے کہا اسے عفو کر دے۔ ہماری توبہ قبول کر لے تو رحیم و تواب ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ و اصحاب حسین رضی اللہ عنہ شہدائے صدیقین پر اپنی رحمت کو نازل کر پروردگار تو گواہ ہے۔ کہ جس راہ میں وہ لوگ قتل ہوئے ہیں۔ ہم بھی اسی راہ پر ہیں۔ اگر تو ہمارے گناہ کو بخشے گا۔ اگر تو ہم پر رحم نہ کرے گا۔ تو ہم سب غائب و خاسر و تباہ اور برباد ہو جائیں گے۔ پھر اس وقت سے لے کر دوسرے دن کی صبح تک جس وقت کہ انہوں نے قبر حسین رضی اللہ عنہ کے قریب نماز پڑھی ہے۔ آپ کے اور آپ کے انصار کے لیے نزول رحمت کی دعا برابر کرتے رہے۔ اس واقعہ سے ان کا جوش اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اس کے بعد سلیمان نے کوچ کا حکم دیا۔ اب ہر شخص قبر حسین رضی اللہ عنہ کے وداع کرنے کو چلا۔ ہر ایک آپ کی قبر کے پاس آتا تھا۔ اور نزول رحمت و مغفرت کی دعا کرتا تھا۔ حجر اسود پر بھی لوگوں کا ایسا ازدحام نہیں ہوتا۔ جیسا آپ کی قبر پر تھا۔ اور سلیمان قبر کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ جو جو لوگ دعا و استغفار سے فارغ ہوتے جاتے تھے سلیمان ان لوگوں کو کہتے جاتے تھے۔ رحمکم اللہ! اب جاؤ اپنے ساتھ والوں سے مل جاؤ۔ اسی طرح وہ کہتے رہے یہاں تک کہ ان کے اصحاب میں سے کوئی تین آدمی رہ گئے۔

توابین کی تقاریر:

اب سلیمان نے ان لوگوں کے ساتھ قبر کو گھیر لیا۔ اور کہا شکر ہے اس پروردگار کا جسے منظور ہوتا تو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہو جانے کی فضیلت ہم کو عطا کرتا۔ خداوندا جب ان کے ساتھ شہید ہونے سے ہم کو محروم رکھا ہے تو ان کے بعد ان کی راہ میں شہید ہونے

سے ہم کو محروم نہ رکھ۔ عبداللہ بن وال نے کہا۔ واللہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ اور بھائی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں قیامت کے دن بہت بڑا وسیلہ عنداللہ ہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ یہ امت ان حضرات کے باب میں کسی مبتلائے بلا ہوئی دو کو قتل کیا۔ تیسرے سے قصاص لے کر دل ٹھنڈا کیا۔ مسیب بن نجبہ نے کہا میں قاتلوں سے اور جوان ظالموں کا سارا اعتقاد رکھتا ہو' بیزار ہوں۔ انہیں سے لڑوں گا۔ انہیں کے مقابلہ میں شمشیر زنی کروں گا۔ مثنی بن مجز بھی رؤسا اور شرفاء میں تھے۔ انہوں نے کہا۔ جن حضرات کا تم ذکر کر رہے ہو۔ ان کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو خصوصیت ہے اس اعتبار سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا سب سے افضل ہیں۔ جن لوگوں نے ان کو قتل کیا۔ ہم ان کے دشمن ہیں۔ ان سے بیزار ہیں۔ ہم اپنے گھر کو اہل وعیال کو مال و دولت کو چھوڑ کر نکلے ہیں۔ کہ ان کے قاتلوں کو فنا کر دیں۔ یہ جنگ آفتاب لے مغرب میں یا زمین کے اس سرے پر ہو ہمیں اس کی جستجو کرنا واجب ہے۔ یہ جنگ ہمارے لیے بڑی دولت ہے اور یہی وہ شہادت ہے۔ جس کا ثواب جنت ہے۔ سب نے یہ سن کر کہا تم نے سچ کہا' درست کہا۔ تم کو خدا نے توفیق عطا کی۔ اور جتنے سردار تھے سب نے بہت فصیح تقریریں کیں۔ سلیمان بن صرد یہاں سے روانہ ہو کر حصاصہ میں آئے پھر انبار میں پھر صدود میں پھر قیارہ میں۔ اور مقدمہ لشکر پر کریب حمیری کو مقرر کیا تھا۔

عبداللہ بن عوف کا رجز:

یہ لوگ چلے جا رہے تھے۔ کہ عبداللہ بن عوف اپنے ایک چار سالہ کمیت گھوڑے پر سوار بہت ہی چمک دمک کے ساتھ سامنے آیا۔ یہ رجز پڑھتا جاتا تھا:

خرجن يلمعن بنا ارسالا...... عوابسا يحملننا ابطالا......

ترجمہ: گھوڑوں کی کئی ٹکڑیاں چمک دمک دکھاتی ہوئی ہم سب تند مزاج بہادروں کو پیٹھ پر سوار کیے ہوئے نکلیں۔

نريدان نلقى به الاقتالا القاسطين الغدر الضلالا

ترجمہ: ارادہ ہمارا یہ ہے کہ اسی طرح ظالم و غاشعار و گمراہ دشمنوں سے مقابلہ کریں۔

وقد رفضنا الاهل و الامرالا و الحضرات البيض و الحجالا

نرضى به اذا النعم المفضالا

ترجمہ: ہم لوگ اہل وعیال کو مال ومنال کو شرگیں وسیمین عورتوں کو اور ان کے جملہ عروسانہ کو چھوڑ کر اس لیے نکلے ہیں۔ کہ پروردگار منعم مفضال کو خوش کریں''۔

عبداللہ بن یزید کا خط بنام ابن صرد:

عبداللہ بن یزید نے سلیمان کو ایک خط لکھا اور محل بن خلیفہ کے ہاتھ روانہ کیا۔ محل نے قیارہ میں پہنچ کر سلیمان سے ملاقات کی۔ سلیمان اپنے اصحاب سے آگے نکل آئے تھے۔ سب جانتے تھے۔ کہ انہوں نے سب پر سبقت کی۔ محل خط لے کر پہنچا۔ تو سلیمان ٹھہر گئے' ساتھ والوں سے بھی اشارہ کیا۔ وہ بھی ٹھہر گئے۔ خط پڑھا گیا۔ لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ خط عبداللہ بن یزید کی طرف سے سلیمان بن صرد اور ان سب اہل اسلام کے نام ہے۔ جو ان کے ساتھ ہیں۔ السلام علیکم! تم لوگوں کو یہ خط ہوا خواہی و مہربانی کی راہ سے لکھا گیا ہے ہاں ایسے بھی ہوا خواہ ہوتے ہیں جن پر دغاشعار ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ اور دغاشعار بھی ایسے ہوتے

ہیں۔ جن پر ہوا خواہ محب ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تھوڑے سے لوگوں کو لے کر ایک لشکر انبوہ سے مقابلہ کرنے کو تم روانہ ہوئے ہو۔ مگر جو شخص یہ چاہے۔ کہ پہاڑوں کو ان کے ٹھکانے سے سرکا دے۔ اس کے بیلچے کند اور ناکارہ ہو جائیں گے۔ اور ایسے شخص کی عقل وفعل کو سب برا کہیں گے۔ اے ہماری قوم والو! اپنے وطن کے لوگوں پر اپنے دشمن کو دلیر نہ بناؤ۔ تم سب کے سب بہترین قوم ہو۔ دشمن تم کو مارے گا۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ شہر لوگوں پر دلیر ہو جائیں گے۔ اے ہماری قوم والو! وہ لوگ تم پر غالب آ جائیں گے۔ تو تم کو سنگسار کریں گے۔ یا اپنے مذہب وملت میں تم کو ملا لیں گے۔ پھر تم فلاح وبہبود کی صورت بھی کہیں نہ دیکھو گے۔ آج کے دن ہم تم ایک ہیں۔ ہمارا اور تمہارا دشمن ایک ہی ہے۔ ہم سب متفق الکلمہ ہو جائیں گے۔ تو اپنے دشمن پر غلبہ پائیں گے۔ ہم میں اختلاف رہے گا۔ تو مخالف کی نظر میں ہماری شان گھٹ جائے گی۔ اے ہماری قوم کے لوگو! میری ہوا خواہی کو فریب نہ سمجھو۔ مجھ سے مخالفت نہ کرو۔ میرا خط پہنچتے ہی میری طرف اپنے رُخ کو پھیر دو۔ خدا تمہارے رخ کو اپنی طاعت کی طرف اور تمہاری پشت کو اپنی مصیبت کی طرف پھیرے۔ والسلام

ابن صرد کا توابین سے مشورہ:

ابن صرد اور ان کے اصحاب کے سامنے یہ خط جب پڑھا گیا تو ابن صرد نے سب سے پوچھا۔ کہو کیا رائے ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ آپ یہ بتائیں جب ہم اپنے شہر میں اپنے اہل وعیال میں تھے۔ جب تو اس بات کو ہم نے نہ مانا۔ اب اسے کیونکر مان لیں۔ ہم نکل چکے۔ جہاد پر آمادہ ہو چکے۔ دشمن کی سرحد کے قریب آ چکے۔ کہیے اب کیا ہو سکتا ہے۔ ابن صرد نے کہا: واللہ یہ موقع کبھی تم کو نہیں ملا تھا۔ کہ آج دو طرح کی فضیلتیں تمہارے سامنے ہیں۔ یا شہادت یا فتح۔ جس حق بات پر خدا نے تم کو آمادہ کر دیا ہے۔ جس فضل کے تم طلب گار ہو۔ اسے چھوڑ کر جانے کا مشورہ میں نہیں دوں گا۔ ہم میں اور ان لوگوں میں بڑا اختلاف ہے یہ لوگ اگر غالب ہوں گے۔ تو ہم کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف جہاد کرنے کو کہیں گے۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے جہاد کرنے کو میں ضلالت سمجھتا ہوں۔ ہمیں اگر غلبہ ہوا تو جو اہل حق ہیں ان کے ہاتھ میں حکومت کو دے دیں گے۔ اگر ہم مارے گئے تو اپنے گناہوں کی توبہ کرنے کو ہم نکلے ہیں۔ ہماری اور حالت ہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اور ہمارا اور ان کا وہ حال ہے۔ جو شاعر بنی کنانہ نے کہا ہے ؎

اری لك شكلا غير شكلي فاقصري عن اللوم اذبُدلت واختلفت الشكل

ترجمہ: ''تیری اور حالت ہے میری اور حالت ہے۔ جب تو بدل گئی ہے اور حالتیں مختلف ہو گئی ہیں۔ تو شکایت وسرزنش کیوں کرتی ہے''۔

ابن صرد کا خط بنام عبداللہ بن یزید:

یہ لوگ وہاں سے پلٹ کر مقام ہیت میں آ کر اترے' اور سلیمان نے اس طرح خط کا جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط امیر عبداللہ بن یزید کو سلیمان بن صرد اور مومنین کی طرف سے ہے۔ جو ان کے ساتھ ہیں۔ تمہارے خط کو ہم نے پڑھا۔ اور مطلب اس کا ہم سمجھے۔ واللہ تم بہت اچھے امیر اچھے حاکم اچھے رئیس قوم ہو جس پر غیبت میں ہمیں اطمینان ہے۔ جسے مشورہ میں ہم خیر اندیش سمجھتے ہیں' ہر حالت میں ہم جس کی ستائش کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرَاةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''اللہ نے مومنین سے ان کی جان و مال کو مول لے لیا ہے اس قیمت پر کہ ان کو بہشت ملے گی۔ یہ لوگ راہِ خدا میں قتال کریں گے۔ (کافروں کو) ماریں گے اور خود مارے جائیں گے۔ یہ سچا وعدہ ہے توریت وانجیل وقرآن میں جس کا وفا کرنے والا خدا سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے۔ یہ خرید فروخت کا معاملہ جو تم نے خدا سے کیا ہے۔ اس پر خوش ہو۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ توبہ وعبادت وحمد وسیاحت ورکوع وسجود وامر بالمعروف ونہی عن المنکر والے اور حدود خدا کی نگہبانی میں مصروف رہنے والے یہ لوگ ہیں۔ اور اے پیغمبر (ﷺ) مومنین کو بشارت دے''۔

اس قوم نے جس امر پر بیعت کی ہے۔ انہیں بشارت اس کی ہو چکی ہے گناہ عظیم سے وہ توبہ کر چکے ہیں۔ اب وہ خدا سے لو لگا چکے اور اس پر بھروسہ کر چکے اور جو اس کی مشیت ہو اس پر راضی ہو چکے ہیں۔ خداوندا تجھ پر ہم سب نے بھروسا کیا ہے۔ تیری ہی طرف ہم آ رہے ہیں۔ تیری ہی طرف بازگشت ہے۔ والسلام

عبداللہ بن یزید کی پیشگوئی:

عبداللہ کو یہ خط پہنچا تو اس نے کہا یہ لوگ مرنے ہی پر آمادہ ہیں۔ پہلی خبر تم یہی سن لینا۔ کہ سب قتل ہو گئے واللہ یہ اسی طرح قتل ہوں گے۔ جیسے بزرگان اسلام۔ قسم ہے اس خدا کی! جو پروردگار عالم ہے۔ دشمن ان کی جانبازی کو مان جائیں گے۔ یہ کشتوں کے پشتے لگا دیں گے اس کے بعد قتل ہو جائیں گے۔

مسیب بن نجبہ اور زفر بن کلابی کی ملاقات:

سلیمان بن صرد نے نہایت خوبی سے لشکر ترتیب دیا۔ قرقیسیا کے قریب پہنچ کر سب اترے زفر بن کلابی یہاں کا رئیس تھا۔ اس نے بستی کے دروازے بند کر لیے کہ یہ لوگ آنے نہ پائیں۔ اور خود بھی ان سے ملنے کو باہر نہ آیا۔ سلیمان نے مسیب سے کہا اپنے ابن عم کے پاس جاؤ کہو۔ کہ ہم کو بازار کی چیزیں چاہیے ہیں۔ وہ ہمیں بھیج دے۔ ہمیں اس سے کچھ کام نہیں۔ ہمارا ارادہ تو ان ظالموں سے لڑنے کا ہے۔ مسیب قرقیسیا کے دروازے پر آئے۔ کہا کھولو۔ کس لیے تم نے دروازہ بند کر لیا ہے۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا میں ہوں مسیب بن نجبہ یہ سن کر زفر کا بیٹا ہذیل اپنے باپ کے پاس آیا۔ اور کہا ایک شخص جو بہت خوش ہیبت ہے آپ کے پاس آنا چاہتا ہے۔ ہم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا مسیب بن نجبہ۔ مجھے ان لوگوں کا کچھ علم نہیں اٹھا میں کچھ نہ سمجھا کہ یہ کون شخص ہیں۔ زفر نے کہا اے فرزند تو نہیں جانتا یہ کون ہیں۔ یہ شخص شہسواروں میں ہیں۔ تمام بنی مضر کے۔ شرفائے بنی مضر میں سے دس شخصوں کا نام اگر لیا جائے گا۔ تو ایک نام ان کا بھی ضرور ہوگا۔ اور پھر زاہد ودیندار انہیں آنے دو۔ مسیب جب آئے۔ تو زفر نے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ بہت محبت سے حالات دریافت کیے۔ مسیب نے کہا: تم نے کس لیے شہر کے دروازے بند کیے ہیں۔ واللہ ہم لوگوں کو تم سے کچھ مطلب نہیں۔ بس اس لیے ہم تمہارے مزاحم ہوئے کہ ان ظالموں اور بے ادبوں کے مقابلہ میں تم ہماری اعانت

کرو۔ بازار کی جو چیزیں ضرورت کی ہیں۔ وہ ہمیں دے دو۔ ہم تمہارے حدود میں زیادہ نہ ٹھہریں گے۔ ایک دن یا اس سے بھی کم۔

زفر بن کلابی کی پیشکش:

زفر نے کہا میں نے اس لیے شہر کے دروازے بند کر دیئے تھے کہ اتنا معلوم ہو جائے۔ تم لوگ ہم سے متعرض ہونے کو آئے ہو یا کسی اور سے۔ واللہ! جب تک ایسی ہی مجبوری نہ ہو۔ ہم کسی سے لڑنے میں عاجز نہیں ہیں۔ تمہارے ساتھ جنگ وجدال میں مبتلا ہونا ہمیں گوارا نہیں ہے۔ تم لوگوں کے صلاح وتقویٰ اور سیرت حسنہ کا حال میں سن چکا ہوں۔ یہ کہہ کے اپنے بیٹے کو پکارا۔ اسے حکم دیا۔ کہ بازار کی چیزیں ان لوگوں کو منگوا دے۔ اور ہزار درم اور ایک گھوڑا مسیّب کو عطا کیا۔ مسیّب نے کہا۔ دینار و درہم کی ہمیں حاجت نہیں واللہ! نہ ہم لوگ اس لیے نکلے ہیں نہ اس کے طلب گار ہیں۔ ہاں گھوڑے کو میں نے قبول کیا۔ شاید میرا گھوڑا نہ چل سکے۔ یا میری سواری میں رہ جائے تو اس کی مجھے ضرورت ہوگی۔

زفر کا توابین کو مشورہ:

زفر نے کہا اب میں کیا کہتا ہوں۔ اسے غور سے سنو! یاد رکھو اور قبول کرو۔ میں ان لوگوں کا سخت دشمن ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ خدا انہیں تباہ کر دے۔ میں تم لوگوں کا دوست ہوں' میں چاہتا ہوں خدا تم کو عافیت سے رکھے۔ سنو وہ لوگ رقہ سے چل چکے۔ تم ان سے پہلے ہی عین الوردہ پر پہنچ جاؤ۔ شہر کو اپنے پس پشت رکھو وہاں کے گاؤں اور پانی اور سب سامان تمہارے قبضہ میں ہوگا۔ یہ جگہ ہمارے شہر اور تمہارے شہر کے درمیان کی ہوگی۔ اور تم اطمینان سے رہو گے۔ واللہ اگر میرے پاس پیادوں کے مثل میں سوار بھی ہوتے تو میں تمہاری مدد کرتا۔ تم ابھی منزلیں طے کرتے ہوئے عین الوردہ میں پہنچ جاؤ۔ وہ لوگ تو لشکروں کی چال سے آرہے ہیں۔ تم سب سوار ہو' واللہ میں نے ایسے شاندار سوار بہت کم دیکھے ہیں۔ تم آج ہی سے وہاں جانے کا سامان کرلو۔ مجھے امید ہے کہ تم ان سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ گے۔ اگر ان سے پیشتر تم عین الوردہ پر پہنچ جاؤ۔ تو میدان میں نکل کر ان سے یوں قتال نہ کرنا۔ برچھیاں چل رہی ہیں۔ کمانیں کڑک رہی ہیں۔ وہ لوگ تم سے بہت زیادہ ہیں۔ کہیں وہ تم کو گھیر نہ لیں تم ان کے سامنے ٹھہر و ہی نہیں کہ تیر چلیں اور برچھیاں تنیں۔ تمہارے پاس اتنے لوگ ہی کہاں ہیں۔ جتنے ان کے لشکر میں ہیں۔ اگر تم ذرا بھی ان کی زد پر ٹھہرو گے۔ تو اسی وقت وہ تم سب کو قتل کر ڈالیں گے۔ ان سب جب مقابلہ ہو جائے۔ تو تم اپنی فوج میں صف بندی نہ کرنا۔ اس لیے کہ تمہارے پاس پیادے نہیں ہیں۔ تم سب کے سب سوار ہو۔ وہ تمہارے مقابلہ میں پیادے اور سوار دونوں لے کر آئیں گے۔ سوار پیادوں کی کمک پر رہیں گے۔ اور پیادے سواروں کی۔ تمہارے ساتھ پیادے کہاں۔ جو سواروں کی کمک کرتے تم کو چاہیے۔ کہ سواروں کے دستے اور رسالے بنا کر دشمن کا مقابلہ کرو۔ اور اس کے میمنہ ومیسرہ کے درمیان اپنے رسالوں کو پھیلا دو۔ ان میں سے ایک پر حملہ ہو تو دوسرا بڑھ کر سواروں کو اور پیادوں کو ہٹائے اور ہر رسالہ جب چاہے میدان کی طرف بڑھ جائے۔ اور جب چاہے پیچھے سرک آئے۔ اگر تم ایک ہی صف باندھ کر لڑو گے۔ تو جب پیادے تم پر حملہ کر دیں گے تو صف ٹوٹ جائے گی اور شکست ہو جائے گی۔

توابین کی قرقیسا سے روانگی:

پھر وہاں ٹھہر کر زفر نے سب کو رخصت کیا۔ اور خدا سے دعا کی۔ کہ ان لوگوں کا حافظ ومددگار رہے۔ سب نے اس کی ستائش کی۔ اور اسے دعائیں دیں۔ سلیمان نے کہا۔ کیا اچھا مہمان نواز اے شخص تو ہے۔ ہم لوگوں کے اتر پڑنے کا احترام کیا۔ ضیافت کا

اہتمام کیا۔ مشورہ میں ہوا خواہی کی۔ اس کے بعد سب جلد جلد قدم اٹھاتے روانہ ہوئے۔ دو دو منزل کی ایک ایک منزل کرتے جاتے تھے۔ مقام ساع میں پہنچ کر سلیمان نے زفر کے مشورہ پر رسالوں کو مرتب کیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر دشمنوں سے پیشتر عین الوردہ پر سب لوگ پہنچ گئے۔ اور جانب غربی میں سب لشکر کو ڈال دیا۔ پانچ دن تک وہیں ٹھہرے رہے۔ مطمئن اور آسودہ ہو گئے۔ گھوڑوں کو بھی آرام ملا۔

سلیمان بن صرد کا خطبہ جہاد:

اس کے بعد اہل شام کا لشکر یہاں سے ایک دن کی راہ پر آ گیا۔ سلیمان بن صرد نے خطبہ پڑھا۔ حمد باری تعالیٰ میں بہت طول دیا۔ پھر ثنائے الٰہی دیر تک بیان کیا۔ پھر آسمان و زمین وکوہ و دریا میں جو خدا کی نشانیاں جو پائی جاتی ہیں۔ انکو بیان کیا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا۔ دنیا سے نفرت اور آخرت سے رغبت ظاہر کی۔ اور بیان میں اتنا طول دیا۔ کہ راوی کو یاد رکھنا دشوار ہو گیا۔ پھر کہا خدا تمہارے اس دشمن کو تمہارے پاس لے آیا۔ جس کے لیے رات دن تم سرگرم سیر تھے۔ تم توبہ نصوح اور ملاقات باری تعالیٰ کا ارادہ عذر گناہ کرنے کے لیے رکھتے ہو۔ وہ لوگ تمہارے پاس آ گئے۔ بلکہ تم خود ہی ان کے پاس ان کے گھر میں ان کی سرحد میں چڑھ آئے۔ اب ان سے مقابلہ کے وقت اپنی ساکھ اور ثابت قدمی دکھا دو۔ دیکھو دشمن کے سامنے سے کوئی منہ نہ پھیرے۔ کسی بھاگنے والے کو یا کسی زخمی کو قتل نہ کرو۔ جو اسیر کہ تمہارے عقیدہ پر ہو اسے بھی قتل نہ کرو۔ ہاں اگر اسیر ہو کر بھی وہ تم سے قتال کرے۔ یا وہ شخص قاتلوں میں ہو۔ ہمارے برادران مومنین علیہم السلام کے جو کربلا میں قتل ہوئے ہیں تو اسے قتل کرو۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اس عقیدہ والوں کے ساتھ یہی سیرت تھی۔

جیش مسیب کی روانگی:

اس کے بعد سلیمان نے کہا۔ میں قتل ہو جاؤں' تو مسیّب سب کے امیر ہیں۔ مسیّب بھی کام آ جائیں تو عبداللہ بن سعد۔ ان کے بعد عبداللہ بن وال ان کے بعد رفاعہ سب کے رئیس ہوں گے۔ خدا اس شخص پر رحمت کرے۔ جو اپنے اس عہد پر جو خدا سے اس نے کیا ہے۔ قائم رہے اور اسے سچ کر کے دکھا دے۔ پھر مسیّب کو چار سو سواروں کے ساتھ یہ حکم دے کر روانہ کیا۔ کہ جاؤ پہلا لشکر جو دشمن کا تم کو ملے تو اسے تاراج وتباہ کر دو۔ اگر تمہاری مرضی کے موافق نتیجہ ہو تو خیر ورنہ اپنے لشکر میں پلٹ آنا۔ دیکھو ہرگز تم نہ اترنا۔ نہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو اترنے دینا۔ نہ کسی کو آگے بڑھ آنے دینا' ہاں اگر ایسی ہی مجبوری ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

عبداللہ بن عوف کی فال:

حمید بن مسلم بھی مسیب کے رسالہ میں تھا۔ کہتا ہے۔ ہم لوگ ایک دن رات چلتے رہے۔ صبح ہوتے ایک جگہ اترے گھوڑوں کے منہ پر توبرے چڑھا دیئے۔ اور اتنی دیر کے لیے ہم اونگھ گئے کہ گھوڑے دانہ کھالیں۔ پھر سوار ہو کر چلے۔ نور کا تڑکا ہو گیا۔ گھوڑوں سے اتر کر ہم نے نماز پڑھی۔ مسیب پھر سوار ہوئے اور ہم لوگ بھی اپنے اپنے گھوڑوں پر چڑھے۔ مسیب نے سو سوار ساتھ کر کے ابو جویریہ کو ایک سو بیس سواروں کے ساتھ عبداللہ بن عوف کو اتنے ہی سوار حنش بن ربیعہ کو دیئے۔ اور سو سوار اپنے پاس رہنے دیئے۔ ابو جویریہ سے کہا جاؤ' دیکھو سب سے پہلے جو شخص تم کو ملے میرے پاس لے آؤ۔ سب سے پہلے ایک اعرابی ملا۔ گدھے ہنکاتا جاتا تھا۔ اور یہ شعر پڑھتا تھا۔

یـا مـال لا تـجـعـل إلـى صـحـبـى و اسـرح فـانـك آمـن الـسـرب

ترجمہ: ''اے میرے مال چلنے میں جلدی نہ کر کہ اطمینان سے چل راہ میں کوئی کھٹکا نہیں ہے''۔

عبداللہ بن عوف نے کہا اے حمید بن مسلم خوش ہو قسم ہے رب کعبہ کی یہ بشارت ہے۔ پھر صاحب حمار سے پوچھا۔ اے اعرابی تو کس قبیلہ سے ہے۔ اس نے کہا بنی تغلب۔ کہا واللہ غلبہ ہوگا۔ ہم لوگوں کو ان شاء اللہ! اتنے میں مسیّب بھی اس مقام پر پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے اعرابی سے جو سنا تھا۔ ان سے بیان کیا اور اعرابی کو ان کے پاس بھی لے آئے مسیّب نے کہا۔ تمہارے اس کہنے سے کہ اے حمید بن مسلم خوش ہو۔ مجھے خوشی ہوئی۔ مجھے امید ہوتی ہے کہ تم خوش ہو گے۔ جو بات تمہارے خوش ہونے کی ہے وہی ہو گی تم اپنے کام کو خوبی سے انجام دو گے۔ اور دشمن سے محفوظ رہو گے۔ یہ بہت اچھی فال ہے رسول اللہ ﷺ بھی فال سے خوش ہوتے تھے۔

مسیّب کا ابن ذی الکلاح پر حملہ:

پھر مسیب نے اعرابی سے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ ان لوگوں کے لشکروں میں کون سا لشکر ہم سے قریب تر ہے۔ کہا ابن ذی الکلاح کا لشکر تم سے قریب تر ہے۔ اور اس لشکر کے رئیس میں اور حصین میں اس بات پر اختلاف ہو گیا ہے۔ کہ حصین خود کو تمام جماعت کا سردار کہتا تھا۔ ابن ذی الکلاح نے کہا۔ تم مجھ پر سردار نہیں ہو سکتے۔ ابن زیاد کو دونوں نے اس باب میں لکھا ہے۔ اور اس کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابن ذی الکلاح کا لشکر تم سے ایک میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا ہے۔ یہ سن کر سب لوگ ابن ذی الکلاح پر حملہ کرنے کے لیے باستعجال روانہ ہوئے۔ ان کو خبر بھی نہ تھی۔ کہ کہ اچانک یہ لوگ جا پہنچے۔ اور لشکر کے ایک پہلو پر حملہ کر دیا۔ وہ زیادہ دیر تک نہ لڑ سکے۔ بھاگ نکلے۔ انہوں نے کچھ لوگوں کو قتل کیا۔ اور بہت لوگوں کو زخمی کر دیا۔ وہ بہت سے چوپائے ان کے ہاتھ آئے۔ اہل شام لشکر گاہ کو ان پر چھوڑ کر فرار ہو گئے اور جو جو چیزیں بآسانی یہ اٹھا سکتے تھے۔ اٹھالیں۔ اب مسیّب نے واپس ہونے کی ندا کی۔ کہا تم نے فتح پائی۔ غنیمت پائی۔ صحیح وسالم رہے بس اب پلٹ چلو غرض سب یہاں سے پلٹ کر سلیمان کے پاس آئے۔

حصین بن نمیر کی روانگی:

ابن زیاد کو جو یہ خبر پہنچی اس نے فوراً حصین بن نمیر کو روانہ کیا۔ وہ بارہ ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ میں آیا۔ جمادی الاولیٰ کی بائیسویں تاریخ بدھ کے دن دونوں لشکروں میں صف بندی ہوئی۔ سلیمان نے اپنے میمنہ پر عبداللہ بن سعد کو میسرہ پر مسیّب کو مقرر کیا اور قلب لشکر میں وہ خود رہے۔ حصین نے اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا۔ کہ جبلہ کو میمنہ پر اور ربیعہ غنوی کو میسرہ پر رکھا اس کے بعد حملہ کر دیا۔ قریب آ کر سلیمان اور ان کے اصحاب کو عبدالملک بن مروان کی اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی ان لوگوں نے ان سے یہ خواہش کی۔ کہ ابن زیاد کو ہمارے حوالہ کر دو۔ کہ ہم اسے اپنے بعض برادر ایمانی کے قصاص میں قتل کریں۔ اور عبدالملک کو معزول کر دو اور ہمارے شہروں سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ والوں کو نکال دو۔ ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے اہل بیت کی طرف خلافت کو منتقل کریں گے۔ اسی گھر سے نعمت وکرامت ہم کو حاصل ہوئی ہے۔

معرکہ عین الوردہ:

انہوں نے ان کی بات نہ سنی۔ انہوں نے ان کا کہنا نہ مانا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ سلیمان کے میمنہ نے شامیوں کے میسرہ پر حملہ

کیا۔ اور شکست دی میسرہ نے ان کے میمنہ پر حملہ کیا۔ سلیمان نے قلب لشکر کے ساتھ ساری جماعت پر حملہ کیا۔ شامیوں کو شکست در شکست ہوئی۔ مجبور ہو ہو کر اپنی لشکر گاہ میں واپس ہوئے۔ تاریکی شب تک اہل عراق برابر ظفر مند رہے شامیوں کو ان کی لشکر گاہ تک پسپا کر کے اپنے لشکر میں واپس آئے۔

ابن ذی الکلاع کی کمک:

صبح کو ابن ذالکلاع آٹھ ہزار کا لشکر لے کر ان کی کمک پر پہنچا۔ ابن زیاد نے اسے گالیاں لکھیں۔ سخت سست کہا۔ اور کہا تو نے احمقوں کی سی حرکت کی اپنے لشکر کو اپنے مورچوں کو تباہ کیا۔ تجھے حصین کے پاس جانا چاہیے۔ وہی امیر جماعت ہے۔ ابن ذالکلاع اور سب اہل شام صف آرا ہوئے۔ توابین اس دن اس طرح لڑے۔ کہ جوان و پیر میں سے کسی نے ایسی جنگ نہ دیکھی ہوگی۔ نماز کے سوا تمام دن ذرا دم نہ لیا۔ شام کو لڑائی موقوف ہوئی۔ دونوں طرف کے بہت سے جنگجو زخمی ہو گئے تھے۔ اس لشکر میں تین شخص کڑکیت اور بڑے خوش بیان تھے۔ رفاعہ بجلی' صحیر مری' ابوالجویریہ عبدی' رفاعہ برابر اہل میمنہ کو جہاد کی ترغیب دیتے رہے۔ ابوالجویریہ دوسرے دن کی لڑائی میں دن چڑھے تک زخمی ہو گئے۔ اور اپنے بستر پر چلے آئے تھے۔ صحیر تمام رات لشکر میں گشت کرتے رہے اور سب سے کہتے تھے۔ اے بندگان خدا کرامت و رضوان الٰہی کی تم کو بشارت ہو۔ اب اپنے دوستوں سے ملنے میں جنت کے داخل ہونے میں دنیا کی اذیتوں سے راحت پانے میں اتنی بات رہ گئی ہے۔ کہ اس حریص و لئیم نفس امارہ سے مفارقت حاصل ہو۔ واللہ جو شخص یہ باب جانتا ہے۔ وہ اس سے مفارقت پر خوشی خوشی آمادہ ہوگا۔ اور اپنے پروردگار کی ملاقات سے مسرور ہوگا۔

توابین کا جذبہ شہادت:

اسی حالت میں صبح ہوگئی' صبح کو ادہم باہلی دس ہزار کا لشکر لے کر وارد ہوا۔ اسی وقت سے ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ یہ تیسرا دن جنگ کا جمعہ کا تھا۔ دن چڑھے تک بہت سخت جنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد اہل شام ہر طرف سے توابین پر ٹوٹ پڑے۔ سلیمان نے جو اپنے اصحاب کو اس مصیبت میں دیکھا تو گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور ندا کی۔ بندگان خدا جسے اپنے پروردگار سے ملاقات کرنا منظور ہو' جسے اپنے گناہ سے توبہ اپنے عہد کو پورا کرنا مقصود ہو' وہ میرے ساتھ آئے۔ یہ کہہ کر تلوار کے میان کو توڑ ڈالا۔ اور بہت سے لوگ ان کی آواز پر اتر پڑے۔ اور تلواروں کی کاٹھیوں کو توڑ توڑ کر سب نے پھینک دیا۔ یہ سب لوگ سلیمان کے ساتھ ساتھ پیدل چلے۔ ان لوگوں کے گھوڑے لشکر میں سے ہوتے ہوئے کسی طرف نکل گئے۔

ابن صرد اور مسیّب کی شہادت:

اب انہوں نے ایسی شمشیر زنی کی کہ سب لوگ حملہ کرنے کو تلواریں سونت کر گھوڑوں سے کود پڑے۔ کاٹھیوں کو توڑ توڑ کر پھینک دیا۔ سواروں نے سواروں پر حملہ کیا۔ تلوار چلی۔ اہل شام میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور بہت شامیوں کو زخمی کر دیا۔ حصین نے ان کے ثبات قدم ان کی سطوت کو دیکھ کر پیادوں کو بھیجا کہ ان کو تیروں کا نشانہ بنائیں۔ اب سواروں نے اور پیادوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ اسی حالت میں سلیمان بن صرد رحمۃ اللہ علیہ قتل ہو گئے۔ ان کو یزید بن حصین نے تیر مارا۔ تیر کھا کر گرے۔ پھر حملہ کیا' پھر گرے۔ ان کے بعد مسیب نے علم اٹھا لیا۔ اور سلیمان سے خطاب کر کے کہا بھائی رحمت ہو خدا کی تم پر جو کہا تھا۔ وہی کیا۔ اور جو تمہارے ذمہ تھا۔ اس کام کو تم نے پورا کر دیا۔ ہمارے ذمہ جو کام ہے۔ وہ ابھی باقی ہے۔ یہ کہہ کر مسیّب نے علم لے کر حملہ کیا۔ اور

ایک ساعت لڑتے رہے۔ اس کے بعد واپس آئے۔ پھر حملہ کیا اور لڑے پھر واپس آئے۔ اسی طرح بہت دفعہ حملہ کر کر کے واپس آئے۔ پھر قتل ہو گئے۔

مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی شجاعت:

فروہ بن لقیط نے مسیّب کے غلام آزاد کو شبیب بن یزید خارجی کے ساتھ مدائن میں دیکھا۔ باتوں باتوں میں عین الوردہ کے لوگوں کا ذکر آیا۔ تو اس شیخ نے کہا۔ واللہ! مسیّب اور ان کے ساتھ والوں سے بڑھ کر میں نے کسی کو شجاع نہیں دیکھا۔ عین الوردہ کی جنگ میں مسیّب کو دیکھا کہ اس زور سے وہ قتال کر رہے تھے۔ کہ میرے گمان میں بھی یہ بات نہیں آتی۔ کہ ایک شخص اس طرح سے قتال کرے۔ اور اس طرح دشمنوں کو تباہ کر سکے۔ بہت لوگوں کو انہوں نے قتل کر ڈالا۔ وہ اپنے قتل ہونے سے پیشتر یہ شعر پڑھتے تھے۔ اور لڑتے جاتے تھے۔

لقد علمت ميالة الذوائب　　　　واضحة اللبات و الترائب

ترجمہ: ''یعنی وہ پریشان زلفوں والی وہ گورے گورے شکم اور پسلیوں والی اب تو جان گئی۔

انی غداة الروع و التغالب　　　　اشجع من ذی لبد مواثب

قطاع اقران مخوف الجانب

ترجمہ: کہ روز نبرد وآورد میں شیر سے بڑھ کر دلیر ہوں جو متواتر حملے کرنے والا ہو۔ میں اپنے حریف کے ٹکڑے اڑا دیتا ہوں میرے قریب آنے کا کسی کو ہواؤ نہیں پڑتا''۔

عبداللہ بن سعد کی علمبرداری:

مسیّب کے قتل ہونے کے بعد عبداللہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے لشکر کا علم اٹھایا۔ اور کہا ''میرے دونوں بھائیو! یعنی کوئی اپنی جان دے چکا۔ کوئی انتظار کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے کسی طرح کی تبدیل وتحریف نہیں کی'' اس آیت کو پڑھ کر بنی ازد کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے۔ انہیں لے کر قتال پر آمادہ ہوئے۔ بنی ازد علم کو گھیرے ہوئے تھے۔ اسی حالت میں تین سوار وارد ہوئے۔ عبداللہ طائی و کثیر مزنی وسعر حنفی۔ یہ تینوں سوار سعد بن حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سوستر شخصوں میں اہل مدائن کے شامل تھے۔

توابین مدائن وبصرہ کی روانگی:

سعد نے مدائن سے روانہ ہونے کے دن ان تین سواروں کو راہوار گھوڑوں پر جن کے سم ترشے ہوئے تھے۔ جن کے ڈیل چھریرے کیے ہوئے تھے۔ روانہ کیا تھا۔ کہ جاؤ ہمارے بھائیوں کو ہم لوگوں کی روانگی کا مژدہ دو کہ ان کے دل قوی ہو جائیں۔ اور ان کو یہ خبر بھی دو۔ کہ بصرہ سے بھی تین سو شخص مثنی عبدی کے ساتھ تمہاری کمک کے لیے نکل چکے تھے۔ سعد کے نکلنے کے پانچ دن بعد بصرہ والے بہر سیر تک پہنچ گئے تھے۔ اور سعد کو مدائن سے روانہ ہونے کے پیشتر ہی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ بصرہ سے لوگ مثنی کے ساتھ نکل چکے ہیں۔

کثیر مزنی کی شہادت:

غرض وہ تینوں سوار جب میدان کارزار میں پہنچے تو یہ مژدہ انہوں نے دیا۔ کہ مدائن سے اور بصرہ سے تمہارے بھائی تمہاری نصرت کے لیے آ رہے ہیں۔ عبداللہ بن سعد نے یہ سن کر جواب دیا۔ کاش ہماری زندگی میں یہاں تک پہنچ گئے ہوتے۔ اب خوشخبری

کے لانے والوں نے اپنے بھائیوں کا حال غور سے دیکھا۔ بہت سے لوگ قتل ہو گئے۔ بہت سے جاں بلب مجروح ہیں۔ یہ دیکھ کر سب رونے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ ایسی حالت انہوں نے دیکھی کہ نہ دیکھی گئی۔ اس پر عبداللہ نے کہا۔ بھائیو! اسی آرزو میں تو ہم آئے تھے۔ پھر سب کے ساتھ شریک ہو کر نہایت اطمینان سے لڑتے رہے۔ مزنی قتل ہو گیا۔ تو سب لوگ بیتاب ہو گئے۔ اور حنفی کو بھی برچھی لگی۔ اور وہ کشتوں میں گر پڑے۔ پھر لوگ انہیں اٹھا کر لے گئے اور وہ بچ گئے طائی کو بھی برچھی لگی۔ ان کی ناک پر زخم آ گیا۔ انہوں نے بڑی شمشیر زنی کی یہ شاعر وشہسوار تھے۔ یہ مصرعے پڑھنے شروع کیے۔

قد علمت ذات القوام الرود ان لست بالوانی ولا الرعدید

یوما و لا بالفرق الحیود

ترجمہ: ''یعنی وہ معشوقہ نازنین سی قد اب تو جان گئی۔ کہ میں کسی جنگ میں سست وترسان وخائف وروکش نہیں ہوں''۔

عبداللہ بن سعد کی شہادت:

اہل شام طرف سے ربیعہ بن مخارق نے بہت شدید حملہ کیا۔ توابین نے بھی بہت سخت جنگ کی اس کے بعد ربیعہ اور عبداللہ میں تلوار چل گئی مگر دونوں کے وار ایک دوسرے پر کاری نہ ہوئے۔ اب یہ دونوں لپٹ گئے۔ اور زمین پر آ رہے۔ پھر اٹھے اور ڈگمگا گئے۔ ربیعہ کے بھتیجے نے عبداللہ کی ہنسلی پر برچھی مار کر انہیں قتل کیا۔ عبداللہ بن عوف نے ربیعہ کو برچھی مار کر گرا دیا۔ زخم کاری نہ تھا۔ یہ پھر اٹھا اور دوبارہ ابن عوف نے اس پر حملہ کیا۔ ربیعہ کے ساتھیوں نے ابن عوف پر برچھی کا وار کر کے گرا دیا۔ اور ربیعہ کو بچا لے گئے۔

خالد بن سعد کی شہادت:

خالد بن سعد نے کہا میرے بھائی کو کس نے قتل کیا ہے مجھے بتاؤ لوگوں نے ربیعہ کے بھتیجے کی طرف اشارہ کیا۔ خالد نے دوڑ کر اس کے سر پر تلوار کا وار کیا حریف اس سے لپٹ گیا۔ خالد زمین پر گرا دونوں لشکروں سے لوگ دوڑ پڑے لیکن شامیوں کی کثرت تھی۔ اور توابین تھوڑے وہ لوگ حریف کو بچا لے گئے اور خالد کو قتل کرتے گئے۔ رایت کے پاس اب کوئی نہ تھا۔

علمبردار عبداللہ بن وال:

یہاں کے جب بہت سے شہسوار میدان جنگ میں کام آ چکے تو انہوں نے عبداللہ بن وال کو پکارا۔ عبداللہ بن وال اور ان کے ساتھیوں کو اہل شام ادھر آنے سے روکے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر رفاعہ بن شداد نے حملہ کر کے شامیوں کو منتشر کر دیا۔ اب علم کی طرف ابن وال بڑھے۔ دیکھا کہ عبداللہ بن خازم علم کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی ابن خازم نے پکار کر کہا لو اپنا علم مجھ سے لے لو۔ ابن وال نے کہا خدا کی رحمت ہو تم پر میرے بدلے تمہیں لئے رہو۔ جو تمہارا حال ہے وہی حال میرا بھی ہے۔ کہا تمہیں اپنے علم کو لو مجھے جہاد کرنے دو۔ کہا تم جس حالت میں ہو یہ بھی جہاد ہے اور ثواب کا کام ہے۔ اب اور لوگ بھی ابن خازم سے پکار پکار کر کہنے لگے خدا کی رحمت ہو تم پر امیر لشکر کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر ابن خازم تھوڑی دیر تک اور علم کو سنبھالے رہے۔

عبداللہ بن وال کا شدید حملہ:

پھر ابن وال نے ان سے علم لے لیا اور توابین سے عصر کے وقت مخاطب ہو کر کہا۔ جو ایسی زندگانی چاہتا ہے جس کے بعد

موت نہیں جو ایسی راحت کا خواہاں ہو۔ جس کے بعد کوئی تکلیف نہیں۔ جو ایسی خوشی کا خواستگار ہو۔ جس کے بعد کوئی غم نہیں انہیں چاہیے کہ ان بے ادبوں سے جہاد کرنے میں اپنے پروردگار سے تقرب حاصل کریں۔ بھائیو! تم پر خدا کی رحمت ہو۔ شام ہم کو بہشت میں ہوگی۔ یہ کہہ کر اپنے اصحاب کے ساتھ لشکر شام پر حملہ کیا۔ بہت سے شامیوں کو قتل کیا بڑی دیر تک تمام لشکر کو پسپا کر دیا۔ اہل شام بھاگے اور پھر بڑا ہجوم ساتھ لے کر پلٹے ہر طرف سے توابین کو دباتے ہوئے' اس مقام تک لے گئے' جہاں یہ لوگ حملہ آور ہونے سے پیشتر ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہ ایسا مقام تھا کہ ایک رخ کے سوا کسی اور طرف سے ان پر حملہ نہیں ہوسکتا تھا۔

اوہم باہلی کا عبداللہ ابن وال پر حملہ:

شام کے وقت اوہم باہلی توابین سے قتال کرنے پر آمادہ ہوا۔ اور بہت سے سوار اور پیادوں کو لے کر اس نے حملہ کیا۔ عبداللہ بن وال اس جنگ میں قتل ہو گئے۔ اوہم باہلی نے ان کو قتل کیا۔ وہ خود لوگوں سے حجاج بن یوسف کے زمانہ میں ذکر کرتا تھا۔ کہ امرائے عراق میں سے عبداللہ بن وال کا مجھ سے مقابلہ ہوا۔ یہ شخص یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. یعنی جو جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو گئے انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو زندہ ہیں۔ خوش ہیں اپنے خدا کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔ مجھے یہ سن کر غصہ آیا میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ لوگ ہم کو مشرکین کے مثل سمجھتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ ہم جس کو قتل کرتے ہیں وہ شہید ہوتا ہے۔

عبداللہ بن وال کی شہادت:

میں نے اس پر حملہ کیا بائیں ہاتھ پر اس کے وار کیا۔ ہاتھ اڑ گیا تو میں نے ذرا سرک کر پوچھا میں جانتا ہوں۔ اس وقت تجھے آرزو ہوگی کہ کاش! میں بیٹھ رہا ہوتا۔ ابن وال نے جواب دیا تیرا خیال غلط ہے۔ واللہ مجھے اس کی بھی آرزو نہیں۔ کہ میرے ہاتھ کے بدلے تیرا ہاتھ قطع ہوتا۔ ہاں تیرا ہاتھ قطع کرنے پر اگر اتنا ہی ہوتا۔ جتنا اجر اپنے ہاتھ کے قطع ہو جانے میں حاصل ہوا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا: اس لئے کہ میرا ہاتھ کاٹنے میں خدا تیرے گناہ کو شدید کر دے اور میرے ہاتھ کا اجر عظیم مجھے دے۔ یہ سن کر مجھے اور بھی غصہ آیا۔ میں نے سواروں کو اور پیادوں کو جمع کر کے اس پر اور اس کے اصحاب پر حملہ کیا۔ اور اسے برچھی مار کر میں نے قتل کیا۔ وہ میری طرف منہ کیے رہا۔ برچھی کے وار سے اپنے کو نہ بچایا۔ لوگوں سے میں سنتا ہوں۔ کہ عراق کے ان فقہا میں سے تھا۔ جو صوم وصلوٰۃ میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں۔ اور جن سے لوگ فتویٰ لیا کرتے ہیں۔ عبداللہ بن وال کے قتل ہو جانے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ابن خازم بھی انہیں کے پہلو میں قتل کیے ہوئے پڑے ہیں۔

رفاعہ بن شداد کا علم اٹھانے سے انکار:

اس وقت رفاعہ بن شداد سے ولید بن غصین نے کہا اپنے لشکر کا علم اٹھاؤ۔ ولید نے یہ جواب سن کر کہا انا للہ تمہیں کیا ہو گیا۔ کہا ہم سب لوگوں کو پلٹ چلنا چاہیے۔ شاید خدا پھر کوئی ایسا موقع دے جس میں ہم دشمنوں پر غلبہ پا سکیں۔ یہ سنتے ہی عبداللہ بن عوف نے چھپٹ کر رفاعہ سے کہا واللہ تم نے تو مار ڈالا۔ اگر ہم اس وقت میدان سے پلٹے تو یہ سب ہمارے پیچھے دوڑ پڑیں۔ ایک فرسخ تک جاتے جاتے ہم سب لوگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کوئی بچ کے نکل بھی گیا۔ تو اس کو اعرابی و روستائی دشمنوں کے خوش کرنے کو پکڑ لے جائیں گے۔ اور وہ رسی میں بندھا ہوا قتل کیا جائے گا۔ خدا کے واسطے ایسا نہ کرنا۔ لو آفتاب غروب ہوا چاہتا ہے اور اندھیری رات

ہونے کو ہے۔ ہم اسی طرح گھوڑوں پر سوار لڑتے رہیں گے کہ ابھی تک تو ہم بھاگے نہیں ہیں۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی اوّل شب اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر سرپٹ دوڑا دیں گے۔ یوں ہی صبح تک چلتے رہیں گے۔ پھر یہ تو دیکھئے اس صورت میں کیا اطمینان ہے اپنے اپنے زخمیوں کو ساتھ لے چلیں گے۔ اپنے اپنے ساتھیوں کا انتظار کر سکیں گے دس بیس شخص ساتھ مل کر چلیں گے۔ سب کو معلوم ہو جائے گا کہ کس رخ پر جانے والے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کا ساتھ نباہ لے جائے گا۔ مگر تم جو سوچے ہو اس کا انجام یہ ہوگا کہ ماں بیٹے کو چھوڑ کر بھاگ جائے۔ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ کس رخ پر جانا چاہیے۔ کہاں مرنا چاہیے۔ کہاں اترنا چاہیے اور پھر صبح ہوتے ہوتے ہم میں سے کوئی تو قتل ہو گیا ہے کوئی اسیر و دستگیر ہے۔

رفاعہ بن شداد کی علمبرداری:

رفاعہ نے کہا کیا اچھی رائے تم نے دی ہے یہ کہہ کر ابن غصین کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس سے پوچھا۔ تم علم کو لیے رہو گے یا میں لے لوں۔ کہا میرا وہ ارادہ نہیں ہے۔ جو تم سوچے ہوئے ہو' میں اپنے پروردگار کی ملاقات کا مشتاق ہوں' اپنے بھائیوں کے ساتھ مل جانے کا آرزومند ہوں۔ میں دنیا سے نکل کر آخرت کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ تم کو مال دنیا کی خواہش ہے' جان پیاری ہے۔ دنیا کے چھوڑنے کو تمہارا جی نہیں چاہتا۔ واللہ مجھے آرزو ہے کہ تمہیں عقل آئے۔ یہ کہہ کر رفاعہ کے ہاتھ میں علم دے دیا۔ اور حملہ کرنے کو شامیوں کی طرف بڑھے۔

ولید بن غصین کا شدید حملہ وشہادت:

ابن عوف نے یہ دیکھ کر ان سے کہا رحمک اللہ تھوڑی دیر ہمارے ساتھ شریک ہو کر لڑو۔ دیکھو اپنے ہاتھوں خود کو تہلکہ میں نہ ڈالو۔ اسی طرح انہیں قسمیں دے دے کر جان دینے سے روکا اہل شام نے پکارنا شروع کیا۔ یہ لوگ بھی بڑے جوش میں بڑھ بڑھ کر شام کے شہسواروں سے اور بڑے بڑے بہادروں سے شمشیر زنی کرنے لگے۔ نہ ان کا کوئی شخص کسی بات میں ذرا چوکا۔ نہ کسی طرح یہ لڑنے سے تھکے۔ کہ دشمن کا قابو چل جاتا۔ عشاء کے وقت تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ ابن غصین شام ہونے سے پہلے ہی قتل ہو گئے۔

عبداللہ بن عزیز کی شہادت:

عبداللہ بن عزیز کندی[1] اپنے ایک چھوٹے سے لڑکے محمد کو ساتھ لے کر نکلے اور کہا اے اہل شام کیا تم میں کوئی شخص بنی کندہ کا ہے۔ یہ سن کر کچھ لوگ لشکر سے نکلے اور کہا ہم لوگ کندی ہیں۔ کہا اپنے بھتیجے کو مجھ سے لے لو اسے اپنے خاندان کے لوگوں کے پاس کوفہ میں بھیج دینا۔ میں عبداللہ بن عزیز کندی ہوں' انہوں نے کہا تم ہمارے ابن عم ہو تمہارے لیے امان ہے۔ عبداللہ کندی نے جواب دیا۔ واللہ میں اپنے بھائیوں کے مقتل سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔ یہ ایسے برادران ایمانی تھے جن سے شہروں میں اجالا تھا۔ جن سے زمین اپنی جگہ پر قائم تھی۔ ذکر خدا ایسے ہی لوگوں کے دم سے جاری تھا۔ ان کے بیٹے نے رونا شروع کیا تو کہنے لگا۔ اے فرزند! اگر طاعت خدا سے بڑھ کر کسی چیز کو میں سمجھتا تو بے شک سمجھ کو سمجھتا۔ شامیوں میں جو لوگ ان کے خاندان کے تھے۔ انہوں نے بہت

---

[1] تاریخ کامل میں کندی کی جگہ کنانی ہے۔۱۲۔ ع۔ ح

قسمیں انہیں دیں۔ ان کے فرزند کا اپنے باپ کے لیے تڑپنا اور رونا ان سے نہ دیکھا گیا۔ یہ لوگ بھی بے اختیار رونے لگے۔ عبداللہ کندی اب اس طرف مڑے۔ جدھر ان کے اصحاب تھے۔ اور شامیوں کی صف پر قریب شام حملہ کیا۔ اور جب تک قتل نہیں ہو لیے لڑے گئے۔

کریب حمیری کی آمد:

اسی شام کا ذکر ہے کہ ایک ابلق نشان ہاتھ میں لیے کریب حمیری کم سے کم کوئی سو آدمیوں کے ساتھ توابین کی جماعت میں آئے۔ یہاں یہ ذکر ہو رہا تھا۔ کہ شام ہو جانے کے بعد رفاعہ نے ایسا ایسا ارادہ کیا ہے۔ حمیری نے حمیر و ہمدان کے لوگوں کو بھی یہیں جمع کیا اور کہا بندگان خدا اپنے پروردگار کی طرف چلو! واللہ خوشنودی خدا اور توبہ کی برابری دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی میں نے سنا ہے کچھ لوگ تم میں سے دنیا ترک کرنے کے بعد پھر دنیا کی طرف پلٹ جانا چاہتے ہیں۔ اگر دنیا کی طرف پلٹیں گے تو پھر گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ میں تو واللہ! دشمن سے منہ نہیں پھیرنے کا۔ جب تک کہ اپنے بھائیوں کے پاس نہ پہنچ جاؤں' حمیری کے کہنے سے سب لوگ مان گئے۔ کہا جو تمہاری رائے وہی ہماری رائے ہے۔ اب یہ نشان لیے ہوئے لشکر شام کے قریب پہنچے۔

حمیری کی شہادت:

ابن ذی الکلاع نے نشان دور سے دیکھ کر کہا واللہ یہ نشان تو حمیری یا ہمدانی معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ نشان کے قریب آیا۔ باتیں ہوئیں اس نے کہا تم لوگوں کے لیے امان ہے ان کے رئیس نے جواب دیا۔ دنیا میں تو ہمارے لیے پہلے بھی امان تھی۔ ہم آخرت کی امان کے خواستگار ہو کر آئے ہیں۔ غرض یہ لوگ لڑے اور لڑتے لڑتے قتل ہو گئے۔ صحیر مرنی بنی مزنیہ کے تیس آدمیوں کو لے کر چلے۔ کہا راہ خدا میں موت سے کیا ڈرتے ہو وہ تو ضرور آنے والی ہے۔ جس دنیا کو چھوڑ کر تم خدا کی طرف آ چکے اب اس دنیا کی طرف ہرگز نہ پلٹنا دنیا کیا باقی رہ جائے گی۔ خدا کے جس ثواب کی طرف تم راغب ہو چکے ہو اب اس سے منہ نہ پھیرنا تمہارے لیے وہ ثواب ہی بہتر ہے۔ جو خدا کے پاس ہے۔ غرض یہ لوگ بھی لڑے اور لڑتے لڑتے قتل ہو گئے۔

رفاعہ کی مراجعت:

اب شام ہو گئی اور اہل شام لشکر گاہ کی طرف پلٹ گئے۔ رفاعہ نے اپنے لشکر کے زخمیوں کو غور سے دیکھا۔ جن کو دیکھا کہ اعانت کے محتاج ہیں بس ان لوگوں کو ان کی قوم والوں کے حوالہ کر دیا۔ باقی سب کو ساتھ لے کر رات ہی کو روانہ ہو گیا۔ صبح ہوتے تینیز میں پہنچا۔ پھر خابور سے گذرا' اور پار اترنے کے تمام ذریعوں کو قطع کرتا گیا۔ اس کے بعد بھی جہاں جہاں اسے ایسے ذرائع ملے انہیں قطع کر دیا۔ حسین بن نمیر نے صبح کو دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ سب لوگ چلے گئے۔ اس نے ان کے تعاقب میں کسی کو روانہ نہیں کیا۔ اپنے لشکر کو لے کر تعجیل کے ساتھ روانہ ہوا۔ رفاعہ نے ابو جویریہ کو ستر سواروں کے ساتھ اپنے لشکر کے پیچھے رکھا۔ اس کا یہ کام تھا۔ کہ اگر کسی شخص کا کچھ مال یا گٹھڑی راستہ میں پڑی مل جائے۔ تو وہ اسے اٹھا لیے اور پہنچوائے۔ اگر کوئی ڈھونڈھے یا خواہش کرے۔ تو رفاعہ کے پاس اس چیز کو بھیج دے۔ وہ لوگوں کو دکھا دے۔

زخمی توابین کی تیمارداری ومہمان نوازی:

اسی طرح چلتے چلتے خشکی کی راہ سے قرقیسیا تک یہ لوگ پہنچ گئے زفر نے جس طرح پہلے سب کے لیے دانہ چارہ بھیجا تھا۔ اب

بھی اسی طرح سے سب کی مدارات کی اور طبیبوں کو اس نے روانہ کیا۔ یہ بھی کہا کہ جتنے دنوں تمہارا جی چاہے ہمارے پاس قیام کرو ہم تمہارے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں۔ یہ لوگ تین دن تک وہیں رہے۔ اس کے بعد جس کو جس قدر کھانا اور چارہ کی ضرورت ہوئی اپنے ساتھ لے لیا۔

توابین کی مثنیٰ عبدی سے ملاقات:

سعد بن حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جب مقام ہیئت میں پہنچے۔ تو اعرابیوں نے توابین کا سارا حال ان سے بیان کیا۔ سعد یہ سن کر وہاں سے پلٹے۔ مقام صندودا میں مثنیٰ عبدی سے ملاقات ہوگئی۔ سعد نے جو سنا تھا۔ ان سے بیان کر دیا۔ یہ لوگ اسی مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہ رفاعہ کے آنے کی خبر ملی۔ سب استقبال کے لیے قریہ باہر نکلے ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ ایک کو دیکھ کر ایک رو دیا۔ اپنے بھائیوں کی خبر مرگ سنی سب ایک رات دن وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد مدائن والے اس کی طرف بصرہ والے بصرہ کی جانب پلٹ گئے۔ کوفہ کے لوگ کوفہ میں واپس آئے۔ دیکھا کہ مختار قید میں ہیں۔

عبدالملک کا اعلان فتح:

اوہم باہلی نے جا کر عبدالملک کو فتح کی مبارک باد دی۔ یہ خبر سن کر وہ منبر پر گیا۔ حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجا لایا اور کہا۔ خدا نے رؤسائے عراق میں سے بڑے فتنہ انگیز و گم کردہ راہ سلیمان بن صرد کو ہلاک کیا۔ اور سنو! تلواروں نے مسیّب کے سر کو گیند کی طرح اچھال دیا۔ اور سنو خدا نے ان کے دو بڑے سرداروں کو جو بڑے گمراہ اور گمراہ کنندہ تھے۔ قتل کیا۔ عبداللہ ازدی اور عبداللہ بن وال اب ان لوگوں کے بعد کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا۔ جو دفع یا منع کی قدرت رکھتا ہو۔

مختار ثقفی کا دعویٰ:

مختار ثقفی کوئی پندرہ دن خاموش رہا۔ اس کے بعد اپنے اصحاب سے کہا هذا اكثر من عشر. ودون الشهر ثم يجيئكم. بنباء هتر من طعن نتر و ضرب هبر، و قتل جم. و امرر جم فمن لها انا لها لا تكذبن انا لها. یعنی اپنے اس غازی کے لیے دن گن رکھو۔ دس دن سے زیادہ مہینہ بھر سے کم۔ اس کے بعد تم حیرت انگیز خبریں سن لینا کہ اچانک برچھی چل گئی اور ایک وار نے ٹکڑے اڑا دیئے۔ بہت لوگ قتل ہو گئے سنگسار ہو گئے۔ جانتے ہو یہ کام کون کرے گا۔ میں کروں گا۔ تم سے جھوٹ نہیں کہتا۔ میں اس کام میں کامیاب ہوں گا۔

مختار ثقفی کا خط بنام رفاعہ بن شداد:

رفاعہ جنگ میں الوردہ سے جب کوفہ میں واپس آئے ہیں تو مختار نے قید خانہ سے ان کو یہ خط لکھا' میں ان لوگوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ کہ جب وہ واپس ہوئے۔ تو خدا نے ان کو اجر عظیم دیا۔ پلٹ آئے تو خدا ان سے خوش رہا۔ یہ رب کعبہ تم لوگوں میں جس نے ایک قدم اٹھایا اور ایک گام چلا۔ خدا نے اس کو ملک دنیا سے عظیم تر ثواب عنایت کیا۔ سلیمان نے اپنی بات کو پورا کر دکھایا۔ سلیمان نے اپنی بات کو پورا کر دیا۔ خدا نے ان کو وفات دے کر ان کی روح کو انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کی ارواح میں شامل کیا۔ وہ ایسے سردار تمہارے نہ تھے کہ ان کے ساتھ تم فتح یاب ہو سکتے۔ ہاں میں وہ امیر ہوں جسے حکم مل چکا ہے۔ میں وہ امین ہوں جس پر بھروسہ کر لیا ہے۔ میں ظالموں کا قاتل' دشمنان دین سے انتقام لینے والا۔ ان سے قصاص کرنے والا ہوں۔ سامان کرو۔ مستعد

ہو جاؤ۔ خوشی کرو۔ خوش خبری دو۔ میں کتاب خدا وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انتقام خون ناحق اہل بیت اور حمایت ضعفاء اور جہاد ظلمہ کی طرف تم کو دعوت دیتا ہوں' والسلام۔ مختار کے قید ہونے کی وجہ یہ ہوئی تھی۔ کہ لوگوں نے اس کی ان باتوں کا ذکر عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد کے سامنے کیا۔ وہ دونوں شخص ایک جماعت کو ساتھ لیے ہوئے مختار کے پاس آئے اور اسے گرفتار کرلیا۔

عبیدہ مزنی کی شہادت:

حمید بن مسلم کہتا ہے۔ کہ جب ہم لوگ عین الوردہ سے واپس ہونے لگے تو ہم میں سے عبداللہ بن غزیہ توابین کی لاشوں کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور کہا: رحمکم صدقتم و کذبنا و فررنا. تمہیں لوگ سچے ثابت قدم نکلے۔ ہم سب جھوٹے ہوئے اور بھاگ کر چلے۔ جب سب روانہ ہوئے۔ اور صبح ہوئی تو دیکھا گیا کہ عبداللہ بن غزیہ اور ان کے ساتھ کوئی بیس آدمی اور واپس ہونے پر اور دشمن سے پھر لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ رفاعہ اور ابن عوف اور بہت سے لوگ آ کر کہنے لگے خدا کے لیے ہماری کمر کو اب نہ توڑو۔ تم ایسے خوش عقیدہ لوگ جب تک ہم میں ہیں۔ ہمارے لیے برکت وخیر ہے۔ غرض قسمیں دے دے کر ان لوگوں کو روک لیا۔ ان میں ایک شخص عبیدہ مزنی باز نہ آیا ہم سب کے ساتھ ساتھ چلا تو' مگر لوگوں کو اپنی طرف غافل پا کر پھر پلٹا' اور اہل شام تک پہنچتے ہی حملہ کر دیا۔ تلواریں لگاتے لگاتے تھکے اور قتل ہوئے۔ یہ مرد مزنی حمید بن مسلم کے دوستوں میں تھا۔

عبیدہ مزنی کی شہادت کا واقعہ:

اس دن سے حمید کو اس بات کی آرزو تھی۔ کہ ایسا کوئی شخص ملے جو مزنی کے تنہا حملہ کرنے کا واقعہ مجھ سے بیان کرے ایک زمانہ کے بعد حمید سے اور عبدالملک ازدی سے مکہ میں ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں جنگ عین الوردہ کا ذکر نکلا۔ ازدی نے کہا ان لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد نہایت عجیب واقعہ یہ ہوا۔ کہ ایک شخص نے آ کر تلوار کا مجھ پر وار کیا۔ میں بھی لڑنے پر آمادہ ہوگیا وہ بہت زخمی ہوگیا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا۔

انی من اللہ الی اللہ افر رضو انک اللھم ابدی و اسر

ترجمہ: ''میں اللہ سے اللہ ہی کی طرف بھاگ کر جاتا ہوں۔ اے خدا تیری خوشنودی کی آرزو میرے ظاہر وباطن میں ہے''۔

میں نے پوچھا تو کس خاندان سے ہے۔ کہا اولاد آدم سے۔ میں نے خاندان ہی کو پھر پوچھا۔ کہا اے کعبہ کے خراب کرنے والو! میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے پہچانو' سلیمان بن عمرو اس سے لڑنے کو نکلا۔ وہ اس زمانہ میں بہت قوی اور شہ زور تھا۔ دونوں شخصوں نے ایک دوسرے کو زخموں میں چور کر دیا۔ پھر ہر طرف سے اہل شام ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کیا۔ میں نے واللہ ایسا حملہ آور کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ ذکر سن کر حمید کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ازدی نے پوچھا کیا تمہاری اس سے قرابت تھی۔ حمید نے کہا قرابت تو نہ تھی۔ یہ شخص خاندان مضر سے تھا۔ میرا دوست تھا۔ اور میرے بھائیوں میں تھا۔ کہا خدا تجھے روتا ہی رکھے۔ ایک شخص بنی مضر کا گمراہ ہو کر مارا گیا اور اسے روتا ہے۔ حمید نے کہا واللہ گمراہ ہو کر نہیں مارا گیا' وہ اپنے پروردگار کی ہدایت اور دلیل روشن پر مارا گیا۔ کہا جہاں وہ گیا' خدا تجھے بھی وہیں پہنچا دے' حمید نے کہا آمین اور تجھے حصین بن نمیر کی جگہ پہنچا دے اور اس کے ماتم میں خدا تجھے روتا رکھے۔

اعشیٰ ہمدانی کا قصیدہ:

واقعہ توابین پر اعشیٰ ہمدانی نے جو قصیدہ لکھا ہے اس کو بھی لوگ پہلے چھپایا کرتے تھے۔

توسل بالتقوی الی الله صادقا — وتقوی الا له خیر تکساب کاسب

ترجمہ: ''اس بزرگ نے راست بازی سے خوفِ خدا پر عمل کیا۔ اور خوفِ خدا کیا اچھی کمائی ہے۔

وخلی عن الدنیا فلم یلتبس بها — و تاب الی الله الرفیع المراتب

ترجمہ: اس نے دنیا کو چھوڑا کوئی واسطہ اس سے نہ رکھا توبہ کرنے کو خدا سے رجوع ہوا۔

فوجهه نحو الثویه سائرا — الی ابن زیادنی الجموع الکباکب

ترجمہ: اس کو خدا نے سواروں کی جماعت کے ساتھ ابن زیاد سے مقابلہ کرنے کو ثویہ کی طرف روانہ کیا۔

بقوم هم' اهل التقیه و النهی — مصالیت انجاد سراة مناجب

ترجمہ: اس کے ساتھ صاحبانِ تقویٰ وفرہنگ تھے۔ جو دلیروں کے دلیر اور نجیبوں کے نجیب تھے۔

مضوا تارکی رای ابن طلحة حسبه — ولم یستجیبوا للامیر المخاطب

ترجمہ: یہ لوگ کارِ ثواب سمجھ کر روانہ ہو گئے نہ ابن طلحہ کی رائے پر عمل کیا نہ امیر کوفہ کی بات کا جواب دیا۔

فساروا وهم من بین ملتمس التقیٰ — و آخر مما جربا لامس تائب

ترجمہ: یہ لوگ اس حالت میں چلے جا رہے تھے۔ کہ کوئی ان میں سے خواہانِ تقویٰ تھا۔ اور کوئی اس گناہ کی جو اس سے سرزد ہوا تھا توبہ کرنا چاہتا تھا۔

فلا قوبعین الوردة الجیش فاصلا — الیهم فحسوهم ببیض قواضب

ترجمہ: عین الوردہ میں پہنچ کر اس لشکر سے ان کا مقابلہ ہو گیا۔ جو ان سے لڑنے کے لیے نکلا تھا یعنی ابن ذی الکلاع کا لشکر۔ بس تلواریں کھینچ کر انہوں نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔

یمانیة تذری الاکف و تارة — بخیل عتاق مقربات سلاهب

ترجمہ: جن کی تلواریں یمانی تھیں جو ہاتھوں کو اڑا رہی تھیں۔ پھر سواروں نے بھی شامیوں پر حملہ کیا۔ جن کے گھوڑے نجیب و اصیل راہوار و دراز قد تھے۔

فجاء هم جمع من الشام بعده — جموع کموج البحر من کل جانب

ترجمہ: اسی اثناء میں اہل شام کا اور لشکر اس کے بعد کتنی ہی فوجیں موج دریا کی طرح ہر طرف سے ان پر امنڈ پڑیں (یعنی حصین بن نمیر کا لشکر)

فما برحوا حتی ابیدت سراتهم — فلم ینج منهم ثم غیر عصائب

ترجمہ: یہ لوگ اب بھی میدان سے نہ ٹلے۔ یہاں تک کہ تمام رؤسا ان کے قتل ہو گئے۔ چند لوگوں کے سوا' کوئی نہ بچا۔

و غودر اهل الصبر صرعی فاصبحوا — تعاورهم ریح الصبا و الجنائب

ترجمہ: اہل شام نے صابروں کی اس جماعت کو قتل کر کے ڈال دیا۔ ان کا یہ حال تھا کہ شمال کی باد صبا اور جنوب کی ہوائیں ان کی لاشوں پر سے آتی تھیں اور جاتی تھیں۔

و اضحیٰ الخزاعی الرئیس مجدلا　　　　کان لم یقاتل مرةً و یحارب

ترجمہ: ان کا رئیس سلیمان بن صرد خزاعی اس طرح کشتوں میں پڑا تھا۔ جیسے اس نے کبھی شمشیر زنی کی ہی نہ تھی کبھی میدان میں لڑا ہی نہ تھا۔

و رأئس بنی شمخ و فارس قومه　　　　شنوءةً التیمی هادی الکتائب

و عمر و بن بشر و الولید و خالد　　　　وزید بن بکر والحلیس بن غالب

وضارب من همد ان کل مشیع　　　　اذا شد لم ینکل کریم المکاسب

ترجمہ: یہی حال تھا بنی شمخ کے رئیس (مسیّب) کا اور قوم شنوءۃ کے شہسوار (عبداللہ بن سعد) کا اور تیمی (عبداللہ بن وال) کا جو صاحب لشکر تھا۔ اور عمر بن بشر اور ولید اور خالد اور زید بن بکر اور حلیس بن غالب کا اور ہمدان کے اس رئیس کا جو شجاعوں پر حملہ کرتا تھا اور حملہ کرنے کے بعد کبھی رکتا نہ تھا۔ اور نہایت ستودہ صفات تھا۔

و من کل قوم قدا صیب زعیمهم　　　　وذو حسیب فی زروة المجد ثاقب

ترجمہ: ہر قوم کا سردار جو ایسا عالی خاندان تھا کہ اوج شرف پر ستارہ کی طرح تاباں و درخشاں تھا۔ اس معرکہ میں قتل ہو گیا۔

ابو اغیر ضرب یفلق الهام وقعه　　　　وطعن باطرافه الاسنة صائب

ترجمہ: یہ مرنے والے اس بات سے کسی طرح باز نہ آئے کہ تلوار کا ایسا وار کریں کہ دشمنوں کے سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور برچھی ماریں تو ایسی جس کا زخم کاری ہو۔

و ان سعید یوم یدمر عامرا　　　　لاشجع من لیث بدرب مراتب

ترجمہ: انہی مرنے والوں میں سعید بھی تھا۔ جس نے عامر کو قتل کیا اس حملہ آور شیر سے جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہتا ہو بڑھ کر دلیر تھا۔

فیاخیر جیش للعراق واهله　　　　سقیتم روایا کل اسحم ساکب

ترجمہ: اے اہل عراق کے لشکر جرار خدا تمہیں کالے کالے برسنے والے ابر رحمت سے سیراب کرے۔

فلا یبعدن فرسا ننا و حماتنا　　　　اذا البیض ابدت عن خدام الکواعب

ترجمہ: ہمارے شہسوار ہمارے مددگار ایسے وقت میں ہم سے دور نہ ہوں جب شمشیر زنی کا یہ انجام ہو کہ مستورات کے پازیبوں پر نامحرموں کی نظر پڑے۔

وما قتلوا حتی اثاروا عصابة　　　　محلین ثورا کاللیوث الضوارب

ترجمہ: یہ لوگ یوں نہیں قتل ہوئے یہ ایک ایسی جماعت کو برانگیختہ کر گئے ہیں۔ جو آفتاب کی حدت و نور کی سی تجلی رکھتے ہیں''۔

سلیمان بن صرد اور ان کے ساتھ والے توابین شہر ربیع الآخر جنگ عین الوردہ میں قتل ہوئے۔

اس سال مروان بن الحکم نے اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اہل شام کو ان کی بیعت کا حکم دیا۔ اس واقعے کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عبدالملک اور عبدالعزیز کی ولی عہدی:

عمرو بن سعید بن عاص الاشدق مصعب بن الزبیر نے فلسطین بھیجا تھا۔ شکست دے کر مروان کے پاس دمشق آ گیا۔ اب تمام شام اور مصر پر مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی مروان کو معلوم ہوا کہ عمرو کہتا ہے۔ کہ مروان کے بعد وہ امیر المومنین ہو گیا۔ نیز وہ اس کا بھی مدعی ہے کہ خود مروان نے اس سے اس کا وعدہ کیا ہے۔ مروان نے اس اطلاع کے بعد حسان بن مالک بن بحدل کو اپنے پاس بلایا' اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد بنا دوں اور اس کے لیے سب لوگوں سے بیعت لے لوں اور اسی کے ساتھ مروان نے اسے عمرو بن سعید کے خیال سے بھی آ گاہ کیا۔ حسان نے کہا کہ آپ عمرو کی فکر نہ کیجیے میں اس سے سمجھ لوں گا۔ چنانچہ جب ایک شام کو سب لوگ مروان کے پاس جمع ہوئے تو ابن بحدل نے کھڑے ہو کر کہا مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کی بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ آپ سب لوگ کھڑے ہوں اور امیر المومنین کے بعد عبدالملک اور عبدالعزیز کے لیے بیعت کریں۔

بلا استثناء سب لوگوں نے ان دونوں کے لیے بیعت کر لی اس سنہ کے غرہ ماہ رمضان میں مروان نے انتقال کیا۔

خالد بن یزید کی اہانت:

جب معاویہ بن یزید ابی لیلیٰ کا وقت آخر آیا تو اس نے اپنا جانشین نامزد کرنے سے انکار کر دیا۔ حسان بن مالک بن بحدل کا یہ ارادہ تھا۔ کہ وہ معاویہ کے بعد اس کے بھائی خالد بن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائے۔ مگر یہ کم سن تھا۔ اور یہ حسان اس کے باپ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا ماموں تھا۔ اس وقت تو اس نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ نیت رکھی کہ مروان کے بعد وہ خالد بن یزید کو خلیفہ بنائے گا۔ مگر جب مروان کے ہاتھ پر اس نے اور تمام اہل شام نے بیعت کر لی تو کسی نے مروان کو یہ رائے دی کہ تم خالد کی ماں سے شادی کر لو (خالد کی ماں کا نام ام خالد تھا یہ ابو ہشام بن عتبہ کی پوتی تھی) تاکہ اس طرح خالد کی شان کم ہو جائے اور وہ خلافت کا مدعی نہ رہے مروان نے اس تجویز پر عمل کیا ایک دن خالد مروان سے ملنے آیا۔ مروان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔ اور وہ دونوں صفوں کے درمیان ٹہل رہا تھا۔ اسے دیکھ کر مروان نے کہا۔ بخدا یہ احمق ہے اے موٹی سرین والی عورت کے بیٹے آیئے اس جملہ سے اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ اہل شام کی نظروں میں خالد کی بے وقعتی ہو جائے۔

مروان کی موت کا واقعہ:

خالد نے یہ واقعہ اپنی ماں سے آ کر بیان کیا اس نے کہا خبردار اس واقعہ کو کسی اور سے بیان نہ کرنا۔ تم چپ رہو میں اس سے سمجھ لوں گی۔ جب مروان اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کیا خالد نے میرے بارے میں کوئی بات تم سے کہی ہے۔ اس نے کہا بھلا خالد تمہارے متعلق کوئی بات کہہ سکتا ہے وہ تمہاری اس قدر تعظیم کرتا کہ اسے اس کی جرأت کہاں کہ وہ کوئی بات تمہارے متعلق کہے مروان نے اس کے بیان کو سچ سمجھا۔ چند دن وہ بھی خاموش رہی۔ ایک مرتبہ مروان اس کے پاس سویا۔ اس نے بہت سے گدے اس پر چن دے۔ اور اس طرح دبا کر اسے مار ڈالا۔

مروان کی عمر:

واقدی کہتے ہیں کہ ماہ رمضان میں بمقام دمشق تریسٹھ سال کی عمر میں مروان ہلاک ہوا۔ مگر ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں۔ کہ مروان کی عمر اکسٹھ سال کی ہوئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ مروان کی عمر اکہتر سال کی ہوئی۔ نیز اکاسی سال بھی بیان کی گئی ہے ابو عبدالملک اس کی کنیت تھی اور اس کا نام مروان بن الحکم بن ابی العاص بن اسیر بن عبدالشمس ہے اس کی ماں آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ الکنانی ہے۔

مدت حکومت:

اس کی مدت خلافت نو ماہ تھی۔ بعضوں نے تین دن کم دس ماہ بیان کی ہے۔ اپنے مرنے سے پہلے مروان نے ایک مہم حبیشی بن دلجتہ القینی کے ماتحت مدینے اور دوسری عبداللہ بن زیادہ کے زیر قیادت عراق بھیجی تھی۔ جب عبداللہ شام سے روانہ ہو کر جزیرے آیا تو اسے یہاں مروان کی ہلاکت کا علم ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اہل کوفہ کا گروہ تائبین اس کے مقابلے پر آیا۔ ان لوگوں نے جو جو کارروائیاں کیں ہم اسے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور اس نے اپنے قتل ہونے تک جو کارروائی کی اسے ہم ان شاء اللہ آئندہ بیان کریں گے۔

باب ۱۴

عبیداللہ بن ماحوز خارجی

حبیش بن دلجہ:

حبیش مدینے آیا اس وقت حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے جابر بن اسود بن عوف عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بھتیجا مدینہ کا حاکم تھا۔ یہ اس کے خوف سے مدینے سے بھاگ آیا۔ اسی زمانے میں حارث بن ابی ربیعہ نے جو عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کا بھائی تھا۔ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے بصرہ کا حاکم تھا۔ حنیف بن النجف التمیمی کی زیر قیادت حبیش بن دلجہ سے لڑنے کے لیے بصرہ سے ایک فوج بھیجی تھی۔ جب حبیش کو اس فوج کی آمد کا علم ہوا وہ مدینے سے اس سمت روانہ ہوا۔

دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی عباس بن سہل بن سعد الانصاری کو مدینے کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا۔ کہ وہ حبیش کی تلاش میں جائے اور بڑھتے بڑھتے اس فوج سے جو ان کی امداد کے لیے حنیف کی زیر قیادت بصرے سے آئی ہے مل جائے۔

حبیش بن دلجہ کا قتل:

عباس بہت سرعت سے ان کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اور ربذہ پر انہیں آلیا۔ ابن دلجہ کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا۔ کہ تم اس جماعت سے ابھی چھیڑ نہ کرو۔ مگر اس نے اسے نہ مانا۔ اور کہا کہ میں یہاں منزل کرتا ہوں تاکہ ان کے قند آمیز ستو کھاؤں۔ ایک تیر نے اس کا کام تمام کر دیا۔ نیز اس کے ہمراہ منذر قیس الجذامی اور ابو عقاب ابوسفیان کا مولی بھی مارے گئے یوسف بن الحکم اور حجاج بن یوسف بھی اس معرکے میں اس کے ہمراہ موجود تھے۔ یہ دونوں ایک ہی اونٹ پر بھاگ کر اپنی جان بچا سکے۔ اس جماعت کے پانسو آدمیوں نے مدینہ کے محلوں میں پناہ لی عباس نے ان سے اپنے آپ کو حوالے کر دینے کا مطالبہ کیا انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے اس نے ان سب کو قتل کر دیا حبیش کی شکست خوردہ فوج شام چلی گئی۔

ابن محمد کہتے ہیں۔ کہ زید بن سیاہ الاسواری نے جنگ ربذہ میں بیش کو اپنے تیر سے ہلاک کیا۔ جب یہ لوگ مدینہ آئے۔ تو زید بن سیاہ جو ایک سفید خراسانی گھوڑے پر سفید لباس پہنے سوار تھا۔ لوگوں کے مجمع میں آکر کھڑا ہوا۔ لوگوں نے اس کے لباس کو اس قدر مسح کیا۔ اور اس قدر خوشبودار اشیاء اس پر ڈالیں کہ تھوڑی ہی دیر میں میرے دیکھتے دیکھتے اس کے کپڑے سیاہ ہو گئے۔

بصرہ میں طاعون کی وبا:

ابوجعفر کہتے ہیں۔ کہ اس سنہ میں بصرہ میں وہ مہلک طاعون پھیلا۔ جس سے ہزاروں اہل بصرہ ہلاک ہو گئے۔

مصعب بن زید کہتے ہیں۔ کہ جب یہ مہلک مرض بصرہ میں پھیلا۔ اس وقت عبداللہ بن عبیداللہ بن معمر بصرہ کا حاکم تھا۔ اس کی ماں نے اسی وبا میں انتقال کیا۔ تو کوئی شخص اس کی نعش کا اٹھانے والا بھی نہ تھا۔ حالانکہ وہ امیر بصرہ تھا۔ آخر کار چار دیسی کرائے پر کیے گئے اور وہ اسے قبر تک اٹھا لائے اسی سنہ میں بصرہ میں خارجیوں کا بہت زور بڑھ گیا۔ اور نافع بن الازرق قتل کیا گیا۔

معرکہ دولاب:

عبداللہ بن عبیداللہ بن معمر نے اپنے بھائی عثمان بن عبیداللہ کو نافع کے مقابلے کے لیے بھیجا مقام دولاب پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ عثمان مارا گیا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ ایک روایت سے بھی اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

وہب کے باپ بیان کرتے ہیں۔ کہ بصرہ والوں نے ایک لشکر حارثہ بن بدر کی معیت میں خارجیوں کے مقابلے کے لیے بھیجا تو نافع نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''کرنب میں قیام کرو یا دولب میں اور جہاں چاہو چلے جاؤ''۔

معاویہ بن قرہ راوی ہے۔ کہ ہم ابن عبیس کے ہمراہ خارجیوں کے مقابلے کے لیے بڑھے ہم نے انہیں آ لیا۔ نافع بن الازرق اور ماحوز کے دو یا تین بیٹے مارے گئے۔ ابن بھی مارا گیا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق مذکورہ صدر بیان کے علاوہ ایک دوسری روایت بھی ہے۔ کہ مسعود بن عمر کی وجہ سے اہل بصرہ کے از د ربیعہ اور تمیم اپنے باہمی اختلاف میں مشغول تھے۔ اس لیے ابن الازرق کی شوکت بہت بڑھ گئی۔ اور اس کی جمعیت بھی کثیر ہوگئی۔ یہ بصرے کی جانب بڑھا۔ جب پل کے قریب آیا۔ تو عبیداللہ بن الحارث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف کو اہل بصرہ کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ اس کی جانب بڑھا۔ اور اسے بصرہ اور اس کے علاقے سے ہٹاتا رہا۔ اور اسی طرح ہٹتے ہٹتے علاقہ اسوار کے دولاب نامی ایک جگہ آیا۔ یہاں یہ دونوں حریف مقابلے کے لیے مستعد ہوئے۔ اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔

مسلم بن عبیس کا خاتمہ:

مسلم بن عبیس نے اپنے میمنہ پر حجاج بن باب الحمیری کو اور میسرہ پر حارثہ بن بدر التمیمی ثم الغداتی کو متعین کیا تھا۔ ابن الازرق نے اپنے میمنہ پر عبدہ بن ہلال الیشکری کو اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز التمیمی کو مقرر کیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور ایسا سخت رن پڑا کہ اس سے پہلے کبھی اس کی نظیر نہیں ملتی نہایت خونریز جنگ کے بعد مسلم بن عبیس بصریوں کا سردار اور نافع بن الازرق خارجیوں کا سرگروہ دونوں کام آئے۔

اہل بصرہ کی پسپائی:

بصرے والوں نے حجاج بن باب الحمیری کو اور خارجیوں نے عبداللہ بن الماخوز کو اپنا اپنا امیر مقرر کیا۔ اور پھر جنگ شروع ہوئی اس مرتبہ بھی نہایت شدید لڑائی ہوئی حجاج بن باب الحمیر اہل بصرہ کا امیر اور عبداللہ بن الماخوز خارجیوں کا سردار دونوں مارے گئے۔ اس کے بعد اہل بصرہ نے ربیعۃ الاجذام التمیمی کو اور خارجیوں نے عبیداللہ بن الماخوز کو اپنا امیر بنا لیا۔ اور پھر لڑائی شروع ہوئی۔ شام تک اسی طرح دونوح حریف دادِ مردانگی دیتے رہے۔ مگر اب دونوں جنگ سے تھک کر چور ہو گئے تھے۔ اور بے حس و حرکت ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ اتنے میں خارجیوں کی امداد کے لیے ایک اور دستہ آ گیا۔ جس نے اس لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ چونکہ یہ تازہ دم تھا۔ اس لیے اس نے میدان مصاف میں آتے ہی عبدالقیس کی جانب سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا اور اب تمام اہل بصرہ کو شکست ہوئی ربیعۃ الاجذام ان کا سردار برابر لڑتا رہا۔ اور مارا گیا۔ اس کے بعد اہل بصرہ کے علم کو حارثہ بن بدر نے اٹھا لیا اور لڑتا رہا مگر اس وقت تمام فوج شکست کھا کر میدان چھوڑ چکی تھی۔

عبداللہ بن الحارث کی معزولی:

یہ چند غیور بہادروں کے ہمراہ اپنی فوج کے عقب کو بچانے کے لیے لڑتا رہا۔ اور پھر سب کو لے کر اہواز میں کسی مقام پر فروکش ہوا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع بصرے پہنچی تو لوگوں کو سخت خوف پیدا ہوا۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ القرشی کو ان خارجی فتنہ پردازوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ یہ بصرے آیا۔ اور اس نے عبداللہ بن الحارث کو معزول کر دیا۔ اب خارجیوں نے بصرہ کا رخ کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ کا امارت خراسان پر تقرر:

تمام لوگ اسی پریشانی میں مبتلا تھے۔ کہ مہلب بن صفرہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنا خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لے کر آئے۔ احنف نے حارث بن ابی ربیعۃ اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ خارجیوں کا کامیابی سے مقابلہ مہلب کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ عمائدین کی ایک جماعت ان کے پاس آئی۔ اور اس بارے میں ان سے گفتگو کی۔ مگر مہلب نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ میرے پاس امیر المومنین کا فرمان موجود ہے جس میں انہوں نے مجھے خراسان کا والی مقرر کیا ہے۔ میں ان کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

مہلب کو خوارج سے جنگ کرنے کا حکم:

ابن ابی ربیعۃ نے بھی انہیں بلا کر اسی معاملے میں گفتگو کی مگر مہلب نے اس سے انکار ہی کر دیا۔ ابن ابی ربیعۃ اور اہل بصرہ کی یہ رائے ہوئی کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک خط مہلب کے نام لکھا جائے۔ چنانچہ حسب ذیل خط ان کی طرف سے لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مہلب بن ابی صفرہ کو لکھا جاتا ہے۔ السلام علیک! خدائے واحد یکتا کی تعریف کے بعد میں تم کو مطلع کرتا ہے۔ کہ حارث بن عبداللہ نے مجھے لکھا ہے۔ کہ گمراہ خارجیوں کے ایک گروہ نے مسلمانوں کی ایک بڑی فوج اور بہت سے سرداروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور اب وہ بصرے کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں۔ میں نے تمہیں خراساں بھیجا تھا۔ اور خراسان کی ولایت کا فرمان بھی لکھ کر تم کو دے دیا تھا۔ مگر جب مجھے خارجیوں کی اس شورش کا علم ہُوا۔ تو اب میری رائے یہ ہے۔ کہ تم ہی ان کا مقابلہ کرتے کیونکہ مجھے یہ امید ہے۔ کہ تمہاری قیادت تمہارے اہالی شہر کے لیے بہت ہی مبارک و مسعود ہوگی۔ اور نیز خراسان جانے کے مقابلے میں اس کارروائی کا اجر بھی تم کو زیادہ ملے گا۔ پس بہتر یہ ہے۔ کہ تم خارجیوں کے مقابلہ کو جاؤ۔ ان سے لڑو۔ اور اپنے شہر والوں کے حقوق کی مدافعت کرو۔ اور جب تک ہمارا اقتدار رہے خراسان وغیر خراسان کسی جگہ کی ولایت بھی تمہارے ہاتھ سے نہیں جا سکتی''۔ وسلام علیک ورحمۃ اللہ

مہلب بن ابی صفرہ کی شرائط:

جب یہ خط مہلب کے حوالے کیا گیا۔ انہوں نے کہا تاوقتیکہ اس کا تصفیہ نہ ہو جائے۔ کہ جس چیز پر میں تسلط حاصل کروں وہ

میری ہوگی اور بیت المال سے مجھے اپنے ساتھیوں کو قوی کرنے کے لیے جس قدر روپیہ درکار ہوگا مل سکے گا اور اس بات کا حق نہ دیا جائے۔ کہ اشراف سرداروں اور شہسواروں میں سے میں جسے چاہوں اس مہم پر اپنے ساتھ لے جاؤں۔ میں ہرگز ان کے مقابلے کے لیے نہ جاؤں گا اس پر تمام اہل بصرہ نے کہا ہمیں آپ کی یہ تمام شرائط منظور ہیں۔ مہلب نے کہا فوج کی جماعتوں کو میرے ماتحت کردو۔ اور اس کے لیے ان کے نام باقاعدہ ہدایات لکھ دی جائیں بصرے والوں نے اس تجویز پر عمل کیا مگر مالک بن مسمع اور بکر بن وائل کے بعض لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ اور اسی وجہ سے مہلب کے دل میں ان کی جانب سے عداوت جاگزین ہوگئی۔ عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان اور بصرے کے اور عمائدین نے مہلب سے کہا کہ جب کہ اور تمام اہل بصرہ نے آپ کے شرائط تسلیم کر لیے ہیں۔ تو اگر مالک بن مسمع یا اس کے طرف داروں نے اس معاملے میں آپ کی مخالفت کی ہے۔ تو اس کی مخالفت سے کیا ہوسکتا ہے۔ آپ اس بات سے بالکل قطع نظر کیجیے اپنے ارادے کو مصمم کر کے دشمن کی طرف پیش قدمی فرمائیں۔

مہلب نے اس تجویز پر عمل کیا۔ اور فوج کے پانچوں دستوں پر امیر مقرر کر دیئے۔ اس نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو بکر بن وائل کے دستے پر اور حریش بن ہلال السعدی کو بنی تمیم کے دستے پر امیر مقرر کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ سے پہلی جھڑپ:

خارجی عبیداللہ بن ماحوز کی قیادت میں بڑھتے ہوئے جسر اصغر (چھوٹے پل) تک پہنچے۔ مہلب تمام عمائدین اور بہادروں کو لے کر ان کے مقابلے پر آئے اور انہیں اس پل سے مار بھگایا اہل بصرہ کی پہلی کارروائی ان کے مقابلے میں یہی تھی۔ حالانکہ قریب تھا۔ کہ وہ شہر میں در آتے۔ خارجی اس پل سے ہٹ کر بڑے پل کی جانب چلے۔ مگر اب مہلب نے بھی پوری ترتیب و تنظیم کے ساتھ رسالے اور پیدل سپاہ کو لے کر ادھر کا رخ کیا۔ جب خارجیوں نے دیکھا کہ یہ لوگ تو سائے کی طرح ساتھ ساتھ ہیں۔ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے ادھر مہلب بھی ان کے قریب آ گئے۔ تو وہ اس پل سے بھی ایک منزل آگے نکل گئے۔ مگر مہلب ان کا تعاقب کرتے رہے۔ جہاں وہ منزل کرتے یہ ان تک پہنچتے اور وہاں سے کوچ کر جانے پر انہیں مجبور کر دیتے۔ اسی طرح ایک منزل سے دوسرے منزل اور دوسری سے تیسری منزل چھوڑنے پر انہیں مجبور کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خارجی اہواز کی ایک منزل پر پہنچے جس کا نام سلی سلیری تھا۔ اور یہاں انہوں نے پڑاؤ کیا۔

حارثہ بن بدر الغدانی:

جب حارثہ بن بدر الغدانی کو معلوم ہوا کہ خارجیوں سے جنگ کرنے کے لیے مہلب مقرر ہوئے ہیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کرنبوا ودولبوا وحیث شئتم فاذهبوا قدامر المهلب۔ ''چاہے کرنب چلو یا دولب اور جہاں چاہو چلو اب مہلب امیر بنائے گئے ہیں''۔ یہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بصرے روانہ ہوا مگر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اسے مہلب کے پاس بھیج دیا۔

مہلب کی محتاط پالیسی:

جب مہلب خارجیوں کے سامنے آئے۔ انہوں نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی۔ اور دشمن کی نگرانی کے لیے چوکیاں بٹھا دیں۔ جاسوس مقرر کر دیئے۔ اور پہرے لگا دیئے۔ فوج ہر وقت جنگ کے لیے اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے باقاعدہ پانچوں

دستوں میں منقسم ہو کر آمادہ و مستعد تھی۔ خندق کے دروازوں پر پہرہ دار متعین تھے۔ چنانچہ خارجی جب کبھی شب خون مارنے کا ارادہ کرتے وہ اس کا کوئی موقع نہ پاتے اور واپس چلے جاتے۔ اسی بنا پر آج تک جو جوان سے لڑ چکا تھا۔ ان میں سے مہلب سے زیادہ نہ کوئی ان کے لیے سخت ثابت ہوا تھا۔ اور نہ خارجیوں کو کسی اور سے اتنی عداوت اور اس کے خلاف جوش نفرت تھا۔

خارجیوں اور عبید اللہ بن زیاد میں تکرار:

ایک رات کو خارجیوں نے عبید اللہ بن ہلال اور زبیر بن الماحوز کو رسالے کے دو زبردست دستوں کے ہمراہ مہلب کی فوج پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا زبیر داہنی اور عبید اللہ بائیں سمت سے اس پر او پر آئے۔ تکبیر کہی اور دشمن کو للکارا۔ مگر دیکھا کہ دشمن کی فوج ہر وقت آمادہ پیکار ہے انہیں ان پر شب خون مارنے کا کوئی موقعہ نہ مل سکا۔ اور خارجی بغیر کسی کاروائی کے واپس چلے گئے۔ جب وہ جانے لگے۔ تو عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان نے انہیں للکارا۔ اور یہ شعر پڑھا۔

وجدتمونا و قمرا انجادا لا کشفا خورا و لا اوغادا

''تم نے ہمیں مقابلے میں ثابت قدم اور بہادر پایا۔ نہ کہ بزدل اور بھگوڑا خبردار ہو ہمیں جب للکارا جاتا ہے۔ تو ہم مقابلے کے لیے بڑھ جاتے ہیں۔ دوزخیو! کل صبح تم دوزخ میں جاؤ گے۔ وہی تمہاری جائے قرار ہے''۔

خارجیوں نے جواب دیا۔ اے فاسق! آگ تیرے اور تجھ ایسے لوگوں کے لیے جمع کی گئی ہے اور وہ کفار کے لیے تیار کی گئی ہے اور تو بھی کفار میں سے ہے۔

ابن ظبیان نے کہا۔ سن لو اگر تم جنت میں داخل ہوئے تو وہ تمام مجوسی بھی جو سفوان سے لے کر خراسان کی انتہائی سرحد تک آباد ہیں جو اپنی ماں بیٹیوں اور بہنوں سے تمتع کرتے ہیں۔ وہ بھی ضرور جنت میں جائیں گے۔ اور اگر ایسا ہو تو میرے تمام لونڈی غلام آزاد ہیں۔ خارجی نے کہا اے فاسق! تو پرہیز گار مسلمان کا دشمن اور شیطان مردود کا قائم مقام ہے۔ اب اور لوگوں نے ابن ظبیان سے کہا اللہ تیرا بھلا کرے تو نے اس فاسق کو بہت صحیح جواب دیا۔

مہلب کی جنگی ترتیب:

صبح کی مہلب نے اپنی فوج کو پوری جنگی ترتیب کے ساتھ' خارجیوں کے مقابلے پر کھڑا کیا ازد اور تمیم مہلب کے میمنے پر بکر بن وائل اور عبدالقیس میسرے پر اور اہل العالیہ قلب میں متعین تھے۔ خارجی بھی اس ترتیب سے اب کے مقابل ہوئے کہ عبیدہ بن ہلال ایشکری میمنے پر اور زبیر بن الماحوز میسرے پر تھا۔ اہل بصرہ کے مقابلے میں خارجیوں کے پاس نہایت عمدہ اور کثرت سے اسلحہ اور گھوڑے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ انہوں نے کرمان سے اہواز تک تمام علاقہ پر پورا تسلط کر لیا تھا۔

خوارج کی شکست:

خارجی ایسے خود پہنے ہوئے تھے کہ جس کی لڑیاں سینوں پر پڑی ہوئی تھیں اور زرہ پوش بھی تھے۔ اس کے علاوہ فولادی کڑیوں کی چادریں ان کے کمر کے ٹیکے سے قلابوں کے ذریعے سے پیوستہ تھیں۔ جو زمین پر گھسٹتی پھرتی تھیں۔ اب دونوں گتھ گئے۔ اور تمام دن دونوں حریفوں نے پوری ثابت قدمی اور شجاعت سے خوب ہی داد مردانگی دی جس سے سخت رن پڑا۔ پھر خارجیوں نے اپنی پوری ثابت قدمی اور شجاعت سے خوب ہی داد مردانگی دی جس سے سخت رن پڑا۔ پھر خارجیوں نے اپنی پوری قوت سے مسلمانوں پر

ایسا شدید حملہ کیا۔ کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور وہ میدان جنگ سے ایسے بے اوسان ہو کر بھاگے۔ کہ ماں نے اپنے بچہ کی خبر نہ لی۔ اس شکست کی خبر بصرے بھی پہنچ گئی۔ جس سے انہیں اپنے لونڈی غلام بنائے جانے کا خوف پیدا ہو گیا۔ مگر مہلب نے بھی ان کی پیش قدمی کو روکنے میں کوئی تاخیر نہ کی اور وہ ان سے پہلے ایک ایسے بلند مقام پر پہنچ گئے جو مفرور سپاہ کے بھاگنے کے راستوں کے ایک پہلو میں واقع تھا۔

مہلب کی خوارج پر حملہ کی تجویز:

اس بلند مقام پر چڑھ کر انہوں نے اپنی فوج کو للکارا اور اپنی جانب بلایا۔ ان کی فوج ایک جماعت ان کے پاس پلٹ آئی۔ اس طرح عمان کا دستہ بھی ان کے پاس ٹھہر گیا۔ اور اب تقریباً تین ہزار فوج ان کے پاس آ گئی۔ اس تعداد کو دیکھ کر انہیں اطمینان ہوا۔ انہوں نے حمد و ثناء الٰہی کے بعد کہا بسا اوقات ایک جماعت کثیر کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہو جاتا ہے اور وہ مغلوب ہو جاتی ہے اور بسا اوقات اللہ ایک چھوٹی جماعت پر اپنی امداد نازل فرماتا ہے۔ اور وہ غالب آ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت یوں بھی تمہاری جماعت تھوڑی نہیں ہے۔ بلکہ میرے خیال میں بالکل کافی ہے۔ اور آپ لوگ تو اپنے شہر کے مشہور بہادر اور ثابت قدم لڑنے والے ہیں۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ جنہوں نے راہ فرار اختیار کی ہے۔ وہ آپ لوگوں میں شامل ہوں۔ کیونکہ ان کی شرکت صرف ضعف ہی کا باعث ہوگی۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ میں سے ہر شخص دس دس پتھر اپنے ساتھ لے لے اور پھر ہم سب خارجیوں کے پڑاؤ پر حملہ کریں۔ کیونکہ اس وقت وہ اپنے پڑاؤ میں بالکل بے خطر بیٹھے ہوں گے ان کا رسالہ بھی ہمارے بھائیوں کے تعاقب میں جا چکا ہے۔ اس لیے مجھے امید یہ ہے۔ کہ ان کے رسالے کی واپسی سے پیشتر ہی ہم ان کے پڑاؤ کو تباہ و برباد کر کے لوٹ لیں گے۔ اور ان کے امیر کو قتل کر دیں گے سب نے ان کی تجویز کو پسند کیا۔

خارجی سردار عبیداللہ بن الماحوز کا قتل:

اب مہلب اپنی جماعت کو لے کر خارجیوں کے پڑاؤ پر ٹوٹ پڑے اور جب تک خارجیوں کو کچھ بھی خبر ہو مہلب اور ان کی جماعت نے ان کے پڑاؤ کی ایک سمت ان پر تلواروں سے ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ اب یہ لڑتے لڑتے عبیداللہ بن الماحوز اور اس کی فوج کے سامنے آئے جو پوری طرح مسلح تھی۔ حالت یہ تھی کہ مہلب کی فوج والے خارجی کا مقابلہ کرنے سے پہلے اس کے منہ پر پتھر مار مار کر اسے بدحواس کر دیتے۔ اور پھر نیزے یا تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھوڑی ہی دیر کے مقابلے کے بعد عبیداللہ بن الماحوذ مارا گیا۔ نیز اس کے بڑے بڑے سرداروں کو بھی زخمی کر دیا گیا۔ مہلب نے خارجیوں کے پڑاؤ۔ اور جو کچھ وہاں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ بری طرح قتل کر دیئے گئے۔

خوارج کا فرار:

اب وہ خارجی جو بصرے والوں کے تعاقب میں گئے تھے۔ واپس آئے مگر مہلب نے پہلے ہی سے ان کے مقابلے کے لیے ان کے واپسی کے راستوں پر سوار اور پیدل مقرر کر دیئے تھے۔ خارجیوں میں سے جو ان کے ہاتھ پڑتا۔ اسے یہ قتل کر دیتے۔ بقیۃ

بسلی و سلبری مصارع فتیة

کرام و قتلیٰ لم توسد خد و دھا

''مقام سلی اور سلبری ان شریف بہادروں اور مقتولین کا مقتل عام ہے۔ جن کے گالوں کے تکئے نہیں رکھے گئے''۔

واپسی میں خارجیوں کی ایسی بری حالت تھی۔ کہ پانچ پانچ اور چھ چھ الاؤ کے لوگ ایک ہی الاؤ پر جمع ہوتے تھے۔ اس کی وجہ کچھ تو بے سروسامانی تھی۔ اور کچھ قلت تعداد جو جنگ کے بعد ان میں نمایاں تھی۔ پھر بحرین سے سامان خوراک ولباس انہیں پہنچا اور اب وہ کرمان اور اصفہان کی جانب چل دئے۔

مہلب کا خط بنام حارث بن عبیداللہ:

مہلب نے اہواز ہی میں قیام کیا اور مصعب کے بصرے آنے اور حارث بن عبیداللہ بن ربیعۃ کے بصرے کی ولایت سے معزول ہونے تک یہیں مقیم رہے۔

خارجیوں پر فتح پانے کے بعد مہلب نے یہ خط حارث کو لکھا۔ حمد وثناء کے بعد اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے امیر المومنین کو فتح دی فاسقین کو ہزیمت دی ان پر اپنا قہر نازل کیا انہیں بری طرح قتل کیا اور انہیں تتر بتر کر دیا۔ میں امیر کو مطلع کرتا ہوں کہ اہواز کے علاقے میں بمقام سلی وسلبری ہمارا خارجیوں سے مقابلہ ہوا۔ ہم نے ان پر حملہ کیا۔ ان سے لڑے' دن کے بیشتر حصے میں ان سے نہایت شدید جنگ ہوئی' پھر خارجیوں کے دستوں نے یک جا ہو کر مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کیا۔ اور انہیں شکست دی۔ مسلمانوں میں ایسی بھاگڑ مچ گئی۔ کہ مجھے خوف ہوا کہ مبادا یہ ہمارے لیے ہزیمت کاملہ ہو اس خطرے کو محسوس کرتے ہی میں ایک بلند مقام پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے قبیلے کو خاص کر اور عامہ مسلمین کو عموماً اپنے پاس بلانے کے لیے للکارا۔ میری اس دعوت پر مسلمانوں کا ایک ایسا گروہ جس نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں اس کی خوشنودی کے حصول کے لیے فروخت کر دی تھیں۔ جس میں نہایت ہی ثابت قدم صابر اور سچے لوگ تھے۔ میرے پاس جمع ہو گیا۔ میں اسی جماعت کو لے کر دشمن کے عسکر پر جہاں ان کے کچھ لوگ ان کا سردار اور جائے بازگشت تھی' پلٹا ہمارے بہادروں نے دشمن کے پڑاؤ کا محاصرہ کر لیا۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔ ہم نے پہلے تیراندازی کی پھر نیزہ بازی تھوڑی دیر اس طرح لڑنے کے بعد حریفوں کی نوبت تلوار پر آ گئی۔ کچھ دیر دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر بہادری سے بڑھ کر وار کیے' مگر پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ خارجی بری طرح مارے گئے۔ پھر میں نے ان کی منتشر شدہ جماعتوں کے لیے رسالے متعین کر دیئے جو دیہات میں راستوں میں اور گڑھوں میں چن چن کر قتل کر دیئے گئے۔ والحمد للہ رب العالمین وسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

ابن عبیداللہ کا خط بنام مہلب:

جب یہ خط حارث بن عبیداللہ بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچا۔ اس نے اسے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ جو مکے کے سب لوگوں کے سامنے پڑھا گیا۔ حارث نے یہ خط مہلب کو لکھا:

مہلب اس خط کو پڑھ کر ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ صرف مجھے برداراز دی کے نام سے جانتا ہے بے شک اہل مکہ اعرابی ہی ہیں۔

ابوعلقمہ کی دلیری:

نوجوان ابوعلقمۃ الحمیدی اس جنگ میں جس دلیری اور جرأت سے لڑا ایسا کوئی اور بہادر نہ لڑ سکا۔ یہ از داور تحمد کے شہسواروں میں جاتا۔ اور پکارتا کہ اپنی یہ گھنی زلفیں مجھے عاریت دے دو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے کچھ جوان مرد جوابی حملہ کرتے اور دشمن سے لڑکر ہنستے ہوئے اس کی طرف واپس آتے۔ تو کہتے اے ابوعلقمہ دیکھیں مستعار دی جاتی ہیں۔ جب مہلب کو فتح ہوئی اور ان کی شجاعت اور حسن کارگزاری انہوں نے دیکھی تو ایک لاکھ درہم دیئے۔

مہلب کا اہل بصرہ سے معاہدہ:

بیان کیا گیا ہے۔ کہ مہلب سے پہلے اہل بصرہ نے احنف سے کہا تھا۔ کہ آپ ہمیں لے کر خارجیوں کا مقابلہ کیجیے۔ مگر انہوں نے مہلب کا نام تجویز کیا اور کہا کہ اس کام کے لیے وہ مجھ سے زیادہ اہل ہیں اور جب مہلب نے ان کی درخواست قبول کی تو یہ شرط کی کہ اس جنگ میں وہ جس علاقے پر قبضہ کریں گے۔ وہ تمہیں سال تک انہیں اور ان کے ساتھیوں کو دے دیا جائے گا۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ اس جنگ میں شرکت نہ کریں گے۔ انہیں اس علاقے کی آمدنی سے کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے گا۔ اہل بصرہ نے یہ شرط مان لی۔ اور اس کے لیے باقاعدہ تحریر دے دی پھر اس تحریر کو وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس منظوری کے لیے لے گئے جسے انہوں نے بھی منظور کر لیا۔ اور اسے مہلب کے لیے نافذ بھی کر دیا۔

عمرو القنا کی فراری:

جب مہلب کی شرط مان لی گئی۔ انہوں نے اپنے بیٹے حبیب کو چھ سو شہسواروں کے ہمراہ عمر القنا کی سمت بھیجا' جہاں وہ چھوٹے پل کے پیچھے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ مہلب کے حکم سے چھوٹا پل باندھا گیا۔ حبیب نے دریا کو اس پل سے عبور کر کے عمرو اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انہیں دونوں پلوں کے درمیان سے ہٹا دیا۔ یہ شکست کھا کر فرات کی سمت سے پسپا ہوئے۔

مہلب نے اپنی قوم والوں کو' جو اس کے ساتھ رہ گئے تھے۔ اور جن کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ اور دوسری تمام فوجوں میں سے جو صرف ستر آدمی ان کے ہمراہ رہ گئے تھے۔ انہیں کوچ کے لیے تیار کیا۔ اور آگے بڑھ کر بڑے پل پر ٹھہر گیا۔ ان کے سامنے ہی عمرو چھ سو خارجیوں کے ہمراہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔

مغیرہ بن مہلب کی پیش قدمی:

مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ کو رسالے اور پیدل کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیے بھیجا پیدل سپاہ نے تیروں کی ان پر ایسی بوچھاڑ کی کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ اب رسالے نے ان کا تعاقب کیا۔ مہلب کے حکم سے یہاں بھی پل بنایا گیا۔ انہوں نے اپنی تمام فوج کے ساتھ اسے عبور کیا۔ عمرو القنا اور اس کی تمام فوج ابن الماحوز سے جا ملی جو اس وقت مفتح میں مقیم تھا۔ اور اس سے [illegible] سے آٹھ فرسنگ کے فاصلے پر پہنچ کر انہوں نے

مہلب کا اہواز میں قیام:

اس سال بقیہ مدت میں مہلب وہیں قیام پذیر رہے۔انہوں نے دجلہ کے پرگنے اخراج وصول کیا۔اور اس سے اپنی فوج کو تنخواہیں دیں۔جب اہل بصرہ کو مہلب کی اس کامیابی کا علم ہوا۔انہوں نے ان کی امداد کے لیے مزید فوج بھیج دی جو مہلب کے پاس آ گئی۔مہلب نے ان کے نام سپاہ میں درج کر کے ان کی معاشیں دے دیں۔اس طرح اب ان کے پاس تیس ہزار فوج ہو گئی۔اس بیان کے مطابق یہ معرکہ جس میں خارجیوں کو ہزیمت ہوئی۔اور وہ بصرے اور اہواز کس مت چھوڑ کر اصفہان اور کرمان چلے گئے۔ ۶۶ ھ میں واقع ہوا۔

خارجی مقتولین کی تعداد:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب خارجیوں نے اہواز سے کوچ کیا ہے۔ان کی تعداد تین ہزار تھی اور سلی سلبری میں مہلب سے ان کی جو لڑائی ہوئی تھی۔اس میں سات ہزار خارجی کام آ چکے تھے۔

امیر کوفہ عبداللہ بن زید کی برطرفی:

اس سنہ میں مروان نے اپنے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے محمد کو مصر بھیجنے سے پہلے جزیرے بھیجا۔اس سنہ میں حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن یزید کو کوفے کی ولایت سے برطرف کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن مطیع کو مقرر کیا۔نیز عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی عبیدہ بن زبیر کو مدینے کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ اپنے دوسرے بھائی مصعب بن الزبیر کو مامور کیا۔

عبیدہ کی معزولی کی وجہ:

عبیدہ کے عزل کی وجہ واقدی نے یہ بیان کی ہے کہ اس نے اپنے کسی خطبے میں کہا تھا۔تمہیں معلوم ہے کہ اونٹنی کے معاملے میں جس کی قیمت پانچ سو درہم تھی اس قوم کے ساتھ کیا برتاؤ ہوا۔اس جملے سے اس کا نام مقوم الناقہ (اونٹنی کی قیمت لگانے والا) پڑ گیا۔جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے کہا یہ تکلف و تصنع ہے۔

ابراہیمی بنیاد پر کعبہ کی تعمیر:

اسی سال عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور مقام حجر کو اس میں داخل کر دیا۔زیاد بن جبل کہتے ہیں۔کہ مکے پر متصرف ہونے کے بعد میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا کہ مجھ سے میری ماں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کفر سے قریب العہد نہ ہوتی تو میں کعبے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر دوبارہ بناتا۔اور حجر کو کعبے میں داخل کرتا۔چنانچہ عبدالہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے حکم سے بنیاد کھودی گئی۔اور اونٹ کے برابر پتھر کی سلیں دستیاب ہوئیں۔ان میں سے ایک سل کو سرکایا گیا۔اس کے ساتھ بجلی کوند گئی۔ان کے حکم سے وہ پتھر اسی جگہ پر رکھ دیا گیا۔اس پر انہوں نے کعبے کی تعمیر کی۔اور اس کے دو دروازے ایک اندر جانے کے لیے اور ایک باہر آنے کے لیے قائم کیے۔

امیر حج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما و عمال:

[illegible]

[illegible]

بن ہبیرہ بصرے کے قاضی تھے۔ اور عبداللہ بن خازم خراسان کا والی تھا۔

بنی تمیم کی ابن خازم کی مخالفت:

اسی سال ان بنی تمیم نے جو خراسان میں تھے۔ عبداللہ بن خازم کی مخالفت شروع کی اور ان میں جنگ تک نوبت پہنچی۔ خراسان کے تیموں نے بنی ربیعہ اور اوس بن ثعلبہ کے مقابلے میں عبداللہ بن خازم کی امداد کی اور اسی وجہ سے اس نے اپنے معاندین کو قتل کیا اور ان پر فتح پائی۔ جب خراسان میں عبداللہ بن خازم کا کوئی مخالف نہ رہا تو اس نے بنی تمیم کے ساتھ ظلم و زیادتی کی۔ اس نے ہرات کو اپنے بیٹے محمد کے ماتحت کر دیا۔ بکیر بن وشاح کو اس کی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا' نیز شماس بن وثار العطاردی کو اس کا مددگار بنایا۔ محمد کی ماں صفیہ بنی تمیم میں سے تھی۔

ابن خازم کا بنی تمیم پر ظلم:

جب ابن خازم نے بنی تمیم پر ظلم و زیادتی شروع کی یہ محمد کے پاس ہرات آئے ابن خازم بکیر وشماس کو لکھا کہ بنی تمیم کو ہرات میں نہ آنے دیں۔ شماس نے اس حکم کی بجا آوری سے انکار کر دیا۔ اور خود ہرات چھوڑ کر ان کے ساتھ ہولیا۔ البتہ بکیر نے انہیں ہرات میں نہ آنے دیا۔

محمد بن عبداللہ بن خازم کا قتل:

اس کے قتل کے متعلق یہ روایت بیان کی گئی ہے۔ کہ اس نے بنی تمیم کو شہر میں آنے سے روک دیا اور خود ایک دن باہر شکار کے لیے گیا۔ بنی تمیم اس کی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں نے اسے گرفتار کر کے بے دست و پا کر دیا۔ اور خود ساری رات شراب پیتے رہے۔ ان میں سے جب کسی کو پیشاب معلوم ہوتا۔ وہ محمد پر جا کر پیشاب کرتا اس پر شماس نے ان سے کہا کہ جب تم نے اس کی یہ حالت کر دی ہے تو اس سے بہتر تو یہ ہے۔ کہ اسے اپنے ان دو تمیموں کے عوض میں جنہیں اس نے کوڑوں سے ہلاک کیا ہے۔ قتل کر ڈالو۔ اس واقعے سے پہلے یہ ہو چکا تھا۔ کہ محمد نے بنی تمیم کے دو شخصوں کو پکڑا۔ اور ان کے اتنے کوڑے مارے کہ وہ مر گئے۔

ابن عبداللہ کے قتل کی ابن خازم کو اطلاع:

ایک ایسا شخص جو واقعے میں شریک تھا۔ بیان کرتا ہے جب بنی تمیم نے محمد کو قتل کرنا چاہا تو جیہان بن مشجۃ الضبی نے انہیں منع کیا اور اسے بچانے کے لیے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا۔ بعد میں اسی احسان کے عوض میں ابن خازم نے واقعہ فرتنا میں اسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کی جان بخشی کی۔ بنی مالک بن سعد کے دو شخصوں عجلہ اور کسبب نے محمد بن خازم کو قتل کیا۔ جب ابن خازم کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کہا کہ کسبب نے اپنی قوم کے بہت برا کسب کیا۔ اور عجلہ اپنی قوم کے لیے بہت جلد مصیبت لے آیا۔

حریش بن ہلال القریعی کی امارت:

محمد کو قتل کر کے بنی تمیم نے مرد کا رخ کیا۔ بکر بن وشاح نے اس کا تعاقب کیا۔ اور بنی عطارد کے ایک شخص شمیخ کو پکڑ کر قتل کر [illegible] شماس وغیرہ مرو آئے تو انہوں نے بنی سعد سے کہا کہ ہم نے محمد کو قتل کر کے تمہارا بدلہ لیا ہے۔ (اس سے مراد جشمی کا بدلہ تھا [illegible] گئے اور سب نے حریش بن ہلال القریعی [illegible]

حریش اور ابن خازم کی جنگ :

بنی تمیم میں سے بیشتر ابن خازم سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے حریش کے ہمراہ بعض ایسے بہادر بھی تھے جن کی نظیر نہ تھی ان میں سے ہر ایک فرد فوج کے ایک ایک دستے کے برابر تھا۔ اس میں شماس بن وثار' بجیر بن ورقاء الصریمی شعبہ بن ظہیر النہشلی درد بن العلق العنبری' حجاج بن ناشب العدوی (جو بہترین قادر انداز تھا) اور عاصم بن حبیب العدوی شامل تھے۔ حریش بن ہلال دو سال تک ابن خازم سے برسر پیکار رہا۔

ابن خازم اور حریش کا مقابلہ :

جب جنگ نے اس قدر طول کھینچا اور فریقین کو نقصانات برداشت کرنا پڑے تو وہ بھی لڑائی سے تنگ آ گئے۔ آخر کار حریش میدان میں نکلا۔ اس نے ابن خازم کو آواز دی۔ اور کہا کہ ہمارے درمیان اس طویل مدت سے جنگ ہو رہی ہے۔ تم کیوں اپنی اور میری قوم کو تباہ کرتے ہو۔ آؤ ہم تم نپٹ لیں۔ جو دوسرے کو قتل کر دے گا۔ وہی اس ملک کا امیر بن جائے۔ ابن خازم نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ اور اب دونوں ایک دوسرے پر سانڈوں کی طرح حملہ کرنے لگے۔ کچھ دیر تک اسی طرح مقابلہ رہا۔ اور کوئی ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچا سکا۔ ابن خازم ذرا غافل ہوا۔ حریش نے اس کے سر پر تلوار ماری۔ اس کے سر کی کھال منہ پر آ پڑی حریش کی رکاب ٹوٹ گئی۔ اور تلوار اُچٹ گئی۔

حریش کے ہمراہیوں میں نفاق :

ابن خازم اپنے گھوڑے کی گردن سے چمٹا ہوا اپنی فوج میں واپس آ گیا۔ اس کے سر پر زخم آ گیا تھا۔ دوسرے دن صبح پھر دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہوئی۔ مگر اب ابن خازم کے زخمی ہونے کی وجہ سے دونوں فریق چند روز تک جنگ سے باز رہے اور تنگ آ کر متفرق ہو گئے۔ ان کی تین جماعتیں ہو گئیں۔ بجیر بن ورقاء ایک جماعت کے ساتھ ابرشہر چلا گیا۔ عثمان بن بشیر بن المحتفز قرتنا آیا اور وہاں ایک قلعے میں فروکش ہو گیا۔ خود حریش نے مروالروز کی سمت اختیار کی۔ ابن خازم نے اس کا تعاقب کیا اور مروالروز کے ایک گاؤں میں جس کا نام الملحمہ تھا اسے آ لیا۔ حریش بن ہلال کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی اس کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے تھے۔ یہ مختصر سی جماعت ایک ویرانے میں قیام پذیر تھی ایک نیزہ اور ڈھال جو اس کے پاس تھی نصب کر دی تھی۔ جب ابن خازم اس کے پاس پہنچا۔

حریش اور ابن خازم میں مصالحت :

حریش اپنی جماعت کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلا ابن خازم کے ہمراہ اس کا ایک دلاور غلام بھی تھا۔ اس نے حریش پر تلوار کی ضرب لگائی مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ اس پر بنی ضبہ کے اس شخص نے حریش کو اس کی جانب متوجہ کیا۔ اس نے کہا کہ یہ پوری طرح مسلح ہے۔ میری تلوار اس کی زرہ پر کچھ اثر نہیں کر سکتی۔ البتہ ایک موٹا ڈنڈا میرے لیے لاؤ۔ اس سے اس کی خبر لوں گا۔ چنانچہ عناب کے درخت سے ایک موٹا ڈنڈا کاٹ کر حریش کو دے دیا گیا۔ اب حریش نے اس ڈنڈے سے ابن خازم کے غلام پر حملہ کیا۔ [illegible]

[illegible]

وعدے پر ابن خازم نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ خراسان چھوڑ کر چلا جائے اور پھر کبھی اس کے مقابلے پر نہ آئے نیز ابن خازم نے حریش کو چالیس ہزار درہم بھی دئے۔

ابن خازم کا حریش سے حسن سلوک:

حریش نے قلعے کا دروازہ ابن خازم کے لئے کھول دیا۔ ابن خازم قلعہ میں آ کر اس سے ملا۔ اسے صلہ دیا اس کا قرض ادا کرنے کا بار اپنے سر لیا۔ اور دیر تک دونوں باتیں کرتے رہے۔ اثنائے ملاقات میں ابن خازم کے سر کے زخم پر جو روئی کا پھاہا چپکا ہوا تھا۔ ہوا سے اڑ گیا۔ حریش نے اٹھ کر اسے اٹھالیا اور اپنے ہاتھ سے اسے پھر زخم پر رکھ دیا۔ ابن خازم کہنے لگا اے ابو قدامہ آج تمہارا چھونا مجھے کل کے تمہارے چھونے سے بہت نرم معلوم ہوا۔ حریش نے کہا: میں اللہ سے اور تم سے اس کی معذرت کرتا ہوں اور اگر میری رکاب نہ ٹوٹ جاتی تو تلوار تمہارے دانتوں تک اترتی۔ ابن خازم یہ سن کر ہنسا اور واپس چلا گیا۔ اس واقعے سے بنی تمیم کی جماعت پراگندہ ہوگئی اور میں کوئی اتحاد باقی نہ رہا۔

زہیر بن ذویب کا انتقام:

اشعث بن ذویب زہیر بن ذویب العدوی کا بھائی اسی جنگ میں مارا گیا۔ ابھی اس میں جان باقی تھی کہ زہیر نے اس سے اس کے قاتل کو دریافت کیا۔ اس نے کہا: مجھے اس کا نام معلوم نہیں۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ وہ ایک زرد تر کی گھوڑے پر سوار تھا۔ زہیر نے جس کسی سوار کو زرد تر کی گھوڑے پر دیکھا اس پر حملہ کیا۔ ان میں سے بعض لوگوں کو قتل کر دیا اور بعضوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ اس کے خوف سے تمام ان لوگوں نے جن کے پاس زرد رنگ کا گھوڑا تھا۔ اس پر سواری ترک کر دی اور اس وجہ سے اس رنگ کے گھوڑے پڑاؤ میں کوتل پھر رہے تھے۔

باب ۱۵

مختار بن ابی عبید ثقفی

۶۶ھ کے واقعات

عامل کوفہ عبداللہ بن مطیع کا اخراج:

اس سنہ میں مختار بن ابی عبید نے حضرت حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے کوفے میں خروج کیا اور ابن الزبیرؓ کے عامل عبداللہ بن مطیع العدوی کو کوفے سے نکال باہر کیا۔

مختار بن عبید ثقفی کا خط بنام توابین:

جب سلیمان بن صرد کے ہمراہی کوفے میں آئے تو مختار نے انہیں یہ خط لکھا۔ امابعد چونکہ تم نے ظالموں سے علیحدگی اختیار کی اور ان سے جہاد کیا۔ اس لئے اللہ تم کو اس کا بڑا اجر دے گا اور گناہوں کے بوجھ کو اتار لے گا اگر تم نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا۔ کسی گھاٹی پر چڑھے یا کوئی قدم اٹھایا اس کے عوض میں اللہ نے تمہارا ایک درجہ آخرت میں بڑھا دیا۔ اور اس کے صلے میں ایسی نیکیاں تمہارے نام لکھیں کہ ان کا شمار صرف خدا ہی کر سکتا ہے۔ اگر میں خروج کر کے تمہارے پاس آؤں تو اللہ کی عنایت سے پھر ہر سمت سے تمہارے دشمنوں کے لئے تلوار نیام سے باہر نکالوں گا۔ اور پھر ان کے پرخچے اڑا دوں گا جو تم سے قریب ہوں اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوں اللہ انہیں اپنے سے نزدیک کرے اور جو اس کے قبول کرنے سے انکار کریں۔ انہیں اللہ دور کر دے اسے اہل ہدایت تم پر سلام ہو۔

توابین کی اطاعت:

سیحان بن عمرو جو عبدالقیس کے خاندان بنی لیث سے تھا۔ اس خط کو اپنی ٹوپی کی اندرونی استر اور ابرے کے درمیان چھپا کر رفاعہ بن شداد مثنیٰ بن مخربہ العبدی، سعد بن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما، یزید بن انس، احمر بن شمیط الاحمسی، عبداللہ بن شداد البجلی اور عبداللہ بن کامل کے پاس لایا۔ اور ان سب کو یہ خط پڑھ کر سنایا۔ اس جماعت نے ابن کامل کو اپنا قائم مقام بنا کر مختار کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا۔ کہ ہم آپ کی دعوت کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ جس طرح آپ چاہیں ہم سے کام لیں۔ اگر آپ کی رائے ہو تو ہم آ کر آپ کو قید سے نکال لائیں۔

مختار ثقفی کا خط بنام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

کامل قید میں آ کر مختار سے ملا جو پیام لایا تھا۔ وہ اس نے سنا دیا۔ شیعوں کے اس ارادے سے مختار بہت خوش ہوا۔ اور انہیں کہلا بھیجا۔ کہ وہ لوگ مجھے چھڑانے نہ آئیں۔ بلکہ میں خود ہی صبح و شام یہاں سے نکل آؤں گا۔ مختار نے زربی نام غلام کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس یہ خط دے کر بھیجا تھا:

[illegible]

ظالموں کے نام میری سفارش کا ایک خط لکھ دیں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے ان کے پنجے سے مجھے رہائی دے والسلام علیک''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سفارش:

امابعد تم کو معلوم ہے کہ مختار بن ابی عبید میرے سسرالی رشتہ دار ہیں۔ اور میرے تم دونوں سے جو دوستانہ مراسم ہیں۔ ان سے بھی تم واقف ہو۔ اسی لیے میں تم کو اپنی اس دوستی کے حق کی قسم دے کر لکھتا ہوں کہ میرے اس خط کو دیکھتے ہی تم مختار کو چھوڑ دو۔ والسلام علیکما ورحمۃ اللہ۔

مختار ثقفی کی رہائی:

جب عبید اللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے پاس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ خط پہنچا۔ انہوں نے مختار سے کہا کہ تم اپنے ضامن پیش کر دو اس کے بہت سے طرف دار اس غرض سے اس کے پاس آئے۔ یزید بن الحارث بن یزید بن ردیم نے عبداللہ بن یزید سے کہا ان سب کی ضمانت سے کیا فائدہ ان میں سے جو دس مشہور اشخاص ہوں۔ صرف ان کی ضمانت لے لو۔ عبداللہ بن یزید نے اسی تجویز پر عمل کیا۔ اور جب ان سے ضمانت لے لی تو عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے مختار کو بلایا۔ اور اس سے کہا خدا کے سامنے یہ قسم کھاؤ۔ کہ جب تک ہم دونوں برسر اقتدار ہیں۔ تم ہمارے خلاف کوئی سازش یا بغاوت نہ کرو گے۔ اگر تم اس عہد کی خلاف ورزی کرو گے تو تم کو ایک ہزار جانور کفارۂ یمین کے لیے کعبے کے دروازے پر ذبح کرنے پڑیں گے اور تمہارے تمام لونڈی غلام آزاد ہو جائیں گے۔ مختار نے یہ قسم کھائی اس کو رہائی مل گئی اور وہ اپنے گھر آ گیا۔

مختار ثقفی کی عہد شکنی:

اس کے بعد ایک صاحب نے مختار کو یہ کہتے سنا۔ کہ یہ لوگ کس قدر احمق ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ میں نے ان سے حلف کیا ہے۔ اسے میں پورا کروں گا۔ اگرچہ میں نے ان کے لیے خدا کی قسم کھائی ہے مگر مناسب یہ ہے۔ کہ میں دیکھوں کہ جس بات کے لیے میں نے قسم کھائی وہ میرے لیے بہتر ہے یا اس کی خلاف ورزی اور ان میں سے جو میرے لیے بہتر ہوگی وہی میں کروں گا۔ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا۔ اب میرا ان کے خلاف خروج کرنا خروج نہ کرنے سے بہتر ہے۔ اسی لیے میں ضرور خروج کروں گا۔ اپنی قسم کا کفارہ کروں گا۔ ہزار جانوروں کا ذبح کرنا میرے لیے بالکل سہل ہے۔ ایک ہزار جانوروں کی قیمت بھی کچھ ایسی زیادہ نہیں جو مجھے پریشان کر دے۔ اب رہا غلاموں کا آزاد کرنا تو میں خود ہی چاہتا ہوں۔ کہ اگر مجھے میرے اس ارادے میں کامیابی ہو جائے تو میں کبھی کسی کو اپنا غلام نہ بناؤں گا۔

مختار ثقفی کی جماعت میں اضافہ:

قید سے رہائی کے بعد جب مختار نے اپنے مکان میں سکونت اختیار کی تو شیعہ اس کے پاس آئے۔ اور سب نے اس کو اپنا امیر بنا لیا۔ جس وقت وہ قید تھا۔ اس وقت بھی یہ پانچ آدمی اس کے لیے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ سائب بن مالک الاشعری' یزید بن انس' احمر بن شمیط' رفاعہ بن شداد الفتیانی اور عبداللہ بن شداد الجشمی روز بروز اس کے طرفداروں میں اضافہ اور اس کی تحریک کو قوت پہنچتی رہی۔

عبداللہ بن مطیع کا امارت کوفہ پر تقرر:

اس اثناء میں ابن الزبیر ؓ نے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن مطیع کو کوفے بھیج دیا۔ ابن الزبیر ؓ نے ابن عدی بن کعب کے عبداللہ بن مطیع کو بلا کر کوفے کا والی مقرر کیا۔ اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرے کا والی مقرر کر کے بصرے بھیجا۔ ان کے تقرر کی اطلاع بحیر بن ریسان الحمیری کو ملی وہ ان سے ملنے آیا۔ اور کہا کہ آج چاند مقام ناطح میں ہے آج تم دونوں سفر نہ کرنا۔ ابن ابی ربیعہ نے ان کا کہا مانا۔ اور اس روز نہ روانہ ہوا۔ بلکہ چندے اور ٹھہر گیا اور پھر اپنے مستقر روانہ ہوا اور محفوظ رہا۔ مگر عبداللہ بن مطیع نے اس سے کہا اگر چاند مقام ناطح میں ہے۔ تو ہوا کرے ہم بھی تو سینگوں سے لڑنا ہی چاہتے ہیں۔ اور واقعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ کہ لڑائی ہوئی اور اس میں عبداللہ بن مطیع کو ذلت اٹھانا پڑی۔

ابن زبیر ؓ کے عمال کے متعلق عبدالملک کی رائے:

جب عبدالملک بن مروان کو معلوم ہوا کہ ابن الزبیر ؓ نے جدید عمال مقرر کیے ہیں۔ اس نے دریافت کیا کہ بصرے پر کسے مقرر کیا ہے۔ لوگوں نے کہا حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو عبدالملک نے کہا وادی عوف میں کوئی شریف آدمی نہیں ہے۔ اس لیے ایک عوفی کو بصرے پر مقرر کیا ہے۔ یہ کہہ کر عبدالملک بیٹھ گیا۔ اور پوچھا کہ کوفے پر کسے مقرر کیا ہے۔ بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن مطیع کو عبدالملک نے کہا کہ یہ محتاط آدمی ہے۔ مگر بسا اوقات احتیاط ترک کر دیتا ہے۔ بہادر ہے مگر بھاگنے کو برا بھی نہیں سمجھتا۔ پھر پوچھا مدینے پر کسے مقرر کیا معلوم ہوا کہ اپنے بھائی مصعب کو عبدالملک نے کہا بے شک یہ بہادر شیر ہے۔ اور ان کے گھر کا آدمی ہے۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ کی مراجعت مکہ:

جمعرات کے دن ۶۵ھ کے ماہ رمضان کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ عبداللہ بن مطیع کوفے آیا۔ اس نے عبداللہ بن یزید سے کہا کہ اگر تم پسند کرو۔ تو یہاں میرے پاس رہو۔ میں ہر طرح تمہاری خاطر مدارات کروں گا۔ اور چاہو تو امیر المومنین کے پاس چلے جاؤ۔ کیونکہ تم نے ان کے ساتھ اور ان کی مسلم آبادی کے ساتھ خیر خواہی کی ہے۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس چلے جاؤ۔

ابراہیم مکے آ گیا۔ چونکہ اس کے عہد میں مالگذاری میں کمی ہوئی تھی۔ اس کے متعلق اس سے باز پرس کی گئی۔ اس نے فتنہ و فساد کو اس کی کمی کا باعث بتایا۔ ابن الزبیر ؓ نے پھر اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی۔

ابن مطیع کا اہل کوفہ سے خطاب:

مطیع نے کوفے میں اپنے دونوں عہدوں کا جائزہ لے لیا۔ یہی نماز بھی پڑھاتا تھا۔ اور مال گذاری کا بھی افسر تھا۔ اس نے ایاس بن مضارب العجلی کو اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا اور حکم دیا۔ کہ سب سے اچھا سلوک کرنا۔ البتہ مشتبہ اشخاص پر سختی کرنا' حصیرہ بن عبداللہ بن الحارث بن درید الازدی جس نے یہ زمانہ پایا ہے۔ اور جو مصعب بن الزبیر ؓ کے قتل میں موجود تھا۔ راوی ہے کہ جب عبداللہ بن مطیع مسجد کوفہ میں آیا میں وہاں موجود تھا۔ اس نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا۔ امیر المومنین عبداللہ بن الزبیر ؓ نے مجھے تمہارے شہر اور علاقے کا حاکم مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اور حکم دیا ہے۔ کہ مال گذاری وصول کروں اور یہاں کے اخراجات کے بعد جو روپیہ فاضل ہو وہ تمہاری مرضی کے بغیر کسی اور جگہ منتقل نہ کروں۔ حضرت عمر ؓ نے بھی مرتے وقت یہی وصیت کی تھی۔ اور

اسی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمل بھی کیا تھا۔ اللہ سے ڈرو۔ صراط مستقیم پر چلتے رہو۔ اختلاف پیدا نہ کرو۔ احمقوں کے ہاتھوں میں اپنے کو نہ دو۔ اگر تم نے میرے کہنے کو نہ مانا۔ تو پھر تم مجھے مورد الزام نہ بنانا بلکہ اپنے ہی کو برا بھلا کہنا ایسی صورت میں بخدا میں مجرم کو سخت سزا دوں گا۔ اور مشتبہ اشخاص کو سیدھا کر دوں گا۔

سائب بن مالک الاشعری کی تقریر:

اس تقریر کے بعد سائب بن مالک الاشعری نے کھڑے ہو کر کہا۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ کہ تم ہماری فاضل آمدنی کو ہماری مرضی کے بغیر منتقل نہ کرو گے۔ تو ہم علی روش الاشہاد کہتے ہیں۔ کہ ہماری آمدنی کہیں اور نہ بھیجی جائے۔ بلکہ اس کو ہم میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سا طرز عمل پسند کرتے ہیں۔ اگر چہ ان کا طرز جہاں باقی دونوں مذکور الصدر طریق حکومت سے ہمارے لیے نقصان میں کم اور خلق اللہ کے فائدہ میں کم نہ تھا۔

یزید بن انس کی تائید:

یزید بن انس نے کہا سائب بن مالک نے بالکل واجبی بات کہی ہے ہماری رائے ان کے ساتھ ہے۔ ابن مطیع نے کہا میں تم پر ہر اس طرز عمل سے حکومت کروں گا۔ جسے تم پسند کرو گے۔ اس کے بعد وہ منبر سے اتر آیا۔ یزید بن انس لاسندی نے سائب سے کہا تم نے خوب کہا کہ اس کی ساری شیخی خاک میں ملا دی اللہ مسلمانوں کے لیے تمہاری عمر دراز کرے بخدا میں خود چاہتا تھا۔ کہ کھڑے ہو کر وہی کہوں جو تم نے کہا۔ اور یہ بھی بہت اچھا ہوا۔ کہ اس کی تردید کوفے والے نے کی جسے ہماری جماعت سے تعلق نہیں ہے۔

مختار ثقفی کے خلاف شکایت:

ایاس بن مضارب نے ابن مطیع سے آ کر کہا۔ سائب مختار کے طرفداروں کا گروہ ہے اور اس لیے مجھے مختار کی جانب سے خطرہ ہے۔ تم اسے اپنے پاس بلا کر اس وقت تک کے لیے قید کر دو۔ جب تک کہ لوگوں کی حالت درست نہ ہو جائے۔ میرے مخبروں نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ کہ اس کی تحریک مکمل ہو چکی ہے۔ اور وہ صبح و شام ہی کوفے پر حملہ کرنے والا ہے۔ ابن مطیع نے زائدہ بن قدامہ اور حسین بن عبداللہ البرسی الہمدانی کو مختار کے بلانے کے لیے بھیجا۔

مختار ثقفی کی طلبی:

یہ دونوں ان کے پاس آئے۔ اور کہا کہ امیر بلاتے ہیں۔ مختار نے کپڑے منگوائے اور سواری کو زین لگانے کا حکم دیا۔ اور ان دونوں کے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب زائدہ بن قدامہ نے یہ دیکھا اس نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ﴾

''اور جب ان لوگوں نے جنہوں نے خدا کی ہستی سے انکار کیا۔ تیرے ساتھ چال چلی کہ تجھے روک لیں۔ یا قتل کر دیں یا خارج البلد کر دیں۔ وہ اپنی چال چلتے ہیں۔ اور اللہ اپنی چال چلتا ہے۔ اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے''۔

اس کو سن کر مختار تاڑ گیا۔ پھر بیٹھ گیا۔ کپڑے اتار دیئے اور کہا۔ کہ مجھے لحاف اوڑھ دو مجھے شدید لرزہ آ گیا ہے۔ اس نے اس وقت عبدالعزیٰ بن سہل الازدی کا یہ شعر پڑھا۔

اذا مـا مـعشـر تـركـو انـدا اهـم ولـم يـا تـوا لـكـريـهـة لـم يـهـابـوا

ترجمہ: ''جب کسی گروہ نے اپنے دیوان خانہ کو نہ چھوڑا اور وہ جنگ میں شریک نہ ہو اس سے کوئی نہیں ڈرتا''۔

مختار ثقفی کی معذرت:

مختار نے ان دونوں سے کہا کہ آپ ابن مطیع کے پاس جائیں اور میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں۔ میری جانب سے معذرت کر دیجیے۔ میں نہیں چل سکتا۔ اس پر زائدہ بن قدامہ نے کہا۔ کہ میں تو اب اس کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔ البتہ اے میرے ہمدانی دوست تم جا کر اس سے ان کی معذرت کر دینا۔

حسین بن عبداللہ کہتا ہے: کہ اس وقت میں نے اپنے جی میں کہا اگر میں نے اس کی جانب سے وہ پیام نہ پہنچایا۔ جو وہ چاہتا ہے۔ تو مجھے یہ ڈر ہے کہ کل یہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ اس بنا پر میں نے مختار سے کہا۔ اچھا میں ابن مطیع سے تمہارا عذر جس طرح تم چاہتے ہو۔ اسی طرح بیان کر دوں گا۔ ہم اس کے پاس سے نکل آئے۔ دیکھا کہ اس کے دروازے پر اس کے طرف دار جمع ہیں۔ خود اس کے مکان میں بھی ان کی اچھی خاصی جماعت پہلے سے موجود تھی۔

حسین بن عبداللہ اور زائدہ بن قدامہ کی گفتگو:

اب ہم ابن مطیع کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے راستے میں میں نے زائدہ بن قدامہ سے کہا۔ جب تم نے کلام اللہ کی آیت پڑھی' میں تمہارا مقصد سمجھ گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ باوجود کپڑے پہن لینے اور گھوڑے پر زین رکھنے کے ہمارے ساتھ آنے سے رُک گیا۔ نیز جب اس نے شعر پڑھا۔ اس سے میں نے یہ بھی سمجھ لیا۔ کہ اس شعر کے پڑھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ تم کو جتا دے کہ جو تم اسے بتانا چاہتے تھے اسے اس نے سمجھ لیا ہے۔ اور اب وہ ابن مطیع کے پاس نہیں جائے گا۔ زائدہ نے اس ساری گفتگو سے انکار کیا اور کہا کہ اس سے میرا مقصد ہرگز کچھ اور نہ تھا۔ میں نے کہا تم قسم نہ کھاؤ۔ بخدا میں کوئی بات ابن مطیع سے یا مختار کے خلاف مرضی بیان نہیں کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ تم اس کے لیے خوف زدہ ہو۔ اور تم کو اس کا اتنا ہی خیال ہے جتنا کہ کسی کو اپنے ابن عم کے لیے ہوا کرتا ہے۔

ہم نے ابن مطیع سے آ کر اس کی بیماری کا حال بیان کر دیا۔ ابن مطیع نے ہماری بات باور کی نیز اسے بھی معذور سمجھا۔

مختار نے اپنے طرفداروں کو بلانا شروع کیا یہ انہیں اپنے گرد و پیش کے مکانوں میں جمع کرتا رہا اس کا ارادہ تھا کہ محرم ہی میں کوفہ پر قبضہ کر لے۔

عبدالرحمٰن بن شریح کی تقریر:

مختار نے طرفداروں میں سے بنی شبام کا ایک معزز شخص عبدالرحمان بن شریح نامی سعید بن منقذ الثوری سعر بن ابی سعر الحنفی اسود بن جراد الکندی اور قدامہ بن مالک الجشمی سے آ کر ملا یہ سب لوگ سعر الحنفی کے مکان میں جمع ہوئے یہاں عبدالرحمٰن بن شریح نے ان کے سامنے تقریر کی اور اس میں کہا۔

حمد و ثنا کے بعد مختار میں ہمیں لے کر خروج کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ان کی بیعت کر لی ہے مگر ہمیں معلوم نہیں کہ انہیں ابن الحنفیہ نے ہمارے پاس بھیجا ہے یا نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم سب ابن الحنفیہ کے پاس چلیں اور انہیں مختار کی دعوت سے آگاہ کر دیں۔

اگر وہ ہمیں مختار کی متابعت کی اجازت دیں گے۔ تو ان کی متابعت کریں گے۔ ورنہ نہیں بخدا دین کی سلامتی ہمارے لیے دنیا کے ہر فائدہ سے زیادہ قابل پذیرائی ہے۔

عبدالرحمٰن اور ہمراہیوں کی روانگی:

سب نے کہا تمہاری رائے بالکل درست ہے تم جب چاہو۔ ہمیں لے کر ابن الحنفیہ کے پاس چلو۔ انہیں دونوں میں یہ سب لوگ ابن الحنفیہ سے ملنے روانہ ہوئے ان کے پاس آئے عبدالرحمٰن بن شریح ان کا سرگروہ تھا۔ ابن الحنفیہ سے ملنے روانہ ہوئے ان کے پاس آئے عبدالرحمان بن شریح ان کا سرگروہ تھا۔ ابن الحنفیہ نے ان سے اہل کوفہ کی حالت دریافت کی انہوں نے ساری کیفیت سنائی۔

اسود بن جواد الکندی کہتا ہے۔ کہ ہم نے ان سے کہا کہ ہمیں آپ سے ایک بات کہنا ہے۔ انہوں نے کہا: علانیہ یا راز میں ہم نے کہا کہ وہ راز ہے انہوں نے کہا تو ذرا ٹھہر جاؤ۔

عبدالرحمٰن کی ابن حنفیہ سے گفتگو:

تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک جانب اٹھ آئے انہوں نے ہمیں اپنے پاس بلا لیا۔ ہم ان کے پاس گئے۔ عبدالرحمٰن بن شریح نے گفتگو شروع کی۔ اور حمد وثنا کے بعد کہا۔ آپ اہل بیت ہیں۔ اللہ نے آپ کو فضیلت دی اور شرف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اور اس امت پر آپ کا بڑا حق قرار دیا ہے۔ کہ جس سے صرف بے عقل اور بدنصیب انکار کر سکتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے جو مصیبت آپ لوگوں کو اٹھانا پڑی۔ اس سے آپ کو ایک خاص حق حاصل ہو گیا۔ کیونکہ تمام مسلمانوں کو اس حادثے کا صدمہ ہے۔ مختار بن ابی عبید ہمارے پاس آئے اور وہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ آپ لوگوں کی جانب سے ہمارے پاس آئے ہیں۔ انہوں نے ہمیں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے اور ضعیفوں کی حمایت کرنے کے لیے دعوت دی۔ ہم نے ان سب باتوں کے لیے ان کی بیعت کر لی۔ مگر اب ہم نے مناسب سمجھا کہ آپ سے ان باتوں کا ذکر کر دیں۔ اگر آپ ان کی اتباع کا ہمیں حکم دیں گے تو ہم ان کی اتباع کریں گے۔ اور اگر آپ منع کر دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

محمد بن حنفیہ کا خطبہ:

اس کے بعد ہم نے فرداً فرداً اسی طرح کی تقریر کی وہ سب کی باتوں کو سنتے رہے۔ جب ہم سب کہہ چکے تو اب انہوں نے اللہ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء کے بعد کہا: آپ نے ہمارے متعلق کہا ہے کہ ہمیں اللہ نے اپنے فضل خاص سے مشرف فرمایا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰـهَ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. اور بے شک اللہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اس فضل پر اس کا شکر واجب ہے۔ آپ نے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی مصیبت کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایک ایسا سفا کانہ قتل عام تھا۔ جو ان کی تقدیر میں تحریر تھا۔ اور ایسی کرامت تھی۔ جو اللہ نے بعض لوگوں کے مراتب کے اضافے کے لیے اور دوسروں کے مراتب کی کمی کے لیے انہیں عطا کی تھی۔ وَ کَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا وَ لَوْ کَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا (اللہ کا حکم پورا ہوا اور اللہ کا حکم پہلے سے ہو چکا تھا) آپ نے ہمارے خون کا بدلہ لینے والوں کا ذکر کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کسی کے ذریعے سے چاہے ہمارے دشمن سے بدلہ لے۔ اس کے بعد میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔

ہم ان کے پاس سے چلے آئے اور ہم نے کہا کہ ان کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیں مختار کی متابعت کی اجازت دے دی ہے۔ کیونکہ اگر وہ اسے برا سمجھتے تو ہمیں منع کر دیتے۔

مختار ثقفی کی پریشانی:

ہم اپنے مقام پر واپس آئے یہاں ہمارے کچھ شیعہ ہم خیال جنہیں ہم نے اپنے ابن الحنفیہ کے پاس جانے اور اس کی غرض سے اطلاع دے دی تھی۔ ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ مختار شیعوں سے کہا کرتا تھا۔ کہ تمہارے کچھ لوگوں کو شک پیدا ہو گیا ہے۔ متحیر ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ محروم ہیں۔ اگر ان میں اصابت رائے ہے تو وہ واپس آ کر میرے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ ڈر کر منحرف ہو گئے اور انہوں نے میری تجویز کو مسترد کر دیا تو وہ ہلاک ہوئے اور محروم رہیں گے۔

مختار ثقفی کے حق میں وفد کی تصدیق:

ایک ماہ سے کچھ زیادہ مدت اسی تعطل میں گذری اس کے بعد یہ وفد ابن الحنفیہ کے پاس سے بغیر اپنے گھروں کو گئے سیدھا مختار کے پاس آیا۔ مختار نے ان سے پوچھا کہ کیا قصہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم فتنے میں پڑ گئے ہو اور میری تحریک کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھتے ہو سب نے کہا ہمیں آپ کی مدد کرنے کا حکم ہوا ہے۔ مختار نے تکبیر کہی اور کہا میں ابواسحاق ہوں۔ تمام شیعوں کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ قریب کے تمام شیعہ جمع ہوئے۔ مختار نے کہا اے جماعت شیعہ تمہارے بعض لوگوں نے میری دعوت کی تصدیق کرنا چاہی۔ اور وہ امام الہدیٰ ابن الحنفیہ کے پاس گئے جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں ہیں۔ ان لوگوں نے ان سے میری دعوت کی تصدیق چاہی۔ اور انہوں نے انہیں مطلع کیا۔ کہ میں ان کا وزیر مددگار پیامبر اور دوست ہوں اور انہیں حکم دیا ہے۔ کہ میری اتباع کریں۔ ظالموں سے لڑنے اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا بدلہ لینے میں میرے حکم کی بجا آوری کریں۔

عبدالرحمٰن بن شریح کی مختار ثقفی کی حمایت میں تقریر:

اس کے بعد عبدالرحمٰن بن شریح نے کھڑے ہو کر تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے جماعت شیعہ ہم نے اپنے لیے خاص کر اور آپ سب کے لیے عامۃً اس بات کو مناسب خیال کیا۔ کہ اس معاملے میں مشورہ کر لیں۔ اس وجہ سے ہم مہدی ابن علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہم نے ان سے اپنی اس جنگ کے برحق ہونے اور مختار کی دعوت کی صداقت دریافت کی انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم خود مختار کی دعوت کو قبول کریں۔ اور اس کی پوری طرح امداد و پشت پناہی کریں۔ اس حکم کو سن کر ہم باغ باغ ہو گئے۔ اور ہمارے سینے صاف ہو گئے۔ جو شک وشبہ ہمارے دل میں اس تحریک کے متعلق تھا وہ سب اللہ نے دور کر دیا۔ اور اب ہم نے اپنے مشترکہ دشمن سے لڑنے کا عزم کر لیا ہے۔ جو لوگ اس وقت موجود ہیں۔ انہیں چاہیے۔ کہ وہ اس بات کو ان لوگوں کو پہنچا دیں۔ جو یہاں موجود نہیں۔ نیز آپ لوگ اب تیاری کیجیے اس تقریر کو ختم کرنے کے بعد عبدالرحمٰن بیٹھ گیا۔ پھر ہم میں سے ہر شخص نے فرداً فرداً یہی تقریر کی اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ تمام شیعہ اس تحریک میں شرکت کے لیے پوری طرح آمادہ ہو گئے۔

عامر الشعبی لکھتا ہے۔ کہ سب سے پہلے میں نے اور میرے باپ نے مختار کی دعوت پر لبیک کہا۔

ابراہیم بن الاشتر کی سپہ سالاری کی تجویز:

جب پوری تیاری ہو گئی اور خروج کا وقت قریب آ گیا تو احمر بن شمیط یزید بن انس عبداللہ بن کامل اور عبداللہ بن شداد نے

مختار سے کہا کہ کوفے کے تمام اشراف تمہارے مقابلہ کے لیے ابن مطیع کے پاس جمع ہیں اگر ہم ابراہیم بن الاشتر کو اپنا سپہ سالار مقرر کر لیں گے۔ تو چونکہ وہ ایک جوانہ اور بہادر اور شریف زادے ہیں نیز کافی شہرت بھی رکھتے ہیں۔ اور معزز وکثیر خاندان کے بھی فرد ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ کی مدد سے ہمیں دشمن کے خلاف بڑی قوت حاصل ہو جائے گی اور اس کی مخالفت بے ضرر ہو جائے گی۔

مختار نے کہا ان کے پاس جاؤ۔ انہیں دعوت دو۔ اور مطلع کرو کہ ہمیں حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان والوں کے خون کا بدلہ لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

ابراہیم سے وفد کی ملاقات:

شعبی کہتا ہے کہ ہم سب لوگ ابراہیم کے پاس آئے۔ اور میرے والد بھی اس جماعت میں شریک تھے۔ یزید بن انس نے گفتگو شروع کی۔ اور کہا کہ ہم ایک اہم بات آپ سے کہنے اور اس کی دعوت دینے آئے ہیں۔ اگر آپ اسے قبول فرمائیں گے تو آپ کے لیے بہتری ہے۔ اور اگر قبول نہ کریں گے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ اور ہم یہ درخواست کریں گے کہ اسے آپ کسی سے بیان نہ کریں۔

ابراہیم نے کہا میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ مجھ سے کسی بات کے بیان کرتے ہوئے کسی قسم کا اندیشہ کیا جائے یا میرے تقرب سلطانی سے کسی کو خوف ہو۔ وہ چھچھورے تنگ نظر ہوتے ہیں۔ جو اس قسم کی رعائتیں ملحوظ نہیں رکھتے۔

یزید بن انس نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو ایسی بات کے لیے دعوت دیتے ہیں جس پر شیعوں کی جماعت نے اتفاق کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائے۔ اہل بیت کا بدلہ لیا جائے۔ اور کمزوروں کی حفاظت کی جائے۔

احمر بن شمیط کا ابراہیم سے خطاب:

اس کے بعد احمر بن شمیط نے تقریر کی اور کہا کہ میں آپ کا مخلص دوست ہوں۔ آپ کے والد کا انتقال ہو چکا ہے وہ ایک بڑے شریف سردار تھے۔ ان کی وجہ سے اگر آپ اسے قبول فرمالیں گے تو آپ کو وہی مرتبہ عزت حاصل ہو جائے گا جو آپ کے والد کا تھا۔ اور اس طرح آپ ایک مردہ عزت کو جو آپ کے آباء نے آپ کے لیے حاصل کی تھی پھر زندہ کر دیں گے۔ آپ ایسے بہادر شخص کی ادنیٰ کوشش اس کام کو کامیابی کی انتہائی حد تک پہنچانے کے لیے بالکل کافی ہے۔

ابراہیم بن الاشتر کی رضامندی:

اس تقریر کو سن کر وہ سوچنے لگے اب سب نے مل کر انہیں دعوت و ترغیب و تحریص دینا شروع کی ابراہیم نے کہا میں تمہاری اس دعوت کو کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کا بدلہ لیا جائے۔ اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ تم اس تمام کارروائی کو میرے سپرد کر دو۔ لوگوں نے کہا ہم تو اس کے لیے بالکل تیار ہیں۔ کہ تم کو امیر بنائیں۔ مگر اس کی کوئی سبیل نہیں۔ کیونکہ مختار مہدی کی جانب سے ہمارے پاس ان کے پیغامبر اور اس جنگ پر مامور ہو کر آیا ہے۔ اور ہمیں اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

ابن الاشتر یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ انہوں نے ہماری دعوت قبول نہیں کی۔ ہم نے مختار سے آکر سارا واقعہ بیان کر دیا۔

مختار ثقفی اور ابن اشتر کی ملاقات:

تین دن گذر گئے پھر مختار نے اپنے بعض سربرآوردہ دوستوں کو جن میں میں اور میرے باپ بھی تھے۔ اپنے پاس بلایا اور سب کو لے کر روانہ ہوا۔ وہ ہمارے آگے کوفے کے مکانات سے یکے بعد دیگرے گذرتا جاتا تھا۔ ہمیں معلوم نہ تھا۔ کہ کہاں جا رہا ہے اسی طرح چلتے چلتے ابراہیم بن الاشتر کے دروازے پر ٹھہرے ہم۔ کو اس نے اندر آنے کی اجازت دی اور ہمارے لیے مسندیں بچھادیں ہم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے مختار خود ابراہیم کی مسند پر بیٹھ گیا۔ مختار نے کہا۔

مابعد یہ مہدی محمد بن امیر المومنین وصی کا خط آپ کے نام ہے جو خود بہترین انسان اور انبیاء کے بعد انسان کے لیے ہیں۔ اس خط میں وہ آپ سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ آپ ہماری مدد کیجیے۔ اگر آپ مدد کریں گے۔ تو اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے۔ اور اگر نہ کریں گے تو یہ خط آپ کے خلاف حجت ہے اور اللہ مہدی محمد اور ان کے دوستوں کو آپ کی عدم شرکت سے بے پرو کردے گا۔

ابن الحنفیہ کا جعلی خط:

مکان سے روانہ ہوتے وقت مختار نے اس خط کو میرے حوالے کر دیا تھا۔ جب انہوں نے اپنی اس گفتگو کو ختم کر دیا تو مجھ سے کہا کہ وہ خط ابراہیم کو دے دو۔ میں نے وہ خط اسے دے دیا۔ اس نے چراغ منگوایا۔ اس کی مہر توڑی اور پڑھا۔ اس خط میں مرقوم تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ محمد المہدی کی طرف سے ابراہیم بن مالک الاشتر کو بھیجا جاتا ہے سلام علیک اس خدا کی تعریف کے بعد جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنے وزیر معتمد علیہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور انہیں حکم دیا ہے۔ کہ وہ میرے دشمن سے لڑیں اور میرے اہل بیت کا بدلہ لیں تک ان کی اپنے خاندان اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ مدد کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارا مجھ پر احسان ہوگا۔ علاوہ ازیں تم ہر فوج کے جولڑنے جائے امیر بنائے جاؤ گے۔ اور کوفے سے لے کر شامیوں کے انتہائی شہروں تک جس جگہ پر تم قبضہ کرو گے وہ تمہیں تفویض کر دیئے جائیں گے۔ میں اس وعدے کے ایفا کے لیے اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں۔ نیز اگر تم نے میری خواہش کو منظور کر لیا تو اللہ کے یہاں بھی تم کو اس کا بڑا اجر ملے گا۔ اگر تم نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو تم اس طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے کہ پھر کبھی اس کی تلافی ممکن نہ ہوگی۔ والسلام۔

خط کو پڑھ کر ابراہیم نے کہا اس سے پہلے میرے اور ان کے درمیان خط و کتابت رہ چکی ہے وہ ہمیشہ اپنے خطوں کو اپنے اور باپ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ مختار نے کہا کہ ہاں وہ اور زمانہ ہوگا۔ اب اور زمانہ ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ اسے کون جانتا ہے کہ یہ ابن الحنفیہ نے لکھا ہے اس پر زید بن انس' احمر بن شمیط' عبداللہ بن کامل اور ان کے اور ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ یہ خط محمد بن علی رضی اللہ عنہ ہی نے تم کو لکھا ہے۔ صرف میں نے اور میرے والد نے اس شہادت میں حصہ نہیں لیا۔

ابراہیم بن الاشتر کی اطاعت:

یہ سن کر ابراہیم صدر مسند سے اٹھ آیا اور اس جگہ مختار کو بٹھا دیا۔ اور کہا اپنا ہاتھ لائیے میں بیعت کرتا ہوں۔ مختار نے ہاتھ بڑھا دیا۔ ابراہیم نے بیعت کر لی۔ پھر ہم سب کے لیے فواکہ اور شہد کا شربت منگوایا۔ کھا پی کر ہم وہاں سے اٹھ آئے ابن الاشتر بھی ہمارے ساتھ آیا۔ مختار کے ساتھ سوار ہو کر اس کے فرودگاہ میں آیا۔

ابراہیم بن الاشتر کا تذبذب:

جب یہاں سے اپنے مکان جانے لگا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا اے شعبی ہمیں واپس لے چلو میں اس کے ساتھ واپس ہوا۔ جب ہم دونوں اس کے مقام پر آئے تو اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ تم نے اور تمہارے والد نے مختار کی تائید میں شہادت نہیں دی۔ کہو کیا ان لوگوں نے سچ کہا میں نے کہا کہ جس طرح انہوں نے شہادت دی ہے اس سے تم خود واقف ہو ان میں بڑے بڑے قاری شہر کے شیوخ اور عرب کے سردار شامل تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں نے کوئی غلط بیانی کی ہوگی۔ کہنے کو تو میں نے یہ کہہ دیا۔ مگر بخدا مجھے خود ان کی شہادت پر اعتبار نہ تھا۔ البتہ اتنا ضرور تھا کہ مختار کے خروج کو میں دل سے چاہتا تھا۔ کہ یہ کارروائی انجام کو پہنچے۔ اس خیال سے میں نے اپنے دلی منشاء سے اسے آگاہ نہ کیا۔

ابن الاشتر کو تحریری یقین دہانی:

ابن الاشتر نے مجھ سے کہا کہ چونکہ میں ان سب صاحبوں کو پہچانتا نہیں ہوں۔ اس لیے تم ان سب کے نام مجھے لکھ دو۔ اس نے کاغذ اور دوات منگوائی اور یہ تحریر لکھ لی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''سائب بن مالک الاشعری' یزید بن انس الاسدی' احمر بن شمیط الاحمسی اور مالک بن عمرو النہدی اس طرح اس نے اور سب لوگوں کے نام لکھ کر لکھا۔ کہ ان لوگوں نے یہ شہادت دی ہے کہ محمد بن علی رضی اللہ نے ابراہیم بن الاشتر کو یہ تحریری حکم بھیجا ہے کہ وہ ظالموں سے جنگ اور اہل بیت کا بدلہ لینے کے لیے مختار کی اعانت و نصرت کرے اور اس شہادت کی صداقت پر شراحبیل بن عبد جو ابو عامر الشعبی مشہور فقیہ ہیں۔ عبدالرحمان بن عبداللہ الحنفی اور عامر شراحبیل الشعبی نے شہادت دی ہے''۔

اس پر میں نے ابراہیم سے کہا اللہ آپ پر رحم کرے یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ ابراہیم نے کہا رہنے دو۔ ممکن ہے کہ یہ مفید ہو۔

مختار ثقفی اور ابن الاشتر کی ملاقاتیں:

ابراہیم نے اپنے عزیزوں بھائیوں اور دوسرے اپنے طرفداروں کو اپنے پاس بلایا۔ اور اب یہ مختار کے پاس جانے لگا۔ یحییٰ بن ابی عیسیٰ الازدی حمید بن مسلم الاسدی ابراہیم بن الاشتر کا دوست تھا یہ اس کے پاس جایا کرتا تھا۔ نیز اس کے ہمراہ مختار کے پاس بھی جاتا تھا۔ ابراہیم مغرب کے قریب مختار کے پاس جاتا اور تارے چھٹکنے تک اس کے پاس رہتا۔ پھر گھر آ جاتا کچھ زمانہ تک یہ آپس میں اپنے معاملات پر غور کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے تصفیہ کیا کہ ۱۴ ربیع الاول پنجشنبہ کے دن خروج کریں۔ ان کے شیعہ اور دوسرے طرف داروں نے بھی اس پر پوری طرح آمادگی ظاہر کی۔

ایاس بن مضارب کا گشت:

غروب آفتاب کے وقت ابراہیم نے اذان دی اور خود ہی آگے بڑھ کر امامت کی اور ہمیں نماز پڑھائی مغرب کی نماز کے بعد جب کے تاریکی چھا گئی یہ ہمیں لے کر مختار کی طرف چلا ہم پوری طرح مسلح ہو کر مختار کی جانب چلے اس اثنا میں ایاس بن مضارب نے عبداللہ بن مطیع سے یہ بات کہہ دی تھی کہ ان دو راتوں میں سے کسی ایک رات میں مختار تم پر خروج کرنے والا ہے ایاس جنگی پولیس کو

لے کر گشت کے لیے نکلا۔ اس نے اپنے بیٹے راشد کو کناسہ بھیجا اور بازاروں کے گرد گشت کرتا رہا۔ اس نے ابن مطیع سے جا کر کہا میں نے اپنے بیٹے راشد کو کناسہ بھیج دیا ہے۔ اگر آپ کوفے کے ہر بازار میں اپنے کسی بڑے سردار کو وفادار جماعت کے ساتھ بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ اس سے مختار ڈر جائے گا۔ اور خروج نہ کرے گا۔

چنانچہ ابن مطیع نے عبدالرحمٰن بن سعد بن قیس کو جبانہ السبیع بھیجا اور کہا کہ تم اپنی قوم والوں کو روکے رکھو۔ جس حلقہ پر میں تم کو بھیجتا ہوں اس کی تم اچھی طرح نگرانی کرو اور کسی کو اپنے حلقے سے آگے نہ بڑھنے دو۔ اگر وہاں کوئی واقعہ پیش آ جائے تو پوری قوت اور چابکدستی سے اسے فرو کرو۔

سردارانِ کوفہ کو ہدایات:

ابن مطیع نے کعب بن ابی کعب الخثعمی کو جبانہ بشر بھیجا زجر بن قیس کو جبانہ کندہ شمر بن ذی الجوشن کو جبانہ سالم عبدالرحمان بن مخنف بن سلیم کو جبانہ صائدین اور یزید بن الحارث بن رویم ابوحوشب کو جبانہ مراد بھیجا ان تمام سرداروں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے ہم قوموں کو ہماری مخالفت سے باز رکھیں۔ اور کسی کو اپنے حلقے سے آگے نہ آنے دیں اور جس حلقے پر انہیں متعین کیا جاتا ہے۔ اس کی پوری نگرانی رکھیں۔

ابن الاشتر کی روانگی:

دوشنبے کو یہ سردار اپنی اپنی جماعت کے ساتھ اپنے اپنے مفوضہ حلقوں پر آ گئے دوسری جانب ابراہیم بن الاشتر مغرب کی نماز کے بعد مختار کے پاس آنے کے ارادے سے اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوا۔ اسے یہ اطلاع مل چکی تھی۔ کہ تمام بازاروں میں فوجیں متعین ہیں۔ نیز جنگی پولیس نے بڑے بازار اور قصر امارت کو گھیر رکھا ہے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ منگل کی رات کو بعد مغرب میں ابراہیم کے ہمراہ مختار کے مکان سے روانہ ہوا۔ ہم عمرو بن حریث کے مکان سے گذرے ہماری جماعت سو افراد پر مشتمل تھی۔ ابراہیم ہمارا سردار تھا۔ ہم زرہیں اور قبائیں پہنے ہوئے تھے۔ تلواریں ہمارے ساتھ تھیں۔ تلواروں کے سوا جنہیں ہم نے کاندھوں پر لٹکا لیا تھا۔ اور کوئی ہتھیار ہمارے پاس نہ تھا۔ البتہ زرہیں قباؤں کے نیچے پہنے ہوئے تھے۔ جب ہم سعد بن قیس کے مکان سے گذر کر اسامہ کے مکان پر پہنچے۔ تو ہم نے ابراہیم سے کہا کہ آپ ہمیں خالد بن عرفطہ کے مکان سے ہو کر بنی بجلیہ کے محلے میں لے چلیے۔ وہاں پہنچ کر ہم ان کے مکانات میں سے ہو کر مختار کے پاس جا نکلیں گے۔

ابراہیم بن الاشتر کو گرفتار کرنے کا قصد:

ابراہیم جو ایک بہادر جوان تھا۔ اور دشمن کے مقابلہ میں باک نہیں کرتا تھا۔ کہنے لگا کہ میں عمرو بن حریث کے مکان پر قصر امارت کے پہلو میں وسط بازار میں گذروں گا۔ اس طرح اپنے دشمن کو مرعوب کروں گا اور بتاؤں گا۔ کہ مجھے ان کی کچھ پرواہ نہیں اب ہم باب الفیل کے راستے سے مختار کے مکان کی طرف چلے ابراہیم داہنی سمت مڑ کر عمرو بن حریث کے مکان کی طرف چلنے لگا۔ جب اس مکان سے ہم گذرے ہم نے دیکھا کہ ایاس بن مضارب پولیس کے ساتھ ہتھیار رکھو لے کھڑا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا تم کون ہو۔ اور کہاں جا رہے ہو۔ ابراہیم نے جواب دیا میں ابراہیم بن الاشتر ہوں۔ ابن مضارب نے پوچھا تمہارے ساتھ یہ جماعت کیسی ہے؟ بخدا تمہاری نیت بخیر نہیں معلوم ہوتی۔ مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ تم ہر شام اس مقام سے گذرا کرتے ہو۔ میں تم کو بغیر امیر کے سامنے

پیش کیے نہیں جانے دوں گا۔ ان کے سامنے چلو جیسا وہ مناسب خیال کریں گے تمہارے بارے میں حکم کریں گے۔

ایاس بن مضارب کا خاتمہ:

ابراہیم نے کہا تم مجھے نہ روکو اور جانے دو ایاس نے کہا بخدا میں ہرگز تم کو جانے نہ دوں گا۔ ایاس بن مضارب کے ہمراہ ایک ہمدانی ابوقطن نامی بھی تھا۔ جو ہر کوتوال کے ساتھ رہا کرتا تھا اسی بنا پر سب لوگ اس کی عزت وتعظیم کرتے تھے۔ یہ ابن الاشتر کا دوست تھا۔ اس نے اسے اپنے پاس بلایا۔ ابوقطن کے پاس ایک طویل نیزہ تھا یہ نیزہ لیے اس کے قریب پہنچا۔ اوراس کا خیال تھا کہ اس نے مجھے اس لیے بلایا ہے کہ میں ابن مضارب سے اس کی سفارش کروں کہ وہ اسے جانے دے ابن الاشتر نے اس نیزے کو لے کر کہا کہ یہ بہت لانبا ہے اور فوراً ہی ابن مضارب پر حملہ آور ہوا۔ اور نیزہ اس کے حلقوم میں پیوست کر دیا اور گھوڑے سے گرا دیا۔ اپنے ایک ہم قوم سے کہا کہ اتر کر اس کا سر کاٹ لو۔ اس شخص نے اس حکم کی بجا آوری کی۔ اس واقعے سے ابن مضارب کی جماعت منتشر ہو کر ابن مطیع کے پاس آئی اس نے ایاس کے بیٹے راشد کو اس کی جگہ کوتوال مقرر کیا۔ اوراس رات کو اس کی جگہ کناسہ میں سوید بن عبدالرحمان المنقری ابوقعقاع بن سوید کو بھیجا۔

ابراہیم بن الاشتر اور مختار کی ملاقات:

ابراہیم بدھ کی رات مختار کے پاس آیا۔ اوراس سے کہا کہ اگر چہ ہم نے کل والی رات میں خروج کا ارادہ کیا تھا مگر ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ کہ جس کی وجہ سے آج ہی رات کو خروج کرنا ضروری ہوا۔ مختار نے پوچھا کیا ہوا؟ ابراہیم نے کہا کہ ایاس بن مضارب نے میرا راستہ روکا وہ اس گھمنڈ میں تھا کہ مجھے روک دے گا۔ میں نے اسے قتل کر دیا۔ اوراس کا سر میرے ساتھیوں کے ہمراہ موجود ہے۔ مختار نے کہا اللہ تجھے نیک بشارت دے یہ شگون نیک ہے اللہ نے چاہا تو یہ پہلی فتح ثابت ہوگی۔

مختار ثقفی کا خروج:

مختار ثقفی نے سعید بن منقذ کو حکم دیا۔ کہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے لکڑی کے مٹھوں میں آگ روشن کرو۔ عبداللہ بن شداد کو حکم دیا۔ کہ تم ہمارا شعار بلند کرو۔ سفیان بن لیل اور قدامہ بن مالک سے کہا کہ تم لوگوں میں منادی کرو۔ کہ حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کون آتا ہے۔ پھر مختار نے اپنی زرہ اور ہتھیار منگائے جب وہ آ گئے تو زیب بدن کرنے لگا۔ اور پڑھتا جاتا تھا:

قد علمت بيضاء حسنا الطلل واضحة الخدين عجزاء الكفل انى غداة الروع مقدام بطل.

''گداز بدن، گوری چٹی، روشن رخسار موٹے سرین والی خوبصورت عورت اس بات سے واقف ہے۔ کہ میں جنگ میں آگے بڑھنے والا دلیر ہوں''۔

ابراہیم بن الاشتر کی مراجعت:

ابراہیم نے مختار سے کہا کہ یہ سردار جنہیں ابن مطیع نے محلوں میں مقرر کیا ہے۔ ہمارے طرفداروں کو ہمارے پاس آنے نہیں دیتے۔ اگر میں اپنی جماعت کے اپنی قوم کے پاس جاؤں تو میری قوم کے وہ تمام لوگ جنہوں نے میری بیعت کی ہے۔ میرے گرد جمع ہو جائیں گے انہیں لے کر میں کوفے کے اطراف میں چلا جاؤں گا۔ اور پھر ہم اپنا شعار بلند کریں گے۔ جو میرے پاس آنا چاہے گا۔ وہ میرے پاس آ جائے گا۔ اور جس سے ہو سکے گا وہ تمہارے پاس چلا آئے گا۔ جو تمہارے پاس آ جائے اسے تم اپنے اور طرفداروں

کے ساتھ روک لینا۔ تا کہ اگر ہمارے مقررہ وقت سے پہلے تم پر حملہ کر دیا جائے تو اس طرح تمہارے پاس ایسی جماعت ہو جس سے دشمن کا مقابلہ کیا جا سکے' نیز اگر میں اپنی کاروائی سے فارغ ہو گیا تو رسالہ اور پیدل لے کر فوراً تمہارے پاس آ جاؤں گا۔

مختار نے کہا تم فوراً جاؤ مگر دشمن کے سردار کی طرف لڑنے نہ جانا۔ بلکہ جب تک جنگ سے بچ سکو بچنا۔ میری اس نصیحت کو یاد رکھو کہ جب تک جنگ کی ابتدا حریف مقابل کی طرف سے نہ ہو۔ تم پیش دستی نہ کرنا۔

زخر بن قیس کا ابن الاشتر پر حملہ:

ابراہیم بن الاشتر اپنے اس دستے کے ساتھ جسے وہ لے کر آیا تھا مختار سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس آیا۔ جن لوگوں نے اس کی بیعت کی تھی اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے اکثر نے ایفائے عہد کیا یہ ان سب کو لے کر کوفے کی گلیوں میں رات گئے تک چلتا رہا۔ کیونکہ وہ ان راستوں سے بچ رہا تھا۔ جو ان احاطوں کو جاتے تھے۔ جہاں ابن مطیع نے اپنے سردار متعین کر دیئے تھے اسی طرح وہ شاہراہوں کے ناکوں سے بھی بچتا جاتا تھا۔ چلتے چلتے جب یہ مسجد سکون کے پاس پہنچے تو زحر بن قیس کے رسالے کے ایک دستے نے جس کا کوئی قائد یا امیر نہ تھا۔ ابراہیم کی جماعت پر حملہ کر ابراہیم اور اس کے ساتھیوں نے بھی ان پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیا یہ شکست خوردہ جماعت محلّہ کندہ پہنچی۔ ابراہیم نے دریافت کیا۔ کہ کندہ کے احاطہ میں کون رسالدار مقرر رہے۔ قبل اس کے کہ اس کا جواب اسے معلوم ہو اس نے اپنے ساتھیوں سمیت حملہ کر دیا ابراہیم کہتا جاتا تھا۔ کہ اے خداوند تو جانتا ہے۔ کہ ہم تیرے نبی ﷺ کے خاندان کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں۔ تو ہمیں دشمن پر فتح دے۔ اور ہماری اس تحریک کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔

زحر بن قیس کی پسپائی:

جب ابراہیم دشمن کے رسالے تک جا پہنچا اور اسے مار بھگایا۔ تو اس سے کہا گیا۔ کہ اس رسالے کا سردار زحر بن قیس ہے یہ سنتے ہی ابراہیم نے مراجعت کا حکم دیا۔ جب یہ پسپا ہوئے تو ان کی ترتیب بگڑ گئی ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا۔ راستے میں اگر کوئی گلی ملتی تو کچھ اس میں ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد یہ لوگ آہستہ آہستہ مراجعت کرنے لگے۔

ابراہیم بن الاشتر کا احاطہ اثیر میں قیام:

ابراہیم اثیر کے احاطہ پہنچا۔ وہاں دیر تک ٹھہرا رہا اس کے ساتھیوں نے اپنا شعار بلند کیا۔ سوید بن بن عبداللہ کو معلوم ہوا۔ کہ یہ جماعت اثیر کے احاطے میں موجود ہے۔ اس نے اس توقع پر کہ میں اس جماعت کو اچانک جا کر تباہ کروں گا۔ اور اس طرح ابن مطیع کے دل میں گھر کروں گا۔ ابراہیم بن الاشتر اور اس کی جماعت پر بے خبری میں حملہ کر دیا۔

سوید بن عبداللہ کا ابن الاشتر پر حملہ:

ابراہیم نے اس حالت کو محسوس کر کے اپنی جماعت سے کہا اے اللہ کے سپاہیو! اتر پڑو۔ ان فاسقوں کے مقابلے میں جنہوں نے اہل بیت رسول ﷺ کے کے خون بہائے ہیں۔ تم اس بات کے زیادہ سزاوار ہو۔ کہ اللہ تمہاری مدد کرے۔ اس حکم پر سب اتر پڑے۔ ابراہیم نے ان پر حملہ کیا اور اس قدر مارا کہ انہیں میدان سے بھاگنا ہی پڑا کوئی ترتیب باقی نہ رہی۔ ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا۔ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے جاتے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا ہم بھی تو یہی چاہتے تھے۔ ہماری جو جماعت ان کا مقابلہ کرے گی اسے یہ شکست دے گی۔

سوید بن عبداللہ کی پسپائی:

ابراہیم اسی طرح شکست دیتا رہا۔ آخر کو وہ کناسے میں گھس گئے۔ ابراہیم کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ آپ ان کا تعاقب کریں وہ مرعوب ہو گئے ہیں۔ اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ ہماری اس کاروائی کا مقصد کیا ہے اور خدا ان کی دعوت اور مقصد سے بھی واقف ہے۔

ابراہیم نے ان کے مشورے کو قبول نہیں کیا۔ اور کہا کہ پہلے ہمیں اپنے امیر کے پاس چلنا چاہیے۔ تاکہ ہماری غیبت سے ان کو جو پریشانی لاحق ہوگی وہ دور ہو ہمیں ان کی حالت سے اور انہیں ہماری کارروائی سے واقفیت ہو۔ اس طرح ان کی اور ان کے دوستوں کی قوت میں اضافہ ہوگا۔ نیز باہمی مشورے سے کوئی عمدہ طرزِ عمل پیدا ہوگا اور مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ ان پر یورش ہو گئی ہوگی۔

ابراہیم بن الاشتر کی پیش قدمی:

ابراہیم اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھا۔ مسجد اشعث کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرا۔ وہاں سے چلا پھر مختار کے مکان آیا۔ دیکھا کہ شور وغوغا برپا ہے۔ اور جنگ ہو رہی ہے شبث بن ربعی سنجہ کی جانب سے مختار پر حملہ آور ہوا۔ مختار نے یزید بن انس کو اس کے مقابلے پر بھیجا حجار بن ابجر العجلی بڑھا۔ مختار نے احمر بن شمیط کو اس کے مقابلے کے لیے حکم دیا۔ جنگ خوب ہو رہی تھی۔ کہ ابراہیم قصر امارت کی جانب سے یہاں پہنچا۔ حجار اور اس کی فوج کو معلوم ہوا۔ کہ ابراہیم ہماری پشت پر آ گیا ہے۔ اس کے آنے سے پہلے ہی وہ متفرق ہو کر گلی کوچوں میں منتشر ہو گئے۔

شبث کا ابن مطیع کو مشورہ:

بنی نہد کے تقریباً سو طرفداران مختار کے ہمراہ قیس بن طہفہ آیا اور اس نے شبث بن ربعی پر جو اس وقت یزید بن انس سے مصروف پیکار تھا۔ حملہ کر دیا۔ شبث نے اس کی مزاحمت نہیں کی اسے راستہ دے دیا۔ اور جب قیس اور یزید دونوں کی فوجیں یک جا ہو گئیں تو شبث راستہ ان کے لیے چھوڑ کر ابن مطیع کے پاس آ گیا۔ اور اس سے کہا کہ آپ اپنے ان تمام سرداروں کو جن کو مختلف حلقوں میں آپ نے متعین کیا ہے۔ اپنے پاس بلا لیجیے۔ اور جب سب جمع ہو جائیں تو ایک قابل اعتماد سردار کو سپہ سالار مقرر کر کے ان سے لڑنے بھیجیے۔ دشمن کی طاقت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ مختار نے علی الاعلان خروج کر دیا ہے۔ اور اس کی دعوت کامیاب ہو گئی ہے۔

دوسری طرف مختار کو معلوم ہوا کہ شبث نے ابن مطیع کو اس قسم کا مشورہ دیا ہے وہ اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ سے چل کر سنجہ آیا۔ اور زائدہ کے باغ کے متصل دیر ہند کی پشت پر فروکش ہوا۔

بنو شاکر میں انتقام حسین رضی اللہ عنہ کی منادی:

ابوعثمان نے خروج کر کے بنو شاکر میں آ کر منادی کی یہ لوگ خروج کے لیے اپنے مکانات میں جمع تھے۔ مگر چونکہ کعب بن ابی کعب الخثعمی ان کے قریب ہی بشر کے احاطے میں متعین تھا۔ اس کے خوف سے یہ لوگ خروج نہ کر سکے تھے۔ کعب کو یہ معلوم ہوا تھا۔ کہ بنی شاکر خروج کرنے والے ہیں۔ وہ اپنے مقام سے چل کر میدان میں آیا۔ اور ان کے گلی کوچوں کے ناکے اس نے روک دیئے۔ اب ابوعثمان نے اپنی ایک مختصر جماعت کے ساتھ آ کر منادی کی۔ ''حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے آؤ''۔ اے ہدایت یافتہ قبیلے

امیر وزیر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خروج کر دیا ہے وہ دیر ہند میں فروکش ہیں۔ انہوں نے اس کی بشارت دینے اور تم کو دعوت دینے مجھے بھیجا ہے۔ اللہ تم پر رحم کرے خروج کرو۔

بنو شاکر کا خروج:

یہ سنتے ہی بنی شاکر ''حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے'' کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور کعب بن ابی کعب سے لپٹ گئے پھر کعب کی فوج نے انہیں راستہ دے دیا۔ یہ مختار کے پاس آ کر اس کی چھاؤنی میں خیمہ زن ہو گئے۔ عبداللہ بن قراد الخثعمی نے قبیلہ خثعم کے تقریباً دو سو آدمیوں کے ہمراہ خروج کیا۔ اور یہ بھی مختار کے پاس اس کے پڑاؤ میں آ گیا۔ کعب بن ابی کعب نے اس کی بھی مزاحمت کرنا چاہی اور ایک دوسرے کے مقابل میں صف بستہ بھی ہو گئے۔ مگر کعب کو جب معلوم ہوا۔ کہ یہ اس کے قبیلے والے ہیں۔ اس نے بغیر لڑے انہیں راستہ دے دیا۔

بنی شبام کا خروج:

بنی شبام آخر شب میں جنگ کے لیے نکلے اور مراد کے احاطے میں آ کر جمع ہوئے جب عبدالرحمان بن سعید بن قیس کو ان کے خروج کا علم ہوا۔ اس نے ان سے کہلا بھیجا کہ اگر تم مختار کے پاس جانا چاہتے ہو تو سبیع کے محلے سے نہ گذرو۔ یہ جماعت بھی مختار سے آ ملی۔ ان بارہ ہزار آدمیوں میں سے جنہوں نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تین ہزار آٹھ سو آدمی طلوع فجر سے پہلے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس نے ان کی ترتیب وغیرہ بھی قائم کر دی۔

والبی کا بیان:

والبی کہتا ہے کہ میں حمید بن مسلم اور نعمان بن ابی جعد مختار کی شب خروج پہلے اس کے مکان آئے اور پھر اسی کے ہمراہ اس کے فوجی پڑاؤ چلے آئے۔ ابھی صبح بھی نمودار نہیں ہوئی تھی۔ کہ مختار اپنی فوج کی ترتیب و آراستگی سے فارغ ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اندھیرے ہی سے خود امام بن کر ہمیں نماز صبح پڑھائی۔ اور سورۂ نازعات اور عبس وتولی تلاوت کی ہم نے اس سے پہلے کسی امام کو اس سے زیادہ خوش لہجہ میں کلام پاک کی قرات کرتے نہ سنا تھا۔

امرائے کوفہ کا مسجد اعظم میں اجتماع:

ابن مطیع نے تمام محلوں کے امراء کو یہ حکم دیا کہ سب کے سب مسجد اعظیم میں جمع ہوں۔ نیز یہ اعلان کر دیا کہ آج رات کو جو مسجد میں نہ آئے گا اس کے حقوق حفاظت زائل ہو جائیں گے۔ اس اعلان سے بہت سے لوگ مسجد میں جمع ہوئے جب سب جمع ہو گئے تو ابن مطیع نے شبث بن ربعی کو تقریباً تین ہزار فوج کے ساتھ مختار کے مقابلے میں بھیجا اور راشد بن ایاس کو چار ہزار فوج خاصہ دے کر روانہ کیا۔

شبث بن ربعی:

ابی سعید الصیقل کہتا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد جب مختار پلٹا تو ہم نے بنی سلیم کے محلّہ اور ڈاک کی سڑک کے درمیان شور وغوغا سنا مختار نے کہا کون اس کی لا سکتا ہے میں نے کہا میں۔ مختار نے کہا تو اچھا اپنے ہتھیار اتار ڈالو اور محض تماشائیوں کی طرح ان میں جا ملو اور جو واقعہ ہو اس سے آ کر مجھے آگاہ کرو۔

اس کی ہدایت کے بموجب جب میں اس جماعت کے قریب پہنچا تو اس وقت ان کا مؤذن تکبیر اقامت کہہ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ شبث بن ربعی وہاں زبردست فوج کے ساتھ موجود ہے شیبان بن حریث الضبی اس کے رسالے کا سردار تھا۔ اور خود شبث پیدل سپاہ میں تھا۔ جن کی تعداد بھی کثیر تھی۔

شبث بن ربعی کی امامت:

تکبیر اقامت کے بعد شبث نے امامت کی پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا تلاوت کی میں نے اپنے جی میں کہا۔ خدا نے چاہا تو اللہ تمہیں کو متزلزل کر دے گا۔ دوسری رکعت میں اس نے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا تلاوت کی اس پر اس کے بعض ساتھیوں نے کہا آپ کو زیبا تھا کہ ان سے زیادہ طویل سورتیں قرأت کرتے۔ اس نے کہا کہ دیکھ رہے ہو۔ کہ دیلم (یعنی کفار) تمہارے سامنے ہیں۔ اور تم چاہتے ہو کہ میں اس وقت سورۂ بقر یا آل عمران تلاوت کرتا اس فوج کی تعداد تین ہزار تھی۔

شبث بن ربعی کی پیش قدمی:

میں بہت شتاب روی سے مختار کے پاس آیا شبث اور اس کی فوج کی مختار کو اطلاع دی اسی وقت سعر بن ابی سعر الحنفی گھوڑا دوڑاتا ہوا محلہ مراد کی جانب سے مختار کے پاس آیا تھا۔ اس نے بھی مختار کی بیعت کی تھی۔ مگر یہ اسی رات مختار کے ہمراہ کوتوالی کی نگرانی کے خوف سے خروج نہ کر سکا۔ صبح ہوتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مراد کے محلے سے گذرا یہاں راشد بن ایاس متعین تھا۔ اس کے سپاہیوں نے اس کا نام اور ارادہ دریافت کیا۔ اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور انہیں پیچھے چھوڑ کر مختار کے پاس آ گیا۔ اس نے مختار سے راشد کی خبر سنائی اور میں نے انہیں شبث کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔

ابن الاشتر اور نعیم بن ہبیرہ کی روانگی:

مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو نو سو سواروں یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ چھ سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ہمراہ راشد بن ایاس کے مقابلے پر بھیجا۔ نیز نعیم بن ہبیرہ مصقلہ بن ہبیرہ کے بھائی کو تین سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم دونوں جاؤ۔ جب دشمن سے مقابل ہو۔ تو دونوں پیدل سپاہ میں گھوڑوں سے اتر نا پڑتا اور جاتے ہی اس کام سے فراغت کرنا خود ہی بڑھ کر حملہ کر دینا اپنے آپ کو دشمن کا ہدف نہ بنالینا کیونکہ اس کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بغیر غلبہ پائے۔ مجھے اپنا منہ نہ دکھانا اور جان دے دینا۔

نعیم بن ہبیرہ کا شبث پر حملہ:

ابراہیم نے راشد کا رخ کیا۔ مختار نے یزید بن انس کو نو سو سپاہ کے ہمراہ اپنے آگے مسجد شبث کے مقام میں روانہ کیا۔ اور نعیم بن ہبیرہ شبث کی جانب بڑھا۔ میں اس فوج میں تھا۔ جسے مختار نے نعیم بن ہبیرہ کے ہمراہ شبث کی سمت روانہ کیا تھا۔ میرے ہمراہ سعر بن ابی سعر الحنفی بھی تھا۔ ہم نے شبث تک پہنچتے ہی حملہ کر دیا۔ اور خوب ہی داد مردانگی دی نعیم بن ہبیرہ سعر بن ابی سعر الحنفی کو اپنے رسالے پر مقرر کیا تھا۔ اور وہ خود پیدل سپاہ میں پیادہ چل رہا تھا۔ اب آفتاب عالمتاب طلوع ہوا اس کی روشنی اچھی طرح پھیل گئی۔ ہم نے انہیں اس قدر مارا کہ انہیں مکانات میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس پر شبث نے انہیں للکارا۔ اے برے حامیو! تم بالکل ننگے ہو۔ کیا تم اپنے غلاموں سے بھاگتے ہو۔

نعیم بن ہبیرہ کا قتل:

اس زجر کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت اس کے پاس ٹھہری رہی اور اس نے ہم پر شدید حملہ کیا۔ ہم اس سے پہلے ہی پراگندہ ہو گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمیں ہزیمت ہوئی۔ نعیم بن ہبیرہ میدان میں جما رہا۔ اور مارا گیا سعر قید کر لیا گیا۔ میں اور خلید حسان بن یخدج کا آزاد غلام دونوں قید کر لیے گئے۔ شبث نے خلید سے جو ایک وجیہہ اور جسیم آدمی تھا۔ پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا خلید حسان بن یخدج الذہلی کا آزاد غلام شبث نے اس سے کہا اے حرامزادے تو نے کناسے میں برتن بیچنا اب چھوڑ دیا ہے۔ جس نے تجھ کو آزاد کیا۔ اس کا عوض تو نے یہ دیا کہ اسی کے خلاف تلوار لے کر لڑنے آیا ہے۔ اس کی گردن مار دو۔ خلید قتل کر دیا گیا۔

سعر کی رہائی:

سعر کو شبث نے پہچانا اور کہا تم بنی حنفیہ سے متعلق ہو اس نے کہا ہاں شبث نے کہا تم نے ان لونڈی بچوں کی کیوں اتباع کی اللہ تمہارا برا کرے اچھا اسے چھوڑ دو میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس آزاد غلام کو قتل کر دیا۔ اور عرب کو چھوڑ دیا۔ میں بھی آزاد غلام ہوں۔ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اسی خوف سے جب اس سامنے پیش ہوا۔ اور اس نے مجھے دریافت کیا میں نے کہا میں بنی تیم اللہ سے ہوں۔ اس نے کہا آزاد غلام ہو۔ یا عرب ہو۔ میں نے کہا عرب ہوں زیاد بن خصفہ کے خاندان سے تعلق ہوں۔ شبث نے کہا ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ تم نے ایک مشہور شریف کا ذکر کیا ہے اچھا اپنے گھر جاؤ۔ میں وہاں سے روانہ ہو کر حمرا آیا۔ چونکہ میں نے دشمن سے لڑنے کا غور و فکر کے بعد عزم کیا تھا میں مختار کے پاس چلا آیا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ مجھے اپنے دوستوں کے پاس چل کر خود ان کی غمخواری کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کے بعد زندگی تلخ ہے جب میں اپنے دوستوں کے پاس پہنچا تو اس سے پہلے ہی سعر الحنفی ان کے پاس آ گیا تھا۔ اب شبث کا رسالہ مختار کی فوج کی طرف بڑھا مختار کو نعیم بن ہبیرہ کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی جسے اس کی فوج نے سخت نقصان محسوس کیا۔

مختار ثقفی کی پیش قدمی:

میں نے مختار سے آکر اپنی داستان سنائی اس نے مجھے خاموش رہنے کی ہدایت کی۔ اور کہا کہ یہ وقت باتوں کا نہیں ہے شبث نے آتے ہی مختار اور یزید بن انس کو گھیر لیا۔ دوسری طرف سے ابن مطیع نے یزید بن الحارث بن ردیم کو دو ہزار کے ہمراہ لحام جریر کی سڑک سے ہمارے مقابلے کے لیے بھیجا یہ فوج ناکوں کو روک کر ٹھہر گئی مختار نے یزید بن انس کو اپنے رسالے کا سردار مقرر کیا اور خود پیدل چلتے لے کر بڑھا۔

یزید بن انس کا فوج سے خطاب:

حارث بن کعب الوالبی (والبہ ازد) بیان کرتا ہے۔ کہ شبث کے رسالے نے ہم پر دو حملے کیے۔ مگر ہمارا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ یزید بن انس نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا اے گروہ شیعہ تم کو اب تک قتل کیا جاتا رہا ہے تمہارے ہاتھ پاؤں قطع کیے جاتے رہے ہیں۔ تم کو اندھا کیا جاتا رہا ہے اور تم کو کھجور کے درختوں پر سولی دی جاتی رہی ہے یہ سب کچھ تم اپنے نبی کے اہل بیت کی محبت میں برداشت کرتے رہے ہو۔ اب یاد رکھو اگر آج ہمارے دشمن نے ہم پر غلبہ پالیا۔ تو ہم میں سے کوئی زندہ نہ بچے گا۔ یہ تم سب کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دیں گے۔ تمہاری اولاد ازواج اور مال و جائداد کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جس کے دیکھنے سے

موت بہتر ہے ان سے بچنے کی آج صرف یہی ایک صورت ہے۔ کہ ثابت قدم رہو۔ دشمن کی آنکھوں میں نیزے کے کاری وار لگاؤ ان کے سروں پر پوری ضرب لگاؤ۔ اب تم شدید جنگ اور حملہ کے لیے تیار رہو اور جب میں اپنے پرچم کو دو مرتبہ حرکت دوں فوراً حملہ کر دینا۔ اس تقریر کے بعد ہم حملے کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ اور اس کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

ابن الاشتر کا راشد بن ایاس پر حملہ:

ابراہیم بن الاشتر راشد بن ایاس کی جانب چلا محلّہ مراد میں دونوں کا مقابلہ ہوا راشد کے ہمراہ چار ہزار فوج تھی۔ اس پر ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن کی کثرت سے مرعوب نہ ہو جانا' بخدا اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک آدمی دس سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله و الله مع الصابرين. بسا اوقات ایک چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے ایک بڑی جماعت پر غالب آ گئی اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو حکم دیا۔ کہ تم رسالے کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو۔ خود ابراہیم پیدل سپاہ کے ساتھ پیدہ چلتا رہا۔ اس کا پرچم مزاحم بن طفیل کے پاس تھا۔ ابراہیم نے اس سے کہا کہ پرچم لے کر آہستہ آہستہ چلو۔

راشد بن ایاس کا خاتمہ:

اب دونوں فریق ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے۔ نہایت شدید و خونریز جنگ ہوتی رہی۔ خزیمہ بن نصر العبسی نے راشد بن ایاس کو دیکھا اس پر حملہ کیا۔ اور نیزے سے اسے ہلاک کر دیا۔ اور اعلان کیا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے راشد کو قتل کر دیا۔ راشد کی سپاہ کو ہزیمت ہوگئی راشد کے قتل کے بعد ابراہیم اور خزیمہ بن نصر اپنے ساتھیوں کو لے کر مختار کی طرف پلٹے انہوں نے نعمان بن ابی جعد کو راشد کے قتل اور فتح کی خوشخبری دینے کے لیے مختار کے پاس بھیجا۔ جب یہ خبر مختار کو معلوم ہوئی اس کی فوج نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور ابن مطیع کی فوج کی ہمتیں پست ہو گئیں۔

حسان بن قائد کی پسپائی و امان:

اب ابن مطیع نے حسان بن قائد بن بکیر العبسی کو تقریباً دو ہزار سپاہ کے ساتھ مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ مقام حمرا سے کچھ ہی اوپر ابراہیم بن الاشتر کا مزاحم ہوا تا کہ اسے وہ ابن مطیع کی اس فوج پر جو سنجہ میں تھی۔ حملہ نہ کرنے دے۔ ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو رسالے کے ہمراہ حسان بن قائد کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ اور خود پیدلوں کے ساتھ ساتھ اس کی جانب چلا۔ بخدا کسی قسم کی نیزہ بازی یا شمشیر زنی کے بغیر حسان کی فوج بھاگ گئی۔ خود حسان فوج کی عقبی جماعتوں کے ہمراہ اصل سپاہ کو بچاتا جاتا تھا۔ خزیمہ بن نصر نے اس پر حملہ کیا۔ مگر پھر اسے پہچانا اور کہا اے حسان بن قائد اگر میرے تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی تو میں تمہارے قتل کرنے میں پوری کوشش صرف کر دیتا۔ لیکن اب چھوڑے دیتا ہوں۔ بھاگ جاؤ۔ مگر حسان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور یہ گر پڑا۔ خزیمہ نے کہا اے ابو عبداللہ تمہارے لیے ہلاکت ہو اور لوگوں نے دوڑ کر اسے گھیر لیا۔ یہ تلوار پکڑ کر ان سے لڑتا رہا۔ خزیمہ نے اسے پکارا اے ابو عبداللہ تم کو امان دی جاتی ہے۔ تم خود کو ہلاک نہ کرو اس کے بعد خزیمہ اس کے بچانے کے لیے آ گیا۔ اور لوگ بھی اس سے علیحدہ ہو گئے۔ ابراہیم اس کے پاس سے گذرا خزیمہ نے ابراہیم سے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے میں نے اسے امان دے دی ہے۔

ابراہیم نے کہا تم نے بہت اچھا کیا اس کے بعد خزیمہ نے حسان کا گھوڑا منگوایا اسے سوار کیا اور کہا کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔

ابن الاشتر کا شبث پر حملہ:

ابراہیم مختار کی جانب آیا۔ اس وقت شبث نے مختار اور یزید بن انس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ یزید بن حارث نے جو سجنہ کے قریب کوفہ کے ناکوں پر متعین تھا۔ دیکھا کہ ابراہیم شبث کی طرف بڑھ رہا ہے وہ خود ابراہیم کو روکنے بڑھا۔ اس نے خزیمہ بن نصر کو ایک جماعت کے ساتھ اس کے مقابلے پر بھیجا اور ہدایت کی کہ تم یزید بن حارث کو مجھ تک نہ آنے دینا۔ خود ابراہیم اب شبث کی سمت چلا حارث بن کعب راوی ہے کہ جب ابراہیم ہمارے پاس آنے لگا۔ تو ہم نے دیکھا کہ شبث اور اس کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی ہے۔ ابراہیم نے اس کے قریب پہنچتے ہی اس پر حملہ کر دیا۔ اب یزید بن انس نے ہمیں بھی حملہ کرنے کا حکم دیا ہم نے حملہ کیا۔ دشمن پیچھے ہٹ کر کوفہ کے مکانات تک جا پہنچا۔ ادھر خزیمہ بن نصر نے یزید بن حارث بن رویم کو حملہ کر کے شکست دی۔ اور اب یہ سب کوفے کے ناکوں پر جمع ہو گئے یزید بن حارث نے ان مکانوں کی چھتوں پر جو راستوں کے ناکوں پر تھے قادر اندازوں کو متعین کر دیا تھا۔ مختار بھی ایک جماعت کے ساتھ یزید بن حارث کی سمت بڑھا۔ جب یہ جماعت ناکوں پر پہنچی تو تیر اندازوں نے ان پر ایسی ناوک فگنی کی کہ اس سمت سے وہ کوفے میں داخل نہ ہو سکے لوگ سنجہ سے شکست کھا کر ابن مطیع کے پاس چلے آئے جب راشد بن ایاس کے قتل کی خبر اسے معلوم ہوئی تو اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔

عمرو بن الحجاج کا ابن مطیع کو مشورہ:

یحیٰی بن ہانی راوی ہے کہ اس موقع پر عمرو بن الحجاج الزبیدی نے ابن مطیع سے کہا کہ یہ سر پکڑے بیٹھے رہنے کا وقت نہیں ہے۔ تم خود چلو اور سب لوگوں کو دشمن کے مقابلے کے لیے دعوت دو اور اس سے لڑو۔ شہر کی آبادی کثیر ہے اور صرف اس ایک چھوٹی سی باغی جماعت کے علاوہ جس نے خروج کیا ہے۔ اور جسے اللہ رسوا اور ہلاک کر دے گا۔ باقی سب آپ کے ساتھ ہیں۔ سب سے پہلے میں ان کے مقابلے کے لیے تیار ہوں۔ ایک جماعت میرے ساتھ کیجیے اسی طرح اوران کے ساتھ اور کسی جماعت کو بھیجئے۔

ابن مطیع کا فوج سے خطاب:

اس مشورہ سے متاثر ہو کر ابن مطیع نے سب کے سامنے آ کر تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایک ذلیل و حقیر اور گمراہ چھوٹی سی جماعت کے مقابلے سے عاجز آ گئے۔ ان کے مقابلے پر چلو اپنے حریم کی ان کے مقابلے میں حفاظت کرو۔ اپنے شہر اور زر لگان کو ان سے بچاؤ ورنہ یہ یاد رکھو کہ تمہاری میں غیر مستحق شریک ہو جائیں گے۔ بخدا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان باغیوں میں پانسو آدمی ایسے ہیں جو تمہارے آزاد کردہ ہیں۔ ان کا امیر بھی انہیں میں سے ہے۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہو گئی تو اس سے تمہاری عزت تمہاری حکومت تمہارا دین سب خاک میں مل جائے گا۔ یہ کہہ کر ابن مطیع نے اپنی تقریر ختم کر دی یزید بن حارث نے باغیوں کو کوفے میں داخل ہونے سے روک دیا۔

مختار ثقفی کا جبانہ میں قیام:

مختار سنجہ سے چل کر جبانہ کی پشت پر ظاہر ہوا وہاں سے بھی اور اوپر ہٹ کر مزینہ احمس اور یارق کے مکانات کے قریب ان کی مسجد اور مکانات کے نزدیک اتر پڑا۔ ان لوگوں کے مکانات اہل کوفہ کے مکان سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں اور خود یہ مکانات بھی ایک

دوسرے سے پیوست نہیں ہیں۔ یہاں کے رہنے والے مختار کے لیے پانی لائے اس کی فوج نے پانی پیا مگر خود مختار نے نہیں پیا۔ اس پر اس کے احباب نے خیال کیا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہے۔ احمر بن بدیح الہمدانی نے ابن کامل سے پوچھا کیا امیر روزے سے ہیں۔ اس نے کہا ہاں احمر نے کہا اگر آج وہ روزے سے نہ ہوتا تو یہ بات اس کے لیے زیادہ قوت کا باعث ہوتی۔ ابن کامل نے کہا وہ معصوم ہیں۔ وہ اپنے اعمال کی خوبی اور بدی سے زیادہ واقف ہیں۔ احمر نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ میں اللہ سے اپنے کہے کی معافی طلب کرتا ہوں۔

مختار ثقفی کی قصر کوفہ کی جانب پیش قدمی:

اس مقام کو دیکھ کر مختار نے کہا لڑنے کے لیے یہ مناسب جگہ ہے ابراہیم نے اس سے کہا اللہ نے دشمنوں کی ہزیمت دی ہے۔ ان کے دلوں میں ہمارا رعب بیٹھ گیا ہے۔ آپ یہاں قیام کیے لیتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے آپ ہمیں لے کر چلیے۔ اب ہمیں قصر کو فتح کرنے سے کوئی طاقت روکنے والی نہیں ہے۔ اور مجھے یہ امید ہے کہ ہماری ایسی کوئی زیادہ مزاحمت بھی نہ کی جائے گی۔ مختار نے کہا جس قدر ضعفا یا مریض ہیں۔ وہ یہاں ٹھہر جائیں۔ نیز اپنا تمام سامان واسباب بھی یہاں رکھ دیا جائے اور دشمن کے مقابلہ پر چلو سب نے اس تجویز پر عمل کیا۔ مختار نے ابوعثمان النہدی کو اس جماعت پر اپنا قائم مقام بنایا۔ ابراہیم بن الاشتر کو اپنے آگے روانہ کیا۔ اور یہاں بھی اس نے فوج کی وہی ترتیب قائم رکھی جو مقام سنجہ میں تھی۔ ابن مطیع نے عمرو بن الحجاج کو دو ہزار فوج کے ہمراہ مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ یہ توریوں کی سڑک سے ان کے مقابلے کے لیے آیا مختار نے ابراہیم سے کہا تم اسے نظر انداز کر دو اور اس کا مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ ابراہیم نے اس کی کچھ پرواہ نہیں کی۔

ابراہیم کا کوفہ میں داخلہ:

مختار نے یزید بن انس کو بلا کر عمرو بن الحجاج کے مقابلے کے لیے جانے کا حکم دیا۔ اس نے اس ارخ کیا۔ اور خود مختار ابراہیم کے پیچھے ہولیا۔ اب یہ سب کے سب دشمن کی طرف چلے جب مختار خالد بن عبداللہ کی عیدگاہ کے قریب پہنچا تو خود وہیں ٹھہر گیا۔ اور ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ اسی طرح سیدھا بڑھتا ہوا چلا جائے اور کنارے کی سمت سے کوفے میں داخل ہو۔ ابراہیم برابر بڑھتا چلا گیا۔ شمر بن ذی الجوشن دو ہزار فوج کے ساتھ ابن مجرز کی سڑک سے ابراہیم کے مقابلے پر آیا۔ مختار نے سعید بن منقذ الہمدانی کو اس کے روکنے کے لیے بھیجا۔ سعید اس کے سامنے آ گیا۔ نیز مختار نے ابراہیم سے کہلا بھیجا کہ تم اس کی بھی کچھ پرواہ نہ کرو بلکہ سیدھے اپنے مقصد کے لیے بڑھتے چلے جاؤ۔ یہ اسی طرح بڑھتے ہوئے شبث کی سڑک پر پہنچا وہاں نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ مقابلے کے لیے تیار تھا۔ دوسری جانب ابن مطیع نے سوید بن عبدالرحمان کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ لوگوں میں منادی کر دے کہ سب ابن مساحق کے پاس جمع ہوں۔ اس نے شبث بن ربعی کو قصر امارت پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اور خود کناسے میں ٹھہرا ہوا تھا۔

ابن الاشتر کی ہدایت:

حصیرہ بن عبداللہ راوی ہے کہ جب ابن الاشتر اپنی جماعت کے ساتھ دشمن کے مقابل آیا۔ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دشمن کے قریب پہنچتے ہی اپنی انواج سے کہا کہ اتر پڑو۔ اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے سے بالکل قریب کر لو۔ اور پھر اسی طرح پیدل دشمن کی سمت تلواریں نیام سے نکالے ہوئے چلو اگر یہ کہا جائے کہ شبث بن راجی آ گیا ہے یا عتیبہ بن الحفاس کا خاندان یا اشعث کا

خاندان یا یزید بن حارث کا خاندان آتا ہے۔ (یہاں اس نے کوفہ کے بعض مشہور خاندانوں کا نام لیا) تو اس سے تم خوفزدہ نہ ہو جانا۔ یہ لوگ جب تلوار کی حرارت محسوس کریں گے تو ابن مطیع کا اس طرح ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ جس طرح بھیڑیں بھیڑیئے سے ڈر کر فرار ہو جاتی ہیں۔

ابن مساحق کی شکست و امان:

ابن الاشتر کی فوج نے اپنے گھوڑے ایک دوسرے کے بالکل قریب کر لیے۔ اس نے اپنی قبا کے دامن کا سرا اٹھا کر اپنے سرخ شامی ٹپکے میں لگا لیا۔ جسے اس نے اپنی قبا پر باندھ رکھا تھا۔ اور قبا کو زرہ پر پہن رکھا تھا۔ پھر اس نے کہا میرا چچا اور ماموں تم پر سے قربان ہوں دشمن پر حملہ کرو۔ بخدا لڑائی شروع ہوئی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ ابراہیم کی فوج نے ان کو شکست دی ان میں ایسی گڑبڑ مچی کہ سڑک کے ناکے پر ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ اور سب گڈمڈ ہو گئے ابن الاشتر ابن مساحق کے پاس پہنچا اس نے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ اور تلوار اٹھائی ابن مساحق نے کہا اے ابن الاشتر میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کیا کسی کے عوض میں تم مجھ کو قتل کرتے ہو۔ یا کبھی میرے اور تمہارے درمیان کوئی عداوت تھی۔ ابن الاشتر نے اسے چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم اس واقعے کو یاد رکھنا۔ چنانچہ ابن مساحق ہمیشہ اس بات کو یاد کیا کرتا تھا۔ اب ابراہیم کی فوج دشمن کے تعاقب میں بڑھتی ہوئی کناسے میں در آئی۔ یہاں تک کہ بازار اور مسجد میں داخل ہو گئی۔ اور انہوں نے ابن مطیع کا محاصرہ کر لیا۔ جو تین دن تک قائم رہا۔

قصر کوفہ کا محاصرہ:

ابن مطیع نے صرف تین دن تک اپنے ساتھیوں کو حالت محاصرہ میں کھانا دیا کیونکہ آٹا روک دیا گیا تھا۔ اس کے ہمراہ کوفے کے اشراف موجود تھے البتہ عمرو بن حریث نے قصر میں جا کر محاصرے کے شدائد کے مقابلے میں اپنے گھر کی راحت کو ترجیح دی۔ تین دن کے بعد ابن مطیع قصر سے نکل کر آبادی کے باہر چلا گیا۔ جنگ کے بعد مختار بازار کے ایک پہلو میں ٹھہر گیا۔ قصر امارت کے حصار کا کام اس نے ابراہیم بن الاشتر یزید بن انس اور احمر بن شمیط کے سپرد کر دیا۔ ابن الاشتر قصر کے دروازے اور مسجد کے متصل معین تھا۔ یزید بن انس بنی حذیفہ اور دار لرومین کی گلی پر متعین اور احمر بن شمیط عمارہ اور ابو موسیٰ کے مکان کے متصل متعین تھا۔

شبث کا ابن مطیع کو مشورہ:

جب محاصرہ شدید ہو گیا۔ تو اس معاملے پر اشراف نے ابن مطیع سے گفتگو کی شبث نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے آپ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے غور فرمایئے نہ ہم آپ ہی سے بے پروائی کر سکتے اور نہ خود اپنی ذات سے ابن مطیع نے کہا کہ اچھا تو آپ لوگ مجھے مشورہ دیجیے شبث نے کہا آپ مختار سے اپنے اور ہمارے لیے امان حاصل کیجیے اور خود کو اور اپنے طرفداروں کو ہلاکت میں نہ ڈالیے۔ ابن مطیع نے کہا ایسی صورت میں کہ امیر المومنین عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت تمام حجاز اور بصرے میں مضبوطی سے قائم ہے میں خود اس سے امان طلب نہیں کرنا چاہتا۔ شبث نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خفیہ طور سے قصر امارت سے نکل کر شہر میں کسی ایسے شخص کے پاس جس پر آپ کو پورا اعتماد ہو جا کر قیام کریں اور اس بات کی کوشش کیجیے کہ آپ کی سکونت کا مختار کو علم نہ ہو اور پھر آپ امیر المومنین کے پاس چلے جائیں۔

اشراف کوفہ کا شبث کی رائے سے اتفاق:

ابن مطیع نے اسماء بن خارجہ عبدالرحمٰن بن مخنف عبدالرحمٰن بن سعد بن قیس اور دوسرے اشراف کوفہ سے پوچھا۔ کہ کیا آپ بھی شبث کی رائے سے متفق ہیں۔ سب نے کہا ہم ان کی رائے سے بالکل اتفاق کرتے ہیں۔ ابن مطیع نے کہا اچھا تو رات ہو جانے دو۔ شام کے وقت عبداللہ بن عبداللہ اللیثی قصر کی دیوار پر مختار کی فوج کے سامنے آیا۔ اور انہیں خوب گالیاں دیں۔ مالک بن عمرو ابو مزالنہدی نے اس کے تیر مارا جو اس کے حلق کو زخمی کرتا ہوا گذر گیا۔ یہ چکر کھا کر گر پڑا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اچھا ہو گیا۔ جب اس کے تیر لگا تھا۔ تو مالک نے کہا تھا کہ یہ اپنی گالیوں کا انعام لے۔

قصر کوفہ پر مختار ثقفی کا قبضہ:

حسان بن قائد بن بکیر بیان کرتا ہے کہ محاصرے کے تیسرے دن جب قصر امارت میں شام ہوئی تو ابن مطیع نے ہم سب کو اپنے پاس بلایا۔ حمد و ثنا کے بعد اپنی تقریر میں کہا: ''جن لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے ان کی حیثیت سے میں واقف ہوں ان میں دو ایک شخص کے سوا باقی تمام کوفے کے اراذل کمینے اور احمق ہیں۔ آپ کے تمام اشراف باعزت اور سربرآوردہ لوگ ہمیشہ میرے اطاعت کیش اور سچے بہی خواہ رہے ہیں میں یہ بات امیر المومنین کو پہنچا دوں گا اور کہوں گا کہ آپ لوگوں نے اپنی پوری کوشش اور خلوص نیت سے ہمارا ساتھ دیا مگر کیا کیا جاتا اللہ کا حکم سب پر غالب آیا۔ آپ حضرات نے جو مشورہ مجھے دیا ہے اسے آپ جانتے ہیں میں نے اب یہ مناسب سمجھا ہے کہ ابھی ابھی قصر سے باہر چلا جاؤں۔ اس پر شبث نے کہا اللہ امیر کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے ہمارے مال و متاع کو محفوظ کر دیا۔ ہمارے اشراف کی عزت افزائی کی۔ اپنے آقا کی خیر خواہی کی اپنے فرض کو بخوبی انجام دیا۔ بغیر آپ کی اجازت کے ہم بھی کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے ابن مطیع رومیوں کے کوچ سے ہو کر ابو موسیٰ کے مکان پر چلا آیا اور قصر چھوڑ دیا۔ اس کے جانے کے بعد اس کے اور احباب نے قصر کا دروازہ کھول دیا۔ اور ابن الاشتر سے کہا ہمیں امان دیجیے ابن الاشتر نے سب کو امان دی۔ انہوں نے قصر سے باہر آ کر مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب:

ابوالاشتر راوی ہے کہ مختار قصر میں آ گیا۔ یہیں اس نے شب بسر کی صبح کے وقت تمام عمائد شہر مسجد اعظم اور قصر امارت کے دروازے پر جمع ہوئے مختار نے قصر سے نکل کر بر سر منبر تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا اس خدا کی تعریف ہے جس نے اپنے دوست سے ہمیشہ کے لیے نصرت و اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے دشمن سے ذلت و ناکامی کا اس کا یہ وعدہ ایسا یقینی ہے کہ گویا واقع ہو چکا۔ جس نے اس میں شک کیا وہ محروم رہا۔ تمہارے لیے ایک علم بلند کیا گیا۔ اور مقصد پیش نظر رکھا گیا۔ علم کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسے بلند رکھو نیچے نہ گرنے دو۔ غرض و غایت کے لیے کہا گیا ہے۔ کہ اس کے حصول کے لیے پوری کوشش کرو۔ ہم نے ایک داعی کی دعوت کو سنا اور اسے قبول کیا۔ اب دیکھیے کتنے مرد اور عورتیں مرنے والوں کی خبر مرگ دیتی ہیں۔ وہ ہلاک ہو جس نے سرکشی کی۔ روگردانی اور نافرمانی کی۔ ہمیں جھٹلایا اور ہماری دعوت سے منہ پھیر لیا۔ پس اے لوگو! آؤ ہدایت کے لیے بیعت کرو۔ اس خدا کی قسم جس نے آسمان و زمین بنائے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کی آل کی بیعت کے علاوہ اس بیعت سے جس کی میں دعوت دیتا ہوں کوئی بیعت بہتر نہیں۔

مختار ثقفی کی بیعت:

اتنی تقریر کرنے کے بعد مختار منبر سے اُتر آیا۔ مقصوری میں چلا گیا ہم اور تمام اشراف اس کے پاس آئے اس نے بیعت کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دیا لوگ بڑھ بڑھ کر بیعت کرنے لگے۔ مختار کہتا تجا تا تھا۔ بیعت کرو میری کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے ظالموں سے لڑنے اور کمزوروں کی حفاظت کے لیے نیز اس بات کے لیے کہ جس سے ہم لڑیں گے تم بھی لڑو گے۔ اور جس سے ہم صلح کریں گے۔ تم بھی صلح کرو گے۔ اور ہماری بیعت کو پورا کرو گے۔ نہ ہم تم کو معاف کریں گے۔ نہ تم ہم سے اپنے لیے معافی کے خواستگار ہو گئے۔

منذر بن حسان کی اطاعت اور قتل:

جو شخص ان باتوں کو تسلیم کر لیتا تھا۔ مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا تھا۔ منذر بن حسان بن فراز الضبی کی صورت اس وقت بھی میرے سامنے ہے۔ کہ وہ مختار کے پاس آیا۔ اسے امیر کہہ کر سلام کیا۔ بیعت کی اور واپس چلا گیا۔ جب یہ قصر سے واپس آنے لگا۔ سعید بن منقذ الثوری شیعوں کی ایک جماعت کے ہمراہ دہلیز پر کھڑا ہوا تھا۔ جب ان لوگوں نے اسے اور اس کے ہمراہ اس کے بیٹے حیان بن المنذر کو دیکھا تو ایک سفیہہ نے ان میں سے کہا کہ یہ سرکشوں کے عمائد سے ہے۔ اور یہ کہتے ہی انہوں نے حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اگر چہ سعید بن منقذ نے منع بھی کیا کہ جلدی نہ کرو۔ ان کے بارے میں اپنے امیر کی رائے معلوم کر لینے دو۔ مگر اوروں نے اس کی بات نہ مانی۔ جب مختار کو اس واقعے کا علم ہوا۔ اسے سخت ناگوار گذرا۔ جس کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں تھے۔ اب مختار لوگوں کو امیدیں دلاتا رہا ان کی اور عمائد کی دوستی حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور اس مقصد کے لیے وہ ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا۔

مختار ثقفی کا ابن مطیع سے حسن سلوک:

ابن کامل نے مختار سے آ کر کہا کہ ابن مطیع ابو موسیٰ کے گھر میں مقیم ہے۔ مختار نے اسے کوئی جواب نہیں دیا ابن مالک نے تین مرتبہ یہی کہا۔ اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کامل کو محسوس ہوا کہ یہ بات انہیں گوارا نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ مختار اور ابن مطیع اس ہنگامہ سے پہلے باہم مخلص دوست تھے شام کو مختار نے ایک لاکھ درہم ابن مطیع کو بھیج۔ اور کہا کہ اس روپیہ سے سفر کا انتظام کر کے چلے جاؤ۔ مجھے تمہاری جائے سکونت معلوم تھی۔ اور مجھے یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ محض روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے تم اب تک روانگی سے رُکے رہے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

مختار کو کوفے کے خزانے سے نو کروڑ درہم ملے اس میں سے اس نے ان لوگوں کو جو ابن مطیع کو قصر میں محصور کرتے وقت اس کے ہمراہ تھے۔ اور جن کی تعداد تین ہزار آٹھ سو تھی۔ پانسو درہم فی کس دیئے اور جو لوگ قصر کو محصور کرنے کے بعد اس کے علم کے نیچے آئے اور محاصرہ کی تینوں راتوں میں برابر کے ساتھ رہے انہیں دو دو سو دیئے۔ ان کی تعد چھ ہزار تھی مختار سب کے ساتھ نیکی سے پیش آتا ان کے ساتھ عدل و انصاف کرتا اس نے شرفا کو اپنا مصاحب بنایا۔ جو ہر وقت اس کے ساتھ بیٹھتے اور باتیں کرتے عبداللہ بن کامل الشاکری کو کوتوال مقرر کیا۔ عرنیہ کے آزاد غلام کیسان ابو عمرہ کو اپنی فوج خاصہ کا سردار مقرر کیا۔

مختار ثقفی پر موالی کا اعتراض:

ایک دن ابوعمرہ مختار کے سرہانے کھڑا تھا۔ اور مختار اشراف کوفہ سے بہت ہی توجہ سے باتیں کر رہا تھا۔ موالیوں میں سے کسی شخص نے اس سے کہا کہ دیکھو ابو اسحٰق (مختار) ہمیشہ عربوں ہی سے ہم کلام رہتا ہے اور ہماری طرف دیکھتا ہی نہیں۔ مختار نے ابوعمرہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ شخص جسے میں نے تم سے باتیں کرتے دیکھا ہے۔ تم سے کیا کہہ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ آپ کو نیک ہدایت دے آپ کا ان کی طرف سے منہ پھیر کر عربوں سے متوجہ ہونا انہیں ناگوار اور شاق گذرا۔ مختار نے کہا ان سے کہہ دو کہ اس بات سے تم رنجیدہ نہ ہو ہم تم ایک ہی ہیں۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہنے کے بعد مختار نے کہا:

''ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔ اس بات کو موالیوں نے بھی اس کی زبانی سن لیا۔ تو انہوں نے آپس میں کہا۔ کہ بشارت ہو اب تم ان سب کو قتل کر دو گے''۔

فوجی دستوں کی روانگی:

مختار نے سب سے پہلے عبداللہ بن الحارث اشتر کے بھائی کو پرچم (باندھ کر) دیا۔ اور اسے آرمینا بھیجا۔ محمد بن عمر بن عطارد کو آذربائیجان روانہ کیا۔ عبدالرحمان بن سعید بن قیس کو موصل اسحٰق بن مسعود کو مدائن اور علاقہ جوخی قدامہ بن ابی عیسیٰ بن ربیعۃ النصری بنی ثقیف کے خلیف کو بھقبا ذ الاعلیٰ محمد بن کعب بن قرظہ کو بھقبا ذ الاوسط حبیب بن منقذ الثوری کو بھقبا ذ الاسفل اور سعد بن حذیفہ بن یمان کو حلوان بھیجا حلوان میں ان کے ہمراہ دو ہزار سوار تھے۔ ایک ہزار ماہانہ اس کی تنخواہ مقرر کی اسے کردوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ اور ہدایت کی کہ راستوں کی حفاظت کی جائے نیز مختار نے اپنے علاقہ جبال کے عمال کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے پرگنوں کے تمام محاصل سعد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حلوان میں دے دیا کریں۔

محمد بن الاشعث بن قیس کی اطاعت:

اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے محمد بن الاشعث بن قیس کو موصل کا والی مقرر کیا تھا۔ اور اسے ہدایت کی تھی۔ کہ وہ تمام سرکاری معاملات میں ابن مطیع کو لکھ کر احکام حاصل کرے۔ اور اس کے احکام کی اطاعت کرے البتہ ابن مطیع کو بغیر ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے حکم کے محمد بن الاشعث کو برطرف کر دینے کا حق حاصل نہ تھا۔ اس سے پہلے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد موصل کے بااختیار حاکم تھے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور والی کے ماتحت نہ تھے۔ جب عبدالرحمان بن سعید بن قیس مختار کی جانب سے مقرر ہو کر موصل آیا۔ تو محمد بن الاشعث موصل چھوڑ کر عراق روانہ ہوا۔ اور تکریت میں اپنی قوم کے اشراف اور دوسرے عمائد کے ساتھ سب سے الگ تھلگ قیام پذیر ہو گیا۔ اور دیکھنے لگا۔ کہ اس تحریک کے ساتھ لوگوں کا طرز عمل کیا ہوتا ہے۔ اور اسے کہاں تک کامیابی ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی مختار کے پاس آ گیا۔ اور جس طرح کوفے کے اور لوگوں نے مختار کا ساتھ دینے کے لیے اس کی بیعت کی تھی اس نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

قاضی شریح کی علیحدگی:

مسلم بن عبداللہ الضبابی راوی ہے کہ جب مختار نے ظہور کیا اس کی طاقت جم گئی ابن مطیع کو نکال دیا۔ اور اپنے عمال بھیج دیئے تو اب یہ صبح وشام دربار عام کرنے لگا۔ پہلے فضل خصوصیات بھی کرتا تھا بعد میں اس نے کہا۔ کہ مجھے اہم امور سرانجام دینا ہیں اس لیے

اب میں قضائت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد اس نے شریح کو قاضی مقرر کیا۔ یہ چند روز اس عہدے کا کام کرتے رہے۔ پھر یہ شیعوں سے ڈر کر بیمار بن گئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ شیعہ کہا کرتے تھے۔ کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے طرف دار ہیں۔ انہوں نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی تھی۔ اور انہوں نے ہانی بن عروہ کا وہ پیام نہیں پہنچایا تھا۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عہدہ قضا سے علیحدہ کر دیا تھا۔ شریح نے جب یہ دیکھا کہ لوگ اس قسم کی چہ میگوئیاں ان کے متعلق کر رہے ہیں وہ بیمار بن گئے۔ مختار نے ان کی جگہ عبداللہ بن عتبیہ بن مسعود کو قاضی مقرر کیا۔ یہ بیمار پڑے تو ان کی جگہ عبداللہ بن مالک الطائی کو قاضی بنایا۔

عبداللہ بن ہمام کا قصیدہ:

یہی راوی بیان کرتا ہے۔ کہ عبداللہ بن ہمام نے عمرو کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفداری میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی برائی میں باتیں بیان کرتے سنا اس بنا پر ان کے کوڑے لگوائے جب مختار نے ظہور کیا تو یہ گوشہ نشین ہو گیا۔ مگر عبداللہ بن شداد نے مختار سے ان کے لیے امان لے لی۔ اس کے بعد یہ مختار کے پاس آیا۔ اور اس کی شان میں قصیدہ خوانی کی جب یہ قصیدہ سنا چکا تو مختار نے اپنے دوستوں سے کہا آپ لوگوں نے سنا اس نے کیسی عمدہ آپ کی تعریف کی ہے مناسب یہ ہے۔ کہ ایسا ہی عمدہ اس کا صلہ بھی اسے دیا جائے۔ یہ کہہ وہ خود اندر اٹھ کر چلا گیا۔ اور اپنے مصاحبوں سے کہا کہ تم سب میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو۔

ابن ہمام اور یزید بن انس:

عبداللہ بن شداد الجشمی نے ابن ہمام سے کہا میں تم کو گھوڑا اور شال دوں گا۔ قیس بن طہفہ النہدی نے جس کی بیوی رباب اشعث کی بیٹی تھی۔ کہا کہ میں بھی تم کو گھوڑا اور شال دوں گا۔ اسے اس بات سے شرم آئی کہ اس کا کوئی ہمسر معاصر ابن ہمام کو ایسی شے دے جو یہ اسے نہ دے سکے اس نے یزید بن انس سے پوچھا تم اسے کیا دو گے اس نے کہا اگر اس کے مدحیہ قصیدہ کی غرض اللہ سے ثواب کا حصول ہے۔ تو وہ اسے ملے گا۔ اور اگر اس نے ہم سے روپیہ وصول کرنے کے لیے یہ قصیدہ کہا ہے تو بخدا ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ ہم اسے دے سکیں۔ میری تنخواہ میں سے جو کچھ بچا تھا۔ وہ میں نے اپنے ساتھیوں کو دے دیا۔ اس تقریر کے بعد قبل اس کے کہ کوئی اور احمر بن شمیط سے اس کی متعلق کہے۔ خود اس نے ابن ہمام کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر اس مدح سے تمہارا مقصد اللہ کی خوشنودی ہے تو اسے حاصل کرو۔ اور اگر اس سے تمہارا مقصد لوگوں کی خوشنودی ہے اور ان کے مال کا حصول ہے۔ تو اس میں تم کو کبھی کامیابی نہ ہوگی۔ کیونکہ بخدا خدا کے علاوہ اگر کسی نے کسی اور ذات کی تعریف کی تو وہ ہرگز کسی صلے کا مستحق نہیں۔

یزید بن انس اور ابن ہمام میں تلخ کلامی:

ابن ہمام نے اس پر اسے گالی دی یزید بن انس نے اس کے مارنے کے لیے درہ اٹھایا اور ابن شمیط سے کہا کہ یہ فاسق تمہارے متعلق یہ کہہ رہا ہے تم تلوار سے اس کی خبر لو۔ ابن شمیط تلوار اٹھا کر اس پر دوڑا ان دونوں کے طرفدار بھی ابن ہام پر جھپٹے مگر ابراہیم بن الاشتر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پیچھے کر لیا۔ اور کہا کہ میں اس کا محافظ ہوں۔ تم اس پر کیوں حملہ کرتے ہو۔ بخدا یہ ہمارا دوست ہے ہماری تحریک میں شامل ہے۔ اس نے ہماری بہت اچھی تعریف کی اگر تم اس کی مدح گوئی کا صلہ نہیں دے سکتے تو کم از کم اسے گالیاں تو نہ دو اور مار تو نہ ڈالو۔

ابن ہمام کی امان:

بنی مذحج فوراً اس کے اور اس کے حملہ آوروں کے درمیان حائل ہو گئے اور کہا کہ اسے ابراہیم نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اب کسی کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا ان کی یہ گفتگو سن کر مختار باہر نکل آیا۔ اور ہاتھ سے سب کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ جب سب بیٹھ گئے تو ان سے کہا۔ کہ اگر تم سے کوئی اچھی بات کہی جائے۔ تو اسے قبول کرو۔ اگر اس کا کچھ صلہ دے سکتے ہو تو صلہ دو ورنہ خاموش ہو رہو شاعر کی زبان سے بچو۔ جو کچھ وہ کہہ دے گا۔ وہ ہر جگہ مشہور ہو جائے گا۔ سب نے کہا ہم اسے قتل کیوں نہ کر دیں مختار نے کہا یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم نے اسے امان و پناہ دی ہے۔ نیز تمہارے بھائی ابراہیم نے بھی اسے پناہ دی ہے۔

بنی ہوازن کا احتجاج:

مختار بھی سب کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابراہیم مجلس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا گیا۔ اس نے ابن ہمام کو گھوڑا اور شال دی۔ یہ اسے لے کر واپس چلا گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اب میں ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ بنی ہوازن کو جب اس واقعے کا علم ہوا انہیں ابن ہمام کی حمایت میں بہت جوش آیا۔ اور وہ سب مسجد میں جمع ہوئے۔ مختار نے اپنے قاصد کے ذریعے سے درخواست کی کہ آپ اس واقعے سے درگزر کیجیے بنی ہوازن نے یہ درخواست منظور کی اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ ابن ہمام نے اس واقعے کی بنا پر ابراہیم کی تعریف میں چند شعر کہے۔

ابن شداد اور یزید بن انس میں مصالحت:

دوسرے دن عبداللہ بن شداد مسجد میں آ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ بنو اسد اور احمس ہم پر دوڑ آئے۔ ہم کبھی ان کی اس جرات سے درگذر نہیں کریں گے۔ مختار کو اس بات کا علم ہوا اس نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا۔ اور یزید بن انس اور احمر بن شمیط کو بھی بلایا۔ اور حمد و ثناء کے بعد مختار نے کہا اے ابن شداد تم نے جو کچھ کیا یہ محض شیطان کی تحریک تھی۔ اب تم اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ ابن شداد نے کہا میں نے توبہ کی مختار نے کہا یہ دونوں تمہارے بھائی ہیں۔ تم ان کی جانب بڑھوں اور ان کی معذرت کو قبول کرو۔ اور ان کی اس بات کو میری خاطر معاف کر دو۔ ابن شداد نے کہا۔ میں نے معاف کر دیا۔ ابن ہمام نے مختار کی تحریک کے بارے میں ایک اور قصیدہ لکھا۔

اس سنہ میں مختار نے قاتلان حسین اور ان کے طرفداروں پر جو کوفہ میں تھے۔ اچانک حملہ کر دیا اور جس پر اس کی دسترس ہو سکی۔ اسے قتل کر دیا۔ بعض کوفہ سے بھاگ گئے اور مختار کی زد سے نکل گئے۔

باب ۱۶

قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا انجام

عبداللہ بن زیاد کو احکامات:

شام میں مروان بن الحکم کی حکومت جب اچھی طرح قائم ہوگئی اس نے دو بڑی فوجیں ایک جیش بن دلجۃ القینی کی قیادت میں حجاز بھیجی اس کا واقعہ اور جیش کی ہلاکت کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ دوسرے عبداللہ بن زیاد کی قیادت میں عراق میں روانہ کی مقام عین الوردہ میں اسی فوج اور شیعانِ اہل بیت کے گروہ توابین سے جو واقعہ جنگ پیش آیا۔ اسے بھی ہم بیان کر چکے مروان نے عبداللہ بن زیاد کو عراق روانہ کرتے وقت اس تمام علاقہ کا حاکم مقرر کیا تھا جس پر اس کا تصرف ہو جائے نیز اسے تین دن تک کوفہ کو لوٹنے کا بھی حکم دیا تھا۔

عبداللہ بن زیادہ کی روانگی موصل:

اسے جزیرے میں پہنچ کر اس وجہ سے رکنا پڑا کہ وہاں قیس عیلان موجود تھے۔ جنہوں نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی کی بیعت کر لی تھی اور چونکہ مرج راہط کی جنگ میں مروان نے انہیں بری طرح قتل کیا تھا۔ اس وجہ سے یہ اس کی اور اس کے بیٹے عبدالملک کی حکومت کی ضحاک بن قیس کے زیر قیادت برابر مخالفت کرتے رہے۔ اسی وجہ سے عبداللہ بن زیاد ایک سال تک ان کی مخالفت کی وجہ سے عراق نہ جا سکا۔ اس کے بعد یہ موصل کی سمت بڑھا۔

عبدالرحمٰن بن سعید کی مختار ثقفی سے امداد طلبی:

عبدالرحمان بن سعید بن قیس نے جو مختار کی جانب سے موصل کا عامل تھا۔ اسے لکھا کہ عبیداللہ بن زیاد علاقہ موصل میں داخل ہوگیا ہے۔ اس نے اپنی پیدل اور سوار فوج میری طرف بھیج دی ہے۔ میں مقابلہ سے گریز کر کے تکریت آ گیا ہوں اور یہاں آپ کی ہدایت کا منتظر ہوں۔

مختار نے جواب دیا کہ جب تک میرا حکم تم کو موصول نہ ہو تم تکریت نہ چھوڑنا۔

یزید بن انس کو موصل جانے کا حکم:

جب عبدالرحمان بن سعید کا خط مختار کے پاس آیا۔ مختار نے یزید بن انس کو بلایا اور کہا اے یزید عالم و جاہل برابر نہیں اسی طرح حق و باطل بھی ایک نہیں ہیں عبدالرحمٰن بن سعید نے جو ایک سچا آدمی ہے دشمنوں کی پیش قدمی کی اطلاع دی ہے تمہارے پاس رسالہ کی زبردست طاقت ہے۔ تم دن و رات منزلیں طے کرتے ہوئے موصل روانہ ہو جاؤ اور اس کی سرحد میں پہنچ کر منزل کر دینا میں تمہاری امداد کے لیے پیدل سپاہ کے دستے یکے بعد دیگرے بھیجتا رہوں گا۔

یزید بن انس کی روانگی:

یزید بن انس نے کہا۔ کہ مجھے تین ہزار ایسے شہ سوار دے دیجیے۔ جنہیں میں خود انتخاب کرلوں اس کے بعد آپ اس مہم کو میرے سپرد کر دیجیے میں اسے کامیابی تک پہنچانے کا ذمہ دار ہوں اگر مجھے پیدل سپاہ کی ضرورت ہوئی تو میں آپ کو بعد میں لکھوں گا۔

مختار نے کہا اچھی بات ہے اللہ کا نام لے کر جسے چاہو منتخب کرلو یزید نے تین ہزار سواروں کا انتخاب کیا۔ مدینہ کے دستہ پر نعمان بن عوف بن ابی جابر الازدی کو سردار مقرر کیا۔ تمیم و ہمدان کے دستہ پر عاصم بن قیس بن حبیب الہمدانی کو مذحج اور اسد کے دستہ پر ورقا بن غازب الاسدی کو اور بنی ربیعہ اور کندہ کے دستہ پر سعر بن ابی سعر الحنفی کو سردار بنایا۔ اب یہ فوج کوفہ سے روانہ ہوئی۔

مختار ثقفی کی ہدایات:

مختار اور دوسرے لوگ مشایعت کے لیے دیر ابی موسیٰ تک اس فوج کے ہمراہ آئے۔ یہاں مختار نے اس فوج کو رخصت کیا۔ اور خود واپس پلٹا۔ یہ ہدایت کی کہ دشمن کا سامنا ہوتے ہی حملہ کرنا۔ اگر کوئی موقع ملے تو اس سے فوراً فائدہ اٹھانا۔ مگر اپنی حالت سے مجھے روزانہ مطلع کرتے رہنا اگر مزید امداد کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً اٹھانا۔ مگر اپنی حالت سے مجھے روزانہ مطلع کرتے رہنا اگر مزید امداد کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً لکھ دینا اور چاہے تم مدد نہ بھی طلب کرو۔ تب بھی میں تم کو امدادی فوج بھیج دوں گا۔ اس سے تمہاری قوت میں اضافہ ہوگا۔ تمہاری فوج کی ہمت بڑھے گی۔ اور تمہارے دشمن مرعوب ہوں گے۔ یزید نے کہا آپ کی دعا ہی ہمارے لیے سب سے بڑی مدد ہے اور لوگوں نے اس سے کہا کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو اور تمہاری تائید کرے پھر اسے خدا حافظ کہا۔ یزید نے اس سے کہا کہ میرے لیے شہادت کی دعا مانگئے۔ بخدا اگر دشمن سے مقابلہ ہوا تو چاہے فتح مجھے حاصل نہ ہو سکے مگر شہادت سے محروم نہ رہوں گا۔ ان شاء اللہ

عبدالرحمٰن بن سعید کی معزولی:

مختار نے عبدالرحمٰن بن سعید کو لکھ دیا۔ کہ میں یزید کو بھیجتا ہوں۔ اب تمام اس علاقہ کی حکومت تم اس کے سپرد کردو۔ وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ یزید بن انس نے کوفہ سے روانہ ہو کر سورا میں رات بسر کی یہاں لوگوں نے اس سے شدت سفر کی شکایت کی اس وجہ سے یزید نے ایک دن اور رات وہیں قیام کیا۔ پھر علاقہ جوخی سے گذر کر رذانات ہوتا ہوا موصل کے علاقہ میں بنات تلی پر فروکش ہو گیا۔

ربیعہ بن المخارق اور عبیداللہ بن حلمۃ کی روانگی:

اس کے آنے اور مقام کی اطلاع عبیداللہ بن زیاد کو ہوئی اس نے اس کی فوج کی تعداد دریافت کی تاجروں نے اسے بتایا کہ یہ کوفہ سے تین ہزار سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا تھا۔ عبیداللہ نے کہا میں اس کے مقابلہ میں دو چند فوج بھیجے دیتا ہوں۔ اس نے ربیعہ بن المخارق الغنوی اور عبداللہ بن حملۃ الخثعمی کو تین ہزار سواروں کے ہمراہ یزید کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اور دونوں کے نام یہ حکم لکھا کہ دشمن کے مقابلہ میں جو پہلے پہنچے وہ پوری فوج کا سپہ سالار ہوگا۔

ربیعہ بن المخارق یزید کے مقابلہ پر پہلے پہنچ گیا۔ اور اس کے مقابلہ میں تبات تلی پر فروکش تھا۔ مورچہ زن ہو گیا۔ یزید بن انس جو اس وقت صاحب فراش تھا۔ اس کے مقابلہ پر نکلا۔

یزید بن انس کی علالت:

ابوسعید الصیقل کہتا ہے کہ یزید اس حالت میں ہمارے پاس آیا کہ وہ مرض کی وجہ سے ایک گدھے پر سوار تھا لوگ اس کے آس پاس پیدل چل رہے تھے۔ اور اسے ہر طرف سنبھالے ہوئے تھے۔ کسی نے اس کے دونوں بازو تھام رکھے تھے۔ اور کوئی اس

کے دونوں پہلو روکے ہوئے تھا۔ یہ اپنے ہر دستہ فوج کے پاس آ کر ٹھہرتا۔ اور ان سے کہتا۔ اے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سپاہیو! ثابت قدم رہو۔ اس کا تم کو اجر ملے گا۔ دشمن کے مقابلے میں پوری ثابت قدمی دکھاؤ تم کو فتح نصیب ہو گی شیطان کے پیروؤں سے لڑو۔ بے شک شیطان کا مکر بہت ہی کمزور ہے۔ اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو ورقا بن عازب الاسدی تمہارے امیر ہوں گے اگر وہ بھی ہلاک ہو جائیں۔ تو عبداللہ بن ضمرۃ الغدوی تمہارے امیر ہوں گے۔ اگر وہ بھی ہلاک ہو جائیں تو سعر بن ابی سعر الحنفی امیر مقرر کیے جائیں' میں اس کے بازو اور ہاتھ کو پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ میں نے جب اس کے چہرہ پر نظر کی تو مجھے محسوس ہوا کہ اس کی موت کا وقت بالکل قریب آ گیا ہے یزید بن انس نے عبداللہ بن ضمری الغدوی کو اپنے میمنہ پر مقرر کیا۔ سعر بن ابی سعر کو اپنے میسرہ پر اور ورقا بن عازب الاسدی کو تمام رسالہ کا افسر مقرر کیا۔ خود یزید سواری سے اتر کر پیدل سپاہ میں بستر پر لیٹا ہوا ساتھ ہوا اور حکم دیا کہ کھلے میدان میں دشمن پر حملہ کرو۔ مجھے پیدل سپاہ کے ساتھ ساتھ آگے رکھو تمہارا جی چاہے تو اپنے امیر کی حمایت میں جانبازی دکھاؤ اور چاہو تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔

جنگ کا آغاز:

۶۶ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے عرفہ کے دن ہم یزید بن انس کو لے کر دشمن کے مقابلہ پر نکلے کبھی کبھی ہم ان کے پیٹ کو سہارا دے دیتے تھے۔ اور وہ ہمیں جنگ کے متعلق ہدایات دینے لگتا تھا۔ مگر پھر درد کی شدت کی وجہ سے وہیں اسے زمین پر لٹا دیا جاتا تھا۔ اور فوج جنگ میں مصروف ہو جاتی۔ جنگ کی یہ کیفیت طلوع آفتاب سے پہلے پو پھٹنے کے وقت تھی۔ دشمن کے میسرہ نے ہمارے میمنہ پر حملہ کیا۔ اور دونوں حریفوں میں شدید جنگ ہوتی رہی ہمارے میسرہ نے ان کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے شکست دی اس وقت ورقا بن عازب الاسدی نے رسالہ کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ اور ابھی دھوپ بھی اچھی طرح نہیں پھیلی تھی۔ کہ ہم نے انہیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔

ربیعہ بن المخارق کا قتل:

موسیٰ بن عامر العدوی راوی ہے کہ ہم بڑھتے ہوئے اہل شام کے سپہ سالار ربیعہ بن المخارق کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ اور یہ گھوڑے سے اترا ہوا انہیں بلا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اے حق کے حامیو! اے وفادارو! اطاعت شعارو! میرے پاس آؤ۔ میں ابن المخارق ہوں۔ میں خود چونکہ بالکل نوجوان تھا۔ اس لیے اس سے خوف زدہ ہو کر علیحدہ کھڑا رہا۔ عبداللہ بن ورقا الاسدی اور عبداللہ بن ضمرۃ الغدوی دونوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

عمرو بن مالک کا بیان:

عمرو بن مالک ابو کبشۃ القینی روای ہے کہ میں بالکل نوجوان لڑکا تھا۔ اور اپنے ایک چچا کے ہمراہ شامیوں کے لشکر میں تھا۔ جب ہم کوفیوں کے پڑاؤ پر پہنچے۔ تو ربیعہ بن المخارق نے فوج کی جنگی ترتیب خوش اسلوبی سے قائم کی۔ میمنہ پر اپنے بھانجے کو مقرر کیا۔ میسرہ پر عبد ربہ السلمی کو مقرر کیا۔ اور اب وہ رسالہ اور پیدل لے کر جنگ کے لیے نکلا اس نے شامیوں سے کہا۔ کہ اس وقت تمہارا مقابلہ مفرور غلاموں سے ہے جو اسلام سے خارج ہو گئے ہیں انہیں اللہ کا خوف نہیں رہا۔ اور ان کی زبان بھی عربی نہیں رہی۔ اس وقت میرا بھی یہ خیال تھا کہ ربیعہ نے دشمن کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہی درست ہے اب جنگ شروع ہو گئی اسی حالت میں

ایک عراقی تلوار لیے ہمارے سامنے آیا۔ اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

برئت من دین المحکمینا و ذاك فینا شر دین دینا

ترجمہ: ''میں خارجیوں کے دین سے علیحدہ ہوں اور ہم اسے مذہب کے اعتبار سے بہت برا سمجھتے ہیں''۔

عبداللہ بن حملۃ الخثعمی کی آمد:

اب ہمارے اور ان کے درمیان کچھ دن نکلے تک نہایت شدید جنگ ہوئی چاشت کے وقت عراقیوں نے ہمیں شکست دی ہمارے امیر کو قتل کر دیا۔ ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ اب ہم نے کامل شکست کھا کر میدان چھوڑ دیا موضع نبات تلی سے ایک گھنٹہ کی مسافت پر عبداللہ بن حملۃ ہمارے پاس آ پہنچا۔ ہم پھر اس کے ہمراہ واپس آئے اور وہ یزید بن انس کے مقابل آ جما ساری رات ہم نے پوری نگہبانی سے بسر کی۔ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اب ہم پھر بڑی عمدہ جنگی ترتیب کے ساتھ میدان کارزار میں مقابلہ کے لیے آئے۔

عبداللہ بن حملہ کی شکست:

عبداللہ بن حملہ نے زبیر بن حریمہ الخثعمی کو اپنے میمنہ پر اور ابن القیصر القحافی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور خود رسالہ اور پیدل کے ہمراہ عین قربان کے دن دشمن کے مقابلہ پر آگے بڑھا ہم نے ان سے نہایت شدید جنگ کی۔ مگر پھر انہوں نے ہمیں بری طرح شکست دی۔ بری طرح قتل کیا ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا ہم بھاگ کر عبداللہ بن زیاد کے پاس آئے اور اپنی سرگذشت اس سے بیان کی۔

عبداللہ بن حملہ کا قتل:

موسیٰ ابن عامر راوی ہے کہ پہلے عبیداللہ بن حملۃ الخثعمی ہمارے سامنے آیا۔ پھر یہاں سے ہٹ کر اس نے ربیعہ بن المخارق الغنوی کی شکست خوردہ فوج کے سامنے آ کر اسے روکا۔ اور پھر اسے میدان جنگ میں واپس لے آیا۔ موضع بنات تلی پر اس نے منزل کی دوسرے دن صبح ہی سے ہمارے اور دشمن کے درمیان رسالہ کی جنگ شروع ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد دونوں فریق اپنے اپنے پڑاؤ پر واپس چلے گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد ہم پھر دشمن کے مقابل آئے۔ جنگ شروع ہوئی۔ اور ہم نے شامیوں کو بھگا دیا۔ عبداللہ بن حملہ گھوڑے سے اتر پڑا۔ اپنی فوج کو للکارنے لگا۔ اے وفادار و اطاعت شعارو! بھاگنے کے بعد جوابی حملہ کرو۔ اسی حالت میں عبداللہ بن قراذ الخثعمی نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ ہم نے اس کے تمام پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔

یزید بن انس کا انتقال:

تین سو قیدی یزید بن انس کے سامنے جب کہ وہ بازار میں تھا۔ پیش کیے گئے۔ اس نے اشارے سے ان کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور وہ سب کے سب بلا استثناء قتل کر دیے گئے۔ یزید بن انس نے کہا اگر میں مر جاؤں تو ورقا بن عازب امیر ہوں اسی شام کو اس نے قضا کی ورقا نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا۔

ورقا بن عازب کا ہمراہیوں سے مشورہ:

اس کی موت نے اس کی فوج پر بہت بڑا اثر کیا۔ ان کے دل ٹوٹ گئے جب یہ سب کے سب اس کو دفن کرنے گئے تو ورقا نے

ان سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد کے ہمراہ اسی ہزار شامی فوج ہے اب آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ یہ سنتے ہی لوگوں وہاں سے ایک ایک کر کے جانے لگے ورقا نے اپنے مختلف دستوں کے سرداروں اور دوسرے شہ سواروں کو اپنے پاس مشورے کے لیے بلایا اور کہا کہ جو بات میں نے آپ سے بیان کیا ہے اس کے متعلق آپ حضرات کی کیا رائے ہے میں بھی آپ ہی ایسا آدمی ہوں۔ آپ سے کسی طرح افضل نہیں ہوں۔ اس لیے مہربانی کر کے آپ حضرات اس معاملے میں مجھے مشورہ دیجیے واقعہ یہ ہے کہ ابن زیاد شام کی زبردست فوج لے کر جس کے ساتھ شام کے بڑے بڑے بہادر اور شہ سوار ہیں۔ ہمارے مقابلے کے لیے آ رہا ہے۔ اس موجودہ حالت میں تو ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ ہمارے امیر کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان کی موت کی وجہ سے بعض لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اگر ان کا مقابلہ کرنے اور ان تک پہنچنے سے پہلے ہی ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں تو اس صرف یہ سمجھا جائے گا۔ کہ ہم صرف اپنے امیر کی موت کی وجہ سے واپس چلے آئے۔ نیز چونکہ ہم نے ان کی فوج کے امیروں کو قتل کر دیا ہے۔ اس وجہ سے وہ ہم سے ڈرتے رہیں گے۔ ہم آج تو اپنی مراجعت کے لیے اپنے امیر کی موت کا بہانہ بنا سکتے ہیں۔ اور اگر ہم نے ان سے جنگ کی تو گویا ہم نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیا اگر ہمیں آج ہزیمت ہوئی تو ہماری وہ فتح جو ہم نے اپنے دشمن پر کل حاصل کی ہے ہمارے لیے بالکل بے سود ہوگی۔

ابراہیم بن الاشتر کی روانگی:

اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔ ورقا واپس (روانہ) ہوا اس کی واپسی کی اطلاع مختار اور اہل کوفہ کو معلوم ہوئی اس پر لوگوں نے عجیب وغریب خبریں مشتہر کیں اصل واقعہ تو کسی کو معلوم نہ تھا۔ لوگوں نے مشہور کیا کہ یزید بن انس ہلاک ہو گیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔ مختار کے عامل نے جو مدائن پر متعین تھا۔ علاقہ سواد کے ایک منبطی کو جو اس کا خبر رساں تھا۔ مختار کے پاس بھیجا اس نے اصل واقعہ سے مختار کو آ کر اطلاع دی۔ مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو سات ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تم کو یزید بن انس کی فوج ملے اسے اپنے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر واپس لے جانا۔ اور اس مجموعی طاقت کے ساتھ دشمن کی سمت بڑھنا مقابلہ ہوتے ہی جنگ شروع کر دینا۔ ابراہیم اس مہم پر روانہ ہوا۔ اور حمام اعین پر آ کر اس نے اپنا پڑاؤ کیا۔

اشراف کوفہ کے مختار ثقفی پر اعتراضات:

نضر بن صالح راوی ہے کہ یزید بن انس کے مرنے کے بعد کوفہ کے اشراف ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے مختار کی نسبت بری بری خبریں بیان کیں انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کہ یزید بن انس اپنی طبعی موت سے مرا۔ بلکہ کہا کہ وہ جنگ میں مارا گیا۔ نیز وہ کہنے لگے۔ کہ مختار نے اسے ہماری مرضی کے بغیر ہماری فوج کا امیر بنایا۔ ہمارے آزاد کردہ غلاموں کو تقرب دیا۔ انہیں سواریاں دیں۔ ہماری مال گذاری کے روپیہ سے ان کی تنخواہیں دیں اور مختار کی وجہ سے ہمارے غلام بھی ہم سے سرکش ہو گئے جس کی وجہ سے ہمارے شہر کے یتیم اور بیوائیں سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئیں ہیں۔ سب لوگوں نے کہا کہ شبث بن ربعی کے مکان میں جمع ہو کر ان معاملات پر گفتگو کریں۔ کیونکہ وہ ہمارے شیخ ہیں۔ شبث نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں پائے تھے یہ سب جمع ہو کر اس کے مکان آئے۔ شبث نے سب کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد یہ لوگ اسی قسم کی گفتگو کرنے لگے۔

شبث اور مختار ثقفی کی ملاقات:

مختار کے خلاف ان کے غصہ کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی ۔ سرکاری مال گذاری میں اس نے موالیوں کو بھی شریک کر لیا تھا ۔ اس گفتگو کو سننے کے بعد شبث نے کہا کہ پہلے میں خود مختار سے مل کر ان باتوں کا تذکرہ کرتا ہوں ۔ اس نے اس کے پاس آ کر تمام شکائتیں بیان کیں مختار نے ہر بات کے متعلق کہا کہ میں ان کے منشا کے مطابق کر لوں گا ۔ جب اس نے غلاموں کا ذکر کیا ۔ اور کہا کہ جس طرح اللہ نے اس ملک کو ہمیں عطا فرمایا ہے ۔ اسی طرح موالیوں کو بھی بطور مال غنیمت ہمیں دیا ۔ مگر آپ نے یہ غضب کیا کہ ان کو اپنا شریک کار بنایا ۔ ہم نے انہیں آزاد کر دیا ۔ تاکہ اس کا ہمیں اللہ کے یہاں سے اجر ملے ۔ اور یہ لوگ ہمارے شکر گزار ہیں ۔ آپ نے اس پر اکتفا نہیں کیا ۔ بلکہ انہیں ہماری آمدنی میں شریک کار بنایا ۔ ہم نے انہیں آزاد کر دیا ۔ تاکہ اس کا ہمیں اللہ کے یہاں سے اجر ملے ۔ اور یہ لوگ ہمارے شکر گزار ہیں ۔ آپ نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں ہماری آمدنی میں شریک کر لیا ۔

موالیوں کی سپردگی کی پیش کش:

مختار نے کہا اگر آپ لوگ یہ موثق وعدہ کریں کہ میری حمایت میں آپ بنی امیہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑیں گے ۔ تو میں ان موالیوں کو بھی آپ کے سپرد کیے دیتا ہوں ۔ اور آپ کی مال گذاری کی آمدنی آپ ہی پر خرچ کرنے کے لیے آمادہ ہوں ۔ مگر آپ لوگ میری حمایت کا ایسا عہد کیجیے جس سے مجھے اطمینان ہو ۔ شبث نے کہا میں اپنے دوستوں سے اس کا تذکرہ کروں گا ۔ پھر اس کے متعلق آپ کو جواب دوں گا یہ وہاں سے چلا آیا ۔ پھر مختار کے پاس نہیں گیا ۔ طرف کوفہ کے اشراف نے بالاتفاق مختار سے لڑنے کا تصفیہ کیا ۔

شبث کا اشراف کوفہ سے مشورہ:

قدامہ بن حوشب راوی ہے کہ اس کے بعد شبث بن ربعی شمر بن ذی الجوشن محمد بن الاشعث اور عبدالرحمان بن سعد بن قیس بن کعب بن ابی کعب الخثعمی کے پاس آئے ۔ شبث نے حمد وثنا کے بعد اس سے کہا کہ ہم سب نے مختار سے لڑنے کا تصفیہ کر لیا ہے ۔ آپ بھی اس میں شریک ہوں شبث نے مختار کی شکایت میں بیان کیا ۔ کہ اس نے بغیر ہماری مرضی کے ایک شخص کو ہماری فوج کا امیر مقرر کیا اس کا یہ بیان ہے کہ ابن الحنفیہ نے اسے اپنا قائم مقام بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے ۔ حالانکہ ہمیں معلوم ہے ۔ کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا ۔ اس نے ہماری آمدنی ہمارے موالیوں کو کھلا دی ۔ ہمارے غلاموں کو اپنے ساتھ شریک کر کے ہمارے اور بیوہ خاتونوں کو تکلیف ومصیبت میں مبتلا کر دیا ۔ اس نے اور اس کے غلام طرفداروں نے ہمارے سلف صالحین سے اپنی برأت کا اظہار کیا کعب نے اس تقریر پر مرحبا کہی اور ان کی دعوت کو بخوشی قبول کر لیا ۔

عبدالرحمان بن مخنف کی مخالفت:

ابو یحییٰ بن سعید راوی ہے کوفہ کے اشراف عبدالرحمان بن مخنف کے پاس آئے ۔ اور مختار سے لڑنے کی اسے دعوت دی عبدالرحمان نے کہا کہ تم لوگوں نے اس کا ارادہ ہی کر لیا ہے ۔ تو میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا ۔ مگر میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ایسا نہ کرو ۔ لوگوں نے پوچھا کیوں ۔ عبدالرحمٰن نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم میں اختلاف پیدا ہو جائے گا ۔ ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دو گے اور متفرق ہو جاؤ گے ۔ مختار کے ہمراہ خود تمہارے غلام اور موالی بھی اس کے ہمراہ ہیں ۔ یہ آپس میں پوری طرح متحد ہیں تمہارے

غلام اور تمہارے موالی دوسرے شخصوں کے مقابلے میں ہم سے بہت زیادہ شدید عداوت و کینہ رکھتے ہیں۔ عرب کی شجاعت اور عجم کی عداوت کے ساتھ وہ تم سے لڑے گا اگر تم لوگ کچھ زمانے تک انتظار کر لو تو خود تم کو کوئی کاروائی اس کے خلاف نہ کرنا پڑے گی۔ شام یا بصرہ کی فوجیں آ کر اس سے نپٹ لیں گی۔ خود تم کو اس کے مقابلہ میں کچھ نہ کرنا پڑے گا۔ اور تم کو اپنی قوت اپنے ہی مقابلے میں صرف نہ کرنا پڑے گی۔

مختار ثقفی پر حملہ کا منصوبہ:

اس پر سب نے کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ہماری مخالفت نہ کریں۔ اور اس کام میں روڑے نہ ڈالیں عبدالرحمان نے کہا میں تمہارا ہی آدمی ہوں۔ جب چاہو خروج کرو۔ اب اس معاملہ پر یہ لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرنے لگے اور سب نے کہا کہ ابراہیم بن الاشتر کو مختار کے پاس سے چلے جانے دو۔ چنانچہ ابراہیم بن الاشتر کے ساباط پہنچنے تک یہ لوگ چپ بیٹھے رہے اور پھر مختار پر چڑھ دوڑے۔

عبدالرحمٰن بن سعید ہمدانی کا خروج:

عبدالرحمان بن قیس الھمدانی بنی ہمدان کے ساتھ خروج کر کے سبیع کے احاطہ میں آیا۔ زحر بن قیس الجعفی اور اسحٰق بن محمد بن الاشعث کندہ کے احاطہ میں جمع ہوئے۔ سلیمان بن محمد الحضرمی بیان کرتا ہے کہ جبیر الحضرمی ان دونوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے احاطہ سے چلے جائیے۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کریں۔ اسحاق بن محمد نے کہا تمہارے اس احاطہ سے' اس نے کہا جی ہاں یہ لوگ وہاں سے پلٹ کر چلے گئے۔

بنی بجیلہ اور بنی ازد کا خروج:

کعب بن ابی کعب الخثعمی بشر کے احاطہ میں نکل آیا۔ بشیر بن جریر بن عبداللہ بن بجیلہ کے ہمراہ ان لوگوں کے پاس آیا۔ عبدالرحمان بن مخنف کے احاطہ میں اپنی جمعیت کے ہمراہ آیا۔ اسحاق بن محمد اور زحر بن قیس سبیع کے احاطہ میں عبدالرحمان بن سعید بن قیس کے پاس آئے۔ بجیلہ اور خثعم عبدالرحمٰن بن مخنف کی طرف روانہ ہوئے جو بنی ازد کے ہمراہ آمادہ تھا۔

سبیع کے احاطہ میں اجتماع:

سبیع کے احاطہ میں جو لوگ جمع تھے انہیں معلوم ہوا کہ مختار نے ان کے مقابلہ کے لیے رسالہ تیار کیا ہے انہوں نے یکے بعد دیگرے کئی قاصد ازد بجیلہ اور خثعم کے پاس دوڑائے انہیں اپنی قرابت کا اور اللہ کا واسطہ دیا کہ فوراً ہماری مدد کو آؤ یہ لوگ ان کی طرف روانہ ہوئے اور اب سب کے سب سبیع کے احاطہ میں جمع ہو گئے۔ جب مختار کو ان کے اجتماع کا علم ہوا تو ان کے ایک جا جمع ہو جانے سے اسے خوشی ہوئی۔

ابراہیم بن الاشتر کی طلبی:

شمر بن ذی الجوشن قیس کے ہمراہ سلول کے احاطہ میں آیا شبث بن ربعی حسان بن فائد العبسی اور ربیعہ بن ثروان الضبی مضر کے ہمراہ کناسے میں جمع ہوئے۔ حجار بن الجر اور یزید الحارث بن ردیم بنی ربیعہ کے ہمراہ تمارین اور سنجہ کے درمیان آ کر ٹھہرے عمرو بن الحجاج الزبیدی اپنے مذحج کے طرف داروں کے ہمراہ مراد کے احاطہ میں آ کر ٹھہرا۔ اہل یمن نے اسے اپنے پاس بلایا۔ مگر اس

نے جانے سے انکار کیا۔ اور کہلا بھیجا کہ تیار ہو۔ میں خود تمہارے پاس ابھی آتا ہوں۔ مختار نے اسی دن عمرو بن توبہ کو ابراہیم بن الاشتر کے پاس روانہ کیا۔ اسے بہت تیز جانے کی ہدایت کی اور ابراہیم کو جو ساباط میں تھا۔ حکم دیا کہ میرے اس خط کے دیکھتے ہی اپنی فوج کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔

اہل کوفہ کی ناکہ بندی:

مختار نے اہل کوفہ سے پچھوایا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا تم نے ادعا کیا تھا کہ اس کام کے لیے ابن الحنفیہ نے تم کو بھیجا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اس لیے تم یہاں سے چلے جاؤ۔ مختار نے کہا تم اور میں دونوں ایک ایک وفد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجیں اس سے اصل حقیقت کا تم پر انکشاف ہو جائے گا۔ اس تجویز سے اس کی غرض یہ تھا کہ اس طرح اتنی مہلت مل جائے گی کہ ابراہیم اس کے پاس آ جائے۔ اور مختار کے حکم سے اس کے ساتھیوں نے اپنے ہاتھ جنگ سے روک لیے اہل کوفہ نے تمام راستے اس پر مسدود کر دیئے۔ کوئی چیز مختار اور اس کے ساتھیوں کہ نہ پہنچ سکتی تھی۔ حتیٰ کہ پانی بھی اگر پانی ان کی غفلت کی وجہ سے کبھی پہنچ بھی جاتا تو وہ بہت ہی تھوڑا ہوتا تھا۔

شمر بن ذی الجوشن کی مراجعت احاطہ سلول:

عبداللہ بن سبیع میدان میں آیا۔ شاکر نے اس سے خوب جنگ کی۔ پھر عقبہ بن طارق الجشمی بھی اس کے ساتھ آ کر جنگ میں شریک ہوا۔ اور کچھ دیر تک لڑتا رہا۔ پھر خود اس کا حریف ان سے علیحدہ ہو گیا۔ اور یہ دونوں اپنی فوج کے عقب میں اس کو بچاتے ہوئے آگے بڑھے۔ عقبہ بن طارق قیس کے ہمراہ احاطہ بنی سلول میں ٹھہر گیا۔ اور عبداللہ بن سبیع یمنیوں کے ہمراہ سبیع کے احاطہ میں رک گیا۔ شمر بن ذی الجوشن نے اہل یمن سے آ کر کہا بہتر یہ ہے کہ ایسی جگہ جمع ہو جہاں فوج کے دو پہلو مقرر کر سکیں۔ اور صرف ایک طرف سے دشمن سے لڑیں۔ میں تمہارا ہم قبیلہ ہوں۔ اگر چاہتے ہو تو میری رائے پر عمل کرو۔ ورنہ ان تنگ گلیوں میں بغیر کسی رخ کے مجھ سے نہیں لڑا جائے گا۔ اس کے بعد یہ اپنی قوم کے پاس سلول کے احاطہ میں آ گیا۔

ابراہیم بن الاشتر کی واپسی:

مختار کا قاصد کوفہ سے روانہ ہو کر اسی دن شام ابراہیم کے پاس پہنچ گیا۔ اور فوج میں اعلان کر دیا کہ کوفہ واپس چلو۔ ابراہیم اس وقت روانہ ہو گیا۔ اور جب رات زیادہ بڑھ گئی اس نے قیام کر دیا۔ اس کی فوج نے کھانا کھایا۔ اپنے جانوروں کو برائے نام آرام دینے کے بعد وہ تمام رات برابر چلتا رہا۔ صبح کی نماز سوار میں پڑھی پھر سارے دن چلنے کے بعد عصر کی نماز کوفہ کے پل کے دروازے پر پڑھی کوفہ آ کر ساری رات مسجد میں بسر کی۔ اس کے ہمراہ اس کے بڑے بڑے بہادر اور شجاع طرف دار تھے۔ مختار کے خلاف اہل کوفہ نے جب خروج کیا تو اس کی تیسری صبح کو مختار قصر سے نکل کر مسجد اعظم کے منبر پر چڑھا۔

شبث کا مختار ثقفی کو پیغام:

ابو عیاث الکلبی راوی ہے کہ شبث بن ربعی نے اپنے بیٹے عبدالمومن کے ذریعے سے مختار سے کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے قریب کے رشتہ دار ہیں۔ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہمارے اس وعدے پر تم اعتماد کرو۔ مگر حقیقت اس کے خلاف تھی۔ اس کی نیت لڑائی کی تھی۔ اور یہ اس نے صرف ایک چال چلی تھی۔

رفاعہ بن شداد کی امامت:

جب یمنی سبیع کے احاطہ میں جمع ہو گئے تو نماز کا وقت آ گیا۔ جتنے یمنی سردار تھے وہ اس بات سے پہلو تہی کرنے لگے کہ کسی دوسرے کو امام بنائیں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن مخنف نے کہا کہ یہ اختلاف کی پہلی بات ہے۔ تمہارے شہر کے سب سے بڑے قاری تمہارے ہی قبیلہ میں رفاعہ بن شداد البجلی موجود ہیں۔ (یہ قبیلہ دیحلہ سے تھا) انہیں سب پسند بھی کرتے ہیں۔ انہیں امام بناؤ۔ اسے سب نے پسند کیا اور اب جنگ ہونے تک یہی ان کو نماز پڑھانے لگے۔

انس بن عمرو الازدی:

انس بن عمرو الازدی نے اہل یمن میں آ کر ان کی باتیں سنیں یہ کہہ رہے تھے کہ اگر مختار ہمارے بھائی مضریوں کی طرف بڑھے گا تو ہم ان کی امداد کے لیے جائیں گے۔ اور اگر وہ ہم پر پیش قدمی کرے گا مضری ہماری مدد کے لیے آئیں گے۔ اس بات کو سن کر ان میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا مختار کے پاس گیا۔ مختار اس وقت منبر پر تھا۔ یہ منبر پر چڑھ گیا۔ اور یہ خبر اس سے بیان کی۔ مختار نے کہا اہل یمن تو بے شک ایسے صادق القول ہیں۔ کہ اگر میں مضریوں پر حملہ کروں تو یہ ان کی مدد کے لیے ضرور جائیں گے۔ مگر مضری یمنیوں کی مدد کے لیے نہیں آئیں گے۔ اس کے بعد یہ دستور ہو گیا۔ کہ مختار اس شخص کو اپنے پاس اکثر بلاتا تھا۔ اور اس کی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔

ابراہیم بن الاشتر کی مضریوں پر فوج کشی:

مختار منبر سے اتر آیا۔ اس نے اپنی فوج کو بازار میں ترتیب دیا۔ (اس وقت بازار میں اتنی عمارت نہ تھی۔ جیسی اب ہے) ابراہیم سے پوچھا کہ تم کس جماعت کے مقابلہ پر جانا چاہتے ہو۔ اس نے کہا جہاں چاہیں آپ مجھے بھیج دیں۔ مگر چونکہ مختار خود ایک بڑا عقل مند اور ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے یہ گوارہ نہ کیا۔ کہ ابراہیم کو خود اس کی قوم کے مقابلے پر بھیجے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ وہ ان کے خلاف اپنی پوری شجاعت و تدبیر جنگ سے کام نہ لے سکے۔ اس خیال سے اس نے ابراہیم کو مضریوں کے مقابلے پر بھیجا۔ جو کناسے میں شبث بن ربعی اور محمد بن عمیر بن عطارد کی قیادت میں جمع تھے۔ اور خود مختار نے اہل یمن کے مقابلے پر جانے کا ارادہ کیا۔

احمر اور عبداللہ بن کامل کی پیش قدمی:

مختار کی یہ عادت تھی۔ کہ جب وہ اہل یمن وغیرہ پر فتح پاتا تھا۔ تو ان کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا اور بہت کم رحم کرتا۔ ابراہیم بن الاشتر کناسے کی طرف چلا اور خود مختار سبیع کے احاطے کی سمت مختار عمرو بن ابی وقاص کے مکان کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ اس نے احمر بن شمیط البجلی الاحمسی کو اور عبداللہ بن کامل الشاکری کو اپنے سامنے سے آگے روانہ کیا۔ ابن شمیط سے کہا تم اسی راستے سے بڑھتے ہوئے اپنی قوم کے مکانات میں سے ہو کر دشمن کی فوج تک جو سبیع کے احاطے میں جمع ہے۔ پہنچو عبیداللہ بن کامل سے کہا۔ کہ تم اس دوسرے راستے سے بڑھو۔ اور انس بن شریق کی اولاد کے مکان سے ہو کر سبیع کے احاطے پہنچو۔ پھر دونوں کو پاس بلا کر ان سے چپکے سے کہا کہ بنی شبام نے مجھ سے کہلا بھیجا ہے کہ وہ دشمن کے عقب سے اس پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ اب یہ دونوں سردار اپنے اپنے مقررہ راستے سے روانہ ہو گئے۔

احمر و عبداللہ کے دستوں کی پسپائی:

اہل یمن کو ان دونوں کی پیش قدمی کا علم ہوا انہوں نے ان دونوں راستوں کو جس سے ان کی فوجیں بڑھ رہی تھیں۔ مدافعت کے لیے تقسیم کر لیا۔ مسجد احمس کے عقبی راستے پر عبدالرحمان بن قیس الہمدانی اسحاق بن الاشعث اور زحر بن قیس ان کے مقابلے کے لیے مستعد ہو گئے۔ اور فرات کے قریب جو راستہ واقع تھا۔ اس پر عبدالرحمان بن مخنف بشر بن حریر بن عبداللہ اور کعب بن ابی کعب مقابلہ کے لیے کھڑے ہو گئے اب حریفوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی احمر بن شمیط اور عبداللہ بن کامل کی فوجیں پسپا ہوئیں۔ ان شکست خوردہ کو دیکھ کر مختار خوف زدہ ہو گیا۔ اس نے ان سے واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ ہمیں ہزیمت ہوئی۔ مختار نے پوچھا: احمر بن شمیط نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا وہ مسجد قصاص کے پاس سواری سے ایک قبر کے احاطہ میں اتر پڑا ہے۔ اس سے ان کی مراد مسجد ابوداؤد تھی (اس زمانے کے لوگ اس احاطے میں جمع ہو کر قصے بیان کرتے تھے) اس کے ہمراہ اس کی قوم کے کچھ اور لوگ بھی اتر پڑے تھے۔ عبداللہ بن کامل کے ساتھیوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں کہ عبداللہ نے کیا کیا۔

عبداللہ بن قراد الخثعمی کی کمک:

مختار نے انہیں فوراً واپس جانے کا حکم دیا۔ بلکہ خود انہیں لے کر ابی عبداللہ الجدلی کے مکان تک آیا۔ عبداللہ بن بن الخثعمی کو جس کے ماتحت چار سو جنگ جو تھے۔ حکم دیا۔ کہ تم ابن کامل کے پاس جاؤ۔ اگر وہ مارا گیا۔ تو تم اس کی جگہ متعین کیے جاتے ہو۔ اور اس کی فوج لے کر دشمن کا مقابلہ کرو۔ اور اگر وہ زندہ ہو۔ تو خود صرف سو سوار اپنے ساتھ لے لینا۔ بقیہ کو ابن کامل کے سپرد کر دینا۔ اور انہیں ہدایت کرنا کہ نہایت وفاداری اور خلوص نیت کے ساتھ اس کے احکام پر چلیں۔ کیونکہ اس مخلصانہ طرز عمل کا فائدہ مجھے ہو گا۔ اور جو میرے ساتھ اخلاص برتے گا۔ اسے بشارت ہونی چاہیے۔ تم خود اپنے سواروں کو لے کر دشمن کے احاطہ سبیع والی جماعت کے مقابلہ پر جاؤ۔ اور حمام اعین کے متصل اس پر حملہ کرو۔

عبداللہ بن قراد کی احاطہ سبیع کی طرف پیش قدمی:

عبداللہ بن قراد روانہ ہو کر ابن کامل کے پاس آیا یہ زندہ تھا۔ اور عمرو بن حریث کے حمام کے پاس اپنے بعض طرفداروں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ میدان معرکہ میں جمے ہوئے تھے۔ دشمن سے لڑ رہا تھا۔ عبداللہ نے تین سو آدمی اس کے حوالے کیے اور خود سبیع کے احاطے کی طرف بڑھا۔ پھر انہیں راستوں میں ہو کر مسجد عبدالقیس پہنچا۔ اور ٹھہر گیا۔ یہ سو سپاہی اس کی فوج کے تھے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔ کیا رائے دیتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ جو آپ کی رائے ہو ہم بھی اس پر عمل کریں گے۔ اس نے کہا بخدا میں دل سے چاہتا ہوں کہ مختار کو کامیابی ہو۔ مگر اسی کے ساتھ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ آج میرے خاندان کے اشراف ہلاک ہو جائیں۔ بلکہ اپنے ہاتھوں ان کی ہلاکت کے بجائے میں خود مر جانا اچھا سمجھتا ہوں۔ بہر حال تھوڑی دیر توقف کرو۔ میں نے سنا ہے کہ بنی شبام عقب سے ان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو بہتر ہے ہم اس ناخوش گوار فرض کی انجام دہی سے بچ جائیں گے۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی رائے پسند کی عبداللہ بن قراد وہیں بنی عبدالقیس کی مسجد کے پاس رک گیا۔

عبداللہ بن شریک کی احمر کو کمک:

مختار نے مالک بن عمرو النہدی کو دو سو پیادوں کے ہمراہ دشمن کے مقابلے پر بھیجا۔ یہ ایک نہایت ہی شجاع آدمی تھا۔ نیز مختار

نے عبداللہ بن شریک النہدی کو دو سو سواروں کے ہمراہ احمر بن شمیط کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ احمر بن شمیط برابر اپنی جگہ جما ہوا تھا۔ یہ امدادی فوج اس وقت اس کے پاس پہنچی جب کہ دشمن نے کثیر تعداد میں اسے آ لیا تھا۔ اس بنا پر اس مقام پر طرفین میں خون ریز معرکہ ہوا۔

حسان بن فائد العبسی کا خاتمہ:

ابن الاشتر شبث بن ربعی اور اس کے ہمراہی مضریوں کی کثیر جماعت کے سامنے آیا۔ جس میں حسان بن فائد العبسی بھی تھا۔ ابراہیم نے اس سے کہا کہ میدان سے چلے جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی مضری میرے ہاتھوں ہلاک ہو تم اپنے تئیں ہلاک نہ کرو۔ مگر انہوں نے مراجعت سے انکار کیا۔ اور لڑے ابراہیم نے انہیں شکست دی حسان زخمی ہوگیا۔ اور میدان سے اٹھا کر اسے گھر لایا گیا۔ اور یہاں پہنچ کر مر گیا۔ مرنے سے پہلے اسے بستر مرگ پر کچھ افاقہ ہوگیا تھا۔ اس افاقہ میں اس نے کہا۔ میں اپنے زخموں سے اچھا ہونا نہیں چاہتا۔ میری آرزو یہی تھی کہ میں نیزے یا تلوار کے وار سے مروں مضریوں کی شکست کی خوشخبری ابراہیم نے مختار کو بھیجی۔ مختار نے اس خبر کو اپنی طرف سے احمر بن شمیط اور ابن کامل کو بھیجا۔ جو فوجیں راستوں پر متعین تھیں وہ اپنے قریب کے ساتھیوں کی مدد کر رہی تھیں۔

شیخ ابو القلوص کے دستہ کی احاطہ سبیع میں آمد:

اب بنی شیام یکجا ہوئے۔ ابو القلوص کو اپنا سردار بنایا۔ اور سب کی یہ رائے ہوئی کہ اہل یمن کے عقب سے ان پر حملہ کیا جائے اس تجویز کے متعلق بعضوں نے کہا۔ اگر تم اپنی کوشش اپنے ان دشمنوں کے مقابلے میں صرف کرو۔ جو تمہاری قوم سے نہیں ہیں۔ تو زیادہ اچھا ہے اس لیے مضر سے اور ربیعہ سے چل کر لڑو۔

اس گفتگو میں ان کے شیخ ابو القلوص نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ وہ خاموش رہا۔ لوگوں نے اس سے کہا۔ کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ﴾

''تم ان کافروں سے لڑو۔ جو تمہارے قریب ہیں۔ اور انہیں ضرور تم میں سختی محسوس ہونا چاہیے''۔

کھڑے ہو جاؤ سب کھڑے ہو گئے۔ قیس انہیں دو یا تین نیزوں کے طول کی مسافت تک لے گیا۔ اور کہا بیٹھ جاؤ۔ سب بیٹھ گئے اس کے بعد پھر انہیں پہلی مرتبہ سے زیادہ مسافت تک لے کر چلا اور پھر انہیں بٹھایا اب پھر انہیں کھڑا کر کے تیسری مرتبہ ذرا اور زیادہ دور لے کر گیا۔ اور پھر کہا بیٹھ جاؤ۔ اس پر انہوں نے کہا ابو القلوص ہم تم کو عرب کے شجاع ترین لوگوں میں سمجھتے ہیں۔ تم یہ کیا کر رہے ہو۔ اس نے کہا تجربہ کار اور نا تجربہ کار برابر نہیں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس طرح تمہارے دل ٹھکانے ہو جائیں۔ اور تم لڑنے کے لیے پوری طرح آمادہ ہو جاؤ۔ دہشت کی حالت میں تم کو لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑنے کو میں نے مناسب خیال نہیں کیا۔ سب نے کہا تم ہی اپنے فعل کو خوب سمجھتے ہو۔ جب بنی شیام سبیع کے احاطے پہنچے تو راستے کے منہ پر اعسر الشاکری نے ان کا مقابلہ کیا۔

رفاعہ بن شداد کا قتل:

جندعی اور ابو الزبیر بن کریب نے اس پر حملہ کر کے زمین پر گرا دیا۔ اور دونوں احاطے میں در آئے اور ان کے پیچھے ایک بڑی

جماعت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ کا نعرہ لگاتے ہوئے احاطے میں داخل ہوگئی دوسری جانب سے ابن شمیط کی فوج نے اس نعرے کے جواب میں یہی نعرہ بلند کیا۔ اسے سن کر یزید بن عمیر بن ذی مران الہمدانی نے یالثارات عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہیں۔ اس کی قوم کے بعض لوگوں نے اس سے کہا تم ہم کو مقابلہ پر لائے ہم نے تمہاری اطاعت کی اب جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم پر تلواریں پڑ رہی ہیں۔ تم کہتے ہو کہ دشمن کا مقابلہ چھوڑ کر پلٹ جائیں یہ نہیں ہوسکتا رفاعہ بن شداد رجز پڑھتا ہوا مختار کی فوج پر پلٹا لڑا اور مارا گیا۔

یزید بن عمیر کا خاتمہ:

اس جنگ میں یزید بن عمیر ذی مران نعمان بن صہبان الجرمی الزاسبی جو ایک عابد و زاہد آدمی تھا۔ اور رفاعہ بن شداد بن عوسجہ الفتیانی نہران کے حمام کے قریب جو سبخہ میں واقع ہے۔ مارے گئے رفاعہ بھی عابد و زاہد تھا۔ فرات بن زحو بن قیس الجعفی بھی مارا گیا۔ زحر بن قیس زخمی میدان سے اٹھایا گیا۔ عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس اور عمرو بن مخنف بھی مارے گئے۔ عبدالرحمان بن مخنف لڑتا ہوا زخمی گر پڑا۔ پیدلوں نے اسے بیہوشی کی حالت میں اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا۔ اور اس کے گرد بعض ازدی بڑی جواں مردی سے لڑتے رہے۔

اسیرانِ جنگ کا قتل:

وادعین کے مکانات سے پان سو قیدی جن کی مشکیں بندھی تھیں مختار کے سامنے پیش کیے گئے۔ اس پر بنی نہد کے عبداللہ بن شریک نے جو مختار کے سرداروں سے تھا۔ یہ کیا کہ جو عرب اس کے سامنے پیش کیا گیا اسے چھوڑ دیتا۔ بنی نہد کے آزاد غلام درہم نے مختار سے ان کے طرز عمل کی شکایت کی مختار نے اس سے کہا کہ تمام قیدی میرے سامنے لائے جائیں اور ان میں سے جو جو حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں موجود تھا۔ یہ اسے قتل کرا دیتا۔ قبل اس کے یہ پوری تعداد ختم ہو۔ ان میں سے دو سو اڑتالیس آدمی مختار نے قتل کر دیئے۔

ان قیدیوں میں سے اس جنگ سے پہلے جس نے مختار کے ساتھیوں کو کوئی تکلیف یا نقصان پہنچایا تھا۔ انہوں نے اسے علیحدہ لے جا کر قتل کر دیا۔ اس طرح انہوں نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور مختار کو اس بات کا علم بھی نہ ہوا۔ جب بعد میں اسے معلوم ہوا۔ تو اس نے بقیہ قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اور یہ وعدہ لے لیا۔ کہ وہ اس کے کسی دشمن کے ساتھ بھی یکجا نہ ہوں گے اور نہ اس کے طرفداروں کے ساتھ کوئی دھوکا یا فریب کریں گے۔ البتہ سراقہ بن مرداس البارقی کے متعلق اس نے حکم دیا۔ کہ یہ مسجد تک میرے ساتھ گھسیٹ کر لایا جائے۔

مختار نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ ان لوگوں کے علاوہ جو آل نبی کے قتل میں شریک رہے ہیں۔ اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا وہ مامون ہے۔

یزید بن الحارث اور اس کے ساتھیوں کی مراجعت:

یزید بن الحارث بن یزید بن ردیم اور حجار بن الجر نے اپنے دو قاصد نتیجہ جنگ معلوم کرنے کے لیے اہل یمن کی طرف روانہ کیے۔ اور انہیں ہدایت کی کہ یمنیوں کے قریب جاؤ۔ اور دیکھو اگر ان کو فتح نصیب ہو تو تم میں سے جو شخص پہلے ہمارے پاس آ جائے وہ

لفظ صرفان کہے اور انہیں شکست ہوئی ہو تو لفظ جمزان کہے۔ چونکہ اہل یمن کو شکست ہو چکی تھی اس لیے جو پہلا قاصد خبر لے کر ان کے پاس آیا۔ اس نے جمزان کہا یہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنی قوم والوں سے کہا کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ یہ سب واپس چلے گئے۔

عمرو بن الحجاج کی روپوشی:

عمرو بن الحجاج الزبیدی جو حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھا۔ اپنی سواری پر سوار ہو کر شراف اور رقصہ کے راستے ہو لیا۔ مگر پھر آج تک اس کی کوئی خبر نہ ملی معلوم نہیں زمین اسے کھا گئی یا آسمان نے اسے اٹھا لیا۔

فرات بن زحر کی تدفین:

فرات بن زحر بن قیس جب مارا گیا۔ تو عائشہ بنت خلیفہ بن عبداللہ الحنفیہ نے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں مختار سے اس کے دفن کرنے کی اجازت طلب کی مختار نے اجازت دے دی اور عائشہ نے اسے دفن کر دیا۔

مختار نے اپنے غلام ذربی کو شمر بن ذی الجوشن کی تلاش میں روانہ کیا۔

ذربی پر شمر کا حملہ:

مسلم بن عبداللہ الفیابی راوی ہے کہ مختار لے غلام ذربی نے ہمارا تعاقب کیا۔ اور ہمیں آ لیا۔ ہم اپنے دبلے پتلے تیز رو گھوڑوں پر کوفے سے نکل چلے تھے ہم نے دیکھا کہ یہ اپنے گھوڑے پر اڑا ہوا چلا آ رہا ہے اس کے قریب آتے ہی شمر نے ہم سے کہا کہ تم اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاؤ۔ اور مجھ سے دور چلے جاؤ۔ شاید یہ غلام میری تاک میں آیا ہے ہم نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ دی اور خوب تیزی سے بھگایا۔ غلام نے شمر پر حملہ کیا پہلے تو شمر اس کے وار کو بچانے کے لیے گھوڑے کو کاوا دیتا رہا اور جب ذربی اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا شمر نے ایک ہی وار میں۔ اس کی کمر توڑ دی۔ جب یہ مختار کے سامنے لایا گیا۔ اور اس واقعہ کی اطلاع اسے دی گئی اس نے کہا کہ اگر یہ مجھ سے مشورہ لیتا تو اسے کبھی شمر پر حملہ آور ہونے کا حکم نہ دیتا۔

شمر بن ذی الجوشن کا خط بنام ابن زبیر رضی اللہ عنہما:

ذربی کو قتل کر کے شمر سانید ما پہنچا یہاں سے روانہ ہو کر یہ کلتا خبسہ نامی ایک گاؤں کے پہلوں میں جو دریا کے کنارے واقع تھا۔ ایک ٹیلہ کے پہلو میں فروکش ہوا۔ گاؤں سے ایک کسان کو بلا کر اسے پیٹا اور کہا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس میرا یہ خط لے جا۔ اس خط پر یہ پتہ مرقوم تھا۔

امیر مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے نام شمر بن ذی الجوشن کی طرف سے یہ کسان اس خط کو لے کر روانہ ہوا ایک ایسے گاؤں میں پہنچا جو زیادہ آباد تھا۔ اور یہاں ابو عمرہ متعین تھا۔ ان دنوں اسے مختار نے اپنے اور اہل بصرہ کے درمیان جنگی چوکی کے فرائض انجام دینے کی غرض سے گاؤں میں متعین کر دیا تھا۔ اس گاؤں کا ایک کسان اس کسان سے ملا۔ اور شمر نے اس کے ساتھ جو زیادتی کی تھی۔ اس کی شکایت کی یہ دونوں کھڑے ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ ابو عمرہ کا ایک سپاہی ان کے پاس سے گذرا اور اس نے اس خط کو اور اس کے پتے کو دیکھا اور اس سے شمر کا مقام پوچھا۔ اس نے بتا دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ ان سے صرف تین فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اب یہ لوگ شمر کی طرف چلے۔

شمر بن ذی الجوشن کا قتل:

میں اس شب شمر ہی کے ہمراہ تھا۔ ہم نے اس سے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں لے کر یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ ہمیں یہاں ڈر معلوم ہوتا ہے۔ شمر نے کہا کہ میں اسے مختار کذاب کے خوف پر محمول کرتا ہوں۔ بخدا! میں تین دن تک یہاں سے کوچ نہیں کروں گا۔ تم لوگ مرعوب ہو گئے ہو جس جگہ ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں ریچھ کثرت سے تھے۔ میں نیم بیدار تھا۔ جب میں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی میں نے اپنے جی میں کہا۔ کہ یہ ریچھ ہوں گے۔ مگر جب آواز زیادہ تیز آنے لگی تو میں جاگ اٹھا۔ آنکھیں ملیں اور پھر میں نے کہا کہ یہ ہرگز ریچھوں کی آواز نہیں ہے۔ میں اٹھنے لگا کہ اتنے ہی میں وہ لوگ ٹیلے سے اتر کر ہمارے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے تکبیر کہی اور ہماری جھونپڑیوں کا احاطہ کر لیا۔ ہم اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر پیدل ہی بھاگے۔ یہ سب شمر پر ٹوٹ پڑے۔ یہ اس وقت ایک پرانی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ چونکہ یہ مبروص تھا مجھے اس کی کوکھ کی سپیدی چادر پر سے نظر آ رہی تھی۔ یہ نیزے سے ان پر وار کرنے لگا۔ اسے زرہ یا کپڑے پہننے کا بھی موقع ان لوگوں نے نہیں دیا۔ ہم اسے چھوڑ کر چلتے بنے میں تھوڑی دور ہی گیا تھا۔ کہ میں نے تکبیر کی آواز کے ساتھ یہ سنا کہ خبیث قتل کر دیا گیا۔

عبدالرحمان بن عبید ابوالکنود کہتا ہے کہ میں نے ہی اس کسان کے پاس شمر کا خط دیکھا تھا۔ اسے میں ابوعمرہ کے پاس لایا۔ اور میں نے ہی شمر کو قتل کیا۔ یہ تھوڑی دیر تک ہم پر نیزے سے وار کرتا رہا۔ پھر نیزہ چھوڑ کر اپنی جھونپڑی میں گیا۔ اور تلوار لے کر ہم پر حملہ آور ہوا۔

سراقہ بن مرداس کی دروغ گوئی:

یونس بن ابی اسحٰق راوی ہے جب سبیع کے احاطہ سے نکل کر مختار قصر کی طرف روانہ ہوا سراقہ بن مرداس نے نہایت بلند آواز سے ان مصرعوں کو پڑھ کر مختار کو مخاطب کیا:

''اے وہ شخص جو تمام عرب کا بہترین فرد ہے۔ اور جو شجر اور جند کے قیام کرنے والوں میں بہترین ہے اور جوان سب سے بہتر ہے۔ جنہوں نے اذان دی۔ لبیک کہا یا سجدہ کیا۔ آج تو مجھ پر احسان کر''۔

مختار نے اسے جیل خانے بھیج دیا۔ یہ ساری رات قید رہا دوسری صبح کو اسے جیل سے نکالا گیا یہ مختار کی تعریف میں قصیدہ پڑھتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ جب مختار کے پاس پہنچا تو خود سراقہ نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت کرے میں خدائے واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ملائکہ کو ابلق گھوڑوں پر سوار زمین و آسمان کے درمیان لڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ مختار نے کہا اچھا منبر پر چڑھ کر سب کو اس کی اطلاع کرو۔ اس نے منبر پر چڑھ کر اس بات کو بیان کر دیا اور اتر آیا۔ مختار نے تخلیے میں بلا کر اس سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم نے ملائکہ کو نہیں دیکھا ہے۔ اور جس غرض سے تم نے یہ بات بنائی ہے کہ میں تم کو قتل نہ کروں میں اس سے بھی واقف ہوں۔ اچھا جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ۔ مگر میرے طرفداروں کو میرے خلاف نہ ورغلانا۔

سراقہ بن مرداس کی رہائی:

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے کبھی ایسی غلیظ قسمیں نہیں کھائی تھیں جیسا کہ اس موقع پر کھائیں۔ کہ میں نے ملائکہ کو لڑتے ہوئے دیکھا ہے مختار نے اسے رہا کر دیا۔ یہ بھاگ کر عبدالرحمان بن مخنف کے ساتھ ہو گیا۔ جو بصرہ میں مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے

پاس تھا۔ کوفہ کے تمام اشراف اور عمائد مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ چلے آئے۔

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ جب سراقہ البارقی گرفتار کیا گیا تو اس نے اپنے پکڑنے والوں سے کہا: بخدا تم نے مجھے گرفتار نہیں کیا۔ مجھے تو ایسے نفوس نے گرفتار کیا ہے جو سفید لباس پہنے ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اس پر مختار نے کہا بلاشبہ یہ ملائکہ تھے۔ اس کے بعد مختار نے اسے رہا کر دیا۔

عبدالرحمان بن سعید کا بیان:

عمیر بن زیاد بیان کرتا ہے کہ احاطہ سبیع کے معرکہ کے دن عبدالرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جو ہمارے عقب سے حملہ کر رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ بنی شبام ہیں۔ عبدالرحمان نے کہا کیسے تعجب کی بات ہے کہ وہ شخص جس کی خود کوئی قوم نہیں ہے وہ ہماری ہی قوم کو ہمارے خلاف لڑا رہا ہے۔

شرحبیل بن ذی لقلان کا اظہار افسوس:

البدوق راوی ہے کہ اس معرکہ میں شرحبیل بن ذی بقلان (جو ناعطیوں میں سے تھا) مارا گیا۔ ناعطی ہمدان کے قبیلہ کا ایک خاندان ہے اپنے مارے جانے سے پہلے اس نے کہا تھا۔ اس جنگ میں جو شخص مارا جائے وہ کیسی گمراہی کی موت مرے گا۔ نہ ہمارے ساتھ امام ہے نہ ہمارا کوئی مقصد ہے اور دوستوں کی جدائی کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ اگر ہم نے اپنے مقابل کو آج قتل بھی کر دیا۔ تب بھی ہم ان سے بچ نہیں سکتے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. بخدا میں محض اپنی قوم کی ہمدردی کے لیے لڑنے آیا ہوں تا کہ انہیں کوئی آسیب نہ پہنچے۔ مگر بخدا اس سے نہ میں بچوں گا۔ اور نہ میری قوم بچے گی اور نہ میں نے انہیں کوئی فائدہ پہنچایا اور نہ مجھے ان سے کوئی فائدہ پہنچا۔

شرحبیل کا قتل:

ابھی وہ یہ کہہ رہا تھا۔ کہ ہمدان ہی کے فائیشین کے خاندان کے ایک شخص احمد بن ہدیج نے اسے تیر سے ہلاک کر دیا۔ سعد بن ابی سعد الحنفی ابوالزبیر الشیامی اور ایک تیسرے شخص نے عبدالرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی کے قتل کا دعویٰ کیا۔ سعد نے کہا میں نے اس پر نیزے کا وار کیا تھا۔ ابوالزبیر نے کہا مگر میں نے تلوار سے دس سے زیادہ اس پر وار کیے تھے۔ اور میرے بیٹے نے مجھ سے کہا تھا کہ تم اپنی ہی قوم کے سردار کو قتل کر رہے ہو۔ اس پر میں نے یہ جواب دیا تھا:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ لَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ﴾

''تم ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں۔ ان لوگوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤ گے۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں''۔

مختار نے کہا تم سب نے مجھ پر احسان کیا۔

عکرمہ بن ربعی کی شجاعت:

نضر بن صالح بیان کرتا ہے کہ اس جنگ میں اہل یمن بہت مارے گئے۔ اور مضریوں کے تو صرف چند آدمی کناسے میں کام

آئے تھے۔ کہ اس کے بعد ہی یہ بنی ربیعہ کے پاس چلے گئے۔ حجار بن سب اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس جانے لگے۔ مگر جاتے جاتے عکرمہ دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ اور نہایت بے جگری سے لڑتا رہا۔ زخمی ہو کر پلٹا۔ اور اپنے گھر چلا آیا۔ مکان میں اس سے کسی نے کہا۔ کہ رسالہ ہمارے قبیلہ کی طرف آیا ہے۔ یہ اپنے کمرے سے نکلا اور چاہتا تھا۔ کہ اپنے مکان کی دیوار پھاند کر دوسرے کے مکان میں کود جائے مگر زخمی ہونے کی وجہ سے پھاند نہ سکا تو اس کے غلام نے سہارا دے کر اسے دیوار پر چڑھایا۔

احاطہ سبیع کا معرکہ:

احاطہ سبیع کی یہ جنگ ۶۶ ھ ہجری میں' جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی چھ راتیں باقی تھیں بدھ کے دن واقع ہوئی کوفہ کے اشراف بصرہ چلے گئے۔ اور اب مختار نے صرف قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کی تلاش شروع کی مختار نے کہا: ہمارا یہ مسلک نہیں ہے۔ کہ ہم قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو دنیا میں زندہ چلتا پھرتا رہنے دیں اگر میں یہ کروں تو بخدا میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا حامی و مددگار ثابت ہوں گا۔ اور پھر میں واقعی کذاب کہلانے کا مستحق ہوں جیسا کہ یہ آج مجھے کہتے ہیں میں قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف اللہ سے اعانت طلب کرتا ہوں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنا انتقام لینے کا ذریعہ بنایا ہے۔ کہ ان کے خون کا بدلہ لیا جائے ان کے حق کو قائم کیا جائے اور اللہ کے لیے یہ بات سزاوار ہے کہ ان کے قاتلوں کو قتل کرے اور ان لوگوں کو ذلیل کر دے جو اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو نہیں سمجھتے۔ مجھے ان سب کے نام بتاؤ۔ پھر میرے حکم سے ان کو تلاش کر کے سب کو فنا کر دو۔

موسیٰ ابن عامر راوی ہے مختار نے کہا قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کو تلاش کر کے میرے سامنے لاؤ۔ بخدا جب تک میں اس شہر اور زمین کو ان کے ناپاک اجسام سے پاک نہیں کروں گا۔ مجھے کھانا اور پینا بھلا معلوم نہیں ہوتا۔

عبداللہ بن اسید اور حمل بن مالک کا قتل:

مالک بن اعین الجہنی راوی ہے کہ عبداللہ بن ویاس نے جس نے محمد بن عمار بن یاسر کو قتل کیا تھا۔ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ میں سے مختار کو چند آدمیوں کے نام بتا دیئے جن میں عبداللہ بن اسید بن الترل الجہنی (از حرقہ) مالک بن النیر البدی اور حمل بن مالک المحاربی تھے۔ مختار نے اپنے سرداروں میں سے ابو یمز مالک بن عمرو النہدی کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا یہ لوگ قادسیہ میں تھے۔ اس نے انہیں جا کر پکڑ لیا۔ اور عشاء کے وقت مختار کے پاس لے آیا۔ مختار نے ان سے کہا اے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کتاب اور آل رسول کے دشمن حسین ابن علی علیہ السلام کہاں ہیں؟ میرے پاس انہیں لاؤ۔ تم نے اس شخص کو قتل کیا۔ جس پر نماز میں درود بھیجنے کا تم کو حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا ہم اسے ناپسند کرتے تھے۔ آپ ہم پر احسان کریں اور ہمیں چھوڑ دیں۔ مختار نے کہا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر احسان نہیں کیا۔ اس پر تم کو رحم نہ آیا۔ اسے تم نے سیراب نہ ہونے دیا۔

مالک بن النیر البدی کا انجام:

مختار نے بدی سے کہا تو نے ان کی ٹوپی اتاری تھی۔ عبداللہ بن کامل نے کہا جی ہاں یہی وہ شخص ہے۔ مختار نے حکم دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کر کے چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ یہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر جان دے دے چنانچہ اس حکم پر عمل کیا گیا۔ اور اسی طرح خون نکلتے نکلتے وہ مر گیا۔ جو دو اور تھے ان میں سے عبداللہ الجہنی کو عبداللہ بن کامل نے قتل کر دیا۔ اور حمل بن مالک المحاربی کو سعد بن ابی سعد الحنفی نے قتل کر دیا۔

زید بن مالک اور عمران بن خالد کا قتل:

ابوسعید الصیقل راوی ہے کہ کئی قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کا پتہ مختار کو سعر الحنفی نے دیا۔ مختار نے عبداللہ بن کامل کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا ہم اس کے ہمراہ روانہ ہوئے یہ بنی ضبیعہ سے گذرا اور ان میں سے اس نے زیاد بن مالک کو گرفتار کرلیا۔ پھر بنی عنسر کی طرف آیا۔ اور ان میں سے عمران بن خالد کو گرفتار کیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جو دبا یہ کہلاتے تھے حمرا میں ایک مکان کی طرف بھیجا جس میں عبدالرحمٰن بن ابی خشکارۃ البجلی اور عبداللہ بن قیس الخولانی تھے۔ ہم انہیں مختار کے پاس لے آئے اس نے کہا اے نیک بندوں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار کے قاتلو! آج اللہ تم سے بدلہ لے گا۔ آج تمہارے پاس ایک شم منحوس دن لے کر آئی ہے۔ ان لوگوں نے اس شم پر بھی قبضہ کیا تھا۔ جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔ مختار نے حکم دیا کہ سر بازار انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس حکم کے مطابق وہ قتل کر دیئے گئے۔ یہ کل چار ہوئے۔

عبداللہ اور عبدالرحمان کا قتل:

حمید بن مسلم بیان کرتا ہے کہ سائب بن مالک الاشعری مختار کا رسالہ لے کر ہم پر آ گیا میں عبدالقیس کی طرف بھاگا۔ عبداللہ اور عبدالرحمان صلحب کے بیٹے بھی میرے پیچھے ہی بھاگے سائب بن مالک الاشعری ان دونوں کے گرفتار کرنے میں مصروف ہوگیا۔ اور اس طرح مجھے بھاگنے کا موقع مل گیا۔ وہ دونوں پکڑ لیے گئے۔ اور سائب انہیں لے کر عبداللہ بن وہب بن عمرو اعشی ہمدان کے چچیرے بھائی کے مکان پر بنی عبد سے ہو کر آیا۔ اور اسے بھی پکڑ کر مختار کے پاس لایا۔ مختار نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور انہیں بھی سر بازار قتل کر دیا گیا۔ یہ تین ہوئے۔ حمید بن مسلم نے اپنے بھاگ کر بچ جانے پر دو شعر بھی کہے۔ موسیٰ بن عامر العدوی (از جہنہ راوی ہے کہ جب مختار نے)

عثمان بن خالد اور ابو اسماء بشر کا قتل:

عبداللہ بن کامل کو عثمان ابن خالد ابن اسید الاہمانی (از جہنیہ) اور ابو اسماء بشر ابن سوط القابضی کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں موجود تھے۔ اور عبدالرحمان بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے میں شریک تھے۔ اور ان کے اسلحہ اور لباس پر بھی انہوں نے قبضہ کرلیا تھا عبداللہ بن کامل نے عصر کے وقت بنی دہمان کی مسجد کو گھیر لیا۔ اور کہا اگر عثمان بن خالد کریز الدہمانی میرے پاس نہ لایا گیا۔ تو آفرینش عالم سے لے کر قیامت تک جتنے گناہ بنی دہمان نے کیے ہیں۔ ان سب کا وبال مجھ پر پڑے اگر میں ان سب کی گردن نہ ماروں ہم نے کہا۔ آپ ہمیں مہلت دیجیے۔ ہم اسے تلاش کرتے ہیں۔ ہم سب رسالہ کے ہمراہ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ہم نے ان دونوں کو احاطے میں بیٹھا ہوا پایا۔ یہ جزیرے بھاگ جانا چاہتے تھے۔ یہ دونوں عبداللہ بن کامل کے پاس لائے گئے۔ اس نے انہیں دیکھ کر کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مومنین کو جنگ سے بچالیا۔ اگر یہ ابو اسماء اس کے ہمراہ نہ ملتا تو ہم اس کی تلاش میں اس کے مکان جاتے۔ بہرحال خدا کا شکر ہے۔ اس نے تجھ کو ہمارے قبضے میں دے دیا۔

یہ انہیں لے کر روانہ ہوا۔ اور جب جعد کے کنوئیں کے مقام پر آیا ان دونوں کی گردن ماردی اور مختار سے آ کر ان کا واقعہ بیان کیا۔ مختار نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ اور ان کی لاشوں کو جلا ڈالو۔ جب تک لاش جل نہ جائے یہ دفن نہ ہونے پائیں۔

اعشی ہمدانی نے عثمان الجہنی کا مرثیہ لکھا۔

خولی بن یزید الاصبحی کا قتل:

مختار نے معاذ بن ہانی بن عدی الکندی حجر کے بھتیجے اور ابوعمرہ اپنے کوتوال کو خولی بن یزید الاصبحی کی گرفتاری کے لیے بھیجا یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹا تھا۔ ان دونوں نے اس کے مکان کو جا کر گھیر لیا۔ یہ ایک کوٹھی میں جا کر چھپا۔ معاذ نے ابوعمرہ کو اس کے گھر کی تلاشی کا حکم دیا اس کی بیوی باہر نکل آئی انہوں نے اس سے پوچھا۔ کہ تمہارا شوہر کہاں ہے اس نے زبان سے تو اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ مگر ہاتھ کے اشارے سے اس کے چھپنے کا مقام بتا دیا۔ یہ اس کی جگہ پہنچے۔ اور دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ایک ٹوکرا رکھے ہوئے ہے۔ یہ اسے نکال لائے۔ مختار اس وقت کوفے میں سیر کر رہا تھا۔ پھر یہ خود اپنے سرداروں کے پیچھے روانہ ہوا۔ اس سے پہلے ہی ابوعمرہ نے مختار کے پاس اپنا قاصد بھیج دیا تھا۔ یہ ابی بلال کے مکان کے پاس اس کے پاس پہنچا۔ اس وقت مختار کے ہمراہ ابن کامل بھی تھا۔ اس قاصد نے خولی کی گرفتاری کی خبر اس سے بیان کی۔ مختار انہیں کی طرف چلا آ گے بڑھ کر وہ مل گئے۔ مگر مختار کے حکم سے خولی کو اس کے گھر والوں کے سامنے لا کر قتل کر دیا گیا۔ پھر اسے جلا دیا۔ اور جب تک اس کی لاش جل کر راکھ نہ بن گئی مختار وہاں ٹھہرا رہا۔ اور اس کے بعد چلا آیا۔

اس کی بیوی عیوف بنت مالک بن نہار بن عقرب حضر موت کی رہنے والی تھی۔ جس وقت سے یہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا تھا۔ وہ اس کی دشمن ہو گئی تھی۔

مختار ثقفی کا ابن سعد کے قتل کا ارادہ:

ایک دن مختار نے اپنے جلیسوں سے کہا۔ کل میں ایسے شخص کو قتل کروں گا۔ جس کے پاؤں بڑے جس کی آنکھیں گڑی ہوئی اور بھنویں ابھری ہوئی ہیں۔ اس کے قتل سے تمام مومن اور ملائکہ مقربین خوش ہوں گے۔

ہثیم بن الاسود النخعی اس وقت مختار کے پاس بیٹھا تھا۔ اس بات کو سن کر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ اس سے اس کی مراد عمرو بن سعد بن ابی وقاص ہے مکان آ کر اس نے اپنے بیٹے عریان سے کہا۔ کہ آج ہی رات جا کر تم عمرو بن سعد کو اس کی اطلاع کر دو۔ اور کہہ دو کہ تم اپنی حفاظت کا انتظام کرو۔ وہ تمہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔

عمرو بن سعد کو مختار کے ارادہ کی اطلاع:

عریان نے اس کے پاس آ کر تنہائی میں یہ واقعہ بیان کیا۔ عمرو بن سعد نے کہا اللہ تمہارے باپ کو اس کی جزائے خیر دے مگر وعدۂ امان اور عہد و میثاق کے بعد وہ کیونکر میرے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے۔ اپنے خروج کے ابتدائی زمانہ میں مختار لوگوں کے ساتھ نہایت ہی اخلاق و مہربانی سے پیش آتا تھا۔ اور عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قرابت کی وجہ سے سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا تھا۔

عمرو بن سعد کو مختار ثقفی کا امان نامہ:

عمرو بن سعد نے عبداللہ بن جعدہ سے کہا کہ مجھے مختار کی جانب سے اپنے متعلق خوف ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اس سے میرے لیے امان حاصل کیجیے موسیٰ ابن عامر ابوالاشعر اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے اس وعدۂ امان کو خود دیکھا ہے وہ حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وعدۂ امان مختار بن ابی عبید کی جانب سے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کے لیے لکھا جاتا ہے۔ تمہاری جان' تمہارے مال اعزاء اقرباء اور اولاد کو امان دی جاتی ہے۔ تمہارے سابقہ اعمال کا تم سے اس وقت تک کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ جب تک تم ہمارے احکام کی اطاعت کرو گے ہمارے فرمان بردار رہو گے اپنے مکان اپنے خاندان اور اپنے شہر میں قیام رکھو گے شیعانِ اہل بیت اور ہماری فوج وغیرہ سب کو یہ ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ عمرو بن سعد کے ساتھ کوئی برائی نہ کریں''۔

سائب بن مالک احمر بن شمیط عبداللہ بن شداد اور عبداللہ بن کامل اس عہد پر شاہد ہیں نیز مختار نے اللہ کے سامنے یہ عہد واثق کیا کہ وہ اس امان کو عمرو بن سعد کے لیے ایفا کرے گا۔ البتہ اگر کوئی نیا واقعہ رونما ہو۔ نیز اس نے کہا کہ میں اللہ کو اس عہد پر شاہد کرتا ہوں۔ اور اسی کی شہادت بالکل کافی ہے۔

ابوجعفر محمد بن علی کہا کرتے تھے کہ مختار نے عمرو بن سعد سے جو وعدہ امان کیا تھا۔ اور اس میں یہ استثناء کی تھی۔ کہ ان حدث حدثا اس سے اس کی مراد خروج ریح تھی۔

عمرو بن سعد کا قتل:

جب عریان عمرو بن سعد کے پاس آیا۔ یہ اسی رات اپنے گھر سے روانہ ہو کر اپنے حمام آ گیا۔ پھر اس نے اپنے دل میں کہا کہ بہتر یہ ہے۔ کہ میں اپنے ہی مکان چلوں۔ اس خیال سے وہ پلٹا۔ روحار سے گذر کر صبح اپنے مکان آیا۔ اس نے اپنے حمام آکر اپنے آزاد غلام سے کہا تھا۔ کہ مختار نے مجھے یہ وعدۂ امان لکھ کر دیا تھا۔ اور اب مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا آپ نے یہ بڑی غلطی کی کہ اپنے مقام اور گھر کو چھوڑ کر یہاں آئے۔ آپ اپنے گھر واپس جائیں۔ اور مختار کو اپنے خلاف کوئی موقع نہ دیں۔ اس مشورہ پر عمل کر کے عمرو بن سعد اپنے مکان آیا۔

مختار کو معلوم ہوا۔ کہ عمرو بن سعد اپنے مکان سے چلا گیا ہے۔ مختار نے کہا وہ جا نہیں سکتا اس کی گردن میں ایسی زنجیر پڑی ہے۔ کہ اگر وہ بھاگنا بھی چاہے تو بھاگ نہیں سکتا۔ صبح کو مختار نے ابوعمرہ کو عمرو بن سعد کے بلانے کے لیے بھیجا ابوعمرہ اس کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا کہ امیر نے تم کو بلایا ہے۔ چلو! عمرو اٹھا اس کا پاؤں اس کے جبہ میں الجھا۔ اور یہ گر پڑا۔ ابوعمرہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کا سر کاٹ کر اپنی قبا کے دامن میں رکھ کر مختار کے پاس آیا۔ اور اسے مختار کے سامنے ڈال دیا۔

حفص بن عمر بن سعد کا قتل:

مختار نے عمر بن سعد کے بیٹے حفص بن عمرو سے جو اس وقت اس کے پاس بیٹھا تھا۔ پوچھا پہچانتے ہو یہ کون ہے۔ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون. پڑھا اور کہا ہاں اب ان کے بعد زندگی کا مزا نہیں۔ مختار نے کہا: تم نے سچ کہا اور تم زندہ بھی نہ رہو گے۔ مختار نے اسے بھی قتل کرا دیا۔ اور اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے پاس رکھ دیا گیا۔ مختار کہنے لگا۔ یہ حسین رضی اللہ عنہ کے عوض اور یہ علی بن حسین علیہ السلام کے عوض میں اگرچہ یہ برابر نہیں ہو سکتے۔ بخدا اگر میں قریش کے تین دستے بھی قتل کر دوں۔ تب بھی یہ ان انگلیوں کا معاوضہ نہیں ہو سکتے۔

عمر بن سعد کے قتل کی وجہ:

حمیدہ بنت عمر بن سعد نے اپنے باپ کا مرثیہ لکھا۔ ان دونوں کو قتل کر کے مختار نے ان کے سر مسافر بن سعید بن تمران الناطی اور ظبیان بن عمارۃ التمیمی کے ہاتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجے اور اس کے متعلق ایک خط بھی لکھا موسیٰ بن عامر راوی ہے کہ جس شے نے مختار کو عمرو بن سعد کے قتل کی ترغیب دی وہ یہ واقعہ تھا۔ کہ یزید بن شراحبیل الانصاری محمد بن الحنفیہ کے پاس آیا۔ السلام علیک کے بعد دونوں میں مختار کے خروج اور اس کی تحریک کی دعوت کے متعلق جو اہل بیت نبی کے خون کا بدلہ لینے کے بارے میں تھی۔ گفتگو ہونے لگی محمد بن الحنفیہ نے نہایت ہی آہستگی سے کہا کہ مختار دعویٰ تو کرتا ہے۔ کہ وہ ہمارے شیعوں میں ہے۔ حالانکہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اس سے باتیں کرتے ہیں۔

مختار ثقفی کا محمد بن الحنفیہ کے نام خط:

یزید نے اس بات کو یاد رکھا اور جب یہ کوفے آیا اور مختار سے ملا تو مختار نے اس سے دریافت کیا کیا تم مہدی سے ملے تھے۔ ان سے کیا بات چیت ہوئی یزید نے سارا واقعہ سنایا۔ اسے سنتے ہی مختار نے عمرو بن سعد اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے ان کے مذکور الصدر دو شخصوں کے ہاتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیج دیے۔ اور یہ خط انہیں لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ خط مہدی بن علی رضی اللہ عنہ کے نام مختار بن ابی عبید کی جانب سے بھیجا جاتا السلام علیک ایہا المہدی خدائے واحد کی حمد کے بعد اللہ نے آپ کے دشمنوں سے بدلہ لینے کے لیے مجھ کو مقرر فرمایا ان میں بہت سے قتل ہوئے۔ بہت سے قید ہوئے۔ بہت سے اپنا گھر بار چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اس احسان پر خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے قاتلوں کو قتل کیا۔ اور آپ کے حامیوں کی اعانت کی میں عمرو بن سعد اور اس کے بیٹے کے سر کو آپ کے حامیوں کے پاس بھیجتا ہوں قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت میں سے جس پر ہماری دسترس ہوئی ہم نے اسے قتل کر دیا۔ جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ اور جب تک صفحہ ارض کو میں ان کے وجود سے بالکل پاک نہ کر دوں گا۔ ان کی تلاش سے باز نہ رہوں گا۔ اب اس معاملہ میں اے مہدی آپ کی جو رائے ہو۔ اس سے مجھے مطلع کیجیے۔ تاکہ میں اس پر عمل کروں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ"۔

حکیم بن طفیل الطائی کی گرفتاری:

مختار نے عبداللہ بن کامل کو حکیم بن طفیل الطائی السبسی کی گرفتاری کے لیے بھیجا اس نے مقتل کربلا میں عباس بن علی رضی اللہ عنہ کے لباس و اسلحہ پر قبضہ کیا تھا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تیر مارا تھا۔ یہ کہا کرتا تھا۔ کہ میرا تیر ان کے پائجامے میں لگا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ کو اس سے کوئی ضرر نہ ہوا۔

عبداللہ بن کامل نے جا کر اسے پکڑ لیا۔ اور مختار کے پاس لے چلا۔ اس کے گھر والے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی فریاد رسی کو گئے کہ وہ اس کے بارے میں مختار سے سفارش کریں۔ عدی رضی اللہ عنہ انہیں راستہ ہی میں مل گیا۔ اس نے عبداللہ بن کامل سے اس کی سفارش کی اس نے کہا میں اس کے بارے کچھ نہیں کر سکتا امیر مختار حاکم مجاز ہیں۔ عدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے پاس آتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا شوق سے تشریف لائیے۔ عدی رضی اللہ عنہ مختار کی طرف روانہ ہوا۔

حکیم بن طفیل الطائی کا قتل:

اس سے پہلے یہ واقعہ پیش آ چکا تھا۔ کہ سبیع کے احاطہ کی جنگ میں جو لوگ قید ہوئے ان میں سے کئی کے متعلق عدی رضی اللہ عنہ نے مختار سے سفارش کی اور محض اس کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیا گیا۔ مگر وہ سب ایسے لوگ تھے۔ جن کے متعلق حسین رضی اللہ عنہ یا اہل بیت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کی کوئی بات نہیں سنی گئی تھی۔ شیعوں نے ابن کامل سے کہا ہمیں یہ خوف ہے۔ کہ امیر اس خبیث کے متعلق عدی رضی اللہ عنہ کی سفارش قبول کر لیں گے۔ حالانکہ اس کے جرم سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ بہتر ہے کہ ہم ہی اسے قتل کر دیں ابن کامل نے انہیں اجازت دے دی۔ جب یہ عتزئیین کے مکان پہنچے تو انہوں نے حکیم کو جس کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ نشانہ بنا کر کھڑا کیا۔ اور کہا کہ تو نے ابن علی رضی اللہ عنہما کے کپڑے اتارے تھے۔ ہم تیری آنکھوں کے سامنے تیری زندگی میں تیرا لباس اتارتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے بالکل برہنہ کر دیا۔ پھر اس سے کہا تو نے حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا تھا۔ اور تو کہا کرتا ہے کہ تیرا تیر ان کے پائجامے سے لگ گیا تھا۔ اور اس سے حسین رضی اللہ عنہ کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔ بخدا ہم بھی تیرے اسی طرح تیر مارتے ہیں۔ کہ وہ تیرے جسم کو نہ لگے۔ اور اگر چہ انہوں نے اس کے صرف ایک تیر مارا مگر اسی میں سے بہت سے پیکان نکل کر اسے آ لگے اور وہ مر گیا۔ ایک عینی شاہد بیان کرتا ہے۔ کہ پیکانوں کی کثرت سے وہ سی معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عدی بن حاتم کی سفارش:

اب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مختار کے پاس آیا۔ مختار نے اسے اپنے پاس بٹھایا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے آنے کی غرض بیان کی مختار نے کہا اے ابوظریف تم قاتلانِ حسین کی بھی سفارش کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا اس پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے مختار نے کہا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ ابھی یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ ابن کامل بھی آ گیا۔ مختار نے پوچھا اس کے ساتھ کیا کیا۔ ابن کامل نے کہا۔ شیعوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ مختار نے کہا۔ میرے پاس لائے بغیر تو نے کیوں اس قدر جلد اسے قتل کر دیا۔ (حالانکہ واقعہ یہ تھا اگر ابن کامل اسے قتل نہ کر دیتا۔ تو یہ بات مختار کو بھلی معلوم نہ ہوتی) دیکھو یہ عدی رضی اللہ عنہ اس کی سفارش کے لیے آئے ہیں۔ اور یہ اس بات کے اہل ہیں کہ ان کی سفارش قبول کی جائے ابن کامل نے کہا میں مجبور تھا۔ شیعوں نے نہ مانا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی ابن کامل سے ناراضگی:

عدی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اے دشمن خدا! تو جھوٹ بولتا ہے۔ تجھے یہ گمان تھا۔ کہ وہ شخص جو تجھ سے بہتر ہے۔ وہ اس معاملے میں میری سفارش قبول کرے گا۔ اس لیے میرے آنے سے پہلے تو نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے علاوہ اور کوئی خطرہ تجھے نہ تھا۔ ابن کامل عدی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا چاہتا تھا۔ مگر مختار نے فوراً اپنی انگلی اپنے منہ پر رکھ کر اسے خاموش رہنے کی ہدایت کر دی۔ عدی رضی اللہ عنہ مختار سے خوش ہو کر اور ابن کامل سے ناراض ہو کر مختار کی مجلس سے چلا آیا۔ ابن کامل کی قوم میں سے جس شخص سے یہ ملتا۔ اس سے ابن کامل کی شکایت کرتا۔

مرۃ بن منقذ کا فرار:

مختار نے ابن کامل کو علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کے قاتل مرۃ بن منقذ بن النعمان العدی (از قبیلہ عبدالقیس) کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ یہ ایک بہادر آدمی تھا۔ ابن کامل نے اس کے مکان کو گھیر لیا۔ یہ نیزہ لے کر تیز رو گھوڑے پر سوار مقابلہ کے لیے نکلا۔ اور اس

نے عبداللہ بن ناجیۃ الیشامی کے نیزہ مارا۔ جس سے وہ گر پڑا۔ مگر نیزہ نے اسے کوئی گزند نہ پہنچا۔ ابن کامل نے تلوار سے اس پر وار کیے مگر وہ اپنے بائیں ہاتھ سے روکتا گیا۔ اس طرح تلوار ہاتھ میں اتر گئی۔ مگر گھوڑا اس تیزی سے اسے لے اڑا کہ یہ اسے نہ پا سکے اور وہ مصعب سے جاملا اس کے بعد اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔

زید بن رقاد کا انجام:

نیز عبداللہ الشاکری کو بنی جب کے زید بن رقاد کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک نوجوان کے تیر مارا جس نے پیکان سے اپنی پیشانی کو بچانے کے لیے اس پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ مگر میرے تیر نے اس ہاتھ کو پیشانی سے ایسا پیوست کر دیا۔ کہ وہ اسے اپنی پیشانی سے ہٹا ہی نہ سکا۔ تو انہوں نے یہ دعا مانگی۔ اے خداوند ہمارے دشمنوں نے جیسا حقیر اور ذلیل ہمیں کیا ہے۔ تو بھی ان کو ایسا ہی ذلیل کر۔ اور جس طرح انہوں نے ہمیں قتل کیا ہے تو انہیں قتل کر اس نے ایک اور تیر سے اس لڑکے کا خاتمہ کر دیا۔ یہ شخص بھی کہا کرتا تھا۔ کہ میں اپنے مقتول کے پاس آیا۔ جس تیر سے ان کی ہلاکت واقع ہوئی تھی۔ وہ تو میں نے آسانی سے اس کے شکم میں سے نکال لیا۔ مگر دوسرے تیر کو جو پیشانی پر لگا تھا۔ نکالنے کی بہت کوشش کی۔ تیر تو نکل آیا۔ مگر پیکان پیشانی ہی میں پیوست رہا اور اسے میں نہ نکال سکا۔ جب ابن کامل اس کے مکان پر پہنچا۔ بہت سے لوگ اس پر ٹوٹ پڑے یہ بھی ایک بڑا بہادر آدمی تھا۔ تلوار لے کر مقابلہ پر آیا۔ ابن کامل نے کہا اسے نیزہ یا تلوار سے ہلاک نہ کرو۔ بلکہ تیر اور پتھر سے اس کا خاتمہ کرو۔ لوگوں نے اس قدر تیر اور پتھر مارے کہ یہ گر پڑا۔ ابن کامل نے کہا دیکھو اگر اس کے جان ہو تو اسے باہر نکال لاؤ۔ چونکہ ابھی اس میں جان تھی۔ لوگ اسے باہر نکال لائے۔ ابھی وہ زندہ ہی تھا۔ کہ ابن کامل نے اسے آگ منگا کر جلا ڈالا۔

سنان بن انس اور عبداللہ بن عقبہ کا فرار:

مختار نے سنان بن انس کو جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا مدعی تھا۔ تلاش کیا مگر معلوم ہوا۔ کہ وہ بصرہ بھاگ گیا ہے۔ مختار نے اس کا گھر منہدم کر دیا۔ نیز اس نے عبداللہ الغنوی کو تلاش کیا۔ یہ بھی بھاگ کر جزیرے چلا گیا تھا۔ مختار نے اس کے گھر کو بھی منہدم کر دیا۔ اس شخص نے اہل بیت حسین رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا۔ اسی طرح بنی اسد کے ایک اور شخص حرملہ بن کامل نے آل حسین رضی اللہ عنہ میں سے کسی کو قتل کیا تھا۔

عبداللہ بن عروۃ الخثعمی کا فرار:

مختار نے عبداللہ بن عروۃ الخثعمی کو جو کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے آل حسین رضی اللہ عنہ پر بارہ تیر چلائے۔ مگر وہ سب ضائع گئے۔ تلاش کیا۔ مگر یہ بھی بھاگ کر مصعب کے پاس آ گیا تھا۔ مختار نے اس کے مکان کو بھی ڈھا دیا۔

عمر بن صبیح کا قتل:

مختار نے بنی صدا کے ایک شخص عمر بن صبیح کی گرفتاری کا حکم دیا۔ یہ شخص کہا کرتا تھا کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو تیر سے زخمی کیا مگر کسی کو قتل نہیں کیا۔ جب سب لوگ سو گئے۔ تب پولیس اس کی گرفتاری کے لیے اس کے مکان آئی۔ یہ اس وقت اپنی چھت پر بے خبر سو رہا تھا۔ تلوار اس کے سرہانے رکھی تھی۔ پولیس نے اسے پکڑ لیا۔ اور تلوار پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہ کہنے لگا۔ اللہ اس تلوار کا برا کرے یہ مجھ سے کس قدر قریب تھی۔ اور کس قدر دور ہو گئی۔ یہ مختار کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت تو مختار نے اسے قصر ہی میں قید

کر دیا۔ اور صبح کو دربار عام کیا۔ جب بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ تو یہ شخص مقید اس کے سامنے لایا گیا۔ تو نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا۔ اے کافر و فاجر! اگر میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی۔ تو تم کو معلوم ہو جاتا۔ کہ میں اس وقت نکما اور بزدل نہیں ہوں۔ یہ میری عین خوشی ہوتی اگر میں تمہارے علاوہ کسی اور کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ کیونکہ میں تم کو بدترین خلائق سمجھتا ہوں۔ کاش! اس وقت تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی۔ کہ میں تھوڑی دیر تمہارا مقابلہ کرتا۔ اس کے بعد اس نے ابن کامل کی آنکھ پر طمانچہ مارا ابن کامل ہنسا۔ اور اسے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کہنے لگا۔ کہ یہ شخص کہتا ہے کہ اس نے آل محمد کو زخمی کیا ہے اور ان پر نیزہ بازی کی ہے اب اس کے بارے میں آپ حکم دیجیے۔ مختار نے کہا نیزے لاؤ۔ نیزے لائے گئے۔ مختار نے حکم دیا۔ کہ نیزوں سے اس کا کام تمام کر دو۔ اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

ہیاط بن ابی زرعہ اور عبدالرحمان بن عثمان کا قتل:

مختار کے طرفدار ابوزرعہ بن مسعود کے بیٹوں کے مکان کے پاس سے گذر رہے تھے۔ انہوں نے مکان پر سے ان کے تیر مارے ان لوگوں نے مکان میں گھس کر ہیاط بن ابی زرعہ الثقفی اور عبدالرحمان بن عثمان بن ابی زرعہ الثقفی کو قتل کر دیا۔ البتہ عبدالملک بن ابی زرعہ سر پر زخم کھا کر ان کی گرفت سے نکل گیا۔ اور بھاگتا ہوا مختار کے پاس آیا۔ مختار نے اپنی بیوی ام ثابت سمرہ بن جندب کی پوتی سے اس کے پٹی باندھنے کو کہا اور پھر اسے اپنے پاس بلایا۔ اور کہا اس میں میرا کیا قصور ہے تم نے ان پر تیراندازی کی اور اس طرح انہیں جوش انتقام آ گیا۔

محمد بن الاشعث کا فرار:

محمد بن الاشعث بن قیس اشعث کے گاؤں میں جو قادسیہ کے پہلو میں واقع تھا۔ مقیم تھا۔ مختار نے جوشب ساون[1] الکرسی کو سو آدمیوں کے ہمراہ اس کی تلاش میں روانہ کیا۔ اور کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ۔ تو وہ سیر و شکار میں مزے اڑا رہا ہوگا۔ یا کسی جگہ کھڑا ہو گا۔ یا خوف کی حالت میں جھگڑ رہا ہوگا۔ یا کسی جگہ چھپا ہوگا۔ اگر ہو سکے تو اس کا سر لے آؤ۔ حوشب اس کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اس کے قصر کو گھیر لیا۔ مگر یہ اس محاصرے سے پہلے ہی اپنے قصر سے نکل کر مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا تھا۔ حوشب یہی سمجھتا رہا کہ وہ قصر میں ہے جب اس کی فوج قصر میں داخل ہوئی تو انہیں اس کے نکل جانے کا حال معلوم ہوا۔ یہ مختار کے پاس واپس چلے آئے۔ مختار نے اس کے مکان کو منہدم کرا دیا۔ اور اس کے چونے اور اینٹ سے حجر بن عدی الکندی کا مکان تعمیر کرایا جسے زیاد بن سمیہ نے منہدم کر دیا تھا۔

مثنیٰ بن مخربتہ العبدی:

مثنیٰ بن مخربتہ العبدی سلیمان بن صرد کے ساتھ عین الوردہ کی جنگ میں شریک ہوا پھر گروہ توابین میں سے جو لوگ بچ کر کوفہ واپس آئے یہ ان کے ہمراہ کوفہ آیا۔ اس وقت مختار قید تھا۔ اب یہ کوفے ہی میں رہا۔ جب مختار قید سے آزاد ہوا۔ تو اس نے پوشیدہ طور پر اس کی بیعت کی۔ مختار نے اس سے کہا۔ کہ تم اپنے شہر بصرہ جاؤ۔ اور میرے لیے چپکے چپکے دعوت دو۔ اس نے بصرہ آ کر مختار کے لیے تحریک شروع کی اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اور بعض دوسرے لوگوں نے بھی اس کی دعوت قبول کر لی۔

---

[1] اس مشہور کرسی کے پردہت کو جس کا مختار نے تابوت سکینہ بنا کر جلوس نکالا تھا۔ (مترجم)

مثنیٰ بن مخربتہ العبدی کا خروج:

جب مختار نے ابن مطیع کو کوفے سے نکال دیا۔ اور عمر بن عبدالرحمان بن الحارث بن شام کو کوفے آنے سے روک دیا۔ تو مثنیٰ بن مخربتہ بصرہ میں خروج کر کے مسجد اعظم آیا۔ اس کی قوم والے اس کے پاس جمع ہو گئے اس نے مختار کے لیے لوگوں کو دعوت دی پھر مسجد سے گنج آیا۔ اور اسی کے قریب اس نے اپنی چھاؤنی قائم کی وہیں انہوں نے سامان خوراک جمع کیا۔ اور قربانی کی۔

عباد بن حصین اور قیس بن الہثیم کے دستوں کے روانگی:

قباع نے اپنے کوتوال عباد بن حصین اور قیس بن الہثیم کو پولیس اور فوج کے ہمراہ ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا یہ دونوں موالیوں کی گلی سے سنجہ کی مسجد آئے۔ اور وہیں ٹھہر گئے تمام لوگ اپنے اپنے مکانات میں ٹھہرے رہے۔ باہر نہیں نکلے۔ عباد دیکھنے لگا۔ کہ کوئی شخص نظر آئے تو اس سے حال دریافت کرے مگر کوئی نظر نہیں آیا۔ اس پر اس نے کہا کیا یہاں بنی تمیم کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ خلیفۃ الاعور بنی عدی کے (عدی الرباب) آزاد غلام نے اس سے کہا کہ یہ دراد نکل کر آیا۔ عباد نے اسے گالی دی اور کہا کہ میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں اور تو میرے پاس نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ آپ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عباد نے کہا ابھی جاؤ۔ ہتھیار سنبھالو اور گھوڑے پر سوار ہو کر آ ؤ۔ یہ مسلح ہو کر آ گیا اور اب یہ سب وہیں ٹھہرے رہے۔

ابن حصین کی حکمت عملی:

دوسری جانب مثنیٰ کے ساتھی سامنے آئے۔ اور وہ بھی ان کے مقابل آ کر ٹھہر گئے۔ عباد نے دراد سے کہا تم قیس کے ہمراہ کھڑے رہو۔ قیس بن الہثیم اور دراد وہیں ٹھہرے اور خود عباد وہاں سے پلٹ کر قصابوں کے راستے سے ہوتا ہوا کلا آیا گنج کے چار دروازے تھے ایک بصرہ کے متصل تھا۔ ایک خلالین کے محلّہ کی طرف ایک مسجد کی طرف اور ایک شمالی رخ تھا۔ عباد اس دروازے پر آیا۔ جو نہر کے قریب کباڑیوں کے محلّہ کے متصل واقع تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ عباد ٹھہر گیا۔ اس نے سیڑھی منگائی۔ اسے گنج کی دیوار پر نصب کیا۔ تیس آدمی چڑھ گئے۔ عباد نے انہیں چھتوں پر رہنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ جب تکبیر کی آواز سنو۔ تو تم چھتوں پر تکبیر کہنا۔

عباد کا مثنیٰ کے رسالہ پر حملہ:

ان ہدایات کے دینے کے بعد عباد بن قیس بن الہثیم کے پاس آ گیا اس نے دراد سے کہا دشمن کو چھیڑو دراد نے ان پر راسلہ سے حملہ کیا۔ حریفوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ مثنیٰ کے چالیس آدمی کام آئے۔ اور عباد کے بھی کچھ آدمی مارے گئے۔ جب ان لوگوں نے جو چھتوں پر تھے۔ جنگ کا شور اور تکبیر کی آواز سنی۔ تو انہوں نے بھی تکبیر کہی۔ اسے سن کر گنج میں جتنے آدمی تھے وہ سب بھاگے۔ مثنیٰ اور اس کی فوج نے جب اپنے عقب میں تکبیر کی آواز سنی تو وہ بھاگے عباد اور قیس بن الہثیم نے ان کے تعاقب سے اپنی فوج کو روک دیا۔ اور پورے گنج پر قبضہ کر لیا۔ مثنیٰ اور اس کے ہمراہی بنی عبدالقیس کے پاس چلے آئے۔

عباد اور قیس اپنے ہمراہیوں کو لے کر قباع کے پاس چلے آئے قباع نے ان کو اب عبدالقیس کی طرف روانہ کیا' قیس تو یل کی سمت سے اور عباد مربد کے راستے سے ان کے مقابلہ پر آیا اور جنگ شروع ہوئی۔

زیاد بن عمر العتکی کا قباع سے احتجاج:

زیاد بن عمرو العتکی قباع کے پاس آیا۔ جو اس وقت مسجد میں منبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہی مسجد میں چلا آیا۔

اور اس نے تباع سے کہا کہ یا تو تم اپنے رسالہ کو ہمارے بھائیوں کے مقابلہ سے ہٹا لو۔ ورنہ ہم اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ قباع نے احنف بن قیس اور عمرو بن عبدالرحمان المخزومی کو بھیجا۔ تا کہ یہ لوگوں میں صلح کرا دیں۔ یہ دونوں عبدالقیس کے پاس آئے۔ احنف نے بنی بکراز داور تمام لوگوں سے سوال کیا۔ کہ کیا تم ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر قائم نہیں ہو۔ انہوں نے کہا ہم قائم ہیں۔ مگر ہم اپنے اہل برادری کا ساتھ چھوڑ نہیں سکتے۔ احنف نے کہا تم ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اس شرط پر انہیں امان دی جاتی ہے۔ کہ وہ اس شہر میں فتنہ و فساد برپا نہ کریں۔ اور یہاں سے جہاں چاہیں چلے جائیں۔

مثنیٰ بن مخربتہ العبدی کی مراجعت:

مالک بن المسمع اور زیاد بن عمرو اپنے اور سر برآوردہ طرفداروں کے ساتھ مثنیٰ کے پاس آئے اس سے اور اس کے دوستوں سے کہا کہ ہم تمہارے مقصد میں شریک رائے نہیں ہیں مگر میں نے بکر اور ازد کو پس پشت ڈال دیا۔

عباد اور قیس قباع کے پاس آ گئے۔ مثنیٰ اپنے معدودے چند آدمیوں کے ساتھ کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا۔

اس جنگ میں سوید بن رناب الشنی اور عقبہ بن عشیر الشنی مارے گئے ایک تمیمی نے ان دونوں تمیمی نے ان دونوں کو قتل کیا تھا۔ پھر یہ تمیمی بھی مارا گیا۔ تو عقبہ بن عشیرہ کا بھائی اس کا خون پی گیا اور کہنے لگا کہ میں اپنے بھائی کا بدلہ لے رہا ہوں۔

مختار ثقفی کی مسمع اور زیاد بن عمرو کو دعوت:

مثنیٰ نے کوفہ جا کر مختار سے اپنی ساری سرگزشت بیان کی اور کہا کہ مالک بن مسمع اور زیاد بن عمرو میرے پاس آئے اور میری بصرہ سے روانگی تک اندونوں نے میری حفاظت کی اس بات سے بات سے مختار کے دل میں انہیں ملانے کا لالچ پیدا ہوا۔ اور اس نے ان کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا تم میری دعوت کو قبول کرو۔ اور میری اطاعت کرو۔ دنیا میں جو تم چاہو گے تم کو دیا جائے گا۔ اور جنت کا تمہارے لیے میں ضامن ہوں۔ اس خط کے موصول ہونے کے بعد مالک نے زیاد سے کہا اے ابو مغیرہ مختار دین و دنیا تم کو دے رہا ہے۔ زیاد نے مذاقاً جواب دیا۔ اے ابو غسان میں تو وعدہ پر لڑتا نہیں۔ جو مجھے درہم دے گا اس کے ہمراہ لڑوں گا۔

مختار ثقفی کا احنف کے نام خط:

مختار نے احنف اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو یہ خط لکھا ''السلام علیکم بنی مضر اور ربیعہ کا برا ہو احنف اپنی قوم کو اس طرح دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی ممکن ہی نہیں۔ تقدیر کو میں بدل نہیں سکتا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھے کذاب کہتے ہو۔ مجھ سے پہلے انبیاء کو بھی اس طرح جھٹلایا گیا ہے۔ اور میں ان میں سے اکثر سے اچھا نہیں ہوں۔ اس لیے اگر مجھے کاذب سمجھا گیا۔ تو کیا ہوا۔

شعبی اور احنف بن قیس کی گفتگو:

شعبی کہتا ہے میں بصرہ آیا۔ اور ایک جلسہ میں شریک ہوا جس میں احنف بن قیس بھی تھا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے مجھے دریافت کیا میں نے کہا کوفہ کا باشندہ ہوں اس نے کہا تم ہمارے موالی ہو۔ میں نے کہا کیونکر اس نے کہا ہم نے تم کو مختار کے ساتھیوں سے جو تمہارے غلام ہیں۔ بچا لیا۔ میں نے کہا تم جانتے ہو۔ کہ ہمارے اور تمہارے متعلق ہمدان کے شیخ نے

کیا کہا ہے۔ احنف نے پوچھا کیا۔ میں نے اس کے یہ اشعار سنائے۔ کیا تم اس بات پر فخر کرتے ہو۔ کہ تم نے غلاموں کو قتل کیا ہے۔ اور ایک مرتبہ آل عزل کو شکست دی۔ اور تم اس بات پر فخر کرتے ہو تو یہ بھی یاد کرو۔ کہ جنگ جمل میں ہم نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا۔

احنف بن قیس کا خط بنام مختار ثقفی:

یہ سن کر احنف ناراض ہوا اس نے اپنے غلام کو خط لانے کا حکم دیا۔ غلام ایک خط لایا۔ جس میں مرقوم تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ خط احنف بن قیس کی جانب لکھا جاتا ہے۔ امابعد! ربیعہ اور مضر ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ اس طرح دوزخ کی جانب لے جا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی ممکن نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا کہتے ہو۔ مجھ سے پہلے بہت سے انبیاء کو جھوٹا کہا گیا ہے۔ اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ احنف نے کہا بتاؤ مختار تم میں سے ہے یا ہم میں سے ہے۔

مسکین بن عامر بن انیف بن شریح بن عمرو بن حدس بھی مختار سے لڑا ہوا تھا۔ جب سب کو شکست ہوئی تو یہ محمد بن عمیر بن عطارد کے پاس آذربیجان چلا گیا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ:

اس سنہ میں مختار نے ایک فوج مدینہ اس غرض سے روانہ کی کہ یہ دھوکہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے۔ حالانکہ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر یہ ظاہر کیا۔ کہ میں اس فوج کو آپ کی امداد کے لیے بھیج رہا ہوں۔ تاکہ آپ اس کی مدد سے اس فوج کا مقابلہ کریں۔ جو عبدالملک نے آپ کے مقابلہ پر بھیجی ہے اور جو وادی القریٰ میں آ کر فروکش ہوئی تھی۔

ابن مطیع کا بصرہ میں قیام:

موسیٰ بن عامر راوی ہے کہ جب مختار نے ابن مطیع کو کوفہ سے نکال دیا یہ بصرہ آ گیا۔ اس نے شکست کھا کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا مناسب نہ سمجھا۔ اور بصرہ ہی میں قیام پذیر ہو گیا۔ اس کے بعد عمر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بھی بصرہ آ گیا۔ اور اب یہ دونوں بصرہ میں رہنے لگے۔

مختار ثقفی کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اعانت طلبی:

عمر کے بصرہ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب مختار نے کوفہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس کی حکومت مضبوطی سے قائم ہو گئی تو اب تک شیعہ سمجھتے تھے۔ کہ یہ ابن الحنفیہ کے لیے دعوت دے رہا ہے اور اس کا مقصد اہل بیت کے خون کا بدلہ لینا ہے۔ مگر اب اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے چال چلی۔ اور انہیں لکھا میں نے جیسی آپ کی خیر خواہی کی اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں جو کوشش کی اسے آپ جانتے ہیں۔ آپ نے خود ہی مجھ سے بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ بشرطیکہ آپ کی خیر خواہی میں کامیاب ثابت ہوں میں نے جو عہد کیا تھا۔ وہ پورا کیا مگر آپ نے وعدہ کا ایفاء نہ کیا۔ اب جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے آپ واقف ہیں۔ اگر آپ پھر میرے ساتھ تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔

اس خط کے لکھنے سے اس کا مقصد محض یہ تھا کہ اپنے اقتدار کے پوری طرح قائم ہونے تک وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنی مخالفت سے باز رکھے اس کارروائی سے اس نے شیعوں کو مطلقاً آگاہ نہیں کیا۔ اور اگر اتفاقیہ طور پر اس کے متعلق کوئی بات انہیں معلوم بھی

ہوئی۔ تو انہوں نے اسے باور کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

عمر بن عبدالرحمٰن کو کوفہ جانے کا حکم:

اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ معلوم کریں کہ آیا مختار صلح کرنا چاہتا ہے یا لڑنا چاہتا ہے۔ اس غرض سے انہوں نے عمر بن عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام المخز ومی کو بلا کر حکم دیا کہ تم کوفہ جاؤ۔ ہم نے تم کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے کہا میں وہاں کیسے جاؤں۔ وہاں تو مختار نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ وہ ہماری اطاعت و فرماں برداری کا مدعی ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے اخراجات سفر کے لیے تیس چالیس ہزار درہم دیئے عمر اب کوفہ روانہ ہوا۔

مختار کا جاسوس مکہ سے مختار کے پاس آیا۔ مختار نے دریافت کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عمر کو کس قدر رقم دی ہے اس نے کہا تیس ہزار اور چالیس ہزار کے درمیان۔

زائد بن قدامہ اور عمر بن عبدالرحمان کی ملاقات:

مختار نے زائد بن قدامہ کو بلایا اور کہا اپنے ساتھ ستر ہزار لے جاؤ۔ یہ اس رقم سے دوگنی ہے جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عمر کو کوفہ آنے کے لیے دی ہے۔ اور صحرا میں عمر سے جا کر ملو مسافر بن سعید بن نمران الناعطی کو پانسو نیزہ باز شہسواروں کے ساتھ جو خود و زرہ سے مسلح ہوں۔ اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ اور عمر سے کہو کہ جس قدر روپیہ تم کو دیا گیا ہے۔ یہ اس سے دو چند موجود ہے ہم تمہیں چاہتے کہ تمہارا نقصان ہو اسے لے لو۔ اور واپس چلے جاؤ۔ اگر وہ اتنا کہنے پر واپس چلا جائے تو فبہا ورنہ رسالہ دکھا دینا۔ اور کہہ دینا کہ اس کے پیچھے اسی طرح رسالہ کے سودستے اور موجود ہیں۔

عمرو بن عبدالرحمٰن کی مراجعت بصرہ:

زائدہ یہ رقم اور رسالہ لے کر عمر سے ملنے روانہ ہوا۔ صحرا میں اس سے ملاقات کی اور کہا یہ روپیہ لو اور واپس چلے جاؤ۔ عمر نے کہا: مجھے امیر المومنین نے کوفہ کا والی مقرر کیا ہے۔ ان کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے زائدہ نے اسے رسالہ دکھایا۔ جسے اس نے اپنے ایک جانب کمین گاہ میں متعین کر رکھا تھا۔ اسے دیکھ کر عمر نے کہا اب میں مجبور ہوں۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا اب وہ مجھ پر کوئی الزام نہیں رکھ سکتے لایئے۔ وہ روپیہ مجھے دیجیے زائدہ نے کہا اگر مختار دوست نہ ہوتا تو وہ کبھی یہ رقم تم کو نہ بھیجتا۔ عمر نے اس روپیہ کو لے کر بصرہ کا رخ کیا اور اب وہ اور ابن مطیع حارث بن عبداللہ ابی ربیعہ کی ولایت میں بصرہ میں جمع ہوئے ابھی تک مثنیٰ بن مخربتہ العبدی نے بصرہ میں وہ فتنہ برپا نہیں کیا تھا۔ جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

مختار ثقفی کی مصالحت کی کوشش:

ابو مخنف راوی ہے کہ مختار کو معلوم ہوا۔ کہ شامی عراق کی جانب آ رہے ہیں۔ اس نے ارادہ کیا۔ کہ پہلے ان سے نپٹ لینا چاہیے۔ مگر اس کے ساتھ اسے یہ بھی خوف ہوا کہ مبادا شامی مغرب سے مجھ پر آ جائیں۔ اور مصعب بصرہ سے پیش قدمی کریں اور اس بنا پر اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وقت ٹال دیا جائے۔ اور پھر ان سے بھی نپٹ لیا جائے گا۔ اس وقت عبدالملک نے عبدالملک بن الحارث بن الحکم بن العاص کو وادی القری ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کے بھیج دیا تھا۔ اور مختار نے اب ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ چال چلی کہ صلح کر لی۔

مختار ثقفی کی اعانت وفوج کی پیشکش:

مختار نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے آپ سے لڑنے کے لیے ایک فوج بھیجی ہے اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی مدد کے لیے امدادی فوج بھیج دوں۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم میرے پاس فوج بھیجو اور وہاں میرے لیے بیعت لو۔ جب مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے میری بیعت کر لی ہے تو میں تمہاری اس بات کو سچ سمجھوں گا۔ اور تمہارے علاقہ پر اپنی فوجیں روانہ نہیں کروں گا۔ جو فوج تم میری امداد کے لیے بھیجنا چاہتے ہو۔ اسے فوراً بھیج دو۔ اور اسے حکم دو۔ کہ وادی القریٰ میں عبدالملک کی فرستادہ فوج کے مقابلہ پر جا کر لڑے۔ والسلام

شرحبیل بن ورس کی روانگی:

مختار نے شرحبیل بن ورس الہمدانی کو بلایا۔ اور اسے تین ہزار فوج کے ہمراہ جن میں تعداد غالب موالیوں کی تھی۔ اور عرب صرف سات سو تھے۔ مدینہ جانے کا حکم دیا۔ اور ہدایت کی کہ مدینہ پہنچتے ہی اپنی رسید سے مجھے مطلع کرنا۔ اس کے بعد میں آئندہ کے لیے تم کو ہدایت بھیجوں گا۔ مختار اصل میں یہ چاہتا تھا۔ کہ جب یہ مدینہ پہنچ جائے۔ تو اس فوج پر کسی اور شخص کو اپنی طرف سے سپہ سالار مقرر کر کے بھیج دے اور شرحبیل کو مکہ جانے کا حکم دے تا کہ یہ وہاں جا کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ماصرہ کر لے اور لڑے۔

عباس بن سہل کی روانگی مدینہ:

شرحبیل کوفہ سے مدینہ روانہ ہوا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا مختار نے میرے ساتھ کوئی فریب کیا ہو۔ اس لیے انہوں نے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار فوج کے ساتھ مدینہ بھیجا۔ اور ہدایت کی کہ عربوں کو نفرت دلائے اور اس جماعت کو نظر میں رکھے اگر یہ ان کے مطیع وفرمان بردار ہوں تو خیر ورنہ کسی حیلہ سے ان سب کو تباہ کر دے۔ عراق بھی آ گئے اور عباس بن سہل رقیم میں ابن الورس سے آ کر ملا۔ ابن ورس نے اپنی فوج کی جنگی ترتیب کر دی تھی۔ میمنہ پر سلیمان بن حمیر الثوری الہمدانی کو متعین کیا تھا اور میسرہ کر عباس کو سلام کیا اور خود وہ پاپیادہ پیدل سپاہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

شرحبیل بن ورس اور عباس بن سہل کی ملاقات:

عباس اس طرح ان کے پاس پہنچا کہ اس کے تمام سپاہی علیحدہ علیحدہ چل رہے تھے کوئی نظام ان میں نہ تھا۔ یہاں آ کر اس نے دیکھا کہ ابن ورس پانی پر پوری جنگی ترتیب کے ساتھ فروکش ہے۔ عباس نے عراقیوں کے قریب پہنچ کر انہیں سلام کیا۔ اور ابن ورس سے کہا کہ تم سے تخلیہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ابن ورس تنہائی میں اس سے ملا عباس نے اس سے پوچھا کیا تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں نہیں چاہتا ہوں۔ ابن ورس تنہائی میں اس سے ملا عباس نے اس سے پوچھا کیا تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں نہیں ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہوں عباس نے کہا۔ تو وادی القریٰ میں ان کے دشمن فروکش ہیں۔ تم ہمارے ساتھ ان کے مقابلہ پر چلو۔ ابن ورس نے کہا مجھے تمہارے احکام بجا لانے کی ہدایت نہیں دی گئی۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مدینہ پہنچ کر ٹھہروں اور پھر جو مناسب سمجھوں کروں۔ عباس بن سہل نے کہا۔ اگر تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں ہو تو انہوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ کہ میں تم کو اور تمہاری فوج کو وادی القریٰ میں اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر لے جاؤں۔ ابن ورس نے کہا مجھے تمہارا حکم ماننے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور نہ میں تمہارے

ساتھ وادی القریٰ میں جاؤں گا۔ البتہ مدینہ پہنچ کر اپنے حاکم مجاز کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دوں گا۔ پھر وہ جو حکم مجھے دیں گے ویسا کروں گا۔

شرحبیل بن ورس کی فوج کے لیے رسد کی فراہمی:

عباس بن سہل نے جب اس کی لجاجت آمیز گفتگو سنی۔ تو اسے معلوم ہو گیا کہ وہ اس کے خلاف ہے۔ مگر اس نے مناسب نہ سمجھا کہ ابن ورس اس بات سے آگاہ ہو۔ کہ اس نے اس کے رویہ کو سمجھ لیا ہے۔ اس لیے عباس نے اس سے کہا اچھا تمہیں جو مناسب معلوم ہو وہ کرو۔ میں تو وادی القریٰ جاتا ہوں۔ عباس بن سہل بھی پانی پر آ کر فروکش ہوا۔ اس نے کچھ قیمتی اشیاء جو اس کے ساتھ تھیں۔ تحفتہً ابن ورس کو بھیجیں۔ نیز آٹا اور چرم کشیدہ بھیڑیں بھیجیں۔ ابن ورس اور اس کی فوج بھوکوں مر رہی تھی۔ ابن سہل نے ہر دس آدمی کے لیے ایک بکری بھیج دی۔ ان لوگوں نے انہیں ذبح کیا اور گوشت کے صاف کرنے میں مصروف ہو گئے اکثر پانی کے کنارے جمع ہو گئے ان میں جنگی ترتیب قائم نہ رہی اور وہ ایک دوسرے سے بے خطرا اپنے کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

عباس بن سہل کا ابن ورس پر حملہ:

عباس نے ان کی اس بے خبری کی حالت کا اندازہ کر کے اپنی فوج میں سے ایک ہزار جواں مرد بہادر منتخب کیے اور انہیں لے کر شرحبیل ابن ورس کے خیمہ کی طرف بڑھا ابن ورس نے انہیں اپنی جانب آتا دیکھ کر اپنی فوج کو للکارا مگر ابھی سو آدمی بھی اس کے پاس جمع نہ ہوئے تھے کہ عباس بن سہل اس کے پاس آ گیا۔ اس وقت ابن ورس کہہ رہا تھا۔ اے اللہ کے سپاہیو! میرے پاس آؤ ان ظالموں سے جو شیطان ملعون کے پیرو ہیں۔ لڑو تم حق اور راہ راست پر ہو اور انہوں نے دھوکہ اور فریب کیا ہے۔

شرحبیل بن ورس کا قتل:

ابو یوسف راوی ہے کہ عباس رجز پڑھتا ہوا عراقیوں پر ٹوٹ پڑا۔ تھوڑی دیر لڑائی ہونے کے بعد ابن ورس ستر اور جوان مردوں کے ساتھ مارا گیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد عباس نے ابن ورس کی فوج کو امان دے دی اور ان کے لیے امان کا جھنڈا بلند کر دیا۔ تین سو آدمیوں کے ماسوا جو سلیمان بن حمیر الہمدانی اور عباس بن حمزۃ الجدلی کے ساتھ واپس چلے گئے اور سب کے سب عباس کے پاس چلے آئے عباس نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ البتہ دو سو آدمی اس طرح بچ گئے کہ جن لوگوں نے انہیں قتل کرنا برا سمجھا۔ اور چھوڑ دیا۔ یہ بقیۃ السیف عراق واپس روانہ ہوئے مگر ان میں سے بھی اکثر راستہ ہی میں مر گئے۔

مختار ثقفی کا خط بنام محمد بن الحنفیہ:

جب مختار کو ان کے حشر کا علم ہوا اور جب کچھ لوگ واپس آئے اس نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ شریر فاجروں نے اچھے پاک بندوں کو قتل کر دیا۔ مگر یہ مقدر ہو چکا تھا وہ پورا ہوا۔

مختار نے حسب ذیل خط صالح بن مسعود الخثعمی کے ہاتھ ابن الحنفیہ کو ارسال کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! میں نے ایک فوج آپ کے پاس اس غرض سے بھیجی تھی کہ وہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل کرے۔ آپ کے لیے ملکوں کو فتح کرے۔ جب یہ لوگ آپ کے پاس آنے کے لیے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے۔ تو ملحد کی ایک فوج ان سے ملی اور باوجود عہد امان کے انہوں نے دھوکہ سے میری فوج پر اچانک حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا۔ اب اگر آپ مناسب خیال کریں۔ تو میں

اہل مدینہ کی جانب ایک زبردست فوج بھیجتا ہوں اور آپ ان کے پاس اپنے سفراء بھیج دیں۔ تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ اور یہ فوج میں آپ کے حکم سے بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ اس غرض کے لیے اپنے سفیر روانہ فرمائیں گے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ لوگ ملحد ظالم آل زبیر کے مقابلہ میں آپ کے اور اہل بیت نبی ﷺ کے حق کو زیادہ سمجھنے والے ہیں اور زیادہ نرمی و خلق سے پیش آنے والے ہیں۔ 27

محمد بن الحنفیہ کا خط بنام مختار ثقفی:

ابن الحنفیہ نے انہیں لکھا تمہارے خط کو میں نے پڑھا اور مجھے معلوم ہے کہ تم کس قدر میرے حق کو سمجھتے اور میری خوشنودی کے لیے تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ نیز یہ بات بھی مجھے معلوم ہوئی کہ جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں گا۔ تمام امور سیاسی کی باگ میرے ہی ہاتھ میں ہوگی۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے ہر بات میں جسے تم نے علانیہ کیا ہے یا حصہ لیا ہے اللہ کی اطاعت کرو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ اگر میں لڑائی کا ارادہ کروں۔ تو میرے بہت سے مددگار فوراً میری حمایت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ مگر میں سب سے الگ تھلگ ہوں اور چپ بیٹھا ہوں اب جو اللہ کرے اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

محمد بن الحنفیہ کا مختار ثقفی کو زبانی پیغام:

صالح بن مسعود رخصت ہونے کے لیے ابن الحنفیہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اسے رخصت کیا۔ دعا دی مختار کے نام خط دیا۔ اور کہا کہ زبانی کہہ دینا کہ اللہ سے ہر وقت ڈرتا رہے۔ اور خونریزی سے بچے صالح بن مسعود نے ان سے کہا کیا آپ نے یہ باتیں اپنے خط میں انہیں نہیں لکھیں ابن الحنفیہ نے کہا۔ میں نے تم کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اللہ کی اطاعت تمام خوبیوں کی جامع اور تمام برائیوں کی مانع ہے۔

جب مختار کو یہ خط ملا اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھے ایسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے نیکی اور فارغ البالی حاصل ہوگی۔ اور کفر و فریب دور ہو جائے گا۔

محمد بن الحنفیہ کی اسیری:

ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے محمد بن الحنفیہ کو ان کے ہمراہیوں اور اہل خاندان کے ساتھ مع کوفے کے سترہ عمائد کے زمزم میں اس وجہ سے قید کر دیا۔ کہ چونکہ تمام امت نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجتماع نہیں کیا تھا۔ اس لیے ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ یہ لوگ بھاگ کر حرم میں پناہ گزین ہوئے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے یہ دھمکی دی کہ میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں سب کو قتل کر کے جلا دوں گا۔ اس کے لیے انہوں نے ایک مہلت مقرر کر دی کہ وہ اس اثناء میں بیعت کر لیں۔

محمد بن الحنفیہ کی مختار ثقفی سے امداد طلبی:

ابن الحنفیہ کے ساتھیوں میں سے بعضوں نے انہیں یہ مشورہ دیا۔ کہ آپ مختار اور کوفیوں کے پاس قاصد بھیجئے۔ تا کہ وہ ہماری حالت اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی دھمکیوں سے ان کو آگاہ کرے۔ ابن الحنفیہ نے تین کوفیوں کو مختار کے پاس اس غرض سے بھیجا۔ جب باب زمزم کے پہرہ دار سو گئے۔ تو یہ تینوں کوفے روانہ ہوئے ان کے ہاتھ انہوں نے مختار اور اہل کوفہ کے نام ایک خط بھیجا۔ جس میں

اپنی اور اپنے رفقاء کی حالت اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی انہیں قتل کرنے اور جلا ڈالنے کی دھمکی سے انہیں آگاہ کیا۔ اور درخواست کی کہ وہ اس موقع پر انہیں اس طرح بے یار و بے مددگار نہ چھوڑ دیں گے جس طرح انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کو چھوڑ دیا تھا۔

مختار ثقفی کا اہل کوفہ سے خطاب:

یہ قاصد مختار کے پاس آئے اور وہ خط اس کے حوالے کیا مختار نے دربار عام کے لیے منادی کر دی جب سب لوگ جمع ہو گئے تو انہیں وہ خط پڑھ کر سنایا۔ اور کہا کہ یہ تمہارے مہدی کا خط ہے جو تمہارے اہل بیت نبی کے قائم مقام ہیں۔ غضب خدا کا انہیں اس طرح باڑہ میں بند کر دیا گیا ہے جس طرح بھیڑ بکریاں بند کی جاتی ہیں اور یہ اب انتظار کر رہے ہیں رات دن کے کسی وقت میں انہیں قتل کر کے جلا دیا جائے۔ میں ابو اسحاق نہیں اگر میں ان کی پوری مدد نہ کروں اور رسالہ کا ایسا سیلاب اس کے مقابلے پر نہ بھیج دوں۔ جو ابن الکاہلیہ کو برباد اور تباہ کر دے۔

مختار ثقفی کے فوجی دستوں کی روانگی:

مختار نے ابوعبداللہ الجدلی کو ستر بہادر شہسواروں کے ہمراہ مکے روانہ کیا۔ ظبیان بن عثمان التمیمی کو چار سو آدمیوں کے ساتھ ابوالمعتمر اور ہانی بن قیس سو سو آدمیوں کے ساتھ عمیر بن طارق اور یونس بن عمران کو چالیس چالیس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ مختار نے طفیل بن عامر اور محمد بن قیس کے ہاتھ ابن الحنفیہ کو خط لکھا۔ کہ میں نے آپ کے لیے فوجیں روانہ کر دی ہیں۔ اب یہ سب سردار ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوئے۔ ابوعبداللہ ستر سواروں کے ساتھ ذات عرق پہنچ گیا۔ پھر عمیر بن طارق بھی چالیس شہسواروں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا۔ نیز یونس بن عمران بھی چالیس شہسواروں کے ہمراہ آ گیا۔ اس طرح اب ان کی تعداد ایک سو پچاس ہو گئی۔ ابوعبداللہ اس جماعت کو لے کر وہاں سے روانہ ہوا۔ اور اب یہ حرم میں داخل ہوئے ان کے ہمراہ نوبت و نقارہ بھی تھا۔ اور یہ بالثارات حسین رضی اللہ عنہ پکار رہے تھے۔ اس طرح یہ زمزم پہنچے وہاں ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے ابن الحنفیہ وغیرہ کو جلانے کے لیے بہت سی لکڑیاں جمع کر رکھی تھیں۔ اور جو مہلت انہوں نے ان کے لیے مقرر کی تھی۔ اس میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔

محمد بن الحنفیہ کی رہائی:

عراقیوں نے وہاں پہنچتے ہی پہرہ داروں کو بھگا دیا۔ اور زمزم کے گرد لکڑیوں کے کٹگر کو توڑ دیا۔ اور ابن الحنفیہ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے کہا۔ کہ آپ ہمیں دشمن خدا ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کی اجازت دیجیے۔ ہم ابھی ابھی اس کا قلع قمع کیے دیتے ابن الحنفیہ نے کہا میں حرم میں لڑنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے ان عراقیوں سے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ابن الحنفیہ اور دوسرے لوگوں کو بیعت لیے بغیر چھوڑ دوں گا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ابوعبداللہ الجدلی نے کہا ہاں تم کو ایسا کرنا پڑے گا۔ ورنہ بخدا ہم تم سے اس طرح لڑیں گے جس سے باطل پرستوں کے ہوش و حواس جاتے رہیں۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا کہنا ہے۔ یہ ایک مٹھی بھر جماعت ہے اگر میں اپنی فوج کو حکم دے دوں تو وہ ابھی ابھی ان سب کے سر اتار لے۔ قیس بن مالک نے کہا۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ اگر تم نے اس کا ارادہ کیا۔ تو قبل اس کے کہ تم ہمارے ساتھ وہ سلوک کر سکو جو تم چاہتے ہو۔ خود تم پر ایک زبردست فوج آ پڑے گی۔ ابن الحنفیہ نے اپنے ساتھیوں کو روکا۔ اور فتنہ و

فساد برپا کرنے سے انہیں ڈرایا۔ اس کے بعد ابومعتمر سوسواروں کے ہمراہ ہانی بن قیس سوسواروں کے ساتھ اور طبیانی بن عمارہ دوسو سواروں کے ساتھ پہنچ گئے۔ آخر الذکر کے ہمراہ روپیہ بھی تھا۔ انہوں نے مسجد میں داخل ہوکر یالثارات حسین رضی اللہ عنہ کا شور برپا کیا۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما انہیں دیکھ کر ڈر گئے۔

محمد بن حنفیہ کی روانگی شعب علی:

محمد بن الحنفیہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زمزم سے نکل کر شعب علی آئے۔ عراقی ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتے جاتے تھے اور ان سے لڑنے کی اجازت مانگتے تھے۔ مگر انہوں نے لڑنے کی اجازت نہیں دی اسی گھاٹی میں محمد بن علی کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہوگئے انہوں نے وہ روپیہ جو مختار نے بھیجا تھا انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

ابن خازم کا محاصرہ بنی تمیم:

اس سنہ میں عبداللہ بن خازم نے اپنے بیٹے محمد کے قاتلوں کا جو بنی تمیم میں سے تھے محاصرہ کرلیا۔

ابن خازم کے دور ولایت خراسان میں جب بنی تمیم متفرق ہوگئے۔ تو ان کے ستر یا اسی شہسوار قصر فرتنا میں آ کر فروکش ہوئے انہوں نے عثمان بن بشر بن المحتضر المزنی کو اپنا امیر بنایا۔ اس کے ہمراہ شعبہ بن ظہیر النہشلی 'ورد بن الفلق العنبری زہیر بن زویب العدوی جیھان بن مشجعۃ الضبی حجاج بن ناشب العدوی اور رقیہ بن الحر بنی تمیم کے اور شہسواروں کے ساتھ موجود تھے۔

زہیر بن زویب کا عہد:

ابن خازم نے ان کا محاصرہ کرلیا اور ایک مضبوط خندق ان کے گرد بنالی یہ قصر سے نکل کر اس سے لڑتے اور پھر قلعے میں چلے آتے۔ ایک دن ابن خازم پورے ساز و سامان سے چھ ہزار فوج لے کر اپنی خندق سے لڑنے نکلا' عثمان بن بشیر بن المحتضر نے اپنے دوستوں سے کہا کہ واپس چلے چلو۔ میں گمان نہیں کرتا۔ کہ آج تم اس کا مقابلہ کرسکو گے۔ زہیر بن زویب العدوی نے کہا۔ میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں ابن خازم کی صفوں کو توڑے بغیر واپس ہو جاؤں۔

زہیر بن زویب کی دلیری:

ان کے پہلو ہی میں ایک ایسی ندی تھی جس میں صرف جاڑے کے زمانے میں پانی بہتا تھا۔ اور آج کل یہ خشک تھی زہیر اس ندی کی رہ گذار میں ہولیا۔ اور بے خبری میں ابن خازم کی فوج پر حملہ آور ہوا۔ اول سے آخر تک ان کی ترتیب درہم برہم کردی اور وہ گھوم گئے۔ اس نے پلٹتے پلٹتے پھر حملہ کیا ابن خازم کی فوج نے اس کا تعاقب کیا۔ اور ندی کے دونوں کناروں سے اسے للکارتے ہوئے چلے۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ ندی میں اتر کر اس پر حملہ کرتا۔ جب وہ اس موقع پر پہنچا۔ جہاں سے وہ ندی میں اترا تھا۔ تو یہ پھر اس میں سے نکل کر اس پر حملہ آور ہوا یہ لوگ پھٹ گئے۔ اور وہ واپس چلا آیا۔ ابن خازم نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ جب تم زہیر پر نیزہ کا وار کرو۔ تو اپنے نیزوں میں کانٹے لگالینا۔ اور انہیں اس کی زرہ میں الجھا دینا۔ زہیر ایک دن ان کے مقابلہ پر نکلا ابن خازم کے آدمیوں نے اسے گرفتار کرنے کے لیے پہلے ہی سے اپنے نیزوں میں آنکڑے لگا رکھے تھے۔ چنانچہ انہوں نے نیزوں سے اس پر حملہ کیا۔ اور چار نیزے اس کی زرہ میں اٹکا دیئے۔ یہ ان پر حملہ کرنے کے لیے جھپٹا۔ ان کے ہاتھ لڑکھڑا گئے۔ اور نیزے چھوٹ گئے۔ یہ ان چاروں نیزوں کو اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا قلعہ میں چلا آیا۔

ابن خازم کو زہیر کی پیشکش:

ابن خازم نے غزوان بن جز العدوی کو زہیر کے پاس بھیجا اور کہا کہ زہیر سے کہہ دو۔ کہ اگر تم چاہو۔ تو میں تم کو امان دیتا ہوں۔ ایک لاکھ درہم دوں گا۔ اور باسان تمہاری جاگیر میں دے دوں گا۔ بشرطیکہ تم میرے دوست بن جاؤ۔ زہیر نے غزوان سے کہا میں کیونکر ایسے لوگوں کا دوست بن سکتا ہوں۔ جنہوں نے اشعث بن زویب کو قتل کیا ہے۔ غزوان نے یہ بات موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے کہہ دی۔

زہیر کا محصورین کو مشورہ:

جب محاصرے کو ایک طویل مدت گذر گئی تو محصورین نے ابن خازم سے درخواست کی کہ تم نکل جانے دو ہم خود تتر بتر ہو جائیں گے۔ ابن خازم نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ مگر اس شرط پر کہ تم سب اپنے کو میرے سپرد کر دو۔ یہ لوگ اس کے لیے بھی تیار ہو گئے۔ مگر زہیر نے کہا غضب ہے تم یہ کیا کرتے ہو۔ بخدا یہ سب کو قتل کر دے گا۔ اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو شریف بہادروں کی موت اختیار کرو۔ ہم سب مقابلے پر چلیں یا تو سب مارے جائیں گے یا بعض بچ جائیں گے اور بعض مارے جائیں گے۔ بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ اگر تم پوری شجاعت و بسالت سے ان پر حملہ کرو گے تو وہ تم کو راستہ دے دیں گے اگر تم چاہو تو میں سب کے آگے رہتا ہوں۔ اور اگر چاہو تو سب سے پیچھے رہوں۔

بنی تمیم کی اطاعت:

مگر دوسرے لوگوں نے اس کی رائے نہ مانی۔ زہیر نے کہا اچھا میں تم کو دکھا دیتا ہوں یہ اور رقیہ بن الحرمعہ اپنے ترکی غلام کے اور شعبہ بن ظہیر دشمن کے سامنے آئے۔ اور اس دلیری سے ان پر حملہ آور ہوئے کہ دشمن کائی کی طرح پھٹ گئے۔ اور لوگ تو نکل گئے۔ مگر زہیر پھر قلعے میں واپس آ گیا۔ اور ان سے کہا تم نے دیکھا کہ اس حملہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اب تو تم میرا کہنا مانو رقیہ اس کا غلام اور شعبہ نکل گئے۔ محصورین نے کہا۔ ہم میں بعض ایسے لوگ ہیں۔ جو اس قدر جرأت نہیں کر سکتے اور وہ زندگی کے زیادہ شائق ہیں۔ زہیر نے کہا اللہ تم کو دور کر دے۔ تم اپنے دوستوں سے علیحدگی چاہتے ہو۔ بخدا مجھے موت کی کوئی فکر نہیں ہے۔

بنی تمیم کا انجام:

محصورین نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ اور سب نے ہتھیار رکھ دیئے۔ ابن خازم نے سب کے بیڑیاں ڈلوا دیں۔ اور اب ایک ایک شخص اس کے سامنے لایا گیا۔ وہ تو خود چاہتا تھا۔ کہ انہیں چھوڑ دے۔ مگر اس کے بیٹے موسیٰ نے نہ مانا۔ اور کہا اگر آپ نے انہیں معاف کر دیا تو میں خودکشی کر لوں گا۔ ابن خازم نے کہا۔ بخدا میں جانتا ہوں۔ کہ تم مجھے بہت غلط مشورے دے رہے ہو۔ مگر پھر اس نے تین آدمیوں کے علاوہ قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک حجاج بن ناشب العدوی تھا۔ اس نے محاصرے کے وقت ابن خازم کے تیر مارا تھا۔ جس سے اس کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا تھا۔ ابن خازم نے قسم کھائی تھی۔ کہ اگر اس پر میرا قابو ہوا تو میں اسے یا تو ضرور قتل کر دوں گا۔ یا اس کے ہاتھ کٹوا دوں گا۔ یہ بالکل نوجوان تھا۔ اس وجہ سے بنی تمیم کے کئی ایسے شخصوں نے جو عمرو بن حنظلہ سے علیحدہ رہے تھے اور اس کاروائی میں شریک نہ تھے۔ ابن خازم سے اس کی سفارش کی۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے۔ یہ بالکل نوعمر ہے۔ آپ اسے میری خاطر معاف کر دیجیے۔ ابن خازم نے اسے چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ بھاگ جاؤ۔ اب میں تجھے

نہ دیکھ پاؤں۔ اس قتل عام سے جیہان بن مشجعة الضبی بھی بچ گیا۔ یہ وہ شخص ہے کہ جس روز ابن خازم کا بیٹا محمد مارا گیا ہے۔ اس نے اسے بچانے کے لیے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا تھا۔ ابن خازم نے کہا۔ کہ اس خچر کو چھوڑ دو۔ نیز بنی سعد کا ایک شخص بھی بچ گیا۔ جس روز اس کا ابن خازم سے مقابلہ ہوا تھا۔ اس نے کہا تھا۔ کہ شہسوارو! مضر کے مقابلے سے واپس چلو۔

زہیر بن ذویب اور ابن خازم:

اب لوگ زہیر بن ذویب کو ابن خزگم کے سامنے لائے پہلے ان لوگوں نے چاہا تھا۔ کہ سواری پر اسے سوار کریں مگر اس نے انکار کیا۔ حالانکہ بیڑیاں پہنے ہوئے تھا۔ یہ اسی طرح جھنکارتا ہوا ابن خازم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ ابن خازم نے اس سے کہا۔ اگر میں تم کو رہا کردوں اور بآسانی تمہاری جاگیر میں دے دوں تو میرا کس قدر احسان مانو گے۔ اس نے کہا اگر آپ میری صرف جان ہی بخش دیں تو بھی میں آپ کا شکرگذار رہوں گا۔ اس کے بیٹے موسیٰ نے کہا آپ کیا غضب کرتے ہیں۔ بجوں کو قتل کرتے ہیں اور گرگ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ شیرنی کو قتل کرتے ہیں اور شیر کو آزادی دیتے ہیں۔ ابن خازم نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم زہیر ایسے بہادر کو قتل کردیں۔ مسلمانوں کے دشمنوں سے کون لڑے گا۔ اور پھر کون غریب عورتوں کی حفاظت کرے گا۔ موسیٰ نے اپنے باپ سے کہا۔ بخدا اگر آپ بھی میرے بھائی کے قتل میں شریک ہوتے تو میں آپ کو بھی قتل کردیتا۔ اس پر بنی سلیم کے ایک شخص نے ابن خازم سے کہا۔ میں زہیر کے بارے میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ آپ اسے قتل نہ کریں۔ موسیٰ نے کہا ہاں اب تم اسے اپنی بیٹیوں کے لیے ایک نر بنا کر رکھ لو ابن خازم کو غصہ آ گیا۔ اور اس نے زہیر کے قتل کا حکم دے دیا۔

زہیر بن ذویب کا قتل:

زہیر نے اس سے کہا۔ میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ ابن خازم نے پوچھا کیا؟ اس نے کہا آپ مجھے اور لوگوں سے علیحدہ قتل کریں۔ اور میرے خون کو ان کمینوں کے خون سے نہ ملائیں۔ میں نے ان کو ہتھیار رکھنے سے منع کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ تلواریں کھینچ کر تم پر ٹوٹ پڑیں۔ اور عزت کی موت مر جائیں۔ بخدا اگر یہ لوگ میرے مشورے پر عمل کرتے تو پھر تمہارے بیٹے کو یہ کہنے کی نوبت ہی نہ آتی اور نہ اسے اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کا ہی خیال آتا۔ مگر انہوں نے میری رائے نہ مانی اگر یہ میرے مشورہ پر عمل کرتے تو ان میں کا کوئی شخص بغیر تمہارے کئی آدمیوں کے قتل ہوئے۔ قتل نہ ہوتا۔ ابن خازم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور یہ ایک جانب لے جا کر قتل کر دیا گیا۔

بنی تمیم کے قتل پر ملال:

مسلمہ بن لحارب راوی ہے کہ جب احنف بن قیس ان لوگوں کو یاد کرتا۔ تو کہا کرتا تھا۔ اللہ ابن خازم کا برا کرے اس نے اپنے ایک احمق بزدل نوعمر لڑکے کے بدلے میں بنی تمیم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اگر ایک آدمی کو قتل کر دیتا تو بدلہ پورا ہو جاتا۔

بنوعدی کہتے ہیں۔ کہ جب ابن خازم کے طرف داروں نے زہیر کو سوار کرنا چاہا۔ تو اس نے انکار کیا۔ اور نیزے پر پورا زور ڈال کر اپنے دونوں پیروں پر جم کر خندق میں کود گیا۔

حریش بن ملال کو جب ان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے ان کا مرثیہ لکھا اس موقع پر زہیر بن ذویب' ابن بشر' عثمان بن

بشر المحتفز المازنی ورد بن فلق العنبری اور سلیمان بن المحتفز بشر کا بھائی سب کے سب مارے گئے۔

امیر حج ابن زبیر رضی اللہ عنہما و عمال:

اس سنہ میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی امارت میں حج ہوا۔ مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کی جانب سے مدینے اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بصرے کا والی تھا۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے کوفے پر مختار کا قبضہ تھا۔ اور عبداللہ بن خازم خراسان میں تھا۔

ابراہیم بن الاشتر کی شام پر فوج کشی:

اس سنہ میں ابراہیم بن الاشتر عبیداللہ بن زیاد سے لڑنے اس وقت روانہ ہوا۔ جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی آٹھ راتیں باقی تھیں۔

اہل سبیع اور اہل کناسہ سے فارغ ہونے کے بعد ابراہیم صرف دو دن کوفے میں مقیم رہا۔ اس کے بعد ہی مختار نے اسے اہل شام کے مقابلے کے لیے روانہ کر دیا۔ ۶۶ ھ کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی آٹھ راتیں باقی تھیں۔ کہ ابراہیم سنیچر کے دن اہل شام کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ مختار نے اس کے ہمراہ اور کئی جنگ آزمودہ و تجربہ کار اور بہادر و ہوشیار سرداروں کو روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ قیس بن طہفتہ النہدی اہل مدینہ کے دستے کے ساتھ عبداللہ ابن جتہ الاسدی مذحج اور اس کے دستے کے ساتھ اسود بن جراد الکندی' کندہ اور ربیعہ کے ساتھ حبیب بن منقذ الشوریٰ الہمدانی تمیم اور ہمدان کے دستے کے ساتھ روانہ ہوئے۔

کرسی کا جلوس:

خود مختار اسے رخصت کرنے کے لیے کوفے سے دیر عبدالرحمان ابن ام الحکم تک آیا۔ یہاں مختار کے پیرو ایک کرسی کو ایک سفید خچر پر رکھے ہوئے ایک جلوس کی شکل میں اس کے سامنے آئے اس کرسی کو انہوں نے پل پر ٹھہرا دیا۔ اس کرسی کے جلوس کا منتظم اور مرتب جوشب البرسمی تھا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ اے خداوندا! تو ہمیں اپنی اطاعت کے لیے ہماری عمروں کو دراز کر۔ ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد دے ہمیں یاد رکھ اور نہ بھول اور ہمیں اپنے رحمت کے پردے سے ڈھانپ لے۔ اس کے اور ساتھی آمین کہتے جاتے تھے۔

جب مختار اور ابراہیم اس جماعت کے پاس پہنچے۔ تو پل پر ان کا انبوہ بہت زیادہ ہو گیا۔ یہ دونوں راس الجالوت کے پلوں کی طرف جو دیر عبدالرحمان کے پہلو میں واقع تھا۔ چلے گئے۔ مگر یہاں بھی وہ کرسی والے آ پہنچے۔ اور اللہ سے امداد طلب کرتے رہے۔

مختار ثقفی کی ابن الاشتر کو ہدایات:

مختار کوفے واپس آنے کے ارادے سے دیر عبدالرحمٰن کے پل اور راس الجالوت کے پلوں کے درمیان پہنچ کر ٹھہر گیا۔ ابن الاشتر سے کہا میری یہ تین نصیحتیں غور سے سن لو اور انہیں یاد رکھو۔ ایک یہ کہ اللہ سے اپنے علانیہ اور خفیہ ہر کام میں ڈرتے رہو۔ تیزی سے سفر طے کرو۔ جس وقت دشمن سے تمہارا سامنا ہو۔ فوراً اس سے جنگ کرنا۔ اگر رات کو دشمن کے پاس پہنچو تو صبح ہونے سے پہلے ہی اس سے جنگ میں مصروف ہو جانا اگر دن میں پہنچو تو رات کو انتظار کیے بغیر اسی وقت دشمن سے نپٹ لینا اس کے بعد مختار نے کہا تم نے میری ہدایتوں کو یاد کر لیا۔ ابراہیم نے کہا۔ جی ہاں مختار نے کہا خدا تمہارے ساتھ ہو اس کے بعد مختار واپس آ گیا۔ ابراہیم کا فوجی

پڑاؤ اسی جگہ تھا۔ جہاں حمام اعین واقع ہے اور یہیں سے وہ شامیوں کے مقابلے پر اپنی فوج کو لے گیا۔

کرسی کے متعلق ابن الاشتر کا تاثر:

مختار کی واپسی کے بعد ابراہیم اپنے ساتھی سرداروں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب کرسی والوں کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ اس کے چاروں طرف جمع ہیں۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے دشمنوں کے خلاف مدد مانگ رہے ہیں۔ ابراہیم نے ان کی حالت دیکھ کر کہا اے اللہ تو ان جاہل احمقوں کی حرکت کا ہمیں ذمہ دار قرار نہ دینا۔ بخدا انہیں نے تو بالکل بنی اسرائیل کی نقل اتاری ہے۔ جس طرح کہ بنی اسرائیل گوسالہ کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ یہ کرسی کے گرد جمع ہوئے ہیں۔

جب ابراہیم اور اس کی فوج پل سے گذر گئی۔ تو یہ کرسی والے واپس چلے آئے۔

کرسی کا واقعہ:

طفیل بن جعدۃ بن ہبیرۃ راوی ہے کہ ایک مرتبہ میں بالکل قلاش ہو گیا تھا۔ اور بہت ہی تنگ دست تھا کہ ایک دن میں نے اپنے پڑوسی تیلی کے پاس ایک ایسی کرسی دیکھی۔ جس پر اس قدر تیل جم گیا تھا۔ کہ لکڑی نظر نہ آتی تھی۔ میں نے اپنے جی میں کہا چلو اس کے متعلق مختار سے چل کر کہیں میں نے وہ کرسی تیلی کے یہاں سے منگوائی اور مختار سے آ کر کہا۔ میں ایک بات آپ سے کہنا تو نہیں چاہتا تھا۔ مگر پھر مناسب یہی سمجھا کہ بیان کر دوں۔ مختار نے کہا کیا ہے۔ میں نے کہا جس کرسی پر جعدہ بن ہبیرہ بیٹھا کرتا تھا۔ وہ موجود ہے۔ اس کے متعلق خیال ہے کہ اس میں ایک خاص اثر اور تصرف ہے مختار نے کہا سبحان اللہ تم نے آج تک یہ بات بیان نہیں کی تھی۔ اسے ابھی منگاؤ۔ اسے جب دھویا گیا۔ تو بہت عمدہ لکڑی نمایاں ہوئی۔ اور چونکہ اس نے خوب زیتون کا تیل پیا تھا۔ اس لیے وہ چمک رہی تھی یہ کپڑے سے ڈھانپ کر مختار کے پاس لائی گئی۔ مختار نے مجھے بارہ ہزار درہم دلائے پھر سب لوگوں سے کہا کہ نماز میں شرکت کریں۔

کرسی کے متعلق مختار ثقفی کی تقریر:

معبد بن خالد الجدلی بیان کرتا ہے کہ مختار میرے اسماعیل بن طلحہ بن عبداللہ اور شبث بن ربعی کے ساتھ مسجد آیا۔ تمام لوگ جوق در جوق مسجد میں جمع ہو رہے تھے مختار نے اپنی تقریر میں کہا کہ اقوام گذشتہ میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی ہے جو ہماری قوم میں موجود نہ ہو۔ بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت تھا۔ جس میں آل موسیٰ علیہ السلام و آل ہارون علیہ السلام کا بقیہ موجود تھا۔ اسی طرح ہمارے پاس بھی ایک چیز موجود ہے مختار نے کرسی برداروں کو حکم دیا کہ اسے کھولا جائے۔ کپڑے کا غلاف ہٹایا گیا۔ اس پر سبائیہ فرقے کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں۔ شبث بن ربعی نے کھڑے ہو کر کہا اے معشر مضر کافر نہ ہو جاؤ لوگوں نے اسے دھکے دے دے کر مسجد سے نکال دیا۔

کرسی کے متعلق شیعوں کا عقیدہ:

اسحاق کہتا ہے کہ مجھے اس خلفشار سے یہ یقین ہوا کہ یہ ضرور شبث ہی ہوگا۔ اس کے کچھ زمانے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبیداللہ بن زیاد شامیوں کے ساتھ باجمیرا پہنچ گیا ہے۔ شیعوں نے ایک خچر پر اسی کرسی کا جلوس نکالا اس پر غلاف پڑا ہوا تھا۔ سات آدمی داہنی جانب سے اور بائیں جانب سے اسے روکے ہوئے تھے۔ چونکہ اس جنگ میں اہل شام اس بری طرح قتل کیے گئے تھے۔

کہ اس سے پہلے انہیں کبھی ایسا روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔ اس وجہ سے اس کرسی پر ان کا اعتقاد اور بھی جم گیا تھا۔ اور اس میں ان کی افراط کفر صریح کی حد تک پہنچ گئی۔ میں اپنے کیے پر نادم ہوا۔ کہ میں نے یہ کیا فتنہ پیدا کر دیا۔ اس کے متعلق لوگوں میں بھی چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کرسی کہیں چھپا دی گئی اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

ام ہانی کی کرسی کے لیے خواہش:

مختار نے جعدہ بن ہبیرہ ابی وہب المخزومی کی اولاد سے جس کی ماں ام ہانی رضی اللہ عنہا ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں کہا کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کرسی لا دو۔ انہوں نے کہا نہ وہ ہمارے پاس ہے اور نہ ہم جانتے ہیں۔ کہ کہاں سے لائیں۔ مختار نے کہا احمق نہ بن جاؤ اور مجھے لا دو۔ اس جواب سے انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ جس کرسی کو لا کر دے دیں گے مختار اسے قبول کر لے گا۔ چنانچہ یہ لوگ ایک کرسی مختار کے پاس لائے اور کہا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرسی ہے مختار نے اسے قبول کر لیا۔ اب بنی شبام بنی شاکر اور مختار کے اور سرداروں نے اس کرسی پر حریر و دیباج لپیٹ کر اس کا جلوس نکالا۔

کرسی کا متولی حوشب البرسمی:

موسیٰ بن عامر ابو اشعر الجہنی بیان کرتا ہے کہ جب اس کرسی کی اطلاع ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو ہوئی تو کہنے لگے کہ بنی ازد کے ٹڈے کیوں اس کرسی کے ساتھ نہ ہوئے۔ جب یہ کرسی نکالی گئی تو سب سے پہلے موسیٰ بن ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اس کا محافظ اور متولی بنا۔ اس کا یہ حال تھا۔ کہ صبح کو سب سے پہلے یہی مختار کے پاس آتا تھا اور مختار اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا تھا۔ کیونکہ اس کی ماں ام کلثوم بنت الفضل بن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھی۔ اس کے بعد جب اس معاملے میں اس پر لعن طعن کی گئی۔ تو اس نے یہ کرسی حوشب البرسمی کے حوالے کر دی۔ اور پھر یہی مختار کی ہلاکت تک اس کرسی کا متولی یا مالک رہا۔

اعشی کے دادھیالی رشتہ داروں میں سے ایک شخص جس کی کنیت ابو امامہ تھی۔ اور حوشب کی مجلس میں شریک ہوا کرتا تھا۔ کہتا تھا۔ کہ آج ہمارے لیے تمہیط وحی رکھی گئی ہے۔ جسے کسی نے آج تک نہیں سنا تھا۔ اور یہ ہر واقع ہونے والی بات کی خبر دے دیتی ہے۔ موسیٰ بن عامر کہتا ہے کہ اس قسم کی باتیں عبداللہ بن نوف بتایا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا۔ کہ مختار نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔ حالانکہ مختار اپنے آپ کو اس سے بے تعلق ظاہر کرتا تھا۔

تاریخ طبری

تاریخ الامم و الملوک

جلد چہارم

اموی دورِ حکومت

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

حصہ دوم (۶۷ھ تا ۹۹ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

عہدِ اسلامی کی فتوحات

از

محمّد اقبال سلیم گاھندری

تاریخ طبری اسلامی تاریخ کا وہ قدیم اور مستند ترین ماخذ ہے جس کی وسعت و جامعیت کے مقابل میں کسی تاریخ کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا۔

تاریخ طبری کا پانچواں حصہ جو پیش خدمت ہے ۶۷ھ تا ۹۹ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے' یہ دور عبدالملک بن مروان اور اس کے دو بیٹوں ولید اور سلیمان کا عہد حکومت ہے۔ بنو امیہ کے دورِ حکومت (۴۱ھ تا ۱۳۲ھ) میں یہ عہد سیاسی استحکام کے لحاظ سے بہترین دور تسلیم کیا جاتا ہے' اس اعتبار سے بھی یہ عہد بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ ایک طرف سے تو اسلامی تاریخ کے عظیم سپہ سالار موسیٰ بن نصیر یورپ میں فتوحات کے طبل بجا رہے تھے تو دوسری طرف شمال مشرقی ایشیا کے سبزہ زار اور برف پوش پہاڑ قتیبہ بن مسلم کی اولوالعزمی کی جولانگاہ تھے۔ محمد بن قاسم کی غیرت اسلامی اور حمیت ایمانی نے اپنی معرکہ آرائیوں کے لیے کفرزار ہند اور بلقان کا میدان منتخب کیا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ بت کدۂ ہند میں محمد بن قاسم نے جو پرچم توحید بلند کیا تھا اور جو اذانیں سندھ کے ریگستانوں میں دی تھیں اس کی گونج سے آج بھی توحید پرستوں کے دل ولولوں سے معمور ہیں۔

تاریخ اسلام کے عظیم و جلیل سپہ سالار طارق نے اندلس کے کنارے اپنے سفینے نذر آتش کر دیئے ابھی ان کشتیوں کے شعلے بجھنے بھی نہ پائے تھے کہ سرزمین اندلس پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ اسلامی فوجوں کی ہیبت سے انسان تو کیا پہاڑوں کی چوٹیاں اور دریاؤں کے دل دہل گئے اور اندلس میں مسلم تہذیب وثقافت اور تمدن کی نئی صبح طلوع ہوئی' اس نئے سویرے کی روشنی نے یورپ کو علم و سائنس فلسفہ تحقیق و تجسس' وسعتِ نظر' رواداری اور حیرت کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔ اس عہد میں اگر ایسے عظیم سپہ سالار تھے جنہوں نے مشرق و مغرب کو اپنی شمشیر کی نوک پر رکھ لیا تھا تو ایسے نابغہ روزگار عالم اور مفکر بھی تھے جن کے علم و فضل اور فکر و فلسفہ نے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ اسی عہد میں حجاج بن یوسف کی بے پناہ منتظمانہ قوتوں کا خونی انداز میں ظہور ہوتا ہے۔ تاریخ کا طالب علم اس حقیقت سے خوب واقف ہے کہ حجاج بن یوسف کی ہلکی سی شکن مراکش سے ماوراء النہر اور اسپین سے سندھ تک پھیلی ہوئی دنیا کو زیروزبر کر دیتی تھی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ظہور بھی تاریخ کے اسی عہد میں ہوا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی تربیت کا بھی یہی زمانہ ہے' یہی اسلامی تہذیب وثقافت کی نشاۃ ثانیہ کا دور اوّل تھا۔

بنوامیہ کا عہد حکومت خلافتِ راشدہ اور خلافتِ عباسیہ کی درمیانی کڑی ہے۔غرضیکہ اپنی بے شمار اور گوناگوں خصوصیات سلطنت کے استحکام ملکی فتوحات' علوم وفنون کی ترقی' مسلم تہذیب وثقافت کے عروج کے لحاظ سے یہ شاندار عہد ہے۔

تاریخ طبری کا پانچواں حصہ پیش کرتے ہوئے ہم خوشی اور فخر کے ساتھ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کی اشاعت نے اردو داں طبقے کے لیے علم ومطالعہ کی بہت بڑی رکاوٹ دور کر دی ہے۔اور تاریخ کے طالب علموں اور تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے تاریخ اسلام کے ابتدائی سرچشمہ تک پہنچنا اور اس سے سیراب ہونا بہت آسان ہو گیا ہے۔اب یہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے پروفیسروں کا فرض ہے کہ وہ اسلام دشمن اور متعصب مصنفین کی مرتب کردہ اور غیر مستند کتابوں کی جگہ علامہ طبری کی تاریخ کو طلباء سے متعارف کرائیں تاکہ انھیں معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں نے بنی نوع انسان کے ارتقاء کی خاطر تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کے میدان میں کیسے کیسے قابل فخر اور ناقابل فراموش معرکے سر کیے ہیں۔

و ما توفیقی الا باللّٰہ

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ
باب ا	
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ	۲۷
۶۷ھ کے واقعات	//
ابراہیم بن الاشتر کی بارشیا میں آمد	//
جیش طفیل بن لقیط کی روانگی	//
عمیر بن الحباب کی ابن الاشتر سے	
ملاقات کی خواہش	//
عمیر اور ابن الاشتر میں معاہدہ	۲۸
ابن الاشتر کی صف بندی	//
عبداللہ بن زہیر السلولی	//
عبداللہ بن الاشتر کی ایک شامی سے	
ملاقات	۲۹
ابراہیم بن الاشتر کا فوجی دستوں سے	
خطاب	//
آغازِ جنگ	۳۰
سفیان بن یزید کا عمیر پر حملہ	//
ابن عازب کا بیان	۳۱
شامی فوج کی پسپائی	//
ابن زیاد کی شکست	//
عمیر بن الحباب کی ابن الاشتر سے	
درخواست	//
عبیداللہ بن زیاد کا قتل	//
شریکؓ بن جدیر تغلبی	۳۲

موضوع	صفحہ
حصین بن نمیر کا قتل	//
شامی لشکر گاہ پر قبضہ	//
مختار ثقفی کی پیشگوئی	//
مختار ثقفی کا مدائن میں خطبہ	۳۳
مختار ثقفی کا کذب	//
مختار ثقفی کی مراجعت کوفہ	//
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں	
آمد	//
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بصرہ میں	
خطبہ	۳۴
شبث بن ربعی کی بصرہ میں آمد	//
محمد بن الاشعث بن قیس	۳۵
مہلب بن ابی صفرہ کی طلبی	//
محمد بن الاشعث اور مہلب	//
مہلب کی بصرہ میں آمد	//
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی کوفہ کی	
جانب پیش قدمی	۳۶
مختار ثقفی کا اہل کوفہ کو خطاب	//
احمر بن شمیط کی روانگی	//
احمر بن شمیط کی صف بندی	//
عبداللہ بن وہب کا ابن شمیط کو پاپیادہ	
ہونے کا مشورہ	۳۷
ابن شمیط کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت	

موضوع	صفحہ
کی پیشکش	۳۷
عباد کا ابن شمیط پر حملہ	//
مہلب کا ابن کامل کی فوج پر حملہ	//
احمر بن شمیط کا قتل	۳۸
مہلب کا پیدل سپاہ پر حملہ	//
شکست خوردہ فوج سے انتقام	//
ابن مصعب کی روانگی	//
ابن شمیط کی شکست کی مختار ثقفی کو	
اطلاع	۳۹
مختار ثقفی کا سلحین میں قیام	//
عبداللہ بن شداد کی کوفہ میں نیابت	//
مختار ثقفی کی فوجی تربیت	۴۰
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی صف بندی	//
آغازِ جنگ	//
سعید بن منقذ اور عبدالرحمن بن شریح	
کے حملے	//
مہلب کو حملہ کرنے کا حکم	//
عبداللہ بن جعدہ کا اہل نجد پر حملہ	۴۱
مہلب بن ابی صفرہ کا حملہ	//
محمد بن الاشعث کا قتل	//
ابونمران کا قتل	//
عبدالملک بن اشاقۃ الکندی کا خاتمہ	۴۲
سعید بن منقذ اور سلیم بن یزید کا خاتمہ	//

عاصم وعیاش اور احمر کا قتل	۴۲
مختار ثقفی کی مراجعت	//
ہند بنت المتکافۃ اور لیلیٰ بنت قمامہ کی	
ابن حنفیہ سے شکایت	//
ابن حنفیہ کا شیعان کوفہ کے نام خط	۴۳
عبداللہ بن نوف کا دعویٰ	//
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی	//
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی سبخہ میں آمد	//
مختار ثقفی کے محل کا محاصرہ	۴۴
محاصرہ میں سختی	//
تین عورتوں کی گرفتاری ور ہائی	//
زحر بن قیس کا مورچہ	۴۵
کوفی اور بصری جوانوں کا انجام	//
یحییٰ بن ضمضم کا خاتمہ	//
مختار ثقفی کا اپنے ساتھیوں کو حملہ کرنے	
کا مشورہ	//
عبداللہ بن جعدہ کی روپوشی	۴۶
مختار ثقفی کا عزم	//
مختار ثقفی اور سائب بن مالک	
الاشعری کی گفتگو	//
مختار ثقفی کی امان طلبی	//
مختار ثقفی کی پیش گوئی	//
مختار ثقفی کا قتل	۴۷
بجیر بن عبداللہ کی حملہ کرنے کی رائے	//
محصورین کی گرفتاری	//
عبداللہ بن قراد کا قتل	//
عبداللہ بن شداد الجشمی کا خاتمہ	۴۸
عبداللہ بن شداد کی رہائی	//
قیس بن سعید کا امان قبول کرنے سے	
انکار	۴۸
بجیر بن عبداللہ کی امان طلبی	//
ابن الاشعث کا اسیرانِ جنگ کو قتل	
کرنے کا مطالبہ	//
اسیران جنگ کی پیشکش	۴۹
بجیر بن عبداللہ کا قتل	//
مسافر بن سعید کی مصعب بن زبیر	
رضی اللہ عنہ سے درخواست	//
مسافر بن سعید کا خاتمہ	//
مختار ثقفی کی لاش کا انجام	۵۰
ابن الاشتر کو مصعب کی پیشکش	//
عبدالملک کو ابن الاشتر کی پیشکش	//
ابن الاشتر کا فیصلہ	//
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا خط بنام ابن	
الاشتر	//
ابن الاشتر کے نام عبدالملک کا خط	۵۱
عمرۃ زوجہ مختار ثقفی کا قتل	//
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی	
مصعب کو سرزنش	۵۲
سوید بن غفلہ	//
مختار بن ابی عبید ثقفی کے نام خط	//
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان	
رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے	//
واقدی کی روایت	۵۳
مقدمۃ الجیش کے سردار عماد الجبطی	//
مختار ثقفی کے نقیب کی صدا	//
محصورین سے غیر مشروط حوالگی کا	
مطالبہ	۵۴
عبیداللہ بن الحر کی تجویز	//
مہلب کی روانگی	//
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی معزولی	۵۵
حمزہ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا	
امارت بصرہ پر تقرر	//
حمزہ کی نااہلی	//
حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی معزولی	۵۶
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بحالی	//
امیر حج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	
وعمال	//
۶۸ھ کے واقعات	۵۷
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں	
آمد	//
معرکہ سابور	//
عمر بن عبیداللہ کا مصعب بن	
زبیر رضی اللہ عنہ کے نام خط	//
پل طمبتان پر خارجیوں سے معرکہ	//
خوارج کی روانگی اہواز	۵۸
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر بن	
عبیداللہ سے خفگی	//
خوارج کی اہواز میں آمد	//
خوارج کا مدائن میں ظلم وستم	//
بنانہ بنت یزید کا قتل	//
خوارج کا عورتوں پر حملہ	۵۹
رواح بنت ایاس کا بیان	//
معرکہ کرخ	//
حارث بن ابی ربیعہ کی خوارج پر	

فوج کشی	٦٠
ام یزید کا قتل	//
سماک بن یزید کا قتل	//
ابراہیم بن الاشتر کا خوارج پر حملہ	
کرنے کا مشورہ	//
حارث بن ابی ربیعہ کا خطبہ	٦١
خوارج پر حملہ	//
خوارج کی پسپائی	//
خوارج کا اصبہان پر حملہ	//
ابو ہریرہ بن شریح	٦٢
ابو ہریرہ اور خوارج	//
عتاب بن ورقاء کا محاصرہ	//
عتاب کا خوارج پر حملہ	٦٣
خوارج کی پسپائی و مراجعت	//
خوارج کی اہواز میں آمد	//
معرکہ سولاف	//
شام میں قحط	//
عبیداللہ بن الحر کے واقعات قتل	٦٤
عبیداللہ بن الحر کی سرگذاری	//
عبیداللہ بن الحر کی اطاعت	//
عبیداللہ بن الحر کی مدائن میں آمد	//
عبیداللہ بن الحر کی شاعری	٦٥
ام سلمہ زوجہ ابن حر کی گرفتاری	//
عبیداللہ بن الحر کا کوفہ کے جیل خانہ پر	
حملہ	//
ابن حر کی گرفتاری	//
ابن الحر کی بنی مذحج سے سفارش کی	
درخواست	//
عبیداللہ بن الحر کی رہائی	٦٦
ابن حر کی رہائی پر مصعب کی پشیمانی	//
مصعب کی ابن حر کو پیشکش	//
حریث بن زید اور ابن حر کا مقابلہ	٦٧
ابن حر اور یونس بن ہارون کا مقابلہ	//
حجاج بن حارث کی گرفتاری	//
ابن حر کے خلاف فوجی دستوں کی	
روانگی و جنگ	//
ابن حر کی کوفہ میں آمد	٦٨
ابن حر پر حملہ و کوفہ سے خراج	//
یزید بن الحارث کو ابن حر کا مقابلہ	
کرنے کا حکم	//
بشر بن عبیداللہ کا قتل	//
عبیداللہ بن حجر کا قتل	//
ابن حر کے قتل کی دوسری وجہ	٦٩
قبیلہ قیس عیلان کی ہجو	//
عرفات میں چار جھنڈے	//
محمد بن جبیر کا بیان	٧٠
محمد بن جبیر کی مصالحانہ کوشش	//
ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عمال	//
باب ۲	
عبدالملک بن مروان	٧١
٦٩ھ کے واقعات	//
عمرو بن سعید بن العاص	
عمرو بن سعید کا دمشق پر قبضہ	//
عمرو بن سعید اور عبدالملک میں کشیدگی	//
عمرو بن سعید کا اہل دمشق سے خطاب	
عمرو بن سعید اور عبدالملک میں	//
جھڑپیں	٧٢
ابن سراج اور عبدالرحمان بن سلیم کا	
مقابلہ	//
بنی ملک کی جنگ سے علیحدگی	//
عمرو بن سعید اور عبدالملک میں	
مصالحت	//
عبدالملک کی دمشق میں آمد	٧٣
عمرو بن سعید کی طلبی	//
عبدالملک سے ملاقات کی مخالفت	//
عمرو بن سعید کے ساتھیوں کی علیحدگی	//
حسان اور قبیصہ سے عبدالملک کی	
گفتگو	٧٤
عمرو بن سعید اور عبدالملک کی گفتگو	//
عمرو بن سعید کی گرفتاری	//
عمرو بن سعید کی عبدالملک سے	
درخواست	//
عمرو بن سعید کے قتل کرنے کا فیصلہ	٧٥
عبداللہ بن مروان سے سوید کی رحم کی	//
درخواست	//
یحییٰ بن سعید کا قصر عبدالملک پر حملہ	//
عبدالعزیز بن مروان اور عبدالملک	//
عمرو بن سعید کا قتل	//
عمرو بن سعید کے سر کی حوالگی	٧٦
ولید بن عبدالملک	//
یحییٰ بن سعید کی اسیری	//
عتبہ بن سعید کی اسیری	//
عامر بن الاسود کی رہائی	//
یحییٰ بن سعید کے متعلق عبدالملک کو مشورہ	٧٧

یحییٰ بن سعید کی روانگی ۷۷
زوجۂ عمر بن سعید سے صلح نامہ کی طلبی //
عمرو بن سعید اور عبدالملک کی دیرینہ عداوت //
عبداللہ بن یزید القسری ۷۸
عبدالملک اور پسران عمرو بن سعید //
سعید بن عمرو کا عبدالملک کو جواب //
پسران عمرو بن سعید کو معافی و اعزازات ۷۹
خالد بن یزید اور عبدالملک کی گفتگو //
خیف منی میں ایک خارجی کا قتل //
امیر حج ابن زبیر رضی اللہ عنہما //
۷۰ھ کے واقعات ۸۰
عبدالملک کی شاہِ روم سے مصالحت //
امیر حج ابن زبیرؓ //
۷۱ھ کے واقعات //
خالد بن عبداللہ کی روانگی بصرہ //
عباد بن الحصین ابن معمر //
خالد بن عبداللہ کو مالک بن مسمع کی امان ۸۱
خالد بن عبداللہ سے بنی تمیم کا تعاون //
عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کی مراجعت دمشق //
خالد بن عبداللہ کا بصرہ سے اخراج ۸۲
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں آمد //
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جعفریہ جماعت کو سرزنش //
حمران کی اہانت //
عبدالعزیز بسر کی تذلیل ۸۳
عبداللہ بن عثمان اور شیخ بن النعمان کی اہانت ۸۳
جعفریہ جماعت کو سزائیں //
ہمران خالد کا قتل //
مالک بن مسمع کے مکان کا انہدام //
آل مروان سے عبدالملک کی خط و کتابت ۸۴
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا عزم //
عبدالملک اور اہل شام میں اختلاف //
عبدالملک کا آل زبیر رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اعتراف //
عبدالملک کے اہل عراق کے نام خطوط ۸۵
ابن الاشتر کا مصعب کو مشورہ //
قیس بن ہشم کا اہل عراق کو مشورہ //
ابراہیم بن الاشتر کا خاتمہ //
عتاب بن ورقا کا فرار ۸۶
اہل عراق کی غداری //
ابن خازم والیٔ خراسان //
عیسیٰ بن مصعب کا خاتمہ //
عبدالملک کی مصعب کو امان کی پیشکش //
اسمٰعیل بن طلحہ کو عبدالملک کی امان ۸۷
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا امان قبول کرنے سے انکار //
مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت و قتل //
مطرف بن سیدان کا قتل //
عبداللہ بن ظبیان ۸۸
عیسیٰ بن مصعب اور مصعب کی تدفین //
مصعب کے قتل پر عبدالملک کا اظہار افسوس //
یحییٰ کا مصعب کے متعلق عبدالملک سے استفسار //
بنی قضاعہ کی اطاعت ۸۹
بنی مذحج اور بنی ہمدان کی اطاعت //
یحییٰ بن سعید بن العاص کو امان //
یحییٰ بن سعید کی اطاعت //
بنی عدوان کی عبدالملک کی بیعت //
بنی کندہ کی اطاعت ۹۰
داؤد بن قحذم کی بیعت //
امارت کوفہ پر مروان بن نمران کا تقرر //
ہمدان اور رے پر عمال کا تقرر //
شر پسندوں کی طلبی ۹۱
حمران بن ابان کا بصرہ پر قبضہ //
بنی امیہ بن حمران کا مرتبہ //
امارت بصرہ پر خالد بن عبداللہ کا تقرر //
گورنر مدینہ جابر بن اسود کی معزولی //
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خطبہ ۹۲
عبدالملک کی اہل کوفہ کو دعوت //
باب ۳
خوارج کی بغاوت ۹۴
۷۲ھ کے واقعات //
جماعت مہلب اور خوارج کی گفتگو //

- جماعت مہلب کی عبدالملک کی اطاعت — //
- عبدالملک کے عمال — ۹۵
- عبدالعزیز بن عبداللہ پر خوارج کا حملہ — //
- بنت منذر بن جارود کا نیلام وقتل — //
- عبدالعز کا رام ہرمز میں قیام — //
- خالد بن عبدالعزیز کو عبدالعزیز کی شکست کی اطلاع — ۹۶
- خالد بن عبداللہ کا عبدالملک کے نام خط — //
- عبدالملک کا خط بنام خالد بن عبداللہ — ۹۷
- بشر بن مروان کو خوارج پر فوج کشی کا حکم — //
- مہلب کا کشتیوں پر قبضہ کرنے کا مشورہ — //
- مہلب کا عبدالرحمان کو خندق کھودنے کا مشورہ — ۹۸
- خالد بن عبداللہ کا خوارج پر حملہ — //
- عبدالملک کو نوید فتح — //
- عبدالملک کا خط بنام بشر بن مروان — //
- عتاب بن ورقہ کی روانگی — ۹۹
- ابوفدیک کا خروج — //
- حجاج بن یوسف — //
- حجاج بن یوسف کی روانگی مکہ — //
- طارق ابن عمرو کی کمک — ۱۰۰
- طارق بن عمرو کی مکہ میں آمد — //
- شامی فوج میں رسد کی فراوانی — //
- عبدالملک کی ابن خازم کو پیشکش — ۱۰۰
- ابن خازم اور سواد بن عبیدہ — ۱۰۱
- بکیر بن وشاح کی اطاعت — //
- ابن خازم اور بحیر کا مقابلہ — //
- ابن خازم کا قتل — //
- ابن خازم کے سر کی روانگی — ۱۰۲
- عبدالملک کے عمال — //
- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا سر اور ابن خازم — //
- اہل قلم مسلمانوں کا تذکرہ — ۱۰۳
- عہد رسالت کے اہل قلم اصحاب — //
- خلافت راشدہ کے اہل قلم اصحاب — //
- بنوامیہ کے کاتب — ۱۰۴
- بنوعباس کے کاتب — ۱۰۵

باب۴

- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ — ۱۰۷
- ۷۳ھ کے واقعات — //
- مکہ پر سنگباری — //
- بجلی گرنے پر شامیوں میں دہشت و ہراس — //
- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھیوں کی علیحدگی — //
- حمزہ و حبیب پسران ابن زبیرؓ کی علیحدگی — //
- ابن زبیرؓ کا حضرت اسماءؓ سے مشورہ — ۱۰۸
- حضرت اسماءؓ اور ابن زبیرؓ کی گفتگو — //
- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی دعا — ۱۰۹
- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی اسماءؓ سے آخری ملاقات — //
- حضرت اسماءؓ کی ابن زبیرؓ کو صبر کی تلقین — //
- مکہ کی ناکہ بندی — ۱۱۰
- عبداللہ بن زبیرؓ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب — //
- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت — ۱۱۱
- طارق بن عمرو کا ابن زبیرؓ کے متعلق اعتراف — //
- اہل مکہ کی عبدالملک کی بیعت — ۱۱۲
- عمر بن عبیداللہ اور ابوفدیک خارجی کی جنگ — //
- ابوفدیک کا میسرے پر شدید حملہ — //
- اہل بصرہ کی شجاعت — //
- ابوفدیک خارجی کا قتل — ۱۱۳
- خالد بن عبداللہ کی معزولی — //
- امیر حج حجاج بن یوسف — //

باب۵

- حجاج بن یوسف — ۱۱۴
- ۷۴ھ کے واقعات — //
- طارق بن عمرو کی معزولی — //
- خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر — //
- صحابہ کرامؓ کی اہانت — //
- خوارج کی مہم پر مہلب کا تقرر — //
- بشر بن مروان کا مہلب سے حسد — ۱۱۵

بشر بن مروان کا عبدالرحمٰن بن مخنف کو مشورہ	۱۱۵
مہلب کی خوارج پر فوج کشی	//
بشر بن مروان کا انتقال	۱۱۶
اہل کوفہ کا میدانِ جنگ سے فرار	//
خالد بن عبداللہ کا مفرور فوجیوں کے نام فرمان	//
زحر کی خالد کے قاصد سے سخت کلامی	۱۱۷
مفرور فوجیوں کا کوفہ میں قیام	//
بکیر بن وشاح کی معزولی	//
بکیر بن وشاح اور بحیر میں مصالحت	//
خراسان میں خانہ جنگی کا خطرہ	۱۱۸
عبدالملک کا ارباب سیاست سے مشورہ	//
عبدالملک اور امیہ بن عبداللہ کی گفتگو	//
امارت خراسان پر امیہ بن عبداللہ کا تقرر	//
بحیر کی امیہ بن عبداللہ سے ملاقات	۱۱۹
امیر کا بکیر سے حسن سلوک	//
امیر حج حجاج بن یوسف	۱۲۰
۷۵ھ کے واقعات	//
امارت عراق پر حجاج بن یوسف کا تقرر	//
حجاج بن یوسف کی کوفہ میں آمد	//
حجاج بن یوسف کا خطبہ	//
مفرور فوجیوں کو واپسی کا حکم	۱۲۲
حجاج بن یوسف کا اہل کوفہ سے خطاب	//
عمیر بن صابی کا عذر	۱۲۲
عمیر کا قتل	۱۲۳
مفرور فوجیوں کی مراجعت	//
عبدالملک کا خط بنام اہل کوفہ	//
عمیر کے قتل کا واقعہ	//
عمرو بن سعید کی روایت	۱۲۴
حکم بن ایوب کا امارت بصرہ پر تقرر	//
حجاج بن یوسف کی بصرہ میں آمد	//
عبداللہ بن جارود کی بغاوت	//
عبداللہ بن جارود کا قتل	۱۲۵
مہلب اور ابن مخنف کو خوارج پر حملہ کا حکم	//
خوارج کا مہلب پر شبخون	//
مہلب اور خوارج کی جنگ	۱۲۶
ابن مخنف کی مہلب کو امداد	//
عبدالرحمٰن بن مخنف اور خوارج کی جنگ	//
عبدالرحمٰن بن مخنف کا قتل	//
ابن مخنف کا مہلب سے عدم تعاون	۱۲۷
مہلب اور ابن مخنف میں تلخ کلامی	//
مہلب کے خلاف عتاب کی شکایت	//
صالح بن مسرح	//
صالح بن مسرح کی گرفتاری کا حکم	۱۲۸
باب ۶	
شبیب بن یزید خارجی	۱۲۹
۷۶ھ کے واقعات	//
صالح بن مسرح کا کردار	//
صالح بن مسرح کا خطبہ	//
صالح بن مسرح کی جماعت	۱۳۱
شبیب بن یزید کی صالح کو پیشکش	//
صالح بن مسرح کا شبیب کے نام خط	//
صالح بن مسرح سے شبیب کی ملاقات	۱۳۲
شبیب کی صالح بن مسرح سے درخواست	//
صالح بن مسرح کی ہدایت	//
محمد بن مروان کے گھوڑوں پر قبضہ	۱۳۳
صالح بن مسرح کا خروج	//
عدی کی صالح پر فوج کشی	//
عدی اور صالح کی مراسلت	۱۳۴
صالح بن مسرح کا عدی پر حملہ	//
خالد بن جزء السلمی اور حارث بن جعونہ کی روانگی	//
صالح کا محاصرہ	//
صالح بن مسرح اور خالد بن السلمی کی جنگ	۱۳۵
صالح بن مسرح خارجی کی روانگی دسکرہ	//
صالح بن مسرح کی خانقین میں آمد	//
حارث بن عمیرہ کی صالح خارجی سے جنگ	۱۳۶
صالح بن مسرح کا قتل	//
حارث بن عمیرہ کا محاصرہ قلعہ	//
حارث کے ساتھیوں سے خوارج کی بدکلامی	//
شبیب کی بیعت	//

حارث بن عمیر پر شبیب خارجی کا شبخون ۱۳۷
شبیب خارجی اور سلامۃ بن سیار //
فضالہ کے قتل کا واقعہ //
سلامۃ بن سیار کا انتقام ۱۳۸
شبیب خارجی کی روانگی رازان //
بنی تمیم بن شیبان پر شبیب خارجی کا حملہ //
سیام بن حیان کی مصلحت کی پیشکش ۱۳۹
خوارج کی محصورین سے مصالحت //
شبیب خارجی کی روانگی آذربائیجان //
سفیان بن ابی العالیہ ۱۴۰
ابن العالیہ کو شبیب سے لڑنے کا حکم //
سورۃ بن ابجر التمیمی کی کمک //
سورۃ بن ابجر کا ابن ابی العالیہ کو پیغام //
سفیان کا تعاقب خوارج //
عدی بن عمیر کا ابن ابی العالیہ کو مشورہ //
شبیب خارجی کا ابن ابی العالیہ پر حملہ ۱۴۱
سوید کا ابن ابی العالیہ کے قتل کا ارادہ //
ابن ابی العالیہ کی شکست //
ابن ابی العالیہ کے غلام غزوان کی جاں نثاری //
سفین بن ابی العالیہ کا حجاج کے نام خط ۱۴۲
حجاج کا خط بنام سورۃ بن ابجر //
عدی بن عمیرہ کی روانگی مدائن //
شبیب کا مدائن پر حملہ //
شبیب خارجی کا نہروان پر قیام ۱۴۳
سورہ ابجر کا شبخون مارنے کا منصوبہ //
سورہ ابجر کا شبخون //
سورہ ابجر کی پسپائی //
شبیب خارجی کا تعاقب ۱۴۴
شبیب خارجی کی روانگی تکریت //
سورۃ بن ابجر کی فوج کی مراجعت کوفہ //
سورۃ بن ابجر کی گرفتاری ومعافی //
خوارج کی مہم پر جزل کا تقرر //
جزل کا حجاج کو مشورہ ۱۴۵
شبیب خارجی کی تلاش //
شبیب خارجی کی چال //
جزل کی محتاط پالیسی //
شبیب خارجی کی فوج کی ترتیب ۱۴۶
شبیب کا شبخون مارنے کا منصوبہ //
شبیب خارجی کے سرداروں کو ہدایت //
شبیب خارجی کا شبخون //
شبیب خارجی کا چوکی دیر خرارہ پر حملہ ۱۴۷
شبیب خارجی کی روانگی حلوان //
شبیب کا اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ پر حملہ //
شبیب خارجی کی مراجعت کوفہ ۱۴۸
شبیب خارجی کی خراج کی وصولی //
حجاج کا جزل کے نام تنبیہ آمیز خط //
جزل کی خوارج کے تعاقب میں روانگی ۱۴۹
مہم خوارج پر سعید بن مجالا کا تقرر //
سعید بن مجالا کا فوج سے خطاب //
جزل کا سعید بن مجالا کی پالیسی سے اختلاف //
سعید بن مجالا کا شبیب خارجی کا محاصرہ ۱۵۰
شبیب خارجی کا سعید بن مجالد پر حملہ //
سعید بن مجالد کا قتل ۱۵۱
جزل کی مراجعت مدائن //
شبیب خارجی کی سوق بغداد کو امان //
شبیب خارجی کی کوفہ کی جانب روانگی //
سوید بن عبدالرحمان کو شبیب خارجی پر حملہ کا حکم //
سوید کا زرارہ میں قیام ۱۵۲
سبخہ میں کوفی افواج کا اجتماع //
شبیب خارجی کی محصورین سے اطمینان قلبی //
شبیب خارجی کا کوفی فوج پر حملہ //
جزل کی شجاعت ۱۵۳
جزل کا حجاج بن یوسف کے نام خط //
حجاج کا خط بنام جزل ۱۵۴
شبیب خارجی کا کرخ میں قیام //
شبیب خارجی کا سوید پر حملہ ۱۵۵
شبیب خارجی کا بنی ورثہ پر حملہ //
شبیب خارجی کا فزر بن الاسود پر حملہ //
حجاج کی روانگی بصرہ ۱۵۶
شبیب خارجی کی کوفہ کی جانب پیش قدمی //
حجاج کی کوفہ میں آمد ۱۵۷
شبیب خارجی کا قصر کوفہ پر حملہ //
خوارج کی مسجد میں غارت گری //
حوشب کے غلام میمون کا قتل //

سوید اور حجاف کی گفتگو	۱۵۸	مقابلہ	۱۶۵	ابن الاشعث کی مراجعت دیر ابی مریم	۱۷۳
ذہل بن الحارث کا قتل	//	محمد بن موسیٰ کا قتل	//	واصل بن حارث کو ابن الاشعث کی	
نضر بن قعقاع	//	ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ	۱۶۶	تلاش	//
کوفہ میں منادی	//	شبیب خارجی کا خانجار میں قیام	۱۶۷	واصل اور ابن الاشعث کی ملاقات	//
شبیب خارجی کے تعاقب میں فوجی		عثمان بن قطن کا امارت مدائن پر تقرر	//	شبیب کی جانب سے بیعت کی دعوت	۱۷۴
دستوں کی روانگی	۱۵۹	عثمان بن قطن اور جزل	//	مقتولین کی تعداد	//
محمد بن موسیٰ ناظم جستان	//	عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث	//	ابن الاشعث کی مراجعت کوفہ	//
محمد بن موسیٰ اور حجاج	//	حجاج کا فوج کے نام پیغام	//	اسلامی سکہ کا اجراء	۱۷۵
نضر بن قعقاع کا قتل	//	عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی		متفرق واقعات	//
شبیب خارجی کی روانگی قادسیہ	۱۶۰	روانگی	۱۶۸	**باب ۷**	
زحر بن قیس کی مہم	//	ابن الاشعث کو جزل کا مشورہ	//	شبیب بن یزید خارجی	۱۷۶
زحر اور شبیب خارجی کی جنگ	//	ابن الاشعث کا تخوم میں قیام	//	۷۷ھ کے واقعات	//
زحر بن قیس کی شکست و مراجعت کوفہ	۱۶۱	حجاج کا ابن الاشعث کو حکم	۱۶۹	حر بن عبداللہ بن عوف	//
شبیب خارجی کی نجران میں آمد	//	شبیب کی تلاش	//	حر بن عبداللہ کا جرم	//
روزبار میں کوفی افواج کا اجتماع	//	فریقین میں التوائے جنگ کا معاہدہ	//	حر بن عبداللہ کو معافی	//
سپہ سالار زایدہ بن قدامہ	۱۶۲	عثمان بن قطن کی عبدالرحمان کے		حجاج بن یوسف کا اہل کوفہ کو انتباہ	۱۷۷
زایدہ بن قدامہ کا فوج سے خطاب	//	خلاف شکایت	۱۷۰	زحرہ بن حویہ کا حجاج کو مشورہ	//
آغازِ جنگ	//	امیر لشکر عثمان بن قطن	//	اہل کوفہ کی روانگی	//
اہل کوفہ کی شکست و پسپائی	۱۶۳	عبدالرحمٰن اور عقیل کی فوری حملہ کی		حجاج کی عبدالملک سے امداد طلبی	//
بشر بن غالب کا خاتمہ	//	مخالفت	//	سفیان الابرد کی روانگی	۱۷۸
شبیب خارجی کا زایدہ پر حملہ	//	اہل بیت کی شبیب خارجی سے		عتاب بن ورقا اور مہلب میں کشیدگی	//
زایدہ بن قدامہ کا قتل	۱۶۴	درخواست	۱۷۱	عتاب کی کوفہ میں طلبی	//
شبیب کی بیعت کی دعوت	//	عثمان بن قطن کے سرداروں کو ہدایت	//	قبیصہ بن والق کا حجاج کو مشورہ	//
محمد بن موسیٰ کی شجاعت	//	خوارج پر حملہ	۱۷۲	شامی فوج کو حجاج کا پیغام	۱۷۹
شبیب خارجی کا محمد بن موسیٰ پر حملہ	//	شبیب کا میسرے پر حملہ	//	عتاب بن ورقہ کی سپہ سالاری	//
محمد بن موسیٰ کو شبیب خارجی کی		سوید کا خالد بن نہیک پر حملہ	//	شبیب خارجی کی کلواذا میں آمد	//
پیشکش	۱۶۵	عثمان بن قطن کا مصاد پر حملہ	۱۷۳	شبیب خارجی اور مطرف میں مراسلت	۱۸۰
محمد بن موسیٰ اور شبیب خارجی کا		عثمان بن قطن کا خاتمہ	//	شبیب خارجی کا عتاب پر حملے کا ارادہ	//

مطرف کی روانگی مدائن	۱۸۰	حارث بن معاویہ کا قتل	//	شبیب کا بطین کو دار الرزق جانے کا	
عتاب کا سوق حکمة میں قیام	۱۸۱	جنگ سخنہ	//	حکم	۱۹۵
حجاج کا باشندگان کوفہ سے خطاب	//	غلام طہمان کا قتل	۱۸۹	بطین اور حوشب بن یزید میں مقابلہ	//
شبیب خارجی کا فوج سے خطاب	//	حجاج کی سخنہ کی طرف پیش قدمی	//	اہل کوفہ کی روانگی کا حکم	//
شبیب خارجی کی عتاب کی طرف پیش		حجاج کا سبرہ بن عبدالرحمٰن کو حکم	//	مصقلہ خارجی اور شبیب خارجی میں	
قدمی	۱۸۲	حجاج کا شامی فوج سے خطاب	//	اختلاف	۱۹۶
عتاب کی صف بندی	//	سوید اور محال کا شامی فوج پر حملہ و		غزالہ زوجہ شبیب خارجی کے سر کی	
قبیصہ بن والق کا عذر	//	پسپائی	//	تدفین	//
عتاب کی پیدل سپاہ	//	شبیب کا حملہ و پسپائی	۱۹۰	خوارج کی پسپائی	//
عتاب کا کوفی فوج سے خطاب	۱۸۳	شبیب کا سوید کو عقبی پر حملہ کرنے کا حکم	//	خوط بن عبدالسدوسی کی رہائی	۱۹۷
شبیب خارجی کی فوجی تربیت	//	شبیب کا خوارج سے خطاب	//	عمیر بن القعقاع کا قتل	//
شبیب خارجی کا میسرے پر حملہ	۱۸۴	شبیب خارجی کا دوسرا حملہ	//	شبیب خارجی کی مراجعت دارالرزق	//
عتاب بن ورقہ اور ابن حویہ کی گفتگو	//	خالد بن عتاب کا خوارج پر حملہ	۱۹۱	خالد بن عتاب اور مطر کا خوارج کا	
عبدالرحمٰن بن محمد کا فرار	۱۸۵	مصاد کا قتل	//	تعاقب	//
عتاب بن ورقا کا قتل	//	شامی سپاہ کا شبیب پر حملہ	//	خالد بن عتاب کی دلیری	//
زہرہ بن حویہ کا خاتمہ	//	شبیب خارجی کو شکست و پسپائی	//	حبیب بن عبدالرحمٰن کو تعاقب کرنے	
زہرہ بن حویہ کے قتل پر شبیب کا اظہار		حجاج کی مراجعت کوفہ	۱۹۲	کا حکم	۱۹۸
غم	//	حجاج کی مجلس مشاورت	//	شبیب کے ساتھیوں کو امان کی پیشکش	//
شبیب خارجی کی بیعت	۱۸۶	قتیبہ کی حجاج پر تنقید	//	شبیب خارجی کا حبیب پر شبخون	//
شامی فوج کی آمد پر حجاج کا خطبہ	//	قتیبہ کا حجاج کو جنگ میں شریک		شبیب خارجی کا حبیب کی سپاہ پر حملہ	//
فروہ بن لقیط کا بیان	//	ہونے کا مشورہ	//	شبیب خارجی کی مراجعت	۱۹۹
عامل سورا کا قتل	//	حجاج اور قتیبہ کی ملاقات	۱۹۳	شبیب خارجی اور سوید خارجی کی گفتگو	//
شبیب خارجی کی دولت سے نفرت	۱۸۷	قتیبہ کی پیش قدمی	//	شبیب خارجی کا کرمان میں قیام	۲۰۰
سفیان بن الابرد کی پیش قدمی	//	غزالہ اور زوجہ شبیب کی منت	//	سفیان الابرد کو شبیب کے تعاقب کا	
سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف	//	حجاج اور قتیبہ میں سخت کلامی	//	حکم	//
سبرہ بن عبدالرحمٰن کی ابن الابرد سے		حجاج کی میدان جنگ میں آمد	۱۹۴	حجاج کی حکم بن ایوب کو ہدایت	//
گفتگو	۱۸۸	خالد بن عتاب بن ورقا کی حکمت عملی	//	سفیان کی صف بندی	//
شبیب خارجی کا حمام اعین میں قیام	//	حجاج کے مخبر کی گرفتاری و رہائی	۱۹۵	شبیب خارجی کا حملہ	۲۰۱

خوارج پر تیر اندازی	//	مطرف کی خوارج کو دعوت	۲۰۹	حجاج کا ابن قبیصہ کے نام خط	۲۱۷
خوارج کی مراجعت	//	خارجی وفد کی واپسی	//	براء بن قبیصہ کی جنگی تیاری	//
فروہ بن لقیط کا بیان	۲۰۲	سوید خارجی کی مطرف سے دوسری		حمزہ بن مغیرہ کی معذرت	//
شبیب خارجی کی ہلاکت کی وجہ	//	ملاقات	//	حمزہ بن مغیرہ کی معزولی و اسیری	//
مقاتل تیمی	//	شبیب خارجی کو مطرف کا پیغام	۲۱۰	قیس بن سعد العجلی کا حجاج کے نام خط	//
شبیب خارجی اور مقاتل کی گفتگو	//	مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھیوں		حجاج کا قیس کی معزولی کا فیصلہ	۲۱۸
شبیب خارجی کی غرقابی	۲۰۳	سے مشورہ	۲۱۱	عدی بن وتاد کو مطرف پر فوج کشی کا حکم	//
خوارج کا فرار	//	مزنی اور ابن زیاد کا مدائن چھوڑنے کا		عدی کی پیش قدمی	//
شبیب خارجی کا دل	//	مشورہ	//	عدی کی صف بندی	۲۱۹
شبیب خارجی کی والدہ کا بیان	//	مطرف کی مدائن سے روانگی	//	عدی اور براء بن قبیصہ میں کشیدگی	//
شبیب خارجی کے والدین	۲۰۴	قبیصہ بن عبدالرحمٰن کی اطاعت	۲۱۲	طفیل بن عامر کو علیحدگی کا حکم	//
شبیب خارجی کی والدہ کا خواب	//	مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ	//	مطرف کی صف بندی	۲۲۰
شامی فوج کا عہد	//	سبرہ بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن کناز		بکیر بن جارون کا مخالفین سے	
شبیب خارجی کی جنگی چال	۲۰۵	کی علیحدگی	//	خطاب	//
شامی فوج میں افراتفری	//	سوید بن عبدالرحمٰن عامل حلوان کی		عدی کے آزاد غلام سے صارم کا قتل	//
غلام حیان کا شبیب کو قتل کرنے کا		حکمت عملی	۲۱۳	حجاج بن جاریہ کا میسرہ پر حملہ	۲۲۱
ارادہ و ناکامی	//	حجاج بن جاریۃ الخثعمی	//	ربیع بن یزید کا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	
باب ۸		سوید اور مطرف میں مصالحت	//	پر حملہ	//
مطرف بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	۲۰۶	مطرف کی کردوں سے مڈبھیڑ	۲۱۴	سلیمان بن صخر المزنی کا قتل	//
آل مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے		مطرف کی حمزہ بن مغیرہ سے امداد طلبی	//	عمر بن ہبیرہ کی شجاعت	۲۲۲
اعزازات	//	حمزہ بن مغیرہ کی مطرف کو امداد	۲۱۵	عبدالرحمٰن بن عبداللہ کا قتل	//
مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا اہل مدائن کا		مطرف کا قاشقان میں قیام	//	مطرف کے ساتھیوں کو امان حجاج بن	
خطبہ	//	شبیب خارجی کے قتل پر مطرف کا		جاریہ کو امان	//
حکیم بن الحارث کی مطرف سے گفتگو	//	اظہار افسوس	//	باب ۹	
مطرف کی حجاج سے امان طلبی	۲۰۷	مطرف کا خط بنام سرجان و بکیر بن		قطری بن الفجارۃ خارجی	۲۲۴
مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ اور شبیب		ہارون	۲۱۶	قطری بن الفجارۃ کی مخالفت	//
خارجی	//	سوید بن سرجان اور بکیر کی اطاعت	//	جنگ بستان	//
مطرف بن مغیرہ رضی اللہ عنہ اور سوید کی گفتگو	۲۰۸	براء بن قبیصہ کی حجاج کو اطلاع	//	مہلب اور خوارج کی جنگ	//

کوہستانی علاقہ کی مہلب کو حوالگی	//	امیہ بن عبداللہ ناظم خراسان	۲۳۱	امیر حج ابان بن عثمان وعمال	//
حجاج کا مہلب کے نام خط	۲۲۵	امیہ اور بکیر میں کشیدگی	//	باب ۱۱	
مہلب کا خوارج پر حملہ	//	امیہ کی فوج کا کشماہن میں اجتماع	//	مہلب بن ابی صفرۃ	۲۳۹
پسران مہلب کی شجاعت	//	بکیر بن وشاح کی مراجعت مرو	//	امیہ بن عبداللہ کی برطرفی	//
ابی طلحہ کا بیان	//	امیہ بن عبداللہ کی پیش قدمی	۲۳۲	مہلب کی عزت افزائی	//
ابراء بن قبیصہ کی روانگی کوفہ	۲۲۶	عتاب للقوۃ کا بکیر کو مشورہ	//	مہلب کے ساتھیوں کے اعزازات	//
مہلب کا حجاج کے نام خط	//	زیاد بن امیہ کی اسیری	//	عبداللہ بن ابی بکرہ کا امارت بجستان	
قعطر الضمی کے قتل کا مطالبہ	//	امیہ کا بکیر کے ساتھیوں سے مشورہ	۲۳۳	پر تقرر	//
قطری خارجی اور خوارج میں اختلاف	//	امیہ بن عبداللہ کی مراجعت مرو	//	مہلب کا امارت خراسان پر تقرر	۲۴۰
قطری خارجی اور مخالف خوارج کی		امیہ کا شماس پر شبخون	//	امارت خراسان کے لیے مہلب کی	
شب وروز جنگ	۲۲۷	ثاقب بن قطبہ کی گرفتاری ورہائی	۲۳۴	خواہش	//
حجاج ومہلب کو خوارج پر حملہ کرنے کا		امیہ اور بکیر کی جنگ	//	عبدالرحمن بن عبیداللہ کی مہلب کی	
حکم	//	بکیر کی پسپائی اور سوق	//	سفارش	//
مہلب کی خوارج کی خانہ جنگی میں		عتیقہ میں قیام	//	مہلب سے اہواز کی مال گزاری کی	
خاموشی	//	میدان یزید میں بکیر وامیہ کے معرکے	//	طلبی	//
قطری کی روانگی طبرستان	//	حریث بن قطبہ کا بکیر پر مہلک وار	۲۳۵	حبیب بن مہلب کی روانگی خراسان	۲۴۱
خوارج کی عبدرب کبیر کی بیعت	//	امیہ کا بکیر کا محاصرہ	//	امیر حج ولید بن عبدالملک وعمال	//
سفیان الابرد کا قطری خارجی کا تعاقب	۲۲۸	بکیر اور امیہ میں مصالحت	//	۷۶ ہجری کے واقعات	//
ایک ضعیفہ کا معادیہ بن حصن پر حملہ	//	امیہ وبکیر میں معاہدہ	//	عبداللہ بن ابی بکرہ کی بجستان میں	
قطری خارجی اور ایک گنوار	//	امیہ کا عتاب القوۃ سے حسن سلوک	۲۳۶	آمد	//
قطری خارجی کا قتل	۲۲۹	بکیر کی معزولی	//	رتبیل کی عہد شکنی	//
قطری خارجی کے قتل کے مدعی	//	بکیر بن وشاح کے خلاف شکایت	//	عبیداللہ کی رتبیل پر فوج کشی	۲۴۲
ابوالجہم بن کنانہ کا اعزاز	//	بکیر بن وشاح کی گرفتاری	۲۳۷	عبیداللہ بن ابی بکرہ کی پیش قدمی	//
جعفر سفیان کا قتل قطری پر دعویٰ	//	بکیر کے خلاف گواہی	//	عبیداللہ بن ابی بکرہ کی رتبیل سے صلح	
عبید بن ہلال خارجی کا قتل	۲۳۰	یعقوب بن قعقاع کی سفارش	//	کی پیشکش	//
سفیان بن الابرد کی معزولی	//	بکیر بن وشاح کا قتل	۲۳۸	شریح بن ہانی کی صلح کی مخالفت	//
باب ۱۰		احنف بن عبداللہ کو معافی	//	شریح بن ہانی کی شہادت	۲۴۳
امیہ بن عبداللہ وبکیر بن وشاح	۲۳۱	امیہ کا جہاد وپسپائی	//	رتبیل کے متعلق حجاج کا عبدالملک	//

کے نام خط	//
امیر حج ابان بن عثمان وعمال	//
۸۰ھ کے واقعات	۲۴۴
مکہ میں سیلاب سے تباہی	//
مہلب کی کس پر فوج کشی	//
مہلب کا محاصرہ کس	//
حبیب بن مہلب کی رنجن پر فوج کشی	۲۴۵
مہم محترقہ	//
ہریم بن عدی کی شجاعت	//
مہلب کی تاوان پر مصالحت	//
عبدالملک کا رتبیل کے خلاف جہاد کا فرمان	۲۴۶
حجاج اور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی عداوت	//
حجاج کا فوج کا معائنہ	۲۴۷
عباد بن الحصن کو حجاج کا انعام	//
رتبیل کی مہم پر عبدالرحمٰن بن الاشعث کی تقرری	//
عبدالرحمٰن کا سجستان میں خطبہ	//
رتبیل کی عبدالرحمٰن کو خراج کی پیشکش	۲۴۸
عبدالرحمٰن کی رتبیل پر فوج کشی	//
عبدالرحمٰن بن الاشعث کی فتوحات	//
ہمیان کی بغاوت وشکست	//
امارت سجستان پر عبدالرحمان کا تقرر	۲۴۹
امیر حج ابان بن عثمان وعمال	//
۸۱ھ کے واقعات	//
فتح قالیقلا	//
بجیر بن ورقاء	//

شمر دل کا بجیر پر حملہ	۲۴۹
صعصعہ بن حرب العوفی کی سجستان میں آمد	۲۵۰
صعصعہ کی بجیر سے ملاقات	//
بجیر کا صعصعہ کا حسن سلوک	//
صعصعہ کا بجیر پر حملہ	//
بجیر بن ورقا کا خاتمہ	۲۵۱
صعصعہ کا قتل	//
قبیلہ عوف وابذاء کی شورش	//
صعصعہ کی دیت	۲۵۲
عبدالرحمان کی حکمت عملی سے حجاج کا اختلاف	//
باب ۱۲	
عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث	۲۵۳
حجاج کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار	//
حجاج کا دوسرا خط بنام عبدالرحمٰن	//
حجاج کا عبدالرحمٰن کے نام تیسرا خط	//
عبدالرحمٰن اور اسحٰق میں گفتگو	//
عبدالرحمٰن بن الاشعث کا فوج سے خطاب	۲۵۴
عامر بن واثلہ الکنانی کی تقریر	//
عبدالمومن بن شبث کا فوج سے خطاب	//
عبدالرحمٰن بن الاشعث کی بیعت	۲۵۵
ذرالقاص سے ابن الاشعث کی مصالحت	//
عبدالرحمٰن اور رتبیل میں مصالحت	//
عبدالرحمٰن بن الاشعث کی مراجعت عراق	//

عبدالملک کی اطاعت سے انحراف	۲۵۶
مہلب کا عبدالرحمان کے نام خط	//
مہلب کا حجاج کو مشورہ	//
عبدالملک کا اہل شام سے خطاب	۲۵۷
حجاج اور عبدالملک میں مراسلت	//
حجاج کی پیش قدمی	//
مطہر اور عبدالرحمٰن کی جھڑپ	۲۵۸
حجاج کی روانگی بصرہ	//
حجاج کا زاویہ میں قیام	//
حجاج بن یوسف کی پشیمانی	//
ابن الاشعث کا تشر میں قیام	۲۵۹
حجاج کی پہلی شکست	//
ابن زبیر الہمدانی کی بیعت	//
حجاج کی بصرہ میں آمد	//
امیر حج سلیمان بن عبدالملک	//
۸۲ھ کے واقعات	۲۶۰
جنگ زاویہ	//
عراقیوں کی پسپائی	//
مقتولین معرکہ زاویہ	۲۶۱
سعید بن یحییٰ کی شجاعت	//
طفیل بن عامر کا قتل	//
عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ	//
مقاتل بن مسمع کا قتل	//
ابن الاشعث کی کوفہ کی جانب پیش قدمی	۲۶۲
مطر کی حوالگی قلعہ پر ابن الحضرمی سے مصالحت	//
ابن الاشعث کا کوفہ میں استقبال	//

مطر کی گرفتاری ورہائی	۲۶۳
عبدالرحمن بن عباس کی اطاعت	//
حجاج کا دیر قرة میں قیام	//
ابن الاشعث کا دیر جماجم میں قیام	۲۶۴
حجاج بن یوسف کی مخالفت ودشمنی	//
شامی فوج کی کمک	//
حجاج اور ابن الاشعث میں جھڑپیں	//
حجاج کی برطرفی کی تجویز	//
عبدالملک کی اہل کوفہ کو مراعات کی تجویز	۲۶۵
حجاج کی تجویز سے مخالفت	//
اہل کوفہ کو مراعات کی پیش کش	//
ابن الاشعث کا اہل کوفہ کو مشورہ	//
ابن الاشعث کی رائے کی مخالفت	۲۶۶
جنگ کا افسر اعلیٰ حجاج	//
ابن الاشعث کا دعویٰ	//
حجاج کی فوجی تربیت	۲۶۷
ابن الاشعث کی صف بندی	//
حجاج اور ابن الاشعث کے معرکے	//
کمیل بن زیاد النخعی کی شجاعت	//
قراء کے دستہ کا حملہ	//
مغیرہ بن مہلب کی وفات	۲۶۸
یزید بن مہلب کو مرو جانے کا حکم	//
یزید بن مہلب کی روانگی مرو	//
یزید بن مہلب کی ترکوں سے لڑائی	//
ایک خارجی کی دلیری	۲۶۹
ابومحمد الزمی کا فرار	//
ترکوں کی واپسی	//
ابومحمد الزمی کی واپسی	//
حریث بن قطبہ	//
ہر عمال کی حوالگی	۲۷۰
حریث بن قطبہ پر ترکوں کا حملہ	//
مہلب کی حریث سے جواب طلبی	//
حریث بن قطبہ کو سزا	//
حریث کا مہلب کو قتل کرنے کا منصوبہ	۲۷۱
حریث بن قطبہ کی طلبی	//
حریث وثابت پسران قطبہ کا فرار	//
مہلب بن ابی صفرہ کی علالت	//
مہلب کی اپنے بیٹوں کو نصیحت	//
مہلب کی وفات	۲۷۲
امارت خراسان پر یزید بن مہلب کا تقرر	۲۷۳
امارت مدینہ پر ہشام بن اسمٰعیل کا تقرر	//
امیر حج عثمان بن ابان	//
۸۳ھ کے واقعات	//
عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا فوج سے خطاب	//
ابوالبختری شعبی اور سعید کی تقاریر	۲۷۴
جبلة بن زحر کا خاتمہ	//
ابوالبختری الطائی کی تقریر	//
ابن زحر کی موت پر شامی سپاہ کا اظہار مسرت	۲۷۵
ابن زحر کے قتل کا واقعہ	//
ابن زحر کے دستہ میں مایوسی و پریشانی	//
بسطام بن مصقلہ	//
بسطام اور قتیبہ کی ملاقات	۲۷۵
بسطام کی بنی ربیعہ کے رسالے کی سرداری	۲۷۶
عورتوں کی گرفتاری ورہائی	//
جبلہ بن زحر کے قتل پر حجاج کا اظہار مسرت	//
حجاج بن جاریہ اور ابودرداء کا مقابلہ	۲۷۷
ابوحمید کی مبارزت	//
عبداللہ بن رزام کی شجاعت	//
عبداللہ بن رزام کا جراع کو مشورہ	//
عبداللہ بن رزام اور جراح کا مقابلہ	//
قدامة بن حریش التمیمی	۲۷۸
قدامة کا مقابلہ کرنے سے حجاج کی ممانعت	//
قدامة کا مقابلہ کرنے کے لیے سعید الحرشی کی درخواست	//
سعید الحرشی کو قدامة کا مقابلہ کرنے کی اجازت	۲۷۹
سعید الحرشی کا قدامة پر حملہ	//
ابوالبختری اور سعید بن جبیر کے حملے	۲۸۰
عراقی فوج کی شجاعت	//
سفیان بن الابرد الکلبی کا حملہ	//
ابرد بن قرة التمیمی کی پسپائی	
شامی فوج کی پیش قدمی	//
عبدالرحمن بن الاشعث کی شکست	۲۸۱
عبدالرحمن بن الاشعث کی کوفہ سے روانگی	//
محمد بن مروان اور عبداللہ بن عبدالملک	

کی مراجعت	۲۸۱	ابن الاشعث کو خراسان آنے کی دعوت	//	ہلقام بن نعیم کا قتل	۲۹۲
حجاج کی بیعت	۲۸۲	ابن الاشعث کی سجستان سے روانگی	۲۸۸	ابن معمر و اسیران جنگ کا قتل	//
کافر ہونے کا اقرار کی شرط	//	ابن الاشعث کی یزید بن مہلب کے		محمد بن ابی قرۃ کی رہائی	//
ایک خثعمی کا قتل	//	متعلق رائے	//	عامر الشعبی کی کوفہ میں طلبی	//
ایک کوفی کا اقرار کفر	۲۸۳	عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمر کی		شعبی کی صاف گوئی و معذرت	۲۹۳
عبیداللہ بن عبدالرحمان کا بصرہ پر قبضہ	//	علیحدگی	//	عامر الشعبی کو امان شاعر اعشیٰ ہمدانی کا	
عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی بصرہ		ابن الاشعث کی مراجعت خراسان	//	قتل	//
میں آمد	//	عبدالرحمان بن عباس کی بیعت	۲۸۹	عمر بن ابی الصلت کا رے پر قبضہ	۲۹۴
ابن الاشعث کا مسکن میں قیام	//	عبدالرحمان بن عباس کی خراسان		امارت رے پر قتیبہ بن مسلم کا تقرر	//
اہل کوفہ اور شکست خوردہ جماعتوں کا		میں آمد	//	عمرو بن ابی الصلت کی شکست	//
مسکن میں اجتماع	۲۸۴	یزید بن مہلب کی عبدالرحمٰن بن عباس		ابن طلحہ کی رہائی	//
جنگ مسکن	//	کی پیش کش	//	حجاج کو فیروز کو پیش کرنے کا حکم	۲۹۵
حجاج کا فوج سے خطاب	//	عبدالرحمٰن بن عباس کی مال گزاری کی		حجاج کی فیروز سے جواب طلبی	//
جنگ کا آغاز	//	وصولی	//	محمد بن سعید بن ابی وقاص کی پیشی	//
ابو البختری اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا		فضل بن مہلب کی پیش قدمی	//	محمد بن سعد کا قتل	//
خاتمہ	//	جدیع بن یزید کی مرو میں نیابت	۲۹۰	عمرو بن موسیٰ کا قتل	۲۹۶
بسطام بن مصقلہ کا حملہ	۲۸۵	فضل بن مہلب کو حملہ کرنے کا حکم	//	ابن عبیداللہ بن عبدالرحمٰن کو معافی	//
بکیر بن ربیعہ کا قتل	//	آغاز جنگ	//	عبداللہ بن عامر کا قتل	//
ابن الاشعث کی شکست و پسپائی	//	عبدالرحمٰن بن عباس کی شکست و		فیروز حصین کی ایذا رسانی	۲۹۷
عمارۃ بن تمیم کا ابن الاشعث کا تعاقب	//	پسپائی	//	فیروز حصین کا قتل	//
ابن الاشعث کا کرمان میں استقبال	۲۸۶	سعد بن نجد کا دعویٰ	۲۹۱	ابن شوذب کی روایت	//
معقل اور ابن الاشعث کی گفتگو	//	اسیران جنگ کی روانگی کوفہ	//	بصرہ کے قاریوں کی ابن الاشعث کی	
ابن الاشعث کا بست میں استقبال	//	عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ کی		حمایت کی وجہ	//
عبدالرحمٰن بن الاشعث کی گرفتاری	//	گرفتاری	//	حجاج کا اہل کوفہ سے فریب	۲۹۸
رتبیل کا محاصرہ بست	//	ابن طلحہ کو معافی	//	مقتولین کی تعداد	//
رتبیل اور عیاض میں مصالحت	۲۸۷	محمد بن سعد بن ابی وقاص کو امان	//	جنگ مسکن کی دوسری روایت	//
عیاض کی اہانت و تذلیل	//	عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ سے جواب		زروق چرواہا اور حجاج	//
مخالفین حجاج کا سجستان میں اجتماع	//	طلبی	//	حجاج کی میدان جنگ سے پسپائی	۲۹۹

شامی فوج کا شبخون	۲۹۹	ابن الاشعث کی گرفتاری	//	سے مقابلہ	//
ابن الاشعث کا فرار	//	ابن الاشعث اور اس کے اعزاء کا قتل	//	موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کو نوقان کی	
ابن الاشعث کی لشکر گاہ پر قبضہ	//	ابن الاشعث کے سر کی روانگی	//	امان	//
بسطام بکیر بن ربیعہ کا قتل	//	شاعر حمید الارقط اور حجاج	۳۰۶	موسیٰ بن عبداللہ کا شہسوار صغد سے	
اہل کوفہ کی جبری بھرتی	۳۰۰	ارلقیط کے اشعار	۳۰۷	مقابلہ	۳۱۳
ایک شامی کے قتل کا واقعہ	//	باب ۱۳		موسیٰ بن عبداللہ کا صغد سے خراج	//
شہر واسط کی مسجد کی تعمیر	//	یزید بن مہلب	۳۰۸	موسیٰ بن عبداللہ اور رئیس کس کی جنگ	//
امیر حج ہشام بن اسمٰعیل و عمال	۳۰۱	حجاج کی ایک راہب سے ملاقات	//	زرعۃ بن علقمہ کا طرخون کو مشورہ	//
۸۴ھ کے واقعات	//	حجاج کی یزید بن مہلب سے بدگمانی	//	موسیٰ بن عبداللہ کی ترمذ میں آمد	۳۱۴
حوشب بن یزید کو ابن القریہ کی		حجاج کی یزید بن مہلب کے متعلق		شاہ ترمذ کے موسیٰ بن عبداللہ سے	
گرفتاری کا حکم	//	عبید سے گفتگو	۳۰۹	دوستانہ مراسم	//
ایوب بن القریہ کی گرفتاری	//	ناظم عمان خیار بن سبرہ	//	موسیٰ بن عبداللہ کا ترمذ پر قبضہ	//
ابن القریہ کا قتل	۳۰۲	آل مہلب کے خلاف حجاج کی		موسیٰ بن عبداللہ کی حکمت عملی	۳۱۵
قلعہ باذغیس کی تسخیر	//	شکایت	//	امیہ کی موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی	//
حجاج کو نوید فتح	//	یزید بن مہلب کی معزولی	//	موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ	//
یحییٰ بن عامر کی کوفہ میں طلبی	//	یزید بن مہلب کی طلبی	۳۱۰	موسیٰ بن عبداللہ کا شبخون مارنے کا	
یحییٰ کی حجاج پر تنقید	۳۰۳	امارت خراسان پر مفضل بن مہلب کا		منصوبہ	۳۱۶
۸۵ھ کے واقعات	//	تقرر	//	موسیٰ بن عبداللہ کا ترکوں پر شبخون	//
علقمہ بن عمرو کا ابن الاشعث کو مشورہ	//	مفضل بن مہلب کی برطرفی	//	ترکوں کی شکست و فرار	//
علقمہ بن عمرو کی ابن الاشعث سے		قتیبہ اور حصین کی گفتگو	//	خزاعی کے قتل کا منصوبہ	//
علیحدگی	//	یزید بن مہلب کی خوارزم پر فوج کشی	۳۱۱	خزاعی کا قتل	۳۱۷
عبید بن ابی سبیع	۳۰۴	مہر والروز میں طاعون کی وبا	//	خزاعی کی فوج کی مراجعت	//
ملیکہ بنت یزید	//	حجاج کا آل مہلب کو تباہ کرنے کا		مہلب کی اپنے بیٹوں کو موسیٰ کے	
عمارہ کا سجستان پر قبضہ	//	منصوبہ	//	متعلق رائے	//
عمارہ کا حجاج کے نام خط	//	مفضل بن باذغیس پر فوج کشی	۳۱۲	ثابت بن قطبہ کی یزید بن مہلب کے	
عبداللہ بن ابی سبیع کا رتبیل کو مشورہ	۳۰۵	فتح باذغیس	//	خلاف شکایت	۳۱۸
عبید بن ابی سبیع کے خلاف شکایت	//	عبداللہ بن خازم کا نیسابور میں قیام	//	یزید بن مہلب کی طرخون کی جنگی	
رتبیل کی بدعہدی	//	موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا اہل زم		تیاری	//

علاقہ ماوراء النہر سے عمال یزید کا		مدرک کو عثان کی مہم میں شریک ہونے		محمد بن یزید کا بیان	//
اخراج	//	کا حکم	//	مصری قاصدوں سے عبدالملک کی	
حریث و ثابت پسران قطبہ کے قتل کا		جزیرہ عثان	۳۲۶	گفتگو	//
منصوبہ	//	موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا محاصرہ	//	ولید اور سلیمان کی ولی عہدی کا اعلان	//
ترکوں کی موسیٰ بن عبداللہ پر فوج کشی	۳۱۹	موسیٰ بن عبداللہ کی فیصلہ کن جنگ	//	ولید کی محمد بن یزید سے خفگی	۳۳۱
ابن خازم کا عجمیوں پر حملہ	//	ترکوں اور صغدیوں کا جوابی حملہ	//	ہشام بن اسمٰعیل کا بیعت لینے کا حکم	//
حریث بن قطبہ کا خاتمہ	۳۲۰	موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا قتل	//	سعید بن المسیب کو بیعت کرنے سے	
مخالفین کا ثابت بن قطبہ کے قتل پر		عربوں کا قتل	۳۲۷	انکار	//
اصرار	//	عبداللہ بن بدیل اور رقبہ بن الحر کو		سعید بن المسیب کی اہانت و تذلیل	۳۳۲
ثابت بن قطبہ کا فرار	//	معافی	//	سعید بن المسیب سے بدسلوکی پر	
موسیٰ بن عبداللہ کی ثابت پر فوج کشی	۳۲۱	زرعہ بن علقمہ اور سنان الاعرابی کو امان	//	عبدالملک کا اظہار افسوس	//
ثابت کی طرخون سے امداد طلبی	//	شہر ترمذ کی مدرک کو حوالگی	//	امیر حج ہشام بن اسمٰعیل	//
رقبہ اور ثابت بن قطبہ	//	عبدالعزیز کو خلافت سے محروم کرنے		۸۶ھ کے واقعات	//
ثابت بن قطبہ کی رقبہ کو امداد	۳۲۲	کا مشورہ	۳۲۸	عبدالملک کی وفات	//
یزید بن ہذیل کی ثابت سے امداد طلبی	//	روح بن زنباع کا مشورہ	//	مدت حکومت	//
پسران یزید کی بطور یرغمال حوالگی	//	قبیصہ بن ذویب کے اختیارات	//	عبدالملک کی عمر	۳۳۳
یزید کا ثابت بن قطبہ پر مہلک وار	۳۲۳	عبدالعزیز بن مروان کی موت کی		عبدالملک کا شجرۂ نسب	//
پسران یزید بن ہزیل کا قتل	//	اطلاع	//	عبدالملک کی ازواج و اولاد	//
ثابت بن قطبہ کا انتقال	//	عبدالعزیز کی معزولی کی تحریک کا بانی		مسلمہ بن زید بن وہب سے عبدالملک	
طرخون پر شبخون مارنے کا قصد	//	حجاج	۳۲۹	کی گفتگو	//
موسیٰ بن عبداللہ کا طرخون پر شبخون	۳۲۴	عمران بن عصام کا وفد	//	مسلمہ بن زید کے اشعار	۳۳۴
طرخون پر حملہ	۳۲۴	عبدالعزیز کا حق خلافت سے دست		ابوقطیفہ عمرو بن ولید کے اشعار	//
طرخون کی جنگ بند کرنے کی پیشکش	//	برداری سے انکار	//	باب ۱۴	
موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کی شجاعت و		عبدالعزیز بن مروان سے خراج طلبی	//	ولید بن عبدالملک	۲۳۶
دلیری	۳۲۵	عبدالملک کی خاموشی	//	بیعت خلافت	//
موسیٰ بن مہلب کی موسیٰ بن عبداللہ پر		عبدالملک کی بددعا	۳۳۰	ولید بن عبدالملک کا پہلا خطبہ امارت	//
فوج کشی	//	محمد بن یزید کاتب کے لیے حجاج کی		خراسان پر قتیبہ بن مسلم کا تقرر	//
عثمان بن مسعود کی روانگی	//	سفارش	//	قتیبہ کا جہاد پر خطبہ	۳۳۷

قتیبہ بن مسلم کی پیش قدمی	٣٣٧	تندر عجمی کا قتل	٣٤٢	اہل مکہ کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ	
شاہ کتفان وصغانیان کی اطاعت	//	تندر کے قتل پر قتیبہ کی تقریر	//	سے پانی کی قلت کی شکایت	//
قتیبہ کی مراجعت مرو	٣٣٨	اہل بے کند کی شکست وصلح	//	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی	
صالح بن مسلم کی فتوحات	//	اہل بے کند کی عہد شکنی	//	بارش کے لیے دعا	//
حجاج کی قتیبہ سے اظہار خفگی	//	بیکند کا تاراج	٣٤٣	٨٩ھ کے واقعات	٣٤٩
اہل بلخ کی سرکوبی وسرکشی	//	فتح بیکند اور مال غنیمت	//	مسلمۃ بن عبدالملک کی قلعہ سوریہ پر	
زوجہ برمک اور عبداللہ بن مسلم	//	فوج میں اسلحہ کی تقسیم	//	فوج کشی	//
حبیب بن مہلب ناظم کرمان کی		نومشکث کی فتح	//	قلعہ جات عموریہ ہرقلہ اور قمودیۃ کی	
برطرفی	٣٣٩	مسلم الباہلی کی امانت کا واقعہ	٣٤٤	تسخیر	//
امیر حج ہشام بن اسمٰعیل	//	مسلم الباہلی کی امانت کی واپسی	//	قتیبہ بن مسلم کی وردان خداہ سے	
٨٧ھ کے واقعات	//	امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ		جنگ	//
ہشام بن اسمٰعیل کی معزولی	//	وعمال	//	ادریس حنظلہ کا بیان	//
امارت مدینہ پر حضرت عمر بن		٨٨ھ کے واقعات	٣٤٥	خالد بن عبداللہ القسری	٣٥٠
عبدالعزیز رحمہ اللہ کا تقرر	//	قلعہ طوانیہ کی تسخیر	//	امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ	//
فقہائے مدینہ کی طلبی	//	اہل مدینہ کی جہاد کے لیے طلبی	//	٩٠ھ کے واقعات	//
فقہائے مدینہ سے حضرت عمر بن		امہات المومنین کے مکانات کا انہدام	//	مسلمۃ بن عبدالملک اور عباس بن	
عبدالعزیز رحمہ اللہ کا خطاب	//	مسجد نبوی کی توسیع کا منصوبہ	٣٤٦	ولید کا جہاد	//
سعید بن المسیب کا ہشام سے حسن		مکانات کی قیمت کی ادائیگی	//	فتح سندھ	//
سلوک	٣٤٠	مسجد نبوی کا انہدام	//	امیر البحر خالد بن کیسان کی گرفتاری و	
ہشام کی تشہیر وتوہین کا حکم	//	صالح بن کیسان کا بیان	//	رہائی	//
مسلم قیدیوں کی رہائی	//	مسجد نبوی کے لیے قیصر روم کی پیشکش	//	قتیبہ بن مسلم کی بخارا پر فوج کشی	٣٥١
نیزک کو فوج کشی کی دھمکی	//	مسجد نبوی کی تعمیر	٣٤٧	بخارا کا محاصرہ	//
نیزک اور قتیبہ بن مسلم میں مصالحت	//	اہل رامیثنہ کی اطاعت	//	بنی آذر کا کفار پر حملہ وپسپائی	//
مسلمۃ بن عبدالملک کی رومیوں پر		ترکوں کا مجاہدین پر حملہ	//	مسلمانوں کا جوابی حملہ	//
فوج کشی	٣٤١	قتیبہ بن مسلم کی کمک	//	قتیبہ کی بنی تمیم سے درخواست	//
قتیبہ بن مسلم کا بیکند پر حملہ	//	ترکوں کی شکست وفرار	//	وکیع سردار بنی تمیم کی پیش قدمی	//
مسلم فوج کی محصوری	//	بیعت المعذور قائم کرنے کا حکم	//	وکیع اور ہریم کا ترکوں پر حملہ	٣٥٢
تندر عجمی اور قتیبہ بن مسلم	//	مدینہ میں فوارہ بنانے کا حکم	٣٤٨	ترکوں کی شکست وپسپائی	//

موضوع	صفحہ
کافر کے لیے انعام کا اعلان	//
قتیبہ بن مسلم کی مراجعت مرو	۳۵۳
بنی تمیم کا وفد اور حجاج شاہ سعد طرخون کی تجدید	//
معاہدہ کی درخواست	//
قتیبہ بن مسلم اور طرخون میں تجدید معاہدہ	//
نیزک کا طخارستان جانے کا ارادہ	//
نیزک کی روانگی طخارستان	۳۵۴
نیزک کی گرفتاری کا حکم	//
نیزک کی بغاوت	//
شاہ جبغویہ کی اسیری	//
عبدالرحمٰن بن مسلم کو بروقان جانے کا حکم	۳۵۵
عبدالرحمٰن کا بروقان میں قیام	//
قتیبہ بن مسلم کی طالقان پر فوج کشی	//
امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وعمال	//
آل مہلب کی اسیری	۳۵۶
یزید بن مہلب کی ثابت قدمی	//
یزید بن مہلب کو ایذا رسانی ہند بنت مہلب کو طلاق	//
آل مہلب پر جرمانہ	//
یزید بن مہلب کا جیل خانہ سے فرار	//
مفضل وعبدالملک کا فرار	۳۵۷
پسران مہلب کے فرار پر حجاج کی پریشانی	//
پسران مہلب سے حجاج کو خوف	//
پسران مہلب کی روانگی شام	//
پسران مہلب کو سلیمان بن عبدالملک کی امان	//
بدرقہ عبدالجبار بن یزید اور یزید بن مہلب	۳۵۸
سلیمان کا ولید بن عبدالملک کے نام خط	//
یزید بن مہلب کی طلبی	//
یزید بن مہلب کی سلیمان سے درخواست	//
یزید بن مہلب اور ایوب بن سلیمان کی روانگی	۳۵۹
ایوب بن سلیمان کی ولید بن عبدالملک سے درخواست	//
سلیمان کی پسران مہلب کے لیے سفارش	//
آل مہلب کو معافی	۳۶۰
ابوعیینۃ وحبیب پسران مہلب کو معافی	//
سلیمان بن عبدالملک کا یزید بن مہلب سے حسن سلوک	//
حارث بن عبدالملک اور سلیمان بن عبدالملک کی گفتگو	//
سلیمان بن عبدالملک کا حارث سے اظہار خفگی	۳۶۱
باب ۱۵	
قتیبہ بن مسلم	۳۶۲
۹۱ھ کے واقعات	//
قتیبہ بن مسلم کی مروروز کی جانب پیش قدمی	//
فاریاب کی اطاعت	//
قتیبہ بن مسلم کا جوز جان میں استقبال	//
قتیبہ کا قلعہ پر حملہ	۳۶۳
نیزک کی کرزکو روانگی	//
نیزک کا اسکیمشت میں قیام	//
سلیم الناصح کا حکم	//
سلیم الناصح اور نیزک کی ملاقات	۳۶۴
سلیم الناصح کا نیزک کو مشورہ	//
نیزک کو سلیم الناصح کی امان	//
نیزک اور ترک سرداروں کی روانگی	۳۶۵
ترک سرداروں اور نیزک کی روانگی	//
حجاج کی نیزک کو قتل کرنے کی اجازت	//
نیزک کے قتل کے متعلق قتیبہ کا مشورہ	//
نیزک اور ترک سرداروں کا قتل	۳۶۶
نیزک کے قتل کے بارے میں دوسری روایت	//
شذاور سبل کے متعلق نیزک کی رائے	//
شذاور سبل کی طلبی	//
شذاور سبل کی مراجعت	۳۶۷
نیزک کے ایک جوتے کی قیمت	//
جبغویہ کو معافی	//
قتیبہ کی مراجعت	//
شاہ جوزجان کی امان طلبی	//
حبیب بن عبداللہ اور یرغمالوں کا قتل	۳۶۸
شاہ شومان کی عہد شکنی	//
قتیبہ کی شومان پر فوج کشی	//
شومان کی تسخیر	//

کس، نسف اور فریاب کی تاراجی	۳۶۹
عبدالرحمٰن بن مسلم کی صُغد پر فوج کشی	//
طرخون کی ادائیگی خراج	//
طرخون کی اسیری وخودکشی	//
باہلی کی روایت	۳۷۰
خالد بن عبداللہ کا اہل مکہ سے خطاب	//
ابوحبیبہ اور خالد بن عبداللہ القسری	//
ولید بن عبدالملک کی مدینہ میں آمد	۳۷۱
مسجد نبوی کا معائنہ	//
سعید بن المسیب کا مرتبہ	//
ولید بن عبدالملک اور سعید بن المسیب	//
سلف الصالحین کا آخری نمونہ	۳۷۲
ولید بن عبدالملک کا خطبہ	//
اسحٰق اور رجاء بن حیوۃ کی گفتگو	//
امیر حج ولید بن عبدالملک وعمال	//
۹۲ھ کے واقعات	۳۷۳
فتح اندلس	//
قتیبہ کی سجستان پر فوج کشی	//
امیر حج حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ	//
۹۳ھ کے واقعات	//
رومیوں پر فوج کشی	//
خرزاذ کا ظلم واستبداد	//
شاہ خوارزم کی قتیبہ سے درخواست	۳۷۴
شاہ خوارزم کی مجلس عیش ونشاط	//
شاہ خوارزم کی مجلس مشاورت	//
قتیبہ اور خوارزم میں مصالحت	//
شاہ خام جرد کی سرکوبی	۳۷۵
مہلب بن ایاس کی تلوار	//

خرزاذ کا قتل	//
مجشر بن مزاحم کا صفد پر حملہ کرنے کا حکم	//
صغد پر فوج کشی	۳۷۶
قتیبہ کا فوج سے خطاب	//
صغد کا محاصرہ	//
قتیبہ کا فوج سے خطاب	//
صغد کا محاصرہ	//
اہل صغد کی ملک الشاش اخشاذ اور فرغانہ سے امدادطلبی	//
ملک الشاش اور اخشاذ کا شبخون مارنے کا منصوبہ	۳۷۷
قتیبہ کو شبخون مارنے کی اطلاع	//
مشرکین کی پیش قدمی	//
صالح بن مسلم اور مشرکین کی جنگ	//
شاہ صغد کا قتیبہ پر طنز	۳۷۸
قتیبہ کا فوج کا معائنہ	//
قتیبہ کی منتخب فوج کا حملہ	//
صغد پر سنگ باری	//
اہل صغد کی امان کی درخواست	۳۷۹
صلح نامہ کی شرائط	//
شرائط صلح کی تکمیل	//
مال غنیمت کے متعلق باہلی کا بیان	//
غوزک کی شاہان شاش فرغانہ اور خاقان سے امدادطلبی	۳۸۰
غوزک کو فوج امداد	//
قتیبہ کا منتخب فوج سے خطاب	//
قتیبہ کے جاسوس	۳۸۱
مسلمانوں کے مقابلہ کی تیاری	//

کفار پر صالح کا حملہ	//
مال غنیمت اور مقتولین کے سر	//
مجاہدین کو انعام واکرام	//
اہل صغد کی مایوسی	۳۸۲
قتیبہ کا عزم	//
معرکۂ سمرقند	//
سمرقند کی فتح	//
قتیبہ کا قصد	۳۸۳
عبداللہ بن مسلم کی نیابت	//
ایاس بن عبداللہ کے خلاف شورش	//
حیان النبطی کی گرفتاری	۳۸۴
مغیرہ بن عبداللہ کی خوارزم پر فوج کشی	//
طلیطلہ کی مہم	//
موسیٰ بن نصیر کی نماز استسقاء	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کی معزولی	۳۸۵
امارت مدینہ پر عثمان بن حیان کا تقرر	//
خبیب بن عبداللہ بن زبیر ؓ کا خاتمہ	//
امیر حج عبدالعزیز بن ولید وعمال	//
۹۴ھ کے واقعات	//
قتیبہ کی خجندہ پر فوج کشی	۳۸۶
شاش کی تاراجی	//
سندھ سے عراقیوں کی طلبی	//
عثمان بن حیان کی مدینہ میں آمد	//
عراقیوں کا مدینہ سے خراج	//
عثمان کا اہل مدینہ کو خطبہ	۳۸۷
ابوسوادہ بصری	۳۸۸

ابوسوادہ بصری کی گرفتاری کا حکم	۳۸۸	عظیم الشان فتوحات کا دور	//	باریابی	//
عثمان بن حیان کو مدینہ بھیجنے کا مقصد	//	عثمان بن یزید کے قرضہ کی ادائیگی	//	شاہ چین کا وفد کے متعلق مشورہ	//
سعید بن جبیر	//	ولید کی موت اور حجاج	//	مختلف لباسوں کے متعلق شاہ چین کا	
سعید بن جبیر کی روپوشی	۳۸۹	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی		استفسار	//
سعید بن جبیر کی گرفتاری	//	حجاج کے متعلق رائے	۳۹۵	شاہ چین کی ہبیرہ کو دھمکی	//
محافظ کا سعید کو فرار ہونے کا مشورہ	//	ولید بن عبدالملک کی حجاج سے نفرت	//	شاہ چین کی صلح کی پیشکش	//
صلحائے کوفہ کی سعید بن جبیر سے		ولید کا تعمیرات سے غیر معمولی شوق	//	قتیبہ بن مسلم کے عہد کی تکمیل	۴۰۱
ملاقات	۳۹۰	محمد بن یوسف کے تحائف	//	قتیبہ کی عادت	//
سعید بن جبیر سے حجاج کی جواب طلبی	//	ام البنین کی محمد بن یوسف سے خفگی و		گرداوری کا قاعدہ	//
حجاج کی خالد القسری پر لعنت	//	شکایت	۳۹۶	باب ۱۶	
سعید بن جبیر کا قتل	۳۹۱	محمد بن یوسف کی قسم	//	سلیمان بن عبدالملک	۴۰۲
قتل سعید پر حجاج پریشانی	//	محمد بن یوسف کا انجام	//	بیعت خلافت	//
حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات	//	عبدالعزیز کی ولی عہدی کی کوشش	//	عثمان بن حیان کی معزولی	//
امیر حج مسلمۃ بن عبدالملک اور عمال	//	سلیمان بن عبدالملک کی طلبی	۳۹۷	ابوبکر بن محمد کی عثمان سے درخواست	//
۹۵ھ کے واقعات	۳۹۲	ہلواث الکلبی کا بیان	//	امارت مدینہ پر ابوبکر بن محمد کا تقرر	//
قتیبہ کے لیے فوجی امداد	//	گرجا کا انہدام	//	امارت عراق پر یزید بن مہلب کا تقرر	//
ولید کا خط بنام قتیبہ	//	گرجا کے انہدام کی حضرت عمر بن		سلیمان اور قتیبہ میں کشیدگی کی وجہ	۴۰۳
حجاج بن یوسف کا انتقال	//	عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت	//	سلیمان سے قتیبہ کو خدشہ	//
فتح قنسرین	۳۹۳	قتیبہ بن مسلم کی چین پر فوج کشی	//	قتیبہ کے ولید کے نام تین خط	//
امارت بصرہ وکوفہ پر یزید بن ابی کبشہ		ایاس بن زبیر کو پروانہ راہداری	۳۹۸	قتیبہ کے قاصد کی سلیمان کے دربار	
کا تقرر	//	ایاس بن زبیر کی واپسی	//	میں باریابی	//
امیر حج بشر بن ولید	//	شاہ چین کی مسلم وفد سے ملاقات کی		ابوعبیدہ کی روایت	۴۰۴
۹۶ھ کے واقعات	//	خواہش	//	قتیبہ کو فرمان بحالی	//
ولید بن عبدالملک کی وفات	//	اراکین وفد کا انتخاب	۳۹۹	سلیمان کے قاصد کی روانگی	//
مدت حکومت	//	قتیبہ کی ہبیرہ بن شمرج کو ہدایت	//	توبۃ بن ابی السید کا بیان	//
ولید بن عبدالملک کی عمر	//	وفد کی شاہ چین سے پہلی ملاقات	//	قتیبہ کی بغاوت	//
ولید بن عبدالملک کی اولاد	۳۹۴	وفد کی شاہ چین سے دوسری ملاقات	۴۰۰	قتیبہ کا سلیمان سے علیحدگی کا بیان	۴۰۵
ولید بن عبدالملک کی سیرت وکردار	//	وفد کی شاہ چین کے دربار میں تیسری		قتیبہ کی برہمی	//

قتیبہ کے اعلان علیحدگی کی مخالفت	۴۰۶	ہرکارہ کی تیز رفتاری	//	حضرت عمر بن عبدالعزیز پر قتیبہ کی یزید	
بنی ازد کی قتیبہ سے علیحدگی	//	امارت مکہ پر طلحہ بن داؤد کا تقرر	۴۱۴	پر نکتہ چینی	۴۱۹
بنی ازد کی حضین کو سرداری کی پیشکش	۴۰۷	قلعہ عوف کی فتح	//	امیر حج سلیمان بن عبدالملک	//
حضین کا بنی ازد کو مشورہ	//	امیر حج ابوبکر بن محمد بن عمرو اور عمال	//	طلحہ بن داؤد کی معزولی و عمال	//
حیان سے قتیبہ کی کشیدگی	//	۹۷ھ کے واقعات	//	۹۸ھ کے واقعات	۴۲۰
وکیع کی بیعت	//	قلعہ مراۃ کی فتح	//	مسلمۃ بن عبدالملک کی قسطنطنیہ پر	
حیان کا وکیع سے معاہدہ	۴۰۸	رومیوں سے بحری جنگ	//	فوج کشی	//
وکیع کی طلبی	//	امارت عراق پر یزید بن مہلب کا تقرر	۴۱۵	مسلمۃ بن عبدالملک کی حکمت عملی	//
وکیع کی گرفتاری کا حکم کلیب بن خلف		امیر مال صالح بن عبدالرحمٰن	//	الیون اور ابن ہبیرہ کی گفتگو	//
کا بیان	۴۰۹	صالح اور یزید بن مہلب کی ملاقات	//	الیون کی چال	۴۲۱
وکیع کی جنگ کی تیاری	//	یزید بن مہلب کی فضول خرچی	//	سلیمان بن عبدالملک کا عہد	//
بنی عامر سے قتیبہ کی علیحدگی	//	صالح بن عبدالرحمٰن کا یزید کو مشورہ	//	قیصر روم کا انتقال	//
قتیبہ کا گھوڑا	۴۱۰	امارت خراسان کے متعلق عبدالملک		الیون کا مسلمۃ سے فریب	//
حیان النبطی کی قتیبہ سے علیحدگی	//	بن مہلب سے گفتگو	۴۱۶	مسلم بن عبدالملک کی حماقت	//
صالح بن مسلم پر حملہ	//	یزید بن مہلب کی عراق سے بیزاری	//	ایوب کی ولی عہدی کی بیعت	۴۲۲
قتیبہ اور وکیع کی جنگ	//	یزید بن مہلب اور ابن الاہتم	//	ایوب بن سلیمان کا انتقال	//
وکیع کی پیش قدمی	۴۱۱	یزید بن مہلب کا سلیمان کے نام خط	//	صقالیہ کی فتح	//
ہشیم بن المنخل کی مخالفت	//	سلیمان بن عبدالملک کی ابن الاہتم		ولید بن ہشام اور عمرو بن قیس کا جہاد	//
قتیبہ اور اس کے عزیزوں کا قتل	//	سے گفتگو	۴۱۷	دہستان کا محاصرہ	//
سعد کا قتل	//	ابن الاہتم کی تجویز	//	ترکوں سے جنگ	//
جہم بن زحر الجعفی کا انجام	//	امارت خراسان پر یزید بن مہلب کا		محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ	//
قتیبہ کی خوارزمی لونڈی	۴۱۲	تقرر	//	ابن ابی سبرہ کی عثمان بن مغفل سے	
وکیع کا خطبہ	//	مخلد بن یزید کی روانگی خراسان	۴۱۸	گفتگو	۴۲۳
قتیبہ کے سر کی طلبی	//	وکیع بن ابی سود کی قدر و منزلت	//	ابن ابی سبرہ کی شجاعت	//
مقتولین کے سروں کی روانگی شام	//	ابن الاہتم کی وکیع کے خلاف شکایت	//	یزید پر ترکوں کا اچانک حملہ	//
قتیبہ کا مرتبہ	۴۱۳	بنی قیس کا قتیبہ کے بارے میں بیان	//	دہستان پر یزید بن مہلب کا قبضہ	۴۲۴
ابن الجہری کا قتل	//	مخلد بن یزید کی مرو میں آمد	//	جرجان میں یزید کا استقبال	//
ابن عبید الجہری کے قتل کی وجہ	//	وکیع کی گرفتاری	۴۱۹	اصبہذ کا محاصرہ	//

سردار ویلم اور ابن ابی سبرہ کا مقابلہ	۴۲۴	مال غنیمت کی تقسیم	۴۲۷	جرجان کا تاراج	۴۳۲
مسلمانوں کا مقابلہ اور پسپائی	//	محمد بن واسع اور تاج کا واقعہ	۴۲۸	جرجان کے بارے میں ہشام کی	
اصبہذ کی اہل جرجان سے امداد طلبی	۲۴۵	فتح جرجان کی اہمیت	//	روایت	۴۳۳
اصبہذ سے مصالحت	//	اصبہذ کے محاصرہ کی دوسری روایت	۴۲۹	یزید بن مہلب کا سلیمان بن عبدالملک	
اہل جرجان کی بدعہدی	//	عبداللہ بن المعمر اور فوجیوں کی شہادت	//	کے نام خط	//
وادی مصقلہ	//	حیان سے یزید بن مہلب کی درخواست	//	مغیرہ بن ابی قرۃ کا یزید کو مشورہ	//
اہل جرجان کی اطاعت	//	حیان کی تدبیر و حکمت عملی	۴۳۰	مدینۃ الصقالبہ کی فتح	۴۳۴
صول فیروز بن قول	۴۲۶	اصبہذ سے زرتاوان پر صلح	//	امیر حج عبدالعزیز بن عبداللہ و عمال	//
فیروز کی معزولی	//	حیان النبطی پر جرمانے کی وجہ	//	۹۹ھ کے واقعات	//
فیروز اور یزید بن مہلب	//	جرجان کا محاصرہ	//	سلیمان بن عبدالملک کی وفات	//
فیروز کا یزید بن مہلب کو مشورہ	//	قلعہ کے عقبی راستہ کی دریافت	۴۳۱	مدت حکومت	//
یزید کا حاکم طبرستان کے نام خط	//	ہیاج بن عبدالرحمٰن کو انعام	//	سلیمان بن عبدالملک کی سیرت و	
فتح جرجان	۴۲۷	منتخب دستہ کی روانگی	//	کردار	//
صول کا محاصرہ	//	خالد بن یزید کو حکم	۴۳۲	سلیمان کی باندی کے اشعار	۴۳۵
ابن ابی سبرہ پر ترکوں کا حملہ	//	یزید کا کفار پر حملہ	//	رومی قیدیوں کا قتل	//
صول کی امان طلبی	//	خالد بن یزید کا قلعہ پر حملہ	//	ایک رومی اسیر اور فرزوق	۴۳۶